Atish E Deewangi

PARIS RAJA

دل چاہتا ہے کچھ ایسا لکھوں۔۔۔۔۔

لفظوں کی آہیں نکلیں۔۔۔۔۔۔۔

قلم سے لہوں ٹپکے۔۔۔۔۔

کاغذ پر درد بکھرے۔۔۔۔۔۔۔

میری خاموشی ٹوٹے۔۔۔۔۔

پھر اذیت سے جان چھوٹے۔۔۔۔

’پورا وجود زخموں سے چور تھا‘‘

پورے دو دن سے وہ اپنے نیم مردہ وجود کے ساتھ ٹھنڈے فرش کر پڑی ہوئی تھی بنا کھانے کے ایک نوالے اور پانی کے ایک قطرے کے۔پر کسی کو اس معصوم پر رحم نہیں آیا تھا۔

’’اسے اندھیرے سے ڈر لگتا تھا پر اب تو زندگی میں ہی اندھرہ ہو گیا تھا‘‘

اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اس جگہ سے اٹھ سکتی جہاں اسے مار کر بے دردی سے پھینکا گیا تھا۔اسے لگ رہا تھا وہ آج اس کی روح وجود سے آزاد ہو جائے گی اور اسے سکون مل جائے گا۔ہر درد سے، ہر ازیت سے آزادی مل جائے گئی۔

”زخمی ہونٹوں سے خون بہہ بہہ کر اب سوکھ چکا تھا“

تکلیف سے آنکھوں سرخ انگارہ ہو رہیں تھیں جیسے ابھی خون بہہ نکلے گا۔

بند ہوتی آنکھوں میں ایک سال پہلے کی کہانی کسی فلم کی طرح چلنے لگی۔

.....

سرخ کلر کے عروسی لباس میں بنا کسی مصنوعی چیز کے میک اپ سے پاک چہرہ بنا کسی زیور کے وہ دنیا کی پہلی دلہن ہو گی جو خود اکیلی اپنے دلہے کہ کمرے میں جا رہی تھی۔ کوئی اسے چھڑنے نہیں آیا تھا بس ایک ملازمہ اسے اس کے کمرے کا بتا کر چلی گئی۔

جیسے جیسے کمرہ نزدیک آرہا تھا دل خوف سے لرز رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی اب زندگی اس کا کیا امتحان لینیوالی تھی۔ پر نازک سا دل بری طرح سے سینے کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

سب کہتے تھے وہ ایک سنہری شہزادہ ہے۔ پر کیا اس کے سینے میں دھڑکتا دل بھی ایک شہزادہ کیا ہو گا۔

کیا وہ رحم دل شہزادہ ہو گا یا پھر باقی سب کی طرح ہی بے رحم۔

جنہوں سے اسے بس زخم ہی دیے تھے۔

ڈھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ ناک کیا۔

اپنے دل کو مظبوط کرتے لرزتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا۔ وہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی کھلتا چلا گیا۔

کمرے میں نیم تاریکی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ ہال نما روم کے اندر داخل ہوئی۔

اچانک سے پورہ کمرا روشنیوں میں نہا گیا تھا۔ وہ خوف سے آنکھیں میچ گئی۔ مقابل نے آنکھیں میچے بڑا سا عروسی دوپٹا لیا لڑکی پر ایک اچٹتی نظر ڈالی تھی۔ بیڈ کے کراؤن سے ساتھ ٹیک لگائے ایک ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑے وہ سرخ آنکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

یہاں آؤ..... بھاری روعب دار آواز میں وہ سرد لہجہ میں بولا۔

لیکن اس کی ٹانگیں جیسے اس کا ساتھ دینے سے انکاریں تھیں وہ ایک انچ بھی ہل نہیں پا رہی تھی۔

لیکن مقابل کو اس کی بات کی نفی کرنے والے قطعی برداشت نہیں تھے۔

غصے سے شراب کی بوتل اس کے پیروں میں زور سے ٹینچی تھی۔

خوف سے اس کی چیخیں نکلیں تھیں۔ نازک سا دل بند ہونے کو تھا۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑا۔ یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے لرزتی قدم قدم پیچھے ہونے لگی، لیکن وہ ڈگ بھرتا اس کے سر پر آ پہنچا۔ اور ایک زوردار طمانچہ رسید کیا۔

وہ دور زمین پر جا گریں۔ تھپڑ اتنی زور کا تھا کہ اسے اپنا دماغ سن ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ ہونٹ پھٹ کر خون نکلنے لگا۔

مقابل سے بنا اس کی تکلیف کی پروا کیے اسے بازو سے دبوچ کر اسے مقابل کھڑا کیا۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ سامنے کھڑے اس بے رحم شخص کی جانب دیکھتی۔

مجھے اپنی بات کو دہرانا پسند نہیں۔۔۔وہ دھیمے لہجے میں غضب و غصے سے بولا۔

گرفت اس قدر سخت تھی کہ اسے درد سے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

آج کے بعد اگر مجھے ایک بات کو دھرانا پڑا تو بہت برا پیش آؤں گا تمھارے ساتھ۔ وہ اسے بالوں سے پکڑتے ہوئے سختی سے بولا۔

وہ نازک سی جان اتنی سختی برداشت نہیں کر پائی اور ہوش خرد سے بیگانہ ہو گئی،

جب آنکھ کھلی تو سیاہ لباس میں خود کو ایک بوسیدہ کمرے میں زمین پر پڑا پایا۔ اس کے بعد تو اس پر اذیتوں کے باب کھل گئے۔

اس کے ساتھ ملازوں سے بھی زیادہ برا سلوک کیا جاتا۔ بنا غلطی کے اسے مارا جاتا کبھی اس کا ہاتھ جلا دیا جاتا تو کبھی سوتے ہوئے اس پر ٹھنڈا یخ پانی ڈال دیا جاتا۔

اور وہ سولہ سال کی نازک سی جان ہر روز اپنے مرنے کے انتظار میں روز مر مر کر جینے لگی۔ اس دن کے بعد وہ ظالم شہزادہ ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں آیا تھا نہ اسے بلوایا۔ گھر کے سارے مردوں سے اسے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا

تھا۔ خاص کر کے اس ظالم شہزادے کی موجودگی میں تو اس کے سامنے بھی آنے سے منع کیا تھا۔ اور نافرمانی کی صورت میں اس کا چہرہ جلا دیا جائے گا۔ یہ سن کر ہی وہ خوف سے بری طرح کانپ گئی اور کبھی اپنے چہرہ گھر کے کسی مرد کے سامنے بے پردہ نہ کیا۔

اسے کھانے کے لیے بھی اپنی مرضی سے کھانا دیا جاتا یہاں تک کے وہ پانی کی ایک ایک باند کے لیے ترستی پر کسی کو اس پر رحم نہیں آتا تھا۔

پہننے کے لیے صرف سیاہ لباس اور بڑی سی سیاہ چادر جس سے وہ ہر وقت اپنا چہرہ ڈھنپے رکھتی۔

ایک پرانی ملازمہ انابی اس کے زخموں پر مرحم لگاتیں اور ساتھ ساتھ آنسو بہتیں اس چھوٹی سی پری کے درد پر اس تکلیفوں پر اسے اپنے سینے سے لگا لیتیں۔ اور وہ بے حد تکلیف میں ہوتے ہوئے بھی اس کے ممتا بھرے آغوش میں سکون سے

آنکھیں موند جاتیں۔اس اُمید سے کے شاید اب یہ آنکھیں دوبادہ اس بے رحم دنیا میں نا کھلیں اور اسے آزادی مل جائے سارے عذابوں سے۔

لیکن ہر بار وہ آنکھیں دوبارہ کھل جاتیں نئے سرے سے اذیتیں سہنے کے لیے۔

ئ.....

یہ کمرہ کسی شہزادی کی آرام گاہ سے کم نا تھا۔

ہوتا بھی کیوں وہ ایک شہزادی ہی تو تھی شاہ خاندان کی اکلوتی شہزادی!..

پورا روم پنک کلر کا تھا۔روم میں ایک سایڈ پر اس شہزادی کی بہت ساری تصوریں لگی ہوئیں تھی جن پر رنگ بے رنگی فیئری لائٹس لگیں ہوئیں

تھی۔ایک کونے میں ایک ریک جس میں اس کے بہت سارے ٹیڈی بیئر اور ڈولزر کھی گئیں تھیں۔

سامنے ہی شہزادی پنک نیٹ لگے بیڈ پر محوِ خواب تھی۔

روم کا دروازہ کھلا تھا اور رابعہ بیگم اندر آئیں۔

''نور.... نور اٹھ جاؤ میری شہزادی باہر سب ناشتے کے لیے آنے والے ہیں''۔۔۔''وہ اس پیشانی پر بوسہ لیتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگیں۔پر وہ ذرہ سا ٹس سے مس بھی نہ ہوئی''

رابعہ بیگم جانتیں تھیں اس کی شہزادی ایسے اٹھنے والی نہیں۔

نور اٹھ جاؤ پرنسس نیچے آپ کی دادی بیگم آپ کا ناشتے کی ٹیبل پر ویٹ کر رہی ہیں۔اگر تم نہیں اٹھی تو وہ آسکتی ہیں تمھیں خود اٹھانے تو.....ابھی ان کا جملہ ادھورہ ہی تھا کے وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

مما جانی ہم اٹھ گئے ہیں آ....آپ دیکھیں۔وہ فوراً بیڈ سے اتری۔رابعہ بیگم اپنی شہزادی کو دیکھا کر مسکرائیں تھیں۔پنک کلر کی لوز سی شرٹ اور پنک ہی ٹراؤزر کھلے لمبے گولڈن براؤن بال دودھ ملائی جیسی رنگت بڑی بڑی ساحرانہ آنکھیں اور ان پر گھنری پلکوں کی جالر، عنابی بھرے بھرے گلال لب، پھولے ہوئے گلابی گال جب مسکراتی تو ان میں پڑنے والے ڈمپل سب کو اپنی جانب متوجو ہونے پر مجبور کر دیتے، نازک کانچ کے پیکر سا وجود، وہ کسی حسنِ مجسمہ سے کم نہ تھی۔

رابعہ بیگم نے بے ساخت نظریں چرا گئیں کہ کہیں ان کی ہی نظر نہ لگ جائے ان کی شہزادی کو۔

مما جانی بھائیو جانی کب آئیں گے۔۔۔۔نور نے ان کے شانے پر سر رکھ کر پوچھا۔

بتائیں نہیں تمھارے بھائیو جانی نے مجھے۔اب چلو جلدی سے فریش ہو کر آؤ۔وہ اس کے ساتھ میں اس کے کپڑے تھماتے ہوئے بولیں۔

مما جانی ہمیں بھائیو جانی کی بہت یاد آ رہی ہے بابا جانی سے کہیں انھیں واپس بلائیں۔وہ ضدی انداز میں بولی۔رابعہ بیگم نے ایک نظر اپنی بیٹی کی جانب دیکھا جو آنکھوں میں نمی لیے ابھی رو دینے کو تھی۔

نور.... بڑی ہو جاؤ،اور تھوڑی سی عقل استعمال کر کیا کرو اب تم بچی نہیں ہو۔وہ اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں۔

لیکن مما جانہ ابھی تو ہم اٹھارہ سال کے نہیں ہوئے، میں نے رانیہ آپو سے پوچھا تھا کہ ہم بڑے کب ہوں گے تو انھوں نے کہا جب ہم اٹھارہ سال کے ہوں گے۔۔۔۔وہ منہ میں انگلی ڈالے رانیہ (نور کی پھوپھو کی بیٹی) کی کہی بات بتانے لگی۔

عقل مند ہونے کا تعلق بڑے ہونے سے نہیں ہوتا۔وہ اپنی پاگل بیٹی کی جانب دیکھتے ہوئے بولیں۔

تو پھر کس سے ہوتا ہے....اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

دماغ سے ہوتا ہے جو کہ میری شہزادی کے پاس بلکل نہیں ہے۔اب جاؤ باقی باتیں بعد میں ورنہ تمھاری دادی بیگم آجائیں گی۔۔۔۔انھیں نے دھیمے لہجہ میں کہا تو نور بنا کچھ بات کیے اگلے ہی پل جھٹ سے باتھ روم میں گھس گئی۔

رابعہ بیگم مسکرا کر روم سے نکل گئیں۔

یہ امیریکہ کے ایک مشہور کلب کا منظر تھا

جہاں لڑکے لڑکیاں نیم برہنہ ڈریسز میں شراب کے نشے میں تھرک رہے تھے۔

ہیے ہینڈسم.. کم آن لٹس ڈانس۔ایک پری وش چھوٹی سی چست ڈریس پہنے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اندازِ دلربائی سے گویا ہوئی۔

لیکن وہ اس کی آفر کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹک کر اپنی ڈرنک کا گلاس اٹھا کر خلق میں اتارنے لگا۔

اوکم آن ہینڈسم.... وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔ وہ ایک جھٹکے میں اٹھا تھا یہ دیکھ کر وہ خوشی سے نہال ہو گئی۔ اس نے اس پری وش کا ہاتھ تھامہ اور ڈانسنگ فلور کی جانب آیا۔

وہ مسکراتی اس کے گلاے میں اپنی بانہوں کا ہار ڈالے اس کے ساتھ ڈانس کرنے لگی۔ مقابل بھی اس کی کمر پر دونوں ہاتھ رکھے اس کے ساتھ دھیرے دھیرے موو کر رہا تھا۔

وہ اس کی پراسرار سرد سی شہد رنگ بھوری آنکھیں میں کھو سی گئی تھی۔ کہ اچانک اسے اس کی انگلیاں اپنی نازک کمر میں دھنستی ہوئیں محسوس ہوئیں۔ درد کی شدت سے اس کے چہرے پر درد کے اثار رونما ہونے لگے۔

لیکن دباؤ بڑھتا ہی گیا۔ مقابل کی انگلیاں اپنے گوشت میں پیوست ہوتی ہوئیں محسوس ہوئی۔

وہ اس کے گلے سے اپنی بانہیں نکال کر اپنی کمر اس کی ہاتھ کی گرفت سے چھڑانے کی سعی کرتی رو دینے کو تھی...

پپ... پلیز لیومی۔۔۔۔۔وہ جتنا خود کو چھڑانے کی کوشش کرت مقابل کی گرفت اتنی ہی سخت ترین ہوتی جا رہی تھی، اس کی گرفت سے خود کو آزاد نہ کروا پانے پر لجاجت بھرے لہجے میں گویا ہوی۔ لیکن سامنے والے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

”.....Vijjan Shah does not like to repeat the same thing.“

)وجدان شاہ کو ایک ہی بات کو دہرانا پسند نہیں(

وہ اس کے کان کے قریب جھک کر سرد لہجے میں سرگوشی میں بولا۔

"so next time be careful honey".....

وہ ایک جھٹکے میں اس کی کمر کو چھوڑتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اسے کلب سے نکلتا دیکھ کر اس کے گاڈز نے اس کے لیے گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔

ایئرپوٹ چلو...اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے تحکم بھرے انداز میں کہا۔ڈائیور نے فوراً اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے گاڑی ایئرپوٹ کی جانب لی۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی ائیر پوٹ کے سامنے رکی تھی۔وہ گاڑی سے اتر کر ائیر پورٹ کے اندر کی جانب بڑھا چار گاڈ اس کی پیروی کرتے اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

ہر کوئی اس کی جانب متوجو ہو رہا تھا۔چھ فٹ دو انچ سے نکلتا قد چوڑے شانے اس کی شخصیت کو سب میں نمایا کر رہے تھے،وہ اس وقت بلیک کلر کی پینٹ پر وائٹ شرٹ اور اس پر بلیک ہی کوٹ پہنے،ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے، بورے بالوں کو ترتیب سے سیٹ کیے ایک کان میں بلوٹوتھ لگائے،سرخ سپید رنگت چہرے پر اگی بیئرڈ اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی گنی مونچھوں تلے عنابی لب ایک دوسرے میں پیوست،جیسے وہ مسکرانہ جانتا ہی نہ ہو... مغرور ستون نارک پر ہر وقت غصہ کا بسرا رہتا،پر اُسر اسی سرد کالی آنکھوں والا وہ کوئی شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔

بے شک وہ حسن کا ایک بہترین شہکار تھا... جیسے دیکھ کر ہر صنف نازک کا دل دھڑکنا بھول جاتا۔

ہر کوئی اسے مڑ مڑ کر دیکھا رہا تھا لیکن وہ سب کو نظر انداز کرتا مظبوط اور شاہانہ چال چلتا فلیٹ کی جانب بڑ گیا۔

.....

عالم شاہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی بڑا سلطان شاہ اور چھوٹا زمان شاہ اس کے بعد عالیہ شاہ اور سب سے چھوٹا اکرم شاہ۔ اکرام شاہ کو دشمنوں نے قتل کر دیا تھا۔ شاہ حویلی کے مکین ٹوٹ بکھر گئے۔

سلطان شاہ کی شادی عالم شاہ کے دوست کی بیٹی فاطمہ شاہ سے ہوئی۔ اور اللہ نے انھیں دو بیٹے دیے بڑا وجدان شاہ اور اس سے چھوٹا زوار شاہ۔

لیکن پھر ایک دن اچانک ایک حادثہ میں وہ خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ جس سے شاہ محل ایک بار پھر غم میں ڈوب گیا۔

زمان شاہ اور رابعہ بیگم کی شادی کے کافی عرصے کے بعد بھی جب کوئی اولاد نہ ہوئی تو رابعہ بیگم اور زمان شاہ نے اسے خدا کی رضا سمجھ کر قبول کر لیا رابعہ بیگم نے زوار شاہ اور وجدان شاہ کی پرورش ایک ماں کی طرح کرنی شروع کر دی۔ انھیں ماں کی کمی کبھی محسوس ہونے نہ دی اتنا پیار کیا کہ شاید اپنی ماں بھی اپنے بچوں سے نہ کر پاتی۔

تبھی خدا کو شاید ان پر رحم آگیا اور شادی کے آٹھ سال بعد خدا نے اس کی گود بھر دی اور ان کے گھر ایک پیاری سی معصوم سی شہزادی کا جنم ہوا۔

جس کا نام سلطان شاہ نے دل آئنور رکھا سب اسے پیار سے نور کہتے سب کی آنکھیوں کا تارہ وجدان شاہ کی جان اور زوار شاہ کے دل کی دھڑکن، اس کا قرار، اس کا چین، اس کی دیوانگی، اس کا پاگل پن، عشق و جنوں، اس کی بچپن کی محبت اس کی منکوحہ

عالیہ بیگم کی شادی اپنے پھپھوزاد (جس کا نام عامر کاظمی تھا) سے ہوئی تھی۔ جو کراچی میں رہتیں تھیں

ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ سب سے بڑا بیٹا جس کا نام عاشر کاظمی اس کے بعد میرال کاظمی اور سب سے چھوٹی رانیہ

.....

سب لوگ کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے۔ سوائے ایک انسان کے

وہ تھا زوار شاہ۔۔۔

شاہ بیگم کی نظریں اسے تلاش رہیں تھیں۔

بہو۔۔۔۔ زوار شاہ کہاں ہے۔انھوں نے دریافت کیا۔ جبکہ زوار شاہ کے نام پر ہی نور نے تھوک نگلی۔

امی بیگم وہ رات کو شکار سے دیر سے لوٹا تھا،اس لیے کسی کو بھی ڈسٹرب کرنے سے منع کیا ہے،

رابعہ بیگم کے مطلع کونے پر انھوں نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

سلطان شاہ، زمان شاہ میں سوچ رہی ہوں اس بار ہماری بڑا پوتا آئے تو ہم میرال کے ساتھ اس کی منگنی کر دیں۔ وہ رسانیت سے گویا ہوئیں۔ رابعہ بیگم کے کھانا کھاتے ہاتھ رکے تھے۔ دل مضطرب سا ہوا تھا۔

لیکن باقی سب معمول انداز میں کھانا کھا رہے تھے۔

جیسا آپ کو مناسب لگے امی بیگم.... سلطان شاہ نے ہمیشہ کی طرح اس کے حکم کے آگے سر جھکایا۔

زمان شاہ نے ایک نظر اپنی ماں اور بھائی پر ڈالی تھی۔ اور دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کیونکہ وہ ان کے فیصلہ کے سامنے بے بس تھے۔

میں کھیر لے کر آتی ہوں، رابعہ بیگم اٹھ کر کچن کی جانب آ گئیں۔ نم آنکھوں سے انھوں نے رجو (ملازمہ) کو کھیر نکالنے کا کہا۔

سنوانانی کہاں ہیں، انھوں نے رجو سے دریافت کیا۔

جی وہ تو ابھی تک اپنی بیٹی کے وہاں سے واپس نہیں آئیں۔ ملازمہ کی بات پر رابعہ بیگم فکر مند ہوئیں تھیں۔

اچھا اس نے کھانا کھایا۔ لہجہ دھیما تھا۔

نہیں جی دو دن ہے وہ ایسے ہی اپنے کوٹر میں پڑی ہوئی ہے۔ کسی سے ایک بوند پانی کی بھی نہیں دی۔

رابعہ بیگم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا،

تم ایک کام کرو.... کھانے کی ایک پلیٹ تیار کرو۔اور ہاں کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔تب تک میں یہ کھیر دے کر آتی ہوں۔رجو نے اثبات میں سر ہلایا۔

رجو ادھر اُدھر دیکھتی کھانا لگانے لگی کہ کہیں وہ پینو (شاہ بیگم کی خاص ملازمہ) ہی نہ آجائے۔

تھوڑی ہی دیر میں رابعہ بیگم کچن میں آئیں تھیں۔

سنو تھوڑی ہی دیر میں امی بیگم زمینوں کے لیے نکلیں گی۔تم یہ کھانا اور یہ دوائی لے کر پینو کی نظر سے بچتے ہوئے اس کے کوٹر میں جانا میں بھی پہنچ جاؤ گی۔اور ہاں دھیان سے۔انھوں نے اسے تاکید کی۔تو رجو نے ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً اثبات ہلایا۔

رجو نے جلدی جلدی کھانا ایک پلیٹ میں لگایا اور چھپتے چھپاتے کوارٹر میں پہنچی سامنے ہی وہ بدنصیب زمین پر ساکت و جامد پڑی تھی۔

الجھے بکھرے دراز سیاہ بال، برف سی رنگت پر جگہ جگہ سرخ اور نیلے نشان پڑے ہوئے تھے۔ رجو اس کے قریب ہی زمین پر بیٹھ گئی۔ کھانے کی ٹرے اس کے قریب رکھ کر ہاتھ اس کے ناک کے آگے کر کے اسکے زندہ ہونے کی نشان دھی کی۔ اس سکون ہوا تھا کہ وہ زندہ تھی۔

اتنے میں رابعہ بیگم اندر آئیں تھیں۔ اور اسے کی حالت کو ایک کر کلیجہ منہ کو آگیا۔ انھوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی روکی۔

اتنا ظالم اتنی بربریت وہ بھی ایک معصوم سی پری پر جو ابھی مشکل سے ہی اٹھارہ سال کی بھی نہیں ہو گی۔

وہ چلتی ہوئیں اس کے قریب آئیں اور اسکے قریب بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔

رجو خیرت سے اپنی بی بی جی کو دیکھ رہی تھی۔

کتنے الگ دل کے مالک تھے اس حویلی کے مکین۔

کچھ زخم دیتے تھے تو کچھ مرہم لگاتے تھے۔

رجو پانی دو.... رجو نے اس کے مانگنے پر فوراً پانی دیا۔

رابعہ بیگم نے تھوڑا سا پانی لے کر اس کے چہرے پر چھنٹے مارے ساکت پلکوں میں جنبش ہوئی تھی۔

انھوں نے اس سہارا دے کر تھوڑا اٹھا کر پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا مشکل سے دو ہی گھونٹ وہ پی پائی تھی۔

رابعہ بیگم اس معصوم کے زخموں پر آنسو بہاتیں کھیر کی چمچ بھر کے اس کے منہ کے قریب لے گئی۔ لیکن اس کے وجود میں شاید اتنی بھی جان نہیں تھی کہ وہ کھانے کے لیے منہ ہی کھول لیتی۔ رابعہ بیگم ضبط کے مرحلوں سے گزرتیں اس کا منہ کھول کر کھیر اس کے منہ میں ڈالنے لگیں۔ مشکل سے اس نے تین سے چار چمچ ہی کھائے تھے۔ رابعہ بیگم نے درد کی گولی اس کے منہ میں رکھ کر پانی اس کے لبوں سے لگایا۔ پھر رجو کے ساتھ مل کر زمین پر بچھے اس کے بستر پر ڈال کر اس پر کمبل ڈال دیا۔

رجو ڈاکٹر شہناز کو فون کرو اور اسے کہوں رابعہ بیگم اسے بلوایا ہے فوراً ، انھیں اس کی اس کی حالت پر تشویش

ہوئی..

جی بڑی بی میں ابھی انھیں مطلع کرتی ہوں....

رجو کے اطلاح کرنے کی دیر تھی وہ کچھ ہی دیر میں خاضر تھی۔۔۔

بڑی بی میں نے اسے انجکشن لگا دیا ہے لیکن یہ بہت کمزور ہے....اگر ایسا ہی رہا تو افسوس مجھے اس کے زیادہ دن ٹھیک رہنے کی اُمید نہیں ہے...

وہ ڈھکے چھپے لہجہ میں انھیں بہت کچھ سمجھا گئی تھی..

وہ کچھ نہیں بول پائیں تھیں...

یہ دوااور مرہم ہے اسے دن میں بار بار لگاتے رہیں اس کے زخم جلدی بھر جائے گے اور دوا بھی وقت پر

دی جائے...انشااللہ یہ جلدی بہتر ہو جائیں گی....

اچھااب مجھے اجازت دیں...

رجو کرم داد سے کہوں ڈاکٹر صاحبہ کو اس کے گھر پہنچادے...اور تم چاند کو دوا دے کر آنا۔۔۔وہ کہہ کر وہاں سے نکل گئی۔

.....

کمرے میں ہر طرف اندھیرے کا راج تھا.... گلاس وال ہو کھڑکیوں پر گرے پردے روشنی تو اندر آنے سے رک رہے تھے.... سامنے ہی جہازی سائز بیڈ پر وہ اندھے منہ شرٹ لیس پڑا ہوا تھا...

کمفرٹر سے اس کا جانکتا اور وہ کسرتی وجود.... سرخ سپید کسرتی بازو اس کے فولادی وجود کی نشاندھی کر رہی تھے..

مغرور کھڑی ناک... عنابی سرخ لب جو صرف کچھ لوگوں کو ہی اپنی دلفریب مسکراہٹ کی جھک دیکھاتے تھے... روشن پیشانی پر بکھرے اس کے بھورے بال اسے جاذب نظر بنا رہے تھے۔

بے شک وہ ایک خوبصورت اور چھا جانے والا مرد تھا....

لیکن یہ کیا شہزادے کی آنکھوں تو بند ہیں پھر ہم کیسے جانے گے اس کی آنکھوں کا رنگ...

شہزادے کے روم کا دروازہ کھولا تھا...

رابعہ بیگم اندر آئیں اور اپنے لاڈلے شہزادے کو ابھی تک سوتا دیکھا کر مسکراتی ہوئیں اس کی جانب آئیں....

وہ اس کے قریب آکر بیٹھ گئیں

رابعہ بیگم کو لگا وہ ان کے قریب آکر بیٹھنے پر بند آنکھوں سے مسکرایا تھا۔

زوار میری جان اٹھ جاؤ... وہ پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولیں۔ تو وہ سر اٹھا کر اس کی گود رکھ گیا۔ وہ مسکرائیں اس کے سر میں چلتا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔

چھوٹی ماں سونے دیں نہ..... وہ منہ بسورتا بچوں دوبارہ ان کا ہاتھ تھام کر اپنے بالوں میں گمانے لگا۔ مطلب ان کا رکنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔

تو انھیں نے جھک کر اس کی پیشانی پر بوسہ لیا۔

میری جان چار بج رہے ہیں۔ انھوں نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

چھوٹی ماں.... بزی ہوں۔ وہ ان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

اس کی بات رابعہ بیگم خیران سی مسکرائیں۔

کہاں بزی ہو، زوار سو رہے ہو۔اب اٹھ جاؤ۔وہ مصنوعی حگی سے بولیں۔

دیکھ نہیں رہیں میں اپنی ماں سے پیار لے رہا ہوں اس لیے ڈونٹ ڈسٹرب مسز زمان شاہ۔وہ ان کا دوسرا ہاتھ بھی اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔تو وہ ہنس دیں۔

زوار اٹھ جاؤ بہت ہو گئی تمھاری ناٹک بازیاں۔وہ اس کے سر پر ایک چپت رسید کرتے ہوئے بولیں

تو وہ مسکرایا اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ویسے میری جان آپ کی بیٹی پلس بہو کہاں ہے چھوٹی ماں۔ دو دن سے دیکھا نہیں اگر دس منٹ اور نہ دیکھا تو لگتا ہے آنکھوں کی بینائی چلی جائے گی۔ وہ بے باکی سے گویا ہوا۔

زوار شاہ بہت بدماش ہوتے جا رہے ہو تم شرم نہیں آتی ماں کے سامنے ایسی باتیں کرتے ہوئے۔ انھوں نے اسے شرم دلانا چاہی۔

آتی ہے نہ چھوٹی ماں، پر کیا ہے نہ کہ یہ جو دل ہے نہ آپ کی بیٹی پلس بہو کے لیے بڑا کمینا بن جاتا ہے۔

سنتا ہی نہیں میری۔ بہت سمجھایا پر نہیں اسے تو بس اپنی ہی کرنی ہوتی ہے۔ وہ دل پر ہاتھ رکھے بڑی معصومیت سے بولا۔ وہ ہنس دیں۔

زوار شاہ تم نہیں سدھرنے والے وہ اپنا سر تھامنے ہوئے اس کے روم سے نکل گئیں۔ان کے جاتے ہی زوار شاہ پھرتی شاور لیا اور چند ہی منٹوں میں تیار ہو کر اپنے روم سے نکلا۔

اس کا رخ سیدھا اپنی جان کے روم کی طرف تھا۔

اس کے روم کے سامنے رک کر آہستہ سے ناب گما کر دروازہ کھولا۔کمرے میں آکر پورے کمرے میں نظر دوڑائی لیکن وہ کہیں دیکھائی نہ دی۔

غصے سے اس کے اعصاب تن گئے تھے۔وہ جانتا تھا اس وقت وہ کہاں ہو گی۔

وہ تیزی سے اس کے روم سے نکلا۔لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے بیک لون کی جانب آیا،سامنے ہی وہ مٹی سے بھرے ہاتھ لیے پودا لگانے میں مصروف تھی۔

زوار شاہ کو دیکھ کر رجو کی سانس کو اوپر کی اوپر اور نیچے رہ گئی۔ زوار شاہ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہاں سے جانے کے لیے کہا اور وہ تو خدا کا شکر کرتی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی۔

پردل آئنور صاحبہ تو اپنے پودے لگانے میں اس قدر مصروف تھیں کہ زوار شاہ کے آنے اور رجو کے جانے کی خبر ہی نہ ہوئی۔

رجو... اب دیکھنا ہمارا پودا کتنا بڑا ہو جائیں گیا بس.... دو... تین.... پانچ نہیں آٹھ ہی دن میں.... ہم اسے زور پانی دیں گے۔ اور ہاں اگر کبھی ہم نہ دے سکیں نہ تو تم ضرور دے دینا۔ کیونکہ اگر اس ظالم، مغرور، گمنڈی، پاگل، سر پھرے اور.... اور کیا.... وہ بولتے بولتے رکی شاید کچھ اور نام اس اس کی شانکے مطابق سوچ رہی تھی۔ یہ دیکھے بنا یہ پیچھے کھڑا زوار شاہ اپنی شان میں اس کے منہ سے قصدے سنتا بھٹی کی طرح سلگنے لگا تھا۔

ہاں یاد آیا جلاد، برڈازر، لمبو اور سائیکو کنگ نے اگر ہمیں یہاں دیکھ لیا نہ تو ہماری جان نکال دینی ہے اس نے۔ وہ مزید گوہر فشانی کرتے ہوئے اب پودے کو زمین میں دبا کر اس پر مٹی ڈال رہی تھی۔

کیا سچ میں..... وہ اپنے ہاتھ پشت پر باندے سلگتا پوچھار ہا تھا۔

مطلب حد ہی ہو گئی وہ اس سے عشق کرتا تھا اور وہ اسے ایسے ایسے واہیات ناموں سے نواز رہی تھی۔

زوار شاہ کی آواز سن کر نور پر سے سکتا طاری ہو گیا،

کیا اس نے سب سن لیا تھا۔۔۔

یہ سوچ کر ہی اس کے وجود میں لرزش طاری ہو گئی۔ نازک دل بری طرح کانپنے لگا۔

نور اٹھا وہاں سے اور یہاں آؤ رائٹ ناؤ۔۔ وہ سرد لہجہ میں بولتا خاصہ برہم دیکھائی دیا...

لیکن وہ اب مزید اس کی بات نا مان کر اس کے غصہ کو ہوا نہیں دے سکتی تھی۔ تبھی لرزتی ٹانگوں کے ساتھ اٹھ کر سر جھکائے اس کی جانب مڑی۔

لیکن اس کا چہرہ دیکھ کر زوار شاہ کا غصہ مزید بھڑک اٹھا کیونکہ اس کے بکھرے بالوں اور منہ پر جگہ مٹی لگی ہوئی تھی اور وہ جو صدا کا صفائی پسند اور نفاست پسند تھا اپنی منکوحہ کو اس خیال میں دیکھ کر دماغ گھوم گیا۔

وہ تیزی سے اس کی جانب بڑا۔ نور کو لگا آج اس کا آخری دن ہو گا۔ دل بری طرح کانپا....

زوار شاہ نے اس کا ہاتھ تھامہ اور کھنچتا ہوا اپنے ساتھ لے جانے لگا وہ کسی گڑیا کی طرح اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی۔ لیکن جان تب ہوا ہوئی جب زوار شاہ کا رخ اپنے کمرے کی جانب دیکھا۔

زوار شاہ نے اسے روم کا دروازہ کھول کر اسے بھی اپنے ساتھ روم میں داخل ہوا۔

پاؤں مار کر ڈور بند کیا۔ نور نے تھوک نگلی۔

دو منت ہیں تمھارے پاس اپنا چہرہ صاف کر کے آؤ۔ وہ سرد لہجہ میں اسے واش روم کی جانب دھکیلتے ہوئے تحکم بھرے انداز میں گویا ہوا۔

نور ایک پل کی بھی دیر کیے واش روم میں گھس گئی۔

ٹھیک دو منٹ میں وہ اپنا فیس واش کر کے واش روم سے باہر آئی۔ زوار شاہ کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا تھا۔

نور منہ بسورتی اپنی انگلیاں چٹخنے میں مصروف تھی۔

گرین اور وائٹ کلر کے شاٹ فراک اور ٹرائزر میں دوپٹے شانوں پر پھیلائے زوار شاہ کو وہ اپنے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔

ایک ہی جھٹکے میں کھینچ کر اپنی قریب کیا یہ سب اتنی اچانک سے ہوا کہ نور کی خوف سے چیخ نکل گئی زوار شاہ نے پھرتی سے اپنا مظبوط ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر اس کی چیخ کا گھلا گھنٹا۔

ششش.... سویٹ ہارڈ، کیوں اپنی نازک سی جان کو مشکل میں ڈالنا چاہتی ہو۔ وہ اس کے دلکش چہرے کو پُر شوق نظروں سے دیکھتے ہوئے مدھم سرگوشی میں بولا۔

پل بھر میں ہی اس کے بدلتے روپ سے وہ مزید خوف زدہ ہوئی تھی....

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے فولادی سینے پر اپنے نازک ہاتھ رکھے اسے خود کو دور کرنے سعی کرنے لگی۔ پر ناکام کہاں وہ نازک سی گڑیا اور کہاں زوار شاہ کی آہنی گرفت۔ بے بسی سے آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

نور نے ڈبڈبائی آنکھوں سے زوار شاہ کو دیکھا۔ زوار شاہ کو اپنا دل ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا۔

اُف ایک تو میری جانم کی قاتل ادائیں.... وہ اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑیستے ہوئے گھمبیر لہجے مخمور نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

پپ... پلیز جانے... دیں۔ وہ روندھی ہوئی آواز میں بولی۔ زوار شاہ کی گرفت مزید تنگ ہوئی تھی شاید اسے نور کی بات پسند نہیں آئی تھی۔ وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔

ہونٹ موڑتی رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔

ہش.... جان ایک آنسو بھی اگر تمھاری آنکھوں سے باہر نکلا تو ہر آنسو اپنے لبوں سے چنوں گا.... زوار شاہ نے سرد لہجہ میں دھمکی دی۔

نور کے کان کی لو تک سرخ ہو گئیں۔ وجور کا سارا خون چہرے پر آ گیا۔

نن... نو پلیز... ہم نہیں رو رہے... وہ پلکیں جھپکاتی آنسو اندر دھکیلنے لگی۔

ایک ہو معصوم کی ادا

زوار شاہ کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھینچ گیا۔ پاگل کر دو گی مجھے نورِ جاں.

جانم میرا دل چاہتا ہے میں تمھیں اپنی دھڑکنوں میں چھپا لوں۔ اپنے اندر محلول کر لوں...

بہت پیاری ہو جان تم... زوار شاہ کا ع، ش، ق ہو تم۔ دیوانگی ہو زوار شاہ کی۔

وہ جزبات میں گندے لہجے میں جنونیت سے بول رہا تھا۔اور اس کی یہی دیوانگی ہمیشہ نور کو ڈرا دیتی۔

پر وہ ایسا ہی تھا

اگر کسی سے نفرت کرتا تو شدت سے

اور اگر کسی سے محبت کرتا تو وہ بھی شدت سے

اور نور کے لیے تو وہ حد سے زیادہ شدت پسند تھا۔

.....

میں چاہتوں کا حساب لکھ دوں

آ تجھ پے کوئی کتاب لکھ دوں

کبھی کسی سے کیا نہ جس نے

میں وہ پیار بے مثال لکھ دوں

میری نظروں میں جو بس گیا

وہ دلکشی، وہ جمال لکھ دوں

بہت دنوں سے سوچتا ہوں

اب گوارا ہو تجھ کو

یہ زندگی تیرے نام لکھ دوں

کس قدر خوبصورتی کا شہکار تھا وہ سنگ دل۔ جسے آج تک روبرو نہیں دیکھا تھا۔ بس ایک بار غلطی سے اس کمرے میں چلی گئی سامنے ہی اس ظالم کی بڑی سی تصور لگی ہوئی تھی۔ جیسے وہ بنا پلک جھپکائے نا جانے کتنے ہی پل دیکھتی آنکھوں کے ذریعہ دل میں اتارتی رہی اور پھر اس کے کمرے میں جانے کی سزا کے طور پر شاہ بیگم نے اس کی گردن پر جلتا ہوا کوئلہ لگا دیا۔ اس کا ہاتھ بے ساخت اپنی گردن پر گیا تھا۔

کتنی تکلیف ہوئی تھی اسے۔ کتنے ہی دن وہ سسکتی رہی تھی....

اپنے محرم کو دیکھنے کی پاداش میں...

وہ اپنے دل کا درد سطروں کی صورت اتارنے لگی۔

سنہری شہزادے تم بہت سنگ دل ہو..... کبھی میرا خیال نہیں آتا تمھیں. صرف ایک بار آکر دیکھوں میں بہت تھک گئی ہوں، بہت درد میں ہوں، آہستہ آہستہ مر رہی ہوں۔ لیکن میری صدائیں تم تک پہنچتی کیوں نہیں۔

میری چیخیں تمھیں جھنجھوڑتی کیوں نہیں۔ آجاؤ پلیز اس سے پہلے کہ میں پتھر ہو جاؤ، آجاؤ.... مرہم نہیں تو کوئی نیا زخم دینے ہی آجاؤ تاکہ مجھے سکون سے موت تو آجائے۔ کہیں آنسو اس کی لکھی ہوئی سطروں پر گرے تھے۔ وہ وہی ٹھنڈے فرش پر لیٹ گئی،

مجھے بہت درد ہو رہا ہے مجھے ان زخموں سے نجات چاہیے اب۔ میں سیاہ لباس پہنتے پہنتے تھک گئی ہوں۔

مجھے بھی بہت سارے رنگ اُوڑنے ہیں۔ یہ قید میری روح میں کانٹے پرونے لگی ہے، میری سانس رکنے لگی ہے۔ یہ خاردار راہیں مجھے ادھیڑ رہی ہیں۔۔۔ ایسا نہ ہو جب تمھیں میں یاد آؤں تو تب تک چاند جل کر راکھ ہو چکی ہو۔۔ کیا میں اتنی بری تھی کہ آپ بھول گئے مجھے اپنے نام کی زنجیر میرے پورے وجود کے گرد باندھ کر۔۔

وہ تصور میں اس سے باتیں کرتی نا جانے لگی نیند کی میں اتری اسے خبر ہی نا ہوئی۔

.....

وجدان شاہ امیریکہ سے لندن میں میٹنگ کے لیے ایک ہفتے کے لیے رکا تھا اور آج اس کا کام پورا ہو گیا تھا اس لیے وہ پاکستان کے لیے نکل تھا!

وہ اپنی پرنسس اور اپنی لاڈلے بھائی کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں فلائٹ پاکستان کی سرزمین سرٹیک اُف ہوئی تھی آج پورے چار ماہ بعد وہ پاک آیا تھا۔

وہ سونڈ بوٹڈ اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ اپنے مخصوص انداز میں مظبوط قدم اٹھاتا ائیر پورٹ سے باہر نکلا۔ڈرائیور نے اسے آتا دیکھ کر گاڑی کا دروازہ کھو لا۔وہ اپنے بلوٹوتھ میں اپنے خاص آدمی قادر سے بات کرتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا تھا لیکن اپنی بہن کی بیماری کی وجہ سے وہ پاکستان پہلے ہی آگیا تھا۔

قادر تم جلدی شاہ پور پہنچو رائٹ ناؤ...۔وہ تحکم بھرے انداز میں بول کر کال ڈسکنکٹ کر گیا۔

گاڑی تیزی سے شاہ پور کی جانب بڑھ رہی تھی۔وہ گاڑی کی سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

وجی رک جاؤ بیٹا.... فاطمہ شاہ نو سالہ وجدان شاہ کے پیچھے با گتیں۔اسے پکڑنے کی کوشش کر رہیں تھیں۔

نو مما جانی آپ پکڑ کر دیکھائیں.... وہ بنار کے بولا۔تو وہ مسکرا دیں

وجی میں آپ کے لیے حصے کا کیک زاوی کو دے دوں گی۔وہ اسے وارن کرتے ہوئے بولیں کیونکہ اسے ان کے ہاتھ کا کیک بہت پسند تھا۔

نو.....نو مما جانی آئی آیم کمینگ۔وہ فوراً رکا۔

تو پھر یہاں آؤ.... انھوں نے بانہوں پھلائیں۔ تو وہ بھاگتا ہوا ان کی جانب آیا۔ فاطمہ شاہ نے اسے اٹھا کر اپنی بانہوں میں بینچ لیا۔

مما... اس کے لبوں سے بے ساخت برآمد ہوا تھا... لیکن آنکھیں کھلنے پر وہ پھر سے کہیں نہیں تھیں۔

وہ ہوتی بھی تو کیسے وہ تو اسے پندرہ سال پہلے اسے چھوڑ کر جا چکیں تھیں اس دنیا سے، لیکن ان کی باتیں ان کے ساتھ بتایا ہر لمحہ وجدان شاہ کے دل و دماغ پر نقوش ہو کر رہ گیا تھا۔

اور وہ ناراض ہو گیا خود سے، اپنے دل سے، ہر خوشی سے، بس ایک خلا سا رہ گیا اس کی زندگی میں۔ جیسے کوئی بھی بھر نہ پایا۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھا کہ راستہ کٹنے کا احساس ہی نہ ہوا۔

گاڑی شاہ حویلی کے پروٹیکو میں رکی تھی.... زخم ایک بار پھر سے ہرے ہوئے تھے۔

اس کی آنکھوں میں ضبط کی سرخیوں سے اس کے اندر کی تکلیف کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ جسے اس نے آنکھیوں پر گلاسز لگا کر چھپالیا۔

وہ گاڑی سے اترا..... اپنے کوٹ کے بٹن کھولتا وہ اندرونی دروازے سے داخل ہوا ہال نما لاؤنج میں داخل ہوا... سب ملازموں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ اپنے چھوٹے سائیں کو یوں اچانک دیکھ کر۔ وہ سب کی خیرت کو نظر انداز کرتے ہوئے شاہانہ چال چلتا اپنی پرنسس کے روم کی جانب آیا۔

دھیرے سے دروازے کی ناب گما کر اندر داخل ہوا.... سامنے ہی وہ مدھم روشنی میں بیڈ پر اندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔

تو کیا اس کی پرنسس آج پھر سے ناراض تھی... سوچتے ہوئے اس کی ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ وہ جب بھی ناراض ہوتی اسی طرح سے کمرے میں اندھیرا کر کے اندھے منہ بیڈ پر گر جاتی۔

ہم آپ سے کٹی ہیں بابا جانی..... وہ نروٹھے پن سے بولی۔ وہ مسکرایا....

جب تک آپ بھائیو جانی کو نہیں بلوئیں گے ہم آپ سے بات بھی نہیں کریں گے۔ اب آپ جائیں ہم سے تب بات کیجیے گا جب ہمارے بھائیو آ جائیں۔ وہ ہنوز انداز میں بولی۔

"لیکن مائے پرنسس آپ کے بھائیو جانی تو آ گئے۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ وجدان شاہ کی آواز پر وہ ایک جھٹکے میں اٹھ کر اس کی جانب مڑی۔

"آہہہ.....بھائیو جانی".....
وہ چیختی ہوئی بیڈ پھلانگ کر وجدان شاہ کے گلے لگ گئی۔ وجدان شاہ مسکرا دیا۔

"بھائیو جانی کی جان کیسی ہے۔"
وجدان شاہ نے اس کے سر پر بوسہ لیتے ہوئے محبت آمیزہ لہجہ میں پوچھا۔

"ہم بلکل بھی ٹھیک نہیں ہیں"...
وہ اس سے دور ہو کر منہ موڑ کر نروٹھے پن سے بولی۔

"او یہ تو بہت برا ہو گیا.... تو پھر ٹھیک ہے میں جو ڈھیر ساری چاکلیٹس لایا ہوں وہ میں رانیہ کو دے دوں گا۔"

وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔ نور کو شدید صدمہ لگا۔

"کیا آپ میرے ساتھ ایسا کریں گے بھائیو جانی".....
وہ معصومیت سے بولی۔

"ہاں تو اور کیا اب تم مجھ سے ناراض ہو تو میری لائی ہوئی چیزیں تھوڑی لو گی.....اور وہ جو میں تمھارے لیے ڈھیر سارے ڈریسز اور جیولری لایا تھا وہ بھی اسے دے دوں گا"....
وہ اپنے ہنسی دباتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

"بھائیو جانی.... ہم کب ناراض ہیں آپ سے.... ہم تو ایسے ہی کہہ رہے تھے۔"
وہ اس کا بازو دونوں ہاتھوں سے ہاتھ کر اس کے ساتھ جھولتے ہوئے بولی۔

"بھائیو جانی آپ پہلے سے زیادہ لمبو ہو گئے ہیں"...
وہ ناک سکوڑ کر بولی۔ تو وجدان شاہ نے مسکرا کر اس کی چھوٹی کی ناک دبائی۔

"آئی.....بھائیو جانی دُکھتا ہے۔"
وہ اپنی نازک سی ناک سہلاتے ہوئے منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"اوسوری مائی پرنسس"...
وہ پیار سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔

اٹس اوکے.....وہ مسکرائی۔

"اچھا بتاؤ زوار شاہ گھر پر ہے".....
زوار شاہ کے نام پر نور کے چہرے کے زاویے بگڑے۔ اور اس دل کی اس کی حرکتیں سوچ کر سر تا پاؤں سرخ ہو گئی۔ جو وجدان شاہ نے باخوبی نوٹ کیا۔

"اوہو.... میری گڑیا بلش کر رہی ہے"....

اس نے چھڑا۔

"بھائیو جانی تنگ مت کریں نہ"....

وہ روہنسا ہوئی۔ وہ ہنس دیا۔

"اوکے اوکے بھائیو جانی کی جان نہیں تنگ کرتا۔ اچھا میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر باتیں کرتے ہیں۔"

نور نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ وہاں سے نکل کر اپنے روم کی جانب آیا۔

لیکن پھر کچھ سوچ کر رخ زمان شاہ کے روم کی جانب کیا۔

.....

"چاند تم یہاں بیٹھو میں تمھیں میڈیسن دیتی ہوں.... تمھیں بخار ہو رہا ہے۔"
چاند جو کہ رابعہ بیگم کو چائے دینے آئی تھی۔انھوں نے اس کی پیشانی کے زخم کا دیکھنے لگیں تو اس کی پیشانی جل رہی تھی۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں"....
وہ دھیمے لہجہ میں بولی۔

"کہا نہ یہاں بیٹھو۔"
وہ اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں۔تو وہ خاموشی سے وہی کھڑی ہو گئی۔

"کھانا کھایا تھا"...

رابعہ بیگم نے دریافت کیا۔ تو اس نے مجرم کی طرح سر جھکائے نفی میں سر ہلا یا۔ رابعہ بیگم لب بھینچ گئیں۔

"تم یہیں رکو میں تمھارے لیے کھانا لے کر آتی ہوں۔ اور ہاں جانا بلکل بھی مت بہت ڈانٹوں گی۔ وہ کہہ کر روم سے نکل گئیں۔"

تو وہ وہیں خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔

اچانک ہی کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا تھا...

"چھوٹی ماں"....

یہ آواز وہ کیسے بھول سکتی تھی۔ چاند کا دل خلق میں آ گیا۔ جسم و جان لرز اٹھے۔ آج پورے ایک سال دو ماہ پانچ دن آٹھ گھنٹے سولہ منٹ کے بعد اس بے رحم کی آواز سن رہی تھی۔

چاند نے فوراً رخ موڑ کر چہرہ کالی چادر سے ڈانپ لیا۔ لیکن اس کے بال وجدان شاہ نے باخوبی دیکھے تھے جو ابھی کچھ دیر پہلے نہانے کی وجہ سے اس نے کھلے چھوڑ رکھے تھے۔

وجدان شاہ ایک پل کے لیے ٹھٹھک گیا تھا اتنی بڑی چادر سے بھی اس کے بال نظر آرہے تھے۔اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کے بال اتنے لمبے دیکھے تھے۔

اس کی نظر اس کے بالوں سے ہوتی ہوئی اس کے سفید کبوتر سے مومی پیروں پر گئی۔ مہرون کلین میں اس کے نازک دھنسے پیروں کی لرزش واضع تھی۔اس کی موجودگی میں چاند کی جان نکلنے کو تھی۔

"کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔"

وجدان شاہ کی رعب دار آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ چاند کو لگا اس کا دل ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔ خوف نے پورے وجود پر بری طرح پنجے گھاڑے۔

بے بسی سے آنکھوں میں آبشار بہنے لگے۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے"....

وہ اس کے سر پر آ پہنچا۔ اور غصے سے اس کا بازو پکڑا کر اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔ یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ وہ سنبھال نہ سکی اور اس کا سر اس کے چٹان جیسے سینے سے آ ٹکرایا۔

خوف سے آواز بھی حلق میں ہی دب گئی۔ لیکن شکر تھا اس کا نقاب نہیں اترا تھا۔ وہ مشکل سے ہی اس کے سینے تک پہنچی تھی۔ اگر وجدان شاہ نے اس کا بازو

نہ پکڑ رکھا ہوتا ہو وہ ضرور اب تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔اس کے ہاتھ کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ اسے لگا وہ اس کا بازو اکھاڑ دے گا۔

"مجھے ایک بات کو دوبارہ دہرانا سخت ناپسند ہے"...
وہ دھیمے لہجہ میں غرایا۔اس کے الفاظ چاند کو کسی چابک کی طرح لگے تھے۔

یہی الفاظ تو دن رات اس کی سماعت میں گھونجتے رہتے اور اسے ہر پل مارتے۔

"مم.....مجھ.....مجھے جج...جانے.....دیں۔"
وہ گھٹی گھٹی آواز میں مشکل سے بولی۔ناجانے کیوں وجدان شاہ کی گرفت نرم ہوئی تھی۔اسی پل چاند نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی گستاخی کی تھی۔

اس کی نمکین پانیوں سے بھری ہیزل گرے آنکھوں جن میں تکلیف اور خوف سے سرخیاں گھلی ہوئیں تھیں وجدان شاہ کی شہد رنگ آنکھوں سے ٹکرائیں تھیں۔ وجدان شاہ کا حرکت کرتا قلب ساکت ہوا تھا۔۔

دل کی حالت ایک پل میں زیر زبر ہوئی تھی۔ وہ ان ساحرانہ آنکھوں میں کھو گیا۔ گرفت میں نرمی ترنرمی آگئی۔ اس قدر خوبصورت آنکھیں اور سحر انگیز آنکھیں.... کہ وہ ان کے سحر میں جھکڑا اپنے حواس گواں رہا تھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ وجدان شاہ ہے۔

جو صنف نازک کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔

وہ ماحول کے زیر اثر تھا شاید کہ اچانک اس کا ہاتھ چاند کے نقاب کی جانب بڑا۔

اسکا ہاتھ اپنے نقاب کی جانب بڑھتا دیکھ کر چاند کی آنکھیں پھٹ پڑیں اگلے ہی پل وہ اسے دھکا دے کر اس سے دور ہوئی اور ایک پل کی بھی دیر کیے بنا وہاں سے باہر کی جانب بھاگی۔

وجدان شاہ جو کہ اس کی آنکھوں کے سحر میں جھکڑا ہوا تھا اس کے دھکا دے کر وہاں سے نکلنے پر حواس میں لوٹا۔

لیکن حواس میں لوٹتے ہی غصہ سے اعصاب تن گئے۔ کون تھی جس کی اتنی ہمت... کہ وہ وجدان شاہ کو دھکا دے۔ اور اس کی بات کی نفی کرے۔

غصے سے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

اس سے پہلے کے وہ سامنے ٹیبل پر رکھا واز اٹھا کر توڑتا۔ رابعہ بیگم رجو کے ساتھ اندر آئیں۔

"وجدان میرا بیٹا"..

وہ اسے دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گئیں۔ وجدان شاہ نے فوراً خود کو کمپوز کیا۔

"بس ابھی"....

وہ ان کے سامنے جھکایا، تو انھوں نے محبت سے اس کی پیشانی چوم لی۔

"رجو جاؤ میرے شہزادے کے لیے کچھ کھانے کے لیے لاؤ"...

رجو جو کہ اپنے چھوٹے سائیں کو نہارنے میں مصروف تھی رابعہ بیگم کی بات پر ہوش میں لوٹی۔

"آپ کیسی ہیں"....

اس نے عقیدت سے ان کے ہاتھ تھام کر ان پر بوسہ لیا۔

رابعہ بیگم نے نثار ہوتی نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

بلکل ٹھیک ہوں اب تم آگئے ہو نہ... وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس پر بوسہ لیتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولیں۔

"آؤ یہاں بیٹھو"....

انھوں نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ پر بیٹھایا۔ تو وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

وہ اس کے بالوں میں انگلیا چلانے لگی۔ جس کی اسے اس وقت سخت ضرورت تھی... کیونکہ یہ حویلی اسے اندر ہی اندر گہرے زخم دیتی تھی... اس کی ہواؤں میں اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا تھا...

رابعہ بیگم کی ممتا بھری آغوش میں وہ سکون سے آنکھیں موند گیا۔

رجو کھانا لے کر اندر آئی۔

"بڑی بی بی معافی جی آتے ہوئے دیر ہو گئی نور بی بی کو جوس دینے گئی تھی۔"
اس نے کہہ کر کھانے کی ٹرالی ان کے پاس گھسیٹی۔

"ارے یہ کیا بڑی بیگم چھوٹے شاہ شائیں تو سو گئے۔"
اس نے وجدان شاہ کو سکون سے رابعہ بیگم کی گود میں سر رکھے دیکھ کر کہا۔ تو رابعہ بیگم نے سر جھکا کر دیکھا وہ سچ میں سو رہا تھا۔ وہ مسکرائیں۔

"رجو تم یہ کھانا لے جاؤ۔ اور خاموشی سے چاند کو دے اور دھیان سے کوئی دیکھے نہ۔"
وہ سرگوشی میں بولیں تھی جس پر سر خم کرتی کھانے لے کر واپس چلی گئی۔

.....

چاندہر اساں باگتی ہوئی بے دھیانی میں پینو سے ٹکرا گئی۔وہ شاہ بیگم کے کسی کام سے خویلی سے باہر گئی تھی۔

"آئے ہاں اندھی ہو گئی ہے کیا۔یا پاگل کتے پیچھے پڑ گئے ہیں تیرے۔"
وہ اسے جھٹک کر خود سے دور کرتے ہوئے غصے سے بولی۔اس کا وجود جو کہ پہلے سے ہی بے جان ہو رہا تھا اس کے جھٹکنے پر زمین بوس ہو گئی۔

"وو....وہ...مم...میں"....
اس سے آگے وہ کچھ ہی نہیں پا رہی تھی۔

"کیا میں میں لگا رہی تھی....."پینو بے زاریت سے بولی۔

"چل میرے ساتھ شاہ بیگم کے اٹھنے کا وقت ہو گیا ہے ان کے پیروں پر مالش کر نی ہے۔"

وہ اس کا بازوں بے رحمی سے پکڑتی ہوئی شاہ بیگم کے کمرے کی جانب لے کر چل دی۔

ف "وزی..... تو نے دیکھا چھوٹے شاہ سائیں کتنے سوہنے ہو گئے ہیں۔"

رجو کی آواز پینو کے تیز کانوں تک پہنچی۔

"کیا کہا تم نے کس کی بات کر رہی ہو۔"

پینو نے راعب دار لہجہ میں پوچھا۔ چاند کا لگا اس کی ابھی جان نکل جائے گی۔

"پینو تجھے نہیں پتا چھوٹے شاہ سائیں امریکہ سے آئے ہیں۔ ویسے تو تجھے حویلی کی ساری خبریں ہوتی ہیں۔"

اس نے میٹھا طنز کیا۔

"بکواس نہ ابھی ایک کان کے نیچے بجائی نہ تو ساری عقل ٹھکانے آجائے گی۔ بڑی آئی مجھے تانہ دینے والی۔"

وہ نخوت سے کہہ کر چاند کا بازو پکڑے کھینچتی ہوئی شاہ بیگم کے کمرے میں لے جانے لگی چاند کو اپنی موت نظر آنے لگی۔

وہ دورازہ کھول چاند کو اپنے ساتھ لیے اندر داخل ہوئی۔ شاہ بیگم شاہ ابھی اٹھیں تھی۔ چاند کو دیکھ کر ان کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"شاہ بیگم.... میں آپ کے لیے ایسی خوش خبری لائی ہوں کہ آپ خوشی سے نہال ہو جائیں گی۔"
وہ مسکراتے ہوئے ان سے بولی۔

"پینو بکواس مت کر اور جلدی بتا"....
وہ خفگی سے بولیں۔

"ارے شاہ بیگم آپ کا لخت جگر....آپ کا جگر گوشا..آپ کے دل کا دوسرا ٹکڑا...آپ کے وجدان شاہ سائیں آئیں ہیں۔"
اس نے پورے ڈرامائی انداز میں انھیں خبر سنائی۔

"کیا تو سچ بول رہی ہے۔وجدان شاہ آیا ہے کہاں ہے وہ....مجھے ابھی اس سے ملنا ہے،اسے ابھی کہ ابھی بلواؤ۔"
انھوں نے خوشی سے نہال ہوتے ہوئے حکم دیا۔

"جی میں ابھی انھیں مطلع کرتی ہوں".
وہ کہہ کر فوراً کمرے سے نکلی۔

"ادھر آ"...

شاہ بیگم نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے غصے بھری آواز میں اسے پکارا۔ تو خوف سے کانپ گئی۔

پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سر جھکائے شاہ بیگم کے قریب آئی۔

"نیچے بیٹھ ایک اور حکم"....

وہ لرزتے دل کے ساتھ نیچے بیٹھ گئی۔

شاہ بیگم نے اس کا سختی سے اس کا منہ دبوچا۔

وہ خوف سے کراہ بھی نہ سکی۔

"وجدان شاہ واپس آگیا ہے، نفرت کرتا ہے وہ تجھ سے اس لیے اسے اپنی منحوس شکل مت دیکھانا۔ اگر اسکی موجودگی میں تم اس کے آس پاس بھی دیکھائی دی تو موت نہیں دوں گی زندگی دوں گی وہ بھی ایسی کہ تو سسک سسک کر مرنے کی دعائیں مانگی گی۔ اب دفع ہو جا یہاں سے اپنی منحوس شکل لے کر۔۔۔"
وہ اسے پاؤں کی ٹھوکر مارتے ہوئے غرئیں۔

چاند اپنی سسکیاں رکتے ہوئے اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹتے ہوئے اٹھی۔ اور ان کے کمرے سے نکلتی ہوئی اپنے کواٹر کی جانب باگی...

اپنے کواٹر میں وہ دروازے کے ساتھ لگی سسکتی ہوئی زمین پر گرتی چلی گئ۔

پیشانی کا زخم جو پہلا ہی نہیں بھرا تھا دوبارہ اندھے منہ گرنے کی وجہ سے اس سے خون آنے لگا۔ لیکن اسے کہاں ہوش تھی۔

بکھرے بالوں کے ساتھ وہ بے جان سی فرش پر پڑی تھی۔ہر لمحہ اذیت ناک تھا پل پر درد ناک تھا۔

آخر کیا قصور تھا اس کا....

کیا خطا ہو گئی تھی اس سے کہ موت سے بر تر زندگی ملی تھی اسے۔

ابھی وہ اپنی بربادی پر ٹھیک سے ماتم بھی نہ کر پائی تھی کہ کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا۔

اس میں سر اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔

"فیری.... کیا ہوا ہے تمھیں"...

نور جو کہ چھپتے چھپاتے اس کے لیے وجدان شاہ کی لائی ہوئی چاکلیٹس اور کینڈیز لائی تھی۔اسے یوں زمیں پڑے سسکتے دیکھ کر بکھلا گئی۔

وہ اس کے قریب آکر بیٹھ گئی.... چاند سے اپنی جلتی آنکھوں سے اس حویلی کی شہزادی کو دیکھا جو اس کے اور وجدان شاہ کے رشتے سے انجان تھی۔یہاں تک کے وہ اس کے نام سے بھی انجان تھی۔کیونکہ اسے بتانے سے سختی سے منا کیا گیا تھا۔اور بتانے کی صورت میں اس کی زبان کاٹ دی جاتی اس لیے کہیں بار بھی اس کے نام پوچھنے پر بھی وہ خاموش رہی۔تو اس نے خود ہی اس کا نام رکھ لیا۔"فیری کیا ہوا ہے تمھیں اور تمھارے سر سے تو خون نکل رہا ہے۔"

وہ اپنے دوپٹا اس کے خون پر رکھتے ہوئے بولی۔چاند نے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔بیٹی بھی بلکل اپنی ماں پر گئی تھی۔اس کی دادی اسے زخم دیے تھے اور وہ ان پر مرہم رکھ رہی تھی۔

"ایک منٹ میں آپ کے لیے آئنمنٹ بھی لے کر آئی ہوں رجو نے بتایا تھا آپ کو چوٹ لگی ہے۔"

وہ اپنے ڈوپٹے میں چھپائی ہوئی ٹیوب نکال کر اس کے زخم پر لگانے لگی۔

"درد تو نہیں ہو رہا نہ"....

وہ لگاتے ہوئے نرمی سے اس کے زخم پر پھونک مار مار کر ساتھ ساتھ اس سے پوچھ رہی تھی۔ وہ بنا اس کے معصوم چہرے سے نظریں ہٹائے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"فیری یہ تم رکھ لو.... دن میں دو تین بار لگانا ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ اسے تاکید کرتے ہوئے بولی۔ تو اس نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا یہ دیکھو میرے بھائیو جانی میرے لیے ڈھیر ساری چیزیں لائے ہیں یہ تم رکھ لو۔ کھانا بہت مزے کی ہیں۔ میں تو ابھی اتنی ساری کھا کر آئی ہوں۔ اگر شاہ

دیکھ لیتا نہ ہو میری تو جان ہی نکال دینی تھی انھوں نے.... اب تم ہی بتاؤ ہر چیز پر روک ٹوک کرنا اچھی بات ہوتی ہے بھلا"....

وہ منہ بسورتی معصومیت سے اس سے پوچھ رہی تھی۔ چاند نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہاں یہیں تو میں بھی کہتی ہوں لیکن انھیں کون سمجھائے انھیں تو بس مجھے سزا دینے کا موقع چاہیے۔ اب بھائیو جانی آ گئے ہیں نہ دیکھنا کسے ان کی شکائتیں لگا کر انھیں ڈانٹ پڑواتی ہوں۔"

وہ اسے اپنا ارادہ بتا رہی تھی۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں اگر دادی بیگم کو پتا چل گیا نہ تو بہت بہت غصہ ہوں گی مجھ پر۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اس کے پاس سے۔اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔چاند نے ایک نظر چاکلیٹس اور کینڈیز پر ڈالی پھر انھوں اٹھا کر بستر کے نیچے سرخانے کی سائڈ پر رکھ دیا۔

وجدان شاہ اٹھا تو شام کے پانچ بج رہے تھے۔وہ زمان شاہ کے روم سے اٹھ کر اپنے روم میں آیا۔

شاور لے کر باہر نکلا تو اپنے روم میں زمان شاہ اور سلطان شاہ کو دیکھ کر لب بھنچ گیا۔

''ہمارا شیر آیا ہے اور آتے ہی سو گیا'' زمان شاہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا۔وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔

سلطان شاہ نے اس کے تنے تنے اعصاب باخوبی دیکھے تھے لیکن وہ پھر سے آگے بڑھ کر اسے کے گلے ملے تھے۔

"کتنا تڑپاتے ہو یار اپنے بوڑھے باپ کو.... نہ فون پر بات کرتے ہو نہ جلدی لوٹتے ہو اپنی کوئی خیر خبر نہیں دیتے۔ کس بات کی سزا سے رہے ہو ہمیں۔" انھوں نے بے بسی سے شکوا کیا۔ وجدان شاہ نے خود کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لیں۔

تبھی زوار شاہ ڈور کھول کر اندر آیا۔

بھائی!!!.... وہ باگ کر اس کے گلے لگا۔ وہ ابھی ابھی شہر سے لوٹا تھا اور اس کے آنے کی اطلاع ملتے ہی بھاگا اس کے روم کی جانب آیا۔

وجدان شاہ نے اسے ساتھ بھنچا۔۔

"بھائی آئی مس یو آلاٹ....."

وجدان شاہ کے بھنچے لب مسکرائے تھے۔

"می ٹو میری جان"....
وہ محبت آمیزہ لہجہ میں بولا۔

زمان شاہ اور سلطان شاہ بھائیوں کی محبت دیکھ کر مسکرائے تھے۔

"چلیں چھوٹی ماں نے آپ کے لیے سپیشل والی کھیر بنائی ہے یہاں آتے ہوئے انھوں نے مجھ سے آپ کو ڈائینگ ہال میں لانے کے لیے کہا تھا۔۔۔"

وہ اس کا بازو تھام کر ڈائینگ ہال میں لے آیا۔

''اچھا آتا ہوں پہلے میں اپنی پرنسس کو دیکھ کر آتا ہوں تم چلو بس ابھی آیا۔۔''
وجدان شاہ اس سے کہہ کر نور کے روم کی جانب آیا۔

وجدان شاہ نے اس کے روم کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ چاکلیٹ کھا رہی تھی۔جو کھا کم اور منہ زیادہ گندا کر رہی تھی۔

نور کو دیکھ کر اسے زوار شاہ کی یاد آئی جو بے حد نفاست پسند اور صفائی پسند تھا۔اگر اس وقت اسے اس حال میں دیکھ لیتا تو بچارے کو یقیناً گہرا صدمہ پہنچتا۔

"مائی پرنسس یہ کیا ہے"....!!!
وہ اس کے حلیے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"بھائیو جانی چاکلیٹ کھا رہی ہوں"..

وہ معصومیت سے بولی۔

"اُف!!!....."میری پاگل پرنسس ایسے بھی کوئی کھاتا ہے کیا۔ایسے نہیں کھاتے،ایسے تو تم اپنے سارے کپڑے اور منہ گندا کر رہی ہو...۔"
اس نے اسے سمجھانا چاہا لیکن شاید وہ بھول گیا تھا سامنے دل آئنور تھی۔ جسے سمجھانا دنیا کا سب سے مشکل کام تھا۔

"اوہو!!....."بھائیو جانی میں کب کچھ گندا کر رہی ہوں یہ تو خود بخود ہو رہے ہیں"..
وہ تھوڑی خفگی سے بولی۔تو وجدان شاہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرایا۔ جیسے کہہ رہا ہو تمھارا کچھ نہیں ہو سکتا میری معصوم

پرنسس۔

دفعتاً اس کی نظر نور کے دوپٹے پر لگے خون پر پڑی۔

"نور تمھیں چوٹ لگی ہے۔"
وہ متفکر سا اس کے ہاتھ پاؤں ٹٹولنے لگا۔

"نہیں بھائیو جانی!!...مجھے تو کوئی چوٹ نہیں آئی۔"
وہ خیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"تو...پھر یہ خون کیسے لگا؟؟؟"...
وہ اس کے دوپٹے کا پلو سامنے کرتے ہوئے بولا۔

"یہ تو فیری کا خون ہے اسے بہت چوٹ آئی تھی نہ۔اور اس کا بہت سارا خون بھی بہہ رہا تھا تو اس لیے میں نے اس کا زخم صاف کیا تھا۔۔"
وہ اسے بتاتے ہوئے افسوردہ ہو رہی تھی۔

"فیری کون"....!!

وجدان شاہ نے دریافت کیا۔

"میری دوست !... لیکن آپ یہ بات دادی بیگم کو نہیں بتائے گا۔ نہیں تو وہ مجھے بہت ڈانٹیں گی"...

وہ اسے رازداری سے بتاتے ہوئے دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔

"وہ کیوں؟؟"....

وجدان شاہ نے بھی دھیمے لہجہ میں رازداری سے پوچھا۔

"کیونکہ دادی بیگم کہتی ہیں وہ یہاں کی داسی ہے اس کی اتنی اوقات نہیں کہ مجھ سے بات کریں۔ لیکن بھائیو جانی وہ بہت پیاری ہے مجھے بہت اچھی لگتی ہے اور

آپ جانتے ہیں اس کے بال اتنے سارے لمبے ہیں، وہ اپنے دونوں بازو پھلا

"اتنے"..

کو لمبا کھینچ کر بولی۔ وجدان شاہ کی آنکھوں کے سامنے اس نقاب والی کی پشت پر بکھرے بال لہرائے تھے۔ اس کے بال بھی تو بے تہاشہ لمبے تھے۔

"جاؤ چینج کر کے آؤ"...

وہ اسے کہہ کر اس کے روم سے نکل گیا۔

.....

شاہ بیگم وجدان شاہ کی آمد پر پھولے نہیں سما رہی تھیں.... انھوں نے کراچی فون کر کے عالیہ بیگم کو بھی بتایا اور ان سب کو آنے کا کہا۔ اگلے دن ہی وہ سب یہاں موجود تھے۔

میرال تو وجدان کے گرد ہی چکر کاٹ رہی تھی لیکن وہ تو سیدھے منہ بات کرنے کو تیار ہی نہ تھا۔

''وجدان ہمیں تم سے بات کرنی ہے''
وجدان شاہ اپنی دوست علیزے سے چیٹ کرنے میں مصروف تھا کہ شاہ بیگم نے وجدان کو مخاطب کیا۔

اس نے ایک ٹیڑھی نگاہ کر کے ان کی جانب دیکھا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

شاہ بیگم کو سب بڑوں کے سامنے سخت سبکی محسوس ہوئی۔

"وجدان شاہ ہم آپ سے مخاطب ہیں۔"
وہ ضبط کیے نرمی سے بولیں۔

"سن رہا ہوں".....!

وہ بے نیازی سے بنا ان کی جانب دیکھے بولا۔ وہ اس کی حرکت پر ضبط کر کے بولیں۔

"ہم چاہتے ہیں کہ اس بار تم آئے ہو تو ہم تمھاری شادی میرال سے کر دیں۔"

وہ سالمیت سے گویا ہوئیں۔ ان کی بات سن کر وجدان شاہ کہ چہرے پر ناگواریت عود آئی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چھوٹی ماں میں اپنے روم میں جا رہا ہوں۔ پلیز میرے روم کافی بھجوا دیں۔۔"

وہ ان کی بات کرا گنور کرتے ہوئے بول کر وہ سے جانے لگا۔ لیکن سلطان شاہ کے الفاظوں سے اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈالیں۔

"وجدان شاہ یہ کیا بدلحاظی ہے؟؟؟"....

سلطان شاہ کو برا لگا تھا ان کی ماں کو یوں اگنور کرنا۔ تبھی وہ بھڑکے۔ یعنی اس کی نظر میں ان کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی۔

"تمھیں امی بیگم کی بات سننی ہو گی۔"
انھوں نے حکم صادر کیا۔ تو وہ مڑا ان کی جانب مڑا۔

"کیا سچ میں ؟؟؟؟..... آپ کو لگتا ہے میں آپ کی امی بیگم کی بات مان کر میرال سے شادی کر لوں گا؟؟؟؟"....
تمسخر ابھری مسکراہیٹ ہونٹوں پر سجائیں ان سے دریافیت کر رہا تھا۔ سلطان شاہ نے غصہ و غضب سے اپنی اس مغرور بیٹے کی جانب دیکھا۔ جسے کسی کی عزت کا ذرہ بھی خیال نہیں تھا۔ جبکہ عالیہ بیگم، عامر کاظمی، زمان شاہ اور رابعہ بیگم خاموشی سے سر جھکائے دونوں باپ بیٹے کی تکرار سے خوف زدہ ہو رہے تھے۔

"میں اپنی مرضی کا مالک ہوں مسٹر سلطان شاہ.... مجھ ہر پہرے بٹھانا آپ کے بس کی بات نہیں۔اور آپ کی اطلاح کے لیے... کہ میں تین دن بعد واپس امریکہ جارہاہوں۔"

"اور مجھ سے زبردستی کرنے کے بارے میں تو سوچیں بھی مت... کیونکہ اب میں وہ تیرہ سال کا بچہ نہیں رہا۔"

" جسے آپ تھپڑ مار کر خاموش کروادیں۔اب میں اس حویلی کی بنیادیں ہلا کر رکھ سکتاہوں۔ میں یہاں صرف اپنی چچی ماں اپنی پرنسس نور اور اپنے بھائی کے لیے آتاہوں. کسی غلط فہمی میں مت رہیے گا۔"

اس کا تلخ اور درشت لہجے سب کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔وہ کہہ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

سب اسے ساکت نظروں سے جاتا دیکھ کر رہ گئے۔

سلطان شاہ کو صوفے پر ڈھ سے گئے۔ان کے بیٹے سے انھوں ان کے نام سے مخاطب کیا تھا۔

"بھائی صاحب حوصلہ کریں۔"
زمان شاہ ان کی زرد پڑتی رنگت دیکھ کر فوراً ان کی جانب لپکے۔

''زمان تت... تم نے دیکھا اس نے اپنے باپ اس کے نام سے مخاطب کیا۔اس کے لہجہ میں میرے لیے نفرت تھی''۔وہ ہذیانتی انداز میں بجھے بجھے لہجہ میں بولے۔

''بھائی ایسا کچھ نہیں ہے.... وہ آپ سے نفرت کیسے کر سکتا ہے۔وہ آپ کا وجی ہے جو آپ کے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتا تھا۔''

انھوں نے سلطان شاہ کو یاد دلایا تاکہ وہ کچھ غلط سوچ کر اپنے بیٹے سے خائف نہ ہوں۔

"نہیں زمان شاہ وہ پچپن کی بات تھی اب وہ بڑا ہو گیا ہے....اور بہت بدل گیا ہے۔اس کی نظروں میں بہت سے شکوے تھے۔کیا میں اپنے بیٹے کے ساتھ کوئی ناانصافی کر دی ہے۔۔"

وہ نڈھال دیکھائی دیے۔

"سلطان شاہ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے وجدان شاہ کی شادی میرال سے ہی ہو گی۔وہ بس ہو گی۔ تمھیں اسے یہ بات سمجھانی ہو گی۔۔۔"

شاہ بیگم نے غصہ و غضب سے اپنا فیصلہ سنایا۔

اوران کے فیصلہ کے سامنے کسی کی بولنے کی ہمت کہاں تھی۔عامر کاظمی اور عالیہ بیگم تو بے حد خوش تھے کہ شاہ بیگم نے ان کے حق میں ہی فیصلہ سنایا تھا کیونکہ وہ تو چاہتے ہی یہی تھے کہ اس حویلی کا بڑا بیٹا وجدان شاہ ان کا داماد بنے۔اوران کی بیٹی راج کرا س حویلی پر۔

اوراس پر وجدان شاہ کی دن بہ دن بزنس میں بڑھتی کامیابیاں کی خواہش کو مزید اجاگر کرتی۔

.....

وجدان شاہ غصہ سے حویلی کے بیک یارڈ میں آگیا۔وہ غصہ نے اپنی پیشانی سہلاتے ہوئے چکر کاٹتا اپنے غصہ کو کم کرنے کہ کوشش کر رہا تھا۔دل جلتے انگاروں کی ماند سلگ رہا تھا۔

جو اسے کسی پل شانت ہونے کو نہیں دے رہا تھا۔ آج ایک بار پھر زخم ہرے ہو گئے تھے۔

"خان بابا.... آپ آرام کر لیں میں یہ لگا دیتی ہوں۔"
ایک جانی پہچانی سی خوبصورت نسوانی اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ اس نے چونک کر ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔ آواز گلاب کے پودوں کے دوسری جانب سے آئی تھی۔

"نہیں بیٹا آپ کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے۔ میں یہ کر لوں گا۔ آپ بس یہاں میرے پاس بیٹھ کر باتیں کریں مجھ سے۔"
وہ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر بولے۔ لیکن وہ بدلہ میں مسکرا بھی نہ سکی۔

وجدان شاہ متجسس سا آہستہ سے چلتا ہوا اب کی جانب آیا۔ لیکن وہ اب بھی گلاب کے بڑے بڑے پودے بیچ میں حائل تھے۔ جس کی وجہ سے وہ انھیں ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔ اور نہ وہ اسے دیکھ پا رہے تھے۔ وجدان شاہ نے ایک ٹہنی کو اپنے ہاتھ سے ہٹا کر اسے دیکھنا چاہا تھا لیکن وہ آج بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ بس اس کا ایک نازک روئی جیسا ہاتھ اس کی نظروں کے حصار میں آیا تھا۔

نہ جانے کیوں وجدان شاہ کو اس کا چہرہ دیکھنے کا عجیب سا تجسس سا ہو رہا تھا۔ اور اسے دیکھنے کی خواہش میں وہ اپنا درد بھول گیا تھا۔ چاہے عارضی ہی سہی لیکن اسے اپنے جھلتے دل پر کسی ٹھنڈی شبنم کے گرنے کا احساس ہو رہا تھا۔

وہ پور پور وحشت میں ڈوبا شخص.....

اس کے جلتے دل پر اس پری کی آواز نے ہی دوا کا کام کیا تھا....

اس کی کتھائی انکھیں جب نمی میں اٹی پلکیوں کی گھنری جھالر اس کا پہرا دیتی تو لگتا جیسے کوئی سنہری شام ہو... اور جب وہ نم پلکوں کی سیاہ باڑ اٹھا کر گرے کلر میں سرخیاں گھلی آنکھوں سے دیکھتیں واللہ!!!....

وہ آنکھیں قیامت ڈھاتیں سامنے والے کے دل پر۔

اس کے دل میں اسے دیکھنے کی شدت سے چاہ جاگی۔اس نے ایسا کبھی محسوس نہیں کیا تھا کسی کے بارے میں نہ اسے لڑکیوں کی کمی تھی۔

شاید وہ جانا چاہتا تھا کہ وہ کیسی دیکھتی ہے۔

ورنہ اسے خوبصورتی کی کہاں کمی تھی۔اس کے ایک اشارے پر لاکھوں صنف نازک اس کے سامنے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار تھیں۔

”بابا میرے پاس باتیں کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں"....
آواز میں ٹوٹی کرچیوں سا درد تھا۔

”ایسا نہیں کہتے میری بیٹی"....
خان بابا دکھی ہوئے تھے اس کے لیے۔

”انابی کب آئیں گی خان بابا....مجھے نیند نہیں آتی۔بہت خوف آتا ہے اپنی اس قبر میں۔۔“

وہ گھٹی گھٹی آواز میں پُرازیت لہجہ میں بولی۔وجدان شاہ کہ دل میں ناجانے کیوں اُنی سی چبی تھی اس کی باتوں سے۔

"بیٹا ایک دن".....

ابھی وہ کچھ مزید بولتے کہ وجدان شاہ انھیں اپنے سامنے آتے دیکھائی دیے۔ چاند اسکی جانب پشت کیے کھڑی تھی اس لیے وہ اسے دیکھ نہی پائی تھی۔ لیکن اس کے وجود سے اٹھتی مخصوص دلفریب خوشبو اسے اپنے نتھونوں میں گھستی ہوئی محسوس ہوئی تو دل خوف سے ساکت ہو گیا۔ وجود میں لرزش تار ہی ہو گئی۔

"چھوٹے سائیں!!.... آپ اگر کچھ کام تھا تو ہمیں یاد کر لیا ہوتا آپ نے آنے کی زحمت کیوں اٹھائی..۔"

خان بابا سر جھکائے موادّب انداز میں مخاطب ہوئے۔

چاند نے جلدی نے اپنا چہرہ ڈھانپا۔

"نہیں آپ اپنا کام کیجیے۔"

اس کی سرد آواز سماعت سے ٹکراتے ہی چاند کا دل اچھل کر خلق میں گیا۔

"خ.... خان.. بب... بابا میں بچ... چلتی ہوں۔"
وہ کانپتی لرزتی آواز میں مشکل سے بولی۔اس کے وجود کی لرزش بڑی واضع تھی۔وجدان شاہ نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا۔

وہ کہہ کر جانے لگی تبھی وجدان شاہ کی روعب دار اور کرحت آواز اس کے پاؤں کی بیڑیاں بن گئ۔

"میں نے تمھیں جانے کی اجازت دی۔۔۔"
لہجہ میں غصہ عود آیا تھا خود کو اگنور کیے جانے پر۔خان بابا کو بھی اپنا خلق خشک ہوتا ہوا محسوس ہوا اگلے پل آنے والی قیامت کا سوچ کر۔

کیونکہ وہ ان کے بیچ رشتے سے اچھے سے واقف تھے۔

"بھائیو جانی...!!! آپ یہاں ہیں اور ہم آپ کو کب سے ڈھونڈ رہے ہیں۔"
اسے سے پہلے کہ کوئی قیامت آتی نور کی وہاں آدھمکی۔

"کیا ہوا بھائیو جانی کی جان"....
وجدان شاہ نے محبت سے پوچھا۔ وہ پل میں رنگ بدل گیا تھا۔

"بھائیو جانی ہمیں آپ کے ساتھ ڈھیر شاری باتیں کرنی ہیں۔"
وہ اس کا بازوں دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے لاڈ سے بولی۔

"اوفیری!!.... تم بھی یہیں ہو"....
وہ چاند کی جانب آئی۔ یعنی یہی نور کی فیری تھی۔ تو نور اس کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ وجدان شاہ نے ایک گہری نظر اس کے ڈھکتے چھپے سراپے پر ڈالی۔

ناجانے کیوں اسے ایک عجیب سی کشش محسوس ہوئی تھی اس سے۔اور اسے دیکھنے کی تمنا نے دل میں زور پکڑا تھا۔وہ جانے سے پہلے اس کا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔

"آؤ...!!ہم تمھیں اپنے بھائیو جانی سے ملاواتے ہیں۔۔"
چاند نے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا کیونکہ آواز تو کہیں خلق میں ہی دب کر رہ گئی تھی۔

"فیری ڈرو نہیں وہ تمھیں کچھ نہیں کہیں گے"...
وہ اسے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کھینچ کر وجدان شاہ کے سامنے لے آئی۔بے بسی سے چاند کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔کھارے پانی سے اسے اپنی آنکھیں جلتی ہوئیں محسوس ہوئیں۔

"بھائیو جانی یہ ہماری بہت اچھی دوست ہے، ہمارا بہت خیال رکھتی ہے ہمیں نوڈلز بنا کر دیتی ہے۔ جوس بھی بہت اچھا بناتی ہے، ہمارے ساتھ کبھی کبھی کھیل بھی لیتی ہے لیکن دادی بیگم کو یہ پسند نہیں پر ہم پھر بھی کبھی کبھی چھپ کر کھیل لیتے ہیں۔ ہمارے ساتھ پودے بھی لگاتی ہے۔ پر ہم سے باتیں نہیں کرتی۔ بس ہم ہی کرتے رہتے ہیں۔۔۔"

وہ آخر میں اداس ہوئی تھی۔

"کیوں اس کے منہ میں زبان نہیں ہے"....!!

اسے نور کا یوں اداس ہونا ناگوار گزرا تھا تبھی کرخت لہجہ میں بولا۔

چاند کی آنکھوں سے کھارے موتی ٹوٹ کر اس کی چادر میں جزب ہوئے۔ نور کو سخت برا لگا تھا۔

"بھائیو جانی آپ نے ہماری فیری کو رلا دیا۔ اور ان کے منہ میں زبان ہے۔۔۔"

وہ خفگی سے بولی،

"لگتا ہے تمھاری فیری کو رونے کا کچھ زیادہ ہی شوق ہے۔"
اس نے تمسخر اڑایا۔ وہ نظریں جھکائے ہنوز آنسو بہا رہی تھی۔ جن سے وجدان شاہ کو سخت الجھن ہو رہی تھی۔

چاند نے پلکوں کی باڑ اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے اس بے رحم کی آنکھوں کی جانب دیکھا۔ وجدان شاہ شاید یہیں تو چاہتا تھا....

اس کی کانچ سی آنکھیں بہت زیادہ رونے کی وجہ سے گلال ہو رہیں تھی۔

کیا کچھ نہیں دیکھا تھا وجدان شاہ نے اس کی آنکھوں میں

التجائیں۔۔۔۔

شکوے۔۔۔۔

شکایات۔۔۔۔

بے بسی کی انتہا۔۔۔

اسے لگا وہ اس کی کانچ سی آنکھوں ڈوب جائے گا۔ اگر کوئی آنکھوں سے قتل کر سکتا تو وجدان شاہ کو قتل طے تھا۔

کس قدر سحر انگیز تھیں اس کی آنکھوں کہ وجدان شاہ کو اپنا آپ بے بس ہوتا محسوس ہوتا۔ اس کا دل چاہا وہ اس کی آنکھوں کو چھو کر محسوس کرے۔ اس کی پلکوں پر ٹھہری نمی کو اپنے پوروں پر چن لے۔ چاند کی پلکیں لرز کر جھک گئیں۔

"بھائیو جانی وہ ڈر رہی ہے"...

نور اس کے لرزتے وجود کو دیکھتے ہوئے صدمے سے بولی۔

"تو آپ اپنی فیری سے کہیں وہ مجھ سے دوستی کر لیں۔ پھر میں انھیں بلکل نہیں ڈراؤں گا۔"

وہ اس کے سراپے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے بولا۔ چاند کا دل بے ساخت دھڑکا تھا اس کی نظروں کی حدت وہ اپنے آپ پر محسوس کرتی جل جانے کو تھی۔

"گڈ آئیڈیا".....!!!

وہ بے حد خوش ہوئی۔ اور چاند کا ہاتھ تھام کر وجدان شاہ کہ ہاتھ میں دے دیا۔ یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ وہ سنبھال بھی نہ سکی ہوش تو تب آیا جب اس نے اپنا ہاتھ وجدان شاہ کی گرفت میں دیکھا وجدان شاہ کو لگا اس کے ہاتھ میں جیسے نرم روئی

آگئی ہے۔اس کے ریشمی مہملی چھوٹے سے گلابی ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں محسوس کرتے اس کے اندر ایک سرور سا بھرنے لگا۔

چاند اپنا سرد ہاتھ اس کے دہکتا ہاتھ میں محسوس کر کے مر جانے کو ہوئی اسے لگا وہ ابھی زمیں بوس ہو جائے گی اس نے ہمت کر کے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا لیکن وہ مائل دیکھائی نا دیا۔

وجدان شاہ کہ دل میں حل چل سی مچ گئی تھی۔

"مم.....مجھے.....جج...جانا.....ہے۔"
وہ اپنے آنسوں پر مشکل سے ضبط کرتے ہوئے لرزتی آواز میں بولی۔

وجدان شاہ کہ دل تو نہیں چاہ رہا تھا اس کا مومی ہاتھ چھوڑنے کا لیکن اس نے خود پر ضبط کر کے چھوڑ دیا کیونکہ اسے لگ رہا تھا اگر اس پر اس کا ہاتھ نہ چھوڑا تو وہ ضرور بے ہوش ہو جائے گی۔

"بھائیو جانی اب تو ہم دوست بن گئے نہ۔اب آپ کو بھی ہمارے ساتھ کھیلنا پڑے گا۔"

وہ چہکتے ہوئے بولی۔

"فیری اب تم میرے بھائیو جانی سے بلکل مت ڈرنا۔یہ بہت اچھے ہیں۔"

وجدان شاہ اسے گہری نظروں سے دیکھتا چاند کا دل کسی قیامتوں کے زیر اثر کیے ہوئے تھا۔

"اچھا تم اپنی فیری سے بات کرو میں بعد میں تم لوگوں سے ملوں گا".....

اسے اس نازک سی جان پر رحم آگیا تھا۔ تبھی ان سے بولتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

چاند میں اتنی سی ہمت باقی نہیں رہی تھی کہ اسے جاتے ہوئے بھی دیکھ لیے۔

نور اس سے باتیں کرتی رہی لیکن وہ غائب دماغی سے سنتی رہی۔

.....

رانیہ زوار شاہ کے روم میں بناناک کیے داخل ہوئی۔ لیکن وہ روم میں کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

رانیہ مایوس ہو کر جانے لگی تبھی اسے واش روم سے پانی گرنے کی آواز آئی۔

"اوتو مطلب مسٹر زوار شاہ شاور لے رہے ہیں کوئی بات نہیں آئی میں انتظار کر لیتی ہوں۔"

ڈریسنگ کے سامنے رکھی اس کی پرکلون اور باڈی سپرے اٹھا کر دیکھنے لگی۔اس کا محصوص کلون اٹھا کر اپنے ناک کے قریب کر کے گہرا سانس بھر کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔اس کے اندر تک سرور ڈوڑ گیا۔

معاً واش روم کا دروازہ کھلا اور وہ ٹرائزر پہنے شرٹ لیس ٹاول سے اپنے بال رگڑتے ہوئے باہر آیا۔اس کی سکیچ باڈی دیکھ کر رانیہ کی ڈھڑکنیں تیز ہوئیں تھیں۔اس کا کسرتی وجود چوڑی جسامت مظبوط بازو، پیشانی پر بکھرے بال اسے وہ اپنی تمام تر وجاہتوں کے ساتھ رانیہ کو اپنے دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا

وہ کسی ٹرانسس کی خالت میں بے خودی سے اسے دیکھ رہی تھی کہ۔زوار شاہ کی نظر اس پر گئی۔

اس کا تو میٹر ہی شارٹ ہو گیا۔

"یواڈیٹ گرل کیا کر رہی ہو تم میرے روم میں۔۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے روم میں بنا اجازت آنے کی کسی کو پرمیشن نہیں سوائے نور کے۔"

وہ ناگواری سے اسے دیکھتے ہوئے کرحت لہجہ میں بولا۔

لیکن وہ بنا برا مانے مسکرائی۔

"کم آن زوار شاہ ہم کزنز ہیں....اور تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہوں ہو جیسے میں کوئی غیر ہوں"....

وہ دوستانہ انداز اپنائے ہوئے تھی۔

اس کی بات پر زوار شاہ کی پیشانی پر لاتعداد بل نمایا ہوئے تھے۔اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے اٹھا کر باہر پھینک دے۔

"رانیہ جاؤ یہاں سے۔"

وہ دانت پیس کر تپے لہجہ میں بولا۔

"اوکے میں چلتی ہوں ویسے بھی ابھی کل تک یہیں ہوں۔"

وہ مسکرا کر کہتی وہاں سے نکل گئی۔

"سٹوپڈ، فول، ایڈیٹ"....

وہ غصے سے بڑبڑاتا ہوا اپنے واڈروب کی جانب آیا۔ بلیک شرٹ نکال کر پہنی۔

تیار ہو کر وہ اپنے روم سے باہر نکلا۔ اس کا دماغ سخت خراب ہو چکا تھا۔ اب اسے اپنی دوا (دل آئنور شاہ) درکار تھی۔

رجو.... اس نے ملازمہ کو پکارا۔

"جی چھوٹے سائیں"....

اس نے سر جھکائے کہا۔

"نور کہاں ہے".....

جی وہ تو اپنے روم میں ہیں۔ ملازمہ نے مطلع کیا۔

"ہمم.... جاؤ اپنا کام کرو"...

وہ رجو سے کہہ کر نور کے روم کی جانب چل دیا۔

زوار شاہ اس کے روم کے دروازے کے سامنے آ کر رکا۔ آہستہ سے اس کے روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ نور اسے اندر آتا دیکھ کر گھبرائی۔ لیکن جان تو تب نکلی جب اس نے ڈور لاک کیا۔

"آآ... آپ.. کک... کیا کر رہے ہیں۔"
اس نے کانپتی آواز سے پوچھا۔ تو وہ مسکرایا اسے دیکھ کر جلتی آنکھوں کو جیسے ٹھنڈک پہنچی تھی۔ اور اس کی جانب پیش قدمی کرنے لگا۔ نور کی تو جان ہوا ہونے لگی۔ وہ قدم قدم پیچھے ہونے لگی۔ یہاں تک کے وہ پیچھے دیوار سے جا لگی۔

"پپ... پلیز جج... جائے۔"
نور کا گلا خشک ہونے لگا اسے اپنے قریب آتا دیکھا کر۔ کوئی جائے فرار نہ پا کر وہ رو دینے کو تھی۔ زوار شاہ نے اس کے ارد گرد دیوار پر ہاتھ رکھ کر اس کے جانے کی ساری راہیں مسدور کر دیں۔

"نورِ جان جب جانتی ہو میں تمھیں خود سے دور جانے کی اجازت ہر گز نہیں دیتا تو کوششیں کر کے اپنی انرجی ویسٹ کیوں کرتی ہو۔۔۔"

وہ اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے گھمبیر لہجے میں مدھم آواز میں بولا۔

اس کی انگلیوں کے دھکتے لمس پر وہ جی جان سے لرز گئی۔

دل چاہتا ہے تمھیں اپنی پلکوں تلے چھپالوں۔ وہ خمار زدہ لہجے میں بولتا اس کے نازک ہاتھ کی انگلیاں اپنے ہاتھ میں الجاتے ہوئے اس کی انگلیوں کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔

"پلیز....." اس کے دھکتے لبوں کا لمس محسوس کرتے سسکی۔

زوار شاہ نے اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ وہ سانسیں تک روک گئی۔۔

"کیوں پاگل کر رہی ہو مجھے نورِ جاں.. تمھارا یہیں گریز معصومیت مجھے تمھارے قریب آنے ہر مجبور کرتی ہے۔ اور میں پاگل دیوانہ سا کھینچا چلا آتا ہوں۔"

وہ اس کی نم پلکوں کو انگلی سے چھوتے ہوئے خمار زدہ لہجہ میں بولا۔ نور کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔

"مم... میں آپ کا.... بھائیو... جج... جانی کو بتاؤ... گی۔"

وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکلانے کی سعی کرتے ہوئے بولی۔ تو زوار شاہ کو اس کی اپنی ہی طرح معصوم سی دھمکی پر اس پر بے خد پیار آیا۔

تبھی وہ جھکتا نرمی سے اپنے لب اس کی پھولی ہوئی روئی جیسی گال پر رکھے۔ نور نے غصہ سے اپنی گال رگڑی۔ وہ اس کی حرکت پر مسکرایا۔

"اچھا تو کیا بتاؤ کی اپنے بھائیو جانی کو"....
وہ بھائیو جانی پر زور دیتے ہوئے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھ رہا تھا۔

"ہم... ہم اس سے کہئے گے کہ.. آ.... آپ ہمیں تنگ کرتے ہیں۔"
وہ بولتی خفا خفا ہی منہ پھولائے اسے اتنی پیاری لگی کے اس نے اس کی دوسری گال پر بھی اپنا لمس چھوڑا۔ وہ سرخ ہو گئی۔

"یہ بتاؤ گی کہ میں نے تمھیں یہاں کس کیا۔"
وہ ہاتھ کی پشت سے اس کی سرخ گال سہلاتے ہوئے شرارت سے پوچھ رہا تھا۔ اس کا نازک سا دل لرز کر رہ گیا۔ کس قدر مشکل میں ڈال دیتا تھا یہ شخص اسے۔

بھلا وہ وجدان شاہ کو یہ کیسے بتا سکتی تھی۔ یہ سوچ کر ہی اسے بے بسی سے رونا آنے لگا۔ وہ ہونٹوں کے کنارے موڑتی رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔

"جانِ زوار تمھیں میری وارنگ تو یاد ہو گی نہ۔۔"

زوار شاہ نے اس کا چہرا اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے روم میں رونے پر دھمکی یاد دلائی۔ تو وہ سہم گئی۔

"نو ہم... نہی رو رہے۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

گڈ.... چلو اب مسکرا کر دیکھاؤ نورِ جان بہت دن ہو گئے تم نے مجھے اپنے ڈمپل نہیں دیکھائے۔ چلو جلدی دیکھاؤ اگر چاہتی ہو کہ میں یہاں سے جاؤں۔ وہ اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرا اوپر کرتے ہوئے فرمائش کر رہا تھا۔

اسے پتا تھا ایسے وہ اس کی جان چھوڑنے والا نہیں۔اس لیے زبردستی لب کھینچ کر مسکرائی اور اس کے تاروں سے چمکتے ڈمپل نمایاں ہوئے۔

وہ مسکرا کر جھکا اور بھاری بھاری اس کے قاتل ڈمپل پر اپنے لب رکھ دیے۔نور نے سختی سے اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبا چ لیا۔

"لو یو نورِ جان"....

وہ شدت سے اسے اپنے ساتھ بھینچتے ہوئے جزبات سے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اگلے ہی پل اس سے دور ہوا۔اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

نور نے اپنے ڈھک ڈھک کرتے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے معمول پر لانا چاہا۔

کوئی شک نہیں تھا اس شخص کا بس چلتا تو وہ اپنی شدتوں سے ہی اس کی نازک سی جان نکال لیتا۔

.....

میرال کو جب سے پتہ چلا تھا وجدان شاہ نے اس سے شادی سے انکار کر دیا ہے۔ وہ ٹھکرائے جانے پر پر غصہ سے جل رہی تھی۔ سمجھتا کیا ہے یہ رجدان شاہ اپنے آپ کو.... ایک بار بس ایک بار میری اس سے شادی ہو جائے پھر دیکھنا کسے اسے اپنی انگلی کے اشارے پر چلاتی ہوں۔ پل پل ترسے گا میرے لیے۔

وہ آئینہ کے سامنے کھڑی خود کو دیکھتی خود کلامی کر رہی تھی۔

ایک تو پتہ نہیں یہ اشعر کہاں چلا گیا۔ گاؤں آتے ہی اس کی آوارہ گردی شروع ہو گئی۔

وہ اپنے بھائی پر بھڑک رہی تھی جو آتے ہی غیب تھا۔

.....

کیا تم کسی کی بنجر آنکھوں

کو خوابوں سے سجا سکتے ہو؟

کیا تم کسی کی ساکت دل

کی ڈھرکنوں میں؟

جان ڈال سکتے ہو

کیا کسی کے زخموں کا

مرہم بن سکتے ہو؟

نہیں جاناں

کیونکہ تم نے تو اس کی آنکھوں

سے خواب نوچے تھے

تم نے تو اس کے دھڑکتے دل کو

خاموش ہونے کا حکم دیا تھا

تم ہی تو اس کے

ہر درد کی وجہ ہو

تمھی تو ہو ہر اشک کی وجہ

تو پھر انھیں سمیٹ کسے سکتے ہو

تم میں ہی تو سارے اذیتوں

کے زار چھپے ہیں

تو پھر تم ہی سے عشق کیسے ہو سکتے ہو؟

وہ اورق پر لکھتی پاگلوں سی ہو رہی تھی۔

کیا وہ اسے نہیں پہچانتا تھا۔ یا پھر جان کر انجان بن رہا تھا۔ کیا وہ اسے یاد نہیں تھی۔

وہ اسے مسکرا کر کیسے دیکھا سکتا تھا؟

وہ تو اسے ٹھکرا گیا تھا.... پھر اب کیوں اس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔

کیا اس نے ازیت دینا کا کوئی نیا طریقہ ڈھنڈہ تھا اس بے رحم انسان نے۔

وہ پگلی تو جانتی ہی نہیں تھی وجدان شاہ کو تو چاند احمد یاد ہی نہیں تھی۔ وہ تو اس کا ہاتھ تھامنے ہی کوشش ہی نہیں کر رہا تھا۔

اس نے تو ایک ایسی لڑکی کا ہاتھ تھام رکا تھا جیسے وہ جانتا ہی نہیں تھا۔ جس کی بھیگی درد بھری آنکھوں سے اسے اپنی جانب متوجو کروایا تھا۔

جس کے سیاہ ریشم جیسے حد سے زیادہ دراز بالوں میں اسے اپنا آپ الجھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ نم آنکھوں اور بکھرے بالوں کے ساتھ سر تھام کر پیچھے بستر پر گر گئی۔

اسے لگ رہا تھا وہ پاگل ہوئے گی..... درد سے سر پھٹا جا رہا تھا،

انابی جو آتے ہی اس کے کواٹر میں آئیں تھیں اسے یوں بے حال بستر پر پڑا دیکھا کر اس کی جانب لپکیں۔

"چاند میری بچی۔"

انابی نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"کیاہواہے میری گڑیاکو"....

وہ اس کا چہرہ صاف کرتے ہوئے پوچھ رہیں تھیں،اس ی پیشانی ہر لگی چوٹ دیکھ کران کے دل میں درد کی ٹیس اٹھی۔

"انا...بی ان سے کہیں دوور رہیے مجھ...سے،وو...ورنہ وہ میرا چچ....چہرہ جلا دیں گی۔مم.....نہیں جاؤ...گی...ان کے پاس.....میرا..چہرہ مت جلائے....میں نہیں جج....جاؤ گی....نن....نہیں جاؤ گی۔"

وہ پاگلوں کی طرح ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے بول رہی تھی۔

انابی کادل کٹ کر رہ گیا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا میری بچی....چپ ہو جاؤ کوئی نہیں تمھارا چہرہ نہیں جلائے گا۔"

وہ اسے اپنے ساتھ بھینچتے ہوئے بولیں۔

اس کی سرخ اور سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر اندازہ لگا گئیں تھیں کہ وہ رات بھر روئی تھی۔

اگر ان کی بیٹی کی طبیعت خراب نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اسے چھوڑ کر نہ جاتیں۔

"مم...میں.....نن...نہی. جاؤں گی۔مت...جلا...ئیں۔"
وہ ان کی گود میں سر رکھے غنود گی میں جاتی بڑ بڑا رہی تھی۔انابی سے جھک کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔پھر اسے سکون پہنچانے کے لیے آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں۔

"مم...میں....نن..نہی...جاؤ..ں گی۔"
وہ مسلسل بڑابڑرہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ سوگئی تھی انابی سے اس کا سر تکیے پر ڈال کر اس کے لکھے ہوئے اورق کو ہر بار کی طرح بنا دیکھے اس کے بستر کے نیچے رکھ دیا۔۔

اپنے آنسو صاف کرتیں وہ اس کے کواٹر سے نکل کر حویلی کی طرف چلیں گئیں۔

ΔΔΔΔΔΔ

"وجدان شاہ بیٹا سمجھنے کی کوشش کرو....اس سے تمھارا بچپن کا رشتہ طے ہے۔۔"

رابعہ بیگم اسے پچھلے ایک گھنٹے سے سمجھا رہیں تھیں لیکن مجال تھی جوان کی باتوں کو سر یس لیتا۔

"وجدان شاہ تم بول کیوں نہیں رہے۔۔"

وہ اس کی مسلسل خاموشی سے خائف ہو کر بولیں۔

چھوٹی ماں.....!!"آپ کو میرا جواب سننا ہے نہ تو چلیں باہر سب کے سامنے دیتا ہوں"۔

وہ انھوں اٹھاتے ہوئے ان کے گرد ایک بازو حمائل کر کے اپنے روم سے باہر نکلا۔

رابعہ بیگم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

اس کا اتنا پر سکون انداز انھیں انھوں خوف زدہ کر رہا تھا۔

وہ باہر رابعہ بیگم کو ساتھ لیے باہر ہال میں آیا۔اور پینو اور رجو کو سب کو ہال میں بلوانے کا کہا۔

کچھ ہی دیر میں سب ہال میں آئے اور اچھنبے سے وجدان شاہ کو دیکھنے لگے۔

"کیا بات ہے وجدان شاہ.....اس طرح سب کو بلوانے کا مقصد۔۔۔۔"
شاہ بیگم نے اپنا تحت سنبھالتے ہوئے دریافت کیا۔

وہیں سب بھی اسے متجسس سے دیکھ رہے تھے۔

وجدان شاہ نے ایک نظر اپنے باپ کو دیکھا جواب بھی خائف نظر آرہے تھے، وجدان شاہ کے ہونٹوں کا ایک تلخ سی مسکراہٹ چھو گئی۔ جو اگلے ہی پل غائب ہو گئی

اور اس کی تلخ مسکرز وار شاہ سے چھپی نہ رہ سکی۔

"میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہاں سے جاتے ہی اپنی امیریکہ کی گرل فرینڈ علیزے سے شادی کرنے والا ہوں۔ لیکن آپ سب کو فکر کرنے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے میں آپ سب کو انوائیٹ نہیں کرنے والا۔۔۔"

وہ پرُسکون سا بولتا سب کے سروں پر آسمان ہی گرا گیا۔ لیکن ایک انسان کے تو پیروں تلے سے زمین ہی کھینچ لی۔

چاند جو کہ رابعہ بیگم کے بلانے پر حویلی آئی تھی اندرونی دروازے پر ہی اس ظالم کی بات سن کر اسے اپنی دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔

یعنی وہ تو اس بار اس کی تمام آسیوں امیدوں کو دریا برد کرنے آیا تھا۔

چھن سے دل کی دنیا میں جو کچھ بچا کچا تھا وہ بھی آج ٹوٹ کر بکھر گیا۔ سرخ ہوتی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بے مایہ ہوئے تھے۔

اس میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ واپس مڑ سکے یا آگے بڑھ سکے۔

”وجدان شاہ یہ تم کیا کہہ رہے ہوں۔۔۔“
شاہ بیگم غصہ سے پھنکاری۔

"کیا.....سے کیا مطلب ہوا شاہ بیگم میں نے جو کہا آپ نے سنا۔"

وہ ہنوز انداز میں بولتا سب کو شاک پے شاک دے رہا تھا۔

میرال اپنی ناقدری سے عالیہ بیگم کے شانے سے لگی آنسو بہانے لگی۔

رانیہ اور اشعر کو بھی اپنے بہن کے لیے دکھ ہو رہا تھا۔اشعر نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی۔۔کیونکہ وہ اس سے زیادہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔

"رجو.... میری پرنسس نور کو میرے روم میں بیجو"...

وہ رجو سے کہہ کر اپنے روم کی طرف چلا گیا۔

سب ساکت سے اس کی بات کر کھڑے اسے جاتا دیکھ کر رہ گئے۔

چاند اپنے مردہ وجود کو گھسیٹتے ہوئے اپنے کواٹر میں آئی۔

اور دھاڑے مار مار کر آخری بار اپنی محبت کے بے کفن لاشے کر روئی۔

اس نے سنو تھا محبت انسانوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتی ہے....

محبت کرنے والا ے جگر کا سارا خون نچوڑ لیتی ہے.... لیکن نہ تو اس کی بھوک مٹتی ہے نہ اس کی پیاس....

روحوں کو مار کر مردہ زندگی چھوڑ دیتی ہے.....

''اور آج سے محبت کو خود کو لوٹتے بھی دیکھ لیا تھا''

اور وہ پھڑ پھڑا تک نا پائی....

محبت نے تو آج سرِ بازار اس کے وجود سے دل بڑی بے رحمی سے نوچ لیا تھا۔ اسے لہولہان کر کے وہ پُر سکون تھا۔

.....

"بھائیو جانی آپ نے ہمیں بلایا"....
نور نے اس کا ڈورناک کرتے ہوئے پوچھا۔

ہاں آؤ!!....وجدان شاہ نے مسکرا کر کہا۔

وہ چلتی ہوئی اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"تمھاری دوست!!....آئی مین ہمارے دوست فیری کہاں ہے؟؟۔کل کے بعد میں سے اسے دیکھ نہیں۔"

ناجانے کیوں جانے سے پہلے دل اسے دیکھنے کی ضد کر رہا تھا۔

وہ تو اپنے کواٹر میں ہو گی نہ بھائیو جانی.....اس نے معصومیت سے جواب دیا۔

"اچھا تو کون سا کواٹر ہے اس کا"....

وہ جاننا چاہ رہا تھا۔

"وہ جو سب سے آخر میں اکیلا کمرا ہے نہ وہیں رہتی ہے وہ"...

اس نے فوراً جواب دیا۔

وجدان شاہ کے ہونٹوں پر ایک پراسرا سی مسکراہٹ رکس کر گئی۔

او!!...اچھا....اس نے خیرت کا اظہار کیا۔

آپ کیوں پوچھ رہیے ہیں بھائیو جانی؟؟....اسے خدشے ستانے لگے کہ کہیں وہ اسے ڈانٹے گا تو نہیں۔

"ارے میری پرنسس اب تو ہمارے دوست ہے نہ اس لیے مجھے اس کے گھر کا تو پتہ ہونا چاہیے نہ۔"

وجدان شاہ کی بات پر اسے کچھ تسلی ہوئی۔

"بھائیو جانی رجو کہہ رہی تھی آپ واپس جا رہے ہیں اور وہاں پر شادی بھی کر رہے ہیں۔اور ہمیں اپنی شادی پر بلائیں گے بھی نہیں.... ہم نے آپ کی شادی کے لیے کتنی ساری پلینگ کیں تھیں۔اور آپ تو ہمیں بلائیں گے بھی نہیں"....

وہ روہنسا ہوئی۔

وجدان شاہ کو دکھ ہوا تھا۔اور رجو پر بے خد غصہ....اپنی پرنسس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر....

"شش!....پرنسس اچھے بچے روتے نہیں....ایسا کچھ بھی نہیں ہے"...
وجدان شاہ نے اسے پچکارتے اور اس کے آنسو صاف کیے۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں نہ؟.
وہ سوں سوں کرتی بے یقینی سے پوچھ رہی تھی۔

"سچ کہہ رہا ہوں"....
وہ تھوڑا مسکرا کر نرمی سے بولا۔تو وہ مسکرا دی۔

"اچھا اب جاتی ہوں رجو کو بتانے"....
وہ کھکھلائی۔

'او کے جاؤ".....

وجدان شاہ نے اس کی پیشانی چوم کر کہا۔ تو وہ چہکتی ہوئی اس کے روم سے نکل گئی۔

.....

"میں اسے اپنے پوتے سے ہار نہیں مان سکتی۔

مجھے کچھ بھی کر کے اسے جانے سے روکنا ہو گا۔ کچھ بھی کر کے "....

وہ اپنے کمرے میں ٹہلتی ہوئیں سوچوں میں گم تھیں۔

انھیں ہارنا قطعی منظور نہیں تھا۔

وہ کچھ بھی کر کے وجدان شاہ کو روک لینا چاہتیں تھیں۔

تبھی انھوں نے ایک فیصلہ کیا اور اب بس صحیح وقت کا انتظار تھا۔

"پینو.... چاند کو حویلی میں وجدان شاہ کی موجودگی میں آنے سے کوئی نہ روکے"....
انھوں نے حکم صادر کیا۔پینو کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"جی.... شاہ بیگم آپ کیا کہہ رہی ہیں جی".
پینو نے بے یقینی سے پوچھا۔

"تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا اور خبر دار جو اس پر ہاتھ اٹھایا۔ڈاکٹر کو بلا کر اس کا علاج کرواؤ تین دن کے اندر اندر وہ مجھے بلکل ٹھیک چاہیے"
وہ روب دار آواز میں بولتیں پینو کو پے در پے جھٹکا دے رہیں تھی۔

وہ غش کھا کر رہ گئی ان کی باتوں پر۔

"تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا"....
وہ دھاڑیں۔پینوا چھل پڑی۔

'جج...جی میں سمجھ گئی آپ فکر نہیں کریں میں دیکھ لوں گی"...

"چل اب جا اب لے کر آ اسے۔"....
وہ کہتیں اپنے بستر پر دراز ہو گئیں۔

پینوان کے کمرے سے نکل کرتے ہی چاند کے کواٹر کی طرف آئی۔

اندر آئی تو اسے بے حال ساکت جامد پڑا دیکھ کر پینو اس کی جانب آئی۔

"چاند اٹھ".

پینو نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھ کر اس کے بستر پر بٹھایا۔ آنے سے پہلے اس نے ڈاکٹر کو بھی کال کر دی تھی۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر آ گئی۔

"دیکھ ڈاکٹرنی شاہ بیگم کا کہنا ہے جلدی سے اسے ٹھیک کر۔ اس کے زخم بھرنے کی کوئی ایسی دوا دے کہ یہ تین دن کے اندر ٹھیک ہو جائے۔"

پینو نے شاہ بیگم کا حکم ڈاکٹر شہناز کو سنایا۔

ڈاکٹر شہناز نے ایک نظر اس معصوم کی نازک پری کو دیکھا جو اپنی عمر سے بھی چھوٹی لگ رہی تھی۔

"میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہاں سے جاتے ہی اپنی امیریکہ کی گرل فرینڈ علیزے سے شادی کرنے والا ہوں.....کانوں میں ابھی بھی اس سفاک دل کے الفاظ گھونچ رہے تھے۔"

جس کی محبت اس نے اپنے اندر (شادی کی رات اس کی اتنی سفاکی کے بعد بھی) سانسوں کی طرح بسا رکھی تھی۔

اس اُمید پر وہ ہر ستم اٹھاتی رہی کہ ایک دل تو اس کے دل کی آہیں....اسے بے چین کریں گی نہ....ایک دن تو اس کی محبت کی آنچ اس تک پہنچے گی نہ.... کبھی تو اس کی تہجت میں مانگی دعائیں رنگ لائیں گی نہ۔

پر سب رائیگاں چلی گئیں۔

سب برباد ہو گیا....

سب برباد کر دیا اس سفاک انسان نے.....

ڈاکٹر شہناز نے اسے انجکشن لگایا.... تو اس کے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی۔

وہ حواس کی دنیا میں لوٹی تھی۔

''یہ میں دوایاں لکھ کر دے رہی ہوں''

اسے وقت پر دیتے رہیے گا۔

"اور ہاں یاد رکھے کا اس کی زیادہ مقدار ان کے لیے خطرناک ہو سکتی ہے اس لیے اس نسخے کے مطابق ہی دینی ہے۔"

پینو نے ڈاکٹر کے ہاتھوں سے نسخہ پکڑ لیا۔

ڈاکٹر شہناز کچھ ہدایات دے کر چلیں گئیں۔

"چلو میرے ساتھ".....

پینو نے اس کا ہاتھ تھام کر اٹھایا تو وہ کسی روبوٹ کی طرح اس کے ساتھ چل دی۔

سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب ہو رہ گئی تھی۔

اسے اپنی کوئی ہوش نہیں تھی.... چادر کا ایک سرا شانے پر اور دوسرا زمین پر جھول رہا تھا.... بال بکھرے ہوئے تھے.... آنکھیں سوجی ہوئیں تھیں.... چاند جیسے چہرے کا ایک ایک نقوش سرخ تھا۔ اشعر جو کہ ٹیرس پر کھڑا تھا دور سے اس سیاہ لباس میں چاندی جیسی رنگت والی پری کو دیکھ کر دیکھتا ہی رہ گیا۔

اسے لگا کوئی اپسرا زمین پر اتر کر آگئی ہے۔اس کے ہونٹ خیرت سے ''او'' کی شیپ میں گول ہوئے۔

او تیری یہ تو وجدان شاہ کی بیوی ہے....اس نے کالے لباس سے اندازہ لگایا۔

"اتنی حسین.....ہونہہ....وجدان شاہ تو پاگل ہے اتنی حسین بیوی چھوڑ کر کسی فرنگن سے شادی کا سوچ رہا ہے۔"
اس نے سوچ پر تمسخر اڑایا۔

"چلو وہ نہیں تو ہم ہی مل لیتے ہیں بھابھی جی سے".....
وہ بھابھی جی پر زور دیتے ہوئے کمینی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے نیچے ہی جانب چل دیا۔

.....

وجدان شاہ چاند کو اٹر کی طرف جا رہا تھا جب اس کی کالی چادر لپٹے اسے کچن میں نظر آئی۔ اس کی پشت کیے۔ اس کا ارادہ اس نے بات کرنے کا تھا لیکن پینو کو دیکھ کر رک گیا۔

پینو نے اس کے لیے کھانا ڈالا۔

"یہیں بیٹھ کر کھا میں تیرے واسطہ دوائیاں لے کر آتی ہوں"....
وہ نخوت سے بولتی وہاں سے نکل گئی۔ وہ گم سم سی کھڑی کھانے کو گھور رہی تھی...

"سنو.... میرے لیے کافی بنا دو"...

وجدان شاہ کی آواز پر اس نے تیزی سے اپنا چہرہ چھپایا۔

دل کے زخم نئے سرے سے دکھنے لگے۔

"مم... مجھ..... مجھے... نن... نہی آ... آتی۔"
خوف سے ٹانگوں میں لرزش شروع ہو گئی۔

'کیا تمھیں کافی بنانی نہیں آتی".....
اس نے پر سکون انداز میں پوچھا۔اسے زیادہ خیرانی نہیں ہوئی تھی۔۔

چاند نے لاچاری سے نفی میں سر ہلایا... کیونکہ زبان تو ساتھ دینے پر انکاری تھی۔

"کوئی بات نہیں چائے تو بنانا آتی ہے نہ"....

اس نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اس کا بس اس سے بات کرنے اور اپنی نظروں کے سامنے رکھنے کا تھا۔ چاند نے ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

"گڈ بنا کر میرے روم میں لے آنا".
وہ اسے حکم دیتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

اور وہ وہیں بت بنی کھڑی رہ گئی....

"چاند تمھیں شاہ بیگم بلا رہی ہیں"...
رجو نے آکر اسے اطلاع دی....اس وقت چاند کو لگا اسے ازیت بھرے زخموں سے نجات ملی ہو....

وہ وجدان شاہ کے پاس جانے سے بہتر تھا شاہ بیگم کے پاس چلی جاتی۔

کیونکہ ان کی مار وجدان شاہ کی طرف سے ملنے والی اذیت سے کہیں زیادہ کم تھی۔

وہ رجو کے ساتھ چلی دی سامنے ہی ہال میں شاہ بیگم اپنے تخت پر براجمان تھیں۔

"سنو لڑکی!..... ٹھیک سے کھایا کرو۔اور اپنا خیال رکھو... کوئی تمھیں کچھ نہیں کہے گا اب".

وہ اپنے وہی تحکم بھرے انداز میں گویا ہوئیں... چاند کو لگا اوے سننے میں غلطی ہوئی ہے اسے خیرانی ہوئی تھی لیکن صرف ایک پل کے لیے....

اب اسے مہربانیوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا..

وجدان شاہ جب کافی دیر اس کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ نہ آئی تو وہ تن فن کرتا ہوا اپنے کمرے سے نکل کر اس کی خبر لینے آیا لیکن اسے شاہ بیگم کے پاس کھڑا دیکھ کر مزید بھڑک اٹھا.... یعنی وہ اس کی حکم عدولی کر کے شاہ بیگم کے پاس کھڑی تھی۔

”تم نے سنا نہیں تھا میں نے کیا کہاں میری چائے میرے کمرے میں پہنچاؤ۔“
وہ غصہ سے دھڑا.. چاند ڈر گئی اس کی ڈھاڑ پر شاہ بیگم نے اپنے پوتے کو دیکھا جس کی آنکھیں غصہ سے لال ہو رہیں تھیں۔انھیں خیرت بھی ہوئی تھی کیونکہ ان کا پوتا چاند سے محاطب تھا۔

وجدان شاہ تم جاؤ یہ ابھی لے کر آتی ہے۔انھوں نے نرمی سے کہا۔

"دو منٹ ہیں تمھارے پاس".
وہ ان کی بات کر نظر انداز کر کے چاند کو سختی سے کہہ کر اپنے روم میں چلا گیا۔

'جاؤ تم وجدان شاہ کے کمرے میں چائے لے کر جاؤ"...
انھوں نے چاند کو حکم دیا۔

چاند کو جھٹکا لگا تھا۔

"جج.....جی.... مم۔۔۔میں".
اس نے خیرانی سے اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جاؤاب".
وہ بے زاریت سے بولیں۔اگر انھیں مطلب نہ ہوتا تو اسے جان سے مار دیتی
وجدان شاہ کے اسے مخاطب کرنے پر۔۔

وہ ناچارہ کچن میں گئی اور وجدان شاہ کے لیے چائے بنا کر مرے مرے قدموں سے وجدان شاہ کے کمرے کی چل دی....

اس کا دل چاہا وہ مر جائے....اس کے سامنے جانے سے پہلے....

کمرے کے سامنے آکر دروازہ ناک کیا....

"یس".

اندر سے اس کی رعبدار آواز بر آمد ہوئی۔

چاند کا دل چاہا وہ یہیں سے پلٹ جائے۔پر شاہ بیگم کا حکم....

اس نے ناچاہتے ہوئے بھی ڈورا اپنے لرزتے ہاتھوں سے کھولا۔لیکن قدم من من بھر کے ہو گئے تھے۔اٹھنے کو تیار ہی نہیں تھے۔

"اندر آ رہی ہو یا میں خود آؤں".
وجدان شاہ کی غصیلی آواز سنائی دی۔ وہ کانپ کر رہ گئی۔

وہ چلتی ہوئی اندر آئی....

اسے اپنی سلطنت میں دیکھ کر وجدان شاہ کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔ یہی تو وہ چاہتا تھا۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا... چاند کی اسے اپنے قریب آتا دیکھ کر جان ہوا ہونے لگی۔

"چچ.... چائے".

اس نے بمشکل کہا۔وہ اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھیں۔وجدان شاہ نے اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لے کر ٹیبل کر رکھا۔

تو وہ شکر کرتی وہاں سے جانے لگی لیکن اسے رکھ جانا پڑا کیونکہ وجدان شاہ نے اس کی مرمرائی کلائی ہاتھ لی۔وجدان شاہ کو لگا جیسے کوئی مخمل کا کوئی سرا اس کے ہاتھ آگیا تھا۔۔چاند کا دل دھک سے رکا تھا۔

اس نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ہیزل گرے آنکھیں اس کی شہد رنگ بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں تھیں.....وجدان شاہ بے خود سا ہو گیا تھا۔

چاند اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھوڑنے کی تگ ودو کرنے لگی۔لیکن اس کی گرفت مظبوط تھی۔اسے لگا خوف سے ابھی اس کے وجود سے جان سرک جائے گی۔۔

آخر چاہتا کیا تھا یہ شخص اس سے....

وہ شادی کر رہا تھا تو اب اس سے کیا چاہتا تھا....

بے بسی...لاچاری سے اس کی آنکھوں میں طغیانی آنے لگی۔

"پپ...پلیز..جا...نے دیں".

وہ روندھی ہوئیں آواز میں بولی۔ایک ہاتھ سے نقاب کو تھامے دوسرا ہاتھ سے مزاحمت کرتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"یہ وجدان شاہ کی قید ہے یہاں آنا بھی اس کی مرضی سے اور جانا بھی اس کی مرضی سے پڑتا ہے۔"

وہ بغور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرد لہجہ میں بولا۔اسکی کلائی پر گرفت مزید سخت کی تھی۔۔۔وہ خود سے کراہ بھی نہ سکی تھی۔۔

آخر وہ چاہ کیا رہا تھا۔۔چاند کی ریڑ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

"جس کی کانچ سی سرمئی نم آنکھوں سے اسے پاگل کر رکھا تھا۔۔

وجدان شاہ نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں لے لیے....

وہ مر جانے کو تھی.....

شش.....فیری آواز نہیں....وہ اس کے نقاب کی پن نکال گیا۔

چاند کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا.....دماغ سن پڑھ گیا۔خوف سے پورے وجود میں لرزش طاری ہو گئی۔

وجدان شاہ نے ہاتھ سے اس کے چہرے سے نقاب ہٹانے کو تھا.... چاند کا دل چاہ رہا تھا زمیں پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے....

وجدان شاہ نے پورا نقاب اس کے چہرے سے ہٹا دیا۔ وہ سختی سے آنکھوں میچ گئی۔

وجدان شاہ کو لگا اس کی دل کی دھڑکنیں ہی تھم گئیں ہیں۔

سامنے منظر تباہ کن تھا..... خیرہ کن تھا..... دل سینے کی دیواروں سے اپنا سر ٹینچنے لگا۔

برف سی سپید رنگت.... میں ہلکا ہلکا گلابی پن... میچی ہوئی بڑی بڑی ساحرانہ آنکھیں ان پر درز پلکوں کی گھنیری جھالر ان پر سایا افگن تھی.... چھوٹی سی ستون ناک.... چھوٹی سی چمکی پیشانی... بھرے بھرے سرخ انگوری لب جن

کا رنگ قدرتی سرخ تھا.... اور سب سے قیامت خیز بات اس کے نچلے لب کے بائیں جانب بلکل نیچے ایک سیاہ تل... وہ بے خود سا تھا اسے دیکھے گیا۔

اسے لگا وہ کوئی اپسرا ہے..... حسن مجسمہ ہے.... خوبصورتی کی تفسیر ہے۔ کوئی من موہنی کسی بت تراش کا فرصت سے بنایا گیا کامنی چہرہ ہے۔۔۔ وہ ٹھیک کرتی تھی خود کو چھپا کر رکھتی تھی۔ ورنہ ایک زمانہ اس کے حسن سے مرعوب اس کا تخسیر ہوتا۔۔۔

"تم.... سچ میں کوئی پری ہو"....

وہ اس کی بند آنکھوں کی پلکوں کو چھوتے ہوئے بے حودی خمار آلودہ لہجے میں سر گوشی میں بولا۔ اس کی نرم گرم سانسیں وہ اپنے چہرے پر محسوس کرتی جل رہی تھی۔ اس کی نظروں کی حدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ اس کے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔

چاند کو لگا اسے انگاروں نے چھو لیا ہو....

وہ اس کے حصار میں کسی سوکھے پتے کی طرح لرز رہی تھی۔ وہ بنا پلک جھپکائے مسمرائزا سے دیکھ رہا تھا۔

وجدان شاہ نے اس کے ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیے۔

چاند کے دونوں بازوں بے جان سے اس کے پہلو میں گرے تھے۔ جیسے ان میں جان باقی نہ ہو۔ دھڑکنیں اپنا تسلسل کھو رہیں تھیں۔

وجدان شاہ نے اس کے سر پر چادر ڈال کر دوبادہ اس کا چہرہ ڈھک دیا... نہ جانے کیوں وہ نہیں چاہتا تھا اسے کوئی اور دیکھے۔

وہ اس سے دور ہوا تھا.... چاند نے آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ جو اس کی جانب دیکھتا قدم قدم اس سے دور ہو رہا تھا۔

وہ وہ اپنے مردہ وجود کو گھسٹتے ہوئے اسکے روم سے باہر نکلی۔ وجدان شاہ نے اسے جاتا دیکھ کر آنکھیں میچ کر کھولیں۔

.....

نور بیلکنی میں کھڑی لون میں لگے پھولوں کو دیکھتے مسکرا رہی تھی جو اس نے اور چاند نے لگائے تھے۔ ان پر دو پھول نکل آئے تھے۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ پاس جا کر انھیں محسوس کرے لیکن زوار شاہ گھر پر تھا۔ اس کے ڈر سے وہ انھیں دور سے ہی دیکھ کر کام چلا رہی تھی۔

"ہائے مائی سویٹ کزن۔۔!!"اشعر اسے اکیلے کھڑے دیکھ کر اس کی جانب آیا

۔

اسے دیکھ کر نور کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔۔۔۔۔اگر زوار شاہ نے اسے اس کے ساتھ دیکھ لیا تو۔۔۔۔۔تو اس نے آگر سوچ کر ہی اس نے گلے میں گلٹی بھری۔

"کیا ہوا"اشعر نے اسے ادھر اُدھر دیکھتے پا کر پوچھا۔

"ہم زوار شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔"وہ صاف گوئی سے بولی۔

کیوں؟؟؟اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"کیونکہ ہم نہیں چاہتے نہ ہماری وجہ سے زوار شاہ آپ کی درگت بنائے ۔۔۔۔۔اور ساتھ میں ہماری بھی"

وہ منہ بسورتی معصومیت سے بولتی اشعر کو اتنی پیاری لگی کہ وہ بے اختیار مسکرایا ۔

زوار شاہ جو رابعہ بیگم کے پاس کچن میں جا رہا تھا۔نور کو اشعر کے ساتھ دیکھ کر پورے وجود میں شرارے دوڑ گئے۔

"تم ڈرتی ہو اس سے لیکن میں نہیں ڈرتا کسی سے بھی۔۔۔۔"وہ اترا کر بولا۔ نور کی ہنسی نکل گئی اس کی بات پر کیونکہ زوار شاہ کے سامنے اس کی پتلی ہوتی حالت اس نے دو تین بار دیکھی تھی۔اور اب جب وہ سامنے تھا تو ڈھنگیں مار رہا تھا۔اور اگر وہ کہیں سے نازل ہو جاتا تو اس کی حالت سوچ اسے ہنسی آئی تھی

۔۔

زوار شاہ کچھ سن تو نہیں پایا تھا لیکن نور کو ہنستا دیکھ کر اس کا دل چاہا اشعر کو زمین میں زندہ گاڑ دے۔اور نور کا خشر بگاڑ سے۔جو اس کے سامنے تو اس کی آواز نہیں نکلتی تھی اور اس سے کیسے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔

اس کی شہد رنگ آنکھیں لاوا اگلنے لگیں تھیں وہ کیسے اس کا حق کسی اور کو دے سکتی تھی اس کی یہ دلکش مسکراہٹ تو بس زوار شاہ کے لیے تھی تو پھر وہ اس کا حق کیسے کسی اور پر نچھاور کر سکتی تھی۔۔اشعر ٹکٹکی باندھے اس کے عشق کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔اخر وہ اتنی لاپرواکیوں تھی۔۔

زوار شاہ کی برداشت بس یہیں تک تھی وہ ایک ہی جست میں ان تک پہنچا اسے دیکھ نور نے تھوک نگلی۔کیونکہ اسے سامنے زوار شاہ نہیں اپنی موت نظر آرہی تھی، کیونکہ وہ شولا بار نگاہوں سے جس طرح اسے دیکھ رہا تھا لگ رہا تھا وہ اسے

اپنی آنکھوں سے ہی جلا کر بھسم کر دے گا۔اور یہی کچھ حال اشعر کا بھی تھا اسے اپنے سر پر موت منڈلاتی صاف نظر آ رہی تھی۔

"نور جاؤ میرے لیے چائے بنا کر میرے روم میں لے کر آؤ۔۔۔"زوار شاہ نے سرد لہجہ میں کہا۔اس لگا جیسے اسے موت کا حکم سنایا گیا ہے۔وہ لرزتی ٹانگوں کے ساتھ وہاں سے تیزی سے کچن کی جانب مڑی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ غصہ سے اور وہ اس کی بات نہ مان کر اسے مزید غصہ نہیں دلا سکتی تھی۔

نور کے جاتے ہی وہ اشعر کی جانب مڑا۔۔۔زوار شاہ کو اپنی جانب دیکھتا پا کر اس کا خلق خشک ہو گیا۔

کیونکہ ایک بار ایک گاڈ نے نور کو بری نظروں سے دیکھنے کی گستاخی کی تھی تو زوار شاہ نے بڑی بے رحمی سے گاڈ کی آنکھیں نکال دیں تھی۔

اور پھر سب کو اس کا حال دیکھا کر وارن کیا تھا کہ اگر کسی نے اس کی نور کی جانب اپنی گندی نظر ڈالی تو وہ اس کا بھی یہی حال کرے گا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ زوار شاہ نور کے لیے حد سے زیادہ پاگل اور پوزیسو ہے وہ اپنی فطرت سے باز نہیں آیا تھا۔ زوار شاہ کا ایک زوردار مکے اشعر کا منہ سجا گیا تھا ۔۔اشعر کو لگا جیسے اس کا جبڑا ہل گیا ہو۔۔ وہ درد سے کراہ اٹھا۔۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری نور کی جانب جو اپنی گندی نظروں سے دیکھتا ہے میں اس کا کیا حال کرتا ہوں۔۔۔۔۔ پھر بھی تم اپنے گٹیا پن سے بار نہیں آئے نہ ۔۔۔۔"زوار شاہ نے جارہانہ انداز میں اس کی گردن دبوچی۔

"نن۔۔۔۔ نہی۔۔۔۔ مم۔۔۔ میں تو۔۔۔ ایسے ہی۔۔ با۔۔ت کر۔۔ رہا تھا ۔۔۔"

وہ اپنی گردن سے اس کا فولادی ہاتھ ہٹانے کی سعی کرتے ہوئے مشکل سے بولا ۔لیکن زوار شاہ کی آنکھوں میں جیسے خون اترا ہوا تھا۔

اشعر کو الگا وہ اس کی گردن ہی اکھاڑ دے گا۔وجود کا سارا خون چہرے پر آ گیا تھا ۔سانس رک گئی تھی۔

"ابھی کے ابھی دفع ہو جاؤ اس حویلی سے ورنہ میرے ہاتھوں سے پھوپھو کا بہت بڑا نقصان ہو جائے گا۔۔۔۔"وہ درشتی سے بولتا ایک جھٹکے میں اس کی گردن چھوڑ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ بری طرح سے کھانستے ہوئے وہی گر کر اپنی گردن سہلانے لگا۔رانیہ اسے اس حال میں دیکھ کر بھاگ کر اس کی جانب آئی۔

"بھائی کیا ہوا۔۔۔"وہ اس کا سرخ چہرا دیکھ کر پریشان ہوئی۔اشعر کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔

"ایک منٹ میں پانی لاتی ہوں۔۔۔"وہ باگ کر کچن سے اس کے لیے پانی لے کر آئی۔اشعر نے پانی پیا تو کچھ افاقہ ہوا۔

"بھائی آپ کا یہ حال کس نے کیا۔۔۔۔"رانیہ نے اس کی گردن پر انگلیوں کے نشان دیکھ کر پوچھا۔

تو اس نے سانس بہال کر کے اسے ساری واردات سنائی۔رانیہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا نور کا جا کر قتل کر دے جو ساری فساد کی جڑ تھی۔

پر وہ بے بس تھی کیونکہ اسے نقصان دینا تو دور کی بات اگر زوار شاہ کو اس کی سوچ کا بھی علم ہو جاتا تو وہ اس کی گردن مروڑنے میں ایک پل بھی نہ لگاتا۔ سوچ کر ہی اس نے جھرجھری لی۔

☆☆☆☆☆☆

جنوں سے گزرنے کو جی چاہتا ہے
ہنسی ضبط کرنے کو جی چاہتا ہے

جہاں عشق میں ڈوب کر رہ گئے ہیں
وہیں پھر ابھرنے کو جی چاہتا ہے

وہ ہم سے خفا ہیں ہم ان سے خفا ہیں
مگر بات کرنے کو جی چاہتا ہے

ہے مدت سے بے رنگ نقش محبت
کوئی رنگ بھرنے کو جی چاہتا ہے

بہ ایں خود سری وہ غرور محبت
انہیں سجدہ کرنے کو جی چاہتا ہے

قضا مژدۂ زندگی لے کے آئے
کچھ اس طرح مرنے کو جی چاہتا ہے

نظام دو عالم کی ہو خیر یارب
پھر اک آہ کرنے کو جی چاہتا ہے

گناہ مکرر شکیلؔ اللہ اللہ

بگڑ کر سنورنے کو جی چاہتا ہے

وہ اشتعال سے مسلسل کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اشعر کی غلیض نظریں گوم رہیں تھیں جو نور کے سراپے میں الجی ہوئیں تھیں۔ اس کی حالت بری کر آیا تھا وہ پر اسے پھر بھی کسی طور چین نہیں آرہا تھا۔۔

نور مرے مرے قدموں سے چلی ہوئی اس کے روم کا ڈور کھولتی اندر آئی۔ دل بری طرح سے لرز رہا تھا۔ کیونکہ زوار شاہ کے غصے سے اس کی جان جاتی تھی وہ تو اس ایسے ہی اس کا سامنا نہیں کر پاتی تھی کجا کے اس کا غصہ۔

زوار شاہ نے آہٹ پا کر مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ وہ کسی مجرم کی طرح سر جھکائے ہاتھ میں چائے کی ٹرے پکڑے کھڑی تھی جو اس کے ہاتھ کانپنے کی وجہ سے لرز رہی تھی۔

آتشی گلابی کلر کی شارٹ فراک اور ساتھ میں وائٹ ٹرائزر، دوپٹا شانوں پر پھکائے سنہری بالوں کی ڈھیلی ڈھالی سی چٹیا بنائے اور اس میں سے نکلتے بال اس کے شہابی مکھڑے پر چار چاند لگا رہے تھے۔ وہ خوبصورتی کی تفسیر لگ رہی تھی۔

وہ اس حلیے میں اس کمینے کے سامنے تھی۔ اس کا دل چاہا وہ ہر چیز کو تہس نہس کر دے۔ پوری حویلی کو آگ لگا دے سب مسمار کر دے۔۔

"چچ۔۔۔۔چائے۔۔"

بمشکل اس کے گلے سے آواز برآمد ہوئی۔ زوار شاہ کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم گیا جب وہ مسکرائی تھی اور اس کے رخسار پر پڑھنے والے ڈمپل وہ وہ کس محویت سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایسا کیوں کیا تھا انھیں دیکھنے کا حق تو صرف زوار شاہ کا تھا۔۔

زوار شاہ نے اس کے ہاتھ سے چائے لے کر زور سے زمیں پر ٹینچی۔ خوف سے نور کے منہ سے چیخ بر آمد ہوئی۔

"چپ ایکدم چپ۔۔" وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔ وہ چیخ اپنے لبوں میں دباتی بری طرح سے لرزنے لگی تھی۔۔

زوار شاہ نے جارہانہ انداز میں اسے شانوں سے تھام کر اپنے قریب کیا۔

خوف سے اس کی شہد رنگ آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ وہ اپنی غصے سے انگارہ ہوتی آنکھوں سے دیکھتا اس کی جان نکال رہا تھا۔

نور کو لگا اسے کسی بھٹی میں ڈال دیا گیا ہے۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اگلے ہی پل دور ہوا۔

"کیوں۔۔۔۔ کیوں گئی تھی اس کے سامنے۔"

وہ ہاتھ مار کے ڈریسنگ کے سامنے رکھے ساری چیزیں زمیں بھوس کرتے ہوئے دھاڑا۔ ساتھ اپنا ہاتھ بھی زخمی کے گیا تھا۔۔ جیسے دیکھتی وہ معصوم گڑیا وحشت زدہ ہوئی تھی۔۔

نور سے اپنے منہ پر سہتی سے ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔ دل سینے کی تمام دیواروں کو توڑ کر باہر آنے کو مچلنے لگا۔

وہ جو پہلے ہی اس سے خوف کھاتی تھی۔۔ اسے لگا زوار شاہ کا پاگل پن اس کا جنون اس کی جان نکال لے گا۔

وہ منہ پر ہاتھ سہمی سی خود کو رونے سے بھی باز رکھ رہی تھی۔ کھل کر سانس لینے سے بھی گریز کر رہی تھی جیسے وہ اونچا سانس لے گی تو وہ اسے مار دے گا۔ وہ خد سے زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔

زوار شاہ نے اس کی جانب دیکھا تھا جو خوف زدہ سی اس کی جانب دیکھ رہی تھی ۔زوار شاہ اس خود سے خوف زدہ ہوتے دیکھ وہ ہوش میں آیا تھا۔ جو خوف سے مرنے کو ہو رہی تھی۔۔

وہ ایک ہی جست سے اس تک پہنچا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کر گیا۔۔اور اس کے سر سے اپنا سر ٹکا کر گہرے گہرے سانس لیتا خود کو کمپوز کرنے لگا۔ وہ جو اس کے قریب آنے پر ڈر گئی تھی اسے کام ہوتے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آئی۔۔۔ہیٹ یو۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔"وہ اس کے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں سے مکے برساتے ہوئے روتے ہوئے بولی۔

"شش۔۔۔!! جانِ زوار مت کرو برا ہو گا تمھارے ساتھ۔۔۔"وہ شدت سے بولتا اپنے دہکتے لبوں سے اس کے آنسو چننے لگا۔نور سے بے ساخت اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا تھا۔لگا رہا تھا جیسے اسے انگارے چھو رہے ہیں۔۔دل تو پہلے ہی بری طرح سے کپکپا رہا تھا۔رہی سہی کسر اس ظالم کی جان لیوا قربت نکال گئی تھی۔۔

اسے لگا اگر وہ ابھی اس سے دور نہ ہوا تو وہ ضرور جل جائے گی۔نور کو اس کی نوازشوں پر غصہ آیا تھا۔وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔۔ کبھی اپنے غصے سے اس کی جان نکال دیتا تھا کبھی وہ اپنی شدتوں سے اسے نڈھال کر کے جان لیتا تھا۔۔۔

اس کے برداشت سے باہر ہوا تھا یہ شخص جو اسے کسی پل چین کا سانس لینے نہیں دیتا تھا۔۔

وہ اسے خود سے دور دھکیلنے کی سہی کرنے لگی۔پر اس پہاڑ کا مقابلہ کرنا کہاں اس کے بس کی بات تھی۔

"آپ ہم سے۔۔۔ محبت نہیں کرتے۔۔۔مجھے ہرٹ کرتے۔۔"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔وہ تڑپا اس شدید الزام پر۔۔

یہ سچ نہیں۔۔۔یہ الزام جان لیوا ہے۔ایسا نہیں کہیں جاناں۔آئی لو یو نورِ جان۔۔۔۔"

وہ اس کی خود سے دور جانے کی تمام کوشش کو ناکام کرتے ہوئے شدید جنونیت سے بولا۔

"نو جھوٹ۔۔۔۔سب جھوٹ بولتے ہیں آپ۔۔۔۔ہمیں مارا۔۔۔"وہ مسلسل اسے خود سے دور کرتی نم لہجے میں بے خد خفا دیکھائی دے رہی تھی۔

"مارا نہیں تھا جان۔۔۔۔میں نے بس پکڑا تھا۔۔۔"اس کے شانوں پر باری باری لب رکھتے ہوئے وضاحت دی۔وہ جی جان سے لرز گئی۔سانسیں دہکنے لگیں۔۔

"ہمیں درد ہوا تھا۔۔۔۔"
وہ بھیگی آواز میں بولی۔

"سوری جانم۔۔۔!!تم نے بھی تو مجھے درد دیا نہ۔۔تم جانتی ہو نہ مجھے ان ہواؤں سے بھی بیر ہے جو تمھیں چھو جر مہکتی ہیں۔۔پھر کیسے اس غلیض انسان کی نظریں تم پر برداشت کروں۔"

وہ اسے بالوں کو چہرے سے ہٹاتے ہوئے نرمی سے بولتا آخر میں پھر سے شدت پسند ہوا تھا۔۔

"ہماری۔۔۔۔کوئی۔۔۔ غلطی نہیں تھی پھر۔۔۔ بھی مجھے پر بہت سارا غصہ کیا ۔۔۔"

وہ حساب بے باک کر دینا چاہتی تھی۔

"پیار بھی تو بہت سارا کرتا ہوں نہ اپنی جان سے۔۔۔"

وہ اس کی پیشانی سے اپنا لمس چھوڑتے ہوئے محبت آمیز لہجے میں بولا۔

"نہیں کرتے کوئی پیار ویار۔۔۔۔"

وہ کسی طور ماننے کو تیار نہ تھی۔

"بہت کرتا ہوں جانم۔۔۔۔تم میری محبت نہیں عشق ہو۔ایسے الزام زوار شاہ کی جان لیں گے دل جانم۔۔۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھینچتے ہوئے شدت سے بولا۔وہ ایک بار پھر سے آنسو بہنے لگی۔

"چھو۔۔۔چھوڑیں ہم۔۔۔ہم بات نہیں کریں گے۔۔۔"وہ اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے مزاحمت کرنے لگی۔

"کوئی بات نہیں میں کرلوں گا۔۔۔"وہ اس کے ناک کو لبوں سے چھوتے ہوئے مسکرا کر بولا۔وہ پوری سرخ ہو گئی۔

"ہہہ۔۔۔۔ہمیں نہیں کرنی جھوٹے۔۔۔ہیں آپ۔۔۔"وہ اپنا منہ موڑتی خفگی سے بولی۔وہ اس کی معصوم سی حرکت پر مسکرائی تھی۔

زوار شاہ نے جھک کر نرمی سے اس کی گال پر لب رکھے تھے۔وہ لرز کر رہ گئی اس کی گرفت میں۔اگر زوار شاہ نے اسے تھامہ نہ ہوتا۔۔۔تو اس کی نوازشوں پر وہ کب کی زمیں بوس ہو چکی ہوتی۔

"تم جانتی ہو نہ تم پر صرف میرا حق ہے۔۔۔۔تمھیں دیکھنے کا۔۔۔تمھیں محسوس کرنے کا۔۔۔"

وہ اس کے رخسار کو ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے دیوانگی سے بولا۔نور کے پورے وجود میں برقی لہر ڈور گئی۔وہ آنکھوں میچ گئی۔

"تمھارے ان قاتل ڈمپل پر۔۔۔۔"وہ باری باری اس کے گالوں پر اپنا لمس چھوڑتے اس کی جان نکالنے کے در پر تھا۔

"تمھارے اس دلکش سراپے پر۔۔۔"وہ اس کے بالوں میں منہ چھپائے گہرا سانس بھر کے اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ہوئے خمار آلودہ لہجے میں بولا ۔نور کو لگا جیسے وہ آج اس کی جان نکال کر ہی دم لے گا۔

"تمھارے وجود کی ساری کی ساری رعنایوں پر صرف اور صرف زوار شاہ کا حق سے جانم۔۔۔۔۔"وہ اس کے کان میں سرگوشی میں بولتا اس کے کان کی لو کو لبوں سے چھو گیا۔

"اس سب پر میرا حق سے تو پھر تم نے کیسے نورِ جان اسے خود کو دیکھنے دیا کیسے اپنے ڈمپل دیکھائے کیوں۔۔۔۔کیوں جواب دوں کیوں بات کی۔۔اس سے ۔۔۔"وہ بار پھر سے سب یاد آنے پر سرد لہجے میں بولا۔

اس کا پل پل بدلتا روپ نور کی جان مشکل کر رہا تھا۔

"ہم۔۔۔ہم نہیں کر۔۔۔رہے۔۔تھے۔۔ہہ۔۔۔ہم نے منع۔۔کیا تھا ۔۔"وہ اس کا لہجہ پھر سے سخت ہوتا دیکھ کر نیر بہانے لگی،

بس یہیں زوار شاہ ہار جاتا تھا کیونکہ وہ اپنی جانم کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"شش۔۔۔!! کچھ نہیں کہہ رہا۔۔۔اب رونا نہیں۔۔"وہ اسے اپنے ساتھ نرمی سے لگاتے ہوئے ملائمت سے بولا۔

نور کے لیے اس پل پل رنگ بدلتے شخص ہو سمجھنا بے حد مشکل تھا۔

"ہم۔۔۔۔نے۔۔۔اپنے ہاتھوں۔۔۔سے آپ۔۔کے لیے۔۔۔چائے ۔۔۔بنائی۔آپ نے گرا۔۔۔دی۔۔۔"وہ اس کے سینے پر اپنا نازک ہاتھ مارتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی۔

"سوری آج کے بعد ایسا نہیں کروں گا۔۔۔"
وہ آرام سے اپنی غلطی مان گیا۔۔

"نہیں ہم آج کے بعد نہیں بنائیں گے آپ کے لیے۔۔۔۔"

وہ اس کی معصوم دھمکی کر مسکرایا۔

"کیا کوئی رعایت نہیں مل سکتی۔۔۔۔"

نو آئی ہیٹ یو!!!۔۔۔۔ مطلب صاف تھا وہ آج بخشنے کے موڈ نہیں تھی۔

"بٹ آئی لو یو۔۔۔ایور فار ایور۔۔۔"وہ مسکاتے لہجہ میں بولا۔

"آپ اچھے نہیں ہیں۔۔۔" وہ نروٹھے پن سے بولتی اتنی پیاری لگی زوار شاہ کا دل چاہا اسے اپنی بانہوں میں بھر کر اس دنیا سے چھپا لے۔

"آئی نو۔۔۔۔" اس نے سکون سے اعتراف کیا۔

آپ۔۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کوئی اور گوہر فشانی کرتی ڈور ناک ہوا۔ وہ ایک جھٹکے میں اسے دھکا دے کر اس سے دور ہوئی۔ اور دورازہ کھول کر باہر کی جانب باگی۔

رجو جو کہ رابعہ بیگم کے کہنے پر اسے بلانے آئی تھی۔ نور کو حراساں سا ہو کر باگتے ہوئے مسکرائی۔

"اب بکو بھی کیا کھڑے کھڑے فوت ہو گئی ہو۔۔۔۔" وہ اس کے آنے پر جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا۔ رجو کا سانس خشک ہو گیا۔

"وو۔۔۔وہ چھچھ۔۔۔ چھوٹے۔۔۔ سس۔۔۔سائیں بڑی۔۔۔بی بی آپ کو۔۔بلا رہی ہیں۔۔۔"رجو نے مشکل سے اپنے الفاظ مکمل کیسے تھے۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں آتا ہوں۔

اس نے بے لچک لہجہ میں کہا۔تو رجو فوراً نو دو گیارہ ہو گئی۔

زوار شاہ نور کے بارے میں سوچ کر مسکرایا۔

"میری معصوم جانم تو ناراض ہو گئی۔اب اسے منانا تو پڑے گا نہ۔۔۔"وہ خود سے کہتے ہوئے مسکرایا۔

☆☆☆☆☆☆☆

کیا غم پہن لیا ہے کوئی پیرہن کے ساتھ
اک رنج ہے جو الجھا ہوا ہے بدن کے ساتھ

پوچھا ہے اس نے کیسے غزل درد بن گئی
کیسے بتاؤں کتنے ہیں غم میرے من کے ساتھ

میں نے کہا کہ ایک ملاقات چاہیے
اس نے ''نہیں'' کہا ہے بڑے بانکپن کے ساتھ

اک نور اور سرور سا دل سے لپٹ گیا
دیتا ہے جب صدا کوئی اُجلے دہن کے ساتھ

ہم زندگی کو تاش کی بازی میں ہار کر

بھٹکے تمام عمر یونہی بھولپن کے ساتھ

برباد پنچھیوں کے سبھی گھونسلے ہوئے
آباد جب سے شہر ہوا میرے بن کے ساتھ

دربارِ عشق ہے میاں حدادب رہے
یکساں سلوک ہوگا یہاں مرد وزن کے ساتھ

دامن سے جھاڑ دیجئے صحرا کی گرد کو
چلیے چمن کو اب کسی جانِ چمن کے ساتھ

وہ جنت بی کی گود میں سر رکھے کوی غیر مرائی نقطے کو گھورتی اس سنگ دل
شہزادے کے بارے میں سوچ رہی تھی،

کل وہ وجدان شاہ کے کمرے سے آنے کے بعد ساری رات سسکتی رہی تھی۔ خوف سے برا حال تھا اگر شاہ بیگم کو پتا چل گیا کہ وجدان شاہ نے اس کا چہرا دیکھا ہے۔ تو وہ اس کا چہرہ جلا دیں گی۔ وہ پاگلوں کی طرح اپنے کمرے میں کوئی چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

انابی نے اسے بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر سلایا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہے میری گڑیا۔۔۔۔" جنت بی کو اس کی خموشی سے وحشت ہو رہی تھی تبھی نرمی سے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے دریافت کیا۔

"سوچ رہی ہوں کیسے ایک زرہ سے تعلق سے میری روح کی ڈھجیاں اڑا دی ہیں ۔۔۔۔کیسے میری روح کو لہوں لہان کر دیا ہیں۔۔۔۔کیسے میرے دل کو اذیتوں کی بھٹی میں ڈال کر پل پل اسے جلایا ہے۔۔۔۔اور اتنا جلایا ہے کہ پور پور جھلس گئی ہوں۔

میں سانس بھی لیتی ہوں نہ انابی۔۔۔۔تو اب سانس بھی مجھے سے کہتی ہے کہ اور چلا نہیں جاتا۔۔۔۔۔رحم کر دو اب۔۔۔۔بس کر دو اب۔۔۔وہ پوچھتی ہیں کیا تم تھکی نہیں ان آتی جاتی سانسوں کے ساتھ پل پل کے کرب کو سہتے سہتے ۔۔۔۔"

وہ ہذیاتی انداز میں زخمی لہجے میں بولتی انھیں کرب میں مبتلا کر گئی۔

"کیا تم تھکی نہیں ہو ان خاردار راہوں پر چلتے چلتے۔۔۔۔۔کیسے بتاؤ انھیں یہ وجود ہی آزادی دینے پر مائل نہیں مجھے۔۔۔"

پر میں نے بھی ان سے کہہ دیا۔۔۔جانتی ہیں کیا؟؟؟انابی سے سوالیا نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں نے کہا بہت جلد تمھیں سکون ملنے والا ہے اور ساتھ میں مجھے بھی۔ میں خود کو اور تمھیں (سانسوں کو) جلد ہی آزادی دینے والی ہوں۔ تم نے ناطہ توڑنے والی ہوں۔۔۔" وہ رازداری سے دھیمے لہجہ میں بولی۔

انابی کا کلیجہ منہ کو آگیا۔ اس نازک سی پری کو ایسی جان لیوا باتیں کرتے ہوئے۔

وہ سوائے آنسو بہنے کے اور کچھ نہیں کہہ پائیں تھیں۔

"افسوس رہے گا تو بس اتنا کہ مجھے برباد کرنے والے اپنے تھے۔۔۔۔ انابی ۔۔۔ اپنے سب۔۔ سبھی کہ سبھی اپنے تھے کیا انہوں چاند پر ذرہ سا کیا رائی برابر بھی رحم نہیں آیا تھا۔۔ کیا سب چاند کہ معاملے میں اتنے بے رحم ہیں۔۔۔" وہ کہہ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"اپنے تھے وہ سب۔۔۔۔سب اپنے تھے لیکن رحم نہیں آیا۔صرف دو سال کی معصوم سی بچی پر۔۔۔جیسے نکاح کے معنی بھی نہیں معلوم تھے اسے خون بہا میں دے دیا۔۔۔"اس کی آواز میں ٹوٹی کرچیوں سا درد تھا۔

انابی کا دل چاہا اسے آغوش میں چھپا لے۔

دوسری جانب وجدان شاہ اپنے روم میں سلگ رہا تھا۔۔۔۔عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔دل اسے پھر سے دیکھنے کو چاہ رہا تھا۔ایک ان دیکھی ڈور تھی جو اسے اس کی جانب کھینچ رہی تھی۔

آہہہہ۔۔۔۔۔اس نے سائڈ ٹیبل پر رکھی کلاک اٹھا کر دیوار پر دے ماری اسے قطعی منظور نہیں تھا ایک صنف نازک سے ہارنا۔اس نے کبھی جھکنا نہیں سیکھا تھا تو کیسے کسی صنف نازک کی اداؤں اس کی رعنائیوں کے آگے جھک جاتا۔۔

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا شاید اسے اس کے حسن کی طلب ہو رہی تھی لیکن وہ کوئی پہلی حسین لڑکی تو نہ تھی جو دل یوں پاگل ہو رہا تھا، شاید اس کی کتھائیں سرمئی آنکھیں ہی فساد تھی جو اس کی طلب پر دل تڑپ رہا تھا۔

امریکہ جیسے شہر میں بھی وہ لڑکیوں سے کوسوں دور رہتا تھا۔ علیزے بھی اس کی اس لیے دوست تھی کیونکہ وہ باقی لڑکیوں سے بہت مختلف تھی۔

پورے وجود میں جیسے آگ لگی ہوئی تھی۔ ہاتھ جل رہے تھے اس کا نرم گرم لمس ابھی بھی اپنے ہاتھوں پر زندہ محسوس ہو رہا تھا۔

اس نے شرٹ اتار کر زمین پر پھینکی اور واش روم میں گھس گیا۔ ٹرائزر سمیت وہ شاور کھول کر یخ پانی کے نیچے کھڑا ہو کر اپنے اندر کا لاوا ٹھنڈا کرنے لگا۔ دونوں ہاتھ سختی سے دیوار پر جمائے وہ خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آنکھوں

سرخ انگادہ ہو رہیں تھیں۔جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔۔آنکھوں کے سامنے وہی لرزتا سراپہ لہرا رہا تھا۔

وہ کپکپائے شنگرفی ہونٹوں کی تھرتھراہٹ۔۔

ان گلاب لبوں کے عین نیچے سیاہ تل۔۔۔۔
وہ لرزتی سیاہ گھنری مڑی ہوئی خم دار پلکوں کا حوش اڑا دینے والا رکس۔۔۔۔
اوران ساحرانہ، قاتل آنکھوں کی نمی اسے پاگل کر رہی تھی۔۔۔۔

"تمھیں سزا ملے گی اس کی۔۔۔۔۔تم نے وجدان شاہ کا سکون برباد کرنے کی کوشش کی ہے۔اسے بے قرار کرنے کی کوشش کی ہے۔"

وہ واش روم سے نکل کر اپنی شرٹ اٹھا کر پہن کر اپنے روم سے نکلا۔۔۔۔

پہلی نگاہ میں ہی وہ دل میں اتر گیا
پھر اس کے بعد دل میں جو کچھ تھا بکھر گیا

معلوم تو کرو وہ پری زاد کون ہے
آئینہ جس کو دیکھ کے اتنا نکھر گیا

وہ شخص جس پہ میں نے لٹا دی ہے زندگی
مہمان گھڑی بھر کا تھا جانے کدھر گیا

پھر اس کے بعد کیا ہوا کیا کیا نہیں ہوا
بس تم کسی کے ہو گئے اور میں بکھر گیا

یہ بھی نہ دسترس میں تھا وہ بھی نہ تھا مرا
قابو سے دل کبھی تو کبھی پھر جگر گیا

ظالم ہے تازہ دم میں پشیمان ہوں بہت
میرے لہو کے قطروں سے ظالم نکھر گیا

فیصلؔ ہے خوف خود مجھے ایسے پتا چلا
دیکھا جو آئینہ تو میں خود سے ہی ڈر گیا

☆☆☆☆☆☆

"کیسے بیاں کروں۔۔۔۔اپنے اجڑنے کی داستاں۔۔۔۔۔!!
تم سنتے سنتے تھک جاؤ گے۔۔۔میں کہتے کہتے مر جاؤں گی"

سسکتے سسکتے کب اسے نیند نے اپنی آغوش میں لیا پتا ہی نہ چلا۔ جنت بی اس کا سر اپنی گود سے سرہانے پر رکھ کر جا چکیں تھیں۔

وجدان شاہ جو پاگل ہوتا اس کے کواٹر کی جانب آیا تھا۔ اس کے دروازے کے سامنے کھڑا جیسے کسی لاوے میں دہک رہا تھا۔ سانسوں میں شدید گھٹن تھی۔۔

غصے سے اس کے کواٹر کا دروازہ کھولا۔ لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر سارا پاگل پن ۔ساری وخشت۔۔۔ساری بے چینی پل میں ہوا ہوئی تھی۔

وہ معصوم پری سامنے ہی زمین پر لگے بستر پر سو رہی تھی۔ چہرے پر جمے آنسوں کے نشانات اور دراز شاہ مڑی ہوئیں گھنیری مرتگان نم تھیں اس بات کی گواہی تھے کہ وہ روتے روتے سوئی تھی پر کیوں اسے تجسس ہوا۔

اس نے جب بھی اسے دیکھا تھا اس کی سرمئی آنکھیں ہمیشہ اسے نم ہی نظر آئیں تھیں۔

دو از بالوں کی بے ترتیب سی چٹیا اتنی لمبی تھی کہ وہ بستر سے ہوتے ہوئے زمین پر بوسے دے رہی تھی۔

اس نے آج تک کسی لڑکی کے اتنے دراز بال نہیں دیکھے تھے اس کا دل چاہا وہ ان میں اپنی انگلیاں الجھا کر انھیں محسوس کرے ان کی نرماہٹ کو اپنے چہرے پر محسوس کرے۔۔

یہ اس کی ستائیس سالہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا یہ وہ ایک لڑکی کی قربت کے لیے مر رہا تھا۔

اسے قریب سے دیکھنے کی،،، محسوس کرنے کی چاہ دل میں شدت جاگی تھی۔وہ دروازہ بند کرتا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا بے خودی میں اس کی جانب بڑھنے لگا۔

کیا ہوتا جا رہا تھا اسے وہ خود نہیں جانتا تھا۔
وہ کیونکہ اتنی رات کو کسی لڑکی کے کمرے میں آیا تھا۔ وہ کیا کر رہا ہے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

اس تک پہنچ کر وہ پنجوں کے بل اس کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا۔ بلب کی پیلی سی روشنی میں اس کا چہرہ سنہرے چاند کی مانند لگ رہا تھا۔

وہ دیوانہ وار اس کے چہرے کو دیکھتا اس کی دلکشی کے پیکر کو اپنی نظروں میں قید کر لینا چاہتا تھا۔

آخر کیوں اس کا دل اس کے لیے پاگل ہو رہا تھا؟؟؟؟
وہ نہیں جانتا تھا ایسی کونسی کشش۔۔۔۔ایسا کونسا سحر سے۔۔۔ جس میں وہ اسے جکڑا جا رہی تھی۔

ناجانے اس پری نے کونسی چھڑی گھما کر اسے اپنے بس میں کیا تھا۔۔؟؟؟
اور وہ یہاں تک آ پہنچا تھا۔۔اسے دیکھنے۔

وجدان شاہ نے بے خودی کے عالم میں اس پری پیکر کے چہرے کو اپنے ہاتھ کی پشت سے چھوا تھا۔اور وہ جو صدا کی نیند کی کچی تھی۔ کسی کا دہکتا لمس اپنے چہرے پر محسوس کرتی گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ لیکن سامنے بیٹھے وجدان شاہ کو دیکھ کر تو مانو روح ہی جسم سے پرواز کر گئی۔

جبکہ وجدان شاہ کو اس کا دوپٹے سے لاپروا بکھرا بکھرا سا سراپا مزید پاگل کرنے لگا
۔
اس کی نظروں کی وارفتگی اپنے سراپے پر محسوس کرتے اس کے وجود میں خوف و حراس لہر دوڑ گئی۔

چاند اپنے مردہ ہوتے ہاتھوں سے ہمت کرتی اپنے چادر اٹھا کر اپنے اوپر پھیلانے لگی۔

خوفزدہ سی ہیزل گرے آنکھیں اور اس پر ان میں نیند کا خمار قیامت ڈھا رہا تھا ۔وہ لڑکیوں سے کوسو دور رہنے والا وجدان شاہ آج اس لڑکی کی طلب شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

اس کی نظروں کا اپنے پور پور واہانہ پن اسے سلگانے لگا تھا وہ خوفزدہ سی اس کی آنکھوں کی سرخیاں سے مزید سہم گئی تھی۔وہ ہمت کر کے اٹھی اور باہر کی جانب لپکی لیکن اس سے پہلے کے وہ باہر نکلتی وجدان شاہ نے اسے جالیا۔

وجدان شاہ نے پیچھے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی جانب کھنچا چاند کی پشت اس کے فراخ سینے کا حصہ بنی۔وہ چھپ سی گئی تھی اس کے دراز وجود میں۔وہ چھ فٹ دو انچ کا لمبا چوڑا انسان۔۔اور وہ چھوٹی سی نازک سی پری اس کی گرفت میں بے بسی کی انتہا پر تھی۔

جبکہ وجدان شاہ تو اس کے ریشم مہملی وجود کو اپنی بانہوں میں محسوس کرتا بے خود سا ہونے لگا۔ وہ اس کی گردن میں منہ چھپائے اس نازک سی پری کی جان نکال گیا۔

وہ انگاروں پر لوٹتی اپنی پاگل ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ مر جانے کو تھی۔ چاند کو اپنے حواس سرسراتے ہوا محسوس ہوئے تھے۔ عصاب جیسے بلکل ماؤف ہو گیا تھا

--

آخر وہ کیوں آیا تھا اتنی رات کو اس کے کواٹر میں۔۔۔؟؟؟

جب وہ اس کے ساتھ وہ بے نام سا ناطہ بھی توڑ کر جانے والا تھا کسی اور کے ساتھ اپنی دنیا بسانے کے لیے۔

"چھو۔۔۔ چھوڑ دیں۔۔۔۔خدا۔۔۔کک۔۔۔کے لیے۔۔۔"وہ روندھی ہوئی آواز میں سسکتے ہوئے منت بھرے لہجے میں بولی۔

"شش۔۔۔!!پہلے میری بات سنو۔۔۔"وجدان شاہ نے اسکی سماعت کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولا۔اس کے لب اپنی کان کی لو پر محسوس کرتے چاند کے پورے وجود میں کپکپی طاری ہو گئی۔اسے لگا وہ ابھی حواس کھو دے گی۔

"تم نے وجدان شاہ کو بے چین کرنے کی گستاخی کی ہے۔۔۔فیری۔"
وہ اس کی بات سانس روکے سننے لگی۔پر وہ کہاں جانتی تھی وہ تو اس کی جان نکالنے کا اہتمام کیے بیٹھا تھا۔

"اور اب میری بے چینی کو تم درکار ہو۔۔۔تم چاہیے ہو مجھے۔۔۔صرف کچھ پلوں کے لیے۔۔۔۔"

الفاظ تھے یا تیز دھاری خنجر جو اسے پل میں پور پور لہولہان کر گئے۔

وہ جیسے پتھر ہو گئی۔۔!!

آج اس بے رحم شہزادے نے آخری وار بھی کر دیا۔اس کی رہی سہی روح و جان کے بڑی بے دردی سے پرخچے اٹھا گیا۔

جلتی آنکھوں سے دولاوے کی مانند دھکتے انگارے نکل کر اس کے رخساروں بھسم کر گئے۔

"فکر مت کرنا اس کے لیے وجدان شاہ تمھیں اتنی قیمت دے گا کہ تم ساری زندگی اگر عیش کرو تو بھی ختم نہ ہو گا۔۔۔۔وجدان شاہ فری میں کچھ بھی نہیں لیتا۔"

اتنی ذلت

اتنی بے رحمی

وہ بھی اپنے شوہر کے ہاتھوں

چاند کو اپنا قلب ساکت ہوتا ہوا محسوس ہوا۔
آنکھوں کے سامنے اندھیرہ چھا گیا۔

"تین دن ہیں تمھارے پاس۔۔۔۔۔ معاوضہ اتنا جتنا تم چاہو۔۔۔۔پر جواب مجھے ہاں میں چاہیے۔۔۔کیونکہ نہ سننے پر وجدان شاہ ذرہ سا بھی قائل نہیں ہے۔۔۔"

وہ اس کی گردن اور کندھے کے درمیان اپنا جنونیت بھرا دہکتا لمس چھوڑتے سختی سے اسے باور کرواتے بولا۔

وجدان شاہ کو لگا جیسے روح تک اس کے مہملی لمس کی تاسیر اتری تھی پر چاند کو اس کا لمس جیسے اسے تیزاب محسوس ہوا تھا کاش وہ مر جاتی اس کے ایسے بے رحم اور سفاک الفاظ سننے سے پہلے۔۔۔۔

اسے اپنی محبت پر آج بے خدا افسوس ہو رہا تھا۔۔۔ کیا کوئی دل اجاڑنے سے پہلے یہ نہیں سوچتا کہ وہ بھی تو انسان ہے۔ کیا کوئی بھی اسے انسان نہیں سمجھتا تھا اس دنیا میں۔

محبت وہ اس کے دل سے آج سرے سے فنا کر گیا۔۔۔ محبت کی ایک بوند بھی اس کے مردہ ہوتے دل مین باقی نہ رہی۔

"تم نہیں جانتی تم کتنی حسین ہو فیری بلکل چاند کی چاندنی سی، اس کا نور میں کچھ پل کو چھرانے کو بے تاب ہوں، یقین جانو بہت نرمی برتوں کا ذرہ تکلیف نہیں دوں گا تمھیں، فکر نہیں کرو، میں تمھاری ہاں کا انتظار کروں گا۔۔۔۔"

وہ ظالم سرگوشیاں اس کی سماعت جو سونپتا ایک آخری وار اس کے بے جان وجود پر کرتا اس چھوڑ کر وہاں سے نکل گیا۔

اور وہ کسی لٹے پٹے جواری کی سی وہی پر بھر بھری ریت کی مانند زمین پر بکھر سی گئی

وہ سفاک تھا جانتی تھی۔ پر پھر بھی پگلی محبت کر بیٹھی۔ پر وہ اس قدر بے رحم نکلے گا اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

ایک ایسا شخص جو اپنی بیوی کے ساتھ ہی وقت گزارنے کے لیے اس کی بازاروں عورتوں کی طرح قیمت لگا گیا۔

کیا دنیا میں اس سے زیادہ کوئی بد نصیب ہو گا۔ جس کا محرم ہی اس کی عزت کو روندتا ہوا اس کی قیمت لگا گیا۔۔۔۔

"اللہ۔۔۔۔۔۔آہہہہ۔۔۔۔۔۔آہہہہ۔۔۔۔۔اللہ میں مر کیوں نہیں گئی ۔۔۔۔۔مر جاؤ میں"

وہ اوپر کی جانب سر اٹھائے دھڑے مار مار کر اپنی محبت کے بے کفن لاشے پر روئی۔

کچھ نفرت کی نظر ہوا میرا یہ وجود"
باقی جو بچ گیا تھا محبت میں مر گیا"

دل درد سے جیسے پھٹ جانے کو تھا۔۔۔
آج وہ اپنی برباد محبت پر آخری بار بین ڈال رہی تھی۔۔۔۔
آخری بار وہ اپنے برباد دل کو رو رہی تھی۔۔۔۔
آخری بار اپنی تباہی پر آشک بار تھی۔۔۔
کتنی ہی دیر وہ دھڑے مار مار روئی تھی اپنی ناکام محبت پر۔۔۔
وہ کسی روبوٹ کی مانند اپنی جگہ سے اٹھی۔اپنے کوارٹر سے نکلی تھی باہر سے کیاریوں کے پاس سے زمین کو کھودنے والا آلہ لے کر آئی۔

اور اپنے کواٹر کے وسط میں اپنی محبت کی قبر کھودنے لگی۔ لگاتار آنسو بہتی وہ ایک گھڑا کھودنے میں کامیاب ہوا گئی۔ چونکہ فرش جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا تو اسے کھودنے میں دقت نہ ہوئی۔

آلہ وہی پھینک کر وہ اپنے بستر کی جانب آئی جہاں اس نے اپنے شہزادہ کی راہ تکتے تکتے اپنے دل کی ہر بے قراری اورق پر اتاری تھی۔

پر وہ شہزادے کی صورت میں ایک بے رحم،،، سفاک دیو نکلا۔

جس نے اسی کے دل۔۔رگ وجان سے سارا خون نچوڑ لیا۔

وہ پاگل سی ہوتی سارے اورق اکٹھے کرنے لگی۔

سارے اورق کو ایک کپڑے میں باندھ کر اسے گھڑے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈالنے لگی۔۔۔

کیونکہ ان کو جلانے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

پر وہ ظالم دیوا اس قابل نہیں تھا کہ وہ کبھی جان پاتا۔۔۔کہ کبھی چاند احمد ملک نے
اس نے بے تحاشا محبت کی تھی۔

کہ کس شدت سے اس کے لوٹنے کا انتظار کیا تھا۔۔۔اتنی اذیتیں۔۔اتنی تکلیفیں
سہنے کے بعد بھی وہ اسے یار کرتی تھی ہر پل۔۔۔زخموں سے نڈھال وہ اسے یاد
کرتی تھی۔وہ اپنی محبت کی قبر بنا کر اس کے پاس ہی گر گئی۔

تمام لوگ اکیلے، کوئے رہبر ہی نہ تھا
بچھڑنے والوں میں اک میرا ہمسفر ہی نہ تھا

برہنہ شاخوں کا جنگل گڑا تھا آنکھوں میں
وہ رات تھی کہ کہیں چاند کا گزر ہی نہ تھا

تمھارے شہر کی ہر چھاؤں مہرباں تھی مگر

جہاں پہ دھوپ کھڑی تھی وہاں شجر ہی نہ تھا

سمیٹ لیتی شکستہ گلاب کی خوشبو
ہوا کے ہاتھ میں ایسا کوئی ہنر ہی نہ تھا

میں اتنے سانپوں کو رستے میں دیکھ آئی تھی
کہ ترے شہر میں پہنچی تو کوئی ڈر ہی نہ تھا

کہاں سے آتی کرن زندگی کے زنداں میں
وہ گھر ملا تھا مجھے جس میں کوئی در ہی نہ تھا

بدن میں پھیل گیا شاخ بیل کی مانند
وہ زخم سوکھتا کیا، جس کا چارہ گر ہی نہ تھا

ہوا کے لائے ہوئے بیج پھر ہوا میں گئے

کھلے تھے پھول کچھ ایسے کہ جن میں زر ہی نہ تھا

قدم توریت پہ ساحل نے بھی رکھنے دیا

بدن کو جکڑے ہوئے صرف اک بھنور ہی نہ تھا

☆☆☆☆☆☆

"نور بی بی اٹھ جائیں نہ بڑی بی بی ناراض ہوں گی"

رجو اسے آوازیں لگا لگا کر تھک گئی تھی لیکن وہ بھی نیند میں صدا کی ڈھیٹ۔۔۔۔

"رجو جاو یہاں سے ورنہ ہم تمھارا سر توڑ دیں گے"

وہ اپنی نیند خراب کرنے پر چلائی۔۔۔رجو نے اپنا دل تھام لیا۔

"آہائے بی بی جی کہیں آپ میں چھوٹے شاہ سائیں (زوار شاہ) کی روح تو نہیں گھس گئی۔۔"

رجو اپنا دل تھامتے بولی۔

نورا اپنے سر پر تکیہ رکھ کر گئی۔۔۔رجو نے اس کے روم سے جانے میں بہتری جانی۔۔۔

"اب کیا کروں نور بی بی تو اٹھ ہی نہیں رہیں ایسا کرتی ہوں بڑی شاہ بی بی سے بولتی ہوں"

وہ خود سے بڑبڑاتی جا رہی تھی،،،جب زوار شاہ کی کرخت آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

'

"رجو"

زوار شاہ کی آواز پر رجو اپنی جگہ پر ہی جم گئی۔

"رجو تو تو گئی آج۔۔۔آج کا دن ہی منحوس ہے"

وہ من ہی من اپنی پھوٹی کو کوسنے لگی۔

"جج۔۔۔جی چھوٹے سائیں"

اس نے ہمت کر کے دریافت کیا۔

"نور اٹھی۔"

اس نے ہنوز انداز میں دریافت کیا۔

"نن۔۔۔۔ نہیں چھوٹے سائیں میں نے بہت کوشش کی لیکن۔۔۔وو۔۔۔وہ نہیں اٹھیں"

اس ن سر جھکائے مطلع کیا۔

"آج اس کالج جانا ہے اور محترمہ ابھی تک گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی ہیں۔۔۔۔ ٹھیک ہے تم جاؤ"

خلاصی ہوتے ہی رجو فوراً باگی۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ پڑھائی سے دور باگتی ہے اسی لیے صبح صبح کالج نہ جانے کے سارے بہانے ہیں۔۔۔

اسے پتہ تھا اب اسے کیا کرنا ہے۔۔۔وہ اس کے روم کی جانب آیا آہستہ سے دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔ سامنے ہی اس کی شہزادی اپنی خواب گاہ میں محو حواب تھی۔

آف وائٹ نائٹ ڈریس میں۔۔۔ سنہری بال کچھ تکیے پر اور کچھ اس کی جان کے دلکش چہرے کو ڈھنپے ہوئے تھے۔ آدھا وجود کمفرٹر میں اور آدھا باہر تھا۔ ایک ہاتھ پیٹ پر رکھے اور دوسرے سر کے قریب ہی تکیے پر رکھے وہ شہزادی اپنی تمام رعنائیوں سمیت زوار شاہ کے دل کا قرار لوٹ گئی۔

آنکھوں میں خماری لیے وہ دیوانگی وارفتگی سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔اس کے پہلو میں دراز ہو کر ہاتھ بڑھا کر اپنی جانب کھینچ لیا۔وہ نیند کی وادیوں میں گم کسمسا کر مزید اس کے قریب ہو کر سینے سے لگ گئی۔

اسے خود کے قریب ہوتا دیکھ کر زوار شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا۔

وہ اس کے چہرے سے بال ہٹاتا بے خودی میں اس پر جھکا اور اس کے نرم گال پر اپنے لب رکھ دیے۔

مونچھوں کی چبن پر نور کے چہرے کے زاویہ بگھڑے۔۔۔۔وہ منہ بنائی اتنی کیوٹ زوار شاہ مسکرایا۔اسے اپنے آپ اختیار سے باہر ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

زوار شاہ کو اس کے نرم گرم وجود کا لمس پاگل کرنے لگا۔

وہ خود پر ضبط کے پہرے لگائے اس کے کان کے قریب جھکا۔

"نورِ جان۔۔۔بہت بری طرح سے آزما رہی ہو

اگر اگلے پانچ سیکنڈ میں نہیں اٹھی نہ تو خود پر کنٹرول ہر گز نہیں کروں گا"
وہ سرگوشی میں کہتا اس کے کان کی لو کو شدت سے لبوں سے چھو گیا۔

اپنے کان پر مونچھوں کی چبن محسوس کرتی نور نے کسمسا کر آنکھیں وا کیں۔ اسے آنکھیں کھولتا دیکھ کر وہ مسکرایا۔

"گڈ مارننگ میری جان"

وہ مسکرا کر بولا تو وہ بھی غیب دماغی سے مسکرا دی۔

زوار شاہ سمجھ گیا تھا وہ ابھی تک نیند میں ہے۔
وہ مسکرا کر جھکا اور اسکے کان کی لو وہ اپنے دانتوں میں لے کر زرہ سا دباؤ ڈالا۔

وہ کرائی۔۔۔ لیکن جان تو تب نکلی جب زوار شاہ کو اپنے اتنا قریب دیکھا۔ چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔

نازک سا دل یکبار دھڑکا۔

"کک۔۔۔کیا۔۔۔کک۔۔۔کر رہے۔۔۔ہیں"

وہ اس کی اتنی قربت میں بمشکل بول پائی تھی۔دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا ۔اس کی نرم گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر کے اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے آنکھیوں میں ابھی تک نیند کا خمار تھا شہد رنگ آنکھوں کی سرخیاں زوار شاہ کو بہکانے وہ پورا سامان کیے بیٹھیں تھیں۔اس کے سوال پر وہ مسکرایا تھا

وہ اس کے اطراف میں تکیے پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔اسے خود پر جھکا دیکھ کر وہ جی جان سے لرز گئی۔وہ اس کی سرخ ہوتی انکھون پر باری باری جھکا اور ان پر نرمی سے لب رکھتے اپنا لمس بخشا۔نور سے اس کی شرٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھوں میں دبوچ کر خود سے دور کرنا چاہا لیکن کہا وہ اس پہاڑ کا مقابلہ کر سکتی تھی۔

"اپنی جان کو اٹھنے کی ایک چھوٹی سی کوشش"

وہ اس کی سرخ ہوتے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے خمار آلودہ لہجے میں مدھم آواز میں بولا۔

"ہہ۔۔۔۔ہم اٹھ۔۔۔رہے۔۔۔ہیں۔۔۔پلیز"

اسے ایک بار پھر خود پر جھکتا دیکھ کر وہ چہرہ موڑ گئی۔ہاتھوں سے اسے خود سے دور کرنے کی تگ دو ابھی بھی جاری تھی۔

"مت کیا کرو جانِ زوار۔۔۔۔ تمھارے یہ گریز پایاں زوار شاہ کو ہر حد توڑنے پر مجبور کرتی ہیں۔ابھی تو میں خود پر جبر کر کے خود کو روک لیتا ہوں۔ تمھارے اٹھارہ سال کے ہوتے ہی تم زوار شاہ کی سلطنت میں ہو گی،

پھر تمھاری یہ کوئی مزاحمت کام نہیں آئے گی جان۔۔۔یہ جو تم اپنی ان ظالم اداؤں سے میری جان لیتی ہو نہ۔۔۔اپنی شدتوں سے تمھاری اس چھوٹی سی جان کو بہت مشکل میں ڈالوں گا"

مدھم سرگوشی میں بولتا نور کی جان کو زلزلوں کی زد میں کر گیا۔اسے لگا وہ ابھی اپنے حواس کھو دے گی۔

اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر زوار شاہ کو اسے پر رحم آگیا تبھی اس کی پیشانی پر لب رکھتے وہ اسے آزاد کرتے بیڈ سے اٹھا۔

نور سختی سے آنکھیں میچ کر اپنا رکا ہوا سانس بحال کرنے لگی۔

"جانم دس منٹ ہیں تمھارے پاس تیار ہو کر جلدی سے نیچے آنا۔ورنہ گیارویں منٹ میں۔۔۔میں اوپر آؤ گا اور اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کو تیار کروں گا"

وہ متبسم لہجہ میں اسے دھمکی دیتا روم سے نکل گیا۔

نور اسے کے جاتے ہی جھٹ سے بیڈ سے اٹھی اور اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں گھس گئی۔

☆☆☆☆☆

"ملک صاحب آپ کے لیے ایک بہت اچھی خبر لایا ہوں"

بشیر ملک واجد کے سامنے موادب انداز میں کھڑا بولا۔

"ہاں بشیر بولو"

ملک واجد خقے کا کش لگاتے ہوئے بولے۔

"ملک صاحب شاہوں کا بڑا بیٹا وجدان شاہ پاکستان میں ہے"

اس نے مطلع کیا۔ملک واجد کی آنکھوں چمک اٹھی اس کی خبر پر۔۔۔۔

"اب مزہ آئے گا سلطان شاہ۔۔۔۔اب کھیلنے کا مزہ آئے گا۔۔۔وجدان شاہ۔۔۔۔ہاہاہاہاہا"

"بشیر مجھے اس کی ایک ایک بات کی خبر ہونی چاہیے وہ کب، کیوں، کہاں، کیسے ،جاتا ہے۔ہر بات۔ سمجھے"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولا۔

"جی بہتر ملک صاحب"

بشیر نے سر کو خم کرتے کہا۔

باسط کہاں ہے۔۔۔؟؟؟

"ملک صاحب وہ اپنے دوست کے ساتھ شکار پر گئے ہیں"

اس نے مطلع کیا۔

"ٹھیک ہے جب آئے تو مجھے اطلاع دی جائے اب تم جاؤ اور جو کام کہاں ہے اس پر دھیان دو"

"جی سرکار"

وہ وہاں سے نکل گیا۔"آتشِ دیوانگی"

از پارس راجہ

قسط.....7

☆☆☆☆☆☆

چاند& وجدان شاہ سپیشل اپی سوڈ

ماضی!!!

ملک عباس کے نے دو شادیاں کیں تھیں۔۔۔انھیں پہلی بیوی سے اولاد نہ ہوئی تو انھوں نے دوسری شادی کر لی۔۔۔

دوسری بیوی سے ان کا ایک بیٹا (جس کا نام ملک واجد) تھا۔

لیکن خدا کی قدرت شادی کے چودہ سال بعد ان کی پہلی بیوی کی طرف سے بھی انھیں خوشخبری ملی۔وہ تو جیسے پھولے نہیں سمائے تھے۔لیکن بیٹے کی پیدائش پر اس کی پہلی بیوی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

ان کا بیٹا حو بہو اپنی خوبصورت ماں پر تھا۔

ملک عباس نے اس کا نام احمد ملک رکھا۔وہ بے خد خوبصورت تھے۔اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے سب کے لاڈلے۔ملک عباس کی تو احمد ملک جان تھے۔۔

ملک عباس کی دوسری بیوی آمنہ بیگم بھی بے خدا اچھی تھیں وہ بھی اسے اپنی پلکوں پر بٹھا کر رکھتیں اور یہی بات واجد ملک کو نہ باتی تھی

کہ اس کی ماں اپنی سوتن کے بیٹے سے محبت کریں۔ وہ دس سال کا تھا اکثر غصہ میں احمد ملک کو نقصان پہنچاتا۔ لیکن آمنہ بیگم نے ہر پل احمد ملک کو اپنی ممتا کی چھاؤ میں رکھا۔

کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہ کر پاتا۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرنے لگا۔

ملک عباس نے واجد ملک کی شادی اپنے ایک دوست کی بیٹی سے کروادی۔ لیکن وہ بے حد ظالم تھا۔

دوسروں کی ماں بیٹوں کی عزت تو وہ سرے سے ہی نہیں کرتا تھا۔ جو بھی لڑکی اسے پسند آتی وہ اسے اٹھوالیتا اور اس کے ساتھ بد سلوکی کر کے واپس اس کے گھر پھینک آتا اور ان کے ماں باپ وہ مارنے کی دھمکی دے کر ان کا منہ بند کروا دیتا۔

واجد ملک کو خدا نے ایک ہی بیٹا دیا۔ جو بچپن سے ہی بے جا لاڈ پیار کی وجہ سے بگھڑ گیا تھا۔

جس پر عباس ملک اور آمنہ بیگم ہر وقت غصہ کرتے۔ کہ بچوں کو بگھڑ کر بعد میں اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔

لیکن واجد ملک ان کی ایک بات پر کان نہ دھرتا۔

تیئس کے ہوتے ہی احمد ملک کی شادی ان کی خالہ کی بیٹی فاریہ سے کر دی گئی۔ ہیزل گرے آنکھوں والی اس کی جان سے پیاری بیوی بے حد اچھی تھی۔ اللہ نے انھیں ایک پیاری سی پری سے نوازہ۔

وہ بے حد خوبصورت تھی۔

اس کی رنگت دودھ اور گلابوں سے ملا کر بنائی گئی تھی جیسے۔قدرتی سرخ ہونٹ ،،، کشمیری سیب جیسے گال۔۔۔اور اپنی ماں جیسی ہیزل گرے آنکھیں وہ بلکل کوئی گلابی گڑیا ہی لگتی تھی۔عباس ملک نے اس کا نام چاند احمد ملک رکھا۔

عباس ملک کی تو اپنی پوتی میں جان تھی۔واجد ملک کی سفاکیت سے عاجز آتے ایک دن عباس ملک کو ہارڈ آٹیک ہوا وہ اسپتال گئے اور پھر زندہ نہ لوٹے۔

آمنہ بیگم یہ صدمہ برداشت نہ کر پائی اور کچھ ہی ماہ میں وہ بھی خالق حقیقی سے جا ملیں۔

احمد ملک جو پہلے اپنی ماں اور باپ کے سائے میں رکھتے تھے۔اب واجد ملک کے عتاب کا نشانہ بنے رکھتے لیکن وہ اپنے بڑے بھائی کی ہر بات سر جھکا کر مانتے۔اور واجد ملک کی بیوی تو تھی ہی اللہ کی گائے۔اس کی فاریہ سے بہت بنتی تھی۔

باسط ملک بھی اپنی باپ کی ہی سی خصلت کا مالک تھا۔ تھا تو وہ چودہ سال کا لیکن
اس کی حرکتیں چودہ سال کے بچوں سی بلکل نہ تھیں۔
جو اپنے چاچا کی ایک سالا بیٹی چاند پر بھی بری نظر رکھتا۔

لیکن شاید اس پری کی قسمت اچھی تھیں تبھی واجد ملک نے اسے پڑھنے کے لیے
لندن بھیج دیا۔
لیکن لگا تھا پری کی قسمت میں ابھی اور امتحان باقی تھے۔ چاند دو سال ہوئی جب
احمد ملک اور فاریہ کی ایک حادثے میں موت ہو گئی۔
اور پھر یہی سے شروع ہوا چاند احمد کی زندگی کا تلخ باب۔

oooooooo

حال

وجدان شاہ زمان شاہ کے ساتھ کچھ کام کے سلسلے میں شہر گیا ہوا تھا۔

چاند واپس حویلی نہیں آئی تھیں۔
عالیہ بیگم اپنے شوہر کے ساتھ شاہ بیگم کے کہنے پر واپس جا چکیں تھیں۔

شاہ بیگم نے چاند کو وجدان شاہ کے کمرے میں رحصت کرنے کا سب بڑوں کو حکم سنا دیا تھا۔ لیکن وجدان شاہ زوار شاہ اور نور کو اس بات سے لا علم رکھا گیا تھا ۔رابعہ بیگم بہت ڈری ہوئیں تھیں۔

وہ اس نازک سی پری کے لیے بہت فکر مند تھیں۔
لیکن شاہ بیگم کے سامنے بولنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

اب تو وہ دعا ہی کر سکتیں تھیں چاند کے لیے۔
دوسری جانب چاند بلکل چپ ہو گئی تھی۔بے جان مردوں کی حال ہو رہی تھی ۔بھوک پیاس سب جیسے مٹ سی گئی تھی۔اسے لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی زندہ لاش ہو۔

جب سے اسے پینو نے بتایا تھا کہ اسے وجدان شاہ کے کمرے میں اس کی دلہن بنا کر آج شام بیجھا جا رہا ہے۔ اور اب وہ اس کے ساتھ ہی رہے گی۔ وہ مزید پتھر کی مورت بن گئی تھی۔

کیس قدر ظالم سی قسمت کی دغا بازی تھی جب وہ اس شہزادے کا ساتھ چاہتی تھی۔ تب اس نے مڑ کر نہ دیکھا کبھی یہ وہ کس حال میں تھی زندہ بھی تھی یا مر گئی۔

اور آج جب روح ریزہ ریزہ ہو گئی تھی تو اسے اس کی دلہن بنایا جانا تھا۔ جبت بی تو اس پر ہی خوش تھیں کہ شاہ بیگم کو اس ننھی پری پر رحم تو آیا۔ لیکن اصلی بات تو کوئی نہیں جانتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

آنکھ لکھو تو نم لکھنا

وجہ لکھنا تو غم لکھنا

وقت لکھو تو صبر لکھنا

گھڑی لکھو تو درد لکھنا

خدا لکھو تو بے عیب لکھنا

لوگ لکھو تو بے فیض لکھنا

شام لکھو تو منتظر لکھنا

امید لکھو تو سحر لکھنا

محبت لکھو تو ابر لکھنا

عشق لکھو تو ہجر لکھنا

راہ لکھو تو سفر لکھنا

زندگی لکھو تو خفا لکھنا۔۔۔۔!!!

چاند کو سجانے کے لیے شہر سے بیوٹیشنز کو بلوایا گیا تھا۔

ڈیپ ریڈ کلرک شرارے میں اس کا چاند سراپہ چاندنی سا دہک رہا تھا۔ کبھی وہ ان رنگوں کو پہنے کے لیے ترسی تھی جب نور رنگ برنگے بہار رنگ پہن کر چہکتی تھی تو اس کے اندر کی حسرتیں جیسے اسے اندر تک کاٹنے لگتیں تھی۔

پر وہ اس معصوم سے نظریں چرا لیتی کہ کہیں اس کی نظر نہ لگ جائے اسے۔۔

گلے میں خوبصورت سا گلوبند جو اس کے لیے کسی توک سے کم نہ تھا۔ چھوتی سی پیشانی پر ماتھا پٹی اس کی قسمت کی سیاہی کو کہاں ڈھانپ پا رہی تھی،

نازک سی ناک میں بھاری نتھ، دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر سہاگ کی سرخ چوڑیاں پہنائی گئیں تھیں۔ جہاں کبھی ویرانیاں ہوا کرتیں تھیں۔ پر ان کی کھن کھن جیسے اس کی سماعت زخمی کر رہیں تھیں۔

پیروں میں پہنی پازیب جیسے اس کے لیے کسی زنجیروں سے کم نہ تھیں۔

بال بے تہاشہ لمبے ہونے کی وجہ سے لڑکیوں نے اس کے بالوں کا خوبصورت سا سٹائل بنا کر انھیں آوارہ ہی چھوڑ دیا تھا۔

خوبصورت آنکھوں کو رنگوں سے سجا کر مزید دو آتش بنا یا دیا گیا تھا۔ گلال ہونٹوں کو ڈیپ ریڈ لب سٹک لگا کر مزید سرخ کر دیا گیا تھا۔

وہ کسی بھی قسم کے احساسات سے عاری ایک مجسمے کے علاوہ کچھ نہ تھی۔ بس کچھ ہی دیر پھر اسے ظالم دیو کے حجرے میں لے جایا جانا تھا۔

شاہ بیگم اور رابعہ بیگم اندر آئیں تھیں۔

ہاتھ کے اشارے سے لڑکیوں کو جانے کا کہا تو وہ سر خم کرتے وہاں سے نکل گئیں
۔

شاہ بیگم اس کے دو آتشی حسن کو دیکھ کر ٹھٹھک گئیں۔بے شک وہ کوئی پری ہی لگ رہی تھی۔

رابعہ بیگم نے دل ہی دل میں اس کی بلائیں لیں۔
لیکن وہ اس کے لیے پریشان بھی تھیں نہ جانے کیوں صبح سے دل کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔ جیسے کچھ بہت غلط ہونے والے ہو۔۔

"لڑکی تمھیں بس میرے پوتے کو کسی بھی خال میں روکنا ہے اس کے لیے ہم تمھیں وجدان شاہ کو دے رہے ہیں۔آج سے وہ پورے کا پورا تمھارا۔
لیکن کسی بھی خال میں وہ امیریکا نہیں جانا چاہیے اب۔

یہ تم پر ہے کہ کیسے تم اپنے شوہر کو اس فرنگن لڑکی سے شادی کرنے سے روکتی ہو۔"

وہ سپاٹ لہجہ میں بولتی وہاں سے نکل گئیں۔اور وہ یونہی پتھر کی مورت بنی کھڑی رہی۔ جیسے وجود میں جان ہو ہی نہ۔۔۔۔

یعنی وہ چھپے الفاظوں میں اسے اپنے پوتے کو اپنے حسن کے جال میں الجانے کا کہہ کر گئیں تھیں مطلب وہ صرف ایک مہرہ تھی۔
وہ اپنی زات پر تلخی سے مسکرادی۔

☆☆☆☆☆☆

رابعہ بیگم بھی ان کے پیچھے آئیں تھیں۔
"بہو اس لڑکی کو وجدان شاہ کے کمرے میں پہنچاؤ۔۔۔۔"انھوں نے حکم دیا۔

"امی بیگم۔۔۔وجدان شاہ کو ابھی تک ہم نے کچھ نہیں بتایا وہ کچھ ہی دیر میں پہنچنے والا ہے ان (زمان شاہ) کی کال آئی تھی۔۔۔"

"بہو جتنا ہم نے کہا ہے اتنا ہی کیا کرو۔۔۔زیادہ دماغ چلانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔"

وہ کرخت زدہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"وہ جب اپنے کمرے میں جائے گا تو خود ہی پتا چل جائے گا۔۔۔"

وہ بے زاریت سے بولیں۔وہ نہ جانے کیا سوچے بیٹھیں تھیں۔رابعہ بیگم کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔

"اب جاؤ بھی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو"

وہ ہنوز لہجے میں بولیں۔

"جی بہتر"

انھوں نے خاموشی سے ان کا حکم ماننے میں ہی ان کی بہتری جانی۔

دوسری جانب چاند احمد نے دراز سے اپنی مطلوبہ چیز نکالی جو وہ آتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر آئی تھی۔ باہر دروازے پر کسی کی آہٹ پر جلدی سے اس نے اسے اپنی مٹھی میں بھینچ لیا۔

رابعہ بیگم اندر آئیں تھیں۔انھوں نے نور کو پہلے ہی اس ک کمرے میں بھیج دیا تھا ۔وہ اپنی معصوم سی بیٹی کو کسی بھی قسم کا دکھ نہیں دینا چاہتیں تھیں۔ کیونکہ چاند کے ساتھ اس کا لگاؤ وہ اچھے سے جانتیں تھیں۔

اور نہ جانے آج چاند کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

رابعہ بیگم کے ساتھ جنت بی بھی تھیں۔چاند کسی روبوٹ کی طرح ان کے ساتھ چل دی۔

لیکن آج وہ ہارنے والی نہیں تھیں بلکے کسی کی شکت کا سامان بن کر جارہی تھی ۔آج وہ ہر بازی جیتنے والی تھی۔اس بار شکست پائی اس کے حصے سے ہمیشہ کے لیے خارج ہونے والی تھی۔

اور ہمیشہ جیتنے والا وجدان شاہ ہارنے والا تھا۔آج اس کے کمرے میں جاتے ہوئے اس کے وجود میں زرہ سی بھی لرزش نہ تھی۔

ایک بار پہلے بھی وہ دلہن بن کر اس کے کمرے میں گئی تھیں۔اور آج بھی کچھ نہیں بدلا تھا۔
وہ پھر سے دلہن بن کر اس کے کمرے میں جارہی تھیں۔۔لیکن وہ بدل گئی تھی۔

احساسات بدل گئے تھے۔دل مردہ ہو گیا تھا۔اندر سب کچھ مر گیا تھا وہ پور پور لٹ چکی تھی۔تو ڈر بھی جیسے ختم ہو گئے تھے سارے۔

ملازمہ نے دروازہ کھولا۔تو وہ دونوں اسے تھام کر اندر لے آئیں۔کمرے کا ماحو ل خواب ناک ہو رہا تھا۔ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔۔وہ کسی ریاست کے شہزادے کی خواب گاہ ہی معلوم ہو رہی تھی۔

رابعہ بیگم اور جنت بی نے اسے جہازی سائز بیڈ پر بٹھایا۔جس کے کراؤن کو پور پور گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔
وہ خاموشی سے بیٹھ گئی تھی۔رابعہ بیگم نے اس کی پیشانی پر پیار کیا۔

"

اللہ تمھیں اپنے امان میں رکھے۔اور ڈھیر ساری خوشیوں سے نوازے"
انھوں نے سوزدل نے دعا دی۔

چاند کا دل چاہا ان کی دعا کر کھکھلا اٹھے قہقہے لگائے۔ خوشی اور وہ بھی چاند احمد کے حصے آجائے۔ یہ تو شاید اب کبھی بھی ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ قصہ ختم تو کیسی خوشیاں اور کیسی دعائیں۔

جنت بی نے بھی اسے پیار کیا اور ڈھیر ساری دعائیں دے کر رابعہ بے گم کے ساتھ ہی چلی گئیں۔

چاند نے اپنی انگاروں سی جلتی آنکھوں کو ایک پل کے لیے موند کر کھولا تھا آنکھوں سے لاوا بہہ نکالا۔

اپنی مٹھی کھول کر ایک کاغذ کو دیکھا جس میں تین گولیاں تھیں جو اس نے صبح ہی خان بابا کے کمرے سے چرائیں تھیں۔

اس نے بے تاثر نظروں سے اپنی ہتھیلی کو دیکھا تھا۔ جہاں اس کی جیت تھی اور اس خویلی میں بہت سوں کی ہار۔

اس نے سائڈ ٹیبل سے جگ میں سے پانی ڈالا اور بنا دیر کیے تینوں نگل لیں۔

اپنا کام انجان دے کر وہ سکون سے بیڈ کے کراؤن سے سر ٹکا کر بیٹھ گئی۔

سنو!

ہم بیٹھ کر تنہا
ہوا کو دکھ سنائیں گے
تجھے ہم بھول جائیں گے
تجھے ہم بھول جائیں گے

☆☆☆☆☆

وجدان شاہ اور زمان شاہ اندر داخل ہوئے تو آج خلافِ معمول سب ابھی سے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

زمان شاہ تو سمجھ رہے تھے لیکن وجدان شاہ کو کچھ عجیب لگا۔

"وجدان اگر تمھیں بھوک لگی ہے تو میں تمھاری چھوٹی ماں کو بول دیتا ہوں۔۔۔"

انھوں نے وجدان شاہ کو الجھن کا شکار دیکھ کر کہا۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔۔میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔ گڈ نائٹ"

وہ بول کر اپنے روم کی جانب بڑھا۔دل میں صبح سے عجیب سی بے چینی تھی آپ جیسے کوئی سینا نوچ رہا ہو۔

زمان شاہ بھی دعا خیر مانگتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

وجدان شاہ اپنے کمرے میں داخل ہوا اور بنا دیکھے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ لیکن جیسے ہی مڑا تو کمرے کی سجاوٹ کو دیکھ کر گنگ ہوا تھا۔ نظریں کمرے کا جائزہ لینے کے بعد اپنے بیڈ پر گئیں تو وہ نظریں ہٹانا ہی بھول گیا۔

اس اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا۔

دل کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں۔

"یہ سچ نہیں ہے۔۔۔۔میں جسٹ امیجن کر رہا ہوں"

وہ بڑبڑایا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

چاند احمد اسی کسی بے جان مجسمے کی مانند سٹل نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو کسی ٹرانس کی حالت میں اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کے وہ اس کے سامنے آ بیٹھا۔

جو بلیک ڈریسنگ میں وجاہت کا شہکار لگ رہا تھا۔ لیکن آج اسے دیکھ کر چاند احمد کا دل نہیں دھڑکا تھا۔ نہ ہی دل لرزا تھا۔

وجدان شاہ جو ابھی بھی اس اپنا برھم سمجھ رہا تھا ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہ۔ تو وہ بدک کر اس سے دور ہوئی اور تیزی سے بیڈ سے اتر کر دور جا کھڑی ہوئی

۔وجدان شاہ حواس میں لوٹا تھا۔

وہ بیڈ سے اٹھا کر اس کی جانب مڑا۔ لیکن وہ تھی۔۔۔۔ سامنے ہی وہ دلہن کے جوڑے میں سجی اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ جو بے تہاشا خوبصورت لگ رہی تھی۔ اتنی کے اسے سارے الفاظ کم پڑتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ بالوں کا سامنے سے سائڈ سٹائل بنا کر ماتھا پٹی لگائی ہوئی تھیں۔ آگے کے بال ایک سائڈ سے اس کی ماتھا پٹی کو ڈھنپ رہے تھے۔ ہیزل گرے آنکھیں مختلف

رنگوں سے مزین۔۔۔۔ لیکن وہ آنکھیں آج بھی سرخ تھیں۔بلکے پہلے سے کچھ زیادہ سرخ تھیں۔

اوراس پر کاجل کی لکیرے انھیں قاتل بنارہیں تھیں۔۔
چھوٹی سی ناک، نتھ پہنے کی وجہ سے سرخ ہورہی تھی۔اس کا موتی چاند کے یاقوتی لبوں کو چھوتا وجدان شاہ کے جزبات میں طلاطم بھرپا کررہا تھا۔

اوران عنابی لبوں کی سرخیاں توآج وللہ قاتل تھیں۔
وہ پورپور سجی اس کے سامنے کھڑی تھیں۔
لیکن وہ اس طرح سے اس کی موجودگی اور کمرہ کی سجاوٹ پر الجھا تھا۔وہ یہاں کیوں تھی کیا کررہی تھی۔۔

وہ تو اس سے معافی مانگے کاارادہ رکھتا تھا وہ بہت غلط کر بیٹھا تھا اس کے ساتھ۔

"تم یہاں۔۔۔۔۔"وہ الجھ کر بولتا اس کی جانب بڑھا لیکن چاند نے اپنا ہاتھ آگے کر کے اسے اپنی جانب بڑھنے سے روکا۔

"دور رہیں مجھے سے"

وہ چلائی۔وجدان شاہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا ہاں اس نے اسے آفر کی تھیں لیکن وہ اس پر پریشمان تھا جزبات میں وہ نہ جانے کیا کیا کہہ گیا تھا۔۔۔بس وہ اس کے سحر سے نکلنا چاہتا تھا پر وہ غلط رستہ اختیار کر گیا تھا جس کی تلافی کرتے ہی وہ واپس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اور سب سے الجھا دینے والی بات وہ دلہن کے رپ مین کیوں سجی ہوئی تھیں اور اس کا روم کسی نے سجایا۔

"کیا کہا تھا آپ نے،،،،اپنے ساتھ رات گزارنے کا معاوضہ دیں گے مجھے۔۔۔

"تو سن لیں وجدان شاہ۔۔۔آپ چاند احمد ملک کو کبھی خرید نہیں پائیں گے۔۔۔"وہ حواس کھوتی خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتی زہر خندہ لہجے میں بولی

۔

جبکہ وجدان شاہ لگا وہ کوئی نام نہیں شاہ حویلی کی پوری چھت تھی جو اس کے سر پر آ گری تھی۔زمین اپنی جگہ سے ہل گئی ہو۔۔۔۔وجدان شاہ کا وجود کسی خلا میں منتشر ہو گیا ہو۔اسے لگا وہ ذرا ذرا کر کے جیسے فضا میں بکھر گیا ہے۔

اس کی آنکھوں میں ابھرتی درد کی شدت تو جیسے اسے مار ڈالنے کو تھی ۔۔۔۔آواز جیسے کہیں اندر کی دم توڑ گئی تھی۔
دل و دماغ کی ساری حسیں مفلوج ہو گئیں تھیں۔اب سمجھ آیا تھا کہ کس چیز کشش تھی جو اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

"وجدان سلطان شاہ۔۔۔ہو سکتا ہے آپ نے بہت سے دلکش وجود خریدے ہوں۔۔۔پر مجھے آپ نہیں خرید سکتے۔۔۔۔۔جایئے چاند احمد ملک بکنے سے انکار کرتی ہے"

وہ ہزیانتی ہوتی تلخی سے بولتی خلق کے بل چلائی۔ چلاتے ہوئے اسے لگا اس کے گلے کی ساری نسے پھٹ گئی ہیں۔ پورے وجود میں جیسے دراڑیں سی پڑ رہیں تھیں درد کی شدت سے وہ بھر بھری ریت کی بکھرنے کو تھی اب۔۔

"چا۔۔۔۔ند"

بمشکل وجدان شاہ کے لبوں سے اس کا نام ادا ہوا۔ اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر وہ زخمی سا مسکرائی تھی،

کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس بے رحم شہزادے کے ہونٹوں سے اپنا نام سننے کا ۔کتنا تڑپی تھیں وہ اس کے لیے۔ اور آج وہ اس کی قربت چاہتا تھا۔ لیکن وہ اپنی

بیوی چاند وجدان شاہ کی نہیں بلکے ایک خوبصورت لڑکی کی قربت چاہتا تھا۔اسے اپنی خوبصورتی سے نفرت محسوس ہوئی۔ جس نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ تو کیا فرق تھا وجدان شاہ میں اور باسط خان میں۔۔۔۔ جس نے اسے کہی بار رسوا کرنا چاہا تھا۔ لیکن اس کے خدا نے اسے ہر بار بچا لیا۔

"نن۔۔۔۔ نہیں پا۔۔۔۔ سکتے۔۔۔ آپ۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے۔۔ کبھی نہیں"

وہ بے ربط بولتی اپنا دکھتا گلا سہلانے لگی۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی اندر کی کوئی رگیں کاٹ رہا ہے۔۔۔ وجدان شاہ تو جیسے پتھر کا ہو گیا تھا۔

"سب۔۔۔۔ ختم۔۔۔ کر دیا۔۔۔ ممم۔۔۔ میں نے۔۔" وہ لڑکھڑاتی گھٹنوں کے بل زمین پر گری۔ایک خون کی دھار اس کے منہ سے نکلتی اس کے لب رنگ گئی۔ جیسے دیکھتے وجدان شاہ پر جیسے دھماکے ہونے لگے۔۔

وہ حواس میں لوٹتا تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔وہ اپنی لہو رنگ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی مسکرائی تھیں۔۔۔۔

وجدان شاہ کو لگا وہ اس پر ہنسی ہے۔۔۔۔

اسے لگا وہ مر جائے گا اسے اپنی خرکتِ قلب رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ اب بھی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے چاند کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

"چاند۔۔۔۔" اسے پکارتے وجدان شاہ کی آواز کانپی تھی۔

ایک بار پھر سے اس پری کی آنکھوں سے آبشار بہے تھے۔ وہ زخمی نظروں سے اس کی جانب دیکھتی رو رہی تھی۔

"سس۔۔۔ سب ختم۔۔۔ کر دیا مم۔۔۔۔ میں۔۔ نے۔ آآ۔۔۔۔ آپ۔ نن ۔۔۔ نہیں پا۔۔۔۔ سس۔۔۔۔ سکتے۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے میں۔۔۔ نے ختم ۔۔۔۔ کر دیا۔۔۔۔ سب"

وہ زخمی سا مسکراتی بمشکل بول رہی تھی۔ وجدان شاہ کو لگا ماحول میں جیسے آکسیجن کی شدید کمی ہو گئی ہے۔۔ سانسیں شدید تنگ ہو گئیں تھیں۔

وجدان شاہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے باہر کی جانب بھاگو۔

"قادر جلدی سے گاڑی نکالو"

وہ دھاڑا تھا۔

قادر نے اس کی بات پر فوراً عمل کیا۔

وجدان شاہ اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لے کر بیٹھ گیا۔

"قادر جلدی گاڑی ہوسپٹل کی جانب لو۔۔۔۔۔ جلدی۔۔۔۔" وہ چیخا۔

"چاند۔۔۔۔ میں تمھیں کچھ نہیں ہونے دوں گا"

وہ اس کے منہ سے بہتا خون دیکھ دیوانوں سا بولا۔

چاند اپنی بند ہوتی آنکھوں سے وجدان شاہ کو دیکھا۔ جو اس وقت کسی دیوانے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

چاند نے اس کی گود میں سر رکھے اس کے چہرے کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

"کک۔۔۔ کہانی۔۔۔۔ ختم۔۔۔ ہوئی۔۔ بب۔۔۔۔ بے رحم۔۔ شہزادے"

وہ بمشکل اپنی ٹوٹتی سانسوں کی مالا کو تھامے مسکراتے ہوئے بولی۔

وجدان شاہ نے اسکا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگالیا۔

"نہیں۔۔۔ میں تمھیں جانے نہیں دوں۔۔۔۔ اب تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی ۔۔۔ میں نہیں جانے دوں گا۔ مجھے معاف کردو۔۔۔ مجھے چھوڑ کر مت جاؤ چاند۔۔۔ میں تمھیں کچھ ہونے نہیں دوں گا"

وہ کسی ضدی بچے کی طرح بولتا اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔اسے اور کیا چاہیے تھا وہ اس کی بانہوں میں مر رہی تھیں جس سے اس نے بے پناہ محبت کی تھی۔
وہ اپنی زندگی کے باقی کچھ پلوں میں سب بھول جانا چاہتی تھیں سب کی زیادتیاں ۔۔۔سب کا بے رحم سلوک۔۔۔سب کچھ۔۔۔اپنے بے رحم شہزادے کی کج ادائیاں بھی۔

"قادر جلدی چلاؤ گاڑی"

وہ چلاتا اپنے خواس میں نہیں لگ رہا تھا۔
چاند کی بند آنکھوں کو دیکھ کر اسے لگا اس کے وجود سے کوئی جان نوچ رہا ہے۔یہ کیا کر دیا تھا اس نے۔اس معصوم سی پری کے ساتھ۔۔۔۔

"چاند۔۔۔۔چاند آنکھیں کھولو"

وجدان شاہ نے اسے جھنجھوڑا۔۔لیکن بے سود۔۔۔۔اس نے آنکھیں وا نہیں کی تھیں۔۔۔وجدان شاہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

قادر نے گاڑی ہوسپیٹل کے سامنے روکی۔۔۔وجدان شاہ اسے اپنی بانہوں میں بھر کر اندر بھاگا۔۔۔

"ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔میری بیوی کو دیکھیں"

وہ چلایا۔ڈاکٹر نے اس کی نبز ٹٹولی جو بلکل مدھم چلا رہی تھی۔

انھوں نے فوراً اسے اپریشن تھیٹر میں شفٹ کر کے اس کا ٹریٹ مینٹ سٹارٹ کیا۔

وجدان شاہ اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ ضبط کے آخری مرحلے سے گزر رہا تھا۔

قادر نے آج پہلی بار اپنے مالک کو کسی کی لڑکی کے لیے اس طرح تڑپتے ہوئے دیکھا تھا۔

وہ اپنے مالک کے لیے چاند کے لیے دعا کرنے لگا۔

وجدان شاہ دیوار کے ساتھ سر ٹکائے آنکھیں موندے کھڑا تھا۔

"سائیں اپ بیٹھ جائیں۔۔۔۔اسے طرح تھک جائیں گے"

قادر اس کے قریب آکر موادب انداز میں گویا ہوا۔

وجدان شاہ نے اپنی لہوں رنگ ہوتی آنکھیں وا کرتے اس کی جانب دیکھا تھا۔ایک پل کے لیے تو قادر بھی اس کی وہشت بھری آنکھوں سے گھبرا گیا۔

"قادر۔۔۔بہت تکلیف میں ہوں یار۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔۔دعا کرنا اسے وہ بچ جائے ورنہ وجدان شاہ اس دنیا کو اپنے اندر جلتی آگ سے جلا کر راکھ کر دے گا اور خود کو بھی ختم کر لے گا"

وحشت بھرے انداز میں بولتا قادر کو کوئی پاگل جنونی عاشق ہی لگا۔

قادر بچپن سے ہی اس کے ساتھ تھا وہ اسے اپنے گاڈر سے زیادہ اسے اپنا دوست مانتا تھا۔

"سائیں سب ٹھیک ہو جائے گا"

قادر کو اس کی تسلی میں بولنے کے لیے الفاظ کم لگ رہے تھے۔

وجدان شاہ اسے کے گلے لگ گیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا سائیں انشااللہ۔۔۔آپ فکر نہ کریں"

وہ پُر امید لہجہ میں بولا۔

"دعا کرنا ایسا ہی ہو قادر ورنہ اس خونی حویلی کو مجھے سے کوئی بچا نہیں پائے گا نہ اس میں بسنے والی شاہ بیگم کو"

وہ غصے سے غرایا۔

قادر نے سوچھ کر ہی جھر جھری لی۔ کیونکہ وہ غصہ میں کس قدر پاگل ہو جاتا تھا یہ بس وہی جانتا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنی آنکھوں سے ایسے کہیں منظر ملاحضہ کیے تھے۔

☆☆☆☆☆

انتظار بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔۔اور انتظار کے ساتھ ساتھ وجدان شاہ کے اندر کی وحشتوں میں بھی لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہو رہا تھا۔

"قادر سب ٹھیک ہو جائے گا نہ"

وہ جیسے اس وقت خود سے بھی ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ کچھ غلط نہ کر دے۔۔۔
قادر کا دل چاہا وہ اپنے مالک کے سارے درد خود پر لے کر اسے سکون لا دے کہیں سے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا سائیں آپ فکر مت کریں"
اس نے وہ مدھم سا مسکرا کر بولا۔

"یہ ڈاکٹر باہر کیوں نہیں آ رہے"
اس نے وحشت زدہ لہجے میں بے صبری سے دریافت کیا۔

"سائیں وہ بھابھی کا علاج رہے ہیں"
وہ آہستہ سے بولا۔

"قادر میں تمھیں بتا رہا ہوں اگر اسے کچھ ہوا نہ تو میں اس پورے اسپتال کو آگ لگا دوں گا"

وہ جنونی انداز میں دھیمے لہجہ میں غرایا۔

"سائیں خدا پر بھروسہ رکھے۔۔۔۔وہ سب"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا ڈاکٹر باہر آیا۔۔

وجدان شاہ اس کی جانب لپکا۔۔۔

ڈاکٹر کسی ہے وہ؟

لہجہ میں بے قراری بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔

قادر کو چاند احمد کی قسمت پر رشک ہوا تھا۔۔۔جس کے لیے وجدان شاہ بے قرار تھا۔

"اٹس آمیریکل۔۔۔آئی کانٹ بی لیو۔۔۔کہ وہ اب خطرے سے باہر ہیں ۔۔۔ورنہ جو زہر لی میڈیسن انھوں نے لیا تھا ہمیں لگا وہ اپنی آواز کھو دیں گی بٹ شی از فائن"

ڈاکٹر نے خوشگوار خیرت سے اسے مطلع کر رہا تھا۔

"تھینک یو ڈاکٹر کیا میں اپنی وائف سے مل سکتا ہوں"

وہ بے صبرے پن سے بولا۔

"بلکل ابھی ہم انھیں روم میں شفٹ کر دیں گے اس کے بعد آپ ان سے مل سکتے ہیں"

ڈاکٹر کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

کچھ ہی دیر میں چاند کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔وجدان شاہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

وہ جو کچھ دیر پہلے دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی اب وائٹ کلر کے کھلے سے ڈریس میں۔۔۔ہر چیز سے پاک چہرے کے ساتھ ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی ہوئی تھی۔

کچھ ہی دیر مین اس کی رنگت زد پڑھ گئی تھیں جیسے وجود سے کسی نے سارا خون نچوڑ لیا ہو۔

اس کے قریب ہی بیٹھ کر وجدان شاہ نے نری سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ۔۔۔ایک ہاتھ سے نرمی سے اس کے بال سہلاتے وہ اس کی پیشانی پر جھکا۔اور اسے اپنا پہلا لمس بخشا۔۔ پھر جھک کر باری باری اس بند آنکھوں پر اپنے دہکتے لبوں کا لمس چھوڑا۔

اسے زندگی میں پہلی بار اتنا ڈر لگا تھا۔۔۔اسے لگا اسے لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے کے وجود سے آہستہ آہستہ روح نوچ رہا تھا۔۔۔

سینے میں سانسیں جیسے الجھی الجھی سی چل رہیں تھیں۔
چاند کا ہاتھ نرمی سے اپنی لبوں سے لگائے وہ محویت سے اسے دیکھے گیا۔

اسے اب سمجھ آیا تھا کیوں وہ اس کی جانب کھنچا جا رہا تھا۔؟

کیوں اس کی آواز اس کے جلتے دل کو سکون پہنچاتی تھی۔۔۔؟

کیوں اسے اس کی طلب ہو رہی تھیں؟

کیوں وہ اس کا چہرہ دیکھنے کو تڑپ رہا تھا۔۔۔؟؟؟

کیونکہ وہ اس کی محرم تھی۔ان کے بیچ ایک پاک بندھن تھا۔۔۔۔

پر پھر وہ اس سے کیوں چہرہ چھپاتی تھی۔؟؟

کیوں اس کے سامنے نہیں آتی تھی؟

کیوں اسے نہیں بتایا کہ وہ اس کی بیوی چاند احمد ہے۔۔؟؟؟

اس سوالوں کے جواب بس ایک انسان ہی دے سکتا تھا اور وہ تھیں شاہ بیگم۔

اس کے زہن میں چلتی ہر الجھن کا جواب بس شاہ بیگم کے پاس ہی تھا۔

وہ اس کی پیشانی عقیدت سے چومتے ہوئے اس کے روم سے نکلا۔

"قادر میں کچھ دیر میں واپس آجاؤ گا تم میری امانت کا خیال رکھنا"

وہ سپاٹ لہجہ میں بولتا وہاں سے نکل گیا۔
اور قادر کو اس کا یوں جانا کسی بہت بڑھے طوفان کا پیش خیمہ دے ہی تھی۔

خدا خیر کرے۔
قادر تو اب بس دعا ہی کر سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆

وجدان شاہ طوفان بنا حویلی آیا۔۔۔زور سے اندرونی دروازہ پٹکتے ہوئے۔سیدھا سامنے دیوار ٹنگی بندوق کی جانب گیا۔
اسے اتار کر دو فائر کر کے وہ جھولے پر جا بیٹھا۔

کیونکہ وہ اب جانتا تھا سب اپنے اپنے کمروں سے باہر ضرور آئیں گے۔

اور ہوا بھی ایسا۔اگلے پانچ منٹ میں سب ہال میں آ پہنچے۔۔شاہ بیگم سمیت۔۔۔

"یہ کیا بدلحاظی ہے وجدان شاہ"

شاہ بیگم پھنکاریں۔

رابعہ بیگم کا تو دل پہلے ہی دھل رہا تھا اور اس پر وجدان شاہ کی حرکت پر تو مانو دل خلق میں اٹک گیا۔

"او۔۔۔تو شاہ بیگم کو یہ بدلحاظی لگی۔۔۔اور جو گناہ آپ نے کیا اس کو کیا نام دیں گی۔۔۔زرا بتانا پسند کریں گی آپ"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

"وجدان شاہ یہ تم کس طرح سے بات کر رہے ہو"

سلطان شاہ نے اس خشمگیں نظروں سے گھورتے دریافت کیا۔

نور تو وجدان شاہ کا یہ روپ دیکھ کر ہی تھر تھر کانپ رہی تھی۔اس نے ہمیشہ سے ہی وجدان شاہ کا نرم رویہ دیکھا تھا۔

زوار شاہ سر جھکائے کھڑا زمین کو گھور رہا تھا۔

"پوچھے اپنی امی بیگم سے جس دن چاند احمد اس گھر میں رحصت ہو کر آئی تھی میں ہوش میں نہیں تھا۔اس لیے اس کے ساتھ برا کیا۔لیکن صبح ہوتے ہی امریکہ جانے سے پہلے میں نے ان سے کہا تھا کہ اسے واپس بھیج دیں۔اور کہا تھا اس معصوم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا"

"بلکے اگر بدلہ لینا ہی ہے تو اس کے بیٹے سے لیا جائے یا واجد ملک سے۔۔۔

لیکن انھوں اس معصوم سے بدلہ لیا۔اسے جانے دینے کی بجائے اسے اس گھر میں ملازمہ بنا کر رکھا۔۔۔اور یہی نہیں یقیناً میرے سامنے چہرہ چھپا کر رکھنے کا بھی انھوں نے ہی اسے کہا ہو گا"

وہ غصہ سے سلگ رہا تھا۔

سب کے لیے یہ انکشاف خیر ان کن تھا۔ کیونکہ شاہ بیگم نے کسی کو بھی وجدان شاہ کی بات نہیں بتائی تھی۔ سلطان شاہ اور زمان شاہ نے خیرت سے اپنی ماں کی جانب دیکھا۔

"اور یہ نہیں انھیں جب لگا میں امیریکہ چلا جاؤ گا اور ان کے ہاتھ سے سب نکل جائے گا تو انھوں نے چاند کو دلہن بنا کر میرے کمرے میں بھیجا تا کہ میں واپس نہ جا پاؤں۔۔۔ یہ جانے بغیر کہ میرا ردِ عمل کیا ہو گا اسے دیکھ کر۔ اور اس معصوم کے دل پر کیا بیتے گی۔ جیسے انھوں نے بنا اس کی مرضی جانے اپنی پوتے کے سامنے پیش کر دیا۔"

وہ زہر خندہ لہجے میں گوہر فشانی کرتا انھیں نفرت سے دیکھ رہا تھا۔

"اور آپ کی وجہ سے وہ اسپتال میں زندگی اور موت کے بیچ جھوج رہی تھی۔ اگر اس بار آپ کی وجہ سے ایک اور معصوم کی جان جاتی نہ شاہ بیگم تو میں اپنی ماں کی قسم کھاتا ہوں آپ سب زندگی بھر وجدان شاہ کی شکل دیکھنے کو بھی ترس جاتے
"

وہ سب کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔
نور مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔

"آپ کیا سوچ رہی ہیں میں واپس نہیں جاؤ گا تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ میں جاؤ گا لیکن اس بار اکیلا نہیں بلکے اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر جاؤ گا"

"اور اگر کسی نے بھی مجھے روکنے کی کوشش کی تو میں اس بار کسی بھی قسم کا کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔۔۔" وہ غصے سے غراتے ہوئے سب کو باور کروا گیا۔

بھائیو۔۔۔۔جانی۔۔۔۔نور نے اس کی آخری بات پر بے تہاشہ روتے ہوئے لرزتی ہوئی آواز میں اسے پکارا۔

وجدان شاہ کے ساتھ ساتھ سب نے اس کی جانب دیکھا تھا۔وہ آخری سیڑی پر بیٹھی آنسو بہارہی تھی۔۔۔۔اسے روتا دیکھ کر زوار شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

وجدان شاہ اس کی جانب لپکا۔۔۔

"پرنسس کچھ بھی نہیں ہوا"

ایک سکینڈ سے پہلے اس کے لہجہ مین نرمی در آئی تھی۔

وجدان شاہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

وہ جانتا تھا وہ اس کے غصے سے ڈر گئی تھی۔۔

"آپ۔۔۔۔چچ۔۔۔چلے جائیں گے فیری بھی۔۔۔"

وہ روتی ہوئی ہچکیوں میں پوچھنے لگی۔

زوار شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا اپنی متاع جان کو اپنا سینا چھیر کر دل میں چھپا لے ۔۔۔وہ اپنی مٹھیاں بھینچے ضبط کے مرحلے سے گزر رہا تھا۔

اسے نور پر غصہ بھی آرہا تھا جو یوں اپنے قیمتی موتی ضائع کر رہی تھی۔

"شش۔۔۔۔میں نہیں جا رہا۔۔۔میرے شیر کی جان"

وہ آخر میں شرارت سے بولا۔سب ہی خیران نظروں وجدان شاہ کا یہ روپ دیکھ رہے تھے۔رابعہ بیگم نے اس گھمبیر ماحول میں وجدان شاہ کی ایسی بات کر ہنسی دبائی۔جبکہ زوار شاہ دھٹائی سے مسکرایا تھا۔نور جھنپ سی گئی تھی۔

"بھائیو جانی"

وہ خود پر زوار شاہ کی نظریں محسوس کرتی روہنسا ہوئی۔

"زوار شاہ فوراً سے پہلے اپنا رخ موڑ لو۔۔۔اور خبر دار جو تم نے میری پرنسس کو گھورا"

وجدان شاہ نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔زوار شاہ نے شرافت سے اس کی بات پر عمل کرتے ہوئے منہ دوسری جانب کر لیا۔

سلطان شاہ کو اپنے بیٹے کو دیکھ کر ہی رہ گئے۔کیسے پل میں وہ رنگ بدل گیا تھا جیسے وہ کبھی غصہ تھا ہی نہیں۔

جبکہ زمان شاہ تو اپنی گڑیا کے لیے وجدان شاہ کی محبت دیکھ کر نثار ہوئے جا رہے تھے۔

آج انھیں اپنی بیٹی کی فکر ختم ہو گئی تھی۔کیوں جس کے پاس وجدان شاہ جیسا بھائی اور زوار شاہ جیسا دیوانگی کی حد تک چاہنے والا ہمسفر ہو بھلا اسے زندگی میں کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔

شاہ بیگم تو کب کی جا چکی تھیں۔ سلطان شاہ بھی اپنے روم میں چلے گئے۔

"چلو بیگم ہم بھی چلتے ہیں۔"
زمان شاہ نے رابعہ بیگم سے کہا۔
"لیکن چاند"
وہ فکر مندی سے بولیں،

"وہ ٹھیک ہے وجدان شاہ نے کہا نہ۔ جب وہ اسپتال سے آئی گی تو مل لینا"
زمان شاہ نے نرمی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی ان کے ساتھ چل دیں۔

"پرنسس اب آپ بھی روم میں جائیں۔۔۔اوکے اور سو جائیں"
نور تھوڑا مسکرا کر اپنے روم کی جانب چلی گئی۔

"بھائی بھابھی کیسی ہیں"

زوار شاہ نے نور کے جاتے ہی دریافت کیا۔

"ہمم۔۔۔ٹھیک ہے اب"

لہجہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"بھائی آپ ٹھیک ہیں"

زوار شاہ متفکر دیکھائی دیا۔ خیرت کی بات تھی آج ک چاند کا کبھی زوار شاہ سے سامنے کا اتفاق ہی نہ ہوا تھا۔ شاید یہ بھی شاہ بیگم کی وجہ سے۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔اب مجھے چلنا چاہے"

وہ اٹھا۔

"بھائی میں بھی چلوں"

زوار شاہ بھی اس کے ساتھ اٹھا۔

"نہیں تم آرام کرو"

وہ زوار شاہ کی پیشانی چومتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔

زوار شاہ اسے جاتا دیکھ کر زینہ چڑھ گیا۔۔۔

وہ پوری رات اس کے پاس ہی رہا تھا۔ایک پل کے لیے بھی اس کے چہرے نظریں نہیں ہٹائیں تھیں۔

"ایک بار بس ٹھیک ہو جاؤ چاند۔۔۔میں جانتا ہوں بہت بے رحم ہوں میں ۔ستمگر ہوں۔میری وجہ سے تم نے اپنی زندگی سے منہ موڑ کر خود کو تکلیف دی ۔میں نہیں جانتا میں کیسے مداوا کروں گا۔کیسے میں تمھاری اذیتوں کو کم کر پاؤں گا جو تمھیں میرے عوض ملیں"

وہ بے حد مدھم آواز میں بولا تھا لہجے میں ٹوٹی کرچیوں سا درد تھا۔

وہ بے خد خوف زدہ ہو گیا تھا اس کی سانسیں رکتا دیکھ کر۔ بلکے وہ اب بھی خوف زدہ تھا نہ جانے ہوش میں آنے کے بعد اس کا ری ایکشن کیسا ہوتا۔ زندگی میں پہلے بار اس نے ایسا محسوس کیا تھا۔ وجدان شاہ پہلی بار کسی کا سامنا کرنے میں ڈر رہا تھا۔

"کہانی ختم نہیں ہوئی چاند وجدان شاہ۔۔۔۔۔ اور نہ وجدان شاہ اسے ختم ہونے دے گا۔ میں کوشش کروں گا تمھارے لیے سب کچھ آسان کرنے کے لیے۔ میں تمھیں اپنی دنیا میں لے جاوں گا چاند جہاں تمھاری سانسوں پر پابندی نہیں ہو گی تم آزادی سے سانس لے پاؤ گی"

وہ اس کے ہاتھ کو نرمی سے لبوں سے چھوتے ہوئے مدھم سرگوشی میں بولا۔

چاند کی پلکیں لرزیں۔۔۔ جیسے وہ انھیں کھولنے کی سعی کر رہی ہو۔ پلکوں پر جیسے منوں بوجھ آگیا تھا۔

چاند کی لرزتی پلکیں دیکھ کر وجدان شاہ کے بے جان وجود میں زندگی کی لہر دوڑ گئی

۔

"چاند"

لب اتنی نرمی سے ہلے جیسے اس کا نام ٹوٹ جانے کا خدشہ ہو۔

لیکن وہ آنکھیں وا نہ ہوئی۔

وجدان شاہ پھر سے بے قرار ہوا۔

وہ باہر لپکا اور قادر کو ڈاکٹر کو بلانے کا کہا۔ کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر اور نرس اندر آئے اور اس کا چیک اپ کر کے اسے انجکشن لگا دیا۔

"شی از فائن۔۔۔۔بٹ کچھ دن تک انھیں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ سسٹر آپ کو ان کا ڈائٹ چاٹ دے دیں گی"

ڈاکٹر سے پیشہ وارنہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے وجدان شاہ کو صورت حال سے اگاہ کیا۔

"کیا میں اپنی وائف کو لے جا سکتا ہوں"

وہ بے تاثر سا بولتا دوبارہ سے اپنے خول میں قید ہو چکا تھا۔

"جی بلکل۔۔۔باقی کی احتیاط ہم نے اس کی چاٹ شیٹ میں لکھ دی ہے۔ آپ ان کا خیال رکھیں انشااللہ جلد ہی افاقہ ہو گا"

وجدان شاہ ڈاکٹر سے بات کر کے چاند کی جانب مڑا ڈاکٹر اور نرس جا چکے تھے۔

وہ چاند کی ڈسچارج فومیلٹیز پوری کر کے واپس اس کے روم کی جانب آیا۔ ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ بھی تھا جس میں چاند کا عروسی جوڑا اور وہ تمام چیزیں تھیں ۔جو اس نے پہن رکھیں تھیں۔اور کہاں وہ اب بھی ہوش خرد سے بیگانہ تھی۔ کس قدر دلربا لگ رہی تھی وہ۔

وجدان شاہ ن اسے اپنی بانہوں میں بھر کر روم سے نکلا۔ قادر سر جھکائے اس کی پیروی کر رہا تھا۔

ہوسپٹل میں ہر کوئی اس وجاہت کے شہکار کو دیکھ رہا تھا جو ادر گرد سے بے نیاز چھوٹی سی پری کو اٹھائے چل رہا تھا۔

گاڑی کے پاس پہنچتے ہی قادر نے گاڑی کا دروازہ کھولا وجدان شاہ چاند کو بٹھا کر خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ قادر نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

وہ اب بھی حوش و خرد سے بیگانہ وجدان شاہ کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی۔ وہ کسی کانچ کی سی گڑیا کی مانند اسے خود میں سموئے ہوئے تھا

وہ اس کے گرد اپنی بانہوں کا گھیرا بنا کر سیٹ کی پشت کے ساتھ سر ٹکا گیا۔ رات بھر بے آرامی اور ازیت کی وجہ سے اب اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی شاہ حویلی میں تھی۔

وہ اس پھول سے وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر اندر کی سمت جانے والی روش پر چلتا ہال میں داخل ہوا۔

سب ملازم انھیں دیکھتے ہی سر جھکا گئے۔
لیکن پہلے تو سب کی انکھوں خیرت سے ہی پھٹ پڑیں تھیں چاند کو وجدان شاہ کی بانہوں میں
دیکھ کر۔

رابعہ بیگم جو اپنے روم سے چائے کا بولنے کے لیے آئیں تھیں۔ لیکن باہر کا منظر دیکھ کر انھیں خوش گوار خیرت ہوئی۔

انھیں وجدان شاہ کے بارے میں چاند کو لے کر جو بھی آج تک خدشے تھے سب دور ہوتے نظر آئے۔

دروازے کو کھول کر وہ اسے لیے اندر داخل ہوا۔ اور پاؤں کی ٹھوکر سے دروازے کو بند کرتے ہوئے اپنے بیڈ کی جانب بڑھا۔

کسی کانچ کی گڑیا کی طرح ملائمت سے اسے بیڈ پر ڈال کر اپنے دونوں پاؤں کو شوز سے آزاد کرتے وہ اس کے چھوٹے چھوٹے ملائم پیروں کو دیکھنے لگا اسے یاد آیا تھا جب اس نے چاند کو پہلی بار دیکھا تھا تو اس کے سرخ سپید پیر وا سے بے حد بھلے

لگے تھے۔ کوئی شک نہیں تھا وہ سر تا پیر انتہائی خوبصورت تھی وہ نرمی سے اس کے گلابی پیروں کی انگلیوں کو سہلانے لگا۔۔

"ایم سوری اگین پیاری لڑکی"

وہ اس کے ملائم پیروں پر جھکتا اس کے چھوٹے چھوٹے انگوٹھوں کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔

اگر قادر اس وقت وجدان شاہ کو اس طرح سے چاند کے قدموں میں بیٹھا دیکھ لیتا تو حیرت سے غش کھا جاتا۔

"جانتا ہوں بہت گہرا نقصان کر بیٹھا ہے وجدان شاہ تمھارا۔ شاید میں عمر بھر اس کی تلافی نہ کر پاؤں کیوں وجدان شاہ کو نہ تو لفظوں سے کھیلنا آتا ہے نہ ہی اپنے جذبات کو اچھے سے سمجھنا آتا ہے۔ شاید آپ بھی کبھی وجدان شاہ کو سمجھ نہیں پائیں گی کیونکہ آج تک میں خود اپنے آپ کو سمجھ نہیں پایا"

وہ خود بھی اس کے پہلو میں دراز ہوتا ہاتھ بڑھا کر اسے بے حد ملائمت سے اپنے قریب کیا۔

ایک ہاتھ اسے کے گرد حمائل کیے ایک ہاتھ سے اس کے چہرے کے دلکش نقوش کو نرمی سے چھونے لگا۔

"میں جانتا ہوں وہ ان ڈیسنٹ پرپوزل ایک نہایت ہی بری حرکت تھی بٹ میں بے بس ہو گیا تھا اپنے جذبات کو سمجھ نہیں پایا تھا یا یہ کہنا بہتر ہے میں سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔ کیونکہ "

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے رکا تھا۔ دل بے انتہا اذیت و کرب سے بھر گیا تھا۔

"کیونکہ میں کوئی رشتہ اب بنانا نہیں چاہتا تھا خود پر یقین نہیں مجھے۔ میں نے سب کو خود سے دور کر دیا کیونکہ مجھے خوف آتا ہے محبت سے پیار سے ان رشتوں سے۔۔۔ میں نے اپنی زندگی کی سب سے قیمتی ہستی کو کھویا ہے"

سرخ ہوتی آنکھوں سے لاوا بہتا چاند کے بالوں میں جذب ہوا تھا۔

"پر وعدہ کرتا ہوں پیاری پری اپنے خوف کی وجہ سے تمھیں مزید اذیتوں میں نہیں جھونکوں کا اس بار وجدان شاہ سب کچھ تباہ کر دے گا مسمار کر دے گا"

وہ چہرہ پر خطرناک تاثر لیے بولا تھا۔ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ یہ بات ذہن نہیں آتے ہی اسکی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں۔

اس چھوٹی سی پری کی آواز ہی اس کے جلتے کڑتے دل پر ٹھنڈی پھوار کا کام کرتی تھی۔

اس کا نرم گرم لمس نے اس کے اندر کی وحشتوں کو کچھ پل کے لیے شانت کر دیا تھا۔

کیسے وہ اپنا آپ بھی بھول گیا تھا۔ جب اس کا پہلا لمس دستیاب ہوا تھا۔ جب نور نے اس کا چاند کا ہاتھ وجدان شاہ کے ہاتھ میں دیا تھا۔
وہ جب بھی اس کی آنکھوں کی سرخی دیکھتا وہ اس کے دل میں ایک عجیب سا درد سر اٹھانے لگتا تھا۔

جیسے وہ بھی اس کی طرح زخم زخم تھی۔ لیکن کچھ کہہ نہیں پاتی تھی۔

"ایم سوری جانم۔۔۔۔ مجھے لگا دادی بیگم نے تمھیں جانے دیا۔ میں اس رات تمھیں مارنہ نہیں چاہتا تھا۔ پتہ نہیں کیسے میں نے اپنے اندر کی وحشتیں تم پر انڈھیل دیں"

وہ جھک کر اس کی بند آنکھوں پر نرمی سے اپنے دہکتے لب رکھ کے مدھم آواز میں جیسے اپنے جرم کا اعتراف کر رہا تھا۔

اسے وہ تھپڑ یاد آیا جو اس نے اس معصوم سی پری کے چہرے پر مارا تھا۔ وہ نازک سی جان کیسے اس کے ہاتھ کا تھپڑ برداشت کر پائی ہو گی۔

وہ یاد کرتا اس کے گال وہ نرمی سے اپنے ہاتھ کی پشت س سہلانے لگا۔ پھر جھک کر نرمی سے اس کے مہملی گال کو لبوں سے چھو لیا۔

وہ حوش و خرد سے بیگانہ اس کی بانہوں میں کوئی نازک، چھوٹی سی پری ہی لگ رہی تھی۔ وجدان شاہ کی آنکھوں میں خمار اترنے لگا۔

وجدان شاہ خود کر ضبط کرتا اسے اپنی بانہوں میں بھینچ کر آنکھیں موند گیا۔

☆☆☆☆☆

"آئنور رکو کہا جارہی ہو"

آئمہ سے نور کو جاتا دیکھ کر آواز دینے لگی۔ لیکن وہ بنا رکے چلتی جارہی تھی۔

"آئنور رک جاؤ یار"

وہ نور کے سامنے آرکی۔

"کیا ہے آئمہ کیوں ہمیں تنگ کر رہی ہو"

وہ اکتائی۔

"یار تم مجھ سے دوستی کیوں نہیں کر لیتی"

وہ منت بھرے انداز میں گویا ہوئی۔ کیونکہ آئنور جیسی امیر اور معصوم شہزادی اس کے بہت کام کی تھی۔

"کیونکہ ال ریڈی ہمارے پاس ایک دوست ہے اور ہم اس کی جگہ کسی کو نہیں دے سکتے"

وہ قطعی انداز میں بولی۔

"تو میں کونسا کہیں رہی ہوں کہ تم اس سے دوستی توڑ دو"
وہ اس کی منتق پر جھنجھلائی لیکن پھر تحمل سے کام لیتے ہوئے بولی۔

"نہیں ہم نہیں کر سکتے۔ ہم ہماری فیری سے بہت پیار کرتے ہیں۔ اور بس وہی ہماری دوست رہے گی"
وہ بھی کہاماننے والی تھی ایسے ہی توزوار شاہ اسے ضدی نہیں کہتا تھا۔

"لیکن تم"
اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتی سامنے سے آتے اس یونانی دیوتا کو دیکھ کر زبان کو بریک لگی۔ وہ کنگ سی اسے دیکھے گئی۔

"واہ۔۔۔۔ کیا بندہ ہے یار"

وہ آنکھیں پھاڑے دیکھی تعریف کیے بنا نہ رہ سکی۔

نور نے اس کی نظروں کے تعقب میں دیکھا۔دل چاہا آئمہ کا منہ نوچ لے۔
کیونکہ سامنے کوئی اور نہیں زوار شاہ تھا۔

بلو چینز پر بلیک شرٹ اور موسم کی مناسبت سے اس پر بلو جیکٹ پہنے، بالوں کو محصوص سٹائل سے سیٹ کیے انکھوں کر گلاسز لگائے سچ میں وہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔

"اُف۔۔۔۔کیا چال ہے ظالم کی۔۔۔اور اس کی ڈریسنگ تو دیکھو لگتا ہے جیسے کہیں کا پرنس ہے۔اُف کوئی اتنا حسین بھی ہو گا کیا"

آئمہ نے کسی چھچھوری لڑکی کی طرح زوار شاہ پر کمینٹ کر رہی تھی یہ جانے بغیر کہ نور کے کانوں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا ہے۔

وہ بنا کچھ کہہ زوار شاہ کی جانب بڑھی۔اور بناز وار شاہ کے پاس رکے گاڑی کی جانب بڑھ گی۔زوار شاہ نے خیرانی سے نور کو دیکھا تھا جس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا

۔

تو بھی اس کے پیچھے بڑھا۔جبکہ آئمہ تو پہلے نور اور پھر زوار شاہ کو اس کے پیچھے جاتا دیکھ کر رہ گئ۔

☆☆☆☆☆

نور نے گاڑی میں بیٹھ کر غصہ سے دروازہ بند کیا۔وہ جو پہلے ہی اس دن اس کے چائے گرانے پر خفا تھی۔آج اس آئمہ نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔

زوار شاہ اس کا معصوم سا غصہ دیکھ کر مسکرایا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی کے کالے شیشے چڑھاتے ہوئے اپنی جان کی جانب مڑا جو خفا خفا سی اس کی جانب سے رخ موڑے بیٹھی تھی۔

"نورِ جان کیوں ناراض ہو رہی ہو"

وہ اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنی جانب کرتے ہوئے محبت آمیز لہجے میں دریافت کر رہا تھا لیکن نور کی انکھوں سے بہتے آنسو دیکھ کر ایک پل میں اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا۔

وہ تڑپ اٹھا۔

"کیا ہوا جانِ زوار۔۔۔۔ کیا کسی نے کالج میں کچھ کہا۔۔ ابھی بتاؤ کون ہے تمھارے آنسوں کی وجہ۔ بتاؤ مجھے ابھی زمین میں زندہ گاڑ دوں گا میں"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرے جارہانہ انداز میں بولا۔

اسے غصہ کرتا دیکھ ہمیشہ کی طرح نور کا نازک سا دل دھل گیا تھا۔

"ہہ۔۔۔۔ ہمیں۔۔۔ گگ۔۔۔ گھر جانا ہے"

وہ لرزتی آواز میں اپنے آنسوں پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتی بولی۔ وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا کیوں اسے برا لگا تھا زوار شاہ کو دیکھ کر آئمہ کا کمینٹ کرنا۔

"اوکے چلتے ہیں لیکن پہلے رونا بند کرو ورنہ ابھی اس پورے کالج کو آگ لگا دوں گا۔"

وہ دھیمی آواز میں غرایا۔

پر لاکھ کوشش پر آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامے اس کے چہرے پر جھک آیا۔اور نور اس کی اس کی اس حرکت پر جی جان سے لرز گی۔ کیونکہ وہ ابھی بھی کالج کے اندر تھے۔اور اگر کوئی انھیں دیکھ لیتا تو۔۔۔۔

پر زوار شاہ بنا کسی کی پروا کیے۔اپنے لبوں سے نور کے آنسو چننے میں مصروف تھا ۔وہ بے بسی سے آنکھیں موند اس کے رحم و کرم پر تھی۔

کیونکہ اسے روکنا نور کے بس کی بات کہاں تھی۔پر پھر بھی وہ اپنے لرزتے دل کے ساتھ اسے خود سے دور دھکیلنے لگی۔

زوار شاہ اس کی مزاحمت کو دیکھتے ہوئے سر اٹھا کر خمار آلودہ نظروں سے اپنی زندگی کی جانب دیکھنے لگا۔جو سرخ چہرے کے ساتھ اس کی قربت پر بے حال ہو رہی تھی۔

"شش۔۔شاہ پلیز ہم۔۔کالج میں ہیں"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بمشکل بولی تھی۔

"آپ بھی تو رحم نہیں کھاتی نہ اپنے شاہ پر"

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے اس کی ملائم سلوٹوں کو محسوس کرتے جیسے دیوانہ ہوا تھا۔

وہ اس کی بے باک حرکت پر بری طرح سے کپکپانے لگی سانسوں کا درھم جیسے الجھنے لگا تھا۔

"مم۔۔۔میں کچھ نن۔۔۔نہیں کرتی"

وہ نہایت معصومیت سے بولی تھی۔زوار شاہ کا دل چاہا وہ اپنے سینا چیر کر اسے خود سے چھپالے۔

"اور یہ جو اپنی قاتل اداؤں سے اس دیوانے بہکاتی ہیں اس کا کیا میری جان"

وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر مخمور نظروں جمائے جھکا تھا پر اس سے پہلے کہ کوئی جان لیوا جسارت ہوتی وہ بری طرح سے لرزتی چہرہ موڑ گئی۔ جس پر وہ اس کی نازک سی نظر آتی گردن کی رگ پر جھکتا اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ گیا۔

"شاہ"

بری طرح سے تڑپ کر پکارا گیا تھا اسے لگا جیسے اسے انگاروں سے چھو لیا ہو وجود سنسنا اٹھا تھا آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی تبھی وہ خود پر ضبط کرتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دے گیا۔ وہ سیٹ پر نڈھال سی اس کی پشت سے سر ٹکاتی آنکھیں میچ گئی۔

زوار شاہ گاڑی سٹارٹ کر کے ڈرائیونگ پر کنسٹریکٹ کرنے لگا۔

نور اپنا سرخ چہرہ چھپاتی خفگی سے باہر کی جانب دیکھنے لگی۔

وہ تو مکمل گاڑی کے دروازے میں گھسی بیٹھی تھی جیسے اپنی ڈور توڑ کر باگ جانے کا ارادہ ہو۔

"نور اب بتائیں کیا ہوا تھا"

گاڑی شاہ خویلی میں داخل کرتے وہ پھر سے اس کے جانب متوجہ ہوا تھا اس کا لہجہ اب کی بار سخت ہوا تھا لیکن وہ ڈھیٹ بنی ایک لفظ منہ سے نہ بولی۔ کیونکہ وہ اس مصلے کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتا تھا جس کی وجہ سے اس کی جانم کی آنکھوں میں آنسوں آئے تھے۔

"ٹھیک ہے مت بولو ایک بار گھر چلو اچھے سے دریافت کروں گا تم سے تمھارا مصلہ"

وہ سرد لہجے میں بولا نور کی جان ہوا کر گیا۔ لیکن وہ غصہ تھی اور کیونکہ تھی یہ بات تو وہ بھی نہیں جانتی تھی کیوں تھی کیوں اسے رونا آرہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا ہر چیز تہس نہس کر دے۔۔۔

نور گاڑی سے نکل کر بھاگتے ہوئے اپنے روم کی بڑھ گئی۔

زوار شاہ نے غصے سے گاڑی کو ٹھوکر ماری۔

☆☆☆☆☆

آج لگتا ہے بس تماشا تھا
وہ تعلق جو بے تہاشہ تھا
ہم اسی بت کے ہاتھوں ٹوٹ گئے
جو تخیل میں خود تراشا تھا

چاند کی آنکھ کھلی تو پہلے کو کچھ بھی سمجھنے بجھنے سے قاصر ہی رہی۔ لیکن پھر ساری واردت آنکھیں کی سکرین پر عود آئی۔

یعنی وہ بچ گئی۔۔۔۔یہ سوچتے ہی دل میں کرب سا بھرنے لگا۔

آنکھوں کے سامنے وہ منظر پھر سے چلنے لگے تھے وہ بے جان سی ہونے لگی تھی ۔دل میں شدت سے خوف بھرنے لگا تھا۔اسے لگا تھا اب اس بے رحم دنیا سے اس کی جان چھوٹ جائے گی پر ابھی اسے شاید مزید ابال پائی کے لیے سفر طے کرنے تھے۔

ایکدم سے اسے اپنا پہلو سلگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔وہ لرزتی بمشکل اپنی گردن موڑی۔۔جان تو تب نکلی جب اس بے رحم شہزادے کو اپنے پہلو میں سوتا دیکھا۔ پورے وجود پر جیسے کسی خنجر کے پے در پے وار ہوئے تھے خوف سے سانسیں رکنے لگیں تھیں۔

وہ بمشکل اپنے وجود میں جان بھرتی لرزتے وجود کے ساتھ بیڈ سے اتری تھی ۔ایک نظر پورے کمرے میں نظر دوڑائی۔۔خود کو وجدان شاہ کے کمرے میں دیکھ کر پورے وجود میں لرزش طاری ہو گی۔ نقاہت اور کمزوری سے وجود جیسے بے جان ہو رہا تھا۔

تبھی اس کی نظر ٹیبل پر رکھی فروٹس کی ٹوکری پر پڑی جس میں بڑی سی چھری پڑی تھی وہ کسی روبوٹ کی مانند بمشکل چلتی اس کی جانب بڑھیں۔ ٹیبل تک پہنچتے اس نے اپنی بنجر آنکھوں سے چھری کو تکتے اسے اپنے ہاتھ میں لیا۔
۔وجدان شاہ جو اس کے اٹھتے ہی جاگ گیا تھا۔خاموشی سے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔اسے چھری تھامتے دیکھ ایکدم سے الرٹ ہوا۔

وہ کیا کرنے کا سوچ رہی تھی؟

وہ کسی روبوٹ کی مانند اپنے دوسرے ہاتھ کی کلائی پر چھری رکھتے اس سے پہلے کہ خود کو نقصان پہنچاتی وہ اٹھا اور ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا اس کے ہاتھ سے چھری چھین پر کر اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔۔

اس اچانک افتاد پر چاند کے منہ سے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔ وجدان شاہ کے دل میں جیسے طوفاں سا اٹھا تھا۔

اگر وہ جاگ نہ رہا ہوتا تو۔۔۔

وہ خود کو نقصان پہنچاتی تو یقیناً اس بار اس کا بچنا بے حد مشکل تھا۔

یہ جان لیوا خیال ہی وجدان شاہ کے وجود سے جان کھینچ گیا۔ وہ سختی سے اسے خود میں بھینچ گیا۔

"پپ۔۔۔۔پلیز مم۔۔۔مجھے دے۔۔۔دیں"

بولتے لب بری طرح سے کپکپائے تھے۔اوازا تنی مدھم تھی کہ اگر وہ اس کی بانہوں میں نہ ہوتی تو وہ کبھی سن نہ پاتا۔

"کیا چاہیے"
وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتا دریافت کرنے لگا۔
تبھی وہ چھری کی جانب دیکھتی اشارہ کرنے لگی۔

"وہ دد۔۔۔دے۔۔۔دیں پلیز میں۔۔۔۔ہاتھ جج۔۔۔جھوڑتی ہوں"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتی بولتی کوئی پاگل ہی معلوم ہوئی تھی وجدان شاہ کو اس کی بر تر حالت دیکھتا پور پور زخمی ہوا تھا۔آنکھیں میں چبتی اذیتی کرچیاں اس کی آنکھیں جلانے لگیں تھیں۔

شہد رنگ آنکھیں کے کنارے سرخ ہوتے ضبط کی انتہا پر تھے۔وہ کچھ بھی بول نہیں پایا تھا بولنے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔وہ بنا اس کی سنے اسے بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھتا اسے بیڈ پر ڈال گیا۔

وہ سہمی زخمی پری سرمائی آنکھوں میں وحشت لیے سہمی سی اسے دیکھنے لگی وہ خود میں سمٹی تھی۔

وہ اس کے دونوں جانب بیڈ پر ہاتھ رکھ کر اس پر جھکا۔چاند کی جیسے جان ہوا ہونے لگی۔

"کیوں چاہیے وہ آپ کو"
وہ اس کے بلکل قریب جھکا یا اور کی نم گرے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے لچک لہجے میں دریافت کر رہا تھا۔

چاند خوف کے مارے سانس تک لینا بھول گئی۔ وجدان شاہ اچھے سے محسوس کر گیا تھا وہ سانس رک گئی ہے۔ نظریں اس کے خشک پڑتے عنابی پنکھڑیوں سے لبوں پر گئیں۔

"چاند سانس لو"

وہ نرمی سے اس کی اس کی شہ رگ کو اپنی انگشت کی انگلی سے سہلانے ہوئے خمار الودہ لہجے میں بولا۔ لیکن دوسری جانب اس نے اس کی بات پر عمل نہیں کیا تھا۔ بلکے اس کے چھونے پر مزید سختی سے سانس روک گئی۔

"چاند میں کیا بول رہا ہوں سانس لو"

اب کی بار وہ تحکم بھرے انداز میں بولا۔ لیکن وہ سرخیاں گلی گرے آنکھوں سے ساکت نظریں سے اس کی جانب دیکھتی سانس رکے ہوئے تھی۔

"چاند میں کیا کہہ رہا ہوں سانس لو ڈیم اٹ"

وہ اس بار سختی سے بولا۔ پر وہ آج وجدان شاہ کی جان عذاب میں جھونکنے کا سوچے بیٹھی تھی شاید۔ سانس مسلسل روک رکھنے کی وجہ سے اس کا چہرہ پورا سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں مزید سرخ ہو گئیں تھیں۔

وجدان شاہ کی جان نکلنے لگی تھی۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ بے ساخت اس پر جھکا اور اس کی بند ہوتی سانسوں کی ڈور کو تھام گیا۔ چاند کی آنکھیں پھٹ پڑیں اپنے ہونٹوں پر اس کا دہکتا لمس محسوس کرتے وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی۔۔ اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے اسے خود سے پرے کرنے کی تگ و دو میں وہ ہلکان ہوتی پور پور اس کی بانہوں میں لرز رہی تھی گ۔۔ وہ بنا اس کی مزاحمت کا اثر لیے بہت ہی نرمی سے اپنی سانسیں اس سے بانٹ رہا تھا۔ چاند میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اسے خود سے دور کر سکتی۔ بے بسی سے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے

۔

کچھ لمحوں میں اس کی جان ہلکان کرتا وہ اس سے دور ہوا۔اور سر اٹھا کر خمار زدہ آنکھوں سے اس بھیگے لبوں کی جانب دیکھا۔جو آنکھیں میچے نیر بہاتی جیسے ادھ موئی ہو چکی تھی۔

"آج کے بعد ایسا کبھی مت کرنا چاند وجدان شاہ۔۔ورنہ اگلی بار خود وجدان شاہ خود تمھاری اس چھوٹی سی جان کو تمھارے وجود سے کھینچ لے گا لیکن اپنے طریقے سے"

وہ اس کے نچلے لب کو سہلاتے ہوئے شروع میں سختی سے پر آخر میں معنی خیز لہجے میں بولا۔وہ بے بسی سی رخ دوسری جانب موڑ گئی۔

وجدان شاہ کو برا لگا تھا اس کا رخ موڑنا لیکن وہ جانتا تھا وہ تکلیف میں ہے۔

"مجھے جانے۔۔۔دیں میری امی میرا۔۔انتظار کر رہی ہیں"

وہ لرزتی بمشکل نم لہجے میں بولی تھی۔وجدان شاہ کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے تھے جہاں تک وہ جانتا تھا اس کی ماں اب اس دنیا میں نہیں تھی۔

"وہ نہیں ہیں چاند۔۔۔وہ جا چکی ہیں اس دنیا سے"

شاید وہ ڈپریشن میں تھی تبھی ایسے ری ایکٹ کر رہی تھی تبھی وہ نرمی سے بولا تھا

۔

"وو۔۔۔وہ ہیں آپ پلیز۔وہ مجھے نظر آئیں تھیں بلا۔۔۔رہیں تھیں۔۔مجھے جانے دیں"

پھر سے وہی تکرار وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی تبھی پل پل رنگ بدل رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے اپنی جان لینے کی کوشش اور اب اسے اپنی امی نظر آرہیں تھیں۔

وہ شدید عصاب شکن ہوا۔

"کوئی نہیں ہے آپ کو بھوک لگی ہو گی کیا کھائیں گی کچھ اچھا سا"

وہ اس کی پیشانی پر اپنا لمس چھوڑتا بات بدل گیا پر وہ کچھ سن کہاں رہی تھی وہ ساکت نظروں سے دروازے کی جانب دیکھتی جیسے ڈری سی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں چاہیے۔۔کچھ بھی ورنہ وہ۔۔۔مجھے ماریں گی"

"پلیز مم۔۔۔۔مجھے مت مارنا۔۔۔مجھے بہت درد ہوتا ہے۔۔خدا کے لیے مت ماریں۔۔۔۔مجھے درد ہوتا ہے۔۔۔مت مارو"

وہ ہزیانتی انداز میں بولتی رو رہی تھی وجدان شاہ تو خیرت و غم سے آنکھیں میں درد کی کرچیاں لیے اس کی درگور حالت دیکھ ساکت سا ہوا تھا اسے اپنی سانسیں بھی رکنے لگنے لگیں تھیں۔

ہوش تو تب آیا جب وہ نازک سی پری حواس کھولتی بیڈ پر ڈھ گئ۔

"چاند"

بہت مشکل سے لبوں سے بر آمد ہوا تھا وہ تو خود پور پور اذیت میں ڈبا انسان تھا کیسے اس نازک سی پری کو سمیٹ پاتا جو اج اس کی وجہ سے اس حال کو تھی۔

اسے بکھرنے والا وہ تھا۔۔

اسے ریزہ ریزہ کرنے والا۔۔۔

اس کے وجود کو بے نام کر کے اسے ہوا میں کہیں تخلیل کرنے والی ذات بھی اسی کی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں آتے ہی بیڈ پر اندھے منہ گر کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی
۔۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اپنی کیفیت۔۔۔

کیوں اسے برا لگا تھا کسی اور لڑکی کا زوار شاہ کو دیکھنا،،،اس کی تعریف کرنا۔
کیوں دل درد کر رہا تھا۔۔؟؟جب وہ حسرت سے زوار شاہ کو دیکھ رہی تھی۔
"آئی ہیٹ یو۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔آئی رئیلی ہیٹ یو"

وہ تمام کشنز زمین بھوس کرتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔سارے فساد کی جڑھ تو وہی
تھا نہ۔

تبھی ڈور ناک ہوا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی کون ہو گا۔۔اسے اور شدت سے رونا آیا۔

"ہیٹ یو شاہ"

وہ چلائی تھی۔ باہر کھڑا زوار شاہ سنتا ضبط سے جبڑے بھینچے خود کو کنٹرول کرنے لگا

۔

"نور۔۔۔۔ جانم دروازہ کھولا"

وہ گہرا سانس خارج کرتے نرمی سے بولا۔

"نو۔۔۔ آئی ہیٹ یو"

وہ بیڈ پر واپس گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"نور جان اگر تم نے دروازہ نہیں کھولا تو بہت برا پیش آؤں گا میں"

وہ سختی سے سرد لہجے میں اسے وارن کر رہا تھا۔

"آپ برے ہیں۔۔۔ ہمیں بات نہیں کرنی آپ سے۔۔دیکھنا بھی نہیں آپ کو۔۔آئی ہیٹ یو"

وہ تکیے میں منہ دیے اب سسکنے لگی تھی۔

"جانِ زوار تمھیں تو میں ابھی آکر سیٹ کرتا ہوں"

وہ سرد لہجے میں بولتا اپنے روم کی جانب بڑھا۔اپنے بیڈ کے سایڈ ٹیبل سے اس کے روم کی چابی نکال کر اس کے روم کی جانب بڑھایہ تو شکر تھا کسی نے اس کے روم سے اس کے چیخنے کی آوازیں نہیں سنی ورنہ اس کی فری میں کلاس لگ جائی۔

چابی لگا کر روم کا دروازہ کھولا سامنے جیسے ہی اندر قدم رکھا ایک تکیہ اس کے پاؤں سے ٹکرایا۔ پھر سر اٹھا کر کمرے میں نظر دوڑائی سارے تکیے زمین کو سلامی دے رہے تھے اور وہ سامنے ہی بیڈ پر اندھے منہ لیٹی رونے کا شغل فرما رہی تھی،،رونے کی وجہ سے پورا وجود شدت سے لرز رہا تھا۔وہ تڑپ اٹھا تھا اپنی

جان کو اس طرح سے روتا دیکھ کر۔وہ سرعت سے اس کی جانب آیا اور تھام کر اپنی ساتھ بھنچ گیا۔

"جانِ زوار کیا ہوا ہے. میری زندگی کیوں رو رہی ہیں"
اس کا سہارا پاتے ہی وہ اور زور شور سے رونے لگی۔
"نور میری جان کیا ہوا ہے۔۔۔مجھے سے کوئی خطا ہو گئی ہے تو تم مجھے کوئی سزا دے دو لیکن رو نہیں جان"

وہ اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے ملتجی لہجہ میں بولا۔اس کی شہد رنگ آنکھوں کا خشر دیکھ اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا۔

"آپ برے ہیں شاہ۔۔آپ بہت برے ہیں۔۔۔ہم کبھی بات نہیں کریں گے آپ سے"
وہ اسے کے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں کے مکے بنا کر مارتی روتے ہوئے بولی۔

بڑی بڑی شہد رنگ آنکھوں کے شدید رونے کی وجہ سے پپوٹے سوجے ہوئے تھے۔۔

چھوٹی سی ناک بھی سرخ ہو رہی تھی پنکھڑیوں سے لبوں کا خم بھی کچھ سوجا سا لگا تھا اسے۔

وہ اس روپ میں بھی زوار شاہ کے دل میں بوچھال بھر پا کر گئی۔یہ لڑکی ہر روپ میں زوار شاہ کو مزید اپنا دیوانہ بناتی تھی۔

"شش دوبارہ ایسا مت کہنا جان"

وہ اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اپنی پشت پر باندھتے ہوئے اس کی شہ رگ پر جھکتا وہاں اپنا جا بجا لمس مہکانے لگا۔۔

نور کی دھڑکنے کے بے اہنگ ہوئیں تھیں اس کی مونچوں کی چبن اپنی گردن پر محسوس کرتی۔۔ سانسیں اکھٹنے لگی تھیں اس کا دہکتا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتی۔ جہاں وہ دیوانہ وار اپنی شدتیں لٹا رہا تھا۔ نور نے اس کی پشت سے شرٹ کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا۔

"مم۔۔۔ مت کریں"

وہ کانپتی آواز میں بمشکل بولی۔ سانسیں ڈونکی کی مانند چل رہیں تھیں۔

لیکن وہ سن کب رہا تھا وہ تو مزید مدہوش ہوتا اسے پاگل بنانے پر تلا تھا۔ وہ پور پور لرزتی خود

کو سنبھالتی مر جانے کو تھی۔

"پپ۔۔۔ پلیز"

وہ التجا کر رہی تھی۔ زوار شاہ نے بمشکل اپنے بہکتے جزبات پر قابو پایا۔ سر اٹھا کر خمار زدہ آنکھوں سے اسی جان کی جانب دیکھا جس کی جان اس کی زدہ سی قربت پر ہی آدھی ہو گئی تھی۔

"بہت آزماتی ہو جان"

وہ اس کے سرخ گلال ہوتے رخساروں کو دیکھتا خمار زدہ لہجے میں بولا۔

وہ اس کی قربت میں نڈھال ہوتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرنے لگی۔ لیکن کہا وہ نازک سی اور کہاں اس کی سنگلاخ آہنی گرفت۔۔۔ وہ کہاں آزاد کروا سکتی تھی خود کو اس کی فولادی گرفت سے۔

چھ۔۔۔ چھوڑ دیں"

وہ مزاحمت کرتے ہوئے ایک بار پھر سے رو دینے کو تھی۔ ہاتھ بھی اس ظالم کی گرفت میں تھے۔۔ سخت بے بسی تھی۔

"مشکل ہے"

وہ نرمی سے اس کے دہکتے ملائم گال پر لب ثبت کرتا مدہوشی سے بولا تھا۔ وہ سہارا لینے وہ اس کی شرٹ پر گرفت مضبوط کر گئی۔ کیونکہ دل کے ساتھ ساتھ ٹانگیں بھی بری طرح سے لرز رہیں تھیں۔

"پہلے بتاؤ موتی کیوں ضائع کر رہی تھی"

وہ اس کی نم پلکوں پر نرمی سے انگلی پھیرتے ہوئے مدھم آواز میں پوچھ رہا تھا۔

اس کے سوال کر نازک سا دل لرزا تھا۔۔۔ وہ اسے کیا بتاتی بھلا اسے خود نہیں معلوم تھا وہ کیوں رو رہی تھیں۔۔ وہ شاید شدید پاگل تھی۔

"ہم۔۔۔۔ ہمیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ بتانا"

وہ برہمی سے منہ موڑتے ہوئے نروٹھے پن سے بولی۔

زوار شاہ کے اعصاب تنے تھے۔

"نور جان اب تم مجھے غصہ دلا رہی ہو"
وہ کچھ سختی سے اسکی ٹھوڑی دبوچتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔ وہ ایک پل ک لیے سہمی تھی۔ پھر شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔ آنکھوں سے پھر سے آبشار بہنے لگے تھے،

"آپ نے۔۔۔ پھر سے۔۔۔ ہم۔۔۔ پر غصہ کیا۔ آپ نہیں کرتے ہم سے کوئی محبت۔۔ سس۔۔۔ سب جھوٹ بولتے۔۔۔ ہیں"

وہ نیر بہاتی ایک بار پھر سے اس کی محبت سے انکاری ہوتی روندھی آواز میں بولتی زوار شاہ کا دل بری طرح سے نوچ گئی۔ وہ سختی سے اسی اپنی بانہوں میں بھینچ گیا۔

"ایسا کیوں کہا جانم۔۔؟؟؟ کیوں کہا؟؟؟ سوچا بھی کیسے۔۔ کیا یقین دلانے کے لیے زوار شاہ جان دے دے پھر مانے گی کہ محبت نہیں عشق ہیں آپ میرا"

وہ جنونی انداز میں اسے خود میں جزب کرتا جنونیت سے بولا تھا۔اس کے لفظوں اور لہجے کی شدت پر نور کا پور پور لرز اٹھا تھا اس کی سخت گرفت میں جان جیسے جل جانے کو تھی۔

کیسے بتاؤں اپنی جان سے زیادہ چاہا ہے زوار شاہ نے تمھیں۔اپنی ہر آتی جاتی سانس میں بس تمھیں ہی محسوس کیا ہے۔زوار شاہ کے دل کی ہر دھڑکن صرف اپنی دل آئنور کا نام پکارتی ہے۔

تو پھر کیسے تم نے اتنی آسانی سے ہر کہہ دیتی ہو محبت نہیں مجھے تم سے۔۔ تم مجھے ایک بار ہی کیوں نہیں مار دیتی نور۔۔۔ایک ہی بار کیوں نہیں جان نکال لیتی میری"

وہ جنونیت کی انتہا پر تھا۔۔

اور یہ جنون نور کو ڈرا رہی تھی۔اس نے نور کو خود سے الگ کر ک اپنے سامنے کیا ۔نور کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بغور اس کے ے چہرے کو دیکھا۔

"جانم تمھیں لگاتا ہے نہ میں تم سے محبت نہیں کرتا"
وہ اپنی سرخ آنکھیں اس کی نم آنکھوں میں گاڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔نور کو بے حد خوف محسوس ہوا تھا اس کی سرخ آنکھوں سے۔وہ کچھ بول نہیں پائی تھی ۔

تو ٹھیک ہے اب زوار شاہ بھی نہیں آئے گا تمھارے پاس اپنی محبت کا یقین دلانے۔
چاہے کچھ بھی ہو جائے میں نہیں آؤں گا۔۔بہت دور رہوں گا تم سے تمھارے سامنے بھی نہیں آؤں گا۔۔شاید اس سے تم خوش رہو"

وہ سرد لہجہ میں بولتا نور کی جیسے جان نکال رہا تھا اور وہ بھی دھیرے دھیرے۔۔۔۔وہ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کے الفاظ اس کی سانسیں سینے میں الجھا رہے تھے۔

"جاتا ہوں میں جانِ زوار"

وہ اس کی پیشانی کو شدت سے چومتے ہوئے اس سے دور ہوا۔وہ ایک پل بھی رکے بنا اس کے روم سے نکل گیا۔

نور کو لگا وہ اس کا دل نکال کر ساتھ لے گیا ہے۔۔۔اسے اچانک سے ہوا میں اکسیجن کی شدید کمی ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔آنکھوں کے اندھیرہ چھانے لگا۔

"نن۔۔۔۔نہیں۔۔زز۔۔زوار۔۔۔۔ششش۔۔۔شاہ۔۔نہیں"

وہ اپنا سر تھامتے ٹوٹے پھوٹے لفظ کہتی زمین بوس ہو گئی۔

نوری جو کھانے کا پوچھنے اس کے روم میں آئی تھی نور کو زمین پر گرا دیکھ کر دل تھام گئی۔

"ہائے بی بی جی کیا ہوا"
وہ باگ کر اس کی جانب آئی وہ حوش و خرد سے بیگانہ پڑھی ہوئی تھی۔۔۔نوری باہر کی جانب باگی۔

وجدان شاہ جو ہال کی بیلکنی میں کھڑا تھا نوری باگ کر اس کے پاس آئی۔

شاہ سائیں۔۔۔شاہ سائیں وہ جی چھوٹی بی بی۔۔اندر۔۔۔اندر بے ہوش پپ۔۔۔پڑیں ہیں"
نوری نے ہلانپتے ہوئے بات مکمل کی وجدان شاہ سنتے ہی تیزی سے نور کے کمرے کی جانب بھاگا۔۔

سامنے ہی اپنی کمرے میں وہ زمین پر پڑی تھی وہ باگ کر اس کی جانب آیا۔

"نور۔۔۔بھائیو جانی کی پرنسس۔۔۔اٹھو بھائی کی جان۔۔۔نوری جلدی ڈاکٹر کو کال کرو"

وہ دھاڑا۔نوری نے فوری اس کی بات پر عمل کیا۔وجدان شاہ نے اسے بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔

کچھ ہی دیر ڈاکٹر وہاں آ پہنچی تھیں۔۔

یہ سب سٹریس کی وجہ سے ہوا میں نے انجکشن لگا دیا ہے انشااللہ کچھ دیر میں افاقہ ہو گا۔۔اب گھبرانے کی کوئی بات نہیں اب یہ ٹھیک ہیں۔۔

گھر کے سب وہاں موجود تھے۔سب کے چہروں سے اسی گڑیا ک لیے فکر صاف چھلک رہی تھی۔زمان شاہ اپنی لاڈلی کے قریب بیٹھے اس کے بال سہلا رہے تھے ۔سب اسی ٹنشن میں تھے کہ آخر نور نے ایسی کس بات کی پریشانی لی تھی کہ وہ اس حال تک آ پہنچی۔لیکن یہ تو نور ہی ہوش میں آ کر بتا سکتی تھی نہ کہ ہوا کیا ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆

چلو پھر سے کرتے ہیں ابتدا...

چلو پھر نکلتے ہیں کھوجنے،

کسی تازہ رَنگِ بہار کو..

کسی گل کدے کے نِکھار کو،

کسی مہرباں کسی یار کو

چلو ڈھونڈیں کُنج سُکوں کوئی،

کوئی نرم گوشۂ دلبری..

کوئی ہم دِلی کوئی دوستی،

کوئی دَلکشی، کوئی چاروی

چلو ڈھونڈتے ہیں کسی جگہ،
وہی دوستوں کی عنائتیں..
وہ گلے وہ شِکوے شکائتیں،
وہ رفاقتوں کی حِکائتیں

چلو ڈھونڈ لائیں پھر سے کہیں،
وہ گئے دِنوں کی کہانیاں..
وہ مُحبتوں کی نشانیاں،
کہیں دُھند میں جو سمو گئیں

کسی اِژدھام کے شور میں،
کسی نفسا نفسی کے دور میں..
کہیں اِبتدا میں ہی کھو گئیں،
چلو ڈھونڈ لائیں پھر سے کہیں

چلو پھر سے نِکلیں تلاش میں،
چلو پھر سے کرتے ہیں اِبتدا!!!

"وجدان بیٹا اب چاند کی طبیعت کیسی ہے"
رابعہ بیگم کچن میں چاند کے لیے سوپ بنوا رہیں تھیں جب وہ نیچے آیا تھا جیسے دیکھ انھوں نے دریافت کیا۔

وہ بنا جواب دیے اس کے گلے لگتا ان کے شانے پر سر رکھ گیا۔ جیسے بہت شدید تھکن طاری ہو گئی ہوں اعصاب بری طرح سے کچلے ہوئے تھے۔

"وجدان کیا ہوا میری جان"
وہ اسے اپنے سامنے کرتیں تشویش ناک ہوئیں۔

"وہ ٹھیک نہیں ہے چچی ماں مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا پوری زندگی یہ احساس مجھے زندہ در گور کرتا رہے گا کہ میری وجہ سے ایک معصوم کی زندگی جہنم سے بھی بر تر ہو گئی اور مجھے خبر تک نہ ہوئی کاش میں نے اتنی لاپروائی کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا"

تو آج وہ یوں تکلیف میں نہ ہوتی چچی ماں سب میرا قصور ہے۔ میں لے جاؤں گا اسے۔ ہاں میں لے جاؤں گا اسے"

وہ اس کی اذیتوں پر کرب میں مبتلا بکھرا تھا۔ ساجدہ بیگم کو بھی رلا گیا۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا میرے بچے۔۔ مجھے اپنے وجدان پر یقین ہے ۔۔۔ سب ٹھیک یو جائے گا بس اب کبھی اسے چھوڑنا مت اسے اپنے حصار میں لے کر دنیا کی ہر بری طرح سے محفوظ کر لینا۔

کوئی درد کوئی تکلیف اس تک پہنچنے مت دینا۔اسے زندگی کی جانب واپس لے انا اسے مسکرانا سکھانا اسے سجنا سکھانا اسے رنگوں سے روشنائی کروانا۔ کروں گے نہ میری جان"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے محبت سے بولتیں دریافت کرنے لگیں جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے ان کی پیشانی پر بوسہ دے گیا۔

"میری پرنسس کہاں ہے چچی ماں"
اس نے ارد گرد دیکھتے دریافت کیا۔

"وہ کالج سے آئی ہے ابھی کہہ رہی تھی فریش ہو کر آتی ہوں ایسا کرو میں نے چاند کے لیے کچھ ہلکا پھلکا بناتی ہوں تم اس کے پاس جاؤ"

وہ بولتی کچن کی جانب بڑھ گئیں۔۔

دوسری جانب وہ جیسے ہی ہوش میں آئی کچھ دیر پہلے والے منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔۔اس کا پر شدت لمس ابھی بھی اپنے لبوں پر دہکتا محسوس ہوا ۔۔اسے نفرت ہو رہی تھی اپنے وجود سے۔ جیسے کچھ دن پہلے وہ خرید نا چاہتا تھا ۔اور اب وہ اسے اپنا لمس بخشنا بھی اسے اذیت دے گیا تھا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس سے اتنی دور بھاگ جاتی کہ وہ اس کی پرچھائی تک نہ پہنچ پاتا۔اور اپنے گرد اتنی اونچی دیواریں کھڑی کر لے کہ وہ انھیں کبھی عبور نہ کر پائے۔ کسی قلعہ میں خود کو قید کر کے اتنے قفل لگا دے اور اس کی چابی کسی گہرے کنویں میں پھینک دے تاکہ وہ کبھی اس تک پہنچ نہ سکے۔

وہ سختی سے اپنے لبوں کو اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑنے لگی۔ جیسے اس کا لمس مٹانا چاہ رہی ہو۔پر ایسا ممکن کہاں تھا وہ تو اس کی سانسوں میں اتر چکا تھا۔

اس کی مہک اپنی سانسوں میں گھلی محسوس کرتی ہزیانتی ہوئی تھی دل چاہ رہا تھا اپنی رگیں کاٹ کر اس کی مہک خود سے کھینچ کر نکالے۔

اسے وحشت ہونے لگی اپنے آپ سے اپنی ہر آتی جاتی سانس سے۔۔دل چاہ رہا تھا اپنا گلا گھونٹ لے۔۔۔اپنی سانسیں نوچ لے۔

کیوں وہ اب اس کے پتھر دل کو تکلیف دے رہا تھا۔۔؟؟؟ کیوں اسے ایک اور نئی اذیت سے آشنا کروا رہا تھا۔؟؟؟

اس کی بخشی ہوئی سانسوں نے پورے وجود میں طلاطم بھرپا کر دیا تھا۔

کاش وہ کبھی اس سے ملنے کی دعا ہی نہ کرتی۔۔۔کاش کہ اس کی اسے خدا سے مانگے کی دعا کبھی قبول ہی نہ ہوتی۔۔ جیسے اس کی ہر دعا رد ہو جاتی تھی ویسے ہی یہ بھی ہو جاتی۔

پر ایسا اب ممکن کہاں تھا کیونکہ وجدان شاہ اب اسے خود سے ایک پل بھی دور کرنے والا نہیں تھا۔ وہ اسے اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب رکھنا چاہتا تھا۔

وہ مسلسل اپنے ہونٹوں اور پیشانی کو رگڑتی زخمی کرنے کے در پر تھی۔ وہ اس وقت کوئی پاگل ہی لگ رہی تھی۔

وہ روم میں آیا تھا دروازہ کھلنے پر اس کے ہاتھوں کی حرکت رکی تھی۔ وجدان شاہ اسے ہوش میں دیکھ اس کی جانب آیا تھا۔ وہ پیچھے کو کھسکی تھی۔

"چلو آؤ فریش ہو جاؤ"

وہ اس ک سامنے اپنا ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولا۔ لیکن وہ بنا کسی حرکت کے یونہی بیٹھی رہی۔ وجدان شاہ نے لب بھینچے تھے اسی کی بکھری سی حالت دیکھ۔۔

پھر خود ہی جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ وہ پور پور کانپ گئی۔ دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

وہ سختی سے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے اپنی اتھل پتھل ہوتی ڈھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔ پر یہ کہاں ممکن تھا اس بے رحم شہزادہ کی گرفت میں۔

"جاؤ"

وہ اسے واش روم کے دروازہ کے قریب اتار کر مدھم لہجے میں بولا۔ وہ خاموشی سے اندر چلی گئی۔ تو وجدان شاہ وہیں کھڑا ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا۔

کچھ ہی دیر میں وہ بھیگے چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے باہر آئی۔ وجدان شاہ نے پھر سے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ بے بسی سے چاند کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

وجدان شاہ ن نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو۔ چاند نے کمفرٹر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچے اپنے اوپر لیا۔ اور سکڑ سمٹ کر بیٹھ گی۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ اس سے ڈر رہی ہے۔

وجدان شاہ وہ دل چاہ رہا تھا اس حویلی ہو آگ لگا دے۔ یا پھر خود کو،، کاش وہ شادی کی رات اسے نہ مارتا۔ اسے بے یار و مدد گار چھوڑ کر نہ جاتا۔

"ہم بہت جلد یہاں سے چلے جائیں گے چاند یہاں سے بہت دور"

وہ ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے مخروطی ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے لیتے لبوں سے لگاتے دھیرے سے بولا تھا پر وہ سن کہاں رہی تھی اس کا تو سارا دھیان بس اپنے ہاتھ پر تھا جو وجدان شاہ کے ہاتھ میں اس کی گرفت تھا۔۔

اس کے لبوں کے لمس پر وہ جی جان سے لرزی تھی۔اپنا ہاتھ جیسے انگاروں کی لپیٹ میں محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اس وقت نور کے سیاہ رنگ لباس میں تھی جو اس وقت وجدان شاہ کو بے حد برا لگ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا وہ لباس بدلے پر اس کی حالت کے پیشِ نظر وہ خاموش تھا۔

تبھی رابعہ بیگم ڈور ناک کرتیں اندر آئیں۔ جا پر وہ خوفزدہ ہوتی بیڈ کے کراؤن سے جا لگی۔۔ وہ محسوس کر رہا تھا وہ ذرہ برابر آہٹ سے بھی ڈر رہی تھی اسے خوف زدہ ہوتا دیکھ کر مضطرب سا ہوا۔ دل میں انی سی چبی تھی۔

رابعہ بیگم کا بھی دل کٹ کر رہ گیا تھا اسے اس حال میں دیکھا کر۔

"چھوٹی ماں آپ اسے کھانا کھلا دیجیے"

وہ کھانے کی ٹرے ان کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

کیونکہ اسے اذیت میں دیکھنا اس کے بس میں نہیں تھا وہ جو بڑے بڑے طوفاں سے اکیلے بھڑ جانے کا حوصلہ رکھتا تھا آج چاند احمد کے آنسو اسے مار رہے تھے۔۔ وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا اس کی آنکھوں میں آنسو"

سینے میں سانسیں الجھ رہیں تھیں۔۔اسے فضا میں اکسیجن کی شدید کمی محسوس ہو رہی تھی۔

"نہ پورا سوچ سکوں، چھو سکوں، نہ پڑھ سکوں۔۔!!
کبھی چاند، کبھی گل، کبھی کتاب لگے۔۔۔۔۔!!!

وہ کافی دیر بعد روم میں آیا تھا۔ سامنے ہی وہ بیڈ پر اندھے منہ پڑی رونے میں مصروف تھی۔۔

وہ لب بھینچ گیا۔ یہ آنسو اسی کے تو دیے ہوئے تھے۔ اس کا دل چاہ رہا وہ خود کو کچھ کر لے۔

جبکہ وہ نازک جان دروازہ کھلنے کی آواز پر اٹھ کر بیڈ کے کراون سے چپک گئی۔

اپنے لیے اس کی آنکھیں میں ہلورے لیتا خوف اور نفرت اس کا دل لہولہو کرنے لگے۔ وہ عجیب سی ہونے لگی تھی۔

دل چاہا ہر چیز تہس نہس کر دے۔۔

وجدان شاہ نے اس کی جانب پیش قدمی کی۔۔ اسے اپنے قریب آتا دیکھ وہ خوفزدہ ہوتی بیڈ سے اتر کر دوسری جانب کھڑی ہو گئی۔

"دد۔۔۔دور۔۔۔رہیں"

اسے اپنے جانب آتا دیکھ کر بمشکل الفاظ بر آمد ہوئے تھے۔پر وہ کہاں سن رہا تھا وہ تو بس اسے دیکھ رہا تھا۔

دوپٹے سے عاری لرزتا نازک سراپہ۔۔الجھے بکھرے سیاہ بال۔۔پرپل کلر کا سادہ سا خوبصورت لباس زیب تن کیے جو شاید ابھی رابعہ بیگم نے اسے دیا تھا۔

سوجی ہوئی ہیزل گرے آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہو رہیں تھیں،، نم پلکوں کی جالر تلے پیو پٹے بھی بے تہاشا سوجے ہوئے تھے اور گلال ہونٹ کو تو دیکھ کر وجدان شاہ کو اپنے پہلوں میں دل تڑپتا محسوس ہوا۔۔وہ پیچھے کی جانب چلتی دیوار کے سا جا لگی۔

وہ اس کا خوف نکالنا چاہتا تھا جو چاند کے دل میں اس کے لیے بھرا ہوا تھا۔

"پپ۔۔۔پلیز مجھے۔۔۔جانے دیں"

وہ سسکتی اسے قریب آتا دیکھ مرنے والی ہوئی تھی وجدان شاہ نے بمشکل خود پر ضبط کیا تھا اس کے خوف پر۔

وجدان شاہ ایک جست میں اس تک پہنچتا اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اپنے قریب تر کر گیا۔چاند کو لگا جائے وہ انگاروں کی لپیٹ میں آگئی ہو۔سانسیں روکے وہ خود ہو وجدان شاہ کی گرفت میں دیکھتی خوف وحیا سے آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

وجدان شاہ نے اسے کے نازک سے لرزتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھینچ لیا ۔۔وہ بری طرح سے اپنی بے بسی پر سسکی تھی۔۔

اعصاب بری طرح سے شل ہو رہا تھا۔

دل چاہ رہا تھا زمیں پھٹ جائے اور وہ اس کی سما جائے۔

"پلیز دور۔۔۔دور ہو جائیں۔۔۔"
وہ سسکتی مشکل سے بولی تھی۔

"ایسا اب ممکن میں جاناں"

وہ اس کی سماعت کے قریب مدھم سرگوشی کرتا اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبا گیا۔۔وہ اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی مر جانے کو تھی۔

"خ۔۔۔خدا۔۔۔کک۔۔کے لیے۔۔۔مجھے۔۔جج۔۔جانے دیں"

وہ بری طرح سے لرزتی التجا کر رہی تھی۔ کیونکہ مزاحمت اس کے بس کی بات نہ تھی۔

وہ اذیت سے بنا اس کی کچھ سنے اس کے بند آنکھیں کی لرزتی پلکوں پر جھکا اور نرمی سے ان کی نمی کو اپنے اندر اتارنے لگا۔۔ وہ جی جان سے لرزتی مزید نڈھال ہوتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گی۔

اس کا دہکتا لمس اپنی آنکھوں پر محسوس کرتے وہ بری طرح سے اس کے حصار میں لرزنے لگی۔۔ اگر اس نے تھام نہ رکھا ہوتا وہ وہ کب کی زمین بوس ہو چکی ہوتی۔

وہ بار بار اس کی غلافی آنکھیں پر لب رکھتے اسے جل تھل کر رہا تھا۔ انکھوں سے آنسو بنا رکے ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔

سانسیں بری طرح سے بے آہنگ تھیں اور وہ بے رحم اس کی چھوٹی کی جان پر رحم نہیں کھا رہا تھا۔

بلکے وہ تو صدا کا ظالم تھا۔۔۔رحم کی اُمید بھی کیوں رکھتی وہ آخر۔

"اپنے آنسوں کو لگام ڈالنا سیکھ لو چاند وجدان شاہ،،،ورنہ وجدان شاہ کو ہر پل تمھارے پہلو میں بسر کرنا پڑے کا انھیں بے مایا ہونے سے بچانے کے لیے"

وہ اس کی ٹھوڑی کو دبوچے اس کا چہرے اوپر اٹھاتے ہوئے وہ عجیب جھلتے بجھتے لہجے میں گویا ہوا۔۔

چاند کی ریڑھ کی ہڈھی میں سنسناہٹ پھیل گئی۔پلکیں ابھی بھی جھکی ہوئیں تھیں ۔کہاں ہمت تھی اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی۔وہ دھان پان سی تھی جو بمشکل

اس کے سینے تک آتی تھی۔ جبکہ وہ اپنی چھ فٹ دو انچ ہائٹ کے ساتھ چوڑے اور مظبوط جسامت کا مالک تھا اس کے سامنے وہ کوئی چھوٹی کی بچی ہی لگتی تھی۔

"کھانا کھایا تھا"

وہ ملائمت سے اسے کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے نرمی سے دریافت کر رہا تھا ۔ نظریں تھرتھراتے عنابی لبوں پر تھیں۔ وہ بمشکل ضبط کرتا نظریں چرا رہا تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسے اثبات میں سر ہلانا پڑا۔ کتنا مشکل ہوا ہے جب آپ کسی انسان کی جانب دیکھنا تک نہ چاہتے ہوں اس کی قربت برداشت کرنی پڑھے اس کی باتوں کا جواب دینا پڑھا۔

چاند کا دل چاہا وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کو ازیت دے اس بے بسی پر۔

"گڈ"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے اسے بیڈ پر لے آیا۔ نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھا کر اپنا آرام دے سوٹ لے کر واش روم میں کچھ گیا۔

ابھی وہ واش روم میں گیا ہی تھا کہ شاہ بیگم دروازہ کھول کر اندر آئیں۔ انھیں دیکھ کر خوف و حراس کے مارے وہ سانس روک گئی۔

ہاتھ پاؤں سن پڑھ گئے۔ کمرہ خالی دیکھ کر شاہ بیگم غضب و غصے سے اس جانب بڑھیں۔ پینو ہمیشہ کی طرح ان کے ساتھ تھی۔

اس کے ہاتھ میں موجود چیز دیکھ کر اس کی آنکھیں خوف سے پھٹ پڑیں۔ وہ اس کی جانب بڑھی۔ ان کی اپنی جانب پیش قدمی دیکھ کر اس کا وجود شل ہو گیا۔

وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔ خوف و ہراس نے بری طرح سے اس کے نازک دل پر اپنے پنجے گھاڑے تھے۔

یہاں تک کے وہ اس کے قریب آ گئیں۔ شاہ بیگم نے اس کا چہرہ دبوچا۔ وہ خوف کے مارے درد پر کراہ بھی نہ پائی۔

"میری بات کان کھول کے سن۔۔۔ اگر تو نے میرے پوتے پر قبضے جمانے کا سوچا یا اسے اپنی اداؤں کے جال میں پھنسے کی کوشش کی تو یہ پینو کے ہاتھ میں تیزاب دیکھ رہی ہے نہ"

وہ پینو کے ہاتھ میں موجود تیزاب کی بوتل کی جانب اشارہ کرتے کرختگی ہے بولیں تھیں۔ چاند میں اتنی ہمت نہ تھی کہ سانس بھی لے پاتی۔

"تیرے اس چاند سے چہرے پر گرا کر ایسا گرہن لگاؤں گی نہ کہ وہ تری طرف دیکھنا تو دور تجھ پر تھوکے گا بھی نہیں۔ میں نے سوچا تھا تیرے زریعہ اسے یہیں باندھ لوں گی لیکن وہ تو تجھے ہی لے کر جانا چاہتا ہے"

وہ دھیمی آواز میں غرائیں کیونکہ وہ واش روم سے پانی کے گرنے کی آواز سن چکیں تھیں۔۔۔

چاند کی حالت ایسی تھی کہ خوف سے دل لگ رہا تھا اپنی خلق سے باہر آجائے گا۔

"اب اٹھ اور بنا آواز کیے اپنے پرانے ٹھکانے پر جا۔۔اور خبر دور جو میرا نام بھی لیا تو جان سے نہیں ماروں گی بلکے بھوکے بھیڑیوں کے حوالے کر دوں گی جو تجھے اس خوبصورت وجود کو نوچ نوچ کر اپنی بھوک مٹائیں گے "

وہ زہر خندہ لہجے میں بولتیں کوئی فرعون ہی لگیں تھیں۔وہ اپنا زہر چاند پر انڈیلتیں باہر کی جانب بڑھ گئی۔

چاند ڈھلتے دل کے ساتھ اپنا دوپٹا اٹھا کر باہر کی جانب بھاگی اور اندھا دھن بھاگتی اپنے کواٹر کی جانب بڑھی۔

مجروح کر کے اب حالِ دِل کا پوچھو گے
کھوج کرو تو خود کو نا قابل معافی پاؤ گے

شگاف دے کر اب زخم پر نمک مت چھڑکو
تعزیت نہیں اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو

اپنی بے وفائی پر خود ہی شرمندہ ہو جاو گے
اپنے آپ کو شاید پھر مجرم بھی ٹھہراؤ گے

نا آیا کرو میری عیادت کرنے کو
جب تک آنکھوں میں آنکھیں ڈال نا سکو

حاضر ہو جانا میری عدالت کے کٹہرے میں
جب خوف نا رہے اعتراف جرم کرنے میں

☆☆☆☆☆

رابعہ بیگم نور کے سرہانے بیٹھیں اس کا سر دبا رہیں تھیں۔

"ششش۔۔۔شاہ۔۔۔مم۔۔۔مت جا۔۔ئیں"

وہ بخار میں جلتی اسے پکار رہیں تھی۔آواز اتنی مدھم تھی کہ پاس بیٹھی رابعہ بیگم بھی نہیں سن پائیں تھیں۔

"مت۔۔۔جج۔۔۔جائیں۔۔شاہ"

وہ بند آنکھوں نے آنکھوں بہاتی تڑپ رہی تھی۔ آواز کچھ بلند ہوئی تھی۔ رابعہ بیگم سن کر خیران ہوئی تھیں۔ کیونکہ وہ بخار میں اکثر زمان شاہ اور وجدان شاہ کو پکارتی تھی لیکن آج وہ زوار شاہ کو پکار رہی تھی۔

یعنی وہ زوار شاہ کو یاد کر رہی تھی۔ پر وہ تو دن کا کہیں گیا ہوا تھا ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔

"تو ٹھیک ہے اب زوار شاہ بھی نہیں آئے گا تمھارے پاس اپنی محبت کا یقین دلانے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے میں نہیں آؤں گا۔۔ بہت دور رہوں گا تم سے تمھارے سامنے بھی نہیں آؤں گا۔۔ شاید اس سے تم خوش رہو"

زوار شاہ کی آواز ابھی بھی اس کی سماعت میں گونج رہی تھی۔

"شش۔۔ شاہ مت۔۔۔ جج۔۔۔۔ جائیں۔۔ شاہ۔۔۔ شاہ"

وہ تکلیف سے تکیے پر سر ٹنچتی اسے پکار رہی تھی۔

"بہت دور رہوں گا تم سے تمھارے سامنے بھی نہیں آؤں گا۔۔شاید اس سے تم خوش رہو"

"شاہ۔۔۔شاہ"

روتے ہوئے نڈھال سی اسے پکارنے لگی۔رابعہ بیگم کو اس کی خالت سے تشویش ہوئی تھی۔انھوں نے بنا ایک پل کی بھی دیر کیے زوار شاہ کو کال ملائی۔۔

وہ جو غصہ سے ڈیرے پر آگیا تھا۔کتنی آسانی سے وہ کہہ دیتی تھی وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔کوئی اس سے پوچھے جو اس کے بنا ایک پل بھی سانس نہیں لے سکتا ۔جب سے آیا تھا عجیب سی بے چینی دل و جاں پر سوار تھا۔

وہ صوفے پر نیم دزار آنکھیں موندے پڑا ہوا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔

زوار شاہ نے بنا دیکھے کال ریسیو کی۔

"ہیلو"

وہ بے زار سا بولا۔ پر دوسری جانب سے خبر سنتے اس کی جان نکلی تھی کہ وہ بنا ایک پل کی بھی دیر کیے بھاگا۔۔

وہ رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے شاہ حویلی پہنچا تھا۔

تقریباً بھاگتا ہوا اس کے کمرے میں پہنچا۔ رابعہ بیگم اسے دیکھ کر نور کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"بڑی ماں کیا ہوا"

وہ اپنی رگ و جان کو بستر پر نڈھال سا دیکھ کر بے چین ہوا اٹھا۔

"پتا نہیں نوری دوپہر روم میں آئی تو یہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی"
ان کی بات سن کر زوار شاہ نے لب بھینچے تھے۔

"شش۔۔۔۔شاہ" وہ اب بھی غنودگی میں اسے پکار رہی تھی۔وہ تڑپ کر اس کے قریب ہوا۔

"جی شاہ کی جان"
وہ بنا رابعہ بیگم کی پروا کیے جزبات سے چور لہجے میں بولا۔وہ نہیں جانتا تھا اس کی بے رخی ایسا اثر ڈالے گی نور پر۔۔

"مم،،،مت جائیں"
وہ بخار میں بھی اس کے دور جانے پر تڑپ رہی تھی۔زوار شاہ نے غم و غصے سے سختی سے آنکھیں بھینچ کر وا کیں۔

"زوار کیا تم دونوں کی کوئی چپقلش ہوئی تھی"

انھیں نے جانچتی نظروں سے زوار شاہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"آپ جائیں میں ہوں اس کے پاس"

وہ نور کا ہاتھ تھامتے ہوئے بے تاثر سے لہجے میں بولا یعنی وہ اس وقت کسی سوال کا جواب دینے کے موڈ میں نہیں۔

اور نور کے لیے زوار شاہ کی دیوانگی اچھے سے جانتی تھیں۔۔ تبھی خاموشی سے وہاں سے نکل گئی۔

زوار شاہ بغور اس کے دلکش چہرے کو دیکھ رہا تھا جو بخار کی وجہ سے کچھ ہی دیر میں بلکل کملا گیا تھا۔ گلابی رخسار بخار سے تپتے بری طرح سے سرخ ہو رہے تھے عنابی لب کسی خشک تلاب کی مانند بنجر سے ہو رہے تھے۔

زوار شاہ کا روم روم تڑپ اٹھا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ کسی مہکتے گلاب کی مانند کھکھلا رہی تھی اور اس کی ذرہ سی بے رخی پر وہ بلکل کملا سی گئی تھی۔

"بہت بری ہو تم آئی سیو۔۔۔بہت بری"

وہ اس کے چھوٹے سے ہاتھ کی نازک مخروطی انگلیاں شدت سے اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے بے بسی سے بولا۔ جواب بھی اس کی جان عذاب میں جو نکے سکون سے تھی۔

اس کا قریب آنا بھی منظور نہیں تھا اور دور جانے پر بھی اسے ہی سزا سنا رہی تھی۔

"تم کسی طور خوش نہیں ہوتی آئنورز وار شاہ

ہر خال میں مجھے بے حال کرنا تمھارا من پسند مشغلہ ہے

ہر حال میں میرا جان جلانی ہے۔۔ہر بار میرے ضبط آزمانے ہیں۔۔ مطلب پرست۔۔خود غرض ہو تم"

وہ تھکے ماندے لہجہ مدھم سرگوشیاں کرتا شکوہ کناں تھا۔

"شاہ"

وہ اس کی سرگوشیاں سے خوفزدہ ہوئی تھی۔کہ کہیں وہ پھر سے چھوڑ کر نہ چلا جائے۔

وہ اس کے پہلو میں بسیرا کرتا اس کا سر اپنے سینے پر رکھ گیا۔ جانتا تھا وہ اس کی دن میں کہی بات سے ڈر گئی تھی۔ لیکن اسے بھلا کیوں فرق پڑھ رہا تھا۔

پاگل تو وہ تھا اس کے لیے۔۔۔ دیوانہ تو وہ تھا اس کا۔۔۔ عاشقی تو وہ تھی اس کے لیے۔۔

وہ تو خوفزدہ ہونے لگتی تھی اس کی زدہ سی قربت پر۔۔ خود سے دور کر کے اس کی جان جلاتی تھی۔ تو پھر کیونکہ سر رکھنے کے لیے اس کا سینا تلاش رہی تھی۔

"شاہ"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ وہ نازک سی پنکھڑوں سے لب بخار کی مدہوشی میں بس اسے ہی پکار رہے تھے۔ زوار شاہ کا دل چاہا اس کا نام پکارنے پر ان پنکھڑیوں کو بے تحاشہ سزائیں دے جو اسے اب بے چین کر رہیں تھیں۔

تبھی اپنے دل کی سنتا اس کا سر تکیے پر ڈالتے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کے خشک پڑتے لبوں پر جھکا تھا۔ وہ جو غنودگی میں تھی اپنی سانسوں پر پہرا لگتے بری طرح سے تڑپی تھی۔

زوار شاہ کی مونچھوں کی چھبن اور لبوں کے دہکتے لمس پر وہ پور پور جلنے لگی تھی نازک سا دل کپکپانے لگا۔ حواس بیدار ہونے لگے تھے۔

وہ جو پہلے ہی نڈھال سی تھی سانسیں رکنے پر وہ بے جان سی ہونے لگی تھی۔ وہ مزید پر شدت ہو رہا تھا پر اپنی بانہوں میں بکھرتی اپنے عشق کو بے جان ہوتا محسوس کرتا وہ نرمی سے اس کی سانسوں جو آزادی دے گیا۔

وہ واپس اس کے لرزتے وجود کو اپنے سینے پر ڈالتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا جو بے جان سی ہوتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں ہموار کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

سو جاؤ شاہ کی جان پاس ہوں تمھارے۔۔۔وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا۔

"شاہ جج۔۔۔جانا نہیں"

وہ شاید اب بھی زوار شاہ کو چین نہیں لینے دینا چاہتی تھی۔

"نہیں جا رہا یہی ہو تمھارے پاس۔۔۔اب سو جاؤ"

وہ اس کی ہتھیلی پر نرمی سے لب رکھتا رکھتے ہوئے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

بے شک اس کا نرم گلداز وجود اس کے لیے کسی امتحان سے کم نہ تھا پر وہ زوار شاہ تھا ہر خال میں اپنی نورِ جان کو پر سکون رکھنا چاہتا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ پر سکون سی سو گئی تھی۔

ایک نظریں اس دلکشی کے پیکر پر ڈالے نہ محسوس انداز میں اس کے بالوں پر لب رکھتے اسے خود میں بھینچ کر آنکھیں موند گیا۔

☆☆☆☆☆

" باسط ملک کہاں سے آرہے ہو اس وقت تم "

اندرونی دروازے سے قدم اندر رکھتے ہی ملک واجد کی آواز لاؤنج نما ہال میں گونجی وہ جو اپنے باپ سے چھپ پر آج چار دن بعد گھر آرہا تھا پکڑے جانے پر جی بھر کے بدمزہ ہوا۔

"یس ڈیڈ"

وہ بے زاریت سے بولا۔

"کہاں سے آرہے ہوں میں نے پوچھا ہے"

وہ سخت لہجے میں بولے۔

"اپنے دوستوں کے ساتھ شکار پر گیا تھا"

لہجہ ہنوز بے زاریت لیے ہوئے تھا۔

"پورے چار دن سے غائب ہو تم کچھ خبر ہے تمھیں اپنی زمہ داریوں کی۔ وہاں وجدان شاہ کو آئے کہیں دن بیت گئے ہیں اور میرا نہیں خیال تمھیں اس بارے میں زرہ بھی علم ہو گا"

اس بار وہ طنزیہ بولے جیسے اس پر ہنسے تھے۔ جبکہ وجدان شاہ کی آمد کا باسط ملک کا رواں رواں سماعت بن گیا۔

"کب۔۔۔۔کب آیا وہ"

اس نے بے صبری سے دریافت کیا۔

"کافی دن سے آیا ہوا ہے مجھے بھی چار دن پہلے علم ہوا ہے"

وہ خفا دیکھائی دے رہے تھے۔

"اچھا اب آپ ناراض مت ہوں بس دیکھتے جائیں آپ کا بیٹا کرتا کیا ہے"

وہ پراسرار لہجے میں بولا تو واجد ملک مسکرا اٹھے۔

"جو بھی کرنا دھیان سے کرنا سنا ہے زوار شاہ سے بھی کئی درجے پاگل انسان ہے"

انھوں نے اگاہ کیا۔

"فکر مت کریں ڈیڈ آپ کا بیٹا بھی کسی سے کم نہیں۔ایسی جگہ وار کروں گا کہ دوسرا سانس بھی نصیب نہیں ہو گا"
وہ کمینی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بولا۔

"ٹھیک ہے جاؤ تم اب آرام کرو صبح بات کریں گے"
واجد ملک کہتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔

"چاند احمد ملک بہت جلدی تم میری خواب گاہ میں ہو گی"
وہ کہتے ہوئے شطانیت سے ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

یہ سوچے بنا کہ اب اس تک پہنچنا اتنا بھی آسان نہیں۔۔۔کیونکہ اب وہ وجدان شاہ کی دسترس میں تھی۔

☆☆☆☆☆

وجدان شاہ شاور لے کر باہر آیا تو چاند کو کمرے میں کہیں نہ پا کر ایک پل میں روح بے چین۔

'چاند"

اس نے بے چینی سے پکار وا پر وہ ہوتی تو سنتی۔ وجدان شاہ کے اعصاب تنے تھے

۔

"کہاں گئی یہ پاگل لڑکی"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے روم سے باہر نکلا۔ پوری حویلی سرناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

ہال میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔ پھر کچن کی جانب بڑھا جو کہ بلکل خالی تھا۔ نظر ہال کے اندورنی دروازے کی جانب گئی جس کی ایک سایڈ پوری وا تھی ۔ جہاں تک اسے یاد تھا رات یہ دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ یعنی کوئی باہر گیا تھا۔

"چاند"

وجدان شاہ نے غصے سے دانت پیسے۔ وہ تن فن کرتا اس کے کواٹر کی جانب بڑھا ۔ یہ تو شکر تھا ابھی تک ہنٹرز کو نہیں کھولا گیا تھا۔ ورنہ نا جانے کیا غضب ہو جاتا۔

سوچ آتے ہی وجدان شاہ کا دل بری طرح سے لرزا۔ کواٹر کے سامنے آکر دروازے کو کھولنا چاہا پر دروازہ بند دیکھ کر وہ غصہ سے مٹھیاں بھنچ گیا یعنی وہ یہیں تھیں۔

وجدان شاہ سے خود پر ضبط کرتے ہوئے دستک دی۔

چاند کو اپنے گڈنوں میں منہ دیے بری طرح سے روتی لرزتی اپنے مرنے کی دعا مانگ رہی تھی۔ دستک پر خوف کے مارے کانپ گئی۔ اور مزید خود میں سمٹی۔

"چاند۔۔۔ دروازہ کھول"

وہ دروازہ نہ کھولتا دیکھ غصے سے دھاڑا۔

'نن۔۔۔ نہیں"

وہ نفی میں سر ہلاتی مدھم آواز میں بولی۔ آواز شاید ہی وجدان شاہ تک پہنچی ہو گی

۔

"چاند آئی سے اوپن داڈور ڈیم اٹ"

وہ دروازے کو زور سے پاؤں سے ٹھوکر مارے ہوئے ڈھاڑا۔ دل و دماغ میں خوف ہلورے لینے لگا کہ کہیں وہ خوُد کو پھر سے کوئی نقصان نہ پہنچادے۔

"چاند جاناں۔۔۔دروازہ کھولوں ورنہ قسم سے اگر میں نے دروازہ توڑا تو بہت بری سزا دوں گا تمھیں"

وہ بمشکل اپنا لہجہ کچھ نرم کیے دھیمے لہجے میں غرایا۔کیونکہ وہ ڈر بھی سکتی تھی اس طرح۔پر اس کو کچھ ہو جانے سے خوف بہتر تھا۔

اس کی آواز سنتی اپنے کان پر دونوں ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔دل چاہ رہا تھا مار ڈالے خود کا اس ازیت بھری زندگی سے نجات حاصل کر لے جہاں کوئی اسے چین سے مرنے بھی نہیں دیتا تھا۔

ایک عمر تک
میں خود کو
اُس کی زات
کا حصہ سمجھتا رہا

پھر ہوا یوں کہ

یقین ٹوٹا

رشتہ ٹوٹا

اعتبار ٹوٹا

دل ٹوٹا

اور میں بھی ٹوٹتا چلا گیا

میرے جذباتوں کو بھی لے گیا وہ میخانے سے

میرا سب کچھ لٹ گیا میرے اسی زمانے میں

میرے زخموں کو تو میرا ہی رہنے دو مسعود

انہیں مت بنالینا اپنا تم پھر کسی بہانے سے

چاند کی سانسیں تھم گئی جب اگے ہی پل ٹھاہ کی آواز کے ساتھ وہ دروازہ توڑ کر اندر آیا۔اس کی آنکھوں سے ٹپکتی وہشت دیکھ کر چاند کی جان ہوا ہونے لگی ۔آنکھیں سرخ انگارا ہو رہیں تھیں۔ جیسے ابھی سب کچھ جلا کر بھسم کر دے گا۔

اسے اپنی جانب پیش قدمی کرتا دیکھ چاند خوفزدہ سی پیچھے کی جانب کھسکنے لگی۔ وجدان شاہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور بنا اس کے خوف کو خاطر میں لائے اپنی مظبوط بانہوں میں بھر لیا۔

چاند کو لگا انگاروں نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ وہ اسے اٹھائے تیزی سے اندر کی جانب بڑھا زینہ چڑتے ہوئے اس کی منزل اپنا روم تھی چاند خوف کے مارے اونچا سانس تک نہیں لے رہی تھی۔

ناجانے اب وہ اسے کونسی سزا دینے والا تھا۔ اس کا حکم نہ ماننے پر۔ اسے کبھی شاہ بیگم سے بھی اتنا ڈر نہیں لگا تھا جتنا اس وقت وجدان سلطان شاہ سے لگ رہا تھا۔

کیونکہ اس کی سزاؤں سے ابھی تک وہ ناواقف تھی۔

اپنے روم میں داخل ہو کر وجدان شاہ نے پاؤں کی مدر سے دروازہ بند کیا۔

اسے زمین پر اتار کر بنا خود سے دور کیے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کیا۔ پر گرفت میں زدہ سی بھی سختی نہیں تھی وہ جانتا تھا وہ نہیں سہہ پائے گی اس کی زدہ سی بھی سختی۔ بڑی مشکل سے اپنے غصہ پر ضبط کیے وہ اس کے سر کے ساتھ سر ٹکا کر گہرے گہرے سانس بھر کر خود کو نارمل کرنے لگا۔

سانسیں بری طرح سے بے آہنگ تھیں۔ شہد رنگ بھوری آنکھیں لہو رنگ ہو رہیں تھیں ۔

"کیوں روم سے نکلیں تھیں آپ"

وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے کچھ نرمی سے دریافت کر رہا تھا پر پھر بھی لہجے سے چھلکتی کرختگی چاند کو کپکپانے پر مجبور کر گئی۔ وہ سہمی سہمی نظروں سے اسے تکتی نظریں جھکا گئی ۔

خلق سے جیسے برآمد ہونا انتہائی مشکل تھا اگر وہ بتاتی کہ وہ خود نہیں گئی تھی اسے شاہ بیگم نے جانے کا کہا تھا تو کیا وہ یقین کرتا اس کا اور پھر یہ بات اگر شاہ بیگم کو پتہ بل جاتی کہ اس نے وجدان شاہ کو ان کے بارے میں بتایا ہے تو وہ اس کے ساتھ کیا کرتیں سوچتے ہی اس کی حالت غیر ہوئی تھی ۔

"چاند وجدان شاہ ایک بات آپ اچھے سے ذہن نشین کر لیں ہنی۔۔۔اگر کے شوہر کو بات دہرانہ بلکل پسند نہیں۔۔۔آخری بار پوچھ رہا ہوں کیوں گئیں تھیں آپ باہر"

وہ اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتے سرد لہجے میں بولا تھا کیونکہ وہ محسوس کر چکا تھا کہ کون آیا تھا اس کے روم میں اور وہ کس کے کہنے پر واپس کوارٹر میں گئی تھی۔وہ اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔اگر اس نے خود جانا ہوتا تو وہ صبح ہی چلی جاتی۔۔۔ابھی نہیں

"کک۔۔۔کوئی نن۔۔۔نہیں پلیز شاہ سس۔۔۔سائیں مجھے جانے دیں"

وہ کپکپاتی میں بمشکل ملتجی ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو پر وجدان شاہ کو لگا جیسے وہ اس کے دل پر گر رہے ہوں وہ بے بس سا ہوا تھا ۔

"یہ ہتھیار بہت بڑے ہیں چاند وجدان شاہ۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتیں میرے ساتھ"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے جنونیت سے گویا ہوا تھا وہ سسکی تھی ۔

"یہ بات اچھے سے جان لیں وجدان شاہ کسی کے سامنے بے بس نہیں ہوتا میں آزاد ہوا کا باسی ہوں پیاری پری ۔۔۔

اپنی ان کانچ سی کتھائیں آنکھوں سے کہیں اتنے وار نہیں کرے۔۔ورنہ وجدان شاہ آپ کی اپنی ذات کے حصار میں اس طرح سے قید کرے گا کہ یہ ہوائیں بھی آپ کے لمس سے مہکانے کو ترس جائیں گی"

وہ اس کے عارضوں پر لڑتے موتی اپنے لبوں میں جزب کرتا اس کی سماعت میں جیسے سور پھونک رہا تھا ۔

وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی اس دیو کے حصار میں کوئی پری ہی معلوم ہو رہی تھی ۔

"اب بتائیں کس کے کہنے ہر روم سے گئیں تھیں آپ"

وہ شہد رنگ آنکھوں میں نرمی لیے دریافت کر رہا تھا ایک بار پھر سے پوچھنے پر چاند کی آنکھوں میں شدید خوف در آیا۔ وہ جانتی تھی وہ جب تک اسے بتائے گی نہیں اس کی جان وہ نہیں چھوڑنے والا تھا ۔

"ششش۔۔۔ شاہ بیگم"

بمشکل اس کے خلق سے یہ دو الفاظ بر آمد ہوئے تھے۔ وجدان شاہ کی آنکھوں میں وحشت اتری تھی دل چاہا اس خونی حویلی جو آگ لگا دے جو اس کی ماں کو نگل گئی تھی پر اس بار وہ چپ رہنے والا نہیں تھا ۔

وہ نرمی سے اسے خود سے دور کرتا باہر کی جانب بڑھا تھا اسے باہر کی جانب بڑھتا دیکھ وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھام گئی ۔

وجدان شاہ نے خیرانی نے گردن موڑتے اپنے ہاتھ کی جانب دیکھا جیسے اس نازک پری نے اپنے لرزتے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تھام رکھا تھا ۔

"خ۔۔۔خدا کے لیے"

وہ بس اتنا بولتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی وہ اس کے رونے پر تڑپتا ایکدم سے اپنے مظبوط سینے میں بھینچ گیا ۔

"شش۔۔۔میں نہیں جا رہا۔۔۔آپ روئیں نہیں"

وہ نرمی سے اس کے بالوں کو سہلاتے محبت والفت سے بولا تھا پر وہ چپ کب ہو رہی تھی روتے ہوئے اس کا نازک سا وجود پورا لرز رہا تھا اسے ڈر لگا کہیں وہ گر ہی نہ جائے تبھی اسے اپنے سامنے کرتا ایک بار پھر سے اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں پر اپنے لب رکھ گیا وہ رونا بھول کر ایکدم سے سرخ ہوئی تھی ۔

سر اٹھاتا نرمی سے اس کی پیشانی سے چپکے بالوں کو ہٹاتے ہوئے تھے۔انکھوں میں خماری سی بھرنے لگی تھی ۔

چھوٹی سی چاندنی سی نم پیشانی جس پر چپکی بالوں کی لٹیں اسے اپنی رقیب لگیں تھیں ۔

لنبی گھنیری نم مرتگان جو حیا سے جھکی لرز رہیں تھیں ۔۔

سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک

گلال بکھرتے رخسار

بھرے بھرے عنابی لبوں کی کپکپاہٹ

وہ دیوانہ وار اسے دیکھے گیا۔ایک عجیب سا استحقاق اس کے وجود میں در آیا تھا ۔وہ اس کی تھی اس کی محرم۔۔ایک سحر سا طاری ہو گیا تھا جیسے ماحول میں۔۔وہ نازک جان کپکپاتے قلب کے ساتھ اس کے حصار میں تھی۔

اسے بس اسی کے لیے بنایا گیا تھا۔ وہ نرمی سے اس کی گردن سے بال ہٹاتا جھکا تھا ۔ تبھی وجدان شاہ کی نظر کان کے تین انچ نیچے گہرے زخم نشان پر پڑی۔ نرمی سے اس نشان کو اپنی انگلی سے سہلایا ۔

"یہ کیا ہوا"

مدھم آواز میں دریافت کیا گیا۔ اس کے سوال پر وہ کرب سے سختی سے آنکھیں میچ گئی۔ کیا کیا نہ یاد آیا تھا زخم ایک بار پھر سے ہرے ہوئے تھے ہر بات کا ی فلم کی مانند آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگی تھی ۔

"سزا ملی تھی"

لہجہ ایکدم سے سپاٹ ہوا تھا ۔

وجدان شاہ لب بھنچ گیا۔ جانتا تھا یہ کس نے کیا ہو گا۔ وہ کرب سے اس کے بالوں میں منہ چھپا گیا ۔

چاند جی جان سے لرزی تھی اپنی گردن پر اس دہکتی سانسوں کی گرمی محسوس کرتی۔ جان تو تب نکلی جب اس کے نرم گرم لبوں کا لمس اپنے زخم کے نشان پر محسوس ہوا۔ وہ سختی سے اس کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچ گئی۔ شاید وہ مداوا کر رہا تھا ۔

چاند کی آنکھوں پھر سے برسنے لگیں تھیں۔ زخم نئے سرے سے دکھنے لگے تھے ۔ وہ مدہوش سا بے حد نرمی سے اسے چھو رہا تھا۔ وہ جا بجا اس کے زخم کے نشان پر اپنا دہکتا لمس بکھرتا اسے خود میں جیسے جزب کر کے اس کے سارے زخموں کا مرہم بن جانا چاہتا تھا ۔

"آہ۔۔۔پر یہ آسان کہاں تھا ابھی تو اور بھی بہت سارے زخم تھے وہ کس کس کا مداوا کرتا۔ کس کس پر مرہم رکھتا ۔

چاند کو لگ رہا تھا کوئی اسے کے زخم کو پھر سے ادھیڑ رہا تھا۔اسے وحشت ہو رہی تھی اس کے لمس سے ۔۔۔

دل چاہا وہ خود کو مار لے وحشتیں پھر سے اس کے پورے وجود کو اپنے گھیرے میں لینے لگیں تھیں دل جیسے بند ہونے کو ہوا ۔

"دد۔۔۔دور۔۔۔دور ہو جائیں"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی ہزیانتی ہوئی تھی ۔

"شش۔۔۔میری جان سب ٹھیک ہے"

وہ اسے خود میں بھینچتے کام کرنے کی کوشش کرنے لگا جو وحشت زدہ ہوتی اپنی اذیت سے اسے زخم زخم کر رہی تھی ۔

وہ کسی کانچ کی گڑیا کی مانند اسے بانہوں میں بھر کے بیڈ پر لے آیا۔وہ سمجھ سکتا تھا اس نے اس کے زخموں کو نئے سرے سے ہرا کر دیا تھا۔وجدان شاہ کو خود پر غصہ آرہا تھا

سب اسی کی لاپروائی کی وجہ سے ہوا تھا ۔

وہ اسے بیڈ پر لٹا کر خود بھی اسے کے قریب لیٹ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر اپنی بانہوں میں بھینچ گیا ۔

جو سسکتی اس کے دل پر وار کر رہی تھی ۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا شاہ بیگم ایک ایک حساب ہو گا اس بار وجدان شاہ معاف نہیں کرے گا اب کی بار"

وہ دل ہی دل میں شاہ بیگم سے مخاطب تھا وہ صبح شاہ بیگم سے اس کا حساب لینے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

"سو جاؤ جاناں"

وہ اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوتے ہوئے مدھم آواز میں بولا۔ چاند کے اس اور کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کی بات ماننے کہ تبھی اس کے سینے میں منہ چھپائے آنکھیں میچ گئی۔ شاید وہ بہت تھک گئی تھی۔۔

♥♥♥♥♥

"مم۔۔۔مجھے نفرت ہے۔۔۔ نفرت ہے۔۔۔بہت زیادہ شہزادے۔۔۔بہت نفرت ہے"

وہ مدھم آواز میں بڑبڑاتی شاید غنودگی میں تھی اب۔۔اگر وجدان شاہ اس کے بے حد قریب نہ ہوتا تو وہ کبھی سن نہ پاتا ۔

پر چاند کے منہ سے اپنے لیے نفرت کے الفاظ سنتے وہ دانت پر دانت جماتا خود پر ضبط کرنے لگا جس کی سرگوشیاں اس کے عصاب پر کاری ہتھوڑے کی مانند لگ رہیں تھیں ۔

"مم۔۔۔میں مار ڈالوں۔۔۔گی خود کو"

وہ آنکھیں موندے اس سے پہلے کے مزید کوئی الفاظ بولنے کی گستاخی کرتی وجدان شاہ نے اس کے دراز بالوں میں اپنی آہنی انگلیاں الجھائے اس کے گستاخ لبوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا ۔

وہ جو نیند میں جا رہی تھی اس اچانک حملے پر تڑپ اٹھی۔۔آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں ۔

وجدان شاہ نے پوری شدت سے اس کی سانسوں کو خود میں جزب کیا تھا وہ پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑائی تھی وجدان شاہ کی گرفت میں جو آپ بے حد جنونیت اسے اسے اپنے لمس سے جلا رہا تھا ۔

سانسوں کی تنگی پر اس نازک کی پری کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں تھیں تبھی وہ خود پر ضبط کے پہرے بٹھائے اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا پر اس کے مزاحمت کرتے دونوں ہاتھوں کو تکتے سے لگایا تھا ۔

"میری جان اگر آج کے بعد آپ نے خود کو تکلیف دینے کا سوچا بھی تو خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو قید کرتے آپ کی سانسیں تنگ کروں گا۔۔۔آپ ابھی انجان ہیں وجدان شاہ کی جنونیت سے۔۔بہت شدت پسند ہوں میں۔۔اپنی چیزوں ہر ایک خروچ تک برداشت نہیں کر سکتا ۔

آپ تو وجدان شاہ کی نصف بہتر ہیں اس کی زندگی کا حصہ اس کے دل کا وہ نایاب حصہ ہیں جس نے ایک عرصے بعد آپ کی ایک جھلک پاتے اپنے ہونے کا وجدان شاہ کو احساس دلایا۔

اسے بتایا کہ یہاں جو دھڑکتا ہے نہ اس کا کام صرف بلڈ پمپ کرنی ہی نہیں ہے بلکے کسی خاص کے قریب آنے پر اس کی دھڑکنیں بڑھتی ہیں یہ احساس دلاتی ہیں کہ مقابل تمھارے دل ہی نہیں روح کا بھی مکین ہے"

وہ اس پر جھکتا گھمبیر لہجے میں بولا اس کی کانچ سی سرمئی سہمی سہمی آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گھاڑے بولا تھا ۔

وہ بس سن سی بیڈ پر پڑی یک ٹک اس شہزادے کو دیکھ رہی تھی ۔۔

سرخ و سپید رنگت پر شہد رنگ بھری بھری بیرڈ کشادہ پیشانی پر بکھرے شہد رنگ بال ستون پر جس پر اثر غصہ سوار رہتا تھا شہد رنگ مونچھوں تلے دب عبابی لب جو کچھ سرخ رنگ کے تھے۔ابھی کچھ دیر پہلے انہیں سے تو وہ اسے بے جان کر گیا تھا ۔۔

وہ کان کی لو تک سرخ ہوئی تھی۔اپنا جائزہ لیتے اور پھر سرخ ہوتا محسوس کر
وجدان شاہ کے لب ایک عرصے بعد پورے دل سے مسکرائے تھے۔۔ تبھی اس
کے بائیں رخسار پر بیر ڈمیں سے ایک قاتل سا گڑھا ابھرا تھا جیسے کئیں سالوں
سے کسی نے نہیں دیکھا تھا آپ چاند وجدان شاہ کی نظروں کی ذر میں آگیا تھا ۔

وہ بے ساخت نظریں چرا گئی وہ کوئی جادو گر تھا اور وہ ایک بار پھر سے اس کے سحر
میں مبتلا ہو کر برباد ہونا نہیں چاہتی تھی ۔

وہ اپنے کون کون سے زخم سیتی ہر قدم پر اس پر انگاروں کی برسات ہوئی تھی وہ
کون کون کا زخم ڈھکتی اپنا ۔

"مم۔۔۔مجھے نیند آرہی ہے"

وہ رخ موڑتی بمشکل بولی تھی۔وجدان شاہ نے جھکتے نرمی سے اس کے رخسار پر پھول کھلائے تھے۔۔وہ اچھے سے اپنے ساحرانہ روپ سے واقف تھا اسے یقین تھا وہ بہت جلد اس نازک پری کو اپنی محبت میں قید کر لینے والا تھا ۔

"آہ۔۔۔وہ ظالم ساحر تو جانتا ہی نہیں تھا وہ نازک پری تو تب اس کی محبت میں قید تھی جب اسے محبت کے الفاظ کا معنی بھی نہیں پتہ تھا اسے اور جب محبت کے معنی پتہ چلے تب تک تو وہ اس بے مہر شہزادے کے عشق میں مبتلا ہو چکی تھی ۔۔

"ڈر رہی ہیں کہ کہیں محبت نہ ہو جائے مجھ سے"

وہ صاف گو تھا بہت۔۔۔وہ زخمی سا مسکرائی تھی اس کی بات پر ۔۔

اے محبت ترے انجام پہ رونا آیا

جانے کیوں آج ترے نام پہ رونا آیا

یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی ہے

آج کچھ بات ہے جو شام پہ رونا آیا

کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلہ

منزل عشق میں ہر گام پہ رونا آیا

مجھ پہ ہی ختم ہوا سلسلۂ نوحہ گری

اس قدر گردشِ ایام پہ رونا آیا

جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا

مجھ کو اپنے دلِ ناکام پہ رونا آیا

"وہ کچھ نہ کہتے ہوئے بھی اپنی نظروں سے بہت کچھ وجدان شاہ سے کہہ گئی تھی

وہ کرب میں مبتلا ہوتا اسے خود میں بھینچ گیا ۔۔

ناجانے وہ کیسے مداوا کرے گا اس پری کی تکلیفوں کا ۔۔

oooooooo

زوار شاہ نور کے اٹھنے سے پہلے ہی اس کے روم سے نکل گیا تھا۔ نور کی آنکھیں کھلی۔ رابعہ بیگم اس اور وجدان شاہ اس کے قریب ہی بیٹھا تھا ۔

"کیسی ہے بھائیو کی پرنسس۔۔

وجدان شاہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے پوچھ رہا تھا۔ پر وہ بنا اس کی بات کا جواب دیے روم میں اسے تلاشنے لگی جو خود تو چلا گیا تھا پر اپنی خوشبو اس کے پاس چھوڑ گیا تھا۔ اسے رات کا کچھ بھی یاد نہیں تھا پر اس کی خوشبو ابھی تک اس کے حواسوں کو معطل کر رہی تھی ۔

"کیاہواپرنسس"

وجدان شاہ نے اسے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔رابعہ بیگم سمجھ رہیں تھیں وہ کسے تلاش رہی تھی۔ بھلاوہ کب اپنی بیٹی کے دل سے واقف نہیں تھی

۔

"بھائیو جانی وو۔۔۔۔وہ نن۔۔۔ نہیں آئے"

وہ آنسو بہاتی پوچھ رہی تھی یابتارہی تھی وہ سمجھا نہیں تھا ۔

"کس کی؟زوار کی بات کررہی ہوپرنسس۔"

وجدان شاہ نے نرمی سے دریافت کیا۔وہ بناجواب دیے رودی ۔

"پرنسس بھائیو کی جان مت رو۔۔۔ کیا کچھ کہا ہے زوار شاہ نے تم سے"

وجدان شاہ کو اسے روتا دیکھ کر تشویش ہوئی تھی۔ رابعہ بیگم خاموشی سے سر جھکائے بیٹھیں تھیں۔ وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔

"میرا پیارا بچہ رونا بند کرو۔۔ مجھے بتاؤ اگر کچھ کہا ہے اس گدھے نے تو ابھی سیدھا کروں گا اس نالائق کو"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے مصنوعی غصے سے گویا ہوا ۔

"وو۔۔۔ وہ مجھے سے ناراض۔۔۔ ہیں بھائیو جانی"

وہ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔ وہ گہرا سانس بھر کے رہ گیا۔ اتنی سی بات کے لیے اس نازک سی گڑیا نے اپنی طبیعت خراب کر لی تھی ۔

پر وہ نہیں جانتا تھا دل ائنور کے لیے یہ اتنی سی بات نہیں تھی ۔

"شش۔۔۔پرنسس کچھ نہیں ہوتا میں بلاتا ہوں اسے نہیں ناراض وہ آپ سے ۔آپ جانتی ہیں نہ وہ آپ سے کتنی محبت کرتا"

وجدان شاہ نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔ تو نور نے اثبات میں سر ہلایا ۔

"بس۔۔۔تو پھر ٹنشن کس بات کی۔۔۔وہ ایک پل بھی آپ سے خفا نہیں ہو سکتا۔۔۔ چلیں اب جلدی سے ناشتہ کر کے میڈیسن لیں۔ پھر ہم دونوں بہن بھائی مل کر اس کی کلاس لیں گے"

وہ اس کا ناک کھینچتے ہوئے مسکرا کر بولا ۔

"آہ۔۔۔بھائیو جانی ہمیں درد ہو رہی ہے ۔"

وہ اسے خفگی سے گھورتی رو ہنسا ہوئی۔ تو وہ مسکرا دیا۔ رابعہ بیگم بھی مسکرا دیں ۔

"دیکھو تو میں اپنی بیٹی کے لیے کیا لائی ناشتے میں"

رابعہ بیگم ناشتے کی ٹرے لیے اس کے سامنے آ بیٹھیں ۔

"چیز آملیٹ مائی فیورٹ"

وہ کھلکھلائی ۔

"چلو اب جلدی سے کھالو ۔"

وہ اسے اپنے ہاتھوں سے کھالنے لگیں۔ تبھی زمان شاہ اور سلطان شاہ نور کے روم میں آئے ۔

"بڑی ماں میں جارہا ہوں ملازمہ کو بول کر میرے روم میں کھانا بھجوا دیجیے گا۔ وہ بنا سلطان شاہ کی جانب دیکھے روم سے نکل گیا۔ سب نے یہ بات اچھے سے محسوس کی تھی ۔

"کسی ہے ہماری گڑیا اب"

سلطان شاہ نے اس کی پیشانی چومی ۔

"بڑے بابا ہم اب ٹھیک ہیں۔دیکھیں اب ہم ناشتہ بھی کر رہے ہیں پھر میڈیسن بھی بنا تنگ کیے لے لیں گے ۔"

وہ مزے سے چیز آملیٹ کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بولی۔اس کی معصومیت پر وہاں بیٹھے ہر انسان کے چہرے پر مسکراہٹ رقص کر گئی تھی ۔

"میری جان۔۔۔بابا جانی کی چھوٹی سی پری"

زمان شاہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولے ۔تو وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی ۔

"بابا جانی"

وہ ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر لاڈ سے بولی ۔

"جی بابا کی جان ۔"

وہ جانتے تھے وہ کوئی فرمائش کرنے والی تھی ۔

"ہمیں نہ بہت ساری چاکلیٹ کھانی ہیں"

وہ ہنوز انداز میں گویا ہوئی ۔

"اوکے میں زوار شاہ کو بھولوں گا وہ لادے گا آپ کو"

زوار شاہ کے نام سے ایک بار پھر سے آنکھوں میں نمی آنے لگی تھی ۔

"اچھا اب ہم چلتے ہیں آپ دوا لے کر آرام کرتا بلکل بھی اچھل کود نہیں کرنی آپ نے ۔"

وہ اسے تاکید کرنا نہیں بولے تھے۔وہ بمشکل مسکرائی ۔

زمان شاہ اور سلطان شاہ روم سے نکل گئے ۔

"ہمیں واش روم جانا ہے"

وہ رابعہ بیگم سے نظریں چراتی واش روم میں گھس گئی۔رابعہ بیگم کھانے کے برتن اٹھے روم سے نکل گئیں۔

نور واش روم میں منہ پر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

کیوں رو رہے ہو میری بے رخی پر

ہم نے تو دل جلانا تمھیں سے سیکھا ہے

☆☆☆☆☆

پورا دن بیت گیا تھا وہ اس کو دیکھنے آیا تھا نہ اس کا حال پوچھنے آیا تھا۔ نور کا دل چاہ رہا تھا دھڑے مار مار کر روئے ۔

کیسے وہ اتنا سنگ دل ہو گیا تھا،، کیسے وہ اسے تڑپا سکتا تھا۔ بخار اب بھی ہلکا ہلکا باقی تھا۔ وجود حد درجے نقاہت زدہ ہو رہا تھا ۔

وہ اپنا دوپٹا اٹھائے ہمت کرتی زوار شاہ کے روم کی جانب بڑھی۔دل لرز رہا تھا

ناجانے کو کیسے ری ایکٹ کرے ۔

"اگر انھوں نے غصہ کیا تو"

دل میں خدشوں نے سر اٹھایا ۔

"ہاں تو ہم بہت سارا رے دیں گے ،اور وہ پھر مان جائیں گے ۔"

وہ خود سے ہی سوال کرتی خود کو ہی جواب دیتی پلین بنا رہی تھی ۔

"اگر وہ پھر بھی نہیں مانے تو ۔"

سوچ آتے ہی اس کی جان ہوا ہوئی تھی ۔

"نن۔۔۔ نہیں ہم مانا لیں گے ۔"

وہ ہمت باندتی اس کے دروازے کے سامنے آرکی۔اور اس ڈائنو کا سامنا کرنے کے لیے ہمت جمع کرنے لگی ۔

آہستہ سے اس کے ڈور کا ناب گما کر اندر جانکا۔وہ سامنے ہی بیڈ پر اندھے منہ شرٹ لیس پڑا ہوا تھا شاید سو رہا تھا۔یہ کوئی سونے کا وقت تھا بھلا ۔۔

نور نے تھوک نگلتے اپنا گلا تر کرتے ہوئے آہستہ سے اپنا قدم اندر رکھا۔لرزتے دل کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس تک پہنچی۔جو محو خواب تھا ۔

پیشانی پر بال بکھرے ہوئے وہ سوتے ہوئے بلا کا وجیہہ لگ رہا تھا۔ آدھا وجود کمفرٹر میں تھا اور آدھا باہر، نور نے اس کا کسرتی سرخ سفید چوڑا وجود دیکھ کر خشک لبوں پر زبان پھیر کر اسے تر کیا ۔

نور کا دل چاہا وہ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کی پیشانی سے بال ہٹائے۔ تبھی ہمت کرتی کانپتے دل کے ساتھ ہاتھ بڑھایا۔ نرمی سے اس کی پیشانی سے بال ہٹائے۔ پر اگلے ہی پل زوار شاہ نے اس کا ہاتھ تھام کر جھٹکے سے اپنے اوپر گرا۔ وہ تبھی جاگ گیا تھا جب وہ دورازہ کھول کر اندر آئی تھی۔ وہ جانتا تھا اس کے سوا اس کے کمرے میں بنا اجازت کوئی اور آنے کی غلطی نہیں کرتا تھا ۔

نور کی جیسے جان ہی نکل گئی۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ وہ ڈائنو جاگ جائے گا تو وہ کبھی اسے چھونے کی حماقت نہ کرتی۔ وہ خوف کے مارے سختی سے آنکھیں میچ گئی

۔بلیک کلر کے ڈریس میں اس کی سنہری رنگت دھمک رہی تھی۔ بھنچے گلال لب اور میچی آنکھوں پر لرزتی خم دار پلکوں کی جالر،اسے مبہوت کر گئیں۔دل چاہاوہ ان لرزتی پلکوں کو چھو کر محسوس کریں۔ لیکن اگے ہی پل وہ حواس میں لوٹااور اپنی ناراضگی یاد آئی ۔

"کیا کرنے آئی ہو یہاں آئنور زمان شاہ ۔"

خود کو کمپوز کرتے اس نے کرخت لہجے میں دریافت کیا۔نور کی آنکھوں میں طغیانی آنے لگی تھی، نازک سادل کپکپانے لگا۔۔اس کے سخت لہجے پر۔ پھر ہمت کر کے آنکھیں واکی۔ نظریں کا زبردست سا تصادم ہوا تھا ۔

آنسو سے بھری ہوئی اس کی بھوری آنکھوں اسے بے بس کر گئیں تھی، زوار شاہ کو لگا وہ مزید ناراض نہیں رہ پائے گا اپنی رگ و جاں سے۔ پر وہ اسے اتنی جلدی معاف کرنا نہیں چاہتا تھا ۔

وہ اسے خود سے دور کرتے ہوئے بیڈ سے اٹھ گیا۔ نور کا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا جیسے۔ اس کی بے رخی پر۔ وہ اس سے اتنا خفا ہو گیا تھا کہ اس کے آنسو بھی اسے زیر نہیں کر پائے تھے۔ اس کی تکلیف دیکھ کر وہ منہ موڑ گیا تھا۔ وہ سسکی۔ زوار شاہ کو تکلیف ہوئی تھی اس کے آنسو پر وہ خود پر ضبط کر گیا، ورنہ دل چاہ رہا تھا اپنی متاع حیات کو بھینچ کر لبوں سے ان کے سارے موتی چن لے ۔

"ایم۔۔۔ سس۔۔۔ سوری شاہ ۔"

وہ روندھی آواز میں سسکی۔ وہ مٹھیاں بھینچے اس کی جانب مڑا ۔

"تم کس لیے معافی مانگ رہی ہو دل آئنور شاہ، معافی تو مجھے مانگی چاہیے جس نے تم جیسے بے رحم لڑکی سے محبت کرنے کی غلطی کی ۔"

وہ سخت لہجے میں طنزیہ بولتا۔نور کی سانسیں روک گیا۔کیا وہ اس سے محبت کر کے پچھتا رہا تھا۔یہ ادراک ہی جان لیوا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز سوری۔۔۔شاہ ۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔زوار شاہ کا ضبط بس اتنا ہی تھا۔بھلا اس نے کب چاہا تھا وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔زوار شاہ نے آگے بڑھ کر اسے خود میں بھینچ لیا۔وہ سہارا پاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"آآ۔۔۔آپ ایسا۔۔۔کیسے۔۔۔کر سکتے۔۔۔ہیں ہمارے۔۔۔ساتھ۔

وہ روتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی ۔

"تو تمھیں کیا فرق پڑتا ہے میرے ناراض ہونے سے"

وہ نرمی سے اس کے آنسو پوروں پر چنتے ہوئے شاید اب بھی خفا تھا ۔

"پڑتا ہے بہت فرق پڑتا ہے سانسیں تھمنے لگتیں ہیں"

وہ اس کے سینے پر سر ٹکاتے ہوئے تڑپ کر بولی ۔

"تمھیں میری محبت پر بھی یقین نہیں،،، پھر کیوں فرق پڑتا ہے"

نور کے گرداس کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی۔وہ اس کی بنیان کو مٹھیوں میں دباچ گئی مبادلہ کہیں وہ پھرے دور نہ ہو جائے۔آنسو پھر سے بکھرنے لگے تھے ۔

"بہت۔۔۔سارا یقین ہے ۔"

وہ نم آواز میں بولی ۔

"تم ہر بات پر تانا دیتی ہو کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا ،"

وہ اس کے ہاتھوں سے اپنی شرٹ نکالتے ہوئے اس سے دور ہوتے نور کی جان نکال گیا۔

"شاہ۔۔۔مت کریں ۔"

وہ تڑپی تھی اس کے دور جانے پر، وہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔ اس بات کی خوشی ہوئی تھی کہ وہ بھی اسے چاہتی ہے۔ اس کا دور جانا، اس کا خفا ہونا اس کے لیے معنی رکھتا ہے ۔

وہ اس کی جانب سے رخ موڑے کھڑا تھا۔۔ وہ جانتا تھا وہ بے رحم بن رہا تھا۔

"جاؤ یہاں سے آئنور تم کل پھر سے اپنی باتیں بھول کر پھر سے مجھے ستاؤ گی۔ پھر سے میری محبت پر سوال اٹھاؤ گی"

وہ اب اس کی جان نکالنے کے در پر تھا ۔

"مم۔۔۔میں مر جاؤ۔۔۔گی ۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بھر بھری ریت کی جاندز میں پر گرتی چلی گئی۔اس کے الفاظ تھے کہ خنجر جو اپنے سینے میں پیوست ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔بس اب وہ اور امتحان نہیں لے سکتا تھا اپنی جان کا۔ تبھی اس کی جانب بڑھا اور بانہوں میں بھر کے بیڈ کی جانب بڑھا، نرمی سے بیڈ پر ڈال کر وہ اس پر جھک کر اس کی آنسو اپنے لبوں سے چننے لگا۔نور جی جان سے جل اٹھی اس کے دہکتے لمس پر وہ لرزتی اس کا بنیان کو مٹھیوں میں دباچ کر آنکھیں موند گئی۔کتنا یاد کیا تھا اس نے اس کے لمس کو۔کتنا تڑپی تھی وہ اس کی ایک جھک دیکھنے کو ۔

وہ اس پر جھکا دیوانہ وار اس کے ایک ایک نقوش کو لبوں سے چھوتا اپنی تشنگی مٹا رہا تھا ۔

"شش۔۔۔شاہ ۔"

نور نے اپنی پاگل ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اسے پکارا۔ زوار شاہ نے سر اٹھا کر اپنی چھوٹی سی جان کو دیکھا جس کو اس نے مشکل میں ڈال رکھا تھا ۔

"جی جان شاہ ۔۔۔"

نرمی سے اس کی ناک کو چومتے ہوئے پوچھا ۔

"آپ ناراض نہیں نہ اب ہم سے"

وہ جیسے یقین چاہ رہی تھی ۔

"بلکل نہیں"

وہ اس کی پیشانی پر شدت بھرا بوسہ دیتے الفت و وارفتگی سے بولا تھا ۔

"آپ ہمیں چاکلیٹ لا کر دیں گے نہ ۔"

وہ اس کی مونچھو کو انگشت کی انگلی سے چھڑتی لاڈ سے پوچھ رہی تھی ۔"

"میری جان ابھی پچھلے ہفتے ہی تو ڈھیر ساری لا کر دیں تھیں نہ آپ کو"

اسے یقین نہیں آیا تھا اس نے اتنی ساری چاکلیٹ اتنی جلدی ختم کر دیں۔ کم از کم تین ہفتے تک تو وہ ختم ہونے والی نہیں تھیں ۔

"ہاں وہ تو ختم ہو گئیں نہ ۔"

انگلی اب اس کی گال پر بیئر ڈپر رکس کرنے لگی تھی۔ زوار شاہ نے تھام کر اپنی لبوں سے لگائی ۔

"تب ہی اتنی میٹھی ہو ۔"

وہ اس کے گال کو شدت سے لبوں سے چھوتے مسکرا کر بولا ۔

"آہ"

وہ کراہ کر رہ گئی ۔

"کیا ہوا"

وہ متفکر ہوا ۔

"آپ کی یہ گندی مونچھے چھبتی ہیں ہمیں ۔"

وہ غصہ سے بولی۔وہ مسکرا کر دوسرے گال پر بھی جھکا اور وہاں بھی شدت بھرا لمس چھوڑا کہ اس کے دونوں گال گلال کر دیے۔وہ سرخ ہوئی تھی ۔

"ہم بھائیو کو بتائے گے آپ کا آپ ہمیں تنگ کرتے ہیں ۔"

وہی ہمیشہ کا ڈائیلاگ۔زوار شاہ نے آنکھیں گھمائیں ۔۔

"اچھا تو میں بھی بھائی کو بتاؤں گا آپ کی پرنسس خود چل کر اس دیو کی قید میں آئی اور یہیں نہیں اس نے مجھے کس بھی کی۔اور وہ بھی مجھے سوتا دیکھ کر۔پھر جب پکڑی گئی تو شکائت لے کر آپ کے پاس آگئی ۔"

وہ مزے سے بولتا اسے بوکھلانے پر مجبور کر گیا ۔

"آپ۔۔۔آپ جھوٹے ہیں ہم نے۔۔۔ایسا کچھ نہیں کیا"

وہ روہنسا ہوئی۔وہ مسکرایا ۔

"تو کوئی بات نہیں میں کر لیتا ہوا ۔"

وہ خمار زدہ سا اس کے لبوں پر جھکنے لگا۔خطرے کو محسوس کرتی نور جھٹ سے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر انھیں چھپا گئی۔وہ بدمزہ ہوا ۔

"نورِ جان یار جان لے لوں گی کسی دن میری ۔"

وہ اس کے ہونٹوں پر رکھے ہاتھ کر جھک کر نرمی سے لب رکھ گیا۔نور کا دل اچھل کر خلق میں آگیا ۔

"ہمیں جج۔۔جانا ہے ۔"

وہ مزاحمت کرتی اس کی گرفت سے آزادی کی سعی کرتی بولی تھی ۔

"ابھی دل نہیں چاہ رہا جان"

وہ آنکھوں میں دیوانگی لیے بولا تھا۔وہ ہونٹ موڑتی رونے کی تیاری پکڑنے لگی

۔

تبھی وہ اس کا چہرہ پکڑتے اس کے کی میٹھی سانسوں کو خود میں جزب کیا تھا۔۔وہ تڑپتی ایکدم سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔۔وہ خود کو سیراب کرتے کروٹ بدلتے اسے تکیے پر ڈالتے پوری شدت سے اس کی مہکتی خوشبو کو خود میں بسانے لگا ۔۔

تنگ ہوتی سانسوں پر نور کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہوئے تھے۔پورے وجود میں سنسنی سی پھیلی ہوئی تھی دھڑکنوں کا تال بری طرح سے بگڑا ہوا تھا تبھی وہ اس چھوٹی سی گڑیا کا وجود نڈھال سا محسوس کرتے اسے آزادی دیتے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"گندے زورو"

وہ اس کے سینے پر چھوٹے سے ہاتھ کا مکا مارتے روہنسا ہوتے بولی تھی زوار شاہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے کافی عرصے بعد اس نام کے پکارے جانے پر

۔

"میری نازک سی جان کیا بنے گا آپ کا۔۔۔یہ اتنی نازک مزاجیاں کہاں برداشت کر پائیں گی زوار شاہ کی شدتوں کو"

وہ اس کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے انگلیوں کی پشت پر لب رکھتے مدبھری سرگوشی میں بولتا اس نازک جان کو جان مزید ہلکان کرنے لگا ۔۔

"مم۔۔۔مجھے بخار ہیں شاہ۔۔۔بیمار بندے کے ساتھ کوئی ایسی باتیں کرتا ہے کیا"

وہ سرخ ہوتی مسکینت سے بولی تھی اس کی بات پر وہ کھل کر مسکرایا تھا۔ جسے دیکھتی وہ ناک چڑھا گئی۔ زوار شاہ نے آبرو اچکاتے اس کی اس ادا کو ملاحظہ کیا تھا

۔

"اچھا تو پھر کیسی باتیں کرتے ہیں میری جاناں"

وہ اس کی سراخی دار گلداز گردن پر ویوز بناتے کچھ شریر ہوا تھا ۔

مم۔۔۔مجھے جانا ہے"

وہ اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بامشکل لرزتی آواز میں بولی۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ اپنی نورِ جان کی حالت خراب کر چکا ہے تبھی شرافت سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا ۔

وہ آزادی پاتے ہی جھٹ سے بیڈ سے اترتی ڈور کی جانب لپکی۔ پھر کچھ یاد آنے پر رکی ۔

"شاہ۔۔آپ۔۔۔۔آپ ناراض تو نہیں ہیں نہ ۔"

وہ کسی خدشے کے تحت پھر سے پوچھ بیٹھی تھی۔اس کے سوال کر وہ مسکرایا تھا ۔اور فاصلہ سمیٹتے ہوئے اس کے قریب آیا۔وہ سر جھکائے اپنی انگلیاں چٹخنے لگی

۔زوار شاہ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیلے میں لے کر نرمی سے اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی۔وہ اس کے دہکتے لمس پر بے قابو ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ آنکھیں میچ گئی ۔

"بلکل بھی نہیں جانم"

وہ ملائمت سے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔تو وہ مسکراتی ہوئی اسے دھکا دیتے وہاں سے نکل گئی ۔

"ارے رکو تو ابھی تو میں نے ٹھیک سے بتایا ہی نہیں"

اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔پر وہ بنا مڑے روم سے نکل گئی۔وہ اسے بھاگتا دیکھ کر مسکرا کر رہ گیا ۔

☆☆☆☆☆

"شاہ بیگم میں نے دیکھا جی چھوٹے شاہ سائیں تو پاگل ہی ہو رہے ہیں اس کمبخت چاند کے پیچھے"

پینو شاہ بیگم کے پاؤں دباتے وہ نخوت سے بولی تھی شاہ بیگم کے عصاب تنے تھے ۔۔

"اب شاہ سائیں بے چارے بھی کیا کریں کمبخت ہے ہی بڑی سوہنی"

وہ افسردگی سے بولی تھی ۔

"اس چاند کو اگر میں نے گرہن نہ لگایا نہ تو میرا نام بھی شاہ بیگم نہیں۔۔۔ تم بس شیدے کو فون کر اور اسے بلا حویلی مجھے"

ابھی وہ بول ہی رہیں تھیں کہ وجدان شاہ تیکھے تیور لیے بنا اجازت ان کے روم میں داخل ہوا تھا۔پینو فوراً سے روم سے بھاگی تھی کیونکہ وجدان شاہ کے غصے سے کون واقف نہیں تھے وہ اس کے عتاب کا نشانہ بلکل نہیں بننا چاہتی تھی ۔۔

"آپ کل میرے روم میں کیا کرنے آئیں تھیں شاہ بیگم"

وہ جارہانہ انداز میں شاہ بیگم کے روم میں داخل ہوتے سرد لہجے میں دریافت کرنے لگا۔ شاہ بیگم کے تو جیسے سر پر بجی اور تلوں پر لگی ۔۔

"حد ادب میں رہ کر بات کریں ہم کوئی عام انسان نہیں ہیں شاہ بیگم ہیں"

وہ ہتھے سے اٹھ کھڑی ہوئیں چاند کو تو وہ چھوڑنے والیں نہیں تھیں ۔۔

"حد سے تو آپ بڑی ہیں شاہ بیگم اگر آج کے بعد آپ نے میری چاند کو زک پہنچانے کی کوشش تو درد۔۔۔ سوچا بھی تو اس بھول میں مت رہیے گا اس بار وجدان شاہ چپ رہے گا میں اگ لگادوں گا آپ کی سلطنت کو۔ نہ رہے گا تخت اور نہ رہے کی حکومت کیونکہ چاند وجدان شاہ آپ کی کوئی مظلوم رعایا نہیں بلکہ وجدان شاہ کے دل کی ملکہ ہے۔۔۔ یاد رکھیے گا شاہ بیگم "

وہ سرد لہجے میں انھیں وارن کرتے آخر میں اپنے دل کے مقام پر ہاتھ سے ٹھوکتے تمکنت سے بولا تھا شاہ بیگم غضب زدہ ہوئیں تھیں ۔

"وجدان شاہ اپنے گستاخ لہجے کو سنبھالیں ورنہ اگر شاہ بیگم جو غضب آیا تو آپ کے ہاتھ چاند نہیں اس کا گرہن ہی آئے گا"

وہ کیسے اپنے غرور نیچے اترتیں تبھی غصے و غضب سے بولیں تھیں۔ وجدان شاہ کی آنکھوں میں جیسے خون تیرنے لگا پورے وجود میں جیسے خون فشار بڑنے لگا تھا وہ اپنا ضبط کھوتا کرسی کو اٹھاتے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر دے مارا جس پر شاہ بیگم ایک پل کو دہل کر دل تھام گئیں۔ شیشہ چور چور ہوتا فرش پر بکھرا تھا ۔۔

"وجدان شاہ یہ کیا بے ہودگی ہے"

وہ پاگل ہوتی پھنکاری تھیں ۔

"اگر آپ میرے نام نہاد باپ کی والدہ محترمہ نہ ہوتی شاہ بیگم تو میری چاند کے بارے میں ایسے الفاظ بولنے پر آپ سلامت نہ ہوتیں بلکل اس شیشے کی مانند"

وہ شہد رنگ آنکھیں میں لہو لیے جنونی انداز میں غراتا غصے سے دھاڑا تھا۔ شاہ بیگم نے خیرانی سے اپنے پوتے کی دیوانگی کو چاند کے لیے تکا تھا۔

اس کی لہو چھلکاتی آنکھوں میں کیا کچھ نہ تھا ۔

جنونیت

دیوانہ پن

پاگل پن

آتشِ عشق کی دیوانگی

ان کا دل لرز اٹھا تھا ۔

"میں لہاظ نہیں کروں گا شاہ بیگم چاند میری سانسوں کی امانت ہے اسے کوئی زک پہنچا تو میں اس دُنیا کو مسمار کرنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا"

وہ دھیری آواز میں ان کے روبرو آتے سرد لہجے میں بولتا وہاں سے نکل گیا ۔۔ پیچھے وہ ششدہ سی کھڑیں بس اسے جاتا دیکھ کر رہ گئی ۔

☆☆☆☆☆

وہ روم میں آیا۔۔۔سامنے ہی وہ جہازی سائز بیڈ پر ابھی تک محو خواب تھی ۔۔شاید وہ دواؤں کے زیر اثر اتنا سوتی تھی۔

وہ بے آواز قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھا۔آہستہ سے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹائے۔نیم روشنی میں اس کا چہرہ چاندنی کی ماند چمک رہا تھا۔اسے یاد آیا جب پہلی بار قریب سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔جان لبوں پر آگئی تھی۔پہلو میں بے جان پتھر تڑپ کر دھڑکا تھا۔پہلی بار اپنے پہلو میں دل کے ہونے کا احساس ہوا تھا۔اپنی وحشتوں کا قرار ملا تھا ۔

وہ نرمی سے جھکا اور ملائمت سے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا۔ پر تشنگی کچھ مزید بڑھی تھی ۔۔

وہ جھکا تھا باری باری اس کے گلاب رخساروں پر جھکا۔ وہاں بھی ملائمت سے اپنا لمس چھوڑا۔ انداز میں اتنی نرمی تھی کہ اس کی نیند میں زرا خلل نہیں آیا تھا۔ اسے خود پر بھی حیرانی ہوئی تھی اس میں ایکدم سے اتنی نرمیاں کہاں سے آ سمٹیں۔۔

وہ اسے بے آرام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ تبھی اس کے قریب سے اٹھا اور گلاس وال کھول کر ٹیرس پر آ گیا ۔

وہ نہیں جانتا تھا یہ کیسا احساس تھا۔ اسے محبت پر یقین نہی تھا تبھی وہ الجھا ہوا تھا۔ وہ آنکھیں موندے اپنی زندگی کے گوشوں میں گم تھا کہ ڈورناک ہوا ۔

وہ حواس میں لوٹا۔

وجدان شاہ ایک طویل سانس خارج کیے روم کی جانب آیا دروازے سے ہی ناشتے کی ٹرالی لے کر ڈور بند کر دیا ۔

کھانے کی ٹرالی صوفے کے قریب رکھ کر وہ اس کی جانب آیا ۔

"چاند۔۔۔۔ہنی اٹھو"

وہ نرمی سے اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔وہ ہلکا سا کسمسائی اور پھر سے سو گئی ۔شاید وہ اتنے دن بعد سکون سے سوئی تھی۔وہ مسکرایا ۔

"ہیپی مائے فیری۔۔مائے بے بی"

وجدان شاہ نے نرمی سے اس کی ناک پر لب رکھے۔پر اس پر اثر کہاں ہوا تھا ۔ تبھی نرمی سے اس کی گردن سے بال ہٹا کر جھکا۔اور شدت سے اس پر اپنی دیوانگی لٹانے لگا۔وہ اپنی بانہوں حصار باندھتے اسے اپنے بے حد قریب کر گیا ۔

مونچھوں کی چبھن اور دہکتی گرم سانسوں اس پر پر شدت لمس کی تمازت اسے سرخ کرنے لگی۔وہ بے قرار ہوتی پٹ سے آنکھیں کھل گئی۔

وجدان شاہ مکمل مدہوش و وارفتگی سے جابجا اپنا لمس مہکاتا دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔۔ حواس کچھ بحال ہوتے ہی خود پر وجدان شاہ کو جھکا دیکھ کر اس کی جان ہوا ہونے لگی ۔

"چھ۔۔۔ چھوڑیں"

وہ ہراساں ہوئی تھی۔ سانسوں میں جیسے طلاطم سا بھر پا ہوا اٹھا۔ وجدان شاہ نے بامشکل اپنے آپ پر قابو پاتے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا جو کپکپائی اسے خود سے دور کرنے کی تگ دو دمیں تھی۔ آنسو لانبی مرتگان کی باڑ توڑتے بہہ کر عارضوں پر بکھر رہے تھے۔ پورا وجود کسی پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

"شش۔۔۔ڈونٹ کرائے مائے فیری۔۔۔کچھ بھی نہیں کر رہا تھا۔ رونا نہیں

"

وہ کسی بچے کی مانند اسے بہلا رہا تھا جیسے نرمی سے اس کے آنسو اپنے پوروں پر چنتے مدھم آواز میں اس کی سماعت میں سرگوشی میں بولا۔ چاند نے پورے وجود میں سنسنی پھیل گئی ۔

"چلو جلدی سے فریش ہو کر آؤ پھر ناشتہ کرتے ہیں"

وہ اس سے دور ہوتے ہوئے نرمی سے بولا۔اس کے دور ہونے پر چاند شکر کرتی پھرتی سے بیڈ سے اترتی واش روم میں گھس گئی۔واش روم میں آتے ہی دروازہ لاک کر کے وہ منہ کر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"اگر تو نے میرے پوتے پر قبضے جمانے کا سوچا یا اسے اپنی اداؤں کے جال میں پھنسے کی کوشش کی تو یہ پینو کے ہاتھ میں تزاب دیکھ رہی ہے نہ،،،، تیرے اس چاند سے چہرے پر گرا کر ایسا گرہن لگاؤں گی نہ کہ وہ تری طرف دیکھنا تو دور تجھ پر تھوکے گا بھی نہیں"

سماعت میں ابھی تک شاہ بیگم کے بے رحم الفاظ گونج رہے تھے ۔

وہ کسی بھر بھری ریت کی ماند وہیں گرتی چلی گئی۔دل تڑپ کر بند ہونے کو تھا ۔دل چاہ رہا تھا خود کو مار دے۔خود کو ہوا میں تحلیل کر لے۔ کہیں گم ہو جائیں ۔کہ خود کو ہی تلاش نہ کر پائے۔ہر بیڑی کو توڑ کر اس دنیا سے ناطہ ہی توڑ دے ۔

وہ کافی دیر باہر نہ آئی تو وجدان شاہ کو تشویش ہونے لگی۔وہ واش روم کے ڈور کی جانب آیا ۔

"چاند۔۔۔کیا کر رہی ہو باہر کیوں نہیں آ رہی"

وہ متفکر سا بولا۔ دل میں عجیب سے وسوے آرا اٹھانے لگا۔ اس بے رحم کی آواز سنتے ہی اس کے رونے میں شدت آگئی ۔

"چاند ڈور کھولو اور فوراً باہر آؤ"

وہ زور سے دروازے پر ہاتھ مارتے ہوئے دھاڑا۔ اس کے دروازے ہر ہاتھ مارنے اور دھاڑنے پر وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔ دل جیسے باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔ وہ اس کے سامنے نہیں جانا چاہتی تھی۔ کاش کے کوئی ایسی چیز مل جاتی کہ خود کو مار لیتی ۔

"چاند او پن داڈور ڈیم اٹ۔ ورنہ بہت برا پیش آؤں گا"

وہ غرایا۔ وہ بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ اٹھی اور منہ پر پانی کے چھنٹے مار کر ناچاہتے ہوئے بھی دروازہ کھول گئی۔ دروازہ کھلتے ہوئے وجدان شاہ نے اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں سختی سے بھینچ لیا۔ وہ بہت ڈر گیا تھا۔ اسے لگا وہ خود کو کوئی نقصان پہچا بیٹھی ہو گئی۔ پر اسے سہی سلامت دیکھ کر وجود میں سکون سرایت کر گیا۔

"کیوں کرتی ہو ایسے جان،،، کیوں وجدان شاہ کی جان لینے پر تلی ہو۔ کیوں سکون سے رہنے نہیں دے رہی مجھے۔ کیوں جان عذاب میں جھنک رہی ہو۔ پہلے ہی بہت تھکا ہوا ہوں۔ اور نہیں تھکاؤ مجھے، اور کچھ بھی کھونے کی سکت نہیں ہے مجھے میں، اس بار اگر کوئی اور رشتہ کھویا تو وجدان شاہ بھی کھو جائے گا اس دنیا سے"

وہ مدھم آواز میں بے بسی سے شکستہ سا بولا۔ پر وہ کچھ سن رہی ہوتی تو وجدان شاہ کی آواز میں چھپے درد کا اندازہ لگا سکتی نہ۔ وہ تو کوئی بے جان مجسمہ کی مانند اس کی بانہوں میں بے بس سی کھڑی تھی ۔

"مت کیا کرو میرے ساتھ خدا کے لیے"

وہ درخواست کر رہا تھا۔ پر وہ اب رحم کرنے پر مائل نہیں تھی جس طرح سب کو اس پر رحم نہیں آتا تھا۔ جیسے زندگی کو اس پر رحم نہیں آتا تھا ۔

"چلو ناشتہ کر لو"

وہ اسے اپنے حصار میں لیے صوفے کی جانب آیا۔ وہ خاموشی سے ناشتہ کرنے لگی ۔اسے ناشتہ کرتا دیکھ وجدان شاہ کو سکون ہوا تھا ۔

☆☆☆☆☆

باسط ملک نے اپنے خاص ملازم کو شاہ خویلی کے قریب سی شاہ حویلی پر نظر رکھنے کا کہا تھا۔تا کہہ جب وجدان شاہ حویلی سے باہر نکلے تو وہ اس پر حملہ کر سکے۔اور چاند کو بھی کسی طرح سے اپنی دسترس میں لے سکتے۔لیکن وہ ابھی تک ایک بار بھی حویلی سے باہر نہیں آیا تھا۔اور اسی بات سے باسط ملک کو تیش دلا رہی تھی

۔

"یہ سالہ باہر کیوں نہیں نکلتا"

اس نے غصے سے گلاس ٹینچتے ہوئے کہا ۔

"سرکار آپ فکر نہیں کریں کبھی نہ کبھی تو وہ اپنی بل سے باہر آئے گا نہ۔اور جیسے ہی آئے گا ہمیں اسے وہیں دبوچ لیں گے"

شفیق سے سر جھکائے اپنے مالک کا غصہ شانت کرنے کی کوشش کی ۔

"شفیقے یہ اس کے لیے اچھا ہو گا وہ اپنے بل سے باہر آجائے ورنہ اس نے جان سے پیارے بھائی زوار شاہ کو مجھے سے کوئی نہیں بچا پائے گا"

وہ کمینی سی مسکراہٹ لیے گویا ہوا۔اور زوار شاہ کے نام پر ہی شفیق کا خلق خشک ہوا۔

"سس۔۔۔سرکار گستاخی معاف جی۔پر وہ بڑا سر پھرا بندہ ہے جی۔آپ اس سے دور ہی رہیں تو بہتر ہو گا"

شفیق سے ڈرتے ڈرتے کہا ۔

"اور ابھی تو ہم وجدان شاہ کے بارے میں بھی کچھ خاص نہیں جانتا۔پر مجھے اس نے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ زوار شاہ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے ۔غصے کا بھی بہت تیز ہے.جی کسی کی بھی نہیں سنتا۔ یہاں تک کے اپنے باپ اور دادی کی بھی نہیں۔ میرے دوست کا بھائی کاشی وہاں پودوں کی صفائی کرتا ہے ۔اسی سے معلوم ہوا ہے مجھے"

اس نے سر جھکائے ساری بات گوش گزار کی ۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ"

باسط ملک نے کچھ سوچ کر اسے جانے کا کہہ۔ تو وہ سر کو خم کرتے ہوئے وہاں سے نکل گیا ۔

"وجدان شاہ تمھیں مارنے کے لیے مجھے کچھ پلین کی ضرورت ہے"

وہ خود کلامی کرتے صوفے پر بیٹھ کر شراب کا گونٹ گھونٹ اپنے اندر اتارنے لگا ۔

☆☆☆☆☆

"ممی مجھے ہر حال میں وجدان شاہ چاہیے"

میرال نے چیخ کر پورا گھر سر پر اٹھایا ہوا تھا ۔

"ارے میری جان وہ تمھارا ہی ہے بہت جلد وہ تمھارا ہو گا۔ میرا بچہ خود کو تھکانا بند کرو۔"

وہ اسے اپنی ساتھ لگا تیں کام کرنے لگیں ۔

"ممی میں اسے جان سے مار دوں گی۔ اس نے اگر میرے وجدان سے مجھے چھینا ۔ میں آج ہی حویلی جا رہی ہوں"

وہ تیش نے بولتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ اپنا سر تھام کر رہ گئیں ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنا بیگ اٹھاتی حویلی کو نکلی تھی ۔۔

☆☆☆☆☆

"نور وجدان شاہ کے روم کا ڈور ناک کر کے اندر آئی۔ وجدان شاہ نے ہی اسے اجازت دی تھی کہ وہ چاند سے مل سکتی ہے ۔

"بھابھی"

وہ اندر آتے ہی اس سے لپٹ گئی۔ چاند ساکت وجامد سی بیٹھی تھی۔ نور کے اس طرح سے بھابھی کہنے اور لپٹ جانے پر بوکھلا کر رہ گئی۔

"بھائیو جانی کہتے ہیں آپ ہماری بھابھی ہے۔ آپ کو پتہ سے ہم اتنے سارے خوش ہیں"

وہ اس سے دور ہوتی دونوں ہاتھ پھیلائے کھکھلاتے ہوئے بولی۔ وہ غیب دماغی سے دیکھنے لگی۔ وہ معصوم کیا جانتی تھی چاند پر کسی قیامتیں آکر گرزتیں تھیں ۔

"یہ دیکھے میں آپ کے لیے چاکلیٹ لائے"

وہ چاکلیٹ نکال کر اس کے سامنے لہراتے ہوئے خوشدلی سے بولی ۔

"آئی نو ایک کم ہے بٹ میں نے ساری ختم کر دیں یہ ایک ہی ہے اب،، پر میں نے ابھی شاہ سے کہا ہے وہ لا کر دیں گے نہ تو میں آپ کو بہت ساری دوں گی"

وہ پہلے اداسی سے آخر میں مسکرا کر بولی ۔

"آپ بھائیو کی دلہن ہیں تو اب تو آپ کو کوئی کام بھی کرنا نہیں پڑے گا جیسے مجھے نہیں کرنا پڑتا، تو اب آپ میرے ساتھ بہت ساری باتیں بھی کریں گی نہ اور کھیلیں گی نہ"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھ رہی تھی ۔

چاند اس چھوٹی سی گڑیا وہ دل نہیں توڑنا چاہتی تھی تبھی ہلکا سا سر ہلایا ۔

"تو چلیں میرے روم میں چلتے ہیں"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لے جانے لگی۔اور وہ کسی بے جان مجسمے اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی ۔

اسے لا کر بیڈ پر بیٹھایا اور خود ڈور لاک کر کے اس کی جانب آئی۔ وہ وہ تھی اور اس کی باتیں۔ جیسے چاند غیب دماغی سے سن رہی تھی ۔

وہ حادثہ تھا کہ آنسو بھی دے نہ سکے

شکتِ دل پے بہت دیر۔۔۔ مسکرائی ہوں

☆☆☆☆☆

وہ واش روم سے فریش ہو کر باہر آیا۔ ڈریسنگ کے سامنے آ کر اپنے بال بنائے ۔ تبھی اس کا فون رِنگ ہوا ۔

سکرین پر چمکتا نمبر دیکھ کر اس کے لب مسکرائے۔ وہ اپنا فون لے کر بیڈ کی جانب آیا گا ۔

"ھیے۔۔۔وجدان شاہ۔۔۔کیسے ہو بے وفا دوست تم تو پاک جا کر مجھے بھول ہی گئے"

اس نے شکوہ کیا۔وہ مسکرایا ۔

ہاہا۔۔لیزے تم اور تمھارے یہ شکوے کبھی کم کہاں ہوتے ہیں ڈیئر"

اس نے ناک سے مکھی اڑائی ۔

"وجدان شاہ تم نہ سدا کے بے مہر ہی رہو گے۔اچھا بتاؤ کب واپس آ رہے ہو آئی مس یو سو مچ"

دوسری جانب وہ اداس ہوئی ۔

"دو دن میں آرہا ہوں ڈیئر۔اور اس بار کسی کو اپنے ساتھ لے کر آرہا ہوں"

وہ چاند کا چہرا آنکھوں میں سمائے ایک جزبے کی عالم میں بولا ۔

"کیسے"

وہ متجسس ہوئی ۔

"خود ہی دیکھ لینا جب لے کر آؤں گا۔"

وہ سکون سے بولتا اسے مزید متجسس کر گیا ۔

"اوکے فائن ایٹ لیسٹ اس کا نام ہی بتا دوں۔پتا تو چلے وہ لڑکا ہے یا لڑکی"

اسے کریوسٹی ہوئی ۔

"خود دیکھ لینا۔ تم بتاؤ کیسی جا رہی ہے جاب"

اس نے بات بدلی ۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ بس اب جلدی سے آ جاؤ"

وہ بے صبری سے بولی ۔

"اوکے۔۔ اچھا بتاؤ کیا۔۔۔ وہ بولتے بولتے رکا، جب اس کی نظر بیڈ پر کنارے پر پڑے ورق پر پڑی ۔

"وٹ ہیپنڈ وجدان شاہ"

وہ اس کے ایکدم سے بولتے بولتے رک جانے پر متفکر ہوئی ۔

"لیزے میں بعد میں بات کرتا ہوں"

وہ کہہ کر بنا اس کی بات سنے کال کاٹ گیا ۔

وجدان شاہ نے ہاتھ بڑھا کر ورق اٹھایا۔اس پر کچھ سطریں لکھیں ہوئیں تھیں۔

تجھے عشق ہو خدا کرے

کوئی تجھ کو اس سے جدا کرے

تیرے ہونٹ ہسنا بھول جائیں

تیری آنکھیں پُر نم رہا کریں

اسے دیکھ کر تو رکا کرے

وہ نظریں جھکا کر چلا کریں

تیرے خواب بکھرے ٹوٹ کر

تو کرچی کرچی جمع کرے

تجھے ہجر کی ایسی جھڑی لگے

تو ملن کی ہر پل دعا کرے

تجھے عشق ہو' پھر یقین ہو

ایسا تسبیوں میں پڑھا کرے

پھر میں کہوں عشق ڈھونک ہے

تو نہیں نہیں کہا کریں

میرا دل چاہتا ہے میں خود کو کہیں گم کر دوں۔ کاش کے ہوا میں تحلیل ہو جاؤ۔ آسمان پر بے نور سا ستارہ بن جاؤ۔ یا چاند کی سرزمین پر کھو جاؤ۔ یا کسی خلا میں گم ہو جاؤ۔ جو بھی ہو پر یہاں سے گم ہو جانا ہے مجھے۔ کہیں بہت دور، کہیں بہت اوپر، یا کسی بہت گہرے سائے تلے کہ کوئی مجھے ڈھنڈ پائے ۔

شاید میں اس دنیا کے لیے نہیں تھی۔ پر یہاں آ گئی۔ سزا تو بنتی تھی نہ،،، جو سب نے مل کر دی ۔

عجیب سا درد تھا لکھنے والی کی بے بسی میں۔ وجدان شاہ جانتا تھا اسے لکھنے والا کون تھا۔ وہ تکیے کے نیچے اسے رکھتے ہوئے لب بھینچ گیا۔ کیونکہ وہ اسے پریشان نہی کرنا چاہتا تھا نہ اسے یہ فیل کروانہ چاہتا تھا کہ اس نے اس کا لکھا پڑھا ہے ۔

وہ اپنے روم سے نکل کر نور کے روم کی جانب بڑھا ۔

ڈور ناک کر کے اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر وہ سمٹی تھی ۔

"بھائیو جانی ۔۔"

نور اسے دیکھ کر کھلکھلائی۔ وجدان شاہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"بھائیو جانی آپ کو پتہ سے ہم نے بہت ساری باتیں کی ہیں اور ساتھ میں لنچ بھی کیا ۔"

وہ اسے بتانے لگی۔ جیسے وہ مسکراتے ہوئے سننے لگا ۔

"اچھا اب میں اپ کی بھابھی کو لے کر جا رہا ہوں۔ انھیں میڈیسن بھی لینی ہے ابھی ۔"

وہ نرمی سے بولتا چاند کی جانب بڑھا۔ جس کی اسے قریب آتے دیکھ کر ہی جان نکلنے لگی تھی ۔

"مم۔۔۔۔مجھے۔۔نن۔۔۔ نہیں جانا"

وہ نفی میں سر ہلاتی بیڈ کر پیچھے کی جانب کھسکنے لگی۔پر وہ سن کب رہا تھا۔بنا اس کی ایک بھی سنے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا ۔

"پپ۔۔۔پلیز۔۔ چھوڑ۔۔۔دیں"

وہ حراساں ہوتی آنسو بہاتی نم آواز میں بولی۔نور متفکر ہوئی تھی ۔

"بھائیو آپ بھابھی کو رلا رہے ہیں"

وہ بھی جیسے رو دینے کو تھی ۔

"شش۔۔۔۔بھائیو کی جان میں نہیں کچھ بھی کہہ رہا آپ کی بھابھی کو یہ میڈیسن نہیں لینا چاہتیں اس لیے روری ہیں۔پر اگر یہ میڈیسن نہیں لیں گی تو ٹھیک کیسے ہوں گی۔کیا آپ چاہتی ہیں یہ بیمار رہیں"

اس کے پوچھے پر نور نے زور شور سے نفی میں سر ہلایا ۔

"گڈ۔۔۔تو اب میں آپ کی بھابھی کو لے کر جا رہا ہوں۔آپ بعد میں مل لیجیے گا ۔نور نے اچھے بچوں کی طرح اثبات میں سر ہلایا ۔

☆☆☆☆☆

وجدان شاہ نے اس کے لرزتے وجود کو لا کر بیڈ پر ڈالا۔ ملازمہ کو دودھ کا گلاس لا نے کے لیے بولا۔ کچھ ہی دیر وہ دودھ کا گلاس دے گئی۔ وہ اس کی میڈیسن نکال کر اس کی جانب بڑھائی جو اس نے شرفت سے لے کر دودھ سے نگل لی ۔

وجدان شاہ گہری نظریں اس پر جمائے اس کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ اسے اپنے قریب دیکھ بیٹھا دیکھ کر بے ساخت دور ہوئی۔ جس رفتار سے وہ پرے کھسکی اسی رفتار سے وجدان شاہ نے اسے اپنے قریب واپس کھینچا۔ وہ جی جان سے لرزتی اس کے سینے کا حصہ بنی تھی۔

"دور جانے کی ہر کوشش ناکام ہے چاند وجدان شاہ۔ اس لیے یہ محاذ کرنا ترک کر دو"

وہ نرمی سے اس کے چاند سے چہرے سے بال ہٹاتے مدھم آواز میں گھمبیرتا سے بولتا اس کی رہی سہی جان بھی ہوا کر گیا ۔"

"مم۔۔۔۔مجھے رہائی۔۔۔دے دیں۔۔خدا کے لیے۔۔۔ شش۔۔۔شاہ سائیں۔۔"

وہ اپنے لرزتے دل پر قابو پاتے ہوئے اپنے آنسو پر بند باندھے بڑی مشکل سے بولی ۔

"مجھے سے رہائی اب تب ہی ممکن ہے مائی فیری جب وجدان شاہ کے وجود سے اس کی زندگی دم توڑ جائے گی۔اس کے علاوہ تمھارے پاس رہائی کا کوئی صد باب نہیں جاناں۔"

وہ نرمی سے اس کے آنسو پوروں پر چنتا اسے اپنے لفظوں سے ایک نئے عذاب میں جھونک گیا ۔

کس قدر بے رحم تھا وہ ؟

نہ جینے دیا تھا،،اور نہ اب مرنے دیا،،پر اپنے لفظوں سے اس کی قطرہ قطرہ جان نکال رہا تھا۔کاش وہ اس نے رحم سے رہائی پا سکتی ۔

وہ جانتی تھی فریاد کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا تبھی خاموشہ سے آنسو بہاتی رہی۔اور اس کے آنسو وجدان شاہ کی جان عذاب میں مبتلا کر رہے ۔

اس کا دل چاہ رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے۔یا پھر اپنے وجود کو زروں میں توڑ کر ہوا میں تحلیل کر دے۔سینے میں سانسیں الجھ رہی تھی اس کے آنسو ٹوٹ کر بکھرتے دیکھ۔وہ چن نہیں پا رہا تھا انھیں پوروں پر۔ان کی کثرت اس کے پوروں پر سمانے سے انکاری تھی ۔

تبھی وہ اسے اپنی بانہوں میں بھینچے اس پر جھکا اور اس کے موتی اپنے لبوں سے چننے لگا۔چاند اس اچانک آنے والی قیامت پر دم سادھ کر رہ گئی۔پورے وجود میں شرارے بھر گئے۔اور جان لیوا یہ تھا کہ وہ اس کے آنسو چن نہیں بلکل پی رہا تھا ۔

اس کے دہکتے لب اسے جلاتے جان نکل رہے تھے۔وہ دیوانہ سا اسے آج پاگل کرنے پر تلا تھا۔چاند کو اپنے اعصاب مفلوج ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔پورا وجود پتے کی مانند لرز رہا تھا۔وہ شدت سے اس کی آنکھوں کو اپنا لمس بخشتے۔ایک بار پھر سے اس کے عارضوں پر جھکا اسے آج حواس گنوانے پر مجبور کر رہا تھا ۔

"تم نہیں جانتی چاند وجدان شاہ کبھی اتنی بے بسی میرے حصے نہیں آئی کبھی اتنی پسپائی محسوس نہیں کی۔۔۔پر اب دل جیسے بس میں نہیں"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے پسپا دیکھائی دیا تھا ۔۔

چاند کو اپنا چہرہ اس کی دہکتی سانسوں سے جلتا محسوس ہوا تھا ۔

"مم۔۔۔میں آپ کے لیے نن۔۔۔۔ نہیں بنی"

وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں کے بہکے پن سے لرزتی بمشکل بولی تھی۔وجدان شاہ کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں ۔۔

"آپ میری ہیں چاند۔۔۔اگر آپ میری لیے بنائی نہ گئی ہوتی تو اس وقت میری دسترس میں میرے اتنے قریب نہ ہوتیں"

وہ اس کے بالوں پر گرفت کچھ سخت کرتے جنونی انداز میں بولا تھا وہ اسے باور کروایا چاہتا تھا کہ وہ اس کی ہے ۔

"اور اب تا قیامت میری ہی رہیں گی تو یہ بات اپنے پلو سے باندھ لیں چاند ۔۔ میں وہ ساری تاویلیں در کرتا ہوں جو آپ کو مجھ سے دور لے جائیں"

وہ ہنوز انداز میں گویا ہوتا چاند کے وجود میں طلاطم بھر پا کر گیا ۔۔

"نن۔۔۔ نہی"

اس سے پہلے کے وہ مزید اس کی نفی کرتی وہ اس کی مخاذ آرائیوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا وہ نازک سی دلربا اس ظالم کی گرفت میں جھٹپتائی تھی ۔

پر وہ رحم کرنے کے بلکل موڈ میں نہیں تھا اپنی نفی کرنا اسے پسند ہی کہاں تھا

۔۔پر وہ نہیں چاہتا تھا محبت میں انا کہاں قائم رہا کرتی ہیں ۔

عشق عذاب تھا۔۔۔ثواب تھا

سکون بھی۔۔۔خلش بھی

اگر مہربان تھا۔۔۔تو صدا کا بے رحم بھی

عشق میں بے توجہی نہیں ہوتی۔۔۔پر صدا کی بے مہری بھی

اس میں اگر خوشیاں ہوں۔۔۔تو غم بھی واجب ہوتے ہیں

عشق کے اصول تو نرالے ہوتے ہیں

چاہیے تو دل کا تخت وار دے۔۔۔ کبھی غضب زدہ ہو تو کاسہ پکڑا دے

راحت دے تو حد سے سوا۔۔۔اور درد دے تو سینا نوچ لے

وہ بے رحم سے دل کا مالک اپنی سلطنت کا سالار تھا۔۔اسے عشق کے اصول سمجھنے میں شاید وقت درکار تھا ۔

وہ نڈھال سی اس کی بانہوں اس کے دہکتے لمس پر بکھرنے لگی تھی سانسوں کی تنگی آنکھوں میں نمی نئے سرے سے بھرنے لگی۔۔وہ دیوانہ وار جھکا خود کو سیراب کر رہا تھا پر تشنگی مٹنے کی بجائے مزید شدت اختیار کرنے لگی تھی ۔۔

تبھی وہ مزید اسے شدت سے خود میں سموتے قطرہ قطرہ اپنی سانسیں کبھی اسے دیتا کبھی اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرنے لگتا ۔

پر اس نازک جان میں اتنی سی ہمت نہ بچی تھی کہ وہ مزاحمت کر پاتی تبھی خود کو اس کے سہارے پر چھوڑتی آنکھیں میچ گئی ۔۔

دل جیسے پسلیاں ٹوڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا پورا وجود کسی بھٹی میں ڈال دیا گیا تھا جیسے ۔۔وہ روم روم سلگتی بے بس سی تھی جیسے تبھی وہ کچھ رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے اپنی بے آہنگ سانسوں کو سنوارنے لگا دونوں کی سانسیں بھری طرح سے پھولی ہوئیں تھیں ۔۔

"آپ کو آرام کرنا چاہیے کچھ دیر"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کے یکتا حسن سے نظریں چراتا بولا تھا ۔۔

وہ کچھ کہنے کے لائق کہاں تھی اس کی اتنی شدت پسندی اس کے حواس سلب کر کے رکھ گئی تھی۔۔

وجدان شاہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈال کر۔اس کے پاس سے اٹھتا ہوئے روم سے نکل گیا اور جاتے ہوئے انابی کو اس کے پاس رہنے کی ہدایت دے گیا ۔

☆☆☆☆☆

شاہ بیگم میں نے اپنی ان آنکھوں نے رات شاہ سائیں کو چاند کو اٹھئے اپنے کمرے میں لے جاتے دیکھا تھا۔۔ پھر وہ اس کے لیے آکر آپ سے بھڑ گئے۔۔اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔"

پینو نے دھیمی آواز میں شاہ بیگم کو بتایا۔ شاہ بیگم تو جیسے انگاروں پر ہی لوٹ گئیں ۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ چان کو سولی کر چڑھا دیتیں۔

"پینو جاؤ اور پتا لگاؤں ان دونوں کے بھیچ میں کیا چل رہا ہے مجھے ہر بات کی خبر ہونی چاہیے۔" وہ تحکم بھرے انداز میں بولی ۔

"جو حکم شاہ بیگم آپ فکر ہی مت کریں۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی ۔

"کچھ کرنا ہو گا اس بدزات کا۔۔۔ورنہ کل کو میرے سر پر ناچے گی۔۔۔جو مجھے کسی طور منظور نہیں۔ وجدان شاہ کی دلہن بن کر یہاں صرف میرال آئے گی ۔" وہ اپنے ہی زعم میں بولیں۔ میرال کی کال آئی تھی اور وہ بھی کچھ ہی دیر میں حویلی پہنچنے والی تھی ۔

☆☆☆☆☆

وہ بیک لون میں ہمیشہ کی طرح آج بھی زوار شاہ سے چھپ کر پوروں میں لگی ہوئی تھی ۔

"چھوٹی بی بی آپ کو خدا کا واسطہ ہے مت کریں اگر چھوٹے شاہ سائیں نے دیکھ لیا نہ تو اس بار میری شامت پکی ہے ۔"

رجو کب سے اس کی منتیں کر رہی تھی۔ جو بنا اس کی باتوں پر کان دھرے اپنے کاموں میں مگن تھی ۔

"ارے چپ نہیں آئیں گے وہ ڈائنو سار۔"

نور نے اسے جھڑکا۔

"بی بی جی مت کہیں کچھ بھی انھیں یہ نہ ہو پچھلی بار کی طرح اس بات بھی سن لیں۔ تو شامت آجائے ۔"

رجو نے اسے سمجھانا چاہا۔ لیکن وہ آئنور ہی کیا جو مان کر دے دے ۔

"رجو تم اپنی پٹر پٹر بند کرو اور جاؤ یہاں سے ۔"

وہ غصے سے اپنے مٹی سے بھرے ہاتھ سے اپنے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے بولی۔ رجو اپنا سر تھام کر رہ گئی۔ کیوں وہ اپنا خشر نشر کر رہی تھی ۔

اس نے یہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔ اور نور پھر سے اپنے کام میں مگن ہو گئی ۔

رجو جو رابعہ بیگم کو بتانے جا رہی تھی سامنے ہی زوار شاہ کو راہداری سے آتا دیکھ کر سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ ایک منٹ سے پہلے وہ واپس کی جانب مڑی۔ یہ تو شکر تھا اس نے دیکھا نہیں تھا ۔

"بی بی جی۔۔۔۔بی بی جی۔۔جج۔۔۔ جلدی۔۔۔اٹھ۔۔جائیں ۔"

رجو کانپتی ٹانگوں کے ساتھ اس تک پہنچی ۔

"کیا ہوا ہے ۔"

وہ جھنجھلائی ۔

'بی بی جی۔۔۔وو۔۔۔وہ چھچھ۔۔۔ چھوٹے سس۔۔۔سائیں۔آآ۔۔آ گئے ہیں ۔"

رجو نے بمشکل الفاظ ادا کیے۔ جیسے سنتے ہی نور کی ہوائیں اڑ گئیں۔اور رجو کو تو اپنی موت صاف سامنے نظر آ رہی تھی کیونکہ زوار شاہ نے اسے نور کو ایسا کوئی بھی کام کرنے سے روکنے کا کہا تھا اور اگر وہ نہ مانے کو اسے بتانے کا کہا تھا۔ لیکن وہ ایک بھی نہیں کر پائی تھی ۔

"رجو۔۔۔اب۔۔۔اب ہم کک۔۔۔ کیا کریں۔وو۔۔وہ ڈائنو سار تو ہمیں زندہ نگل جائیں گے ۔"

وہ کانپتی آواز میں روہنسا ہوئی۔ کیونکہ وہ اسے اس معاملے میں بلکل رعایت دینے والا نہیں تھا ۔

"بی بی جی آپ سے تو وہ بہت سارا پیار کرتے ہیں۔۔۔ پھنسی تو میں ہوں۔"

رجو رونی صورت بنا کر حواس باختہ سی بولی۔رجو کی بات پر وہ سرخ ہوئی تھی لیکن اگلے ہی پل آنے والی مصیبت کا سوچ کر خلق خشک ہو گیا ۔

"آآ۔۔۔آپ ایسا کریں جلدی سے اپنے روم میں باگیں اور جلدی سے کپڑے لے کر واش روم میں گھس جائیں ۔"

رجو نے مشورے سے نوازہ۔نور نے اسے ایک چپت لگائی ۔

"بے وقوف اگر ہم گئے اور انھوں نے پہلے ہی ہمیں پکڑ لیا تو ۔"

وہ جھنجھلائی

"میں دیکھتی ہو آپ بس جلدی نے اپنے کمرے میں گھس جانا ۔"

وہ جلدی نے نور کا ہاتھ تھامتے ہوئے بیک ڈور سے اندر کی جانب بڑھیں۔ رجو اپنی تیز نظریں اِدھر اُدھر گھماتی رستہ دیکھ رہی تھی جو بلکل صاف تھا اس پل ۔ تبھی موقع دیکھتے نور کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔ پھر تو نور کی پھرتی دیکھنے لائق تھی۔ جلدی سے روم میں گھس کر روم کا دروازہ لاک کیا ۔

"شکر ہے بچ گئے اس مونسٹر سے"

وہ دل پر ہاتھ رکھتے شکر کا سانس بھرتے بولی ۔

لیکن سامنے دیکھ کر سانسیں جیسے آنے جانے سے انکاری ہو گئیں۔ وہ سکون سے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ یا یہ کہنا بہتر ہو گا اسے گھور رہا تھا۔ نور کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی ۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور نور کی جانب بڑھا۔ اسے اپنی جانب بڑتا دیکھ کر نور نے تھوک نگلی ۔

"شش۔۔۔شاہ ۔۔"

گلابی لب کپکپائے تھی۔ زوار شاہ نے ایک تفصیلی نظر اس کے خلیے کی جانب گھمائی۔ سنہرے بالوں کا خشر بگھڑا ہوا تھا۔ دلکش چہرہ مٹی سے اٹا ہوا تھا۔ سفید کلر کی خوبصورت سی فراک جواب کہیں سے بھی سفید نہیں لگ رہی تھی۔ مٹی

سے اٹے ہاتھ جنھیں وہ اپنی دوپٹے میں چھپانے کی کوشش ناکام کوشش کر رہی تھی ۔

"زوار شاہ کا دل چاہا برا خشر کرے اپنی نورِ جان کا جو کہیں سے بھی زوار شاہ کی منکوحہ نہیں لگ رہی تھی۔ کہاوہ اتنا صفائی پسند اور نفاست پسند،،،اور کہاں وہ بچوں کی طرح مٹی میں اٹی ہوئی

"سوری۔۔۔۔شاہ اب نن۔۔۔نہیں کریں گے ۔"

وہ نم آنکھوں سے ہونٹ موڑتی منمائی ۔

پر وہ بنا اس کی ایک بھی سنے اس تک پہنچا اور بازو سے تھام کر باتھ روم میں لے آیا ۔

"شاہ"

وہ سہمی تھی اس کے تیکھے تیور دیکھ ۔

اس کی پکار ان سنی کرتا ایک ہی جھٹکے میں شاور آن کرتے اسے تھام کر شاور کے نیچے کھڑا کر گیا۔

"آہہہ۔۔۔شاہ"

وہ اس پانی پر چلائی تھی ۔

یہ سب اتنی جلد ہوا کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہ پائی۔ حواس تو تب خطا ہوئے جب زوار شاہ کو اپنے بلکل قریب اپنے ساتھ ہی شاور کے نیچے کھڑا پایا ۔

پانی گرم تھا پر وہ پھر بھی ایکدم سے کپکپائی تھی کچھ اس کی قربت کے احساس سے کچھ اپنی غلطی سے ۔۔

وہ سرخ پڑتی اس کے سینے میں پناہ تلاش کرنے لگی۔ زوار شاہ کی آنکھوں میں سرخی اتری تھی ۔۔

وہ ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے چہرے سے انگوٹھے کی مدد سے مٹی صاف کرنے لگا۔ نور کو لگا جیسے اسے انگاروں نے چھو لیا ۔

"نن۔۔۔ نہیں کریں۔۔۔پپ۔۔۔پلیز ۔۔"

وہ بھیگتی اس کی قربت میں پاگل ہوئی دھڑکنوں کے ساتھ کپکپاتی آواز میں بولی

۔

"ششش۔۔۔جانم میری بات نہیں مانتی ہو۔تو سزا تو بنتی ہے نہ"

وہ ایک جھٹکے میں اسے گھما کر اس کی پشت اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے مدھم سر گوشی میں بولتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دبا گیا۔نور کی ریڑھ کی ہڈی سنسناہٹ دوڑ گئی ۔

"ہم۔۔۔ہم نہیں۔۔کریں گے۔۔اب"

وہ مزاحمت کرتی لرزتی آواز میں گویا ہوا، وہ مسکرایا۔اس کی بھگتی گردن سے بال ہٹاتے وہاں اپنا ناک سہلاتے مرہوشی سے بولا تھا ۔

وہ نازک جان اپنی فراک مٹھیوں میں دبوچتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔پہلو میں اٹھتا شور اس کے حواس سلب کر رہا تھا ۔

"جانم آپ ہر بار ایسا ہی کہتی ہیں اور پھر بھول جاتی ہیں۔جو بلکل بھی اچھی بات نہیں ۔"

وہ نرمی سے اس کی بازوں پر ہاتھ سرکاتے بازوں نے مٹی صاف کرنے لگا۔ نور کی جو جیسے جان زلزوں کی زد میں تھی اس پل۔ وہ کوس رہی تھی اس پل کو جب وہ بیک لون میں مٹی سے کھیل رہی تھی ۔

"اب۔۔۔اب نہیں۔۔۔کک۔۔۔کریں گے پلیز۔ مت کک۔۔کریں"

وہ نم آنکھوں سے ملتجی لہجے میں بولی۔ ٹھنڈے پانی میں بھی اسے اپنا وجود انگاروں کی لپٹ میں محسوس ہو رہا تھا ۔

زوار شاہ نے دوبارہ سے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔ اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچا۔ وہ بے جان ہوتی اس کے سہارے کھڑی تھی اگر وہ نا ہوتا تو وہ کب کی زمین بھوس ہو جاتی۔ زوار شاہ نے نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹائے ،

جو حواس کھونے کے در پر تھی۔ نرمی سے نور کی پیشانی پر اپنے دہکتے لب رکھتے وہ اسے کپکپائے پر مجبور کر گیا ۔

"شش۔۔۔شاہ"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی اسے پکار گئی ۔

"جی جانِ شاہ ۔"

نرمی سے اس کی کنپٹی پر لب رکھتے خمار آلودہ نظروں سے اسے دیکھتے جواب دیا۔

"آ۔۔۔آپ کی آنکھیں"

وہ اس کی حد درجے سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر آنکھوں میں خوف اور فکر مندی لیے بولی تھی ۔۔

"کیا ہے میری آنکھوں میں"

وہ مدہوشی سے اس کی شہ رگ کو سہلاتے بہکے لہجے میں بولا تھا ۔

"یی۔۔۔یہ بہت رر۔۔۔ریڈ ہو رہی۔۔۔ہیں"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے شرم سے سرخ ہوتی بمشکل بولی تھی پورا وجود لرز رہا تھا وہ نم وجود لیے کپڑے بھی وجود سے چپکے ہوئے تھے جو اس کے لیے جان لیوا تھا ۔

اس کی بات سنتا وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا۔ وہ تڑپتی اس کے شانے تھام گئی

۔اسے لگا جیسے انگاروں نے پورا وجود اپنی لپیٹ آ گیا ہو ۔

وہ جا بجا اپنا لمس چھوڑتے اسے مہکانے لگا تھا وہ نازک شہزادی بری طرح سے اس

دیو کے حصار میں جھٹپٹا رہی تھی ۔

"شاہ۔۔۔پلیز"

وہ سسکی تھی پر وہ کہاں رحم کھا رہا تھا ۔

"کک۔۔۔کوئی آ جائی گا"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی پھر سے منمائی۔

"کوئی نہیں آئے گا تم نے خود ہی لاک کیا تھا جانم"

وہ بمشکل سر اٹھاتے آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے اپنے حصار میں اس نازک جان کو دیکھنے لگا جو بری طرح سے کپکپاتی اسے بہکانے کا سامان کیے بیٹھی تھی ۔

وہ ہاتھ بڑھا کر شاور اف کر گیا۔ سامنے کھڑی آفت کی گردن اور چہرے پر بکھری پانی کی بوندے اس کے جلتے دل پر پٹرول کا کام کر رہیں تھیں ۔

وہ پھر سے بے قابو ہوتا اس کی گردن سے بال ہٹاتے ہوئے اس کی گردن میں گہرا سانس بھرتا اس کی خوشبوں اپنے اندر اتارتے سرگوشی میں بولا۔ وہ لرزتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی ۔

اس وقت اس سے بچنے کے لیے اسے کوئی اور پناہ گا میسر نہ آئی تو اسی میں پناہ تلاش لی ۔

"یہ ظلم تو مت کرو جانم۔۔اگر کوئی سنگین گستاخی ہوئی تم نے حواس کھو دیے ہیں"

وہ اسے خود میں بھنچتے ہوئے بہک رہا تھا۔ بھیگی بھاگی تھی وہ اسے کے حصار میں ہی کھڑی اسے سے چھپتی اسے پاگل کر رہی تھی، نور وہ نازک سا نرم گلدا زوجود اس کے لیے کسی امتحان سے کم نہ تھا۔ تبھی کسی انہونی کے ڈر سے ایک جھٹکے میں اس سے دور ہوا۔

واش روم سے نکل کر واڈروب کی جانب آیا۔ایک ڈریس نکال کر واش روم میں آیااور بنااس کی جانب دیکھے ڈریس اسے تھما کر وہاں سے نکل گیا ۔

☆☆☆☆☆

وجدان شاہ تیزی سے اپنے روم میں آیا۔واڈروب کھول کر پھرتی سے اپنی اور چاند کی چند ایک چیزیں رکھنے لگا۔چاند خیرانی سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

'چاند ہنی جلدی سے یہ چینج کر کے آؤ۔"

وجدان شاہ ایک ڈریس نکل کر اسے تھماتے ہوئے اجلت سے کہا۔ جو رات کی اس نے آن لائن منگوائے تھے ۔

کہاں جا رہے تھے وہ ؟

اور وہ اسے کیوں لے کر جا رہا تھا ۔

اس کا دل چاہا انکار کر دے۔ پر ہمت کہاں تھی۔ تبھی خاموشی سے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گئی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ چینج کر کے باہر آئی۔ برون کلر کی شارٹ شرٹ اور سکن ٹراؤزر کچھ ہی دیر میں وہ چینج کر کے سر جھکائے باہر آئی۔

پر وہ کہیں دیکھائی نہیں دیا واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی یعنی وہ وہیں تھا۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آرکی۔۔۔ غیب دماغی سے آئینے میں اپنا عکس دیکھتی وہ جیسے کہیں گم تھی۔ کہ وجدان شاہ کی موجودگی کو بھی محسوس نہ کرپائی۔ وہ اس کی غیب دماغی اچھے سے محسوس کرگیا تھا۔ تبھی ٹاول سٹینڈ پر ڈالتے اس کی جانب آیا۔ اور عین اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔۔ چاند نے غیب دماغی سے آئینے میں ابھرتے اس کے عکس کو دیکھا۔۔۔ وجدان شاہ نے ملائمت سے اسے شانوں سے تھام کر ڈریسنگ کے سامنے بیٹھایا۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ وہ برش اٹھا کر نرمی سے اس کے بالوں میں چلانے لگا۔ وہ بھی کسی پتھر کا مجسمہ بنی بیٹھی آئینے میں اس کا عکس دیکھتی رہی ۔

"ہمیں چلنا ہے"

وہ اس کے بال سلجھا کر دوپٹا اس کے سر پر ڈالتا شال اس کے شانوں پر پھیلاتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے بولا تھا۔ وہ تب بھی کسی مجسمہ کی مانند ساکت رہی تھی ۔

اس کا ہاتھ تھامے روم سے باہر کی جانب بڑھا۔ اس نے اپنے جانے کے بارے سے کسی کر بھی نہیں بتایا تھا ابھی سوائے زوار شاہ کے ۔۔۔ وہ بیگ اٹھائے اس کی جانب آیا اور اس کا ہاتھ تھام کر روم سے باہر کی جانب چل دیا۔ اور وہ کسی ٹوٹی ہوئی شاخ کی مانند اس کے ساتھ چل دی ۔۔۔

جہاں زوار شاہ کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا ۔

”زاوی پرنسس کو سنبھال لینا یار میں وہاں پہنچ کر کال کروں گا ۔“

وہ زوار شاہ کو گلا ملتا بولا ۔

”ڈونٹ وری بھائی میں سنبھال لوں گا ۔۔“

اس کی بات پر وہ مسکرا کر اس سے دور ہوا چاند کو گاڑی میں بیٹھاتے خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی ۔۔

اور تیزی سے گاڑی شاہ حویلی سے نکل گئی ۔

.....

وہ پرائیویٹ جیٹ سے امیریکا جارہے تھے۔ جیٹ کو دیکھ چاند کی جیسے سانسیں خشک ہوئیں تھیں۔ وہ زینہ چڑھتے اندر داخل ہوئے تھے جہاں ایک جانب سنگل بیڈ رکھا ہوا تھا کچھ فاصلے پر دو ٹو سٹینڈ صوفے رکھے ہوئے تھے ایک طرف چھوٹا سا فرج رکھا ہوا تھا ۔

وجدان شاہ نے اسے صوفے پر بیٹھایا تھا پر اس کے چہرے کے آڑے رنگ دیکھ کر وہ کچھ متفکر ہوا وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ڈر رہی تھی ۔

وہ جو پہلے پائلٹ کے پاس جانے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا اس کے قریب ہی براجمان ہوا تھا۔ کچھ ہی پلوں میں جیٹ ٹیک آف ہوا تھا وہ خوف سے زد پڑتی ٹپ ٹپ آنکھوں سے آنسو بہاتی وجدان شاہ کے دل میں جیسے تیز دار تیر پیوست کر گئی ۔

"ہیپی مائے شائنگ مون ریلیکس۔۔۔میں ہوں آپ کے پاس۔۔۔دونٹ کرائے میری جاناں"

وہ بے حد نرمی سے اس کے لرزتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا محبت والفت سے گویا ہوا تھا وہ خوف کے مارے سسکتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔

وہ اس کے سر پر لب رکھتے نرمی سے اسے اپنی گود میں منتقل کر گیا وہ جو خوف کے مارے اپنے حواس مفلوج کیے بیٹھی تھی اس کی حرکت پر ایکدم سے ہوش میں آئی تھی ۔

جان جیسے ہوا ہونے لگی تھی اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ مزاحمت کرتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔جو وجدان شاہ کو ناگوار گزری تھی ۔

"یو آر مائے لیڈی چاند وجدان شاہ۔۔۔۔سو ڈونٹ موو آئی وانٹ ٹو فیل یو فار سم ٹائم ہنی"

You are my lady Chand Wajdan Shah...so don't move I want to feel you for some time. Honey.

وہ اس کے گرد حصار باندھے چاند کے بالوں سے دوپٹہ سرکاتے اس کے سیاہ بالوں کی مہک اپنے اندر اتارتے مدہوشی سے بولا تھا ۔

وہ سختی سے آنکھیں میچے اپنے لرزتے دل کو سنبھالنے لگی۔ سانسوں کا بھرپا ہوتا طوفان اسے جیسے نڈھال کرنے لگا ۔

"میں نہیں جانتا چاند کہ

محبت

عشق

پیار

یہ سب جزبے کیسے ہوتے ہیں۔۔۔نہ ہی میرا کبھی ان سب واسطہ پڑا ہے

۔۔۔میں نہیں جانتا ان کی زمزیں انسان کو کہاں لے جاتی ہیں۔اور جب ان

سب سے انسان کا سامنا ہوتا ہے تو وہ کیسا محسوس کرتا ہے"

وہ آنکھوں میں جذبات کی طغیانی لیے اس کے دلکش چہرے کو دیکھتا نرمی سے

اس کے گلاب رخسار کو سہلاتا گویا ہوا۔۔

چاند نے خوبصورت ہیزل گرے آنکھوں میں حیرانی لیے اس ظالم شہزادے کو

دیکھا تھا جو نا جانے کہنا کیا چاہ رہا تھا وہ سمجھنے سے کچھ قاصر تھی ۔

"پرا گر محبت کا کوئی روپ ہے نہ چاند وجدان شاہ تو آپ جیسا ہو گا یقینا "

بولتے ہوئے اس ظالم شہزادے کی آنکھیں چمکیں تھی۔وہ بس دم سادھے اسے سن رہی تھی دماغ جیسے ماؤف سا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے نن۔۔۔ نیند آرہی ہے"

وہ اپنا دامن چھوڑانے کو مزاحمت کرتی اٹھنے کی تگ ودو کرتی بولی تھی۔چہرہ ہر جزبے سے پاک تھا جیسے اسے کچھ فرق ہی نہیں پڑتا تھا ان سب باتوں سے ۔

اوکے"

وہ اثبات میں سر ہلاتے بولتا اسے یونہی اٹھائے سنگ بیڈ کی جانب بڑھا۔۔چاند کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئیں تھیں ۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالا پھر بٹن پریس کرتے پردے گرائے تھے اب ۔

پھر اس کی جانب آتا اس کی شال کی جانب ہاتھ بڑھا پر وہ شال سختی سے مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

"آپ بے آرام ہوں گی جاناں"

وہ محبت آمیز لہجے میں بولتا اس کے ہاتھوں سے شال نکالتا صوفے پر اچھال گیا۔

وہ بے حجاب ہوتی سرخ پڑی تھی ۔

وہ اس کی مشکل سمجھتا لائٹ مدھم کرتا اس کی جانب آیا تھا ۔

وجدان شاہ کو واپس اپنی جانب آتا دیکھ وہ خوف سے لرزنے لگی۔۔وجدان شاہ نے لب بھینچے اس پری وش کو دیکھا تھا جو نہ کچھ بولتی تھی نہ اسے کچھ کہتی تھی بس اپنے ہی محرم سے خوفزدہ ہو کر اس کا دل زخمی کرتی تھی ۔

پر وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ نہیں سکتا تھا وہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا ۔۔اس کی کھلکھلاہٹ سننا چاہتا تھا۔اس کی خالی خالی خوبصورت آنکھوں میں اپنے نام کے جگنو دینا چاہتا تھا۔۔اس کے چہرے پر اپنے نام کی لالی دینا چاہتا تھا ۔۔

وہ اس کے قریب دراز ہوا تھا جس پر وہ ایکدم سے سرکی تھی پر بیڈ اتنا بڑا کہاں تھا اس سے پہلے کہ وہ گرتی وہ اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنے سینے پر ڈال گیا ۔۔

"چھچھ۔۔۔ چھوڑیں خدارا"

وہ بری طرح سے سسکتی زبردست مزاحمتیں کرتے کپکپاتے لہجے میں بولی تھی

۔

"ششش۔۔۔۔میری جاناں مزاحمت نہیں کریں اب یہیں آپ کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے۔۔۔آپ کبھی آزادی نہیں پا سکیں گی تو یہ محاذ آرائیاں ترک کریں میری جان"

وہ نرمی سے دوپٹہ بھی اس کے وجود سے الگ کرتا نرم وار فتگی سے بولا تھا پر وہ وحشت زدہ ہوئی تھی ۔

"مم۔۔۔میں بب۔۔۔بھاگ جاؤں۔۔۔گی دد۔۔۔دور"

وہ سرمئی آنکھوں میں قاتل سرخیاں لیے لرزتے لبوں سے بولی تھی وجدان شاہ کی آنکھوں میں خماری اتری تھی ۔۔

چاندی سی پیشانی پر بکھری سیاہ لٹیں

رونے سے سرخ ہوتی چھوٹی سی ستون ناک

گلال بکھرتے رخسار جن کے دہکتے عارضے اسے بری طرح سے اپنی جانب متوجہ کر رہے تھے۔اس کا دل چاہا وہ انھیں محسوس کرے۔۔

تبھی نرمی سے اسے بیڈ پر منتقل کرتا وہ اپنے دل کی سنتا اس کے گلال عارضوں پر جھکتا وہاں اپنے لمس کے پھول کھلانے لگا۔ جس پر وہ نازک وجود اس کے اہنی وجود کے حصار میں کپکپاتا تابے آہنگ ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ نڈھال ہوا تھا ۔

چاند کو لگا جیسے وجود کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آگیا تھا ۔

نظریں جیسے ہی تھرتھراتے لبوں پر گئیں وجدان شاہ کو اپنے حلق میں جیسے کانٹے اگتے محسوس ہوئے ۔

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ کو اپنے لبوں میں دبا گیا ۔

وہ سختی سے آنکھیں میچے کسی پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑائی تھی جس پر وہ مزید سختی سے اسے خود میں بھینچ گیا ۔

چاند کو محسوس ہوا جیسے اس کا دل پسلیاں ٹوڑ کر باہر آجائے گا ۔

وہ اس کی سانسوں کو خود میں جزب کرتے دیوانہ وار خود میں جزب کر رہا تھا چاند کی آنکھوں سے آنسو نکلتے کنپٹی میں جذب ہوئے تھے۔۔اس کے نڈھال ہوتے وجود پر وہ رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔۔

وہ نڈھال سی ہوتی گہرے گہرے سانس بھرتی جیسے مرنے کے قریب سے واپس آئی تھی اس شخص کا جان لیوا دہکتا لمس اس بت میں جیسے پھر سے جان بھرنے لگا تھا ۔

اور یہی بات اس کے لیے کسی مر جانے سے کم نہیں تھا۔ پورے وجود میں جیسے دراڑیں سی پڑنے لگیں تھیں ۔

"سو جائیں جاناں ابھی منزل تک پہنچنے میں کافی وقت ہے"

اس کی پیشانی پر لب رکھتے وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تھا ۔

وہ آنکھیں میچتی اپنا درد اپنی سسکیاں کہیں اپنے اندر ہی دباتے دم سادھ گئی ۔

میں دشت دشت رُسوا

تُو سراب سا مسلسل

میں لمحہ لمحہ تنہا

تُو خواب سا مسلسل

مشہور ہیں نگر میں

میری تشنگی کے قصے

میں قریہ قریہ پی-اسی

تُو آب سا مسلسل!..

میں عکسِ آشنائی!

تُو سراپا دل لگی ہے

میں خار خار زندگی

تُو گلاب سا مسلسل

میں گلی گلی مسافر!

تیرے قُرب کی دیوانی

میں کوچہ کوچہ بکھری

تُو نایاب سا مسلسل

☆☆☆☆☆☆

"میری جانم۔۔۔بس کر دو رونا اب کیا رو رو کر ندیاں بھی بہاؤ گی"

زوار شاہ پچھلے بیس منٹ سے اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا پر وہ تھی کہ دونوں بازو گھٹنوں میں لپیٹے گھٹنوں میں سر دیے زار و قطار روتی چپ ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی ۔

"ہہ۔۔۔ہم بھائیو۔۔۔جانی سے بات نہیں۔۔۔کریں گے ۔"

وہ آنسو بہاتی سر اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔جبکے زوار شاہ تو دل تھام کر رہ گیا ۔

آنسو سے تر گلابی مکھڑا، بڑی بڑی شہد رنگ آنکھوں میں گھلی سرخیاں انھیں حد سے زیادہ قاتل بنا رہیں تھیں۔۔چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک، بھرے بھرے گلال لب کا کٹاؤ بھی سوجا ہوا تھا ۔

"اُف۔۔۔۔زوار شاہ اُف تمھاری جان تو تمھاری جان لے کر ہی چھوڑے گی"

"ہونٹوں پے الفت کا نام ہوتا ہے ،

آنکھوں میں چھلکتا نام ہوتا ہے ۔۔۔

تلواروں کی وہاں اوقات کیا ہوتی ہو گی

آنکھوں سے جہاں قتلِ عام ہوتا ہے

"آپ بھی۔۔۔۔اچھے نہیں۔۔۔ہیں۔۔یم بہت۔۔۔زیادہ روئیں گے،

وہ بھل بھل آنسو بہاتی روندی ہوئی آواز میں بولی ۔

" بلکل نہیں تم نہیں روؤں گی ہنی"

وہ کچھ سختی سے بولا۔

"ہم روئیں گے۔۔۔اور آپ سے بات بھی نہیں کریں گے"

وہ نروٹھے پن سے بولتی۔وہاں سے اٹھتی وہ اس سے کچھ فاصلے پر صوفے پر جا بیٹھی۔وہ سر تھام کر رہ گیا۔پھر کچھ سوچ کر اس کی جانب آیا ۔

"جانِ شاہ کچھ تو رحم کر و اپنے دیوانے پر"

وہ اب زچ ہوا تھا اس کے مسلسل آنسو بہانے پر ۔

"ایک شرط پر ہم مانیں گے"

وہ اپنے آنسو صاف کرتی نظریں جھکائے مدھم آواز میں بولی ۔

"مجھے تمھاری ہر شرط منظور ہے بٹ پلیز اب رونا نہیں جانم"

وہ نرمی سے پوروں پر اس کے آنسو چنتے نرمی سے بولا ۔

"آپ کل کا سارا دن ہمارے ساتھ رہیں گے اور جو ہم کہیں گے وہ کریں گے"

وہ ہنوز نظریں جھکائے اپنی بات منوانا چاہ رہی تھی۔اور زوار شاہ کو کیا چاہیے تھا بلا وہ کیسے اپنی شہزادی کے ساتھ وقت بیتانے کے لیے انکار کر سکتا تھا ۔

"کیوں نہیں میرے شہزادی زوار شاہ کا تو ہر پل بس اس کی جانم کا ہی تو ہے"

وہ اس کے نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اپنے لبوں سے لگاتے محبت آمیزہ انداز میں بولا۔ تو وہ اس کے دہکتے لمس پر پل بھر میں سرخ ہوئی۔۔ دل یکبار دھڑکا ۔۔

ooooooo

سنا ہے ربط ہے اسکو خراب حالوں میں ۔۔۔

سو اپنے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں ۔۔۔۔

جیٹ سے نکلتے ہی وہ مطلوبہ گاڑی میں بیٹھ گئے، وجدان شاہ موبائل سے لگا رہا اور وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو گھورتی رہی۔ شاید اسے یقین نہیں آ رہا تھا اپنی بدقسمتی پر کہ وہ اس جہم نما خویلی سے نکل آئی تھی ۔

پر وہ اس قید نما آزادی کا بھی کیا کرتی۔۔۔جو اس کی سانسیں تنگ کر رہی تھی ۔اس کا دل چاہا وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر کود جانے اور پھر اس انجان شہر کی انجان گلیوں میں کہیں کھو جائے۔اور کوئی اسے تلاش نہ پائے۔

گاڑی رکنے پر وہ مراقبے لوٹی۔ گاڑی پورچ میں رکنے پر وجدان شاہ ڈور کھول کر باہر آیا۔اور دوسری جانب سے گھوم کر باہر آیا اور اس کی سائڈ کا ڈور اوپن کیا ۔

"باہر آؤ سویٹی"

وہ بڑی ملائمت سے بولا۔ وہ اپنی شال کو مٹھیوں میں بینچے نظریں جھکائے باہر آئی ۔وہ نہیں جانتی تھی وہ اسے کہاں لے کر آیا تھا۔

اس کے باہر آتے ہی سارے گارڑز نے اپنے سر جھکا لیے۔ وہ اس کا چھوٹا کا گلابی ہاتھ اپنے مظبوط ہاتھ میں لیے اندر کی جانب بڑھا۔ اور وہ کسی کٹی پتنگ کی طرح اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی ۔۔۔

وہ نظریں جھکائے بس چلتی گئی ۔

"جین.... جین"

لاؤنج میں آتے ہی وجدان شاہ نے سرونٹ کو آواز دی تھی اگلے ہی پل وہ کسی بوتل کے جن کی مانند نازل ہوئی ۔۔

"ول کم بیک سر۔۔۔ گڈ ڈے میم"

وہ مودب انداز میں پیشہ ورانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے جینز شرٹ میں ایک انگریز لڑکی تھی۔اس کی چست جینز اور شرٹ دیکھ چاند کی خیرانی سے آنکھیں پھٹ پڑیں ۔۔

پر جیسے ہی سر اٹھا کر ارد گرد نظریں گھمائی تو خیریت سے شدید صدمہ لگا اسے یعنی ایک وہی یہ ڈریس پہنے نہیں ہوئے تھی وہاں کی سب ملازمہ نے ایسے ہی ڈریس پہنے ہوئے تھے ۔

اس نے ارد گرد نظریں گھمائی تو وہ وہاں ایک نہیں بہت سیں تھیں شاید تیس یا پھر اس سے بھی زیادہ یعنی وہ پاکستان نہیں کسی دوسرے ملک میں تھی ۔۔

یعنی وہ پاکستان نہیں کسی دوسرے ملک میں تھی ۔۔

تو وہ اسے کہیں دور لے آیا تھا اپنی دنیا میں ۔۔

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے اوپر کی جانب بڑھا تھا وہ ایکدم سے ہوش میں آتی انجان نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

وجدان شاہ کو تکلیف ہوئی تھی اس کی نظروں سے اپنے لیے ناشناسائی دیکھ ۔۔

وہ کبھی کبھی یونہی اسے تکتی جیسے اسے جانتی تک نہ ہو جیسے کوئی تعلق ہی نہ ہو جیسے اس کے زمانوں کا وجدان شاہ سے کوئی واسطہ تک نہ ہو ۔۔

"ویل کم ٹو مائے ورلڈ مائے فیری"

وہ نرمی سے اسے قیمتی کالین پر اتارتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

چاند نے اس کی بات پر بنا کوئی تاثر دیے ارد گرد دیکھتی چہرے پر بھی بنا کسی تاثر کے وہ روم کو دیکھ رہی تھی ۔

جو کسی سلطان کے کمرے سے بھی زیادہ خوبصورت تھا وہ ۔۔

آف وائٹ اور گرے کلر کی چمک دار دیواریں گرے بے حد خوبصورت اور قیمتی پردے ایک بے حد بڑا فانوس اور اس کے علاوہ بھی چھوٹے چھوٹے نہیں ہے جھومر لگائے گئے تھے جو ابھی روشن نہیں تھے۔پر پھر بھی روم میں کافی روشنی تھی روم کے وسط میں ایک جہازی سائز آف وائٹ اور گولڈن بیڈ رکھا ہوا تھا ۔جو اسے بے اچھا لگا تھا ۔

روم کی دوسری جانب ایک سائڈ پر بیڈ جیسے ہی وائٹ اور گولڈن صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا اس سے کچھ فاصلے پر ایک سٹڈی ٹیبل اور اس کے سامنے چیئر پڑی ہوئی تھی ۔

وہ دھیرے سے چلتی کھڑکی کی جانب آئی تھی ذرہ سا پردے سرکاتے اس نے باہر جھانکا تھا پر باہر کا منظر دیکھ اسے لگا جیسے وہ کوئی خوابوں کی دنیا میں آگئی ہے ۔

Remove the Curtains۔

وجدان شاہ نے اس کی محویت دیکھتے مدھم آواز میں وائس کمانڈ میں کہا تھا ۔۔

پردے خود بخود ہٹتے چلے گئے ایک پل کو وہ سہمتی پیچھے کو ہٹی تھی پر پھر سامنے تکتے وہ سب کچھ بھولتی مبہوت ہوئی تھی ۔

وہ بے صبر ہوتی گلاس وال پر ہاتھ رکھتے اسے ہٹانے کی تگ ودو کرنے لگی وجدان شاہ کے عنابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

Remove the Glass Wall.

وہ اس کے چہرے پر معیوسی دیکھتے گلاس وال ہٹا گیا۔ گلاس وال کے ہٹتے ہی وہ باہر نکلی تھی شال ایک شانے پر آگئی تھی ڈوپٹہ سر سے اتر چکا تھا جس میں سے سیاہ بال نکلتے اس کے چاند سے چہرے پر بکھرتے وجدان شاہ کی آنکھوں میں لو بھرنے لگے ۔۔

چہرے سے اور آنکھوں سے پھوٹتی خوشی وجدان شاہ کا سیر وخون بڑھا گیا ۔۔

پوری بالکنی میں ہر طرح کے سفید پھول لگائے گئے تھے۔۔۔ جس میں اس کے پسند کے وائٹ لیلی بھی شامل تھے۔ بالکنی کے فرش پر مصنوعی گھاس کی کالین بچائی گئی تھی ۔

شیڈ کے نیچے ایک خوبصورت وائٹ اور گولڈن جھولا رکھا گیا تھا یہ سب اتنا خواب ناک تھا کہ وہ کچھ پل کو اپنے سارے زخم بھولتی اس جنت میں خوش تھی ۔۔

پر بہت چاہ ہر بھی لب مسکراہٹ کو ترستے ہی رہے ۔

وجدان شاہ کی آنکھیں تشنہ ہی رہیں اس ہی مسکراہٹ تکنے کو ۔

"تیری اتنی جدت تو میرے پوتے کے خواب دیکھے۔۔۔ارے وہ آسمان کا سورج اور کہاں تو اس مٹی کے کسی غلیظ کونے کی دھول۔۔۔ صرف نام ہونے سے کوئی چاند نہیں بن جاتا۔"

شاہ بیگم کی سفاک باتیں اس کی سماعت میں گھونجی تھی ایکدم سے اسے ہر طرف سب کچھ مسمار ہوتے محسوس ہوا تھا ۔

ہر طرف جیسے درد کی آندھی چلتی محسوس ہوئی تھی۔اسے منظر کی ساری حوبصورتی سے وحشت ہونے لگی ۔۔

جن آنکھوں میں کچھ پل پہلے چمک تھی وہاں آنسوں نے اپنا بسیرا کیا ۔۔

وجدان شاہ نے درد سے آنکھیں میچیں تھیں وہ کیسے کر پائے گا اس نازک پری کے زخموں کی دوا جیسے اتنے زخم دیے گئے تھے کہ پر موڑ پر وہ نڈھال ہو کر گر جاتی ۔

چاند کی آنکھوں میں بہتے آنسو جیسے وجدان شاہ کے دل پر کسی تیزاب کا کام کر رہے تھے اس پل ۔۔

"آہہہ۔۔۔آہہہ۔۔۔ مم۔۔۔مجھے مت جلائیں"

وہ اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے چلائی تھی۔۔وجدان شاہ اس کی جانب بڑھا تھا ۔

"مم۔۔۔میں نہیں دد۔۔۔دیکھو گی۔۔۔اب۔۔۔۔مجھے درد۔۔۔ہو رہا ہے"

وہ روتے ہوئے پر اذیتی سے بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس کے تڑپتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرا تھا ۔۔

"چاند۔۔۔۔ہیے میری جان کچھ نہیں ہوا۔۔۔میری جاناں مت دیں خود کو تکلیف میری زندگی"

وہ نرمی سے اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اسے اٹھائے روم کی جانب بڑھا تھا جس پر وہ مچلی تھی ۔۔

"چھ۔۔۔ چھوڑیں وو۔۔۔ وہ مجھے۔۔۔ جلادیں گی"

وہ اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ہزیانتی یو رہی تھی ۔

"شش۔۔۔ میری جاناں۔۔۔ مائے فیری کوئی بھی نہیں ہے۔۔ میں ہوں آپ کے پاس کوئی آپ کو ہرٹ نہیں کرے گا اب۔۔۔ کوئی آپ تک پہنچ نہیں پائے گا"

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اسے کام کرنے کی کوشش کرنے لگا پر وہ آنکھوں میں خوف و حراس لیے نفی میں سر ہلاتی اپنی گردن چھپا رہی تھی ۔

"وو۔۔۔۔وہ آ۔۔۔جائیں۔۔۔گی"

وہ لرزتی آواز میں بمشکل دھیمے لہجے میں بولی تھی جیسے کوئی سن نہ لے ۔

وجدان شاہ کے دل میں جیسے انی سی چبی تھی۔وہ چھوٹی سی پری آخر کونسے زخم سہتی رہی تھی ۔

"آپ کک۔۔کو نہیں پتہ وہ مجھے بہت مارتی ہیں۔۔۔مم۔۔۔مجھے بہت درد ہوتا ہے جب جلاتی ہیں یہاں"

وہ اپنی کلائی سے قمیض کا بازو ہٹاتے اسے دیکھانے لگی جہاں جابجا جلے کے گہرے نشانات تھے۔وجدان شاہ کو لگا جیسے اسے کسی نے کند چھری سے کاٹا ہو ۔

"او۔۔۔اور یہاں بھی۔۔۔یہ بھی"

وہ اپنی دوسری بازو سے بھی کپڑا ہٹاتے اسے دیکھانے لگی جس کا حال بھی اس بازو سا ہی تھا ۔۔

پھر اپنی پنڈلی سے شلوار اوپر کرتے دیکھا تھا جہاں ایک بڑا نشان تھا وجدان شاہ کی آنکھیں اذیت و تکلیف سے سرخ ہوئیں تھیں آنکھوں کے کنارے سرخ ہوتے جلنے لگے تھے ۔

وہ ہاتھ بڑھاتا اسے خود میں سختی سے بھینچ گیا ۔

"معاف کردو چاند۔۔۔ معاف کردو۔۔ سب میری وجہ سے ہوا میری بے خبری تمھیں جہنم میں جھونک گئی۔۔۔اور میں بے خبر رہا۔۔۔اللہ یہ کیا گناہ ہو گیا مجھ سے"

دو آنسو آنکھوں سے بغاوت کرتے ٹوٹ کر چاند کے بالوں میں جزب ہوئے تھے وہ پر اذیتی سے کہتا پریشمانی و تکلیف کی اتھاہ گہرائیوں میں تھا ۔۔

جبکہ وہ نازک جان تو اس کے حصار میں آتے ہی حواس کھو بیٹھی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس کے ڈھیلے پڑتے وجود کو محسوس کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ملائمت سے اس کا سر تکیے پر رکھا تھا ۔۔

اس کے پیروں کی جانب آتے اس کے جوتے نکالتے اس کے پیروں کو تھامتے جھکتے اپنے لب باری باری اس کے دونوں پیروں پر رکھے تھے ۔۔

"ایم سوری"

وہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر لب رکھتے بار بار دھرانے لگا ۔

پھر اس کی جلی پنڈلی یاد آئی کہ اس کے پاؤں سے تھوڑی سی اوپر تھی ۔۔

وہ آہستہ سے ٹراؤزر کو اوپر کرتے اس نشان پر جھکا تھا کتنا روئی ہو گی کتنا تڑپی ہو گی وہ نازک سی جان۔۔۔وہ تو نازک سی تھی پھر کیسے اتنی تکلیفوں برداشت کر گئی تھی وہ ۔

وہ وہاں اپنا لمس چھوڑتے اسے کی جانب آیا تھا نرمی سے اس کی کلائی تھامتے وہاں بھی اپنے لبوں کا مرہم رکھتے دوسری کلائی پر بھی یہی عمل دھراتے وہ ہاتھ بڑھاتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

"کسی کو نہیں چھوڑو گا میں۔۔سب کو اتنی ہی تکلیف دوں گا جتنی آپ نے برداشت کی میری زندگی۔۔سب کا حساب ہو گا اور اپنی سزا میں آپ پر چھوڑتا ہوں"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے مدھم آواز میں بولا تھا ۔۔

oooooooo

"نانی بیگم ....آپ ایسا ہونے کیسے دے سکتی ہیں وجدان شاہ اس لڑکی کو لے کر چلا گیا۔۔۔کیسے "

میرال غصے سے آپے سے باہر ہو رہی تھی۔۔وہ اس وقت شاہ بیگم کے کمرے میں غصے سے چلا رہی تھی۔

شاہ بیگم تو خود سکتے میں تھیں وہ کل کی لڑکی ان سے ان کے پوتے کو چھین کر لے گئی ۔۔

"میں کچھ نہیں جانتی نانی بیگم مجھے وجدان شاہ چاہیے کسی بھی صورت چاہے اس چاند کلموہی کو مروا ڈالیں یا پھر اسے کتوں کے آگے ڈالیں۔ مجھے وجدان شاہ چاہیے وہ صرف میرا ہے"

وہ غصے سے پھنکاری تھی۔ نور جو کچن کی جانب جا رہی تھی دادی بیگم کے کمرے سے آتیں میرال کی آواز پر اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکی تھی جو چاند کو مارنے کا بول رہی تھی ۔۔

وہ خوف سے کپکپائی تھی ۔

"فکر نہیں کرو تم میرا ل میرا بچہ اس چاند کے برے دن سمجھو شروع۔۔۔وہ کیا سمجھتی ہے لندن جا کر وہ شاہ بیگم کے قہر سے بچ نکلے گی ہر گز نہیں۔۔۔اس کا ایسا حال کروں گی کہ وہ موت کی بھیک مانگے گی مجھ سے ہاہاہاہا"

وہ سفاکی سے بولتی آخر میں قہقہہ لگا اٹھیں کیونکہ وہ اپنے دماغ میں سارا پلین ترتیب دے چکیں تھیں ۔۔

"ہاں نانی بیگم اور میں ایک ایسے انسان کو جانتی ہو جو اس چاند کے حسن پر بری طرح سے فدا ہے۔۔۔اب اس کا حسن ہی اس کی بربادی بنے گا"

وہ دونوں بھول گئیں تھیں کہ وہ اس وقت ایک عورت کے بارے میں ایسی گرونی سوچیں سوچ رہیں تھیں وہ خود بھی تو عورت ہی تھیں ۔۔

انھیں بس اپنے کام سے مطلب تھا۔ وہ اس بے ضرر کی لڑکی کو تباہ کرنے کی تیاری کر تیں کوئی فرعون ہی لگیں تھیں نور کو وہ لبوں پر ہاتھ رکھتے اپنی سسکیاں دباتے اپنے روم میں بھاگی تھی ۔

oooooooo

وہ اپنے روم میں آکر بری طرح سے روئی تھی ۔۔

ابھی جا کر تو چاند کو دادی بیگم کی قید سے آزادی نصیب ہوئی تھی وہ پھر سے اسے مارنا چاہتیں تھیں اس کے ساتھ برا کرنا چاہتیں تھیں ۔

"نن۔۔۔ نہیں ہم شش۔۔۔ شاہ کو بتا۔۔دیں۔۔۔گے اور۔۔۔ بھیو جانی کو بھی۔۔۔وہ کچھ نہیں ہونے۔۔۔دیں گے فیری کو"

وہ ہچکیاں کے درمیان خود سے بولتی اپنے آنسو اپنے ہاتھوں کی پشت سے رگڑتے زوار شاہ کے روم کی جانب بڑھی تھی ۔

وہ جو باہر جانے کے لیے تیار ہوئی تھی سب بھول گئی تھی۔اسے اس وقت بس چاند کی فکر تھیں۔بس اس کی حفاظت کی فکر تھی ۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی زوار شاہ کے روم میں گھسی تھی جو سامنے ہی ڈریسنگ کے سامنے کھڑا خود پر سپرے کر رہا تھا ۔

نور کو اندر آتے دیکھ زوار شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا پر جیسے ہی نور کے روئے روئے چہرے پر نظر پڑی دل جیسے کسی کی مٹھی میں آیا تھا ۔

وہ تیزی سے اس کی جانب آیا تھا جس پر وہ ایک پل پھر سے روتے اس کے سینے سے لگی تھی ۔

"جانِ شاہ۔۔۔میرے دل کیا ہوا کسی نے کچھ کہا میری جان کو مجھے بتائیں"

وہ سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے تڑپ ہی اٹھا تھا اس کی آنسو سے اٹی پلکیں دیکھ ۔

سوجی ہوئی بڑی بڑی شہد آنکھیں جس کے پپوٹے پھولے ہوئے تھے چھوٹی سی ناک شدید سرخ ہو رہی تھی عنابی لبوں کا خم بھی سوجا ہوا تھا جو بہت رونے کی غمازی کر رہے تھے ۔۔

"ششش۔۔۔میری جان بتائیں مجھے کیا ہوا"

وہ اس کی سوجی ہوئی آنکھوں پر لب رکھتے تفکر سے بولا تھا ۔

"شاہ وہ دادی بیگم "

وہ ہچکیاں میں روتی دھیرے دھیرے زوار شاہ کو ساری باتیں بتانے لگی جو اس نے دادی بیگم اور میرال کی سنیں تھیں ۔

زوار شاہ کے عصاب تنے تھے اب وہ دونوں اس گرونی حرکتوں پر اتر آئیں تھیں اور زیادہ افسوس تو اسے دادی بیگم پر ہوا تھا جنھیں اپنی جیتنے کی ہوس میں اپنا پوتا نظر نہیں آرہا تھا ۔۔

اس کی نظروں میں چاند کے لیے محبت نظر نہیں آ رہی تھی ۔۔

"شاہ دادی بیگم بلکل اچھی نہیں ہیں وہ فیری کو ہرٹ کریں گی جیسے پہلے کرتیں تھیں"

وہ لرزتی اس کے سینے میں منہ دیے روندھی آواز میں بولی تھی ۔

"شش۔۔۔میری جاناں۔۔۔وجدان بھائی بھابھی کو کچھ ہونے نہیں دیں گے تم رو نہیں میری جان"

وہ ایک بار پھر اس کی آنکھوں پر لب رکھتے محبت آمیز لہجے میں بولتا اسے خود میں بھینچ۔

گیا ۔

تبھی کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔۔نور ایکدم سے اس سے دور ہوئی تھی ۔

پر زوار شاہ نے اسے مزید خود میں بھینچتے اسے واپس اپنے سینے سے لگایا تھا ۔

اور یہ منظر دیکھتے رانیہ کے پورے وجود میں جیسے آگ لگ گئی تھی۔زوار شاہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا رانیہ کو اپنے کمرے کی دہلیز پر دیکھ ۔

"ہائے زوار"

وہ خود کو سنبھالتی ڈھٹائی سے بولتی اندر آئی تھی۔نور سے شرم سے پانی پانی ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔۔

"گٹ لاسٹ بلڈی فولیش گرل"

وہ جو پہلے ہی میرال کی وجہ سے غصے سے تپا ہوا تھا۔رانیہ کا اس قدر ڈھیائی سے بنا اجازت اس کے روم میں آنا جلتی پر تیل کا کام کیا تھا ۔۔

اس کی دھاڑ پر وہ سسکی سے سرخ پڑی تھی اہانت سے روم روم جل اٹھا ۔

"اوکے میں بعد میں آتی ہوں لگتا ہے ابھی تم مصروف ہو ڈیئر کزن"

وہ ابھی بھی باز نہ آتی اپنی خفت پر قابو پاتی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی

۔

"آؤٹ"

وہ غصے سے دھڑا تھا۔نور سہمتی مزید اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

"اوکے کول ہینڈسم"

وہ مسکرا کر بولتی ایک کاٹ دار نظر اس پر ڈالتی روم سے نکل گئی ۔

"نور میری جان"

اس کے جاتے ہی وہ اپنی بانہوں میں کپکپاتی اپنی جاناں کو محسوس کرتا نرم پڑتے لہجے میں دنیا جہاں کی محبت والفت لیے بولا تھا ۔

"آپ اتنی زور سے بولے ہمیں بہت ڈر لگ رہا تھا"

وہ سوں سوں کرتی نم لہجے میں بولی تھی ۔

زوار شاہ نے نرمی سے اس کی سرخ ہوتی ناک پر لب رکھ گیا۔ جس پر وہ مزید سرخ ہوئی تھی ۔

"آپ بہت گندے ہیں زورو"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ مارتی بولی تھی ۔

"اور آپ بے حد پیاری ہیں میری جاناں"

وہ اس کے سرخ عارضوں پر اپنے لب رکھتے محبت والفت سے بولا تھا ۔

"ہمیں ڈر لگتا تھا رانیہ آپی سے میرال آپی سے اور دادی بیگم سے بھی"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اپنا خوف اس پر عیاں کرنے لگی ۔

"کچھ بھی نہیں ہوا میری جاناں ہم چلتے ہیں آپ کی پسند کا کھانے کھائیں گے اور ڈھیروں ساری شاپنگ بھی کریں گے آپ کے لیے"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو بولا تھا ۔

"ہمیں آئس کریم کھانی ہے اور باربی فراک ساتھ اور ڈھیر ساری چاکلیٹ بھی

"

وہ اپنی فرمائشیں سناتے لاڈ سے بولی تھی۔زوار شاہ نے مسکراتے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے تھے ۔۔

"اب ڈمپل دکھائیں میری ڈمپل کوئین"

وہ اس کا چہرہ تھامتے اپنے سامنے کرتا بولا تھا جس پر وہ حیا سے سرخ ہوتی مسکرائی تھی ۔

اس کے گالوں پر نمودار ہوتے گھڑے جن میں زوار شاہ کا دل اٹکا تھا۔ وہ دنوں رخسار پر پر شدت لمس چھوڑتا بہکا تھا ۔۔

وہ کتنی پیاری تھی ۔

"آپ کتنی پیاری ہیں مجھے میری جان۔۔۔ کبھی بیان نہیں کر پاؤں گا آپ کو"

وہ اس کی رخسار پر ناک ٹریس کرتے مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

نور کی دھڑکنوں میں بے آہنگی اتری تھی پورے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی ۔

"شاہ"

وہ بے ساخت پکار بیٹھی تھی اپنی دھڑکنوں کے شور سے پریشان ہوتے ۔

"جی شاہ کی جان"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے اس کی شہ رگ پر ناک ٹریس کرتے مدہوشی سے بولا تھا ۔

نوراس کی دہکتی سانسوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے جل جانے کو ہوئی ۔

پلیز شاہ"

وہ پور پور لرزتی بمشکل بولی تھی جو اس کی جان ہلکان کرنے کی زد میں تھا ۔

وہ نرمی سے اس کی کالر بون پر دانت گاڑ گیا وہ سسکتی اس کے حصار میں بن پانی کی مچھلی کی مانند جھٹپٹائی تھی ۔

"جانِ زوار پاگل کر دو گی مجھے"

وہ اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑنے لگا جو نور کو سر تا پا سرخ کر گیا ۔

نور کو لگا جیسے اسے کسی بھٹی میں ڈال دیا گیا ہو ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز نہ"

وہ سسکتے رو دی تھی وہ نہیں برداشت کر سکتی اس کی اتنی شدتیں۔زوار شاہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"ایم سوری میری جان۔۔۔ تمھارے معاملے میں زوار شاہ بہت بے بس ہے ۔۔ایم سوری"

وہ اسے خود میں بھینچتے محبت و بے بسی سے بولا تھا ۔

"ہمیں نہیں بات کرنی آپ سے۔۔۔آپ نے ہرٹ کیا ہمیں"

وہ خفگی سے بولتی اسے خود سے پرے دھکیلتی دور ہوئی تھی۔زوار شاہ نے واپس سے اسے خود میں بھینچ لیا ۔

"اوکے ایم سوری چلو اب چلتے ورنہ مجھے اٹھانے میں بھی کوئی قباحت نہیں"

زوار شاہ کی دھیمی کام آئی تھی جس پر وہ اس سے پہلے تیزی سے روم سے نکلی تھی ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

oooooooo

آنکھیں کھولی تو خود کو انجان جگہ پاتے وہ کچھ پل غائب دماغی سے چھت کو گھورتی رہی۔ کچھ ہی پلوں میں حواس واپس آنے لگے ۔

تو ادراک کے پہلو بھی روشن ہونے لگے وہ کسی دوسرے ملک میں تھی پھر وہ اسے کمرے میں لے کر آیا تھا۔۔۔ یہیں کمرہ تو تھا ۔

پھر وہ بالکنی وہاں سفید پھول اس کا دل پر سکون تھا پر پھر اس کے بعد کیا ہوا تھا وہ بھول گئی اسے کچھ یاد نہیں آرہا تھا وہ یہاں بستر پر کیسے آئی ۔

وہ بستر چھوڑتی اٹھی تھی دبیز کلین پر پاؤں رکھتے ایک ملائم سا احساس ہوا تھا جیسے اس نے روئی کے گالوں پر پاؤں رکھ دیا ہو ۔۔

وہ پیروں میں جوتے اڑیستے اٹھی تھی۔ پیروں میں جیسے جان ناپید سی تھی ۔

پر وہ ہمت کرتے چلتی روم سے باہر نکلی تھی کوریڈور عبور کرتے وہ زینہ کی جانب آئی جہاں ہال میں ہر طرف گہما گہمی تھی بہت سی سرونٹس کام کرنے میں مگن تھی ۔۔

اسے لگا وہ کسی محل میں ہے۔

"گڈ ایوننگ میم۔۔۔کیا آپ کو کچھ چاہیے"

یہ وہی ملازمہ تھی جو اسے آتے ہوئے ملی تھی۔پر اسے زیادہ حیرانی اسے اُردو بولتے دیکھ ہوئی تھی تبھی وہ بنا کچھ بولے خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگی ۔

"او۔۔۔آپ سوچ رہی ہیں کہ مجھے اردو کیسے آتی۔۔یہاں دیکھ رہی ہیں یہاں پر پیلس میں پینتیس فی میل سرونٹس ہیں جنہیں حاص اپوائٹ کیا گیا ہے آپ کے لیے۔۔۔سب کی سب کو اُردو آتی ہے"

وہ اسے مسکرا کر بتاتی خیران کر رہی تھی پر وہ پھر بھی کچھ نہیں بولی تھی ۔۔

وہ تو خود نوکرانی تھی شاہ خویلی کی پھر یہاں اس کے لیے اتنی ساری نوکرانیاں وہ بے یقینی سی تھی ۔۔

"ان سے ملیں میم یہ لیلی ہے اور یہ روزی ہے آج سے یہ ہر پل آپ کے ساتھ رہیں گی۔آپ کو کچھ بھی چاہیے ہو گا تو آپ ان سے کہہ سکتی ہیں"

وہ ٹینا اور لیلی کی جانب اشارہ کرتی اسے آگاہ کرنے لگی وہ ابھی بھی کچھ نہیں بولی تھی بس کای بے جان بت کی مانند کھڑی رہی ۔۔

"میں ان سب کی ہیڈ ہوں جین اگر آپ کو کوئی بھی مصلہ ہو آپ مجھے بتا سکتی ہیں"

وہ اس چھوٹی سی پری کو دیکھتے مسکرا کر بولی تھی اسے اپنی مالکن پسند آئی تھی ۔

"شاہ سائیں کہاں ہیں"

اتنے وقت میں وہ بس اتنا بولی تھی ۔

"کیا آپ سر کی بات کر رہی ہیں میم"

جین نے دریافت کیا تھا۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی ۔

"میم سر ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے گئے ہیں تھوڑی دیر میں آجایئے گا آپ چینج کر لیں پلیز۔۔۔اور کچھ ہلکا پھلکا کھالیں ڈینر سر آپ کے ساتھ کریں گے"

وہ ٹینا اور لیلی کو اشارہ کرتے بولی تھی۔ تو وہ دونوں اسے لیے روم کی جانب بڑھیں تھیں۔ جس پر وہ بنا کچھ کہے ان کے ساتھ چل دی ۔۔

روم میں آتے لیلی اور روزی اسے ڈریسنگ روم میں لے آئیں۔ جس کے اندر ایک اور روم بنایا گیا تھا ۔

چاند تو بس خیرانی سے دیکھ کر رہ گئی اسے لگا وہ کسی شاپنگ مال میں گھس آئی ہے

۔۔

جہاں ایک سائڈ پوری لیڈز کپڑوں جوتوں کاسمیٹک۔۔پرفیومز۔۔واچیز۔۔اور بہت سی لیڈز چیزوں سے بھری ہوئی تھی جبکے دوسری سائڈ میں شائذ وجدان شاہ کی چیزیں تھیں ۔۔

"میم یہ دیکھیں یہ آپ پر بہت سوٹ کرے گا"

لیلی ایک براؤن کلر کا خوبصورت ساویلوٹ کا فراک اس کے سامنے کرتے بولی تھی جس کے بند گلے پر میرون سٹون کا ہلکا سا کام تھا ۔

پر وہ اسے نظر انداز کر گئی۔لیلی سمجھ گئی تھی کہ وہ اسے پسند نہیں آیا تھا ۔

چاند دھیمے قدم وہاں رکھی چیئر پر بیٹھ گئی ۔

"میم یہ دیکھے کتنا پیارا ہے"

ٹینا نے ایک ٹی پنک لونگ فراک دیکھاتے کہاں تھا پر وہ اس میں بھی دل چسپی ظاہر نہیں کر رہی تھی ۔

"میم یہ والا سب سے بیسٹ ہے لک۔۔۔ سو گورجیس"

لیلی ایک رائل بلو کلر کے سمپل سے لیکن نہایت خوبصورت ڈریس کو اس کے سامنے کرتے بولی تھی جو گھٹنوں تک آتا فراک تھا جس کے دامن پر چھوٹے چھوٹے سرخ اور سفید رنگ پھول بنے ہوئے تھے جن پر تتلیاں رقص کرتی نظر آ رہیں تھیں ویسٹ پر لگ وائٹ بیلٹ اس ہی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر

رہا تھا ساتھ میں وائٹ ٹائٹس۔۔ جیسے دیکھتے چاند کی آنکھیں بھی چمکیں تھی یعنی وہ اسے پسند آیا تھا ۔

"آہ۔۔۔۔ میں جانتی تھی میم آپ کو یہ پسند آئے گا پلیز آپ چینج کریں تب تک ہم اس کے میچینگ شور اور اور جیولری وغیرہ دیکھتے ہیں"

وہ اسے ڈریس پکڑاتے ایک جیولری کی جانب بڑھی تھی دوسری شوز کی جانب بڑھیں تھیں ۔

چاند ڈریسنگ روم میں گھس گئی تھی ۔۔

ooooooooo

میری آنکھوں میں ترے پیار کا آنسو آئے

کوئی خوشبو میں لگاؤں تری خوشبو آئے

وقت رخصت کہیں تارے کہیں جگنو آئے

ہار پہنانے مجھے پھول سے بازو آئے

میں نے دن رات خدا سے یہ دعا مانگی تھی

کوئی آہٹ نہ ہو در پر مرے جب تو آئے

ان دنوں آپ کا عالم بھی عجب عالم ہے

تیر کھایا ہوا جیسے کوئی آہو آئے

اس کی باتیں کہ گل و لالہ پہ شبنم برسے

سب کو اپنانے کا اس شوخ کو جادو آئے

اس نے چھو کر مجھے پتھر سے پھر انسان کیا

مدتوں بعد مری آنکھوں میں آنسو آئے

وہ پگھلنا نہیں چاہتی تھی پر وہ پگھل رہی تھی۔۔وہ محبت جو کہیں اندر ہی مر گئی تھی ۔دل کے کسی کونے میں اس آبیاری کی ایک شاخ آج بھی ہری تھی جو دھیرے دھیرے پھر سے اس کی وجود کو جھکڑنے لگی تھی ۔

وہ شخص کوئی ساحر تھا کوئی جادو گر تھا جو اسے اپنے بس میں کر رہا تھا۔۔۔آہستہ آہستہ اس پر کوئی اسم پھونکتا اسے خود کے لیے نرم کر رہا تھا ۔

وہ کیا تھا ۔

کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا ۔

وہ اتنا اچھا اتنا نرم کیسے ہو گیا تھا ۔

وہ کس پر بھروسا کرتی اس پر جس نے شادی کی رات اسے منہ دیکھائی میں تماچہ رسید کیا تھا ۔

اس پر جس نے اسے ایک بے ہودہ آفر کی تھی۔ یا پھر اس پر جو وہ اب تھا ۔۔

نرم دل۔۔۔ محبت آمیز لہجے میں اسے مخاطب کرنے۔۔۔اس پر اپنی دیوانگی و وارفتگی لٹانے والا اسے محبت بھرے ناموں سے پکارنے والا۔۔اس کی ہر تکلیف پر مرہم رکھنے والا۔۔اسے اس بے رحم دنیا سے نکال کر اپنی جنت میں لانے والا ۔۔

وہ کس روپ کو اس کا اصل مانتی ۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ وجدان شاہ اس کی جانب آیا تھا ۔۔

جو بالکنی میں کھڑی آسمان کی وسعتوں میں جانے کیا تلاشتی کسی اور جہاں میں گم تھی کہ وجدان شاہ کے آنے کا بھی علم نہ ہوا ۔۔

بلو ڈریس میں اپنے شانوں پہ وائٹ اونی شال لیے وہ نا جانے کونسے جہاں میں گم تھی ۔

وہ نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتا اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھ گیا۔وہ چونکی تھی۔دل بے ساختگی سے دھڑکا تھا ۔

"کہاں گم ہیں جاناں"

وہ اس کی سماعت میں نرم سرگوشی کرنے دریافت کر رہا تھا جس پر وہ بنا کسی تاثر کے کھڑی رہی۔ نہ کچھ بولی تھی بس اس کا حصار توڑتے وہ کچھ دور ہوئی تھی ۔

وجدان شاہ نے بھی اسے آزاد کر دیا تھا ۔

"اچھا کچھ کھایا آپ نے"

وہ نرمی سے تھامتا اس کا رخ اپنی جانب موڑتے بولا تھا پر جیسے ہی نظریں اس معصوم پری کے چہرے پر پڑیں نظریں ساکن اور زبان کنگ ہوئیں تھیں ۔

ڈھیلی ڈھالی سا فریچ ناٹ بنائے جس سے نکلتی کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے پر جھول رہیں تھیں۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے سچے موتیوں کے ٹاپس پہنے

چہرے کو ہلکا پھلکا موسچرائز کیے ہونٹوں پر ہلکا سا اورنج گلوز لگائے، وہ اتنی سی تیاری بہت پیاری لگ رہی تھی ۔

وہ مبہوت سا یک ٹک اسے دیکھے گیا ۔۔

"بے حد پیاری لگ رہی ہیں مائے فیری۔۔۔بہت زیادہ خوبصورت۔۔آپ ساحرہ ہیں میری جاناں"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔وہ جی جان سے لرزی تھی اس کے پر شدت لمس پر ۔

"ہم کک۔۔ کہاں ہیں"

ناجانے کیوں وہ پوچھ بیٹھی حالانکہ اسے فرق نہیں پڑتا تھا اس سب سے وہ کہاں تھی اور کیوں تھی۔ وجدان شاہ نے نرمی سے اس کے ٹاپس کو چھوا تھا ۔

"لندن میں مائے فیری۔۔۔ اور یہی آپ کا اصل گھر ہے آپ کے شوہر کا گھر ۔۔۔ جہاں اب آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی۔۔ صرف میں اور آپ ۔۔۔ تیسرا کوئی بھی نہیں۔۔ آپ یہاں کی ملکہ اور میں آپ کا کنگ"

وہ اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے انگوٹھے کی مدد سے اس کے بالائی لب کو دباتے بغور اس کے انگوری لبوں ہو تکتے وہ مدہوشی سے بولتا اپنی حرکتوں سے چاند کی جان جلا رہا تھا ۔

"مم۔۔مت کریں"

وہ ہمت جھٹاتی اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹا گئی۔ جس پر وجدان شاہ نے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو اپنی حراست میں لیا تھا

۔۔

وہ تڑپتی اس کے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

وہ مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ تو جیسے اس کی سانسوں کو بندی بنائے آزادی دینا بھول ہی گیا تھا وہ اسے اوپر کو اٹھاتے اپنے مقابل کرتا مزید پر شدت ہوتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرنے لگا ۔۔

چاند کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا ہونٹوں پر ہوتی جلن اور سانسوں کی تنگی پر وہ بے حال ہوتی مزاحمت ترک کر گئی ۔

تبھی وہ اس نازک جان پر رحم کھاتا اسے آزادی دیے اسے اٹھائے روم کی جانب بڑھا وہ بے جان سی ہوتی اس کے سینے میں سر چھپائے گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو یقین دلانے لگی کہ وہ زندہ ہے ۔۔

"بہت نازک سی ہیں آپ مائے فیری اور وجدان شاہ کی شدتیں بے حد بے تاب و پر شدت۔۔۔کیسے برداشت کریں گی میری جاناں"

وہ اسے بیڈ پر ڈالتے اس ہر جھکتے دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا جس پر وہ سہمتی سانس روک گئی ۔

"آپ کو اپنی دھان پان سے وجود پر کچھ تو رحم کرنا چاہیے۔۔۔پر آپ ہیں کہ وجدان شاہ کو بہکا کر اسے تڑپا کر خود سے ہی بغاوت پر اتر آئی ہیں۔۔دس از ناٹ فیئر مائے فیری"

وہ خود سب کچھ کر کے جیسے سارے الزام اس پر دھر رہا تھا ۔

"نن۔۔۔ نہیں میں نے کک۔۔۔کچھ نہیں کیا"

وہ بمشکل بولتی اس کے الزام پر تڑپ اٹھی۔ بھلا اس نے کب اسے بہکایا تھا وہ خود ہی بہک جاتا تھا اسے دیکھتے ہی ۔۔۔

یہ سوچ اس قدر جان لیوا تبھی کہ وہ پل بھر میں سرخ گلال ہوئی تھی۔ جیسے دیکھتے وجدان شاہ کی آنکھوں میں مزید خماری اتری تبھی وہ جھکتا اس کے گلابی گال پر لب رکھ گیا ۔

وہ پور پور لرزتی اس کے دہکتے لمس اور مونچھوں کی چبھن پر سسکی اپنے لبوں میں دبا گئی ۔۔

وجدان شاہ ایک طویل بوسہ اس کے گال پر دیتا دوسرے گال پر جھکا جس پر وہ اپنا رخ دوسری جانب موڑ گئی ۔۔

وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اس کی حیا اس کی شرم وجدان شاہ کے دل کو سرشاری سے بھر رہی تھی ۔

اوکے مائے فیری کچھ نہیں کرتا آپ فریش ہو جائیں پھر ساتھ میں ڈینر کرتے ہیں"

وہ بیڈ سے اترتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آتا اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔ چاند دھیرے سے رخ موڑتے بمشکل اپنی بھاری ہوتی پلکیں کو اٹھائے وجدان شاہ کی جانب دیکھا تھا۔

جو بال بناتا اس کی جانب آرہا تھا وہ اسے پھر سے اپنی جانب آتے دیکھ کر پھرتی سے اٹھتی بیڈ کی دوسری جانب جا کھڑی ہوئی ۔

وجدان شاہ نے آبرو اچکائے تھے۔۔اسکی پھرتی دیکھ ۔

"ابھی کے لیے ہمیں دنر کرنا ہے میری جان سو کم ان"

وہ ہاتھ پھیلاتا اسے نرمی سے بولا تھا جس پر وہ خوف زدہ نظروں سے دیکھتی دھیرے دھیرے چلتی اس کی جانب آئی تھی ۔

oooooo

ہاں بتاؤ کیوں بلایا مجھے اور ایسا بھی کیا کام پڑھ گیا شاہ خویلی کی نواسی کو مجھ سے "

باسط ملک اسے سر تا پاؤں بے باکی سے تکتے طنزیہ گویا ہوا۔ جو اس وقت بلیک کلر کی ٹاپ اور بلو جینز میں گلے میں سکاف رول کیے قیامت ڈھا رہی تھی ۔

"ہمم۔۔۔میں نے سنا ہے تم اپنی کزن چاند احمد کے دیوانے ہو تو سوچا کیوں نہ اسے پانے میں تمھاری مدر کروں"

وہ ایک ادا سے بال جھٹکتے بولی تھی جس کی بات ہر بساط ملک ہنسا تھا ۔

"میرال صاحبہ اتنی تو تم اچھی ہو نہیں جو میرے لیے اتنی سخاوت برت رہی ہو اب سیدھا مدعا کی بات پر آؤ"

وہ تنک کر کہتا میرال کے عصاب تنے تھے پر اسے تحمل سے کام لینا تھا ۔

مطلب یہ کہ مجھے وجدان شاہ چاہیے اور تمھیں چاند تو کیوں نہ ایک دوسرے کی مدد کریں"

وہ سیدھا کام کی بات پر آئی ۔

"تو یوں کہوں نہ میرال صاحبہ کہ تمھیں میری مدد چاہیے وجدان شاہ کو پانے میں چاند کو تو میں حاصل کر ہی لوں گا"

وہ مغرور انداز میں ہنستے بولا تھا اس کی بات پر میرال نے داد میں آبرو اچکائے۔

"ابھی تم جانتے نہیں باسط ملک وجدان شاہ کو تم اس کی ایک چٹکی کی مار ہو ۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولتی تھی۔ باسط ملک بلبلا اٹھا ۔

"شٹ اپ میرال حد میں رہو تم ابھی باسط ملک کو جانتی نہیں اس وجدان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کو کھاڈالوں گا"

وہ غصے سے بھنایا بولا تھا۔ میرال ہنسی تھی اس کی بات پر ۔

"پہلے جان تو لو وہ ہے کہاں باسط ملک پھر دیکھو کی تمھاری ڈھنگیں کہاں تک سچ ہیں"

وہ اپنا بیگ اٹھائے اٹھی تھی ۔

"وہ پاکستان ہے"

وہ فوراً بولا تھا جس پر وہ نفی میں سر ہلاتے مسکرائی تھی ۔

"وہ جا چکا ہے اور اس بار اپنے ساتھ چاند احمد خان کو بھی لے گیا ہے۔ جس انسان کو یہ تک نہیں پتہ وہ کہاں ہے وہ کیا مدد کرے گا میری مجھے لگتا ہے میں غلط آدمی کے پاس آگئی ۔"

وہ ترشی سے بولتی جانے کو مڑی تھی ۔

"میرال رکو ٹھیک ہے ہم ساتھ کام کریں گے"

اسے اپنا فائدہ نظر آیا تھا تبھی جھٹ سے بولا تھا۔ میرال کے چہرے پر ایک کمینی سی مسکراہٹ آئی تھی ۔

"یہ تمھارے لیے اچھا ہے"

وہ واپس سے اس کے سامنے بیٹھی تھی ۔

"تو وجدان شاہ اس وقت کہاں ہے"

وہ اجلت سے بولا تھا ۔

"لندن میں۔۔۔ لیکن وہ لندن میں کس جگہ ہیں یہ کسی تو نہیں پتہ سوائے زوار شاہ کے"

وہ اپنی بات مکمل کرتی چپ ہوئی تھی ۔

"ٹھیک ہے اسے ڈھونڈنا میرا کام ہے"

وہ بولا تو میرال یہ ہونٹ ایک بار پھر سے کمینگی سے مسکرائے تھے۔ پھر وہ دونوں ان دونوں کو کے خلاف پلینگ میں مصروف ہو گئے ۔

★★★★★

نور ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑے گارڈن میں جھول جھولتی اپنے آپ میں مگن تھی کہ اسے اکیلے دیکھ رانیہ کا شیطانی دماغ تیزی سے حرکت میں آیا ۔۔

اسے کچھ بھی کر کے اس نور کو زوار شاہ سے دور کرنا تھا۔ دماغ کے تانے بانے بنتی ابھی وہ سوچ میں ہی گم تھی کہ اس کی نظر سامنے سے آتے زوار شاہ پر پڑی ۔

جونیوی بلو کلر کی شلوار قمیض پہنے شانوں پر اجرک ڈالے بھورے بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے سرخ سپیدر نگت پر بھوری بھری بھری بیرڈ جو اس پر بے تحاشا جچتی تھی ۔

وہ یونانی دیوتا کس قدر پاگل کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا کوئی رانیہ سے پوچھتا ۔

وہ جان بوجھ کر اس کی قریب سے گزرتی گرنے کا ناٹک کرتی چیختی زوار شاہ کی قمیض کو سینے سے تھام گئی ۔

زوار شاہ کو اس سب کے لیے تیار نہ تھا ایکدم سے بنا سوچے سمجھے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ گیا۔ رانیہ نے آنکھیں بند کرتے اس ظالم کے لمس کو اپنے اندر سمویا تھا ۔

نور جو رانیہ کی چیخ کی آواز سنتی اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی اسے زوار شاہ کے اپنے قریب اور زوار شاہ کا ہاتھ اس کی کمر پر دیکھتے دل جیسے رک سا گیا ۔

سانسیں ساکن ہوئیں تھیں۔ زوار شاہ کی نظر جیسے اپنی زندگی پر پڑی تو وہ اس آنکھوں میں تیرتی نمی اس کی جان نکال گئی ۔

اس کے پورے وجود میں ناگواری کی ایک لہر اٹھی تھی۔وہ ایک جھٹکے میں رانیہ کو خود سے پرے دھکیلتا نور کی جانب بڑھا تھا ۔

"تم بے ہودہ لڑکی دیکھ کر نہیں چل سکتی۔۔۔اگر تمھاری وجہ سے میری دل نور روئی نہ تو خشر بگاڑ دوں گا تمھارا"

وہ غصے سے دھاڑتا نور کے پیچھے بھاگا تھا رانیہ نے جلتی آنکھوں اور جلتے دل کے ساتھ یہ منظر دیکھا تھا ۔

میں چھین لوں گی تم سے زوار کو نور"

اس کا دل چاہا وہ نور کو جان سے مار دے۔اسے جلد کچھ کرنا تھا اس نور کا جو اس کی جان کا عذاب بنی بیٹھی تھی ۔

زوار شاہ اس کے روم میں آیا تو بیڈ پر اندھے منہ پڑی رو رہی تھی وہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"میرے دل"

وہ اسے تھام کر اٹھاتے اپنے سامنے کر گیا وہ ایکدم سے اس کی گردن کے گرد اپنے محملی بازوؤں کا ہال ڈالتی اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"میرے جاناں میرے دل میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا وہ خود مجھ سے ٹکرائی تھی"

وہ اس کے اس طرح رونے پر صفائی دینے لگا۔پر اس کا چپ ہونے کا جیسے کوئی ارادہ نہیں تھا ۔

"میرے جان چپ ہو جائیں ورنہ اس بے ہودہ لڑکی کا گلا دبا آؤں گا"

وہ اس کے مسلسل رونے پر غصے سے بولا تھا۔نور نے اس کے سینے پر مکے برساتے اپنا غصہ نکالا تھا اور وہ خاموشی سے کھاتا رہا ۔

"آپ۔۔۔کی ہمت کیسے ہوئی انھیں ہاتھ لگانے کی"

وہ نم لہجے میں غصے سے بولی تھی ۔

"غلطی ہو گئی میری جان"

وہ خاموشی سے اپنی غلطی تسلیم کر گیا ۔

"آپ پھر جا رہے تھے اس کے پاس"

وہ اس کے سینے پر ایک اور مکا رسید کرتے بولی تھی ۔

"اسے سزا دینے جا رہا تھا جس کی وجہ سے میری دھڑکن کی آنکھوں میں اتنے آنسو آئے"

وہ جھکتا اس کے سارے آنکھوں اپنے لبوں سے سمیٹتے محبت والفت سے گویا ہوا

۔

وہ پل بھر میں سرخ ہوئی تھی پر پھر سے غصہ عود آیا ۔

"آپ ہمارے ہیں"

وہ اس کے کالر مٹھیوں میں دبوچتے غصے سے چھوٹی سی ناک لال ہو رہی تھی

۔زوار شاہ نے جھک پر نرمی سے اپنے لب رکھے تھے ۔

اس کا اپنے لیے اتنا پوزیسو ہونا۔یہ روپ بہت جان لیوا تھا زوار شاہ کے لیے ۔۔

"کوئی شک ہے کیا"

وہ نرمی سے اس کے سنہری بال پیشانی سے سمیٹے اس کی چاندنی سی پیشانی پر لب رکھتے بولا تھا۔ نور کو اپنی دھڑکنیں بے آہنگ ہوتیں محسوس ہوئیں ۔

"وہ سامنے آئی تو آپ انھیں دیکھیں گے بھی نہیں غلطی سے بھی نہیں"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولی تھی۔ زوار شاہ نے نرمی سے اس کے پھولے گالوں پر بوسہ دیا ۔

"اگر عین سامنے بھی آگئی تو میں آنکھیں بند کرلوں گا پرامس"

وہ اس کے حکم پر سر خم کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا

۔

"آپ ہمیں پیار کرتے ہیں بس"

وہ اب بھی مطمئن نہیں تھی شاید۔اس کی بات پر زوار شاہ کی آنکھوں میں خماری اتری تھی ۔

"بہت۔۔۔بے حد زیادہ اتنا کے بتاتے بتاتے یہ عمر تمام ہو جائے

لفظ شد پڑھ جائیں

لکھتے لکھتے دنیا کا ہر قلم مسمار ہو جائے ۔

یہ دن رات ڈھلتے خشر کو پہنچ جائیں

دنیا کے سارے پیمانے کم پڑھ جائے

اتنا پیار کرتا ہوں آپ سے کہ آپ نظر نہ آئیں تو آنکھوں کی بینائی ختم ہونے لگتی ہے"

وہ اس کی شہد رنگ آنکھیں میں اپنا عکس تکتے دیوانگی و وارفتگی سے بولتا نور کو خیرہ کر گیا ۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی وہ ناداں سی تھی آج تک سمجھ ہی نہ پائی تھی کہ وہ ساحر اس سے اپنی شدت بے پناہ محبت کرتا تھا ۔

یاشاید وہ سب جان کر بھی انجان بن جاتی تھی ۔

"مجھے تو محسوس ہی نہیں ہوتا اپنا آپ میرے دل۔۔مجھے تو ہر سو اپنے اندر بھی بس آپ ہی آپ نظر آتی ہیں"

پاس آؤ ایک التجا سن لو

پیار ہے تم سے بے پناہ سن لو

اک تمہی کو خدا سے مانگا ہے

جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو

ابتدا عشق کی ہوئی تم سے

تم ہو چاہت کی انتہا سن لو

بن تیرے جی نہیں سکتے ہم

لوٹ آؤ میری صدا سن لو

دیکھ لو زندگی ادھوری ہے

نہ رہو اور اب جدا سن لو

تم صرف تم ہو زندگی میری

سچ ہے یہ_ باخدا سن لو

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس پر جھکتا جنونیت سے بولا تھا نور اس کی آنکھوں سے لپکتے جنون سے خوف زدہ ہوتی آنکھیں میچ گئی ۔

وہ بہکتا اس کی بیوٹی بون پر جھکتا بے حد جنونیت سے اپنا لمس چھوڑتے اسے خود میں قید کرنے لگا وہ جی جان سے لرزی تھی اس کے پر حدت آغوش میں ۔۔

اسے اس کے دہکتے لمس پر اپنی گردن جلتی محسوس ہوئی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز"

وہ برداشت نہ کر پاتے ملتجی لہجے میں بولی تھی پر وہ پہلے کہاں سنتا تھا جواب سنتا ۔

"خود پنگا لیا ہے نہ تو اب بھگتیں بھی میری جان"

وہ اس کے نچلے لب کی لرزش کو اپنے انگوٹھے پر محسوس کرتا مسرور سا بولا تھا ۔

"ہمارے دل کک۔۔۔ کو کچھ ہو جائے گا"

وہ بمشکل نم لہجے میں بولتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے باز رکھنے لگی ۔

جس ہر وہ مخمور نظروں سے اس کا سرخ پڑھتا چہرہ دیکھ اس کے نازک ہاتھوں کی انگلیوں اپنے آہنی ہاتھوں سے الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا ۔

اس کی مونچھوں کی چھبن پر وہ سسکی تھی۔زوار شاہ کی جزبات سے بھاری بھوری آنکھیں میں پل پل گہرا ہوتیں خمار کی سرخیاں نور کی جان نکال رہیں تھیں ۔

وہ کیوں اتنی جزباتی ہوئی تھی آخر۔۔وہ تو ازل سے اس کا تھا۔پھر وہ کیوں خود آ پھنسی تھی اس ڈائنو کے چُنگل میں ۔

"شش۔۔۔شاہ ہم۔۔۔ہماری بات...آہ"

وہ اسے کسی طرح سمبھالنا چاہتی تھی جو اس کے وجود سے دوپٹہ جدا کرتا واپس سے اس پر حاوی ہوتا اس کے گلابی رخسار پر لب رکھتا دانت گاڑ گیا وہ بری طرح سے سسکی تھی ۔

پورے وجود میں جیسے طغیانی سی اتر آئی تھی ۔

"آج آپ نے خود دعوت دی ہے میرے دل۔۔۔اتنی آسانی سے یہ جن آج آپ کی جان نہیں چھوڑنے والا"

وہ بہکے لہجے میں بولتا اس کے دل کے مقام پر جھکتے وہاں اپنا بہکتا پر شدت لمس چھوتا نور کو زلزلوں کی زد میں کر گیا۔وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپی تھی ۔

"شاہ"

وہ بری طرح سے اس کے حصار میں مچلی تھی ۔

اس سے پہلے کے وہ مزید آگے بڑھتا کہ نور کے روم کا ڈور ناک ہوا تھا ۔

"نور بی بی آپ کو بڑی بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں"

رجو نے آواز لگائی تھی ۔

"شاہ جانے دیں پلیز ماما بلا رہی ہیں"

وہ اپنی بے آہنگ دھڑکنیں سنبھالتی منت بھرے انداز میں بولی تھی ۔

"جائیں جانم پر یہ ملاقات ادھار رہی"

زوار شاہ نے رحم کھاتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے اسے آزادی دی تھی۔ جا پر وہ جھٹ سے بیڈ سے اتری تھی۔ اور اپنا دوپٹہ اٹھائے باہر بھاگی تھی ۔

پیچھے اس کی پھرتیاں دیکھ زوار شاہ کا قہقہہ بے ساخت تھا۔ جس کی آواز سنتے نور کی ٹانگیں کپکپائی تھی ۔

★★★★★

وجدان شاہ اس وقت لیونگ ایریا میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا۔ کیونکہ چاند روم میں سو رہی تھی وہ اسے ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا تھا ۔

تبھی وہ یہاں بیٹھا کام کر رہا تھا چاند کے اٹھنے پر وہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانے والا تھا کیونکہ اسے ایک اچھے سائکیٹرس کی ضرورت تھی ۔

"کیسے ہو وجدان شاہ"

وہ اپنے کام میں مگن تھا کہ علیزے میر کی آواز پر لب مسکرائے تھے ۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو علیزے میر"

وہ حاصے تکلف سے کام لیتے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا ۔

"آہ۔۔۔اتنا تکلف وجی دس از ناٹ فیئر"

وہ منہ بسورتی اس کے سامنے ہی براجمان ہوئی ۔

"کرنا پڑتا ہے کبھی کبھی علیزے صاحبہ"

وہ نظریں لیپ ٹاپ پر ٹکائے مصروف انداز میں بولا تھا ۔

"اچھا بتاؤ کون ہے وہ اسپیشل پرسن جس کی وجہ سے وجدان شاہ علیزے میر سے اتنا فارمل ہو رہا ہے۔۔ٹیل می"

وہ بحث ترک کرتی تجسس سے دریافت کر رہی تھی ۔

She is sleeping.

"وہ سو رہی ہے"

وہ پر سکون انداز میں بولا تھا ۔

"یعنی وہ لڑکی ہے کہیں دل آئنور تو نہیں آئی تمھارے ساتھ"

وہ متبسم لہجے میں بولی تھی ۔

"نہیں تمھیں لگتا ہے زوار اسے کہیں جانے دے سکتا ہے"

وہ مسکرا کر بولا تھا ۔

"آہ۔۔۔میں بھول گئی زوار پاگل اس بے چاری کی جان چھوڑے تب ہی تو وہ کہیں جا پائے"

وہ ہنستے بولی تھی پر وجدان شاہ کی گھوری پر گڑبڑائی ۔

"علیزے میر باز آجاؤ"

وہ کچھ سختی سے بولا تھا ۔

"اوکے اوکے کول یار۔۔اب بتا بھی دو یونو نہ مجھے کریوسٹیز نہایت بری لگتی ہیں"

وہ جھنجھلائی تھی ۔

تبھی ٹینا ان کی جانب آئی تھی ۔

"سر میم اٹھ گئی ہیں اور انھوں نے خود کو ڈریسنگ روم میں لاک کر لیا ہے"

ٹینا نے سر جھکائے اطلاع دی۔ وجدان شاہ کا پارا ہائی ہوا تھا ۔

"تو تم لوگوں کو کس لیے رکھا ہے میں نے ایڈیٹ"

وہ غصے سے دھاڑتا لیپ ٹاپ وہیں پھینکتا اوپر کو بھاگا تھا۔ علیزے میر بھی گھبراتے اس کے پیچھے بھاگی تھی ۔

پورے پیلس کے ملازمین حرکت میں آئے تھے ۔

وجدان شاہ روم میں آتے ہی ڈریسنگ روم کے سامنے آیا تھا ۔

" Open the door "

وہ وائس کمانڈ میں کہتا جیسے ہی دروازہ کھلا وہ تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھسا تھا

سامنے ہی وہ کچھ فاصلے پر سارے ڈریسز کو رمین کی نظر کیے ان کے قریب ہی زمین پر بیٹھی ہوئی تھی ۔

اسے ٹھیک دیکھ وجدان شاہ نے سکون کا سانس بھرا تھا ورنہ سیڑھیاں عبور کرنے سے روم میں داخل ہوتے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولنے تک وہ پل پل ڈرتا سو بار مرا تھا ۔

کہ کہیں وہ خود کو کوئی نقصان نہ پہنچا لے۔ وہ وہیں دروازے میں ہی کپکپاتے دل کو سنبھالتے دراز ہوتا اسے دیکھنے لگا۔۔

جو پیچ کلر کی فراک پہنے کھلے جو اس پر انتہائی خوبصورت لگی تھی وجدان شاہ کو زیب تن کیے سیاہ بالوں کے ابشار اس وقت ہر بندھن سے آزاد اس کی پشت کو گھیرے زمین پر بھی بکھرے پڑے تھے کسی بھی قسم کی آرائش سے پاک دلکش چہرے وجدان شاہ کو اپنی کل کائنات لگا تھا ۔

وہ گھٹنوں کے گرد بازو حائل ان پر سر رکھے اسی کی جانب منہ کیے کسی غیر مرائی نقطے کو اپنی سرمئی آنکھوں سے گھور رہی تھی اس کے آنے پر بھی وہ ذرہ بھی حرکت میں نہیں آئی تھی ۔

علیزے میر جو اس کے پیچھے آئی تھی وجدان شاہ کو یوں دروازے میں بیٹھا دیکھ آنکھیں پھٹ پڑیں ۔

وہ شخص جو ایک زمانے کو اپنے سامنے جھکانے کی صلاحیت رکھتا تھا آج فرش پر بیٹھا ہوا تھا ۔

"وجی وٹ ہیپنڈ"

وہ اس کے قریب آتی سکتے کی حالت میں دریافت کرنے لگی پر وہ ہوش میں کہاں تھا ۔

وہ تو اس گم کسی اور ہی جہاں میں تھا۔ ہوش تو تب آیا جب اس پری کی سرمئی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کے گلاب رخسار پر بکھرے تھے وہ تڑپ کر اٹھتا اس کی جانب بڑھا تھا ۔

علیزے میر خیران در حیران تھی وہ ابھی تک چاند کو نہیں دیکھ پائی تھی ۔

وجدان شاہ اس مورت بنی پری کی جانب بڑھا تھا اور نرمی سے اپنی بانہوں میں بھرتے وہ اٹھا تھا۔ وہ تب بھی ساکت سی تھی

وجدان شاہ کی بانہوں میں اس دراز بالوں والی اپسرا کو دیکھتے وہ ایک ہی جگہ فریز ہو گئی تھی ۔

دل میں انی سی چبی تھی بے شک وہ بے تحاشہ حسین تھی پر وجدان شاہ کا اسے اس طرح حق سے دیکھنا اور اٹھانا۔۔۔اگے سوچتے ہی اس کا دل جیسے کسی کے پاؤں تلے آیا تھا ۔

آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔پر وہ خود کو سنبھالتی ان کی جانب متوجہ ہوئی جو اسے نرمی سے بیڈ پر بیٹھاتا اس کے چہرے سے بال ہٹاتے اس کی پیشانی پر ایک لب رکھ رہا تھا وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

وجدان شاہ کے لمس پر بھی اس مورت بنی پری میں کوئی حرکت نہیں آئی تھی ۔

وجدان شاہ نے زخمی دل کے ساتھ اسے خود میں بھینچا تھا ۔

"چاند میری جاناں۔۔۔مت کریں ایسا۔۔خود تکلیف مت دیں مزید میری جان"

وہ زخمی سا اسکی سماعت میں سرگوشی میں بولا تھا کہ وہ بھی بمشکل سن پائی تھی۔

ساکت وجود میں حرکت ہوئی تھی ۔

وجدان شاہ نرمی سے اسے اپنے سامنے کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا جس پر وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی خود سے دور کر گئی ۔

"جائیں۔۔۔دور جائیں"

وہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔وجدان شاہ کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ حواس میں لوٹ آئی تھی ۔

"اوکے میں نہیں آتا پاس اوکے پر اب آپ دوبارہ ایسا نہیں کریں گی مائے فیری"

وہ اس سے دور ہوتا نرمی سے بولا تھا وہ بنا کچھ بولے رخ موڑ گئی ۔

"اچھا اس سے ملو یہ میری فرینڈ ہے علیزے اور علیزے یہ مائے وائف چاند وجدان شاہ"

وہ علیزے کی جانب اشارہ کرتے چاند سے بولا تھا۔ علیزے پر تو جیسے کسی نے دھماکا کیا تھا ۔

"میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہاں سے جاتے ہی اپنی گرل فرینڈ علیزے سے شادی کرنے والا ہوں"

چاند کی سماعت میں وجدان شاہ کے وہ لفظ سفاک گونجے تھے ۔

علیزے میر نے خود کو بمشکل کمپوز کیا تھا ۔

"ہائے پریٹی گرل"

وہ ویو کرتی مسکرا کر بولی تھی پر چاند کو ایسا لگا جیسے وہ دل سے نہیں مسکرائی تھی بلکل وہ اندر سے شدید ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی تھی۔وہ بہت پیاری لگی تھی مسکراتے پر اس کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں کا ساتھ نہیں دے رہی تھی ۔

چاند کو وہ کچھ اپنے سی لگی۔یہ محبت بہت بری چیز تھی۔انسان وہ اندر سے مار کر اس کا دل نوچ گھسوٹ کر بھی مسکرانے کا کہتی تھی ۔

"تم بہت پیاری ہو چاند بلکل اپنے نام جیسی"

وہ بمشکل مسکراتی سچے دل سے بولی تھی ۔

"کیا تم مجھ سے دوستی کرو گی۔ وہ کیا ہے نہ میں اب وجدان شاہ دی سٹریل سے اکتا چکی ہوں"

وہ خود کو مکمل کمپوز کرنے کی تگ ودو کرتی بولی تھی۔ وجدان شاہ نے اسے گھوری سے نوازہ تھا ۔

"نہیں وہ نہیں کرے گی تم سے دوستی مجھے نہیں پسند کوئی میری بیوی سے زیادہ فری ہونے کی کوشش کرے"

وہ تیور دیکھاتے مصنوعی خفگی سے بولا تھا۔وہ چاہتا تھا چاند بولے وہ بات کرے

۔

"میں کروں گی"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی وجدان شاہ کا دل خوش گوار حیرت میں مبتلا ہوا تھا ۔

"یس وہ راضی ہے۔۔چاند تھنک یو پریٹی گرل"

وہ اسے چڑھاتے بولی تھی ۔

جس پر وہ مسکرا دیا تھا۔ان تینوں نے ساتھ لنچ کیا تھا پھر علیزے اپنے اپارٹمنٹ آ گئی تھی ۔

اپنے روم میں آتے ہی وہ وہیں دروازے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔

ایسا ہو ہوتا ہے جیسے ہم پوری شدت سے چاہتے ہیں وہی انسان کسی دوسرے کے حصے میں لکھ دیا جاتا ہے ۔

"آہہہ۔۔۔وجی۔۔۔میرے ساتھ ایسا کیوں"

وہ دھاڑے مار مار کر روتی اپنی محبت پر ماتم کناں تھی کاش اسے محبت نہ ہوتی ۔۔۔پر وہ تھا ہی ایسا کوئی بھی اس کے سحر میں قید ہو جاتا تو علیزے میر کیا تھی ۔

آج ایک اور ڈس لیا گیا تھا محبت میں۔۔۔وہ نازک اندام سی پیارے سے دل کی ملکہ لڑکی۔۔۔آج محبت کے ہاتھوں لٹ گئی تھی۔ برباد ہو گئی تھی ۔

ہم عشق میں برباد ہیں برباد رہیں گے

دل روئے گا تیرے لئے آنسو نہ بچیں گے

سینے میں چھپا رکھیں گے ہم راز محبت

اے جان وفا تجھ سے محبت نہ کریں گے

قسمت سے شکایت ہے گلہ تجھ سے نہیں ہے

تو نے جو دیا درد وہ ہنس ہنس کے سہیں گے

ڈھونڈیں گی نہ اب تجھ کو یہ بے نور نگاہیں

تو سامنے بھی آئے تو دیکھا نہ کریں گے

★★★★★

وہ سائکیٹرس کے پاس جانے کے لیے تیار تھے اس نے ابھی تک چاند کو نہیں بتایا تھا وہ کہاں جا رہے ہیں ۔

اسے امید تھی اس پر چاند کافی براری ایکٹ کرتی تبھی ڈاکٹر عالیہ کے کہنے پر وجدان شاہ نے اسے نہیں بتایا تھا ۔

"سر میم تیار ہیں"

جین اسے ہال میں لاتے بولی تھی۔ وجدان شاہ جو موبائل پر کچھ ضروری میلز دیکھ رہا تھا ۔

موبائل جیب میں رکھتے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ جو وائٹ سکرٹ ہر ریڈ ٹاپ پہنے ساتھ ریڈ ٹائٹس پہنے پیروں کو وائٹ جا گرز میں مقید کئے وائٹ ہی فر والا لانگ کوٹ پہنے سر کو سکاف کور کئے ہاتھوں کو گلوز میں قید کیے ہونٹوں پر ہلکا سا پنک گلوز لگائے وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی ۔

وجدان شاہ نے جین کو ہاتھ کے اشارے سے جانے کو کہا کچھ ہی دیر میں پورا ہال خالی تھا بس وہ دونوں بچے تھے ۔

"بہت خوب میری جاناں۔۔۔آپ تو ہر روپ میں وجدان شاہ کو اپنا دیوانہ بنا لیتی ہیں"

وہ نرمی سے اس کی کمرے کے گرد بازو حائل کرتے پر شوق نظروں سے اسے بغور دیکھتے بولا تھا۔وہ اس کی پر تپش نظروں سے سرخ ہوتی نظریں جھکائے کھڑی تھی ۔

"کچھ کہیں گی نہیں میں نے آپ کی تعریف کی ہے مائے فیری"

وہ اس کی تھوڑی پر انگشت کی انگلی رکھتا نرمی سے دریافت کر رہا تھا۔ چاند نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا ۔

جو اس وقت فل سیاہ سیاہ جینز شرٹ پر لانگ کوٹ پہنے بورے بالوں کو ترتیب سے سیٹ کیے ایک کان میں بلوٹوتھ لگائے، کشادہ پیشانی۔۔۔ ستون ناک، سرخ سپید رنگت چہرے پر بھری بھری بیرڈ اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔ گنی مونچھوں تلے عنابی لب۔۔۔ بے شک وہ شخص اس تصویں سے بھی زیادہ حقیقت میں خوبصورت تھا جس کی ذرہ سی جھلک دیکھنے ہر اسے بری طرح سے جلایا گیا تھا"

سیاہ آنکھوں میں سرور سا تھا جو صرف اسے دیکھتے اترتا تھا۔

دوسرے ہی پل وہ نظریں پھر سے جھکا گئی وجدان شاہ نے اس کی حرکت پوری دل جموئی سے نوٹ کی تھی۔لبوں کے کنارے مدھم سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

"آپ دیکھ سکتی ہیں آپ ہی کا ہوں۔۔۔پورے کا پورا۔۔آپ کہیں تو اپنی آنکھیں خود سے باندھ لیتا ہوں۔یا خود کو بس آپ کے پہلو میں آباد جر لیتا ہوں۔ آپ مجھے دیکھئے گا اور میں آپ پر جی بھر کے اپنی چاہتیں لوٹاں گا"

وہ اس کی کرسٹل گرے آنکھوں ہر اپنا مہکتا لمس چھوڑتے دیوانگی و وارفتگی سے کہتا اسے لرزنے ہر مجبور کر گیا ۔

وہ حد درجے بے باک تھا ۔

یہ چاند کو اچھے سے اندازہ ہو گیا تھا ۔

"تو کیا کہتی ہیں اس بارے میں آپ"

وہ ہاتھ کی پشت سے اس کا رخسار سہلاتے محبت والفت بولتا اسے بات کرنے کو اکسا رہا تھا۔وہ جی جان سے لرزی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں پتا"

وہ بمشکل بولی تھی۔انداز جان چھڑانے والا تھا۔اسکے لمس پر رخسار تپ کر سوخ گلال ہو رہے تھے ۔

"ٹھیک ہے ہم ڈیسائڈ کر لیتے ہیں ایک وقت۔۔۔ کیا رات ٹھیک رہے گی"

وہ اس کے لرزتے لبوں کے خم کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔ چاند کو اپنی دھڑکنوں میں بوچھال بھر پا ہوتا محسوس ہوا۔

"میرے خیال میں رات بسٹ آپشن ہے کوئی ہماری محویت توڑ نہیں پائے گا آپ مجھے دیکھئے گا اور میں آپ کو جہاں تک چاہو محسوس کروں"

وہ مدہوشی سے بول رہا تھا اور چاند کو اپنے کانوں سے دھواں نکالتا محسوس ہوا۔ وہ بات کہاں سے کہاں لے گیا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے نن۔۔۔ نہیں دیکھنا کک۔۔۔کچھ بھی۔پپ۔۔۔پلیز چھوڑیں"

وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی غصے سے بولی تھی۔وجدان شاہ اس کے معصوم سے غصے پر فدا ہوتا اس کے پھولے ہوئے گالوں پر باری باری لب رکھ گیا ۔

وہ خوش ہوا تھا کہ وہ اپنے جذبات اس ظاہر کر رہی تھی یہ ایک اچھا سائن تھا ۔

"پر مجھے دیکھنا ہے۔۔۔بہت سا بنا پلک جھپکئے

بنا رکے۔۔۔ محسوس کرنا ہے آپ کو اپنی سانسوں سے بھی قریب تر"

وہ اس کے لبوں کے قریب جھکتا مدھم سرگوشی میں بولتا اس کی جان نکال گیا ۔

وہ آگے کا سوچتی نفی میں سر ہلاتی اسے باز رکھنے لگی پر وہ ظالم کہاں اسے بخشنے والا تھا تبھی ٹھوڑی پر پکڑتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے جھکتا اس کی مزاحمت کو خود میں جزب کر گیا ۔۔

وہ سسکی تھی پر وہ اس کی سسکی بھی خود میں جزب کر گیا وہ مچلتی اس کے بازوؤں کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

وہ پر شدت انداز میں خود کو سیر اب کرتا اسے سے دور ہوا تھا وہ نازک جان بے جان سی ہوتی اس کے سینے پر سر رکھتے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی ۔

"نام کیا ہے آپ کا لٹل فیری"

ڈاکٹر عالیہ نے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ سجائے دریافت کیا تھا جو کھوئی کھوئی سی ان کی جانب تکنے لگی ۔

"مم۔۔۔میں چاند ہوں"

وہ بمشک بولی تھی پورا وجود بری طرح سے کپکپا رہا تھا ۔

"آپ تو سچ میں چاند ہیں"

وہ اس کے تاثرات آبزرور کرتیں اسے پر سکون کرنا چاہ رہیں تھیں ۔

"اچھا یہ بتائیں آپ کو کھانے میں کیا پسند ہے"

وہ بغور اسے تکتیں دریافت کر رہیں تھیں جو اپنے دونوں ہاتھوں کو بری طرح سے مسل رہی تھی ۔

"جو مم۔۔۔ مل جائے"

وہ جیسے اکتا رہی تھی ان باتوں سے جیسے اسے الجھن ہو رہی ہو ان سوالوں سے ۔

"ایسا کوئی کام ہے جس کر کے آپ کو بہت ساری خوشی ملتی ہوں دل کو سکون ملتا ہو"

وہ نرمی سے بولیں تھیں ۔

"کچھ نہیں"

محتصر جواب ڈاکٹر عالیہ وہ شدید معیوس نظر آئی تھی زندگی سے ۔

"کیا کوئی کام ہے جو آپ کو اچھا لگتا ہے۔۔کوئی بھی"

انھوں نے اپنی کوشش جاری رکھی ۔

"پینٹنگ بس"

انداز ہنوز تھا۔ نظریں سامنے لگی پینٹنگ پر ٹکائیں جہاں تھیں۔ جہاں سیاہ رات میں ایک درخت کہ نیچھے ایک لڑکی کھڑی آسمان پر نظر آتے چاند کی جانب انگلی سے اشارہ کر رہی تھی ۔

"واؤ کیا آپ پینٹنگ کرتی ہیں"

وہ مسکرا کر بولا تھیں ۔

"ہاں نور مجھے سکیچ بک لا کر دیتی تھی پھر میں بناتی تھی"

وہ متانت سے بولی تھی۔ڈاکٹر عالیہ نے دیکھا تھانور کے نام پر اس کی آنکھوں کا رنگ بدلا تھا ۔

"نور کون ہے"

وہ اس شخصیت کے بارے میں اس سے بات کرنا چاہتیں تھیں جو اسے پسند تھی ۔

"وہ میری دوست ہے بہت اچھی ہے مجھے چاکلیٹ بھی دیتی ہے باتیں بھی کرتی ہے مجھے بہت اچھی لگتی ہے"

وہ مسکرائی نہیں تھی پر انھیں لگا جیسے اس کی آنکھیں مسکرائیں تھیں اس کے بارے میں بات کرتے ۔

"اچھا پھر تو وہ بہت اچھی ہو گی"

وہ اسے کافی حد تک کام کر چکیں تھیں پر وہ گھبرا نہیں رہی تھی ۔

"مجھے گھر جج۔۔۔جانا ہے"

وہ ایکدم سے پینک ہوئی تھی۔وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی ۔

"چاند کام ڈاؤن ڈیئر"

ڈاکٹر عالیہ اس کے ایکدم سے رنگ بدلنے پر متفکر ہوئیں تھیں تبھی نرمی سے بولیں تھیں ۔

"مجھے جانا ہے"

وہ چلائی تھی۔وجدان شاہ جو باہر ہی بیٹھا ہوا تھا چاند کے چلانے پر فوراً اندر آیا تھا ۔

"چاند میری جاناں"

وہ اسے روتے دیکھ اس کی جانب بڑھا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ مم۔۔۔مجھے پاگل سابت کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ مم۔۔۔میں پاگل نہیں ہوں"

وہ مسلسل آنسو بہاتی روندھی آواز میں بولی تھی۔ جیسے بہت تکلیف میں ہو ۔وجدان شاہ کو لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں دبوچ لیا ہو ۔

"نومائے فیری ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔یہ آپ کی دوست ہیں میری جان"

وہ محبت والفت سے گویا ہوا۔ڈاکٹر عالیہ ہر بات نوٹ کر رہیں تھیں سامنے کھڑی وہ چھوٹی سی لڑکی سنگین مصلے کا شکار تھی ۔

"مجھے ابھی گھر جانا ہے"

وہ دیوار پر ہاتھ مارتی ہزیانتی ہوئی تھی۔ وجدان شاہ نے بمشکل خود پر ضبط کیا تھا کیونکہ وہ خود کو نقصان پہنچانے پر ذرہ سا بھی نہیں سوچتی تھی ۔

"اوکے۔۔۔۔اوکے میری جان ہم گھر چلتے ہیں"

وہ یکلخت اس کی جانب بڑھتا اسے خود میں بھینچ گیا ۔

وہ اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔

"ہہ۔۔۔ہم یہاں نہیں آئیں گے"

وہ اس کی جیکٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے بری طرح سے کپکپاتے بولی تھی ۔

"ہاں جیسا میری زندگی چاہیے گی ہم ایسا ہی کریں گے"

وہ اس وقت اس کی ہر بات پر اس کی مرضی کا جواب دے رہا تھا ۔

ڈاکٹر عالیہ وہ سے نکلتیں اپنے کیبن میں آ گئیں تھیں۔ وجدان شاہ نے جین کو کال کرتے اندر بلایا تھا۔ شکر تھا جو وہ اسے لے آیا تھا ۔

"اچھا آپ ایسا کریں جین کے ساتھ گاڑی میں چلیں میں ابھی آتا ہوں"

وہ چاند کو جین کے حوالے کرتا ڈاکٹر عالیہ کے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

♥♥♥♥♥

"مسٹر شاہ... آپ کی وائف کے ساتھ کافی سیریس مصلہ ہے مجھے ایسا ہی لگا اب تک۔ کیا آپ مجھے مزید ان کے بارے میں بتا سکتے ہیں"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں بولیں تھیں ۔

"میں زیادہ کچھ نہیں جانتا اپنی وائف کے بارے میں بس اتنا پتہ ہے کہ ان کے ماں باپ ان کے بچپن میں ہی ایک ایکسی ڈینٹ میں موت ہو گئی۔ اور وہ اپنے سوتیلے تایا تائی کے ساتھ رہتی تھی"

وہ پر سکون انداز میں بولا تھا ۔

"تو یقیناً ان کا رویہ آپ کی وائف کے ساتھ خارش رہا ہو گا۔۔۔ بچپن میں محبت اور توجو کی کمی کی وجہ سے بچوں کا نازک ذہن دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے ۔

اکیلا پن، ڈانٹ پھٹکار ماں باپ کی محرومی یہ سب ایک بچے کے لیے بہت زیادہ ہوتا ہے مسٹر شاہ"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں انھیں بتا رہیں تھیں۔ وجدان شاہ نے لب بھینچے تھے ۔

"آپ کو کتنا عرصہ ہوا ہے ساتھ میں"

"ابھی کچھ ہی دن ہوئے ہیں بس"

وہ بمشکل بولا تھا۔ کیونکہ عقیقت بتانا جان سولی پر چڑھانے کے مترادف تھی ۔

"تو کیا آپ نے اپنا ازدواجی تعلق"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں دریافت کر رہیں تھیں۔ وہ نفی میں سر ہلا گیا ۔

"وہ بہت عجیب سا بی ہیو کرتی ہیں کبھی کبھی ایسا لگتا ہے سب بلکل ٹھیک ہے پر ایکدم سے وہ بدل جاتی ہیں گھنٹا گھنٹا ایک ہی جگہ پر بیٹھیں بس خلاؤں کو گھورتی رہتی ہیں۔ کبھی ٹھیک ہوتی ہیں اگلے پل ہی کسی پتھر کی مورت سی بن جاتی ہیں بنا بات رونے لگتی ہیں"

وہ بتاتے ہوئے شدید اذیت میں تھا ۔

"اوکے کیا آپ جانتے ہی وہ پینٹنگ میں دلچسپی رکھتی ہیں"

وہ بولی تھی وجدان شاہ نے نفی میں سر ہلایا ۔

"تو جاننے کی کوشش کریں انھیں کیا پسند ہے ان کو اچھا محسوس کروائیں۔۔ آپ شوہر ہیں ان کے آپ اچھے سے جانتے ہیں آپ کو کیا کرنا۔۔۔ان سے باتیں کریں۔۔ محبت دیں انھیں احساس دلاتے کے آپ ان کے اپنے ہیں"

وہ بولتیں انھیں بہت محسوس کروا گئیں تھیں ۔

جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ

(Anxiety and generalised anxiety disorder)

کا شکار ہیں ۔

اس میں پیشنٹ اضطرابی کیفیت میں رہتا ہے زیادہ تر۔ یا زیادہ تر وقت پریشان محسوس کرتا ہے ۔

اس کی کوئی واضح وجہ نہیں پیشنٹ پریشان کیوں محسوس کرتے ہیں

یہ پیشنٹ کی روزمرہ زندگی کو منفی طور پر متاثر کرتا ہے۔

جب ایسا ہوتا ہے تو اضطراب آپ کو مسلسل بے چینی محسوس کروا سکتا ہے، آپ کو ان چیزوں کو کرنے سے روک سکتا ہے جو آپ کرنا چاہتے ہیں، اور آپ کے لئے زندگی سے لطف اندوز ہونا مشکل بنا سکتا ہے.

اضطراب آپ کو اپنے دماغ اور جسم میں بہت ساری مختلف چیزیں محسوس کرنے کا سبب بن سکتا ہے، بشمول:

ذہن میں ہر وقت پریشان رہنا۔

تھکاوٹ محسوس کرنا یا اچھے سے نیند نہ آنا

توجہ مرکوز کر سکنا، چڑچڑا یا افسردہ رہنا

بے چینی یا تناؤ محسوس کرنا، بے بس محسوس کرنا

یہ خوف محسوس کرنا کہ کچھ خوفناک ہو سکتا ہے.

جسم میں

تیز یا بے ترتیب دل کی دھڑکن (اختلاج قلب(

پسینہ آنا، کپکپانا/لرزنا

انگلیوں، پیروں یا ہونٹوں میں بے حسی یا جھنجھلاہٹ، تیزی سے سانس لینا

چکر آنا یا بے ہوش ہونا

یہ سب ایک قسم کی اینزائٹی ہے جو پیشنٹ کے وجود پر حملہ آور ہوتی کبھی کبھی

اسے بے حس و حرکت کر دیتی ہے"

وہ اسے سارے معاملات سے آگاہ کرتی خاموش ہوئیں تھیں ۔

وجدان شاہ کے وجود پر تو جیسے سکتا سا طاری ہوا تھا۔وہ معصوم سی جان اتنا کچھ برداشت کر رہی تھی۔اسے اپنے دل میں بے شمار سویاں چبتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

"مزید ہم ان کے کچھ ٹیسٹ کریں گے سیٹی سکیں اور MIR بھی ہو سکتا ہے مگر یہ ابھی امکانی بات ہے مجھے ایک مہینہ چاہیے اس سب کے لیے۔۔آپ کو انھیں ہفتے میں دو بار یہاں لانا ہو گا۔۔ان کی عادات خیالات ان کا رویے اس بھیچ ہر چیز پر نج منٹ ہو گا ۔

اس کے بعد ہی سب کچھ وضاحت کر سکوں گی ۔

آپ جتنا ہو سکے انھیں خوش رکھیں اچھا ماحول دیں اور سب سے زیادہ پیار محبت نرمی ان کے لیے سب سے اچھی ہے جس کی انھیں سب سے زیادہ ضرورت ہے"

وہ انھیں سب کچھ اگاہ کر گئیں تھیں ۔

"تھنک یو ڈاکٹر عالیہ"

وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے اٹھا تھا ۔

♥♥♥♥♥

وہ اسے لیے گھر واپس آیا تھا۔ پورے راستے وہ بس گھم سم سی اپنے ہاتھوں دیکھتی آئی تھی ۔

نہ جانے کیا اپنے ہاتھوں میں تلاشتی رہی تھی۔ نیا ملک نئے نظارے تھے پر جیسے اسے کسی چیز میں دلچسپی نہیں تھی ۔

دوسرے دن وہ جلدی گھر آگیا تھا کیونکہ اسے زیادہ سے زیادہ وقت چاند کے ساتھ گزارنا تھا ۔

"قادر آج کی فلائٹ سے ہی واپس پہنچوں"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولتا کال کٹ کرتا اپنے روم کی جانب بڑھا ۔

وہ روم میں آیا تو وہ گلاس وال کے قریب رکھے کاؤچ پر بیٹھی نیم دراز باہر کی جانب دیکھ رہی تھی ۔

یہ کاؤچ سپیشل چاند کے لیے ہی وجدان شاہ نے گلاس وال کے سامنے رکھوایا تھا ۔

"کیا دیکھ رہی ہیں جاناں"

وہ اس کے قریب بیٹھتا نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتا دریافت کر رہا تھا ۔

"مجھے واپس جانا ہے"

وہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی ۔

"ہم باہر چلتے ہیں آج کسی اچھی سی جگہ چلتے ہیں آپ کے لیے شاپنگ بھی کریں گے اور جو آپ چاہیں گی سب لیں گے"

وہ اس کی بات کص نظر انداز کرتا اس کا ہاتھ تھامتے اس کی پشت پر ہاتھ رکھتے محبت آمیز لہجے میں بولا تھا وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچ گئی ۔

"مجھے نہیں جانا"

صاف انکار کیا گیا تھا ۔

"اوکے میں نے تو سوچا تھا ہم بہت سارا گھومیں گے اور انجوائے کریں گے پر کوئی بات نہیں جیسا آپ چاہیں"

وہ مایوسی سے بولتا اس کے پاس اٹھا تھا چاند کو پریشمانی سی ہوئی تھی ۔

"مم۔۔۔میں چلو کی شاہ سائیں"

وہ نظریں جھکائے مدھم آواز میں بولی تھی ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے کتنی معصوم سی تھی اس کی جاناں جو اس کی ذرہ سی اموشنل بلیک میلنگ میں آگئی تھی ۔

"تھنک یو مائے فیری"

وہ اس کے قریب آتا اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے بولا تھا ۔

وہ لرزی تھی ۔

"لیٹس گو"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے اسے لیے روم سے نکلا تھا وہ حیرانی سے اسکے ساتھ کھینچی چلی آئی ۔

وہ اسے لیے اپنی گاڑی کی جانب آیا اسے بیٹھتے وہ خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔ پیلس سے نکلتے ہی گاڑی سیاہ تارکول سڑکوں پر بھاگنے لگی ۔

اب کی بار وہ باہر کی جانب دیکھتی ہر چیز کو محسوس کرنے لگی تھی. امریکہ جیسے خوبصورت شہر کو دیکھتے وہ کچھ مسرور ہوئی تھی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ایک بڑے سے مال کے سامنے رکے تھے ۔

جوامریکی کاایک سے مشہور مال تھا ۔

جس کی عمارت دیکھ چاند بس دیکھتی ہی رہ گئی۔وہ کس قدر خوبصورت تھی ۔

وجدان شاہ گاڑی پارک کرتا اسے لیے اندر کی جانب بڑھا تھا۔اسے لفٹ کی جانب بڑھتا دیکھ وہ خوفزدہ ہوئی تھی پر بولی کچھ بھی نہیں تھی ۔

وہ اسے لیے لفٹ میں داخل ہوتا مطلوبہ بٹن پر یس کر گیا۔وہ خوف کے مارے خود اس کے سینے سے لگتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے یہ پسند تھا اسے چاہیے وہ کبھی کبھی انجان بنتی اسے خود سے دور کرتی تھی پر خوف میں مبتلا وہ پناہ بس اسی کی تلاشتی تھی ۔

وہ نرمی سے اس کے گرد حصار باندھ گیا لفٹ کے کھلتے وہ یونہی اسے اپنے حصار میں لیے ایک مخصوص بوتیک میں آیا تھا ۔

"ہیلو شاہ سر"

ملازمہ سے سر جھکائے کہا تھا وجدان شاہ نے اثبات میں سر کو خم دیا تھا ۔

"مس میری میم کے لیے نیو بریڈ کے سب کے ڈریسز لے کر آئیں"

وہ چاند کو صوفے پر بیٹھاتے خود وہاں ہر ٹنگے ڈریسز کا جائزہ لینے لگا ۔

تبھی میری شاپ کے سب سے بسٹ ڈریسز لے کر آئی تھی ۔

"سر یہ نیو برینڈ ہیں اور جسٹ ون پیس ہیں۔"

وہ ایک وائٹ کلر کا ڈریس ان کے سامنے کرتی بولی تھی ۔

پر اس ڈریس کو دیکھ چاند کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں ۔

جس کے جالی دار پھول بازو بنے ہوئے تھے گلا کافی گہرا تھا اور ادھی پشت غائب تھی بس تین باریک باریک سٹیپس تھے۔۔وہ فل لمبا گاؤن سٹائل میں تھا پر لفٹ سائڈ پر پیٹ تک کٹ تھا ۔۔

اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا ۔

وجدان شاہ چاند کے چہرے کے ایکسپریشن دیکھتا مسکراہٹ ضبط کرنے لگا جو لال انگارا ہو رہی تھی ۔

"اور یہ دیکھیں سر یہ بہت زیادہ پیارا ہے یقیناً آپ کو بہت پسند آئے گا"

وہ ایک بولڈ ریڈ کلر کا گاؤن ان کے سامنے کرتی بولی تھی۔ وہ ڈمی کو گما کر اس کا ہر پہلو دیکھانے لگی ۔

اب کی بار تو حد ہی ہو گئی تھی۔ گاؤن کے بازو سرے سے غائب تھے۔۔ پیٹ کی جگہ پر جالی لگی ہوئی تھی۔۔ اسے اپنے گالوں سے دھواں اٹھتا محسوس محسوس ۔

اس کا چہرہ دیکھتے وجدان شاہ بمشکل اپنی مسکراہٹ روک پا رہا تھا جو لال پیلی ہو رہی تھی ۔

"سر یہ دیکھیں یقیناً میم کو پسند آئے گا"

میری بھی اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی تبھی تیسرا ڈریس ان کے سامنے کرنی اسے ہر طرح سے گما کر دیکھانے لگی ۔

جو زنک کلر میں بنا ایک بال گاؤن تھا جو شائن کر رہا تھا شاید کپڑا ہی ایسا تھا۔ تھری کوارٹر نیٹ کے بازو تھے۔ گلا پر لگے کاپر کلر کے بڑے بڑے سٹون اس کی شان بڑھا رہے تھے ۔

"کیا آپ کو یہ پسند آیا میری جان۔۔۔اگر نہیں تو ہم کچھ اور دیکھ لیتے ہیں"

ڈریس کی جانب اشارہ کرتے بولا تھا ۔

"یی۔۔۔یہ والا ٹھیک۔۔۔"

وہ بمشکل بولی تھی ۔

"اسے پیک کروادو میری"

وجدان شاہ نے اسے ڈن کیا تھا ۔

وہ کچھ ہی دیر میں اسے پیک کروا کر انھیں تھما گئی ۔

"یہ دونوں ڈریس بھی پیک کروا کر پیلس بھجوا دینا"

وہ میری سے بولتا چاند کو چار سو چالیس وولٹ کا جھٹکا دے گیا پر پھر سوچ کر وہ پر سکون ہوئی کہ شاید کسی اور کے لئے ہوں ۔۔

پر پھر ایک نئی سوچ کس کے لیے۔۔۔لیے تھے یہ ڈریس وہ بھی ایسے ۔

کچھ ہی دیر وہ اس کے ساتھ کے میچینگ شور اور ہلکی پھلکی جیولری لیتے ایک سلون آئے تھے ۔

وہ اسے وہاں چھوڑ گیا تھا ایک گھنٹے کے بعد لے جانے کے لیے وہ سخت پریشان ہوئی تھی ۔

وہ موجود لڑکیاں سبھی کام چھوڑ کر اس میں جھٹ گئیں تھیں۔اس کا مینی کیور پیڈی کیور کرنے کے بعد اسے گاؤن پہنے کا کیا گیا تھا۔۔ جیسے بمشکل پہنتے وہ سخت جھنجھلا گئی تھی ۔

دیکھنے میں تو اتنا ہیوی نہیں لگتا تھا پر وہ اسے پہنتے ہوئے بری طرح سے تھک گئی تھی ۔

اس کے دراز بالوں میں کرل کرتے انھیں سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا ۔

چہرے پر میک اپ کے نام پر اس کی بڑی بڑی غلافی آنکھوں ہر باریک سا لائنر لگاتے سرمئی آنکھوں میں سلور آئی لائنر لگائے بڑی بڑی دراز پلکوں کو مسکارے سے مزین کرتے اس کے قاتل نینوں کو مزید کاٹ دار کیا گیا تھا ۔

ہلکا پیچ بلش آن کرتے لائٹ پیچ ہی گلوز کی طے انگوری لبو پر سجاتے۔۔۔وہ بے تحاشہ حسین لگا رہی تھی ۔

سلون میں موجود ساری لڑکیاں مہبوت سی کتنی ہی دیر اس پری کو تکتیں رہیں ۔

انھیں نے آج تک اتنا قیامت خیز حسن نہیں دیکھا تھا بے شک وہ قدرت کا ایک بے مثال شاہکار تھا ۔

" You are so beautiful sweet girl"

ان میں سے ایک اس کی جانب آتی ستائشی انداز میں بولی تھی۔پر اس نے خود کو تکنے کی زحمت نہیں کی تھی ۔

"میم سر آ گئے ہیں"

ایک لڑکی نے اسے آ کر آگاہ کیا تھا وہ اپنا گاؤن اپنے ہاتھوں میں پکڑتی سلون روم سے باہر نکلی تھی سامنے ہی وہ کھڑا نظر آیا تھا ۔

پر اسے دیکھ وہ ایک ہی جگہ سٹل ہوا تھا ۔

وہ نہیں جانتا تھا عشق کیا ہے پر یہ لمحہ کسی آگاہی کی مانند وجدان شاہ پر نازل ہوا تھا

۔

ہاں اسے عشق ہوا تھا اگر یہ بے خودی یہ دیوانگی یہ اسے دیکھ کر وجود میں اٹھتی مسروریت اگر عشق تھا تو اسے ہو گیا تھا آج ۔

یا شاید تب ہی ہو گیا تھا جب اس نے اس کی پہلی بار نم آنکھیں دیکھیں تھی پر آگاہی اب نصیب ہوئی تھی ۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کی جانب بڑھا تھا۔ وہ اس کی پر تپش نظروں سے سہمتی اپنے ہاتھ کی انگلیاں موڑنے لگی ۔

جواب وائٹ کلر کے تھری پیس جس میں زنک کلر کی شرٹ پہن یقیناً اس کے ساتھ میچنگ کرنے کی کوشش کی گئی تھی وہ سوٹڈ بوٹڈ سا بالوں کو ہمیشہ کی طرح

ترتیب سے سیٹ کیے ہمیشہ کی طرح وجاہت کا شہکار لگ رہا تھا پر سفید رنگ اس کی سرخ و سپید رنگت پر ایسا لگا رہا تھا جیسے بنا ہی اس کے لیے ہو ۔

وجدان شاہ نے نرمی سے اس مومی وجود کو اپنی بانہوں میں کسی پھول کی مانند بھرا تھا جو اپنے گاؤن سے پریشان نظر آ رہی تھی ۔

وہاں موجود سب لڑکیاں معنی خیز نظروں سے تکتے تالیاں بجائیں تھیں۔

وہ حیا سے گلال ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

وہ اسے لیے سلون سے باہر نکالا تھا۔ نرمی سے اسے گاڑی میں بیٹھتے وہ اپنی منزل کو نکلا تھا ۔

♥♥♥♥♥

وہ اپنا گاؤن دونوں ہاتھوں سے اٹھائے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی جیسے خواب نگر یا پھر چاند نگر میں پہنچ آئی تھی ۔۔

کیونکہ ہر طرف چھوٹے چھوٹے چاند لٹکتے روشن تھے۔ سفید پھولوں کی خوبصورت سجاوٹ مدھم سا میوزک زمین پر کالین کی مانند بچھے پھول ہلکا ہلکا دھواں جو ماحول کو خواب ناک بنا رہا تھا ۔

اسے لگا وہ کسی اور ہی دنیا میں آ گئی تھی۔ اسے وجدان شاہ کا بھی ہوش نہیں رہا تھا

۔

وہ چل رہی تھی کہ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی لڑکی آئی تھی۔ جس کے ہاتھ میں آیک سفید پھول تھا ۔

وہ مسکرائی ہوئی اس کی جانب بڑھا گئی جیسے اس نے خاموشی سے تھام لیا تھا ۔

"یہ بھی آپ کے لیے"

وہ ایک کارڈ اس کی جانب بڑھاتے اسے پکڑا کر بھاگ گئی تھی ۔

چاند نے اس کارڈ کو سیدھا کیا تھا۔ جس پر بڑا سا آئی لکھا ہوا تھا وہ الجھی تھی پھر یونہی سبک روی سے اگے بڑھی تھی ۔

تبھی ایک اور لڑکی اسے ملی تھی جس کے ہاتھ میں ایک سرخ گلاب تھے۔اس کے بڑھانے پر وہ خاموشی سے تھام گئی ۔

پھر ایک کارڈ بھی جیسے اس نے سیدھا کیا تھا جہاں خوبصورتی سے لو لکھا ہوا تھا ۔

چاند کی سانسیں بے آہنگی پر اتریں تھی۔لب بری طرح سے لرزے تھے وہ آگے بڑھنا نہیں چاہتی تھی ۔

ہمت ناپید ہوئی تھی۔ سرمئی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔۔پر پھر اپنے ڈر کا مقابلہ کرتی وہ کانپتے پیروں میں آگے بڑھی تھی ۔

جہاں ایک لڑکی اسے نظر آئی تھی وہ خود اس کی جانب آئی تھی جس کے ہاتھ میں ایک سرخ اور سفید ٹیدی بیر تھا ساتھ میں کاڈ بھی اسے دونوں چیزوں پکڑا کر بھاگ گئی ۔۔

چاند کو اپنی سانسیں بھاری ہوتی محسوس ہوئیں تھیں۔ لرزتے ہاتھوں سے کاڈ موڑتے دیکھا تھا جس پر مکمل آئی لو یو چاند وجدان شاہ لکھا ہوا تھا ۔

وہ سب چیزوں کو کسی اچھوت کی مانند پھنکتی اپنا گاؤن اٹھا کر اندھا دھن بھاگی تھی تبھی وہ حواس باختگی سے کسی وجود سے ٹکرائی تھی ۔

پر سامنے ٹکرانے والے شخص کو دیکھتے اس کا رنگ پھیکا پڑا تھا ۔

ششش۔۔۔شاہ۔۔سائیں"

بمشکل لب ہلے تھے۔وجدان شاہ نے بغور اس کے دلکش چہرے کو دیکھتے اپنی نظروں کے ذریعے اپنی دل میں جذب کیا تھا ۔

"جی جان سائیں"

وہ اس کے گرد اپنا حصار کھینچتے اسے مزید خود سے قریب کرتے مخمور نظروں سے اس کا چاندنی سا سراپا تکتے بولا تھا ۔

"چھوڑیں۔۔۔ ممم۔۔مجھے"

وہ سرمئی آنکھوں میں نم سرخیاں لیے خوف زدہ سی بولی تھی۔وجدان شاہ نے اس کے لرزتے وجود کو مزید قریب تر کیا تھا ۔

"اب تو کبھی نہیں۔۔۔چاند وجدان شاہ"

وہ اس کے چہرے کے کناروں پر اپنے لمس کی بوچھاڑ کرتے مدہوشی سے بولا تھا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کے حصار میں کسمائی تھی پورا وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں تھا ۔

"مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے مائے فیری"

وہ اس دہکتے رخسار ہر اپنے ہاتھوں کی پشت رپ کرتے وار فتگی سے اس کے لرزتے لب دیکھتے بولا تھا ۔

وہ نفی میں سر ہلاتی بری طرح سے مزاحمت کرنے لگی ۔

"نن۔۔۔ نہیں پپ۔۔۔ پلیز"

آنکھوں سے بغاوت کرتے آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے گلاب رخساروں کو بھگونے لگے تھے۔ جنھیں جھکتے وجدان شاہ نے اپنی لبوں میں سمیٹا تھا ۔

چاند کی نازک سی جان جیسے زلزلوں کی زد میں تھی ۔

"آئی لو یو چاند وجدان شاہ"

وہ اس کی سماعت میں پوری دیوانگی والفت سے سرگوشی انڈھلیا اس کی جان کھنچ گیا ۔۔

اسے خوف آتا تھا اب ان لفظوں سے۔۔۔وہ دوبارہ سے اسی خاردار راستے پر چلنے کی متمنی نہیں تھی ۔

اسے نہیں چاہیے تھا اب وجدان شاہ۔۔۔اسے اب کوئی سروکار نہیں رکھنا تھا

محبت نامی عذاب سے ۔

اور وہ اسے پھر گھسٹ کر وہی لانا چاہ رہا تھا ۔

اسے نفرت تھی اس محبت نامی ناسور سے ۔۔

"ایسا نہیں ہو سکتا"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی اسے سے دور جا کھڑی ہوئی تھی ۔

"ایسا نہیں ہو سکتا"

وہ ہزیانتی انداز میں چلائی تھی ۔

ایسا نہیں ہو سکتا"

وہ ہزیانتی انداز میں چلائی تھی ۔

وجدان شاہ نے لب بھینچے اس کے خارش ری ایکشن کو دیکھا تھا جو بری طرح سے لرزتی اپنا گاؤن اپنے ہاتھوں میں کھڑی تھی ۔

وجدان شاہ اس کی جانب بڑھا تھا وہ خوف زدہ ہوتی پیچھے کی جانب بھاگی۔ وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اس کی فرار پر ۔

کیونکہ آج فرار نا ممکن تھی ۔

"آئی لو یو جانِ وجدان شاہ"

وجدان شاہ خوشی سے پاگل ہوتا چلایا تھا وہ نازک جان اپنی سماعت پر ہاتھ رکھتی اس کی آواز کو دبانے کوشش کرتی بری طرح سے لرز رہی تھی ۔

اسے کہیں باہر جانے کا راستہ نہیں مل رہا تھا ایسے جیسے کہیں کھو گیا ہو ۔

آنسو بل بل کرتے گلاب رخساروں پر بکھر رہے تھے ۔

وہ وہاں رکھے پیانو کے نیچے چھپی تھی کیونکہ وجدان شاہ کے قدموں کی آہٹ محسوس کرتے وہ پور پور لرز رہی تھی ۔

"آئی لو یو چاند"

وہ مسرور سا سرگوشی میں بولا تھا اس بار جا پر چاند نے اپنی سسکوں کو روکتے منہ پر اپنا ہاتھ جمایا ۔

وہ مصنوعی دھواں گہرا ہوتا جا رہا تھا جس میں ایک مسحور کن سی خوشبو تھی ۔

"آئی لو یو جانِ ادا"

وہ ہنوز مخموریت بھرے لہجے میں بولتا چاند کی جیسے جان نکال رہا تھا اسے آواز اپنے بہت قریب سے آرہی تھی وہ مزید خود میں سمٹی تھی ۔

"آپ مجھ سے بھاگ نہیں سکتیں میری جاناں۔ کیونکہ آپ کی دوری اب وجدان شاہ کو بے جان کر دے گی اور مجھے ابھی بہت سارا جینا ہے آپ کے سنگ"

وہ خمار الودہ لہجے میں بولتا چاند کی سانسیں بری طرح سے الجھا گیا ۔

وجدان شاہ کے لب مسکائے تھے اسے پیانو کے نیچے چھپے دیکھ ۔

کتنی معصوم تھی وہ ۔

وہ چلتا پیانو کے قریب آرکا جیسے دیکھ وہ معصوم پری اپنے گاؤن کو مٹھیوں میں دبوچتے سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

وہ پنجوں کے بل اس کے قریب بیٹھا تھا ۔
پر سامنے کا منظر تناہ کن تھا ۔

وہ نازک اندام سی معصوم حسینہ اپنے حسن کے جلوے بکھیرتی وجدان شاہ کو چاروں شانے چت کر گئی تھی ۔

دلکش چہرے پر بکھری سیاہ بالوں کی لٹیں جی اس کے نم چہرے پر چپکی ہوئیں تھیں ۔

خوف کے مارے میچی ہوئی وہ قاتل سرمئی آنکھیں ان پر دراز پلکوں کی کپکپاہٹ ۔۔

چھوٹی سی تیکھی ناک جو رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی ۔

پھولے ہوئے کشمیری سیب سے گلال رخساروں جن کی سرخیاں وللہ جان افروز تھیں ۔

اور وہ خمری لب جیسے کوئی گلاب کی نازک پنکھڑیاں۔۔۔ جن کی تھرتھراہٹ پر وجدان شاہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ بالائی لب کا خم سوجا ہوا مزید دلفریب منظر پیش کر رہا تھا ۔

"چاند جاناں باہر آئیں"

وہ نرمی سے اس کے دلکش چہرے پر نظریں ٹکائے گویا ہوا ۔

اس کی آواز سنتے وہ مزید سختی سے آنکھیں میچ گئی۔ وجدان شاہ نے ایک لمحے جق آنکھیں بند کرتے خود کو تیار کیا تھا ۔

"کم آن ہنی"

وہ بے حد نرمی سے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتا بولا تھا۔ چاند نے بمشکل اپنی بھاری ہوتی پلکیں اٹھائے اپنے قریب بیٹھے اس ظالم شہزادے کو دیکھا تھا ۔

جو آج اسے مزید ظالم لگ رہا تھا ۔

"کیا آپ چاہتی ہیں چاند ہنی میں بھی وہاں آپ کے پہلو میں دراز ہو جاؤں"

وہ اس کے ساتھ اشارہ کرتے بولا تھا حالانکہ کہ وہ اتنی جگہ بھی نہ تھی کہ وہاں وجدان شاہ کی ایک ٹانگ بھی گھس سکتی ۔

اس کی بات پر چاند کی جان پر بنی تھی ۔

"سو کم آن ڈارلنگ باہر آئیں"

وہ پھر سے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے نرمی والفت سے گویا ہوا تو وہ ہمت کرتی اپنا لرزتا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے گئی ۔

وجدان شاہ نے بہت احتیاط سے اس ڈرپوک جان کو باہر نکالا تھا اور نکالتے ہی اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتے پھر سے اپنے قبضے میں لیا ۔

خوف و حراس سے چاند اس کے حصار میں دم سادھ گئی کہ وہ کہیں اس پر غصہ نہ ہو جائے ۔

اگر اس نے بھی اسے مارا تو ۔۔

اس کی آنکھوں میں خوف دیکھتے وجدان شاہ کے دل میں انی سی چبی تھی تبھی وہ اس کی کرسٹل گرے آنکھوں پر نرمی سے جھکتا اپنے لمس مہکانے لگا ۔

وہ اس کے جان لیوا عمل پر سختی سے آنکھیں میچے اس کے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

"آپ جانتی نہیں ہیں میری جاناں آپ کیا بن گئیں ہیں میرے لیے۔۔۔باغی ساہوں میں پر آپ کو دیکھ کر آپ کے سر خم کرنے کا دل چاہتا ہے ۔

وہ مخمور نظروں سے اس کے دلکش چہرے کو دیکھتا اس کے گلابی عارضوں پر جھکا تھا وہ کپکپاتی ہوئی اس کے حصار میں بمشکل اس کے سہارے کھڑی تھی۔

جو کچھ اپنی جان لیوا باتوں اور کچھ اپنے لمس کے پھول اس کے وجود پر برساتا اس جو قیامتوں کے زیر اثر کیے ہوئے تھا ۔

یہ دل بنجارہ کبھی کسی ایک منظر پر صدا فدا نہیں رہتا پر آپ کو دیکھ کر کوئی منظر بھاتا ہی نہیں اب دل کو"

وہ اس کے سرخ پڑتے ناک پر لب رکھتے مدہوش کن لہجے میں بولا تھا۔ وہ سرتا پاؤں سرہوئی تھی ۔

"اس وحشی دل کو بس آپ کے دیدار کے لمس نے وہ سکون دیا تھا۔ جو آج تک مجھے کہیں نہیں ملا جاناں"

وہ اس کے کان کے قریب لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا چاند کو اپنی ریڑ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تھی ۔

"عشق کیسے نہ ہوتا چاند وجدان شاہ آپ تو ازل سے میری ہی تھیں آپ کا تو روح کا تاطہ تھا مجھ سے"

وہ اس کے ٹھوڑی پر اپنے لب رکھتا اسے بے جان کر رہا تھا پل پل اپنی باتوں سے

۔

آپ کہ بناتو وجدان شاہ ادھورا تھا۔۔۔بس خالی دیواروں سا بے رنگ"

وہ اس کا ہاتھ اپنے کوٹ سے تھام کر اس کی چھوٹی سی ہتھیلی پر لب رکھ گیا ۔

چاند کا نازک سا دل بری طرح سے کپکپا تھا اس کی اس حرکت پر ۔

"آپ کی میری زندگی میں آمد اتنی دلفریب ہے چاند۔۔۔تو جب آپ کو مجھ سے محبت ہو گی تو شاید وہ لمحہ اس دنیا تھا سب سے حسین لمحہ ہو گا"

وہ آنکھیں بند کرتا مسحور کن لہجے میں بولا تھا چاند کے خوف سے لب لرزے تھے ۔۔

اسے محبت نہیں کرنی تھی اب دوبارہ ۔۔۔

نہیں کرنی تھی محبت ۔۔

وہ جان مانگتا تو وہ دے دیتی پر اب محبت نہیں ۔

"کریں گی نہ مجھ سے محبت چاند وجدان شاہ"

وہ اس کے لرزتے لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے مدھم سرگوشی میں دریافت کرنے لگا ۔

یہ جانے بنا کہ اس کے سوال سے چاند کے وجود سے جان کھنچ لی تھی ۔

"مم۔۔۔محبت نن۔۔۔نہیں۔۔دد۔۔۔دور جائیں"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی ہزیانتی انداز میں بولی تھی وجدان شاہ کو لگا شاید وہ جزبات میں کچھ غلط کہہ گیا تھا ۔

"شش۔۔۔اوکے کام ڈاؤن"

وہ اسے اپنے سینے میں بھنچتا محبت والفت سے گویا ہوا ۔

★★★★★

وہ آج اسے خود کالج سے لینے آیا تھا کیونکہ اس کے خاص آدمی نے بتایا تھا کہ ان کی حویلی پر اور اس پر نظر رکھی جا رہی تھی ۔

اور کالج سے حویلی کا راستہ کافی زیادہ تھا۔ تو اس بھیچ اگر کوئی حادثہ ہوتا تو وہ بلکل بھی کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا کیونکہ زوار شاہ کی سب سے بڑی کمزروی اس کی دل آئنور تھی۔ اور وہ اس پر ایک خروچ تک برداشت نہیں کر سکتا تھا ۔

وہ گاڑی سے باہر کھڑا موبائل کان سے لگائے بات کرنے میں مصروف تھا ۔

اور لڑکیوں کا ایک جھنڈ کھڑا اسے تاڑنے میں مصروف تھا۔ جو اس وقت بلو جینز پر پروائٹ ٹی شرٹ پہنے اس پر سیاہ جیکٹ پہنے جو اس کی سرخ و سپید رنگت پر جچ

رہی تھی۔ پیروں کو لوفرز میں قید کیے براؤن بال جو کچھ بے ترتیب سے پیشانی پر بکھرے اسے مزید خوبرو بنا رہے تھے ۔

"یار کتنا ہینڈسم ہے اگر مجھے مل جائے تو لائف سیٹ ہو جائے"

یہ فائنل ائیر کی سٹوڈنٹس تھیں جو وجدان شاہ پر بری طرح سے فدا ہو گئیں تھیں ۔

"یہ ہینڈسم ہنک ہے کون یار"

ان کی لیڈر لڑکی نے دریافت کیا ۔

"یہ سیکنڈ ایئر کی دل آئنور کا کزن ہے"

ساتھ کھڑی لڑکی نے بتایا تھا ۔

"کون میں نے اسے نہیں دیکھا پہلے"

وہ خیرانی سے بولی تھی ۔

"ارے بے حد ڈرپوک سی ہے ہر وقت کتابوں میں گھسی رہتی ہے اور پرنسپل کی بھی چہتی ہے"

لڑکی نے اسے آگاہ کیا تھا ۔

"یعنی دل آئنور کا کزن برادر ہے۔اب تو ملنا پڑے گا اس دل آئنور سے"

وہ کافی چھچھوری لڑکیوں کا گروپ تھا جو پانچ لڑکیوں پر مشتمل تھا۔اور کالج میں سب جونیئرز کو پریشان کرنا ان کا بہترین مشغلہ تھا۔نور جو پہلے نا جانے کیسے ان سے بچی ہوئی تھی اب اس کی لیڈر صدف کی نظروں میں آگئی تھی ۔

تبھی انھیں دور سے نور آتی نظر آئی تھی ۔

"صدف وہ دیکھو وہ ہے دل آئنور"

ان میں سے ایک نے اسے آگاہ کیا تبھی صدف نے سر تا پاؤں اسے دیکھا کم ایکسرا زیادہ کیا تھا ۔

"ارے واہ یہ بھی بڑی کمال کی چیز ہے"

وہ کمینگی سے آنکھ دباتی بولی تھی جس پر سب ہنس دیں ۔

زوار شاہ کو دیکھتی نور سر جھکائے اس کی جانب آئی تھی زوار شاہ نے کال ڈراپ کرتے تو جو اس کی جانب مرکوز کی جو سیاہ کلر کی لانگ فراک پہنے سر پر سیاہ دوپٹہ لیے جس میں سے دو آوارہ لٹیں جھانکتی اس کے حسین چہرے کا طواف کر رہیں تھیں ۔

دراز پلکوں کی چلمن عارضوں پر گرائے اس جی نظروں کی تپش پر سرخ ہوتی پنکھڑیوں سے لبوں کو بھینچے کھڑی تھی۔ وہ اسے اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ زوار شاہ کو گھائل کر گئی ۔

شانوں کو سیاہ شال سے کور کئے دودھیا رنگ بنا کسی مصنوعی آرائش کے بے انتہا دلکش لگ رہی تھی ۔

"کیا بات ہے جاناں آج تو آپ کا ارادہ اپنے زوار کو پور پور گھائل کرنے کا ہے"

وہ اس کے سرپڑھتے رخسار کو انگوٹھے سے رپ کرتے مخمور نگاہوں سے اسے تکتے بولا تھا ۔

وہ ایکدم سے بدک پر دور ہوئی تھی۔ جبکہ صدف اور اس کی چیلیوں نے یہ منظر خیرانی سے دیکھا تھا ۔

"کک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں شاہ یہ۔۔۔ کالج ہے کوئی دیکھ لے گا"

وہ بمشکل بولا تھا۔ جس پر وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے اس کے لیے دروازہ کھول گیا ۔

جس پر وہ اندر بیٹھی تھی زوار شاہ نے اس کے فراک کو سمیٹتے اندر کرتے دوسری جانب سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی ۔

صدف نے یہ منظر جلتی آنکھوں سے دیکھا تھا ۔

پہلی بار کوئی لڑکا نظر کو بھایا تھا۔ اب وہ اتنی آسانی سے اسے کسی اور کا ہونے نہیں دے سکتی تھی یہ جانے بنا کہ وہ تو پہلے ہی اس معصوم سی پری کا تھا ۔

جس کو دیکھے بناز وار شاہ تو سانس بھی نہیں لیتا تھا ۔

★★★★★

"شاہ ہمیں کارنیٹو کھانی ہے"

وہ آئس کریم پارلر دیکھتی فرمائشی انداز میں بولی تھی ۔

"اوکے میری جان جیسا آپ چاہیں۔۔ چلیں آجائیں"

ایسا ہو سکتا تھا دل آئنور فرمائش کریں اور زوار شاہ اسے پورا نہ کریں ۔

"نہیں ہمیں گاڑی میں ہی کھانی ہے"

اس کا موڈ نہیں تھا اندر جا کر کھانے کا پر وہ گاڑی میں تو کھا سکتی تھی نہ ۔

"او کے جیسا میری جانم چاہیے میں ابھی لے کر آتا ہوں"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا گاڑی سے نکلا تھا وہ تیزی سے سرخ ہوئی تھی ۔

وہ گاڑی میں بیٹھی اس کا انتظار کرنے لگی۔ گاڑی کے سیاہ شیشے ہونے کی وجہ سے وہ پر سکون بیٹھی تھی ۔

کچھ ہی دیر وہ ہاتھ میں دو تین فلیوز کی کارنیٹو لیے آیا تھا ۔

"یہ لیں میری جان"

وہ شاپنگ بیگ اس کی جانب بڑھاتے بولا تھا جسے وہ جھپٹنے کے انداز میں لے گئی ۔زوار شاہ کے لب مسکرائے وہ میٹھے کی دیوانی تھی ۔

وہ ایک کو کھولتی کھانا شروع کرتے دوسری اس کی جانب بڑھا گئی ۔

"یہ بھی کھول کر دیں شاہ"

وہ تیزی سے بائٹ لیتی کھانے میں مصروف تھی ۔

"میری جان آرام سے آپ ہی کی ہیں"

وہ کار نیٹو کھول کر اسے تھماتے نرمی سے بولا تھا۔پر وہ اس معاملے میں بے تحاشہ بے صبری تھی جس وجہ سے وہ اپنے ہاتھ اور منہ دونوں خراب کر گئی تھی ۔

پر اسے پروا کہاں تھی۔زوار شاہ گاڑی سٹارٹ کرتے سیاہ کول تار سڑکوں پر بھاگنے لگا تھا ۔

"میرے دل۔۔۔بس کریں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی"

اسے تیسری کھولتے دیکھ وہ محبت سے ٹوک گیا ۔

"تو اگر کھانے نہیں دینی تھی تو لی کس لیے تھی کیا ان رانیہ چڑیل کے لیے"

وہ غصے سے اس پر چڑ دوڑی زوار شاہ نے خیرانی سے اپنی معصوم سی جان کو دیکھا تھا جو دن بادن خطرناک ہوتی جارہی تھی ۔

"وہ آپ سے بڑی ہیں میرے دل۔۔۔ خیرا گر آپ یہ اسے دے دیں گی تو کیا ہو جائے گا"

وہ جان بوجھ کر اسے تپانے لگا۔ جبکہ نور کے تو تلوؤں پر لگی اور سر پر بجی تھی ۔

"کیوں۔۔۔۔ کیوں دیں گے ہم انھیں۔۔۔ اور کیوں لیں گے آپ ان کے لیے"

وہ اب بھڑک اٹھی تھی۔ معصوم سا چہرہ غصے سے سرخ ہونے لگا تھا زوار شاہ نثار ہوا تھا اس کے جان لیوا روپ پر ۔۔

"کیونکہ وہ کزن ہے ہماری۔۔۔اور کچھ تو حق بنتا ہے نہ اس کا بھی مجھ پر تو"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ وہ غصے سے پاگل ہوتی سب کچھ بھولتی اس پر جھکتی اس کے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

"چپ۔۔۔ایکدم چپ خبر دار جو دوبارہ ایسا سوچا بھی ہم مار ڈالیں گے خود کو بھی اور اس چڑیل کو بھی"

وہ کچھ زیادہ ہی پوزیسو ہونے لگی تھی زوار شاہ نے بمشکل گاڑی سنبھالتے ایک سائڈ پر روکتے سیٹ کو پیچھے کی جانب ریلیکس دیتے اس کی نازک ڈال سی کمر میں بازو حائل کرتے اس اپنے سینے پر گرایا تھا ۔

وہ جی جان سے لرزی تھی ایکدم سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا وہ کیوں اتنی جزباتی یو جاتی تھی اور وہ بھی اس کریکن کے سامنے ۔

پر وہ بھی تو کب کا اسے تپا رہا تھا۔اسے یاد آیا کہ وہ رانیہ کی سائڈ لے رہا تھا اس لیے اب اسے زوار شاہ سے ناراض ہونا ہے ۔

"آپ کا یہ روپ بہت جان لیوا ہے۔ دیکھیے گا کہیں یہ دیوانہ آپ کو ہمیشہ کے لیے اپنے پہلو میں دراز کرنا ابھی سے کوئی واویلا نہ مچادے"

وہ اس کے گلابی رخسار پر ناک ٹریس کرتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

نور نے اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبرائے آنکھیں موندیں تھی۔ جبکہ اس ساحر کا پر تپش بھیگا لمس اپنے چہرے کے کناروں پر محسوس وہ سختی سے اس کی جیکٹ کو مٹھیوں بھینچ گئی ۔۔

"ہہ۔۔۔ ہم ناراض ہیں"

وہ اپنا چہرہ موڑتے بمشکل بولی تھی۔ جس ہر وہ مخمور نظروں سے اس کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ اس کی ٹھوڑی پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے لبوں کو اپنے انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے بے قرار ہوتا اسے خود پر جھکاتے انھیں اپنی قید میں لے گیا ۔

وہ نازک جان اچانک اس حملے پر تڑپ اٹھی تھی۔ جبکہ وہ بنا اس کی پروا کیے دیوانہ وار اس کی سانسیں کی خوشبو خود میں جزب کرنے لگا۔ وہ نازک جان جیسے زلزلوں کی زد میں تھی ۔

جنونیت تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی اور نور کو لگا رہا تھا جیسے وہ اس کی سانسیں کھینچتا اسے بے جان کر دے گا۔ لبوں پر ہوتی جلن پت وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی اس کی ظالمانہ گرفت پر ۔

تبھی وہیں رحم کھاتا اسے آزادی دیتا اسے سنبھالنے کا موقع دیے بنا اس کی بیوٹی بون پر نرمی سے دانت گھاڑ گیا ۔

وہ جو پہلے ہی نڈھال تھی بری طرح سے سسکتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ بناحوش کیے کہ وہ اس وقت گاڑی میں سڑک کر تھے۔اپنی منمایاں کرنے میں مگن تھی ۔

"شش۔۔شاہ ہم۔۔۔ سس۔۔۔ سڑک پر ہیں"

وہ جابجا اس کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتی بمشکل لرزتی آواز میں بولی تھی تبھی وہ بمشکل خود پر ضبط کرتا اس سے دور ہوا تھا ۔

ایک نظر اپنی بانہوں میں بکھری اپنی متاعِ جاں کو دیکھا تھا جس کا دوپٹہ بکھر کر شانوں پہ آگیا تھا شال پوری سرک کر اس کی گود میں گری ہوئی تھی ۔

خنک موسم میں بھی چہرے پر پسینہ کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہیں تھیں۔لب اس کی شدتوں پر لہو چھلکا رہے تھے ۔

"آپ رات کو کھانے کے بعد میرے روم میں آئیں گی"

وہ اس کے چہرے سے بال ہٹاتے مجنوبانہ سرگوشی میں بولتا اس کی جان مزید ہلکان کر گیا۔

"نن۔۔۔ نہیں پلیز"

وہ ملتجی ہوئی تھی ۔

"ششش۔۔۔ کوئی کہانی نہیں سننی نہ ہی انکار۔۔۔ مجھے آپ چاہیں بس اگر نہیں آئیں۔۔۔ تو پھر میں آؤں گا اور پھر آپ کی اس نازک جان کی خیر نہیں ۔

وہ محبت بھری دھمکی دیتا اس کا نازک دل کپکپانے پر مجبور کر گیا ۔

"گھر چچ۔۔۔ چلیں پلیز"

وہ اس کے حصار سے نکلتی اپنی سیٹ پر بیٹھی کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا حلیہ ٹھیک کرنے لگی ۔

زوار شاہ ایک مجنونانہ نظریں اس نازک جان پر ڈالتے گاڑی سٹارٹ کر گیا ۔

★★★★★

وہ نرمی سے اس کے بالوں کو سہلاتا اسے کام کرنے لگا۔

"ڈانس کریں گی میرے ساتھ"

وہ نرمی سے اس کی کمر کے خم و پیچ ماپتے سرگوشی میں بولا تھا چاند کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئی تھی اس کے ہاتھوں کی جان لیوا حرکت پر ۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتی وہ میوزک کی آواز پر اسے اپنے قریب کرتا اپنے پیروں کو حرکت دینے لگا ۔۔

میں زندگی..

جینے لگا،

تو جو ملا،

اوو ہمنوا...

مجھ کو ملی..

ہے روشنی

تارا تھا میں،

ڈوبہ ہوا...

وہ اس کے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتے اس کی گردن کو خم دیتا وہاں اپنا لمس چھوڑتا اسے گھما کر اسی پشت سے اپنے حصار میں لیتے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامتے وہ اسے ہوا میں گھماتے اپنے گال پر سہلاتے اس پر لب رکھ گیا ۔

جیسا ملا ہو میں

خود سے ہی پا کے تجھے،

تو ہے تو میں ہو میں

اتنا بتا دو تجھے،

میں کچھ نہیں تیرے بن نہیں کوئی میرا،

تم ہی دعا ہے میری،

تم خدا ہے میرا...

چاند کو جیسے تو جلتے کوئلوں پر سفر پر رہی ہو۔ جب وہ اس کے پیٹ پر اپنے پوروں سے لکیریں کھینچتا اسے واپس اپنی جانب گھما گیا

چاند کو اس کے پوروں کا لمس گاؤن کے اوپر سے بھی محسوس ہوا تھا ۔

میں زندگی

جینے لگا،

تو جو ملا،

اوو ہمنوا...

وہ دھیرے دھیرے اپنے پیروں کو حرکت دیتے اس کی کمر پر ہاتھ ٹکائے اسے کسی گڑیا کی طرح اپنے ساتھ سٹیپس لیتے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

تیرا سہارا ملا ہے،

جیسے کنارا ملا ہے،

میں بنجر زمیں،

تو بارش گھنی

بھیگا دے مجھے (مجھے (..

وہ اسے دھکا دیتی اس سے کچھ فاصلے پر جا رکتی اپنی بے اہنگ سانسیں بحال کرنے لگی پر وہ ایک بار پھر سے کسی بلا کی طرح چمٹتا اسے کہنیوں سے تھامتا اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کے شانے کو اپنے نرمیاں بھرے لمس سے مہکاتے اس کی جان نکال گیا۔

خاموش لمحوں کو تھامے،

خالی دیواروں سا تھا میں،

تجھے تھم کے بیاں میں ہوا،

بتا دوں تجھے..

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کا دہکتا لمس برداشت کرتی بے بس ہوتی واپس اس کی جانب مڑتی اس کے سینے پر سر چھپا گئی۔ جس پر وہ مسکراتا اسے ویسٹ سے تھام کر اوپر کو اٹھاتا اس کے پاؤں اپنے پیروں پر رکھتے موو کرنے لگا وہ خوفزدہ ہوتی مزید اس میں چھپی تھی ۔

آوارہ خوابوں کو دے دے ٹھکانے زارا،

دیوانی سانسوں کو دے دے پناہیں زارا،

میں کچھ نہیں تیرے بن نہیں کوئی میرا،

تم ہی دعا ہے میری،

تم خدا ہے میرا...

وہ آنکھیں موندے بس اسے اپنی بانہوں میں محسوس کر رہا تھا ڈانس تو بس بہانا تھا اسے اپنے قریب رکھنے کا جو کب سے اس سے دور بھاگتی اس کی جان جلا رہی تھی۔ وہ اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا بار بار اپنی محبت لمس چھوڑنے لگا ۔

میں زندگی...

جینی لگا،

تو جو ملا،

اوو ہمنوا...

گانے کا اختتام ہوا تھا پر اسے کچھ حوش کہا تھا اب مدھم سا میوزک بجنے لگا تھا ۔

ٹھوڑی سے سرکتا وہ گردن اور ٹھوڑی کے درمیان نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑا وہ اس کی سانسیں روک گیا تھا ۔

وہ بری طرح مچلی تھی ۔

"شاہ سس۔۔۔سائیں"

وہ سسکی تھی۔وجدان شاہ کی کی بیوٹی بون پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے اسے پاگل کرنے لگا چاند کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہو رہا تھا ۔

"جی میری جان سائیں"

وہ اس کے لبوں کے کناروں پر اپنا لمس چھوڑتے مخمور سرگوشی میں بولا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے سس۔۔۔سانس"

وہ پھولی ہوئی سانسوں بے درمیان بمشکل بولی تھی۔ جس پر وہ بنا اسے سنبھالنے کا موقع دیتا اس کی سانسوں کی ڈور تھامتا پوری شدت سے اس پر جھکا تھا ۔۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی پر وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے دوسرا بازو اسے کی کمر کے گرد حائل کرتے کبھی اس کی سانسیں کھینچتا اس کی مہک خود میں جزب کرتا تو کبھی اسے اپنی سانسیں سونپتا اسے اپنے پر تپش لمس سے جلانے لگا ۔

وہ بری طرح سے اس کے حصار میں کپکپاتی اس کے سہارے کھڑی تھی ورنہ کب کی بے جان ہوتی ٹانگوں سمیت زمین بوس ہوتی ۔

چاند کی آنکھوں سے نیر بہتے وجدان شاہ کا چہرہ بھی نم کر گیے تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اسے آزادی دیتا خود میں بھینچ گیا ۔۔

وہ نازک جان اس کے سینے پر گرتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی ۔

"آئی ریلی لو یو جانِ وجدان۔۔۔آئی کانٹلی ود آؤٹ یو"

وہ پھر سے وہی جان لیوا سرگوشیاں کرتا اسے مزید نڈھال کر گیا تبھی وہ نازک سی جان مزید نا سہتے اس کے حصار میں ہی بے جان ہوتی حوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی

۔

وجدان شاہ نے اس نازک سے پھول کو اپنی بانہوں میں بھرتے اذیت سے سرخ ہوتی آنکھیں میچیں تھیں ۔

سلطان شاہ وجدان شاہ نے میری توحین کرتے جو اپنی مرضی چلائی ہے نہ میں کبھی معاف نہیں کروں گی اسے ۔۔

ہال میں شاہ بیگم صوفے پر بیٹھیں غضب ناک لہجے میں بولیں تھیں ۔

"امی بیگم میں اپنے بیٹے کی جانب سے آپ سے معافی مانگتا ہوں"

وہ پسپائی سے ہاتھ جوڑتے بولے تھے۔زوار شاہ نے غصے و ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچیں تھی ۔

"سلطان شاہ لانت ہے تم پر۔۔۔ تم اپنے بیٹے کو نہ سنبھال سکتے تم صدا سے ایک ناکام شخص رہو گے نہ تم سے بیوی سنبھالی تھی اور نہ اب اولاد"

وہ غضب و نخوت سے بولیں سلطان راؤ کو دل چیر زخمی کر گئیں ۔

"دادی بیگم سوچ سمجھ کر بولیں"

زوار شاہ غصے سے بمشکل ضبط کرتا لہجہ دھیما رکھ پایا تھا پر اس کے لہجہ میں سلگتی آتش کی لپک پر شاہ بیگم نے خیرانی سے اپنے لاڈلے پوتے کو دیکھا تھا ۔

"اب تم ہمیں سمجھاؤ گے زوار شاہ کہ ہمیں کس طرح سے بات کرنی چاہیے ۔۔۔ ہمیں شاہ بیگم کو"

وہ غرور و تمکنت سے بولتیں دریافت کر رہیں تھیں۔ زوار شاہ کو ان سے عجیب سی الجھن محسوس ہوئی تھی ۔

"گستاخی معاف دادی بیگم پر میری ماں کے خلاف اگر آپ نے اب ایک لفظ بھی کہا میں بلکل بھی لحاظ نہیں کروں گا"

وہ اب بھی بڑے لحاظ سے بولا تھا شاہ بیگم کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑا تھا رابعہ بیگم دم سادھے کھڑیں تھیں دل خوف سے بند ہونے کو تھا ۔

جبکہ سلطان شاہ جھکے کندھے کے ساتھ کھڑے تھے اور زمان شاہ ایک جانب خاموش تھے پر انھیں حالات سازگار دیکھائی نہ دے رہے تھے ۔

"تمھاری اتنی ہمت کہ تم ہمیں دھمکی دو زوار شاہ"

وہ غصے و غضب سے دھاڑتیں زوار شاہ کو گال طمانچہ رسید کر گئیں۔۔۔رابعہ بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھتے خیرانی سے یہ منظر دیکھا انھیں لگا جیسے یہ تھپڑ انھیں مارا ہو کسی نے ۔

وہ انھیں اپنی اولاد سے بڑھ کر تھا تو کیسے نہ تڑپتی ۔

جبکہ زوار شاہ کو تو جیسے کچھ اثر ہی نہ ہوا تھا نور جو رجو کے ساتھ چھپ کر دیکھ رہی تھی بری طرح سے سسکی تھی ۔

"مار لیں آپ کو جتنا مارنا ہے پر میری مما کے بارے میں میں ایک لفظ نہیں سنوں گا میں۔اور آپ نے جو ہماری مما کے ساتھ کیا تھا بابا آپ کے بیٹے تھے تبھی معاف کر گئے پر میں اپنی ماں پر ہوئے ظلم معاف ہر گز معاف نہیں کروں گا"

وہ سر کشی سے بولتا سب جو دھلا کر رکھ گیا۔شاہ بیگم نے آنکھیں پھاڑے اپنے سامنے اپنے پوتے کو دیکھا جو کبھی ان کے سامنے اونچی آواز میں بات تک نہ کرتا تھا ۔

اور آج ایکدم سے سرکشی پر اتر آیا تھا ۔

سلطان راؤ توڈھ سے گئے تھے۔ہاں وہ سچ میں اپنی اولاد کے ساتھ انصاف نہیں کر پائے تھے تو کس منہ سے ان سے باپ ہونے کا حق مانگتے ۔

وہ تو اپنی جان سے پیاری بیوی کا حق ادا نہ کر پائے تھے ۔

اور یہ مت سوچیے گا بھائی یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلے گئے اور اپنی ماں کے قاتل کو بخش دیا۔وہ آئیں گے واپس۔اس لیے چاند بھابھی کے خلاف کوئی بھی سازش کرنے سے پہلے سوچ سمجھ لیجئے گا۔یہ ناہوپر کی یہ خونی حویلی اس بار جل کر راکھ ہو جائے"

وہ غصب وغصے سے بولتا انھیں دھمکی آمیز لہجے میں بولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہ بلبلا کر رہ گئی ۔

★★★★★

" بھیو۔۔۔ جانی دادی بیگم نن۔۔۔نے شاہ کو تھپڑ مارا"

وہ جو پہلے ہی بھرائی بیٹھی تھی اسے ساری صورتحال سے آگاہ کرتے آخر میں بتاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

دوسری جانب وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا اور زوار شاہ جو تھپڑ مارنے کی بات پر اس کے وجود سے جیسے لاوا پھوٹ پڑا تھا ۔

"ہش۔۔۔میرا پیارا بچہ۔۔رو ئیں نہیں آپ کے بھیو جانی جلدی آجائیں گے ۔اور زورو کہاں ہے آپ کا میری گڑیا"

وہ بات بدلنے کو زوار شاہ کا پوچھنے لگا۔تاکہ وہ روئے نہیں۔جس پر وہ معصوم گڑیا سرخ پڑی تھی ۔

"وہ غصے سے باہر نکل گئے"

سب یاد آتے وہ پھر سے رونے جو ہوئی۔اس کی بھرائی آواز سنتے وجدان شاہ کے اپنی پیشانی مسلی تھی اضطرابی کیفیت سے ۔

"اوکے میں ابھی کال کرتا ہوا سے آپ فکر نہیں کریں میری پیاری سی گڑیا ۔۔اب بلکل نہیں رونا پرامس درمی"

وہ محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی جیسے وہ سامنے ہی ہو ۔

"ہم۔۔ نہیں رو رہے۔۔آپ شاہ کو ہمیں اور مما پاپا اور بڑے پاپا کو بھی اپنے پاس لے جائیں وجی بھیو جانی۔۔۔ ہمیں دادی بیگم سے بہت ڈر لگتا ہے"

وہ نیر بہاتی خوفزدہ سی بولی تھی وجدان شاہ کی آنکھوں میں طیش کی سرخیاں ابھریں تھیں ۔

وہ معصوم سی گڑیا جس میں ان دونوں بھائیوں کی جان تھی کہاں اسے روتے دیکھنا آسان تھا ۔

میرا اچھا بچہ رو نہیں آپ کے بھیو جانی تو تکلیف ہو رہی ہے۔ جیسا آپ کہیں گی وہی کریں گے ہم بس کچھ دن بھائی کی جان۔۔۔۔اپنے بھیو کو دے دیں تا کہ میں آپ کی پری کو ہنستا مسکراتا آپ کے پاس لے کر آؤں۔۔۔ کیا آپ نہیں چاہتی وہ بلکل ٹھیک ہو جائیں"

وہ محبت و نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا ۔

"ہم چاہتے ہیں وہ ٹھیک ہو جائیں دادی بیگم نے انھیں بھی تو بہت سارا ہرٹ کیا تھا نہ۔۔ ہم انتظار کریں گے۔۔ چاہے بہت سارا وقت لگے آپ انھیں ٹھیک کر دیں بھیو جانی۔ ہم ان سے اور آپ سے بہت سارا پیار کرتے ہیں"

وہ معصوم سے بولتی آخر میں وجدان شاہ متبسم کر گئ ۔

" بھیو جانی بھی لو زیوا اپنی پیاری سی بیٹی کو۔۔ اب میں کال رکھتا ہوں اور شاہ سے بات کرتا ہوں وہ گھر آجائے گا ابھی۔۔۔ اوکے اپنا بہت سارا خیال رکھنا"

وہ نرمی ہنوز لہجے میں قائم رکھتے بولتے ہوئے کال کاٹ گیا ۔

ایک نظر سوئی ہوئی چاند پر ڈالی جو کسمسا رہی تھی وہ بالکنی کی جانب بڑھا ۔

"اسلام و علیکم بھائی"

زوار شاہ جو اس وقت ڈیرے پر تھا بجتے موبائل کو اٹھا کر دیکھا تو وجدان شاہ کی کال آتی دیکھ فوراً کال ریسیو کی تھی ۔

"وعلیکم السلام۔ کیسے ہو"

لہجہ ہنوز نرم تھا ۔

"ٹھیک ہوں بھائی آپ کیسے ہیں اور بھابھی ٹھیک ہیں"

وہ خوش دلی سے بولا تھا ۔

"ہمم یہاں سب ٹھیک ہے۔۔ تم کہاں ہو اس وقت"

وہ سرسری سے انداز میں بولا تھا۔پر لہجے میں چھلکتی فکر زوار شاہ محصوص کر سکتا تھا ۔

"ڈیرے پر ہوں"

وہ پر سکون انداز میں بولا تھا ۔

"فوراً گھر جاؤ زوار شاہ۔اور اگلے دس منٹ میں تم گھر ہونے چاہیے مجھے۔۔۔اور رہی شاہ بیگم کی بات تو ان کا تھپڑ ادھار رہا وجدان شاہ پر جو انھوں نے تمھیں مارا"

وہ سختی سے بولتا آخر میں وہ فون پر اپنی گرفت کستے زہر خندہ لہجے میں بولا تھا۔ شہد رنگ آنکھوں میں غضب کی سرخیاں بڑھنے لگیں تھیں ۔

"وہ ہماری مما کے خلاف بولیں گی تو میں چپ نہیں رہوں گا بھائی چاہیے اس کے لیے وہ مجھے ہزاروں تھپڑ کیوں نہ مار لیں"

وہ سخت تیش میں بھولا تھا ۔

"ہم سب حساب لیں گے میرے جگر بس کچھ وقت پھر ہر چیز کا حصاب ہو گا اس فرعون بنی بیٹھی شاہ بیگم کا بھی"

وہ اپنی مٹھیاں کستے ضبط سے بولا تھا ۔

"ابھی گھر جاؤں میں نہیں چاہتا تمھارے جیسے کھوتے کے لیے میری گڑیا مزید روئے"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولا تھا زوار شاہ نے لب بھینچے تھے دل آئینور کے رونے کا سن کر ۔

تبھی کال کٹ ہوتے ہی حویلی کی راہ لی تھی جہاں جانے کا اس کا اس وقت بلکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا ۔

★★★★★

زوار شاہ ریش ڈرائیو کرتا گھر آیا تھا اور سیدھا نور کے روم میں گیا تھا آپ کو اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی ۔

وہ تیزی سے اپنے روم کی جانب بڑھا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر وہ اپنے روم میں نہیں تو اس کے روم میں ہو گی ۔

زوار شاہ نے جیسے ہی اپنے روم میں قدم رکھتے ڈور کو بند کیا ایک نازک سا وجود اس کے سینے میں آسمایا تھا ۔

زوار شاہ نے اس کے نازک سے وجود کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے زمین سے اوپر اٹھایا تھا۔ کیونکہ اسے بھی اس وقت اپنی جانم کی شدت سے ضرورت تھی ۔

کیونکہ ایک وہی تو تھی اس کی وحشتوں کا قرار اس کے غم و غصّے کی دوا۔ جس کی ذرہ سی دوری پر وہ پاگل ہوا اٹھتا تھا جس کے سوا اسے دنیا کچھ دیکھائی نہ دیتا تھا ۔

زوار شاہ نے محسوس کیا تھا وہ سسک رہی تھی وہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"میرے دل۔۔۔۔میری جان کیا ہوا"

تڑپ والفت سے دریافت کیا گیا تھا ۔

"دد۔۔۔دادی بیگم نے۔۔آپ کو مارا"

وہ سسکتی بولتی اپنا آنسو سے تر چہرہ اٹھا گئی۔۔اسکی شہد رنگ آنکھوں کے سوجے پپوٹے دیکھ زوار شاہ کو لگا جیسے کسی نے اس کے دل کو اپنی مٹھی میں لیا ہو ۔

"شش۔۔۔۔میرے دل۔۔۔میرے عشق آپ روئیں نہیں۔کچھ بھی نہیں ہوا ایک تھپڑ آپ کے زوار شاہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا ۔

اس کی نم آنکھوں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے جیسے ان کا مرہم کیا تھا جن کا وہ حشر بگاڑ چکی تھی ۔

"آپ کو درد ہوا تھا نہ"

وہ اس کے بائیں گال پر اپنا مخروطی ہاتھ رکھتی اپنے پوروں سے اس کی بیرڈ بھری گال کو نرمی سے سہلاتے مدھم آواز میں بولی تھی۔۔

زوار شاہ تو جیسے اس کی نازک سی انگلیوں کا لمس اپنی گال پر محسوس کرتے اندر تک مسرور ہوا تھا ۔

"آپ کو برا لگا"

وہ نا جانے کس لہہ میں پوچھ بیٹھا شاید وہ اس پری وش کے منہ سے سننا چاہتا تھا کہ وہ اس کے لیے کیا اہمیت رکھتا تھا ۔

"بہت زیادہ۔۔۔ ہمیں بہت زیادہ برا لگ ایسا لگ رہا ہے جیسے۔۔۔ جیسے۔۔ ہم نہیں جانتے کیا ہو رہا ہے"

وہ معصومیت سے بولتی بولتی کچھ سمجھ نا آنے پر پھر سے آنکھیں نم کر گئی ۔

زوار شاہ نے اسے مزید خود میں بھینچتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

"آپ جو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں میری جان آپ کا شاہ سب سمجھ جاتا ہے آپ کے بن کہے بھی"

وہ نہیں چاہتا تھا وہ مزید روئے۔پر وہ جیسے مطمئن نہیں ہوئی تھی تبھی وہ کی جیکٹ کا کالر اپنے ہاتھوں میں دبوچتی اسے جھکائے خود اونچی ہوئی تھی ۔

زوار شاہ نے اسے اونچا کیا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا وہ کیا کرنا چاہ رہی تھی ۔

پر اس نازک گڑیا کے عمل پر جیسے سانسیں رکھیں تھیں وہ نازک پھولوں سا ٹھنڈا گلداز لمس اپنی گال پر محسوس کرتے وہ آنکھیں میچتا اپنے اندر تک محسوس کرنے لگا ۔

اپنے ہونٹوں پر اس کی بیرڈ کی چبن محسوس کرتی وہ خود بھی سرخ گلال ہوئی تھی ۔اپنے پہلو میں اٹھتے شور پر وہ آنکھیں موند گئی ۔

کتنے ہی پل بیتے تھے نہ وہ دور ہوئی تھی اور نہ زوار شاہ کے وجود میں جنبش ہوئی تھی ۔

جیسے کسی جادوئی لمحوں میں وہ دونوں قید ہوئے تھے ۔

ماحول میں جیسے رومانوی ساز بج اٹھے تھے۔ ہوش کے پہلو مدہوشی کے سفر میں کہیں دور پیچھے ہی رک گئے تھے ۔

تبھی وہ نرمی سے اپنے لمس کی قید سے آزادی دیتی اس کے دل کے مقام پر سر رکھ گئی۔ سانس بری طرح سے پھول گیا تھا جیسے جانے کتنی ہی مشقت کر کے آئی ہو ۔

پورا وجود کسی پتے ہی مانند لرز رہا تھا۔ زوار شاہ نے نرمی سے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا تھا ۔

"اگر تم مر ہم ایسا رکھو گی میری جان تو زوار شاہ لاکھوں زخم کھانے کو تیار ہے"

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے مدھم سرگوشی میں بولتا اسے سر تا پاؤں سرخ کر گیا ۔

"شش۔۔۔شاہ"

بمشکل لبوں سے برآمد ہوا تھا ۔

"شاہ کی جان قربان"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے مدہوشی سے بولا تھا ۔

"آپ پلیزای۔۔۔ایسی باتیں نہ کریں"

وہ سخت گھبراہٹ سے بولی تھی دل لگ رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا ۔

جانِ شاہ تم بہت پیاری ہو یا صرف مجھے لگتی ہو"

وہ مخمور لہجے میں دریافت کرتا اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا۔وہ اس کے دہکتے لمس پر سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

"ہمیں نن۔۔۔نہیں پتہ"

وہ بمشکل بولتی زوار شاہ کے دانتوں کی مدھم سی چبن اپنی کالر بون پر محسوس کرتی سسکی تھی ۔

"سب جانتی ہیں آپ جانم۔۔۔بس انجان بن کر اپنے شاہ کے دل پر اریاں چلانی ہیں آپ کو"

وہ مدہوشی سے اس کے بالوں کی مہک میں گہرا سانس بھرتے مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

"شاہ۔۔۔آپ بہت برے ہیں"

وہ اس کی دہکتی سانسوں کے تھپڑ اپنی گردن پر محسوس کرتی جی جان سے جل رہی تھی ۔

"کوئی نئی اطلاع دیں میرے دل یہ تو میں جانتا ہوں"

وہ اس کی ٹھوڑی کے ذرہ نیچے اپنا لمس چھوڑتے مسرور سا بولا تھا۔ وہ لرزی تھی

"شاہ اب چھوڑیں ہمیں"

وہ بمشکل کپکپاتی بولی تھی سانسوں کی روانی عجیب سی ہو رہی تھی ۔

"دل نہیں چاہ رہا"

وہ اس کے بالائی لب پر بہکی نظریں ٹکائے بولتا نور کو زلزلوں کی زد میں دے گیا

۔

"پلیز شاہ۔۔۔ ہمیں نیند"

ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ وہ مدہوش ہوتا اس کی سانسوں روک گیا ۔

وہ ایکدم سے تڑپ کر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

وہ دیوانہ وار اس نازک پری پر اپنی شدتوں بکھرتا اسے نڈھال کرنے لگا۔ وہ مچلی تھی بری طرح سے جس پر وہ ظالم شخص اس کی پشت سہلاتا اسے مزید خود میں جزب کرنے لگا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسے بلکل نڈھال کرتا اس کی سانسوں کی آزادی دے۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی ۔

★★★★★

وجدان شاہ کی آنکھ کھلی تو اپنے سینے پر نرم سے حساس پر اس کے لب متبسم ہوئے تھے ۔

وہ معصوم سی جان ادھی اس کے سینے پر پڑی سکون سے سو رہی تھی۔ سیاہ بال اس کے دلکش چہرے کا احاطہ کیے ایسے تھے جیسے چاند کو بالوں میں چھپا رہے ہوں ۔

بس ہلکے سے پنکھڑیوں سے لب اپنے درشن دیتے وجدان شاہ کی دھڑکنوں کی رفتار تیز کر رہے تھے ۔

وہ اس کی نیند خراب کرنا نہیں چاہتا تھا پر ان کی گلدا زلبوں کی سرخیاں ۔۔۔ اف کس قدر قاتل تھیں ۔

وجدان شاہ کو اپنی سانسوں میں تنگی محسوس ہونے لگی تھی ۔

وہ اپنے دل کی نا سنتے نرمی سے اس پری وش کے چہرے سے بال ہٹاتے اس بادلوں میں چھپے چاند کو عیاں کر گیا پر جان تو مزید مشکل میں آئی تھی ۔۔

سیاہ بالوں کے ہولے میں برف سی رنگت لیے وہ پری رخ جس کی موٹی موٹی غلافی آنکھوں پر مڑی ہوئی بے تہاشہ دراز پلکیں ۔۔

چھوٹی سی ناک ستون ناک ہلکی ہلکی سرخیاں لیے رخسار شاید کمرے میں ہیٹ ہونے کی وجہ سے ۔۔

اور پھر وہ قاتل لب اور اس کے عین نیچے وہ تل وہ اس پر بلکل دھیان نہیں دیتا تھا۔۔۔اس کی نظریں پھر سے یہیں آکر جم سی گئیں پر نہیں۔۔وہ اپنے دل کو بری طرح سے ڈپٹ گیا ۔

چھوٹی سی ٹھوڑی ۔۔۔

وہ تو ہر پہلو سے ہی قاتلانہ ادائیں شاہانہ روپ رکھتی تھی ۔

وہ اس کے کس کس وار سے بچتا ۔۔

وہ انگشت کی انگلی سے اس کے لبوں کے نیچے موجود تل کو نرمی سے رپ کرتا مخمور نظروں سے اس کے دلکش نقوش تکنے لگا ۔۔

وہ جانتا تھا اس کی نیند کچی نہیں تھی دوائیوں کی وجہ سے ۔۔

تبھی وہ نرمی سے اسے تکیے پر منتقل کرتا پوری دل جموئی سے اس کے ایک ایک نقوش کق اپنی انگلیوں سے چھوتا محسوس کرنے لگا ۔۔

اس نے بغور دیکھا تھا اس کی ناک بہت پیاری تھی چھوٹی سی پر تیکھی وہ جھکتا نرمی سے اس پر اپنے لب رکھتا وہاں نرمی سے اپنا لمس چھوڑتا دور ہوا تھا ۔۔

پر نظریں پھر سے اس کے وہیں آ ٹکیں جہاں وہ نہیں چاہتا تھا ۔

یہ کمینا دل اسے صبح صبح ہی ذلیل کروانے پر تلا ہوا تھا۔ کوئی دیکھتا تو کیا سوچتا اس کی ندیدی حرکتوں پر ۔۔

وہ اتنا بڑا بزنس ٹائیکون شاہ امپائر کا مالک یوں کسی کی بے خبری کا فائدہ آٹھا رہا تھا ۔

آہ۔۔۔ نہیں پر کوئی کیوں دیکھتا بھلا۔ اور کس کی ہمت کچھ سوچنے کی بھی۔۔

وہ اس کی بیوی تھی اس کی ملکیت اس کے دل کی ملکہ اس کا عشق۔۔۔وہ جیسے مرضی عاشقی جھاڑتا کسی کو کیا تکلیف ۔۔

وہ واپس اسی مسند پر براجمان ہوتا اپنے دل کی سنتا اس کی بند آنکھوں پر اپنے لب رکھتا اس کے خوابوں میں بنا اجازت اترا تھا ۔

جس پر وہ کچھ بے چین سی ہوئی تھی وہ احتیاط برتا کچھ رکا تھا ۔۔

پھر اس کے شانت ہوتے وہ اس کے گلابی رخساروں کی کچھ سرخیاں چرانے لگا جس پر اس پری وش کے منہ کے زاویے بگڑے تھے جو نہایت دل فریب تھے ۔

وہ اپنے دل کی حرکتوں سے ڈرتا ایکدم سے بستر سے اترتا تیزی سے واش روم گھسا تھا ۔

چاند ہلکا سا کسمساتے واپس سے نیند کی وادیوں میں گم ہوئی تھی ۔

یہ جانے بنا کہ وہ ایک مظبوط عصاب کے مالک کے دل پر نہ جانے کون کون سے قہر برپا کئے ہوئے تھی ۔

وجدان شاہ کچھ ہی دیر میں شاور لیتا باہر آیا تھا اب کی بار اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریز کیا تھا ۔

کچویل سے بیک ٹراؤزر ہر بلیک ہی ہڈی ڈالے وہ بالوں کو ڈرائے کرتا۔ خود پر سپرے کرتا واپس سے اس کی جانب آیا تھا ۔

اب اس کے ناشتے کا وقت تھا پر وہ اب بھی محو خواب تھی پر اب کی بار وجدان شاہ نے اسے اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا ۔

" ہیپی مائے فیری۔۔۔ ویک اپ "

وہ نرمی سے اسے ہاتھ کی پشت سے اس کے رخسار سہلاتے محبت والفت سے گویا ہوا جس پر وہ کروٹ لیتی رخ موڑ گئی ۔۔

وجدان شاہ نے آبرو اچکائے تھے اس معصوم جان کی حرکت پر یعنی وجدان شاہ کو اگنور ۔۔

وہ جوتے اتارتا اسے کے پہلو میں دراز ہوتا کمفرٹر کھینچ کر دونوں پر کرتا ایک جھٹکے میں اسے اپنی جانب موڑتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر پوری شدت سے جھکا تھا ۔۔

وہ جو مزے سے سو رہی تھی اس افتاد پر اور سانسوں کی تنگی پر چاند کی آنکھوں پھٹ پڑیں۔۔۔ کیا ہوا تھا اس کے ساتھ اچانک سے جب سمجھ آیا تو بڑی طرح سے مچلی تھی ۔

پر وہ جنونی ہوتا اس پر اپنی شدتوں کے پھول نچھاور کرتا اس کی مہکتی سانسوں کو مزید جنونیت سے خود میں جزب کرنے لگا ۔۔

چاند کو اپنے وجود میں برقی لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھی۔ عصاب بیدار ہوتے پوری طرح سے جھنجھلا اٹھے تھے ۔

ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر اس کی کانچ کی آنکھیں نم ہوتیں برسنے لگیں ہاتھ بے جان ہوتے پہلو میں گرے تھے تبھی وہ ظالم ساحر اس پر رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔

وہ آنکھیں موندتیں اپنا بکھرا تنفس سنبھالنے لگی۔پر جان مزید مشکل میں آئی تھی جب اس کی دیو کا دہکتا لمس اپنے کندھے پر محسوس ہوا ۔

وہ جا بجا اپنا لمس چھوڑتے خود تو جیسے دیوانہ ہو رہا تھا ساتھ ساتھ اس کی جان بھی جلنے لگا تھا اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی خود سے دور کرنے لگی ۔

پر وہ بے لگام ہوتا اس کی شرٹ کو کھسکانے لگا ۔

"کک۔۔۔کیا کر۔۔رہے ہیں پلیز"

وہ تڑپ اٹھی تھی ۔

"پیار کر رہا ہوں اپنے عشق سے"

وہ مخمور نظروں سے اس کے گلال پڑتے چہرے کو دیکھتا بولا کر واپس مدہوش سے جھکتا اس کے دل کے مقام پر اپنا پر تپش لمس چھوڑنے لگا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ تھی اسے لگا وہ آج اپنے قرب سے اس کی ساری سانسیں نچوڑ لے گا۔

"آئی لو یو جانِ وجدان۔۔۔آئی لو یو جانِ ادا"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولتا جیسے اسے زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھا ۔

"آپ۔۔پپ۔۔۔۔پیچھے۔۔۔ہوں پلیز۔۔مجھے بھوک لل۔۔۔لگی ہے"

وہ بہانا گھڑتے اس کے چنگل سے آزادی چاہتی

تھی جو صبح صبح ہی اس کی جان کا دشمن بنا بیٹھا تھا ۔

"بہت مشکل ہے۔ایسا لگ رہا ہے جو ذرہ سا دور ہوا تو جان نکل جائے گی عشقِ من"

وہ اس کی کالر بون پر لب رکھتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا ۔

چاند کی آنکھوں سے نکلتے آنسو جیسے اس کے اپنے دل پر زخم کرتے تھے ۔

وہ کیا بتاتی اسے کہ جب وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا تو اسے لگنے والے پر زخم پر بہتے آنسو آہستہ آہستہ اس کی محبت کو بہا کر کہیں دور لے گئے تھے جو اس نے ہوش سنبھالتے ہی وجدان شاہ سے اپنے محرم سے کی تھی ۔

ونی کیا ہوتا ہے وہ معصوم سی جان تو اس الفاظ سے بھی انجان تھی ۔

پر محبت نے اس معصوم پر رحم نہیں کیا تھا بلکے اتنی سختی سے اس کے دل میں اپنے پنجے گھاڑے کے جب نکلی تو ساتھ اس کا دل بھی نوچ کر لے گئی۔۔

پر بے جان وجود چھوڑ گئی۔ مر مر کر جینے کے لیے ۔

اس سے پہلے کے وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا مزید خود کو سیر اب کرتا اس کا موبائل رنگ ہوا تھا ۔

"جلدی سے فریش ہو جائیں میری جان"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا نرمی سے کہتا وہاں سے نکل گیا۔

وہ آج اسے لیے باہر آیا تھا اس کا ارادہ اسے گھمانے کا تھا کیونکہ وہ جتنے اچھے ماحول میں رہتی اس کے لیے اتنا ہی اچھا تھا ۔۔

تبھی وہ اسے آمریکہ بیچ پر لے کر آیا تھا وہ پر سکون دیکھائی دے رہی تھی سمندر کے نیلے پانی کو تکتے ۔۔وہ دونوں قدرے سائڈ پر تھے یہاں لوگوں کا آنا جانا کم تھا ۔

وجدان شاہ نے محبت بھری نظروں سے اس معصوم سی پری وش کو تکا تھا جو اس وقت آسمانی رنگ کی جرسی کی گھٹنوں تک آتی فراک پہنے ساتھ وائٹ کلر کا ٹراؤزر پہنے وائٹ ہی لانگ کوٹ پہنے سر کو سکاف سے کور کیے وہ معصوم جان اتنی پرکشش لگ رہی تھی کہ وجدان شاہ کو اپنی نظریں اس کے دلکش وجود سے جدا کرنا مشکل لگا ۔

چہرہ کو ہلکا سا مسیجز ائز کیے ہونٹوں پر لائٹ پنک گلوز لگائے وہ اتنی سی تیاری میں جان لیوا حد تک دلربا لگ رہی تھی ۔

وہ دور سمندر کی وسطوں میں نا جانے کیا تلاش کر رہی تھی پر اس کے چہرے کے پرسکون تاثرات وجدان شاہ کو اندر تک سرشار کر رہے تھے ۔

"آپ کو کیسا لگا یہاں آ کر"

وہ اس کے بے حد قریب آتے مدھم لہجے میں دریافت کرنے لگا جس پر وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی جیسے شناسائی کا کوئی پہلو ہی نہ نکلتا ہو ۔

وجدان شاہ نے اس کی آنکھوں میں لاتعلقی کی رمک دیکھتے بمشکل اپنے دل کو سنبھالا تھا ۔

"یہ کس قدر پر سکون ہیں ایسا ہی لگتا ہے نہ سب کو"

دھیرے سے لبوں نے جنبش کی تھی اشارہ سمندر کی جانب تھا۔ وجدان شاہ کا رواں رواں سماعت بن گیا کیونکہ وہ بہت کم بولتی تھی ۔

اوراب جب وجدان شاہ کواس کی آواز سننے کو مل رہی تھی وہ جیسے اس کے پور پور بکھرے وجود کے لیے باعث شفا تھی ۔

تو کیا آپ کو نہیں لگتا ایسا مائے فیری"

وہ بغوراس کے منموہنے چہرے کق تکتا لگاوٹ سے گویا ہوا ۔

"نہیں یہ پر سکون صرف نظر آتی ہیں پر ان کے اندر چھپی طغیانی و جھنجھلاہٹ کسی کو نظر نہیں آتی"

وہ سپاٹ لہجے میں نظریں سمندر پر ٹکائے ہنوز مدھم آواز میں بولی تھی۔ناجانے کیوں وجدان شاہ کو ایسا لگا تھا وہ اپنی ہی بات کر رہی ہے ۔

"پر اگر کوئی قریب سے دیکھے تو وہ اس میں چھپی طغیانی کو جان پر اسے پر سکونی میں بدلنے کی تگ ودو بھی تو کر سکتا ہے نہ"

وہ بھی ہنوز اس کے چہرے پر متبسم نظروں ٹکائے بولا تھا ۔

"ایسا ممکن نہ ہو شاید کیونکہ سمندر کو عادت ہو چکی نہ سارے خلا ساری بے چینیاں سارے طوفان اپنے اندر سمیٹ کر رکھنے کی۔۔اب اسے ضرورت ہی نہیں کسی کے مرہم کی"

وہ زخمی سے لہجے میں بولتی مترنم لہجے میں بولتی وجدان شاہ کو گھاؤ لگا گئی۔ وہ ہاتھ بڑھا کر اسے ایک دم سے اپنے حصار میں لیتا اسے سختی سے خود میں بھینچ گیا ۔

"کسی کو بھی عادت نہیں ہوتی زخموں کی چاند وجدان شاہ یہ جب رستے ہیں نہ۔ تو درد ہوتا ہے ہر پل۔۔پل پل۔۔۔آپ ایسا نہیں کہہ سکتیں"

وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اس کا چہرہ اوپر کو اٹھائے اس کی ہیزل گرے آنکھوں میں دیکھتا لجاجت سے بولا تھا ۔

وہ پتھر کا مجسمہ ہوئی تھی جیسے۔اس کی قربت پر اس بار دل نے شور نہیں کیا تھا نہ ہی چہرے پر کوئی رنگ بکھرا تھا۔دل خالی خالی سا محسوس ہوا تھا ۔

"شاید ایسا ہی ہو۔۔۔پر ضروری نہیں محسوس بھی کیا جائے۔ کبھی کبھی یہ زخم بھی زندگی کی ضرورت لگنے لگتے ہیں"

وہ وجدان شاہ نے خوبرو چہرے کو تکتی بولی تھی چاند نے نوٹ کیا تھا وہ زیادہ تر بلیک ہی پہنتا تھا ۔

تو کیا اسے سیاہ رنگ پسند تھا ؟

ایکدم سے اس کے ذہن میں سوال ابھرا تھا اور وہ لگتا بھی اس رنگ میں بے حد شاندار تھا جیسے یہ رنگ بنا ہی اس کے لیے تھا ۔۔

اب بھی وہ سیاہ جینز شرٹ پر کوٹ پہنے بورے بال سلیقے سے سیٹ کیے وہ بے حد جاذب نظر لگا رہا تھا ۔

وجدان شاہ نے اس کا خود کو ابزو کرنا اچھے سے نوٹ کیا تھا ۔

اگر زخموں پر دلربائی مرہم رکھتے مندمل کیا جائے تو تکلیف کا عنوان ناپید ہونے لگتا ہے چاند وجدان شاہ"

اسے یہ خالی خالی آنکھوں اچھی نہیں لگیں تھیں تبھی وہ اس کی ہیزل گرے آنکھوں کو اپنے لمس سے منور کرتے دونوں پر باری باری جھکتا اس اپنے دہکتے لب رکھنے لگا ۔۔

وہ دل کی بغاوت پر اس کے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئ ۔

"اگر محبوب کی آنکھیں بے نور ہوں نہ تو عاشق کو جینے کی راہ نظر نہیں آتی میرے کل جہان۔۔۔ میں جانتا ہوں بہت برا ہوں میں پر بخدا آپ سے عشق پر بس نہیں تھا۔۔۔ جب ہوا تو بے اختیار ہوا۔ کیونکہ آپ تو میری روح کا حصہ تھیں۔۔۔ ہمیں ملنا ہی تھا ۔۔

پر کاش یہ ملنا اتنا تکلیف دہ نہ ہوتا ۔

کاش کہ ہم کسی اچھے موڑ پر ملے ہوتے آپ ابال پائی کے سفر میں نڈھال نہ ہوئی ہوتیں ۔

کاش میں اتنا بے خبر نہ ہوتا ۔۔

کاش کہ وجدان شاہ آپ کی مسکراہٹ سے فیض یاب ہوا ہوتا۔ جو وہ دیکھنے کے لیے ترس رہا ہے ۔

کاش کہ میں آپ کو بہت سارا سن پاتا آپ کے سارے دلکش الفاظ بس میرے لیے ہوتے ۔

پر شاید ہمیں ایسے ہی ملنا تھا ہماری کہانی کی تلخ حقیقت یونہی آشکار ہونی تھی ۔

آپ کو وجدان شاہ تک یونہی پہنچنا تھا۔بس یہ زخم پوری عمر جلائے گا کہ وجدان شاہ نے اپنی محرم کے لیے زخموں کا ساماں کیا عشقِ من"

وہ محبت وپسپائی سے بولتا اس کی چھوٹی سی پیشانی پر لب رکھ گیا۔وہ آنکھیں موندے اپنے ظالم شہزادے کے لمس کو اپنے اندر اتارنے لگی ۔

جو اسے خول سے نکالنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔پر چاند کو یہ سب اب تکلیف دے رہا تھا کہاں ممکن تھا زخموں میں جیتے جیتے مرھم دلبراں کی ۔۔

"اس کے لیے میں خود بھی کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا اپنے آپ کو"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے کرب آمیز لہجے میں بولا تھا چاند کا دل جیسے ڈولنے لگا تھا اس ظالم شہزادے کی باتیں سنتے ۔

اسے تکلیف ہو رہی تھی شدید وجدان شاہ کے لہجے کی پسپائی اسے پاگل کرنے لگی تھی اس نے کب چاہا تھا وہ اسے کبھی پسپا ہارا ہوا دیکھے وہ تو اس کی پرستش کرتی تھی وہ تو عبادت کی طرح دل کے ہر کونے میں پیوست تھا ۔

نہ جانے اس میں جہالت سے اتنی ہمت آئی تھی کہ وہ ایکدم سے اسے دھکا دیتی اس کی گرفت سے نکلتی سمندر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔وجدان شاہ جو اس مزاحمت کے لیے تیار نہ تھا چاند کے سمندر کی جانب بھاگنے پر زلزلوں کی زد میں آتا اس کے پیچھے بھاگا تھا ۔

وہ گھٹنوں تک آتے پانی میں سمندر کی زرہ سی طغیانی پر پانی برد ہوئی تھی ۔

وجدان شاہ کی جیسے جان ہوا ہوئی تھی وہ تیزی سے اس تک پہنچتا اسے سمندر کی لہروں سے اپنے وجود میں سمیٹتا اپنی بانہوں میں بھرتا باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

سمندر کے یخ بستہ پانی میں چاند کو اپنے عصاب تک سن ہوتے محسوس ہوئے تھے۔ وجدان شاہ لب بیچتے اسے لیے باہر آیا تھا اور بنار کے گاڑی کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ سردی سے ٹھٹھرتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔

اس کی حرکت پر وہ بے بسی سے اسے گاڑی کا ڈور اوپن کرتے اسے فرینڈ سیٹ پر بیٹھتے خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا ۔

★★★★★

نور لائبریری میں بیٹھی ٹیبل پر سر جھکائے اپنی اسائنمنٹ پر کام کر رہی تھی تبھی ۔صدف اور اس کی دوستیں اس کی جانب آئیں تھیں ۔

"ہائے دل آئی نور کیسی ہو بے بی"

صدف اسے سر تا پیر گھورتی ببل چباتے لوفرانہ انداز میں بولی تھی۔نور نے ان لوگوں کو یوں خود پر سوار دیکھ تھوک نگلی تھی ان لوگوں کو بھلا کون نہیں جانتا تھا ۔

ہہ۔۔۔ہم ٹھیک۔۔ہیں"

وہ بمشکل اپنے کپکپاتے دل کو سنبھالتے بولی تھی ۔

"اوہم۔۔۔ہم۔۔۔کیا بات ہے تمھارے ساتھ کوئی اور بھی ہے کیا"

ان میں سے ایک اس کے خود جو ہم کہنے پر مزاح اڑاتے دوسری کے ساتھ تالی ماتے بولی تھی۔

وہ بری طرح سے سہمی تھی ان سب کے انداز سے ۔

"ہم۔۔۔ ہمیں جانا ہے"

وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی تبھی ایک نے اس کا راستہ رکو جس پر وہ ہمت کرتی بولی تھی ۔

"اے چوہیا منہ بند کر اور بیٹھ چپ چاپ ادھر"

صدف نے اسے بازو سے پکڑتے واپس کرسی پر ٹینچا تھا ۔

نور کی آنکھوں سے آنسو نکلتے اس کے گلابی رخسار بھگونے لگے تھے خوف و ہراس سے جان ہوا ہونے لگی تھی ۔

اگر وہ سب مل کر اسے مار تیں تو اسے مار سے بہت ڈر لگتا تھا۔اکاد کا سٹوڈینٹ انھیں دیکھ رہے تھے پر کسی میں بھی ہمت نہ تھی ان پانچوں سے پنگا لینے کی ۔

"تم سے کچھ چاہیے اگر تم مجھے وہ دے دو تو تمھیں ہم جانے دیں گے "

وہ اس کے چہرے کے قریب آتی نور کی بالوں کی لٹ کو اپنی انگلی پر لپیٹتے پر اسرار انداز میں بولی تھی ۔

آ۔۔۔آپ کک۔۔۔کو پیسے چچ۔۔۔چاہیں تو سارے لے لو۔۔پر ہمیں جج۔۔۔جانے دیں"

وہ روتے ہوئے لرزتی آواز میں بمشکل بولی تھی جس پر سب قہقہہ لگا اٹھیں ۔

"ارے اوٹڈی اب تو ہمیں بھیک دے گی"

وہ اس کے انگلی میں لپٹے بال کھینچتی غرائی تھی نور کی درد سے چیخیں نکلیں تھیں جس پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

تبھی وہاں پر نسپل صاحب آتے نظر آئے ۔

صدف پر نسپل یہیں آرہا ہے نکلو یہاں سے"

ایک نے پرنسپل کو آتے دیکھ اطلاع دی جس ہر وہ اسے چھوڑ تیں وہاں سے نکلیں تھیں۔

ارے دل آئینور یہاں بیٹھی ہوئی ہو تم وہاں پرنسپل صاحب تمھیں ڈھونڈ رہے ہیں آفس میں کوئی آیا ہے تم سے ملنے "

ماریہ جو اس کی کلاس فیلو تھی اس نے اسے آگاہ کیا وہ جلدی سے اپنے آنسو اپنی ہتھیلیاں سے رگڑتے اپنا بھیگ اٹھائے باہر کی جانب بھاگی تھی ۔

سانسیں اب بھی بے آہنگ تھیں خوف کے زیر اثر۔وہ ڈین کے آفس کے سامنے رکتی خود کو کمپوز کرتی اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ناک کر کے اجازت لیتی اندر آئی تھی ۔

سامنے ہی ڈین کی ٹیبل کے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھے زوار شاہ جو دیکھ آنسو ایک پل میں بل پر کرتے اس کا چہرہ بھگونے لگے تھے ۔

اپنی زندگی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ زوار شاہ کا پورا وجود انگاروں کی زد میں آیا تھا ۔ڈین کی جان پر بنی تھی۔۔۔کیونکہ زوار شاہ کے غصے سے وہ اچھے سے واقف تھا ۔

"دل ائینور بیٹا کیا ہوا آپ کو"

وہ نرمی سے پوچھتے فکر مند دیکھائی دیے جس پر وہ بنا کچھ بولے سر جھکائے سسکنے لگی ۔

اسے اس وقت شدت سے شاہ کے سینے کی طلب تھی جس پر وہ سر رکھ کر اپنے سارے آنسو بہا دیتی ۔

"آؤٹ مسٹر ہمدانی"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔ تو وہ اسے بنا غصہ دلائے فوراً سے آفس سے رفو چکر ہوئے تھے ڈین کے نکلتے ہی وہ اپنی زندگی کی جانب بڑھتا اسے خود میں بھینچ گیا ۔۔

وہ اس سینے پر سر رکھتی بری طرح سے سسکنے لگی تھی۔ پورا وجود کسی پتے کی مانند لرز رہا تھا زوار شاہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"کیا ہوا جانِ شاہ کیوں رو رہی ہیں میرے دل"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے آنسو سے تر چہرہ دیکھ مزید تڑپہ تھا ۔

"شش۔۔۔ شاہ ہمیں گگ۔۔۔ گھر جانا ہے"

وہ واپس سے اس کے سینے کا حصہ بنتی روندھی آواز میں بولی تھی زوار شاہ کو اس کے آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے تھے ۔

"میرے دل بتائیں تو اپنے شاہ کو کیا ہوا کس نے ہرٹ کیا میری زندگی کو"

وہ لبوں سے اس کے آنسوں کو چنتا واپس سے اسے خود میں سموتے بولا تھا ۔

وہ اس کے لمس پر گلال ہوتی اس کی شرٹ سے ناک رگڑتی اس میں چھپی تھی ۔

"ہمیں گھر جانا ابھی رائٹ ناؤ"

وہ ختمی انداز میں بولی تھی۔ مطلب وہ ابھی دوسری کوئی بات کرنا نہیں چاہتی تھی ۔

"اوکے جیسا آپ کا حکم میرے دل"

وہ اس کے کندھے سے بیگ اتارتا اسے لیے باہر کی جانب بڑھا تھا بہت سی لڑکیوں نے انھیں جاتے دیکھ مڑ مڑ کر دیکھا تھا پر چہرہ نور کی جانب جھکائے ہونے کی وجہ سے وہ زوار شاہ اور نور کو کم ہی دیکھ پائیں تھیں ۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں شاہ حویلی تھے ۔۔

زوار شاہ اسے لیے سیدھا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا جس پر وہ سر جھکائے اس کے ساتھ کھنچی چلی جا رہی تھی ۔

رانیہ نے جلتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا جو لاؤنج میں شاہ بیگم کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی ۔

جنھیں وہ اگنور کرتے زینہ چھڑ رہے تھے ۔

"توبہ توبہ نانی بیگم کیا زمانہ آگیا ہے یہ نور تو کچھ زیادہ ہی بے حیا ہو گئی ہے اور بد لحاظ بھی۔ نہ بڑوں کو سلام نہ لحاظ بس زوار شاہ کو اپنا دم چھلا بنائے اس کا ہاتھ پکڑے نکل گئی"

وہ آگ جھلتے لہجے میں بولی تھی جنہوں نے خود بھی ان دونوں کو ساتھ دیکھا تھا پر انھیں فرق نہ پڑتا تھا پر رانیہ کے تیکی لگانے پر ان کی فرعونی رگ پھڑکی تھی ۔

"دیکھیں نہ آپ ہماری نانی بیگم ہیں ہم کتنی محبت اور عزت کرتے ہیں آپ سے پرنور کو نہ جانے کس بات کا گھمنڈ ہے دیکھا تک نہ آپ کی جانب اللہ معاف کریں اتنی بدلحاظ توبہ توبہ"

وہ معصوم سا منہ بنائے کمینگی سے بولتی شاہ بیگم کے دل میں بھنبھڑ جلا گئی ۔۔ان کے اہانت سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ وہ اپنے الفاظوں اور اپنی ایکٹنگ کو داد دینے لگی ۔

"ہم اپنے کمرے میں جا رہے ہیں تم ہمارے لیے اچھی چائے بنوانے کا کہو پینو کو
"

وہ جلتی کڑتی اٹھیں تھیں اور رانیہ سے کہتیں وہاں سے نکل گئی ۔

"تم دیکھنا نور تم سے زوار شاہ کو چھین کر دیکھاؤ گی۔۔چاہے اس کے لیے مجھے تمھاری جان ہی کیوں نہ لینی پڑے"

وہ خود کلامی کرتی زہر خندہ لہجے میں بولی تھی ۔

ناجانے رانیہ کی دیوانگی اور نفرت نور کہ لیے کونسی قیامت بھرپا کرنے والی تھی ۔

★★★★★

وجدان شاہ نرمی سے اس کے ٹھٹھرتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا پیلس کے اندر بڑھا تھا وہ ہنوز اس کے سینے میں چھپی ہوئی تھی ۔

سردی سے دماغ پر غنودگی طاری ہونے لگی تھی۔ وجدان شاہ پل پل اذیت سے گزرتا ریش ڈرائیو کرتا گھر پہنچا تھا ۔

"چاند میری جان ویک اپ۔۔۔ سونا نہیں میری جاناں"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا متفکر انداز میں بولتا اسے لیے اندر بھاگا تھا ۔

اسے لیے سیڑھیاں عبور کرتا وہ اپنے روم میں آیا تھا ۔

نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتے کوٹ نکال کر دور اچھالتا وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا وہاں سے چاند کا ڈھیلا ڈھالا سا ڈریس لیے وہ اس کی جانب آیا تھا ۔۔

"چاند ہنی اٹھیں یہ چینج کریں"

وہ اس کے گال تھپتھپاتے بولا تھا پر وہ سردی سے نڈھال ہوتی بری طرح سے کپکپاتی آنکھیں کھول نہیں پا رہی تھی وجدان شاہ کی آواز جیسے میلوں سے آتی سنائی دے رہی تھی ۔

کچھ نہ سوچتے وہ خود کو تیار کرتا اس کے وجود سکاف نکالتا اس کے نازک سے وجود پر کمفرٹر کھینچ گیا ۔۔

"میں ایسا نہیں چاہتا چاند میری جان اٹھیں"

وہ اسے بے سود دیکھ اس کے یخ بستہ گال سہلاتے بولا تھا جو سردی سے سرخ ہو رہے تھے ۔

پر اس کے نیلے پڑتے ہونٹ دیکھ وہ لائٹ آف کرتا اسے اٹھا کر اپنے سینے کا حصہ بناتے اس کی فراک کی زپ کھولتے نرمی سے اسے واپس تکتے پر ڈال گیا ۔۔

وہ کمزور سی مزاحمت کرتی سسکی تھی۔پر وہ اس کی مزاحمت پر اس کے چھوٹے چھوٹے یخ بستہ ہاتھ اپنے دہکتے لبوں سے لگاتے نرمی سے انھیں اس کے پہلو میں رکھ گیا ۔

وجدان شاہ کو بھیگے کپڑوں میں بھی اپنا وجود دہکتا محسوس ہوا تھا جزبات جیسے سانسوں کو جلانے کے در پر ہوئے تھے ۔

کچھ ہی دیر میں وہ سفید لباس میں کمفرٹر میں پڑی ہوئی تھی وجدان شاہ ڈریسنگ روم سے سیاہ ٹراؤزر پہنے باہر آیا تھا ۔

ایک نظر بیڈ پر پڑے اس نازک سے وجود پر ڈالتے وہ خود بھی کمفرٹر میں آتا اس کے نازک وجود سے وجود پر جھکا تھا ۔

نرمی سے اس کے سیاہ بالوں کو تکیے پر بکھرتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے

۔۔

"میری جان آپ آج وجدان شاہ کو مار ڈالیں گی"

وہ اس کے نیلے پڑتے خشک ہونٹوں کے بالائی لب کو انگوٹھے سے دباتے

مدھوش کن لہجے میں بولا تھا ۔۔

ہیٹر کی وجہ سے روم کافی ہیٹ اپ ہو گیا تھا پر

وہ نازک جان ابھی بھی بری طرح سے لرز رہی تھی ۔

وجدان شاہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کے ٹھنڈے پیروں کو اپنے پیروں سے سہلاتے انھیں ہیٹ اپ کرنے لگا ۔

اس کے وجود کی مہکتی خوشبو اپنے اندر اتارتے وہ اس کی شہ رگ پر اپنا پر شدت لمس چھوڑنے لگا ۔

مدہوشی بری طرح سے سر چڑھ کر بولنے لگی تھی۔ وہ دیوانہ وار اپن دیوانگی بھرا لمس اس کے شانوں پر بکھرتا کالر بون پر نرمی سے دانت گھاڑ گیا ۔

وہ جو یخ بستہ ہو رہی تھی ایکدم سے تپتی سرخ ہونے لگی۔ وجدان شاہ نے لیمپ کی مدھم روشنی میں اس پری وش کے تپتے چہرے کو دیکھا تھا ۔

"چاند جان آپ بہت ڈراتی ہیں۔ وجدان شاہ کی جان نکال لیتی ہیں ایک پل میں ۔۔۔اتنی سنگدی اچھی ہوتی ہے کیا میرے عشقِ من"

وہ نرمی سے اس کے گال پر اپنے لب رکھتا مخمور نظروں سے اس کا گلاب چہرہ دیکھتے شکوہ کناں ہوا تھا ۔

چاند کو اپنی دھڑکنیں بے آہنگ ہوتی محسوس ہوئی تھی اس ظالم شہزادے کو خود ہر جھکا محسوس کرتے اس ہر اس کا دہکتا لمس چاند کا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگنے لگا تھا ۔

"میرے سکون آپ میرے دل کا میرے وجود کا قرار ہیں۔

آپ کی تڑپن آپ کی تکلیف وجدان شاہ کا دل نوچتی ہے۔ خدارا خود کو تکلیف دینا بند کر دیں میری جان"

وہ اسے کے وجود کو خود میں بھینچتے اس کے لبوں کے نیچے نظر آتے اس قاتل تل پر شدت سے لب جما گیا ۔

وہ بری طرح سے مچلی تھی اس کی جان لیوا لمس پر۔ پورا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔ عنابی لب بری طرح سے پھڑ پھڑائے تھے ۔

"شش۔۔۔ شاہ سائیں"

بمشکل لبوں سے بر آمد ہوا تھا۔ وجدان شاہ اس مخمور نظروں سے اس کے لبوں کی کپکپاہٹ کو تکتا دیوانہ وار اپنے دل کی سنتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھر تھراہٹ کو اپنی سانسوں میں سمیٹ گیا ۔

وہ نازک جان بری طرح سے مچلتی اس کی آہنی گرفت میں مزاحمت کرنے لگی تھی۔ جس ہر وہ اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ کو اپنے مظبوط ہاتھوں کی انگلیوں میں اس کی گلدازانگلیاں الجھائے تکیے پر لگا گیا ۔

شدت و نرمی سے اس نازک جان کی سانسیں چراتے وہ اسے بے دم کرنے لگا تھا ۔وہ اس کے پر تپش لمس پر روم روم سلگتی مر جانے کو ہوئی ۔

اس ظالم شہزادے کے لمس میں موجود دیوانگی و وارفتگی اس کا دل بند کرنے لگی تھی سانسیں رکھنے لگیں تھیں وجود میں مزاحمت کرنے کی ہمت ناپید ہوئی تھی خود کو ڈھیلا چھوڑتی وہ جیسے ہار سی گئی تھی ۔

وجدان شاہ اس کی رکتی سانسوں پر اپنے جنون کو لگام ڈالتے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی بیوٹی بون ہر جھکتا گہرے گہرے سانس لینے لگا ۔

وہ جو پہلے ہی نڈھال سی اپنی الجھی سانسوں کو سنوارنے کی کوشش میں تھی اس بے رحم ساحر کی سانسوں کی جلا دینے والی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی کسی سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگی ۔

پر وہ یہی نہیں رکا تھا اپنے تپتے لمس سے سلگانا حق سمجھتا اس کی شرٹ ہٹاتا اس کے دل کے مقام پر اپنا لمس چھوڑتے نرمی سے دانتوں کا دباؤ ڈالتے بے رحمی پر اترا تھا ۔

"سائیں"

وہ تڑپ کر پکا اٹھی پر وہ بنا اثر لیے بے رحم بنا ہوا تھا آج ۔

تمہیں اک بات کہنی تھی

اجازت ہو تو کہہ دوں میں

یہ بھیگا بھیگا سا موسم

یہ تتلی پھول اور شبنم

چمکتے چاند کی باتیں

یہ بوندیں اور برساتیں

یہ کالی رات کا آنچل

ہوا میں ناچتے بادل

دھڑکتے موسموں کا دل

مہکتی خوشبوؤں کا دل

یہ سب جتنے نظارے ہیں

کہو کس کے اشارے ہیں

سبھی باتیں سنی تم نے

پھر آنکھیں پھیر لیں تم نے

میں تب جا کر کہیں سمجھا

کہ تم نے کچھ نہیں سمجھا

میں قصہ مختصر کر کے

ذرا نیچی نظر کر کے

یہ کہتا ہوں ابھی تم سے

محبت ہو گئی تم سے

وہ مدھم سرگوشی میں اس کی سماعت میں نظم کہتے اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ گیا تھا ۔

"سائیں کے عشقِ من آپ کا پور پور میرا ہے۔آپ کے وجود پر بس میرا حق ہے آپ تو اتنی خود کی بھی نہیں ہیں جتنی اپنے سائیں کی ہیں۔۔۔تو کیوں تڑتی ہیں اتنا۔۔۔اب اپنی باری آئی تو آپ مزاحمتوں پر اتر آئیں ہیں"

وہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اپنا لمس چھوڑتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا وہ اس کے حصار میں پڑی نازک پری اسے بری طرح سے بہکا رہی تھی ۔

وہ اپنے ہاتھوں کی نیچے برہنہ سینے محسوس کرتی سرخ گلال ہوئی تھی وہ کب سے اسی حال میں اس کے پاس تھا اور وہ دھیان ہی نہیں دے پائی تھی ۔

"آپ بب۔۔۔ برے ہیں۔ مجھے سس۔۔۔ سونا ہے"

اتنے وقت بعد پہلا شکوہ!

جیسے پہلا حق جتایا گیا تھا ۔

اس کا برا کہنا بھی وجدان شاہ کے لیے کسی حیات افروز سے کم نہ تھا ۔

"آپ جان ہیں چاند وجدان شاہ"

وہ اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا ۔

چاند دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں میچ گئی پر اس کے الفاظ جیسے چاند اندر تک مسرور کر گئے تھے ۔

وہ نور کو لیے اپنے روم میں آیا تھا ۔

"اب بتائیں کیا ہوا ہے میری جان کیوں رو رو کر اپنے شاہ کی جان کو ہلکان کیا ہوا ہے میری جانم نے"

وہ نرمی سے اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتے دریافت کرتا کچھ متفکر اور کچھ غصے پر ضبط کرتے دیکھائی دے رہا تھا ۔

"وہ کالج میں سب ہمیں تنگ کر رہیں تھیں شاہ۔۔ ہمیں بہت ڈر لگ رہا تھا"

وہ اس کے سینے پر چھپتی جیسے اب بھی ڈری ڈری سی تھی اور پھر وہ اس کے حصار میں چھپی اسے ساری بات بتانے لگی زوار شاہ کو اپنی رگوں میں لاوا ڈورتا محسوس ہوا ۔

"ہمیں کک۔۔۔کالج نہیں جانا اب"

وہ بری طرح سے سسکتی ہوئی بولی تھی۔زوار شاہ کے جبڑے تنے تھے ۔

"بس۔۔بس میری جان ان موتیوں کو ضائع نہیں کریں۔بہت قیمتی ہیں آپ زوار شاہ کے لے میرے دل آپ جانتی ہیں نہ"

وہ محبت والفت سے کہتا آخر میں اس سے دریافت کرنے لگا جس پر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اثبات میں سر ہلا گئی ۔

زوار شاہ کو اپنے جلتے دل پر جیسے پھوار برساتی محسوس ہوئی تھی ۔

"تو پھر کالج جائیں گی آپ میرے دل"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ملائمت سے بولا تھا۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلاتی اسے خود سے دور کرنے کو مزاحمت کرنے لگی ۔

بات واضح تھی کہ سے زوار شاہ کی بات پسند نہیں آئی تھی اسے اب کالج نہیں جانا تھا حالانکہ وہ بہت برائٹ سٹوڈنٹ تھی پر ساتھ ساتھ بہت ڈرپوک بھی تو تھی۔اپنی بزدلی کا وہ کیا کرتی ۔

"میرے دل کیا آپ کو اپنے شاہ پر بھروسا نہیں"

وہ اس کا چہرہ تھام کر اوپر کرتا ملائمت سے دریافت کرنے لگا ۔

"ہمیں۔۔۔ بھروسا ہے آپ پر شاہ"

وہ نظریں جھکائے اس کی اتنی نزدیک پر لرزتی بولی تھی زوار شاہ کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ سرخ انگارہ ہوئی تھی لب بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

زوار شاہ کی آنکھوں لو دینے لگیں تھیں یہ منظر تکتے ۔

"پھر آپ کالج جائیں گی میرے دل"

وہ مزید اس کے نزدیک ہوتا مخمور نظروں اس کی گلاب سی پنکھڑیوں پر ٹکائے بولا تھا ۔

وہ اس کی جیکٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

سردی میں بھی اس کی قربت پر نم ہوئی چھوٹی پیشانی بند ہوئی آنکھوں پر پلکوں کی لرزتی چلمن ،

چھوٹی سی ناک جو رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی ،

روئی کے گالوں سے نرم رخسار جس کی سرخیاں اس کی قربت میں غضب کی تھیں ،

اور نازک پنکھڑیوں سے گلدازلب جن کو چھونے کا محسوس کرنے کا حق بس

اسے ہی تو تھا ۔

زوار شاہ کو اپنا دل ڈھولتا محسوس ہوا تھا۔ سانسیں سینے میں جیسے الجھنے لگیں تھیں

۔اس دل فریب منظر کو تکتے ۔

وہ اپنے دل کی سنتا پورے استحقاق سے اس کے سانسوں کی مالا کو تھامتا اس کی

نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار مزید کستے ایک ہاتھ اس کے بالوں میں الجھا گیا ۔

وہ نازک سی جان بری طرح سے لرزی تھی اس جان لیوا حاکمیت پر ۔

دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا ۔

وہ پاگل دیوانہ سا اس کی سانسوں کی مہک پوری شدت سے خود میں جزب کرتے اس کی جان نکالنے لگا تھا ۔

پر تشنہ لبی تھی کہ کم ہونے کو نہیں آتی تھی ہر بار کو جب جب اس کے قریب آتا اسے لگتا تشنگی مزید بڑھ جاتی تھی۔ سانسیں مزید اس کی طلب کو اجاگر کرتیں تھیں ۔

وہ نازک جان سانسوں کی تنگی پر بری طرح سے اس کی ظالمانہ گرفت میں مچلی تھی تبھی وہ اس پر رحم کھاتا ایک شدت بھر لمس چھوڑتے اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔

وہ اسے کی بانہوں میں اس کے سہارے بکھرتی اپنا بکھرا تنفس سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان نظر آئی تھی زوار شاہ کو ۔

تبھی وہ اس کی پشت سہلاتا اسے پر سکون کرنے لگا ۔

"جانِ شاہ شدید آزماتی ہو"

وہ اس کے کان کی لو کو لبوں میں دباتے اس پری کے نازک دل ایک بار پھر سے کپکپانے پر مجبور کر گیا ۔

"گندے"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ مارتی خفگی سے بولی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

اس کی معصوم سی خفگی پر زوار شاہ کو اس پر مزید پیار آیا تھا تبھی وہ جھکتا اس کے سرخ گلاب ہوتے رخسار پر لب رکھ گیا ۔

جس پر وہ غصے سے اسے گھورتی اپنے گال کو رگڑ گئی۔ زوار شاہ اپنی جانم کی معصوم اداؤں پر دل ہارتا اس کے دوسرے رخسار پر بھی اب کے گہرا بوسہ دیتا اسے پھر سے جی جان سے جلا گیا جو اس کے دہکتے لمس پر اب کے جل جانے کو ہوئی تھی

۔

"گندے بچے۔۔۔اپنی معصوم سی منکوحہ کے ساتھ کوئی ایسا کرتا ہے کیا"

وہ غصے سے اسے تکتی آخر میں مظلومیت سے نچلا ہونٹ موڑتی بولی تھی زوار شاہ نے بمشکل اس کی اس ادا پر اپنے دل ہر ضبط کرتے اس آفت کی پوٹلی کو تکا تھا ۔

جو اسے بہکانے کے انتظام بھی کرتی تھی اور پھر جب کو بری طرح سے بہک جاتا تھا تو الزام بھی اسی پر دھر کر خود مظلوم اور اسے ظالم بنا دیتی تھی ۔

"میرے دل اب آپ میرے ہاتھ ہلاک ہونے کے پورے انتظام کرتی مجھے بری طرح سے بہکا رہی ہیں"

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے اور انگلی میں پکڑتے خطرناک لہجے میں مخموریت سے بولا تھا۔

اس کی حرکت اور بات پر سٹپٹاتی اپنے منہ دوسری جانب موڑ گئی ۔

سانسیں بھری طرح سے پھولنے لگیں تھیں جیسے بہت مسافت کر کے آئی ہو ۔

"ہم۔۔۔ ہمیں بھوک۔۔۔ لگی۔۔ہے"

وہ اس کی گرفت سے آزادی پانے کو بمشکل بولی تھی جس پر وہ خمار آلودہ نظروں سے تکتا۔اس کی ٹھوڑی کے خم پر لب رکھ گیا ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز۔۔۔چھوڑیں"

وہ اسے خود سے دور کرتی مزاحمت کرنے لگی جس پر وہ بنا اسے تنگ کیے اسے آزادی دیتا اس کی جان بخشی کر گیا ۔

وہ شکر پڑھتی بنا دیر کیے باہر کو بھاگی تھی۔زوار شاہ اپنی جاناں کی قربت کے نشے میں چور بیڈ پر چت گرا تھا ۔

★★★★

وہ پیروں میں سوفٹی ڈالے آج لان میں گھوم رہی تھی ٹینا اور لیلی اس کے پیچھے پیچھے تھی کہ کہیں اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے ۔

وہ لون میں لگے رنگ برنگے پھولوں کو تکتی بہت خوش نظر آرہی تھی ۔

"میم یہ آپ کے لیے"

ٹینا اپنی پریوں سی مالکن کو سرخ گلاب کا پھول پیش کرتی نرمی سے بولی تھی۔چاند نے چہرے پر نرم تاسر سجھائے اس پھول کو تھام لیا ۔

تھینک یو آپی"

وہ اس پھول کو دیکھتی مدھم لہجے میں بولی جو بہت خوبصورت تھا وہ تھا تو سرخ پر اس کا رنگ عام گلاب سے بہت الگ تھا ۔

بہت زیادہ تازگی خود میں سموئے وہ چاند کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا ۔

"آپ کو اچھا لگا میم یہ ہی کافی ہے"

وہ خوش ہوئی تھی کہ کچھ تو اس کی ما لکن کو اچھا لگا تھا جس پر اس کے چہرے پر ہلکا ساہی سہی پر تبسم تو آیا تھا ۔

وجدان شاہ جو ابھی میٹنگ سے سے فارغ ہوتا باقی کا کام قادر کو سمجھاتا گھر آیا تھا ۔اپنی عشقِ من جولان میں گھمتا دیکھ وہ قدم اسی کی جانب بڑھے تھے ۔

جو لائٹ پنک کلر کا ڈھلا سا گاؤن پہنے شانوں پر شال لپیٹے سیاہ بالوں کو پشت پر یونہی آوارہ چھوڑے، پیروں میں پنک ہی سوفٹی پہنے پھولوں پر کسی تتلی کی مانند

منڈلاتے ایک ہاتھ میں سرخ گلاب تھامے عرش سے اتری کوئی پاکیزہ حور ہی لگ رہی تھی ۔

وہ رخ موڑتی دوسری جانب چلی تو وہ اس کا معصوم چہرہ اوجھل ہونے پر بے چین ہوا تھا تبھی دھیرے دھیرے چلتا اس کی جانب آیا ۔

لیلی جو وجدان شاہ کو دیکھتی سر خم کرتی وش کرنے لگی تھی وجدان شاہ کے اشارے پر خاموش ہوئی ۔

وجدان شاہ نے دونوں کو اشارہ سے وہاں سے جانے کو کہا۔ وہ سر خم کرتیں دبے پاؤں وہاں سے نکل گئیں ۔

وہ پری رخ چلتی ایک ایک پھول کو نرمی سے چھو کر محسوس کرتی ان کی سوندھی خوشبو اپنی سانسوں میں اتار رہی تھی ۔

"لیلی آپی مجھے بہت پیاس لگ رہی ہے"

وہ مدھم لہجے میں بولی تھی وجدان شاہ اس کے لیلی کو آپی کہنے پر متبسم ہوا تھا ۔

جبکہ چاند اپنی بات کے جواب میں خاموشی پر مڑی تھی ایک دم سے اپنے عین پیچھے کھڑے وجدان شاہ کے ساتھ ٹکرائی تھی ۔

پر اس سے پہلے کے وہ ڈس بیلنس ہوتی زمین بوس ہوتی وجدان شاہ نے اس کی شاخ گلاب سی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کرتے اسے خود سے لگایا تھا ۔

گرنے کے خوف سے وہ نازک جان سہمتی اس کے کوٹ کو مٹھیوں میں سختی سے دبوچتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

دل ناتواں بری طرح سے کپکپا تھا ۔

ایک۔۔۔دو۔۔۔ تین اور پھر کتنے ہی لمحے میں وہ خوف کے مارے یونہی کھڑی رہی ۔

وجدان شاہ کو تو جیسے اپنے گرد سب کچھ خلا ہوتا محسوس ہوا۔ماحول میں فسوں خیز تار بجتے اس کے دل کی دھڑکنوں پر عشقِ رقصم ہوئے تھے ۔

سانسیں معمول سے ہٹ کر بے آہنگی پر اتریں تھیں ۔

وجدان شاہ کے لیے وہ جیسے کسی شفا حیات تھی۔اس کی شفاف چہرے کا پھوڑتا نور اسے بے خود کر رہا تھا جو کسی بھی مصنوعی رنگ کی محتاج نہ تھی ۔

وہ یوں بھی وجدان شاہ کو بے حد بے آویز لگتی تھی۔اسکی بے تحاشہ لمبی گھنیری مرتگان جو وجدان شاہ کو بے حود کرتیں تھیں جب جب اس کی قربت میں لرز کر عارضوں پر جھکتیں تھیں ۔

پیشانی پر بکھری بالوں کی لٹوں کو ہال بڑھا کر وہ نرمی سے اس کے دلکش چہرے سے ہٹاتے اسے ہوش میں دنیا میں لے آیا وہ آنکھیں وا کرتی اسے دھکا دیتی اس کے حصار سے نکلی تھی ۔

وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ تھا چاند کو اپنی گرفت سے کسی ریشم کی مانند پھسلتا محسوس کرتا اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی ایک ہی جست میں اس کی نازک سی کلائی جو تھام کر ایک جھٹکے میں واپس اپنے سینے میں سمو گیا ۔

وہ کٹی ڈال کی مانند اس کے چوڑے سینے سے آ لگی تھی جس پر اسے ایک پل کو اپنا دماغ پھر سے ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا ۔

پھر دماغ پر ادراک کے پہلو روشن ہوتے دل بری طرح سے کپکپایا تھا۔اور کل رات ہوئی واردات پر وہ اس کا سامنا کرنے سے بھی کترا رہی تھی صبح سے ۔

صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ چینج کرتی روم سے نکل گئی تھی۔ صبح ناشتہ بھی اس نے برائے نام کیا تھا ۔

"اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں عشقِ من"

وہ اس گھبراہٹ کے مارے اس کی پیشانی پر نمایاں ہوتے چھوٹے چھوٹے شبنمی قطرے کو دیکھتے محبت والفت سے دریافت کرنے لگا ۔

چاند کو زبان اپنے تالو سے چپکتی محسوس ہوئی۔ چہرہ جیسے بری طرح سے تپتا بھاپ چھوڑتا محسوس ہوا تھا ۔

وجدان شاہ نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا ابھی تو اس نے ایسی کوئی جان لیوا گستاخی بھی نہیں کی تھی پھر یہ معصوم پری اسی گھبرا کیوں رہی تھی اور اس کے گال اتنے شدید سرخ کیوں ہو رہے تھے ۔

"چاند میری جاناں آپ ٹھیک ہیں"

وہ متفکر ہوا تھا تبھی اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتا اس کا ٹمپریچر چیک کرنے لگا کہیں رات ٹھنڈے لگنے کی وجہ سے بخار تو نہیں ہو گیا ۔

"مم۔۔مجھے جانے دد۔۔دیں پلیز"

وہ اسے خود سے دور کرنے کو مزاحمت کرتی بمشکل بولی تھی ۔

تبھی وجدان شاہ کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔تورات ہوئی اس حسین واردات کو یاد کرتا لب او کی شیپ میں موو کرتا اب سمجھا تھا وہ کیوں اتنی سرخ ہو رہی تھی ۔

"کیا ہوا میری زندگی اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں"

وہ مصنوعی خیرانی سے بولتا اس کی پیشانی پر جھکا تھا اور اس کی پیشانی پر نظر آتے شبنمی قطرے اپنے لبوں پر سمیٹنے لگا وہ اس کا پر تپش لمس اپنی پیشانی پر جا بجا محسوس کرتی کپکپاتے دل کے ساتھ مزاحمت کر رہی تھی ۔

پر کہاں وہ نازک سی جان اور کہاں وہ لمبا چھوڑا سنگلاخ اور آہنی وجود جیسے اس چھوٹی سی جان کی مزاحمتیں کسی پھول کی مانند لگ رہیں تھیں ۔

"پپ۔۔۔پلیز دور ہو۔۔۔جج۔۔۔جائیں"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے بری طرح سے مچلی تھی پر وہ ابھی اسے آزادی دینے پر مائل نظر نہیں آیا تھا ۔

"آپ کہ یہ پھولوں سی مزاحمتیں مجھے مزید متجسس کرتی ہیں آپ کو دریافت کرنے پر عشقِ من۔۔۔دیکھیے گا کہیں یہ دیوانہ آپ کی جان پر نہ بن آئے"

وہ اس کے لبوں کے نیچے اس قاتل تل پر اپنی شدتیں لٹاتا مخمور لہجے میں بولا تھا وہ نازک جان بری طرح سے کپکپائی تھی ۔

دل تھا کہ پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"سس۔۔سائیں پلیز۔۔۔نن۔۔۔نہ کریں"

وہ جیسے مار جانے کو جی اس کی جان لیوا باتوں اور لمس پر ۔

"اتنا کیوں ڈرتی ہیں میری جاناں۔۔۔کیا آپ نہیں جانتی میں کیا ہوں آپ کا۔

آپ کا کیا رشتہ ہے مجھ سے۔۔۔بولیں کون ہوں میں آپ کا"

اس کے چہرے پر خوف دیکھ وجدان شاہ کو اپنا دل زخمی ہوتا محسوس ہوا تھا تبھی

پسپائی سے دریافت کرنے لگا ۔

"مم۔۔۔میں نن۔۔۔نہیں جانتی آ۔۔۔آپ کو"

وہ لاتعلقی برتتی وجدان شاہ کا دل پر پاؤں رکھ گئی ۔

"مم۔۔میں نہیں جانتی"

وہ اپنے اندر سسکتی چاند کو اپنے اندر ہی قید کرتی بے رحمی سے اپنے دل کو روندتی وجدان شاہ کا بھی دل نوچ گئی ۔

دل نے لاکھ دہائی دی تھی کہ وہ تمھاری زندگی کا کل سرمایہ ہے چاند۔۔۔پر وہ اس بار پھر سے خاردار راہوں پر چلتی زخمی ہونا نہیں چاہتی تھی۔ تبھی بنا سامنے والے کے دل کی پروا کیے وہ گہرے وار کرتی گئی ۔

آنسو بغاوت کرتے پلکوں کی باڑ توڑتے رخساروں پر بکھرے تھے ۔

جبکہ وجدان شاہ ساکت نظروں سے اس بے مہر پری کے دلکش چہرے پر ٹکائے ایسے تک رہا تھا جیسے وہ دوبارہ خود کو تکنے کا حق بھی اس سے چھین لے گی ۔

"آپ۔۔۔آپ میری بیوی ہیں چاند"

وہ بمشکل بولا تھا لہجہ شکستہ سا تھا اسے لگ رہا تھا جیسے وہ چاند کی بجائے خود کو باور کروا رہا تھا کہ وہ صرف اس کی تھی ۔

"بیوی نہیں ہے تو اس کی کم زات تیری تو اتنی اوقات نہیں کہ تو شاہ خاندان کے بیٹے وجدان شاہ کی رکھنی بھی بن سکے"

شاہ بیگم کے وہ سفاک الفاظ وہ کیسے بھول جاتی ان کی مار تو شاید بھول جاتی پر ان کے وہ خار دار الفاظ وہ کیسے بھول جاتی جنہوں نے اسے پل پل لہولہان کیا تھا ۔

"شاہ سائیں کہاں آپ اور کہاں چاند جو بس نام کی چاند ہے۔ حقیقت تو اس کی خاک سے بھی کم تر ہے۔۔وہ تو اس لائک بھی نہیں کچھ پل کے لیے آپ کی عیاشی کا سامان بھی بس سکے ۔

وہ اپنے دل پر سیل رکھتی زخمی لہجے میں بولتی وجدان شاہ کا پورا وجود ادھیڑ گئی ۔

"چاند۔۔۔میں جان سے مار دوں گا آپ کو۔اگر ایسے الفاظ اپنے لیے دوبارہ سوچے بھی تو"

وہ اس کی گردن کو پیچھے سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے غرایا تھا۔ وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں میں اذیت و غضب کی سرخیاں دیکھ ایک پل کو شدید سہمی تھی ۔

"یہی ایک عنایت کر دیں شاہ سائیں"

وہ اس کے ہاتھ تھامتی اپنے گلے پر رکھتی سرمئی آنکھوں میں درد کی کرچیاں لیے ہزیانتی انداز ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے پھٹی آنکھوں سے اس نازک سی پری کو دیکھا تھا جو اذیتوں کی حد شاید کب کی عبور کر چکی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے درد ہوتا۔۔۔بہت سس۔۔۔سانس سانس دکھتی ہے۔خدارا ۔۔۔نجات دے دیں"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔وجدان شاہ کو اپنے سینے میں شدید جلن محسوس ہوئی تھی۔ہوا میں جیسے آکسیجن ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی ۔

اتنے کاری وار وہ اسے پور پور زخمی کر گئی تھی اپنی سرمئی آنکھوں میں موجود ٹوٹی کرچیوں سے ۔

وجدان شاہ کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے کوئی اس کی تسلی کو وہ کیا کہتا۔۔اس کے کس کس زخم پر مرہم رکھتا اس کی تو آنکھیں ہی دھندلانے لگیں تھیں ۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتا اسے لیے اندر کی جانب بڑھا تھا۔ وہ بھی بنا مزاحمت کے ساتھ چل دی تھی ۔

"میم کا خیال رکھنا جین"

وہ چاند کا ہاتھ جین کے ہاتھ میں دیتا بے تاثر لہجے میں کہتا وہاں سے نکل گیا تھا وہ بس اسے جاتا دیکھ کر رہ گئی ۔

میں نازک برف کا اک ٹکڑا،

تو رکھ کر بھول گیا مجھ کو ،

میں قطرہ قطرہ پگھلی ہوں ،

تو میری اذیت کیا جانے!

★★★★★

"ایک خوشخبری ہے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ وجدان شاہ اس وقت امریکہ کے کس شہر میں ہے اور کہاں ہے۔سب پتہ چل گیا ہے"

باسط ملک نے خوشی سے میرال کو اطلاع دی تھی۔دوسری جانب میرال یہ خبر سنتی خوشی سے کھل اٹھی تھی ۔

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے"

وہ خوشی سے چہکی تھی۔اسے بس اب چاند کو ٹھکانے لگانا تھا چاہیے باسط ملک اسے لے جاتا یا وہ اس کی طرف سے مر جاتی اسے پروا نہیں تھی اسے بس وجدان شاہ چاہیے تھا ۔

"اب بس تھوڑا وقت انتظار کا ہے اس کے بعد تو ہماری ہی جیت ہے"

باسط ملک پر جوش نظر آیا تھا ۔

★★★★★

"مم۔۔۔میں نن۔۔۔ نہیں جانتی آ۔۔۔آپ کو"

اس کے لہجے کی وہ لاتعلقی۔۔۔

وہ پیانو ہال میں بیٹھا آنکھیں موندے پیانو کی کیز پر انگلیاں چلاتا اسی وقت میں ہی قید تھا جب وہ زخمی پری اس کی بانہوں میں تھی ۔

"شاہ سائیں کہاں آپ اور کہاں چاند جو بس نام کی چاند ہے۔ حقیقت تو اس کی خاک سے بھی کم تر ہے۔۔وہ تو اس لائک بھی نہیں کچھ پل کے لیے آپ کی عیاشی کا سامان بھی بن سکے"

وہ اپنی ذات کو مٹی تلے روندتے وہ کس قدر بے رحم لگی تھی وجدان شاہ کو ۔۔۔

چہرے پر رقم اذیت اس کے اندر ہوتی ٹوٹ پھوٹ کی غمازی کر رہی تھی وہ جیسے پور پور زخمی تھا ۔

"آہہہ۔۔۔۔آہہہ چاند دد د"

وہ غصے واذیت سے پاگل ہوتا چلایا گیا دل کا درد جیسے جان نکل رہا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے درد ہوتا۔۔۔بہت سس۔۔۔سانس سانس دکھتی ہے۔خدارا ۔۔۔نجات دے دیں"

وہ درد میں پر ویا خود سے ہی عاجز لہجہ ۔

"چاند کیوں نہیں سمجھتی آپ مجھے۔۔۔کیا مار ڈالوں خود کو"

وہ سامنے لگی چاند کی تصویر کو دیکھتے ازیت سے اس سے جواب طلب تھا ۔

"آپ کے بنا تو میں بھی مر جاؤں گا عشقِ من"

وہ تصویر پر انگلیوں سے اس کے چہرے کو چھوتا زخمی لہجے میں بولا تھا ۔

وہ وہی اس کے فرش پر گرنے کے انداز میں بیٹھتا چلا گیا ۔

دوسری جانب چاند غیر ارادی طور پر وجدان شاہ کو کہیں نظر نہ آنے پر گلاس وال کے سامنے کاؤچ پر ہی براجمان ہوئی تھی ۔

"آپ۔۔۔آپ میری بیوی ہیں چاند"

کتنی تکلیف ہوئی تھی اسے جب وہ سکستہ سا پسپائی سے بولا تھا ۔

چاند کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی ۔

دن سے رات ہو گئی تھی پر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔دن کو جین نے اسے زبردستی کھانا کھلا کر میڈیسن دی تھی۔جس کی وجہ سے وہ کافی دیر سوتی رہی تھی ۔

پر جب اٹھی تو وہ تب بھی غائب تھا۔اس نے ہمت کرتے جین سے دریافت کیا تھا ہر وہ لاعلی ظاہر کرتی اسے مزید بے چین کر گئی ۔

اب بھی رات کے دس بج رہے تھے پر اس کے آنے کا کچھ پتہ نہیں تھا ۔

میم پلیز تھوڑا سا کھانا کھالیں پلیز"

لیلی نے ملتجی لہجے میں کہا تھا پر وہ پہلے کی طرح کچھ نہیں بولی تھی ۔

وقفے وقفے سے وہ تینوں باری باری اسے کھانے کے لیے کنویس کرنے کی کوشش کر چکیں تھیں پر وہ کچھ بھی نہیں بولی تھی بس کسی بے جان بت کی مانند گلاس وال کے پاس بیٹھی باہر گھورتی رہی ۔

"کیا شاہ سائیں آئے جین آپی"

وہ کچھ دیر پہلے کیا سوال پھر سے دہراتے بولی تھی ۔

"نو میم سر نہیں آئے ابھی تک"

وہ سر جھکائے بولی تھی۔چاند نے اس کے جواب پر نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ لب کاٹے تھے ۔

"میرے سکون آپ میرے دل کا میرے وجود کا قرار ہیں۔

آپ کی تڑپن آپ کی تکلیف وجدان شاہ کا دل نوچتی ہے۔خدارا خود کو تکلیف دینا بند کر دیں میری جان"

کل رات اس کے کہے وہ جان لیوا الفاظ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتے اسے تڑپا گئے تھے ۔

وہ بمشکل اپنی سسکیاں کو دباتی اپنے نچلے لب کو کاٹنے لگی تھی ۔

پھر خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھتی روم سے نکلی تھی ۔

لیلی اور ٹینا بھی اس کے پیچھے ہولیں تھی ۔

وہ چلتی سیڑھیوں کی جانب آئی تھی ایک نظر دخلی دروازے پر ڈالتی وہ وہیں سیڑھیوں پر بیٹھ گئی تھی ۔

جین لیلی اور ٹینا نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا تھا جو بنا کسی گرم کپڑوں کے سفید سلک کے نائٹ گاؤن میں ملبوس سیڑھیاں پر بیٹھی نظریں سامنے داخلی دروازے پر ٹکائے ہوئے تھی ۔

"میم پلیز اندر چلیں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی پلیز اندر چلیں"

اب کے ٹینا نے منت کرتے کہا تھا پر وہ تو جیسے بہری بنی بیٹھی تھی ۔

"آئی لو یو جانِ وجدان۔۔۔آئی لو یو جانِ ادا"

اس کی وہ مخمور سرگوشیاں جیسے ابھی بھی اس کی سماعت میں گھلتی اسے بے چین کر رہیں تھیں ۔

وہ گہری گہری سانس پھرنے لگی تھی جیسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہو۔وہ تینوں پریشان ہوئیں تھیں ۔

"بہت مشکل ہے۔ایسا لگ رہا ہے جو ذرہ سا دور ہوا تو جان نکل جائے گی عشقِ من"

وہ بے قرار سی سرگوشیاں چاند کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا ۔

"شاہ سس۔۔۔سائیں"

وہ سسکی کی صورت میں وجدان شاہ کو پکارتی ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی اس سے پہلے کے سیڑھیاں سے گرتی۔وہ اسے تینوں اسے دھڑکتے دل کے ساتھ تھام گئ ۔

ہونٹوں یہ ساحلوں کی طرح تشنگی رہی

میں چُپ ہوا تو میری انا چیختی رہی

اک نام کیا لکھا تیرا ساحل کی ریت پر

پھر عمر بھر ہوا سے میری دُشمنی رہی

سڑکوں پہ سرد رات رہی میری ہمسفر

آنکھوں میں میرے ساتھ تھکن جاگتی رہی

یادوں سے کھیلتی رہی تنہائی رات بھر

خوشبو کے انتظار میں شب بھیگتی رہی

وہ لفظ لفظ مجھ پہ اُترتا رہا

سوچوں پہ اُس کے نام کی تختی لگی رہی

"سر میم کی طبیعت خراب ہو گئی تھی جین کی کال آئی تھی۔ڈاکٹر نے چیک اپ کیا ہے ان کا کہنا ہے وہ سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہوئیں ہیں۔پلیز آپ جلدی گھر آجائیں"

رات کا ایک بج رہا تھا جب قادر نے اس کے پرسنل نمبر پر وجدان شاہ کو اطلاع دی تھی وہ جو ساکت ساتھ فرش پر بیٹھا خلاؤں کو گھور رہا تھا قادر کی بات پر جان پر بنی تھی ۔

وہ بنا اس کی بات کا جواب دیے کال کاٹتا۔ تیزی سے پلیس میں بیک ایریا میں بنے سیکرٹ روم میں دیوار میں مخصوص جگہ پر ہاتھ رکھتے ڈور اوپن کرتا اپنے روم میں داخل ہوا تھا ۔

جہاں وہ نازک سی پری بیڈ پر آنکھیں موندے پڑی ہوئی تھی۔ جس کی رنگت میں بس کچھ گھنٹوں میں ہی زردیاں گھل گئیں تھیں ۔

وجدان شاہ کے دل میں انی سی چبی تھی وہ کیسے اتنالاپرواہو سکتا تھااس کی کنڈیشن جانتے ہوئے بھی ۔

وہ شکستہ قدم چلتااس کی جانب آیا تھا کوٹ وہیں کاؤچ ہر ڈالتے شرٹ اتار کر پھینکتے وہ اس نازک پری کے پہلو میں دراز ہوا تھا ۔

نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس کے پھول سے وجود کو اپنے سینے پر ڈالتے وہ آنکھیں موند گیا ۔

چاند جو چند پل پہلے ہی ہوش میں آئی تھی وجدان شاہ کے کمرے میں آنے پر یونہی آنکھیں موندے پڑی رہی ۔

اس کے اپنے سینے پر ڈالنے پر دل بری طرح سے کپکپایا تھا۔ جان جیسے خلق میں اٹکی تھی ۔

"بہت اذیت ناک سی کہانی ہے ہماری چاند احمد۔۔۔ میں آپ کے درد کا درماں بننا چاہتا ہوں پر نہیں بن پاتا۔ بلکے میری ذات آپ کو ہمیشہ تکلیف ہی دیتی ہے ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے پسپا نظر آ رہا تھا۔ چہرے پر اذیتوں کا جہان آباد تھا۔ چاند کا دل چاہا تھا وہ اسے دیکھے پر ہمت نہیں ہوئی تھی ۔

"میں نے زندگی میں دو لوگوں سے شدید عشق کیا ہے جاناں۔ اور جانتی ہیں دونوں کو ہی شاہ بیگم نے شدید تکلیف سے گزارا۔ میری پیاری مما کو کھو دیا میں نے پر آپ کو نہیں کھو سکتا اب ۔

وہ اسے خود میں بھینچتے جیسے خوف زدہ سا تھا۔ لہجہ جیسے نم ہوا تھا ۔

"آپ بے رحم ہیں"

وہ اس کے سینے میں سر دیتی ہلکی سی سرگوشی میں بولی تھی۔ وجدان شاہ کو لگا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ کہ چاند ہوش میں تھی کیا اس نے بات کی تھی ۔

"چاند آ۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں نہ۔۔ ایم سوری اب اکیلا چھوڑ نہیں جاؤں گا میری جاناں"

وہ دیوانہ وار اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتے اسے محسوس کرتا جیسے اپنے دل کو یقین دلانے لگا ۔

اس افتاد پر وہ نازک سی بری طرح سے ڈری تھی سانسوں میں طوفان سا بھر پا ہوا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ سائیں"

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اپنا چہرہ موڑتی بمشکل بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے کروٹ بدلتے جھکتے اس کی گردن پر نظر آتے جلے کے نشان پر دیوانہ وار اپنا لمس لٹایا تھا ۔

وہ چھوٹی سی پری اس کی بانہوں میں بے بس سی پڑی اس کی شدتیں جھلتی مر جانے کو ہوئی تھی۔وہ مدہوش ہوتا اس کے شانے سے شرٹ سرکاتے وہاں اپنا لمس چھوڑتا اسے نڈھال کرنے لگا ۔

"آپ بھی بہت بے رحم ہیں چاند۔۔۔یا پھر میں ہی بہت برا ہوں۔پر میں بہت پیار کرت ہوں آپ سے میری زندگی۔۔۔آپ کے بنا تو میں ویسے ہی مر جاؤں گا۔خدارا مجھے خود سے محروم نہ کیجئے گا ۔

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے پسپا سا ملتجی لہجے میں بولا تھا۔چاند کو خنکی میں بھی اپنا وجود پسینے سے نم ہوتا محسوس ہوا تھا ۔

اس کے الفاظ جیسے اس کی جان لینے کے درپے تھے شدید بے بسی سے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے جنہیں دیکھ وہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"یہ ستم بھی میری جان جلاتا ہے چاند مت تڑپایہ کریں اتنا میری دلبرا"

وہ اس کے آنسو اپنے پوروں پر سمیٹتے دیوانگی والفت سے گویا ہوا تھا۔ وہ ایکدم سے اس کے سینے لگتی سسکنے لگی۔ وہ اس کے گرد اپنے بازو حائل کرتا اسے اپنے سینے میں سمیٹ لیا ۔

آہستہ آہستہ سسکیاں چیخوں میں بدلنے لگیں تھیں وہ اس کے سینے سے لگتی دھاڑے مار مار کر رونے لگی وجدان شاہ مزید اس نازک سے وجود کو خود میں سمیٹتا اس کا رونا برداشت کرنے لگا ۔

کیونکہ وہ چاہتا تھا وہ ایک بار کھل کر رو لے جو زہر اسے اندر ہی اندر کھا رہا تھا وہ آنسوں کے ذریعے نکل جاتا تو شاید زندگی کی طرف لوٹ آتی ۔

بے شک محبوب کے آنسو تیزاب بن پر عاشق کے دل پر گرتے ہیں ۔

"آپ۔۔۔آپ نے کیوں دیر۔۔۔کی آنے میں۔۔۔ہر پل انتظار کیا"

وہ اس کی ویسٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے زخمی لہجے میں بولتی جواب طلب ہوئی تھی۔وجدان شاہ نے اس کے مخروطی ہاتھ کو نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیتے اس کی سرخ ہوتی انگلیوں پر اپنے لب رکھے تھے ۔

"مجھے لگادادی بیگم نے آپ کو جانے دیا چاند۔۔ قسم کھاتا ہوں نہیں جانتا تھا وہ آپ کو ناکردہ گناہ کی سزا دیں گی"

وہ پر اذیتی سے بولا تھا۔ وہ ہیزل گرے آنکھوں میں آنکھوں کا سیلاب لیے اسے دیکھتی وہ زخمی پری وجدان شاہ کو اپنے آنسوں سے شدید بے بس کر رہی تھی ۔

"مجھ سے محبت نہیں نہ آپ کو"

ناجانے کیوں وہ بے یقینی تھی کہ وہ اس سے محبت بھی کر سکتا تھا۔ جیسے اس نے کبھی دور سے بھی دیکھنے کی ہمت نہ کی تھی آج اس کی بانہوں میں اس کے حصار میں پڑی ہوئی تھی ۔

"ایسا کیوں کہا میرے چاند آپ تو وجدان شاہ کا دل ہیں اس کی عاشقی ہیں اس کی جنونیت و دیوانگی کی اکلوتی وارث ہیں۔۔۔کیوں یقین نہیں آتا آپ کو"

وہ اس کی پر شکوہ اور بے یقینی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے محبت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

"آپ کو کیسے ہو سکتی ہے محبت مجھ سے شاہ سائیں"

وہ اس ظالم شہزادے کے چہرے پر نظریں ٹکائے بمشکل بولی تھی۔اس کے سوال پر وجدان شاہ نے اس کے چھوٹے سے ہاتھ میں اپنے آہنی ہاتھ کی انگلیاں الجھاتے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا تھا ۔

وہ نازک جان اس کے دہکتے لمس اور مونچھوں کی چھبن پر سسکی تھی۔دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا ۔

"کیونکہ میری روح کا حصہ ہیں آپ میری جان و دل۔۔۔آپ کے بنا تو اب وجدان شاہ کو سانس لینا بھی گوارہ نہیں"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے لب نیچے کو سرکانے لگا تھا۔وہ آنکھیں میچتے اس کا دہکتا لمس برداشت کرنے لگی تھی ۔

"آپ وجدان شاہ کی دیوانگی ہیں جس کی آتش میں جلتے مجھے آپ تک ہی تو آنا ہے چاند وجدان شاہ۔پروا نہیں کہ یہ وجود خاک ہو جائے اس آتشِ دیوانگی میں"

وہ بے حد نرمی سے اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے بالوں سے سکاف نکالتا بیڈ کی دوسری جانب ڈال گیا وہ بری طرح سے سہمی اس کی حرکت پر ۔

"شش۔۔۔شاہ سائیں"

وہ اس کا تپتا لمس اپنی بیوٹی بون پر محسوس کرتی مچلتی اسے پکار بیٹھی ۔

"جی جان سائیں"

وہ نرمی سے اس کی بیوٹی بون پر دانت گاڑتے الفت وار فتگی سے بولا تھا ۔

وجدان شاہ کا پورا وجود جیسے عشق کے نشے میں چور مدہوش کن ہو رہا تھا ۔

"آپ۔۔۔آپ دد۔۔۔دور ہوں پلیز"

وہ اس کے سینے پر دباؤ ڈالیں لرزتے دل کے ساتھ بمشکل نم لہجے میں بولی تھی جان جیسے زلزلوں کی زد میں تھی ۔

اس کی آواز روندھی محسوس کرتا وہ خود پر ضبط کرتا بمشکل دور ہوا تھا ۔

"اوکے۔۔۔میری جانم سائیں کچھ نہیں کرتا پلیز ڈونٹ کرائے مائے فیری"

وہ نرمی سے اس کا رخسار سہلاتے محبت و عقیدت سے بولا تھا۔ جس پر وہ پر سکون ہوتی اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی ۔

اسے آنکھیں بند کرتا دیکھ وہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتا بالکنی میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا پر وہ اس کے دور جانے پر ایکدم سے واپس آنکھیں کھولتی اس کی ویسٹ کوٹ مٹھیوں میں جھکڑ گئی ۔

آنکھیں وہ پھر سے وہ دو پل میں ہی نم کر گئی تھی۔ وجدان شاہ بے بسی سے اس مومی گڑیا کو دیکھتا ۔

جو بکھرے سیاہ بالوں کے ہولے میں چھپے چاند سی تھی ۔

برف سی رنگت میں رونے سے سرخیاں گھل گئیں تھیں ۔

بڑی بڑی غلافی کانچ سی سرمئی آنکھیں جن میں اس وقت بکھرا گلال انھیں بے حد قاتل بنا رہا تھا اگر آنکھیں سے کوئی قتل ہوتا تو اس وقت وجدان شاہ کا قتل طے تھا ۔

چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک جو اسے ہمیشہ سے بہت پیاری لگتی تھی ۔

پھولے ہوئے گلاب رخساروں کی نرماہٹ انھیں دیکھنے سے ہی محسوس ہوتی تھی کہ وہ کتنی نازک سی تھی ۔

اور گلاب کی پنکھڑیوں سے سرخ انگوری لب جو اسی مے خانے سے کم نہ تھے ۔اور ان کے عین نیچے بائیں جانب وہ ظالم تل جو ہمیشہ وجدان شاہ کی جان ہلکان کرتا تھا ۔

"جانِ وجدان پلیز اس وقت جانے دیں ورنہ کچھ بہت غلط ہو جائے گا آج مجھ سے"

وہ اپنے جذبات سے خوفزدہ ہوتا اس کی مٹھیوں سے اپنی ویسٹ نکالتا باہر کو بڑھا تھا ۔

جس پر وہ تکیے میں منہ دیتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وجدان شاہ اس کے رونے پر بے بس ہوتا تیزی سے واپس اس کی جانب آتا اس کے سیاہ بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا رخ موڑتا اس کی سانسوں کو میں اپنی سانسوں کی خوشبو گھولنے لگا

۔

چاند کی اس اچانک ہونے والی افتاد پر آنکھیں پھٹ پڑیں وہ اس کے برہنہ شانوں میں ناخن کھاڑتی اسے خود سے دور کرنے لگی جو آج شدت و جنونیت سے اس کی سانسوں کو روکتا بے گام ہونے لگا تھا ۔

وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی اس کی اتنی شدت پر مر جانے کو ہوئی تھی ۔

وہ اس کی سانسیں کی خوشبو اپنے جلتے سینے میں اتارتا خود کو سیراب کرتا پاگل دیوانہ ہو رہا تھا اس کی شدتیں سہتی چاند کی سرمئی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں ہونٹوں پر ہوتی جلن پر وہ تڑپنے لگی تھی ۔

تبھی وہ بمشکل اپنے جذبات پر ضبط کرتا اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پشت سہلانے لگا جو اپنے شدید بکھرا تنفس پر گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے لگی ۔

ایک پل کو لگا تھا جیسے وہ اسے مار ہی ڈالے گا ۔

"سو جائیں جان سائیں۔۔۔ورنہ وجدان شاہ تو آپ کا شدید دیوانہ ہے آگر پھر سے بہک گیا تو اس بار آپ کی جان سے چمٹ گیا تو نیندیں حرام کر دے گا"

وہ اس کی سماعت میں بے باک سرگوشی کرتے اسے مزید سہما گیا۔ جس پر وہ اس کے ہی سینے میں پناہ لیتی آنکھیں میچ گئی ۔

وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اپنی فیری کی معصوم اداؤں پر ۔

وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا آنکھوں موند گیا ۔

★★★★★

وہ زوار شاہ کے کہنے پر کالج تو آ گئی تھی پر دل شدید ڈرا ہوا تھا اور شکر کا ابھی تک اس کا سامنا صدف اور اس کی گینگ سے نہیں ہوا تھا ۔

کلاس کا ٹائم ہونے پر وہ کلاس کی جانب چل دی۔ وہ اپنی جگہ سنبھالتی خاموشی سے بیٹھ گئی تھی سر ابھی تک میں نہیں آئے تھے ۔

تبھی پرنسپل صاحب کے ساتھ کوئی کلاس میں داخل ہوا تھا۔ جیسے دیکھ لڑکیاں دیکھتی کی دیکھتی رہ گئیں اور کچھ تو جانتی بھی تھیں اسے ۔

"سٹوڈینٹس یہ مسٹر زوار شاہ ہیں۔عابد سر کچھ ماہ کے لیے لیو پر ہیں تو ان کی جگہ آج سے یہ آپ کے فزکس کے کلاس ٹیچر ہیں"

نور جو بے زار سی سر جھکائے بیٹھی تھی سر کے نام پر جھٹکے سے سر اٹھایا تھا پر اپنے فزکس ٹیچر کو دیکھ آنکھیں خیرت سے پھٹ پڑیں تھیں ۔

"شاہ"

مدھم آواز میں لبوں سے بر آمد ہوا تھا۔سیاہ جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے اس پر بلیک ہی جیکٹ پہنے بھورے بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے سرخ سپید رنگت پر بھری بھری بیرڈ، بھینچے عنابی لبوں کے ساتھ وہ بے تحاشہ وجیہہ لگ رہا تھا ۔

لڑکیاں اسے دیکھتی کافی مرعوب نظر آرہیں تھیں ۔

پرنسپل صاحب اپنی کہتے وہاں سے جاچکے تھے ۔

"اف جیسے دور سے دیکھ آہیں بھرتے تھے وہ ظالم تو قریب آگیا"

آئمہ نے زوار شاہ کو دیکھتے اپنی دوست سے مدھم آواز میں بولی تھی پر قریب ہونے کی وجہ سے آواز نور کی سماعت نے صاف سنی تھی وہ لب بھینچتی نظریں زوار شاہ پر ٹکا گئی ۔

وہ نہیں جانتی تھی ایسا کیوں ہو رہا تھا پر وہ اپنے شاہ کے لیے شدید جنونی ہوتی جا رہی تھی ۔

اسے اپنی سانسیں تک جلتی محسوس ہوتیں تھیں جب کوئی اسے دیکھتا تھا ۔

اب سب اپنا اپنا تعارف کروا رہے تھے جبکہ وہ یک ٹک نظریں زوار شاہ پر ٹکائے بیٹھی تھی ۔

جو زوار شاہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا ۔

"سر میری نام آئمہ وحید ہے"

آئمہ ایک ادا سے اپنے بالوں کو جھٹکتے شیریں لہجے میں بولی تھی نور کو اپنی سانسوں بے آہنگ ہوتی محسوس ہوئی ۔

جبکہ زوار شاہ نے اسے مکمل نظر انداز کیا تھا ۔

"آپ اپنا تعارف کروانا پسند کریں گی مس"

وہ نور وہ سن سا بیٹھا دیکھ سنجیدگی سے بولتا لب دبا گیا۔ وہ اسے کے ڈائریکٹ مخاطب ہونے پر سٹپٹا کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی ۔

"جج۔۔۔۔جی سر"

وہ اپنی انگلیاں چٹختی کچھ خوف وحیا سے سرخ ہوئی تھی۔ زوار شاہ نے اس کے سہانے روپ کو اپنی آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارا تھا ۔

جو اس وقت کھلتے گلاب رنگ کے گھٹنوں تک آتے فراک کے ساتھ چوری دار پاجامہ پہنے ہم رنگ دوپٹہ سلیقے سے اوڑھے دودھ اور گلاب کی پنکھڑیوں سے بنی رنگت میں وہ خود بھی کھلتا گلاب لگ رہی تھی ۔

سنہری بالوں کی کچھ لٹیں اس کے چہرے کو چھو رہیں تھیں تو کبھی کوئی لٹ اس کے خمری لبوں کو چھوتی زوار شاہ کے دل پر گہرا وار کر رہی تھی ۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کروایا مس"

وہ بمشکل اپنی نظریں کی خماری پر بند باندھے بول تھا ۔

"ہم۔۔۔ہم دد۔۔۔دل آئنور ششش۔۔شاہ ہیں"

وہ بمشکل اس کی نظروں کی تپش پر خود پر قابو پاتی بولی تھی ۔

"اوکے سیٹ ڈاؤن دل صاحبہ"

وہ دل پر خاصہ زور دیتے بولا تھا وہ اس کی لفظی شدت پر لرزی تھی ایک پل کو ۔

"تو کوئی سٹوڈینٹ یہاں آئیں اور مجھے بتائیں کے کل آپ نے کونسا لیکچر لیا تھا ہم آگے سے سٹارٹ کریں گے"

وہ ڈائز پر کھڑے ہوتا سب سے مخاطب ہوا تھا ۔

"سر میں بتاتی ہوں آپ کو"

آئمہ فوراً سے اپنی بک لیے خاضر تھی نور کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

"سر ہم نے یہاں سے یہاں تک لیکچر لیا تھا اور"

وہ زوار شاہ کے کچھ زیادہ ہی قریب جھکتے ابھی بول رہی تھی کہ زوار شاہ اپنی جانم کی آنکھوں میں نمی دیکھ کچھ فاصلے پر ہوا تھا ۔

"اوکے یومے گو ناؤ"

وہ اس کی بات کاٹتے سرد لہجے میں بولا تھا آئمہ جو کے اس ساحر کی کلون کی خوشبو پر بے خود سی ہو گئی تھی اس کی سرد آواز پر کھسیانی سی ہوتی اپنی جگہ پر جا بیٹھی تھی ۔

کچھ ہی دیر میں لیکچر دیتے وہ باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

"دل صاحبہ آپ میرے آفس آئیں۔ آپ اس کلاس کی برائٹ سٹوڈنٹ ہیں مجھے آپ سے کچھ بریفننگ چاہیے سلیبل کے متعلق"

وہ نور سے مخاطب ہوا تھا آئمہ نے جلتی نظروں سے نور کو دیکھا تھا جو زوار شاہ کے بلانے پر اپنا بیگ اٹھاتی اس کے پیچھے چل دی تھی ۔

★★★★★

نور نے جیسے ہی آفس میں اپنے قدم رکھے زوار شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے دروازے سے لگاتے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا جو کب سے اسے شدید تنگ کر رہیں تھیں ۔

اس ہونے والی اچانک افتاد پر افتاد پر نور کی بھوری آنکھیں پھٹ پڑیں اسے اس وقت اس کی امید کہاں تھی اور وہ بھی کالج میں ۔

پر وہ بھول گئی تھی وہ زوار شاہ تھا۔ جو اس کا دیوانہ تھا ۔

وہ دیوانہ وار خود کو سیر اب کرتا اس کی کمر کے گرد اپنا حصار جھکتا مزید پر شدت ہوا تھا ۔

وہ اس کی بے باکیوں پر جی جان سے لرزی تھی دھڑکنوں میں جیسے بو چھال سا بھر پا ہوا تھا ۔

اس ظالم کی اتنی شدت پر وہ نازک جان نڈھال سی ہوئی تھی رکتی سانسوں پر وہ اس کے سینے پر مکے برساتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

جب وہ اس کے ہلکان ہوتے وجود کو محسوس کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی گردن میں چہرہ چھپائے گہرے گہرے سانس بھرتا اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا ۔

یہ عمل اس قدر جان لیوا تھا کہ نور کی ٹانگیں بھری طرح سے کپکپائی تھی ۔

"شش۔۔۔۔شاہ پلیز۔۔۔۔ہم کالج میں ہیں"

وہ اپنی بکھری سانسیں کے درمیان بمشکل بھولی تھی ۔

"یہ تکرار میں پہلے بھی سن چکا ہو میری جان۔ابھی کے لیے کچھ نیا سوچیں ۔میری سانسیں کو شدید طلب ہو رہی ہے آپ کی سانسوں کی خوشبو کی۔بتائیں کیا حل کیا جائے"

وہ اس کے بالوں کو نرم گرفت میں لیتا اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے اس کے لباس کے ہم رنگ چہرے دیکھ بہکے لہجے میں بولا ۔

نور کو اپنے رخسار بھاپ چھوڑتے محسوس ہوئے تھے۔پلکیں لرزتی گلاب عارضوں پر سایہ فگن ہوئیں تھیں۔لب بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

"آپ۔۔۔بہت بب۔۔۔بے شرم ہیں"

وہ حیا سے لبریز لہجے میں بولتی زوار شاہ کو متبسم کر گئی ۔

"صرف آپ کے لیے میرے دل"

وہ اس کے سرخ ہوتے رخسار پر ناک ٹریس کرتے مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

نور کو اپنا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتا محسوس ہوا تھا ۔

"آپ۔۔۔کک۔۔۔کسی لڑکی سے بات نہیں کریں گے"

وہ اس کا آئمہ نے بات کرنا یاد کرتا سلگ کر بولی تھی ۔

"اوکے میری جان جیسا آپ چاہیں"

وہ اس کے گال پر بوسہ دیتا آرام سے مان کیا تھا ۔

"آپ دیکھیں گے بھی نہیں"

وہ اس کی بھری بھری بیرڈ کو مٹھیوں میں بھرتی گھورتی ہوئی بولی تھی۔اسکی حرکت پر زوار شاہ کی بیٹ مس ہوئی تھی ۔

"آپ سے نظر ہٹے تو زوار شاہ کہیں دیکھے نہ میرے دل"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت والفت سے بولا تھا۔نور کا دل مسروریت سے دھڑکا تھا ۔

"ہمیں ڈر لگتا ہے شاہ"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جھکڑتے خوف زدہ نظر آ رہی تھی۔ زوار شاہ نے اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا گھیرا تنگ کیا تھا ۔

"جانِ شاہ میرے ہوتے آپ کو ڈر کیوں لگتا ہے"

وہ ایکدم سے ہوش میں آتی اسے خود سے دور دھکیلنے لگی ۔

"شش۔۔۔ شاہ پلیز چھوڑیں پرنسپل سر گیا سوچیں گے"

وہ ایکدم سے ہوش میں آتی اسے خود سے دور دھکیلنے لگی ۔

"کیا سوچنا ہے یہیں سوچ رہے ہوں گے کہ زوار شاہ اپنی منکوحہ کے ساتھ کچھ گہری پڑھائی میں مصروف ہیں"

وہ اسے مخموریت سے تکتا دلفریب لہجے میں بولتا اسے سرخ رنگ کر گیا ۔

"آپ۔۔۔ گندے ہیں شاہ"

وہ حیا سے اسے کے سینے پر ہاتھ مارتی نروٹھے پن سے بولی تھی ۔

"جیسا بھی ہوں آپ کا ہوں میرے معصوم دل"

وہ اس کی اداؤں پر فدا ہوتا لگاوٹ سے بولا تھا ۔

نور مغرور ہوئی تھی اپنے نصیب پر جیسے سب دیکھتے تھے پر اس کی نظروں کا مرکز بس وہ خود تھی ۔

★★★★★

وجدان شاہ چاند کو نا پاتے بیڈ پر ہاتھ مارتا اسے تلاش کرنے لگا پر اسے نہ پاتے آنکھیں بھنک سے کھلی تھیں ۔

وہ تیزی سے بیڈ سے اترا تھا پر سامنے ایک کونے میں نظر پڑتے ہی وہ ایکدم سے ساکت ہوا تھا ۔

وہ حور پاکیزی کا روپ دھارے چہرے کے گرد خجاب لپٹے خدا کے آگے سجدہ ریز تھی ۔

وہ ننگے پاؤں چلتا اس کے قریب آ بیٹھا تھا۔اسے وہ وقت یاد آیا تھا جب اس کی پیاری مما نماز پڑھتیں تھیں تو وہ یونہی ان کے قریب بیٹھ کر انھیں دیکھا کرتا تھا ۔

وہ سلام پھیرتی بنا اس کی جانب دیکھے کافی دیر درود شریف پڑھتی رہی تھی پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہاتھ بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

جو وجدان شاہ نے اچھے سے محسوس کیا تھا ۔

آنسو بل بل کرتے دعا کو اٹھے ہاتھوں میں گرے تھے ۔

وجدان شاہ بے چین ہوا تھا۔اس کی دعا طویل ہونے لگی تھی وجدان شاہ یک ٹک اسے دیکھتا جیسے جاننا چاہ رہا تھا کے وہ کیا مانگ رہی ہے ۔

وہ ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتی مصلہ پکڑتی اٹھی تھی اور مصلے کو اس کی مخصوص جگہ رکھتی وہ واپس آئی تھی ۔

"کیا مانگا"

وجدان شاہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنی جانب کھینچتے سوال گو تھا۔ چاند نے اپنی ہیزل گرے نم آنکھوں اٹھائے اس کی جانب دیکھا تھا جو بلیک ویسٹ میں بکھرے بکھرے سے بالوں میں انتہائی وجیہہ لگ رہا تھا ۔

"کچھ ہے ہی نہیں مانگنے کو"

وہ غیر دماغی سے اسے تکتی بولی تھی۔ وجدان شاہ نے ہاتھ کی پشت سے اس کے نم چہرے کو سہلایا تھا ۔

"کیا میرے لیے کچھ مانگے گی"

وہ پر امید لہجے میں بولا تھا۔ چاند نے سوال نظروں سے اسے دیکھا تھا بھلا اسے کیا چاہیے تھا اس کے پاس بھلا کس چیز کی کمی تھی ۔

"کیا آپ میرے لیے اس چاند کو مانگ سکتی ہیں میرے دلبر۔۔۔جو میرے لیے مسکرائے۔۔۔ مجھ سے بہت سی باتیں کرے۔۔۔ مجھ سے ضد کر کے اپنی باتیں منوائے۔۔۔آدھی آدھی رات کو مجھ نیند سے جگا کر آئس کریم کھانے کی فرمائش کرے۔۔۔شاپنگ کے لیے گھنٹے لگا کر مجھے ستائے"

وہ اپنی التجائیں کرتا چاند کو بے حد ظالم لگا تھا۔وہ کیوں اس پتھر کے مجسمے کو موم کرنے کی کوشش کر رہا تھا ۔

وہ کیوں نہیں سمجھتا تھا کہ اب اسے تکلیف ہو رہی تھی اس پتھر کے مجسمے کو ٹھوکریں لگانے سے ۔

وہ پور پور پگلتی آہستہ آہستہ سلگ رہی تھی۔جو بے حد جان لیوا ثابت ہو رہا تھا ۔

وجدان شاہ اسے ساکت پڑتا دیکھ نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتا بیڈ پر ڈال گیا ۔خود بھی اس کے پہلو میں دراز ہوتا اس کا سر اپنے سینے پر رکھ گیا ۔

"میں جانتا ہوں یہ آپ کے لیے بے حد تکلیف دہ ہے پر مجھے سب جاننا ہے چاند ۔آپ کا ہر زخم آپ کی ہر تکلیف"

وہ اسے تکیے پر ڈالتا اس کے وجود سے چادر کو جدا کرتے وہ کچھ فاصلے پر رکھ گیا۔وہ خوف وحیا سے سمٹتی رخ موڑ گئی ۔

دل پوری شدت سے دھڑکا تھا۔ نہیں وہ نہیں جان سکتا تھا اس کے زخم ۔

وہ تو گرہن ذرہ تھی وہ اس سے نفرت کرتا ۔

نہیں وہ وجدان شاہ کی آنکھوں میں نفرت نہیں دیکھ سکتی تھی وہ مر جاتی ایسا ہوتا تو ۔

"نن۔۔۔ نہیں پلیز۔۔۔۔ شش۔۔۔ شاہ سائیں"

وہ اس سے دور کھسکتی وجدان شاہ نے لب بھینچے اسے دیکھا تھا جو شدید خوف زدہ نظر آ رہی تھی ۔

پر اسے یہ کرنا تھا کیونکہ جب تک وہ اس کے اندرونی اور بیرونی زخموں کو دریافت نہ کر لیتا وہ اسے کیسے ٹھیک کر پاتا ۔

"چاند میری جاناں میری زندگی میں آپ کا محرم ہوں جانِ سائیں"

وہ اسے محبت والفت سے بولتا اس کا بازو تھامتا اپنے قریب کر گیا وہ بے بسی سے نفی میں سر ہلانے لگی ۔

"ڈریں نہیں سائیں کی جان"

وہ اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے پر سکون کرنے لگا ۔

ہاتھ بڑھا کر اس کی زپ کھینچتا اس کی جان نکال گیا وہ اس کے سینے میں سر دیتی بری طرح سے سسکی تھی ۔

ڈاکٹر کا کہنا تھا جب تک اس کی ساری بری یادوں کے ایک ایک حصے کو کھروچ کر نہیں نکال دیا جاتا وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتی تھی۔اور وہ خود کو شدید تنہا سمجھتی ہے اسے احساس دلائے کہ وہ اس کی زندگی کا حصہ ہے ۔

اس سے محبت کرتا ہے اسے اس رشتے کا احساس دلائے۔کہ وہ اس کا شوہر ہے وہ تنہا نہیں ہے اس دنیا میں ۔

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس کا رخ موڑ گیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

جبکہ وجدان شاہ کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں اتنی حیوانیات اتنی وحشت

۔۔۔۔تکلیف سے اسے لگا اس کا دل پھٹ جائے گا ۔

اس نازک سی پری نے کیسے برداشت کیا تھا یہ سب جگہ جگہ جلے کے نشانات اور

چابک کے نشانات جواب بھی نیلے تھے ۔

وہ پور پور زخم زخم تھی۔تکلیف سے وجدان شاہ کی بھوری آنکھیں کے کنارے

شدید سرخ ہوئے تھے ۔

"ایم سوری چاند"

وہ اس کے زخموں پر جھکتا وہاں اپنے لبوں کا مرہم لگاتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا۔ وہ جو شدید سے رو رہی تھی اس کا دہکتا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے تڑپ اٹھی تھی ۔

دل ڈوب کر ابھرا تھا۔اسے تو لگا تھا وہ اسے گرہن ذرہ دیکھ اسے نفرت کرے کا اس سے کراہت محسوس کرے گا پر وہ تو جیسے مرہم رکھ رہا تھا ۔

"شش۔۔۔۔شاہ سائیں"

وہ سسکی تھی۔اس کے اس جان افروز لمس پر۔دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

وہ جا بجا نرمی سے اس کے شانوں کو اپنے لمس سے مہکاتے اسے اپنی جانب گھماتا اس کی گردن کے زخم پر اپنے دہکتے لمس کا مرہم رکھنے لگا ۔

"مجھے معاف کر دیں جاناں۔۔۔وجدان شاہ پوری عمر آپ کے قدموں میں گر کر گزار دے گا چاند۔۔پر خود کو کبھی معاف نہیں کر پائے گا ان سارے زخموں کے خود کو۔۔۔یہ کیا ظلم ہو گیا خدایا"

اس کا پور پور زخمی دیکھ وجدان شاہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا ۔

تبھی کرب سے اس کی سماعت میں بولتا اس کے چھوٹے سے ہاتھ کی گلابی ہتھیلی بے تہاشہ چومنے لگا ۔

وہ اتنی محبت و دیوانگی پر پھر سے رو دی تھی ۔

"مم۔۔مت کریں شاہ۔۔۔سائیں۔۔۔میری جان نکل جائے گی"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی ملتجی ہوئی تھی۔وہ اسے سختی سے خود میں بھینچ گیا ۔

"اور آپ کی اذیتیں میری جان نکال رہی ہیں سائیں کی جان"

وہ اس کے آنسو اپنے لبوں پر چنتے کرب میں تھا ۔

"آپ۔۔۔کک۔۔۔۔کیوں اتنا مم۔۔۔مان دے رہے ہیں۔مم۔۔۔مجھے ٹھوکریں کھانے کی عادت ہہہ۔۔ہو گئی ہے شاہ سائیں"

وہ اس کی ویسٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے دل خراشی سے بولی تھی۔وجدان شاہ نے اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں پر لب رکھے تھے ۔

"وجدان شاہ آپ کی راہوں کے سارے کانٹے اپنے نام کر لے گا چاند۔۔۔ آپ ساتھ چلنے کا عہد تو کریں میری جان"

وہ اس خود میں قریب تر کرتا مظبوط لہجے میں بولا تھا۔پر وہ خوف زدہ نظر آ رہی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے بہت"

وہ لرزتی آواز میں بولی تھی وجدان شاہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا ۔

محبت سارے ڈر تمام کر دیتی ہے یقین جانے میری جانم سائیں"

وہ اس کی ٹھوڑی سے سرکتا اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑتا مدہوشی سے بولا تھا ۔

"اگر مم۔۔۔مجھے پھر چھوڑ دیا تو"

وہ خوف زدہ تھی اب تھی یہ الفاظ بولنا بھی اس کے لیے ایک درد کا پہاڑ تھا آواز جیسے گلے میں ہی گھٹ سی گئی تھی ۔

"وجدان شاہ اپنی سانسیں چھوڑ سکتا ہے اب پر چاند وجدان شاہ کو خود سے الگ نہیں کر سکتا یقین جانیں"

وہ اس اسے یقین دلانے کو پر یقین لہجے میں بولا تھا پر اتنی آسان کہاں تھا اعتبار کرنا تبھی بنا کچھ کہے اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی ۔

وجدان شاہ کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ کچھ غبار تو نکلا تھا اسے یقین تھا وہ اسے اعتبار کرنا بھی سکا دے گا ۔

"یقین لفظ بہت انجانا سا لگتا ہے شاہ سائیں۔۔ جس کے معنی چاند کی چھوٹی سی ذات سے بہت بڑے اور پرے ہیں"

وہ غیب دماغی سے بولتی جیسے زندگی سے بے حد بے زار لگی تھی وجدان شاہ کو ۔

"آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے میرے پاس۔۔۔ مجھے لگتا ہے آپ کو پسند آئے گا"

وہ اسے اس بے چارگی کی کیفیت سے نکالنے کو بول تھا۔ جس پر وہ سر اٹھاتی سوالیا نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"کیا آپ دیکھنا چاہتی ہیں"

وہ نرمی سے اس کے چہرے سے سیاہ بالوں کی لٹوں کو ہٹاتے بولا تھا۔ پر وہ بنا کچھ بولے واپس سے سر اس کے سینے پر رکھ گئی شاید وہ تھک گئی تھی ۔

"اوکے آپ کچھ دیر آرام کر لیں پھر ناشتے کے بعد میں آپ کا گفٹ لے آؤں گا"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتے نرمی و الفت سے بولا تھا جس پ وہ آنکھیں موند گئی ۔

پر دل و دماغ میں جیسے جنگ چھڑ چکی تھی نہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے دل میں اس ظالم شہزادے کی محبت کے گلشز پگھلنے لگے تھے ۔

دل کہہ رہا تھا کہ وہ بے گناہ تھا اور تم سے بے تحاشہ محبت کرتا ہے ۔

پر دماغ کا اپنا مدعا تھا۔ایسا بھی تو ہو سکتا تھا نہ وہ اس پر صرف رحم کھا رہا ہو یا پھر کوئی جال بھی تو ہو سکتا تھا نہ اسے پانے کا ۔

نہیں اگر اس کا مقصد اسے حاصل کرنا ہوتا تو کب کا کر چکا ہوتا وہ نازک جان تو
مزاحمت تک نہ کر پاتی۔ محبت نہیں وہ اس سے عشق کرنے لگا تھا ۔۔
دل نے فوراً سے دہائی دی اور اس بار دماغ کے پاس کوئی اعتزاز نہ تھا ۔

وہ شدید جھنجھلائی تھی اس دل کی جیت پر۔ وہ سختی سے اس کے سینے پر ناخن گھاڑ
گئی تھی۔ وجدان شاہ نے سر جھکائے خیرت سے اس چھوٹی سی جان کی حرکت
دیکھی تھی جو آنکھیں میچے شاید جیسے خود پر ضبط کر رہی تھی ۔

تمہیں اس سے محبت ہے تو ہمت کیوں نہیں کرتے
کسی دن اس کے در پہ رقص وحشت کیوں نہیں کرتے

علاج اپنا کراتے پھر رہے ہو جانے کس کس سے

محبت کر کے دیکھو نا محبت کیوں نہیں کرتے

تمہارے دل پہ اپنا نام لکھا ہم نے دیکھا ہے

ہماری چیز پھر ہم کو عنایت کیوں نہیں کرتے

مری دل کی تباہی کی شکایت پر کہا اس نے

تم اپنے گھر کی چیزوں کی حفاظت کیوں نہیں کرتے

بدن بیٹھا ہے کب سے کاسۂ اُمید کی صورت

سو دے کر وصل کی خیرات رخصت کیوں نہیں کرتے

قیامت دیکھنے کے شوق میں ہم مر مٹے تم پر

قیامت کرنے والو اب قیامت کیوں نہیں کرتے

میں اپنے ساتھ جذبوں کی جماعت لے کے آیا ہوں

جب اتنے مقتدی ہیں تو امامت کیوں نہیں کرتے

تم اپنے ہونٹ آئینے میں دیکھو اور پھر سوچو

کہ ہم صرف ایک بوسہ پر قناعت کیوں نہیں کرتے

بہت ناراض ہے وہ اور اسے ہم سے شکایت ہے

کہ اس ناراضگی کی بھی شکایت کیوں نہیں کرتے

کبھی اللہ میاں پوچھیں گے تب ان کو بتائیں گے

کسی کو کیوں بتائیں ہم عبادت کیوں نہیں کرتے

مرتب کر لیا ہے کلیات زخم اگر اپنا

تو پھر اس کی اشاعت کیوں نہیں کرتے

اس کے ناخن اس کے سینے پر گھڑتے زخمی کرنے کے درپر تھے پر وجدان شاہ نے

اف تک نہ کی تھی ۔

پر وہ تکلیف میں تھی یہ سوچ کر وجدان شاہ کی آنکھوں میں اذیت سی سرخیاں نمایاں ہوئیں تھیں ۔

★★★★★

صدف کو جیسے ہی پتہ چلا تھا کہ وہ آفت ہینڈسم ان کے کالج میں آگیا ہے از آ پروفیسر وہ تو خوشی سے پاگل ہوا ٹھی ۔

وہ اسی سے ملنے کو سٹاف روم کی جانب جا رہی تھی تبھی وہ وجیہہ شخص اسے سامنے آتا نظر آیا تھا ۔

"ہیلو سر"

وہ ایکدم سے اس کے سامنے آتی اپنے بال جھٹکتے دل ربائی سے بولی تھی۔ زوار شاہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ وہ ایسا کرتا اتنا آفت لگا تھا کہ صدف کو اس کی بھوری آنکھیں میں اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا ۔

سانولی سی رنگت پر بے تحاشا میک اپ کیے وہ بلیک جینز پر سفید چست شرٹ پہنے جس سے اس کے وجود کی تمام رعنایاں چھلک رہیں تھیں ۔

زوار شاہ کے عصاب تنے تھے وہ خود پر ضبط کرتا سائیڈ سے گزرنے لگا کہ وہ ایکدم سے اس کے سامنے آئی تھی۔ وہ ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا ۔

ورنہ دل تو ہوا کہ اس بے ہودہ لڑکی کی گچی مروڑ دے ۔

"سر سنیں تو۔۔۔سنا ہے آپ فزکس کے نئے ٹیچر ہیں اکچویلی میری فزکس بہت کمزور ہے سر تق کیا مجھے فزکس پڑھا دیا کریں گے پلیززز۔۔۔۔اس کے لیے میں آپ کو اچھا پے کروں گی"

وہ ایک ادا سے اپنے بالوں کی لٹوں کو انگلیوں پر لپیٹتے لجاجت سے بولی تھی ۔

زوار شاہ کا چہرہ ضبط سے سرخ ہونے تھا ۔

"آؤٹ"

وہ دھیمی آواز میں غرایا تھا۔ صدف کا مسکراہٹ ایکدم غائب ہوئی تھی ۔

"سر میں نے کہا نہ میں پے"

وہ اپنے بال ایک ادا سے جھٹکتی نرمی سے بولی تھی۔ بہت سے سٹوڈینٹ ان کی جانب متوجہ ہو رہے تھے ہر صدف کو کہاں پروا تھی ۔

"آئی سے آؤٹ مس وٹ ایور"

اس کی بات کاٹتے وہ بھوری آنکھوں میں غصے کی سرخیاں لیے دھاڑا تھا اسے سخت ناپسند تھا کہ کوئی اس کا راستہ روکتا اور اس لڑکی نے روکنے کے ساتھ ساتھ اسے اپنی حرکتوں سے بھی اسے زچ کیا تھا ۔

صدف کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑا تھا سب سٹوڈنٹس کو دیکھتے وہ بنا دیری کیے وہاں سے نکلی تھی ۔

زوار شاہ نے ایک گہرا سانس خارج کرتے خود کو کام کرنے کی کوشش کی تھی جو فل حال مشکل تھا ۔

وہ ارد گرد نظریں دوڑاتا اپنی دوا (دل آئنور) کو تلاش کرنے لگا پر وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی تبھی وہ لائبریری کی جانب بڑھا ۔

★★★★★

بریک کی وجہ سے وہاں اکاد کا سٹوڈینٹ تھے۔ نظریں تیزی سے گھومتی اسے تلاشنے لگیں تبھی اسے بک ریک کے پیچھے سے نور کی ہلکی سی جھلک نظر آئی تھی تبھی وہ اس کی جانب بڑھا تھا ۔

جو پنجوں کے بل کھڑی کوئی بک نکالنے کی تگ ودو میں تھی۔پر ہاتھ نہ پہنچ پانے کی وجہ سے وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار نظر آرہی تھی ۔

وہ ایکدم اس کی نازک سی کمر پر پر ہاتھ رکھتا اسے اپنی جانب گھما گیا اس سے پہلے کے وہ خوف کے مارے چیختی وہ اس اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتا اس کی آواز دبا گیا ۔

زوار شاہ کو اپنے سامنے دیکھتے نور نے ایک پل کے لیے آنکھیں بند کرتے جیسے اپنے دل کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی جو اس اچانک ہوئی افتاد پر پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا ۔

وہ نرمی سے اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹا گیا ۔

خوف کے مارے اس نازک سی جان کے لب بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

زوار شاہ نے آنکھوں میں خماری لیے اس دلفریب منظر کو تکا تھا ۔

وہ اسے بک شلف کے ساتھ لگاتا اس کے ارد گرد ہاتھ رکھتا اسے اپنے حصار میں قید کر گیا ۔

نور کی جان پر بنی تھی اس شخص نے اسے ہمیشہ مشکل میں ڈالنا ہوتا تھا۔ اوپر سے اس کی لودیتی نظریں وہ پور پور نم ہونے لگی تھی ۔

"شش۔۔۔۔ شاہ کیا کک۔۔۔ کر رہے ہیں"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی بمشکل لرزتی بے حد دھیمی آواز میں بولی تھی اگر وہ قریب نہ ہوتا تو کبھی نہ سن پاتا ۔

"اپنی دوا ڈھونڈ رہا ہوں میرے دل۔۔۔ اور نہ ملنے پر آپ کا شاہ کسی کی کی جان بھی لے سکتا ہے"

وہ اس کے کپکپاتے عنابی لبوں پر مخمور نظریں جمائے پر اسرار لہجے میں بولا تھا ۔اس کی نظروں کا تعاقب دیکھ نور کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ ہوئی تھی ۔

"کک۔۔کوئی دیکھ۔۔۔لے گا پلیز"

وہ خود میں سمٹتی شدید خوف زدہ تھی پر یہ شخص سمجھتا تب نہ تبھی وہ ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

"دوسروں کو باڑ میں بھیجیں آپ بس میری فکر کریں میری جان"

وہ اس کے نچلے لب کو جنونی انداز میں اپنے انگوٹھے سے سہلاتے اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

دل میں جیسے بوچھال سا بھر پا ہو گیا تھا ۔

"ہم بات نن۔۔۔ نہیں کریں گے"

وہ لرزتی بے بسی سے بولی تھی کیونکہ فرار ممکن نہیں تھی ۔

زوار شاہ بنا اس کی دھمکی کی پرواہ کیے اس کی کپکپاتی نازک سی پنکھڑیوں جھکتا اس کی سانسیں روک گیا ۔

وہ معصوم سی جان کچھ اس پاگل شخص کی جنونی قربت پر تو کچھ کسی کے آجانے کے خوف پر بری طرح سے لرزنے لگی ۔

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے شدید جنونیت اس پر انڈھیلتا اس کی آنکھیں نم کر گیا ۔

وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اس کی کمر سہلانے لگا وہ تڑپ اٹھی تھی اس ظالم کے انداز پر ۔

اس پر لبوں پر ہوتی جلن پر وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی آنسو ٹپ ٹپ کرتے ٹوٹ ٹوٹ کر شہابی مکھڑے ہر بکھرنے لگے تھے اور ساتھ زوار شاہ کا چہرہ بھی تر کرنے لگے۔

جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنے سینے سے لگاتا اس کی پشت سہلاتا اسے پر سکون کرنے لگا ۔

وہ اس بے رحم کے سینے پر سر رکھتی اپنی پھولی سانسوں کو اعتدال میں لانے کی تگ ودو کرنے لگی پر اونچی سانس لینے سے بھی وہ خوف زدہ تھی ۔

"آئی ہیٹ یو"

وہ نم لہجے میں غصے سے بولی تھی ۔

"شش۔۔۔میرے دل گھر چلتے ہیں"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اس کے بال سنوارتے اس کے سر پر دوپٹہ دیتا اس کا ہاتھ تھامتا پیچھے کے دروازے میں نکلا تھا ۔

سامنے گزرتی لڑکیوں کو دیکھ وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال گئی۔ جس پر زوار شاہ نے سرد نظروں سے اسے تکا تھا وہ اگنور کرتی سر جھکائے اس کے ساتھ چل دی ۔

زوار شاہ نے اس کے لیے گاڑی کا ڈور کھولتا اسے بیٹھایا اور خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا گاڑی سٹارٹ کر گیا ۔

"وہ سر جھکائے بیٹھی اپنی انگلیاں چٹخنی میں مصروف تھی۔ایک نظر زوار شاہ کو دیکھا جو ڈرائیونگ کرتا نظریں سامنے روڈ پر ٹکائے بیٹھا تھا جبڑے تنے ہوئے تھے ۔

جس پر چہرے گردن کی نیلی رگیں اُبھری ہوئیں تھیں نور کی نظریں پھسلتی اس کے مظبوط بازوں کی جانب آئیں جن کی مظبوطی دیکھتے نور نے اپنا خشک پڑتا حلق تر کیا۔جو جیکٹ کو بازوں سے کافی اونچا کر رکھنے کی وجہ سے نظر آرہیں تھیں ۔

وہاں سے نظریں چراتے نظریں اب اسٹیرنگ پر جمے اس کے سرخ سپید ہاتھوں کی جانب آئیں تھیں۔جن کی پھولی ہوئی رگیں اسے عجیب سے احساس سے دو چار کر رہیں تھیں ۔

انھیں ہاتھوں سے وہ اسے بے بس کرتا اپنی مظبوط بانہوں میں قید کر لیتا تھا۔ اور پھر وہ پر کٹی چڑیا کی مانند اس کے حصار میں پھڑ پھڑ کر رہ جاتی ۔

سوائے اس جنونی انسان کی شدتوں کو برداشت کرنے کے اس کے پاس کوئی راہ فرار نہ رہتی تھی ۔

اسے ایک دم سے تپش کا احساس ہوا تھا۔ ہوا میں جیسے آکسیجن کی کمی ہوئی تھی ۔

وہ اپنے احساسات سے خوف زدہ ہوتی سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موند گئی۔ زوار شاہ جو کب سے بنا دیکھے بھی اس کی جانب متوجہ تھا ۔

پہلے اسے خود کا ایکسرا کرتے دیکھا اور پھر ایکدم سے سرخ پڑتے نڈھال سا سیٹ پر ڈھتا دیکھا اس نازک جان کی سوچ تک پہنچتا متبسم ہوا ۔

پر چہرے سے ظاہر ہونے نہیں دیا تھا کیونکہ وہ اس سے شدید خفا تھا اسے ناگوار گزرا تھا نور کا اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنا ۔

"کچھ ہی دیر بعد وہ خود کو پر سکون کرتی واپس سے اس کی جانب متوجہ ہو چکی تھی جو بے نیاز بنا بیٹھا تھا ۔

تو کیا وہ اس سے خفا ہو چکا تھا ۔

پر کیوں ؟

خفا تو اسے ہونا چاہیے تھا جان وہ اس کی صبح سے ہلکان لیے بیٹھا تھا اور وہ بھی کالج میں اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔ کتنا برا ہوتا۔۔۔پر اس شاہ زادے کو پروا کہاں تھی ۔

پر اس کی ناراضگی اسے بے چین کرنے لگی تھی اس نے گھر جا کر بات کرنے کا ارادہ کیا تھا ۔

★★★★★

چاند کو ناشتہ کرواتے وہ اسے لیے واپس روم میں آیا تھا جینی اور یاور سے بول کر وہ اتنی دیر میں سب سیٹ کروا چکا تھا ۔

"مائے لو آر یور ریڈی فار یور سرپرائز"

وہ محبت والفت سے بولتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بالکنی کی جانب بڑھا تھا جس کا ڈور اس وقت کھولا ہوا تھا ۔

وہ سر جھکائے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی بانہوں میں کپکپا رہی تھی یہ شخص اسے کہیں کا چھوڑنے والا نہیں تھا ۔

اس کا ہر انداز قاتل تھا۔

ہر روپ دیوانہ کر دینے والا تھا ۔

دل پھر سے بغاوت پر اتر رہا تھا جو وہ ہونے نہیں دے سکتی تھی ۔

پر دل کہاں کسی سے پوچھتا ہے اور کب خرد کی سنتا ہے پر باغی ہوتا ہے تو ہر چیز کو فراموش کر جاتا ہے اور وہ تو تب سے اس کی محبت تھا جب وہ اس لفظ کا مطلب بھی نہیں جانتی تھی ۔

تو کیسے روکتی خود کو۔۔

کیسے بند لگاتی اپنے جذبوں پر ۔۔

"سامنے دیکھیں میرے چاند"

وہ نرمی سے اسے مصنوعی گھاس کی قالین پر کھڑا کرتا پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا مدھم آواز میں بولا تھا ۔

چاند نے پلکیں اٹھائے تو پلکیں جھپکنا بھول گئی تھی ۔

وہ تو پہلے ہی اس جگہ کی شیدائی تھی اب تو اسے مزید خوبصورت بنانے کے لیے وہاں رنگ برنگے پھولوں کا اضافہ کر دیا گیا تھا ۔

ہو رنگ کے پھول کھلاتے اپنی بہار دیکھا رہے تھے۔ جن کے گملے بھی بے حد حو بصورت تھے۔ کچھ پھول بیلوں کی صورت میں بالکنی کی ریلنگ کو لپٹے ہوئے تھے ۔

اور پھر نظریں طواف کرتیں جیسے ہی کونے میں رکھے کینوس اور اس کے سائڈ میں رکھا ٹیبل جس پر رنگ برنگے رنگوں کا ذخیرہ پڑا ہوا تھا ۔

اس کی آنکھیں ساکت ہوئیں تھیں کتنی چاہ کی تھی اس نے بچپن سے اس سب بھی۔اس کی خواہش یوں پوری ہو گی اسے جیسے یقین ہی نہیں آرہا تھا ۔

اسے لگ رہا تھا یہ سب خواب ہے ایک خوبصورت خواب اگر اس نے ذرہ سی پلکیں جھپکی تو سب غائب ہو جائے گا ۔

وجدان شاہ کب سے اسے ساکت محسوس کرتا اسے کے سامنے آیا تھا ۔

اور پھر وہ دلکش، دلنشین، دلآویز منظر دیکھنے کو ملا جیسے دیکھنے کو وجدان شاہ کی آنکھیں ترس گئیں تھیں ۔

وہ نازک سی پری وہ دلربائی مسکرائی تھی پہلے مدھم سا اور پھر گہرا اور گہرا ۔۔۔

وجدان شاہ کو لگا جیسے ستارے خود زمین پر اتر آئے تھے اس چاند کو سلامی دینے اپنے فلک کو چھوڑتے ۔۔

سفید موتیوں سے دانت، وہ گلاب کے پھولوں سے انگوری لبوں کی مسکان، اس دلکشی کے پیکر کی شفاف مسکراہٹ ۔

جیسے سفید پھول پر پاک شبنم کی پہلی بوند جو اس پھول کو معطر کر دیتی ہے۔ بلکل اسی طرح سے جیسے اس کی اس روح افروز مسکراہٹ نے وجدان شاہ کے ویران دل کو معطر کر گئی تھی ۔

"یہ۔۔۔مم۔۔میرے لیے"

وہ کینوس کی جانب اشارہ کرتے لرزتے لہجے میں بولی تھی جیسے یقین نہ آ رہا تھا ۔

"جی میرے چاند یہ آپ کے لیے ہیں۔۔۔یہ کیا۔۔یہ پورے کا پورا اپیلس اور یہ بندہ بھی آپ ہی کا ہے"

وہ اسے گھما کر پیچھے سے واپس اپنے حصار میں لیے اس کے سیاہ بالوں میں چہرہ چھپائے مخمور لہجے میں بولتا ان کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا ۔

وہ اس کی دہکتی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی سرخ گلال ہوئی تھی وجود کا سارا خون جیسے سمٹ کر چہرے پر آ گیا تھا ۔

"پلیز"

وہ اس کے حصار میں بمشکل بولی تھی اپنے پیٹ پر اس کے پر تپش ہاتھوں کا لمس اس کی سانسیں بھاری کرنے لگا تھا ۔

جس پر وہ مدہوش ہوتا اس کی پچھلی گردن سے بال ہٹاتے اپنی انگلیوں کو اس کی دودھیا گردن پر جنبش دیتا ویوز بنانے لگا ۔

وہ نازک جان اس کی گستاخیوں پر بری طرح لرزی تھی ۔

"آپ جان ہیں جانِ وجدان۔۔۔آپ دل ہیں میرا میری دھڑکن۔۔۔آپ مہک ہیں میری زندگی کی میرے گلاب۔۔۔آپ روشنی ہیں میری میرے چاند "

وہ دیوانگی و وارفتگی سے اس کی سماعت میں اپنے دلفریب لفظوں کے پھول کھلاتے اس کی گردن پر اپنا لمس چھوڑتے اسے بے قرار کرنے لگا تھا۔

وہ اپنی دھڑکنوں کے شور سے گھبراتی کچھ اس کے لمس سے مہکتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

جیسے فرار چاہ رہو ہو اس سارے منظر سے ۔

وہ اس کے اپنے پہلو سے لپٹے ہاتھ کو کھولتی کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی تھی ٹانگیں بری طرح سے کپکپا رہیں تھیں ۔

جس پر وہ متبسم ہوتا اپنی خمار الودہ نظروں سے اس کے کپکپاتے وجود کو تکتا ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا اسے کھینچ کر گھومتے واپس اپنے حصار میں لے گیا۔

"ششش۔۔۔۔شاہ سائیں"

وہ اس کے انداز میں سختی محسوس کرتی مچلی تھی ۔

"جان قربان سائیں کی"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتا اس کے دلکش و دلنشیں چہرے کو دیکھتا مبہوت سا ہوا تھا ۔

جوڈل گولڈن شائنی جرسی پہنے ساتھ میرون سکرٹ پہننے ساتھ میرون ہی ٹائٹس پہنے اس کے ہم رنگ سکاف گلے میں ڈالے سیاہ دراز بالوں کی مانگ نکالے یونہی پشت پر کھلا چھوڑ رکھا تھا ۔

جن سے وجدان شاہ کو عشق تھا ۔

بنا کسی مصنوعی چیز کے برف سی ریاست اس کی قربت میں دہکتی سرخ ہو رہی تھی۔ سیاہ دراز مرتگان کی لرزتی چلمن اس کا دل بے چین کر رہی تھی ۔

اور گلاب کی پنکھڑیوں سے لرزتے لب جن کے بالائی لب کا دلفریب خم وجدان شاہ کی دھڑکنیں روک دیتا تھا۔ اور اس پر اس کے نچلے لب تلے وہ دشمن جان تل الگ سے اس کی جان ہلکان کرتا تھا ۔

"کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے

اور سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے"

وہ اس کے بالائی لب کے خم کو انگوٹھے سے دباتے وہ مخمور نظروں سے اس کے ایک ایک نقوش کو دیکھتا دیوانگی و وارفتگی سے گویا ہوا تھا ۔

چاند کو اپنا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتا محسوس ہو رہا تھا ۔

"ایک بار پھر سے مسکرائیں نہ میرے چاند۔۔۔۔آپ کے سائیں دیکھنا چاہتا ہیں آپ کی مسکراہٹ۔۔۔ محسوس کرنا چاہتے ہیں پلیز"

کیسی فرمائش تھی ۔۔۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا ۔

وہ لجاجت بھرے لہجے میں بولا تھا اس کے انداز میں ایک تشنگی سی تھی ۔

چاند کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا تھا۔ مسکرانا بے حد مشکل لگا تھا اسے پر ناجانے کیوں پر اس کا دل نہیں کیا تھا اسے معیوس کرنے کا ۔

تبھی وہ اس کی ہڈی کو مٹھیوں میں دبوچتے مسکرائی تھی اور وجدان شاہ اس دلفریب منظر کو اپنی آنکھوں میں قید کرتا اس کی مسکراہٹ کو خراجِ تحسین پیش کرتا اس کی مسکراہٹ کو اپنے اندر جذب کر گیا بے حد نرمی و الفت سے ۔۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی جیسے گرنے کو ہوئی جس پر وہ اس کے گرد اپنا حصار تنگ کرتا دھیرے دھیرے شدت اختیار کرنے لگا ۔

اور اس کی جنون و دیوانگی سے وہ بری طرح سے گھبراتی اپنی آنکھوں سختی سے میچ گئی ۔

وہ دیوانہ وار اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے پری شدت سے اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں جزب کرنے لگا تھا ۔

وہ نازک جان نڈھال ہوتی اپنی آنکھیں نم کر گئی ۔اپنے وجود کو ڈھیلا چھوڑ گئی ۔اسے بے جان ہوتا محسوس کر وہ اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔

اور بنا دیر کیے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ روم کی جانب بڑھا تھا۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھتی بلکل بے جان سی ہو گئی تھی ۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتا سہلانے لگا جو یخ بستہ ہو رہے تھے ۔

"ایم سوری میرے چاند"

وہ جھکتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔ جواب بھی آنکھیں موندے اپنی بکھری سانسوں کو سنوارنے کی تگ و دو میں تھی ۔

"آپ۔۔۔ برے ہیں"

وہ بھرائی آواز میں بولی تھی۔ وجدان شاہ نے اس کے کی نم سرمئی کانچ سی آنکھوں پر لب رکھے تھے جو شکوہ کناں تھیں ۔

"یہ سچ ہیں میرے عشقِ من"

وہ اعتراف کر رہا تھا بنا کسی مزاحمت کے ۔

"مم۔۔۔ میں بب۔۔ بات نہیں کروں گی"

وہ شدید خفا نظر آئی ۔

"یہ ظلم ہے"

وہ اب کے احتجاج کر اٹھا۔پر وجدان شاہ کو اس کے بدلتے یہ نئے رنگ اچھے لگ رہے تھے دل و جان سے ۔

"آپ بھی تت۔۔۔تو ظالم ہیں شاہ سائیں"

وہ اسے خود پر جھکتا دیکھ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی نم لہجے میں بولی تھی ۔

"میں مانتا ہوں۔۔۔اس کے لیے آپ کا سائیں پوری عمر مداوا کریں گا"

وہ اب بھی بنا احتجاج کے پریشمان ہوا تھا۔چاند کے لب سل گئے تھے کوئی اتنی محبت کیسے کر سکتا تھا۔اور وہ بھی ظالم شہزادے چاند سے ۔

پر وہ ظالم نہیں تھا بس ان کا ملنا ہی شاید ایسا لکھا تھا ۔

"مجھے آئس کریم کھانی ہے"

کچھ ناسوجتے وہ منہ بناتے بولی تھی جس پر وہ متبسم ہوا تھا ۔

پہلی فرمائش کی گئیں تھیں ۔

وہ خوش گوار حیرت میں مبتلا ہوا تھا۔ کیا یہ حقیقت تھی وہ سچ میں اس سے فرمائش کر رہی تھی ۔

"اوکے میرے چاند ہم ابھی چلتے ہیں"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اپنی ساتھ بھینچتے خوش و مسرت سے بولا تھا۔ چاند کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں ۔

★★★★★

باسط ملک اور اس کے چند ساتھیوں نے امریکہ کی سرزمین پر قدم رکھا تھا ۔

"میں آرہا ہوں چاند احمد۔۔۔بہت جلد تم میری بانہوں میں ہو گی میری دلہن بن کر۔۔۔اس کے لیے چاہیے مجھے تمھیں بیوا ہی کیوں نہ کرنا پڑے"

وہ سفاکی سے بولتا ہنسا تھا ۔

"مجھے وجدان شاہ اور چاند کی ہر پل کی خبر چاہیے کوئی بول چوک نہیں ہونی چاہیے۔قہ وجدان شاہ بڑا شاطر انسان ہے"

وہ اپنے چیلوں سے کہتا آخر میں سختی سے بولتا اگاہ کر رہا تھا ۔

"بوس آپ فکر نہیں کریں ہم کوئی غلطی نہیں کریں گے۔وجدان شاہ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہو گی"

ان میں سے ایک بڑے کانفیڈیٹ انداز میں بولا تھا۔ جس پر باسط ملک ہنکار بھرتا اپنی منزل کی جانب بڑھا جہاں ان لوگوں نے سٹے کرنا تھا ۔

اب پتہ نہیں باسط ملک کیا طوفان لانے والا تھا اس معصوم پری اور اس کے شہزادے کی زندگی میں ۔

"شاہ۔۔۔پلیز سنیں"

اس سے پہلے کے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھتا نور جو کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔اسے دیکھتے ہی پکار بیٹھی ۔

پر وہ بنا سنے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

"رجو۔۔۔میرے روم میں کافی بھجوادینا"

وہ رجو سے مخاطب ہوتا سیڑھیاں عبور کرتا چلا گیا۔کالج سے چھوڑنے کے بعد وہ غائب ہو گیا تھا۔اور اب بھی اسے نظر انداز کر گیا تھا ۔

نور کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔رجو تیزی سے اس کی جانب آئی تھی ۔

"کیا ہوا میری سوہنی بی بی جی"

وہ اس کی نم آنکھیں دیکھ متفکر ہوئی تھی ۔

"ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔ بار بار ہو جاتے ہیں گندے شاہ۔۔۔اب ہم کیا کریں"

وہ بچوں کی طرح اپنے گال رگڑتی نم لہجے میں بولی تھی ۔

"تو منالیں نہ بی بی جی وہ تو جی آپ سے پیار بھی بڑا کرتے ہیں۔مان جائیں گے "

وہ جیسے آسان حل بتا رہی تھی۔پر وہ اڑیل انسان آسانی سے مانتا کب تھا۔اس کی جان نکال لیتا تھا ۔

کبھی کبھی تو اسے لگتا تھا وہ ایسا جان بوجھ کر کرتا تھا ۔

تاکہ وہ خود اس کے شکنجے میں آکر پھنس جائے۔ پھر وہ خوب ساری منمایاں کرے اور وہ احتجاج کرنے کے قابل تک نہ رہے ۔

"میں نہ آپ کو کڑک سی چائے بنا کر دیتی ہوں آپ ہی لے جایئے گا۔ اور منا بھی لیجے گا"

وہ اسے بولتی جھڑپ سے کچن میں غائب ہوئی تھی اور اتنی دیر تک وہ نازک جان اسے منانے کے طریقے ڈھونڈتی ہلکان ہو رہی تھی تبھی اسے سامنے سے رانیہ آتی نظر آئی ۔

نور کو اپنا حلق کڑوا ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ سیدھا اسی کی جانب آئی تھی ۔

رجو بھی چائے لیے کچن سے نور کی جانب آئی تھی ۔

"یہ لیں بی بی جی اب جلدی سے میدان مار آئیں"

وہ چائے نور کو پکڑاتی چمک کر بولی تھی ۔

"یہ چائے کس کے لیے ہے"

رانیہ نے جلتی آنکھوں سے نور کے نوخیز حسن کو دیکھتے مصنوعی مسکراہٹ سے پوچھا تھا ۔

"ہمارے شاہ کے لیے"

نور کا انداز جیسے جتانے والا تھا۔ جاپر رانیہ کے وجود میں جیسے آگ سی دہک اٹھی تھی ۔

پر وہ سنبھالتی مسکرائی تھی ۔

"رجو جاؤ تو میرے لیے بھی چائے بنا کر لاؤ"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولی تھی۔ نور چائے لیے سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی کہ رانیہ نے تیزی سے اس کی جانب آئی اور جان بوجھ کر اس کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرا دیا ۔

چائے گرنے کے ساتھ نور چیختی وہی فرش پر بیٹھتی اپنا پاؤں پکڑ کر تڑپ تڑپ کر رہ دی ۔

"او۔۔۔ سوری نور میرا پاؤں سلپ ہو گیا"

وہ مصنوعی افسردگی سے بولی تھی۔ رجو بھاگتی اس کی جانب آئی تھی ۔

"بی بی جی یہ کیا ہو گیا"

وہ بوکھلاتی اس کے سامنے بیٹھتی اس کے پاؤں پر ہاتھ رکھ گئی جس پر درد کے مارے وہ مزید چلا اٹھی ۔

زمان شاہ اور رابعہ بیگم شہر گئے ہوئے تھے اور سلطان شاہ ہمیشہ کی طرح زمینوں پر تھے شاہ بیگم کمرہ نشین تھیں ۔

تبھی رجو اٹھتی تیزی سے زوار شاہ کے روم کی جانب بھاگی تھی ۔

دروازے پر دستک دیتے وہ اندر آئی تھی ۔

"چھچھ۔۔۔۔ چھوٹے سائیں وہ نور بی بی جی کا پاؤں جج۔۔۔ جل گیا ہے جی"

وہ پھولی سانسوں کے درمیان بولی تھی زوار شاہ بنا رکے باہر کی جانب بھاگا تھا ۔

سامنے ہی وہ سیڑھیوں کے پاس اپنا پاؤں پکڑے بیٹھی تھی۔اور رانیہ تو کب کی غائب ہو گئی تھی ۔

"میرے دل"

وہ اس کے پاس پہنچتا اسے بانہوں میں بھرتا ہال میں صوفے پر بیٹھا گیا ۔

زوار شاہ کو دیکھ اس کا رونا تیز ہوا تھا۔وہ اس کے قدموں میں بیٹھتا اس کا پاؤں دیکھنے لگا ۔

جس کے چھوٹے سے پاؤں کی ساری انگلیاں اور پاؤں کی اپری جگہ جلسی ہوئی تھی ۔

ہاسپٹل جاتے کافی وقت لگتا تبھی وہ اسے اٹھائے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔وہ اس کے سینے میں سر چھپائے ہچکیاں لیتی رو رہی تھی ۔

درد اور جلن نے اس نازک سی پری کو نیم جان کر دیا تھا ۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر بیٹھاتا فسٹ ایڈ باکس سے برنال نکالتا اس کے پاس بیٹھتا اس کا پاؤں نرمی سے تھامتا اپنی ٹانگ پر رکھ گیا ۔

"نوشش۔۔۔۔شاہ پلیز ہمیں درد ہو رہا ہے"

وہ اس کے تھامتے پر روتی ہچکیاں میں بولی تھی۔ زوار شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

"شش۔۔۔ میرے دل۔۔۔ میری پیاری سی جان ابھی ٹھیک ہو جائے گا"

وہ برنال کا ڈھکن کھول کر اسے اپنے پورے پر لگاتا نرمی سے اس کی جھلسی انگلیوں پر پھرنے لگا ۔

"آہہہ۔۔۔۔ شاہ ہمیں درد ہو رہا ہے"

وہ چلاتی اپنا پاؤں کھینچنے لگی۔زوار شاہ تکلیف کے آخری دھانے پر تھا۔وہ اس کے رونے پر بھی بنا رکھے اس کے جلے پاؤں پر برنال لگا جراسے ایک جانب پھنکتا اس کی جانب آتا ۔

اس کے پیچھے بیٹھتا اسے اپنی بانہوں میں بھر تا ضبط سے آنکھیں میچ گیا ۔

"بس بس۔۔۔۔میرے دل۔۔ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ڈونٹ کرائے مائے پرنسس۔آپ کے آنسو زوار شاہ کے دل پر گرتے اسے زخمی کر رہے ہیں"

وہ دیوانگی و بے بسی سے بولا تھا۔وہ رو رو کر نم جان سی ہونے لگی تھی وہ نرمی سے اس کا رخ موڑتا اس کی سوجی ہوئی غلافی شہد رنگ آنکھوں پر اپنے لب رکھ گیا ۔

وہ جیسے رو رو کر تھک سی گئیں تھیں تبھی اس کے سینے پر سر رکھتی اپنا وجود ڈھلا چھوڑ گئی ۔

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا آنسوں سے تر چہرہ اپنے سامنے کر گیا ۔

کیا خشر ہو گیا تھا اس کی نازک سی شہزادی کا ۔

آنسوں سے تر چہرہ سوجے ہوئے پپوٹے سرخ ناک آنسو سے تر گلابی رخسار گلاب لب جن کا خم بھی سوج سا گیا تھا ۔

"کیا حال کر لیا ہے میرے دل"

وہ اس کے ایک ایک نقوش کو دیوانہ وار اپنے لبوں سے چھوتا کرب آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

"کیسے گری چائے آپ پر میرے دل"

وہ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھ کے پیالے میں لیتا اس کے بکھرے بال چہرے سے سمیٹتا محبت والفت سے دریافت کر رہا تھا ۔

وہ ہونٹ موڑتی پھر سے رونے کی تیاری پکڑنے لگی تھی ۔

"ہشش۔۔۔۔میرے دل"

وہ اسے اپنے ساتھ لگا تا چپ کروانے لگا ۔

"آپ نن۔۔۔ناراض تھے۔۔۔ہم آپ کے لیے چائے لے کر آرہے تھے ۔تت۔۔۔۔تو رانیہ آپی ہم سے ٹکرا گئیں"

بتاتے ہوئے اس کی آواز پھر سے رندھ گئی تھی.

اس کی بات سنتے زوار شاہ کو پہلے تو خود پر غصہ آیا لیکن رانیہ کے ٹکرانے کا سنتے اس کی آنکھوں میں لاوا اُبل پڑے تھا ۔

"ایم سوری میرے دل میری وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف ہوئی"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے کرب آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

"آپ مجھ سے خفا نہیں نہ شاہ"

وہ اسکے بیر ڈ بھرے گال پر ہاتھ رکھتی سہمی سی دریافت کر رہی تھی۔ تو تڑپ اٹھا تھا وہ اب بھی اس کی ناراضگی سے ڈر رہی تھی۔ وہ کیوں اتنا بے رحم بن جاتا تھا ۔

"نہیں۔۔۔۔ بلکل نہیں میرے دل میری جاناں"

وہ اسے خود میں بھینچتے جنونیت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

"ہم سے خفا نہیں ہوا کریں شاہ۔۔۔ ہمارے دل میں درد سا ہونے لگتا ہے"

وہ اظہار کرنے کے معاملے میں بہت معصوم اور پیاری تھی ۔

زوار شاہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کی بیوٹی بون پر اپنا لمس چھوڑنے لگا ۔وہ اس کے دہکتے لمس پر جلتی اپنی اتھل پتھل سانسوں پر آنکھیں میچتی اس کے شانوں سے شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

وہ جا بجا اپنا لمس چھوڑتا خود کو سیراب کرنے لگا۔نور کا نازک سا دل ڈھلنے لگا تھا اس ظالم کے بے باک لمس پر ۔

ایکدم سے سر اٹھاتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو اپنے لبوں میں قید کرتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں اتارنے لگا ۔

وہ مچلی تھی سانسیں جیسے سینے میں ہی دب گئیں تھیں۔ وہ دیوانہ وار اس پر اپنی جنونیت لٹاتا خود کو سیراب کر رہا تھا ۔

رکتی سانسوں پر وہ اس کے شانے پر مکے برساتی اسے خود سے دور کرنے لگی جس پر وہ رحم کھاتا اسے آزادی دیتا واپس اپنے سینے سے لگا گیا ۔

وہ چھوٹی سی گڑیا اس کی بانہوں میں اپنی بکھری سانسوں کو سنوارنے کی تگ و دو کرتی اسے شدید بہکا رہی تھی ۔

"کتنی پیاری کتنی معصوم سی ہیں آپ میری شہزادی"

وہ اس کے بالوں میں لب رکھتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔ نور کے لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ بکھری تھی جیسے وہ اس کے سینے میں منہ دیتے چھپا گئی ۔

وہ مزید دیوانہ ہوا تھا اپنے دل کی اس ادا پر ۔

"میں نے دیکھ لیا"

وہ شرارت سے اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اسے مزید سمٹنے پر مجبور کر گیا ۔

تبھی زوار شاہ کے چہرے پر کرختگی اتری تھی ۔

رانیہ جان سے مار دوں گا میں تمھیں ۔۔۔

وہ خیال میں اسے مخاطب ہوا تھا۔اور یقیناً رانیہ کو اپنا کیا بھگتنا تھا اب ۔

★★★★★

وہ دونوں اس وقت ایک خوبصورت سے آئس کریم پارلر میں تھے ۔

وہ یہاں آتو گئی تھی پر نہ جانے کیوں اسے ہواؤں سے بھی خوف آرہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے کوئی مسلسل دیکھ رہا ہے۔

"مائے فیری آپ ٹھیک ہیں"

وہ جو کب سے اس کی آنکھوں میں خوف کا پہرا دیکھ رہا تھا نرمی سے پوچھ بیٹھا ۔

"گگ۔۔۔گھر جانا ہے"

وہ شدید خوف زدہ نظر آرہی تھی۔وجدان شاہ متفکر ہوا تھا ۔

"اوکے میرے چاند ہم پیک کروالیتے ہیں آپ گھر جاکر کھالیجئے گا"

وہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگاتے بولا تھا۔جبکہ وہ سرے عام اس کی حرکت پر سرخ گلال ہوتی ہاتھ کھینچتے سر جھکا گئی ۔

"اٹس اوکے یہاں کسی کو فرق نہیں پڑتا ہنی"

وہ متبسم لہجے میں بولتا لڑکے کو اشارہ کر گیا ۔

اسے آئس کریم پیک کروانے کا کہتا اسے اپنے حصار میں لیتا باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

وجدان شاہ نے محسوس کیا تھا وہ کپکپا رہی تھی شاید خوف زدہ تھی۔ وجدان شاہ گاڑی کا دروازہ کھلتا اسے اندر بیٹھا گیا ۔

"آپ یہیں بیٹھیں میرے چاند میں ابھی آتا ہوں آئس کریم لے کر"

وہ ملائمت سے بولتا جانے لگا تھا پر وہ سہمتی اس کا ہاتھ تھام گئی ۔

"نو پپ۔۔۔پلیز"

وہ ایک سیکنڈ سے پہلے اپنی آنکھیں نم کر گئی تھی ۔

"آپ میوزک سنے میں بس ابھی آتا ہوں۔۔آپ آنکھیں بند کر لیں پانچ منٹ کا سونگ ہے ختم ہونے سے پہلے آپ کے سائیں آپ کے پاس ہو گے"

وجدان شاہ نے اس کی پیشانی پر لب رکھتے ڈیش بورڈ سے ایئر پوڈ نکالتے اس کے کان میں لگاتے بولا تھا ۔

وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ وہ جھکتا اس کی کانچ سی نم آنکھوں لب رکھتے اس کی دھڑکنیں بڑھاتا ڈور بند کرتا مڑا تھا ۔

آنکھوں میں خطرناک سرد پن اترا تھا۔ خوبصورت چہرے کے نقوش تن گئے تھے ۔

"کیا وہ چلے گئے"

دو نقوس جو وجدان شاہ اور چاند پر نظر رکھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے پوچھا تھا ۔

"نہیں وہ یہیں ہیں گاڑی کھڑی ہے"

دوسرے نے آگے بڑھتے گاڑی کو دیکھتے کہا تھا جس کے اندر کا منظر بلیک شیشے ہونے کی وجہ سے وہ دیکھنے سے وہ قاصر تھے ۔

"ایک پل کو نظر کیا ہٹی یہ تو غائب ہو گئے"

پہلے والا جھنجھلایا تھا ۔

"مجھے ڈھونڈ رہے ہو"

ایک سرد سی آواز پیچھے سے سنائی دی تھی ۔

وہ دونوں چونکتے مڑے تھے۔ سامنے ایک نقاب پوش کو دیکھتے وہ ایک پل کو ڈرے تھے جو بلیک چیز میں امریکہ کی سردی میں بھی صرف بلیک ہی ویسٹ پہنے کھڑا تھا ۔

اس کا کسرتی وجود دیکھ دونوں کے خلق خشک ہوئے تھے ۔

"کک۔۔۔ کون ہو تم"

اس کا لہجہ کپکپایا تھا نقاب پوش کی آنکھیں چمکیں تھیں آگے ہی پل وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھتا ایک نوکیلہ کیل کی مانند اوزار اس کی ٹھیک شہ رگ پر گھاڑتا دوسرے کی جانب مڑا تھا ۔

وہ اپنے ساتھی کو تڑپتا دیکھ خوف سے کانپتا بھاگنے کو ہوا پر وہ ولف کے چُنگل میں پھنس چکا تھا اور وہ کہاں اپنا شکار جانے دیتا تھا ۔

ایک لمحے میں اسے اپنی گرفت میں لیتا اس کے دل کے مقام پر وہ نوکیلہ اوزار گھاڑتے اس کی گردن مروڑتا کھینچ کر اپنا اوزار نکالتا اسے زمین پر دھکیل گیا ۔

اپنے اوزار پر لگا خون دیکھ اس کی آنکھیں چمکیں تھیں ایک سرور سا وجود میں اترا تھا ۔

دوسری جانب چاند ہنوز آنکھیں بند کیے میوزک سن رہی تھی۔اور گانا ختم ہوا تو اس نے آنکھیں کھولیں وہ نہیں آیا تھا ۔

اس کی سوچ کو بڑھاوا ملنے سے پہلے وجدان شاہ ہاتھ میں آئس کریم کے دو شاپنگ بیگ لیے گاڑی میں بیٹھا تھا ۔

"ڈر تو نہیں لگا نہ میرے چاند"

وہ چہرے پر نرم تاسر سجھائے محبت والفت سے گویا ہوا۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی ۔

وجدان شاہ نے مسکراتے اسے اپنے حصار میں لیتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھے دھڑکتے دل کے ساتھ نظریں سامنے سیاہ کول تار سڑک پر ٹکا گئی ۔

وجدان شاہ نے گردن موڑتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

وہ اس کی زندگی تھی اس کے جنون کا حاصل۔اس کی محبتوں کی اکلوتی وارث۔
اس کی سانسوں کی ضرورت ۔

اسے محبت پر یقین نہیں تھا پر وہ تو مجسمہِ عشق تھی۔۔۔اسے دیکھتے ہی محبت لفظ
جیسے کم لگنے لگا تھا ۔

وہ تو عشقِ من تھی عشق بن کر ہی اس کے قلب پر نازل ہوئی تھی ۔

راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔گھر آتے ہی آئس کریم جین کو پکڑاتے اسے بائل میں لانے کا کہتے چاند کو ایکدم سے اپنی بانہوں میں اٹھا گیا ۔

"شش۔۔۔شاہ سائیں"

وہ اس کی حرکت پر بوکھلائی تھی سب ملازمین کے سامنے ۔

جی میرے جان سائیں"

وہ اس کی سرخ ہوتی ناک پر لب رکھتے دیوانگی و وارفتگی سے اس کے چہرے پر بکھرتے دیکھ مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

"سس۔۔سب دیکھ رہے"

وہ بمشکل اس کی آنکھوں میں نظر آتے جذبوں سے نظریں چراتی بولی تھی ۔

"آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔میرے سائیں تھک گئے ہیں بس تھوڑی سی خدمت کر رہا ہے غلام"

وہ دلفریب انداز میں بولتا چاند کے دل میں بوچھال بھر پا کر گیا اسے لگا جیسے وہ کوئی دلکش خواب کے زیر اثر ہے ۔

اگر یہ خواب بھی تھا تو وہ کبھی جاگنا نہیں چاہتی تھی ۔

وہ روم میں آتا نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھا گیا ۔

وہ سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی ۔

میں نہیں ہوں اپنے وجود میں

مجھے جانے کس نے چرا لیا

میرے ساتھ رہتا ہے اک شخص

کوئی جادو اس نے چلا دیا

میری روح میں وہ سما گیا

مجھے عشق کرنا سکھا دیا

میری زندگی وہ بن گیا

مجھے جینا اس نے سکھا دیا

میں تو خود سے بھی تھا نہ آشنا

مجھے مجھ سے اس نے ملا دیا

میری زندگی کو بدل دیا

مجھے خوش نصیب بنا دیا

تھا یہ وقت کا فیصلہ

بس اتنا ہم کو بتا دیا

★★★★★

جین آئس کریم رکھتی جاچکی تھی ۔

وجدان شاہ نے خمار الودہ نظروں سے اپنے چاند کو دیکھا تھا جو کپکپاتی ہوئی آہستہ آہستہ آئس کریم کھا رہی تھی۔

ناجانے وہ خنکی میں آئس کریم کھانے سے کپکپا رہی تھی یا اس کی نظروں سے کی تپش سے گھبرا رہی تھی ۔

جو اس کے سامنے بیٹھا بغور اسے مخمور نظروں سے تکتا اسے ہلکان کر رہا تھا ۔

چاند کو اپنی سانسیں بے آہنگ ہوتی محسوس ہو رہیں تھیں۔ وہ اس کی نظروں سے گھبراتی آئس کریم وہیں چھوڑے اٹھی اور گلاس وال کے سامنے جا کھڑی ہوئی ۔

وجدان شاہ کی آنکھیں مزید لو دینے لگیں تھی۔ وہ ایک نظر آئس کریم کر ڈالتا چاند کی جانب بڑھا تھا جو پہلے ہی اس کی نظروں سے پگھل رہی تھی ۔

وہ اس کے قریب آتا ایکدم سے ہاتھ تھامتا کھینچ گیا وہ نازک جان گھوم کر اس کی بانہوں میں آسمائی تھی ۔۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔ وہ مخمور نظروں سے اس کا سرخ گلال چہرہ دیکھ ہاتھ کی پشت سے اسکے چہرے سے بال ہٹاتے اس کی ٹھوڑی پکڑتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

وہ ایکدم سے تڑپ اٹھی تھی۔ وہ شدت جنونیت سے اس نازک جان کی سانسوں کو بے آہنگی سونپتے اس کی مہکتی خوشبو اپنے اندر اتارتا خود کو سیراب کرنے لگا

۔۔

اپنے منہ میں آئس کریم کا فلیور گلتا محسوس کرتے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اونچا کرتا اپنے مقابل کر گیا ۔

وہ بری طرح سے پھڑ پھڑائی تھی وہ یونہی اسے اپنی پناہوں میں قید کیے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔چاند کی جان پر بنی تھی جیسے ۔

وہ ستمگر جیسے اسے آزادی دینا بھول ہی گیا تھا وہ رکتی سانسوں پر بری طرح سے کپکپاتی نڈھال سی ہونے لگی تھی ۔

تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اسے آزادی دیتا سائیڈ ٹیبل پر رکھے آئس کریم کے باؤل میں انگلیاں ڈبوتے اس کی شہ رگ پر مس کر گیا ۔

"شاہ سائیں"

وہ اس کی حرکت پر جیسے مرنے کو ہوئی ۔

"جی سائیں کے چاند"

وہ مدہوشی سے اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

وہ بری طرح سے کپکپائی تھی۔اس کے دہکتے سلگتے لمس پر۔وہ اپنی بڑھتی تشنگی کو سیراب کرنے مگن تھا ۔

چاند کا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔وہ پھر سے انگلی آئس کریم میں ڈبوتے اس کے کندھے پر انگلی مس کرتے کندھے پر اپنی شدتیں بکھرنے لگا ۔

"پپ۔۔۔پلیز سائیں"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی بھرائی آواز میں بولی تھی اس کے بس سے باہر تھی اس جنونی شخص کی شدتیں سہنا ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اس کے کالر بون پر نرمی سے دانت رکھتے نرم دباؤ بڑھانے لگا تھا ۔

چاند کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا پورا وجود جیسے کسی نے بھٹی میں ڈال دیا تھا۔ خنکی میں بھی وجود پسنے سے نم ہونے لگا تھا ۔

وہ اس کے پہلو میں حصار کستے جنون خیز ہو رہا تھا۔ وہ اس کی گردن میں پھوٹتی شبنمی قطرے چنتا اس کے حواس معطل کرنے لگا ۔

"کک۔۔۔۔کچھ ہو نہ جج۔۔۔جائے گا مجھے۔پلیز لیو می"

وہ پھولی سانسوں کے درمیان بولی تھی۔جو آج اسے مارنے کے در پر تھا ۔

بکھری پڑی ہے محبت میرے وجود پر
ہو سکے تو اسے ترتیب دے

وہ جو ۔م ۔ہے وہ میں ہوں

وہ جو ۔ت ۔ہے وہ تم ہو

یہ جو ۔ح ۔سے حائل دیوار ہے درمیان

وہ اب ۔ب ۔سے برداشت ہوتی نہیں

تجھے عشق کا واسطہ اے

میری محبت کو نکھار دے

وہ اس کی سماعت میں قاتل سرگوشیاں بکھرتا اس کی سانسیں کھینچ لینا چاہتا تھا ۔

"میرے چاند میرے دلبر سائیں میرے عشق کی اکلوتی وارث ہیں آپ

۔۔۔کب میرے جزبات سمجھیں گی۔ابھی تو وجدان شاہ نے اپنی شدتوں کا ایک

ذرہ بھی آپ پر نہیں لٹایا اور آپ بکھرنے لگی ہیں"

وہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنے لمس کا جادو جگاتا جنونیت سے بولتا اسے

سلگانے لگا تھا ۔

"کیسے سہہ پائیں گی وجدان شاہ کی جنونیت۔۔۔آپ کے معاملے میں تو بہت بے لگام ساہوں میں میرے دلبر سائیں"

وہ اس کے نچلے لب کے نیچے تل کو اپنے لمس سے سرخ گلاب کرتا ہنوز جزبات سے بوجھل لہجے میں بولا تھا ۔

وہ پور پور نم لرزتی نم سرمئی کانچ سی آنکھوں میں سرخیاں لیے اس کی جانب تکتی وجدان شاہ کے دل پر گہرے وار کر گئی ۔

"کچھ رحم کریں میرے چاند۔۔۔دل تاواں ظرا تنے ستم تو نہ ڈھائیں"

وہ اس کی سیاہ ناگن زلفوں کے پیچ و خم میں الجھتا اسے اپنے سینے پر سمیٹ گیا ۔

وہ کپکپاتی اس کی بانہوں میں اس کے جزبات کو ہوا دے رہی تھی۔پر اب وہ مزید اسے ہلکان کرنا بلکل نہیں چاہتا تھا ۔

تبھی اس کی نم پیشانی پر بوسہ دیتے کمفرٹر کھینچ کر دونوں پر کرتا آنکھیں موند گیا

۔

"کیسے۔۔۔کیسے وہ دونوں مر گئے کس نے مارا انھیں۔کہا وجدان شاہ نے مارا انھیں"

باسط ملک گلاس زمین پر ٹینچتا غصے سے چلایا تھا ۔

"بوس میں نے دور سے اس نقاب پوش کو ان دونوں کو مارتے دیکھا تھا۔وہ وجدان شاہ نہیں لگ رہا تھا۔اور وجدان شاہ تو میں نے کار میں بیٹھا دیکھا تھا"

ایک آدمی نے اسے بتایا تھا۔وہ طیش دباتا صوفے پر بیٹھا تھا۔آخر ایسا کونسا دشمن نکل آیا تھا جو امریکہ بھی اس کے پیچھے پہنچ آیا تھا ۔

یہ گتھی سلجھائے نہیں سلجھ رہی تھی۔ یہاں وہ جلد از جلد وجدان شاہ کو مار کر چاند کو لے جانے کا موقع تلاش رہا تھا اور ایک نئی مصیبت کھڑی ہو گئی تھی ۔

کون تھا وہ نقاب پوش اور کیوں مارا تھا اس کے آدمیوں کو ۔

★★★★★

سلطان شاہ اور زمان شاہ کے آتے ہی اس کا رونا پھر سے سٹارٹ ہو گیا تھا۔ وہ ان کی اکلوتی لاڈلی بیٹی تھی۔ وہ تڑپ اٹھے تھے ۔

رابعہ بیگم کی تو جان پر بنی تھی اپنی معصوم سی بچی کا جلا پاؤں دیکھ شکر تھا جو چھالے نہیں پڑے تھے انھوں نے اسے کالج جانے سے منع کیا تھا ۔

پر اس کا ایک ضروری ٹیسٹ تھا جس کی وجہ سے وہ جانے کو تیار تھی کھلا جوتا پہنے وہ اختیاط سے چل رہی تھی ۔

زنک کلر کی خوبصورتی سی امبریلہ فراک پہنے جو اس کی پنڈلیوں تک آرہی تھی ساتھ وائٹ ٹائٹس پہنے وائٹ ہی دوپٹے سر پر جمائے شانوں پر شال پہنے وہ بے انتہا پیاری لگ رہی تھی ۔

ایک نظر آئینے پر ڈالتی وہ باہر کی جانب بڑھی تھی۔ جہاں زوار شاہ کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا ۔

اسے آتے دیکھ مبہوت سا ہوتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے لیے ڈور کھول گیا ۔وہ اس کے لمس پر سرخ ہوتی خوامخواہ اپنے چہرے سے لٹیں ہٹاتے سیٹ سنبھال گئی ۔

وہ ڈور بند کرتا دوسری جانب سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا گاڑی سٹارٹ کرتا حویلی سے نکلا تھا ۔۔

"درد تو نہیں ہو رہا نہ میرے دل"

وہ ایک نظر اس کی جانب دیکھتا نرمی و الفت سے دریافت کر رہا تھا ۔

"نہیں ٹھیک ہے اب"

وہ مدھم آواز میں جواب دیتی زوار شاہ کو بے حد پیاری لگی تھی ۔

"یہاں آئیں میرے دل"

وہ اپنا بازو وا کرتا اسے اپنے پاس بلانے لگا نور کی جان پر بنی تھی۔ پر وہ اتنی محبت سے پکار رہا تھا کہ انکار کے لیے لفظ ہی جیسے ناپید ہوئے تھے ۔

وہ آہستہ سے اس کی جانب کھسکتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے دل میں جیسے سرشاری سی بھری تھی ۔

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے گرد اپنا حصار قائم کرتا اسے خود میں بھینچ گیا

۔

"اگر ذرہ سی بھی تکلیف محسوس ہو آپ مجھے بتائیں گی۔ میں آپ کے معاملے میں کوئی لاپروائی افوڈ نہیں کروں گا۔۔۔اوکے میرے دل"

وہ ملائمت سے اس کی کنپٹی پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے اسے جیسے تنبیہ کر رہا تھا ۔

"ہم۔۔۔ہم اپنا خیال رکھیں گے شاہ"

وہ جیسے اسے مطمئن کر رہی تھی کیونکہ وہ اس کے کالج آنے کے شدت خلاف تھا اس کا کہنا تھا جب تک اس کا پاؤں بلکل ٹھیک نہیں ہو جاتا وہ کالج نہیں جائے گی

۔

پر نور ایسے کیسے زوار شاہ کو کالج اکیلا جانے دیتی جبکہ سب لڑکیاں ہی اسے شہد سمجھ کر چپکنے کو تیار تھیں۔

وہ تکلیف اٹھانے کو تو تیار تھی پر زوار شاہ کو اکیلا چھوڑنے جو نہیں ۔

اگر جو زوار شاہ اپنی نورِ دل کے دماغ کی خرافات جان لیتا تو ۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ کالج میں تھے۔اس سے پہلے کے وہ گاڑی سے اترتی زوار شاہ پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ ہوتا اس کے نازک سے ہاتھ تھامتا اس کی پشت پر لب رکھ گیا ۔۔

نور کا نازک سا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا ۔

"شاہ"

وہ مدھم آواز میں اسے پکار بیٹھی ۔

"جی میرے جہان"

وہ مدہوش سا اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے اپنے سامنے کر گیا۔ نور کی پلکیں لرز تیں جھکیں تھیں ۔

"جج۔۔۔ جانے دیں"

وہ بمشکل لرزتے لبوں سے بولی

"اتنی جلدی کیا ہے میرے دل"

وہ اس کے چہرے سے بال دوپٹہ پر سے ہی نرمی سے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتا اس کا چہرہ اوپر کو کرتا اپنے بے حد قریب کر گیا ۔

نور کی سانس رکی تھی اتنی قربت پر۔اس کی دہکتی سانسوں کی چبن اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ حیازدہ ہوئی تھی ۔

اس کی بے تابیاں ہمیشہ اس نازک سی جان کو مشکل میں ڈالتیں تھیں ۔

"میری طرف دیکھیں میرے دل"

وہ مجنوبانہ نظروں سے اس کے منموہنے چہرے کو دیکھتا اپنے ضبط آزمانے لگا ۔

جو اس کے لیے جان لیوا عمل تھا وہ بھی تب جب اس کی نورِ دل اس کی بانہوں میں اس کے بے حد قریب تھی ۔

"ہم۔۔۔ ہمیں دیر ہو رہی شاہ"

وہ اس کی جیکٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھرتے التجائی ہوئی تھی۔اس کے عارضوں پر بکھرا گلال اسے بری طرح سے بہکا رہا تھا ۔

"آپ کا ٹیسٹ ہوتے ہی ہم گھر واپس چلیں گے"

وہ بولتا مدہوشی سے اس کے دہکتے عارضوں کو اپنے لمس سے مہکاتے اسے لرزنے پر مجبور کر گیا وہ ۔

"ہماری پیپ۔۔۔پڑھائی کا خرج ہو گا"

وہ بمشکل کپکپاتے لہجے میں بولی تھی دل بری طرح سے بے آہنگی پر اتر آیا تھا ۔

وہ جو کب سے ضبط کر رہا تھا اپنے دل کی سنتا اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر قابض ہوتا اس کی سانسیں خود میں قید کر گیا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی کیونکہ اور کوئی چارہ کہاں تھا اس کریکن کی شدتیں برداشت کرنے کے علاوہ ۔

جو پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک چراتا اسے ہلکان کرنے لگا تھا نور کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی ۔

رکتی سانسوں پر وہ بری طرح جھٹپٹائی تھی تبھی وہ نرمی سے اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنے سینے لگا گیا تھا ۔

"پاگل کر دیں گی دِلِ جاناں"

وہ اس کی گہری گہری سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتا پھر سے بے بس ہونے لگا تھا۔ محبت وار فتگی سے بولتا اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا ۔

وہ ایک جھٹکے میں اس سے دور ہوتی گاڑی کا ڈور کھولتے باہر نکلی تھی ۔

زوار شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ کتنا گھبراتی تھی اس کی قربت سے ۔

گاڑی سے نکلتا وہ اس کی جانب آیا تھا جو گئ نہیں تھی۔ زوار شاہ کے نکلتے ہی اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی ۔

"اپنا والٹ دیں جلدی سے شاہ"

دو پل میں وہ نارمل ہوتی برے استحقاق سے اس کا والٹ مانگ رہی تھی۔ وہ فدا ہوا تھا اپنی جاناں کی اس نئی ادا پر ۔

وہ اپنی جیب سے والٹ نکالنا خوشی خوشی اپنی اس معصوم گڑیا کو تھما گیا ۔

جس پر وہ اس کا والٹ کھولتی اس کے والٹ سے پانچ پانچ ہزار کے سارے نوٹ نکالتی انھیں گھننے لگی ۔

زوار شاہ دلچسپی سے اپنے دل کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا ۔

اپنے مطلوبہ پیسے پورے حق سے نکالتی وہ باقی والٹ میں ڈالتی اس کی جانب بڑھا گئی زوار شاہ نے مسکراتی نظروں سے اس کے پھولوں سے شفاف چہرے کو دیکھا تھا ۔

"اب ہم چلتے ہیں بائے"

وہ اپنا کام ہوتے ہی ہاتھ ہلاتے اپنے ڈپارٹمنٹ کی جانب بڑھی تھی زوار شاہ مسکراتا نفی میں سر ہلاتا پرنسپل کی جانب بڑھا تھا ۔

تبھی اس کا موبائل رنگ ہوا تھا۔اس نے سکرین پر ولف کا نمبر دیکھتے فوراً سے کال اٹینڈ کرتے وہ ایک سائڈ پر آگیا تھا ۔

"کیسے ہو میجر"

ولف کی سنسناتی آواز اس کی سماعت میں گونجی تھی ۔

"جیسا ہونا چاہیے۔ کہیں کیسے یاد کیا ناچیز کو"

وہ طنزیہ ہوا تھا۔ کیونکہ جب وہ رابطہ کرتا تھا تو وہ کم ہی کال اٹھاتا تھا ۔

"میں نے سوچا تم جیسے کچھوا چھاپ انسان کو میجر کس نے بنا ڈالا"

وہ پوری سنجیدگی سے جیسے اس کا مزاح اڑا رہا تھا۔ زوار شاہ کے عصاب تنے تھے

۔

"کام کی بات نہیں ہے تو میں فون رکھ رہا ہوں"

وہ دانت پیستے درشتی سے بولا تھا ۔

"جس کالج میں تم پڑھاتے ہو میجر اسی کالج میں وہ مجرم چھپا ہوا ہے جو لڑکیوں کو وہاں سے آگاہ کرتا ہے اور اسے اگے پہچاتا ہے"

وہ سنجیدگی سے اسے اگاہ کرتا خاموش ہوا تھا ۔

"تو کیا کوئی پروفیسر شامل ہے اس میں"

زوار شاہ نے اچھنبے سے پوچھا تھا ۔

"یہ درست ہے کالج کا ایک پروفیسر ہے اور ایک لڑکی ہے جو سٹوڈنٹ بن کر وہاں موجود ہے۔ پروفیسر جمال اور وہ لڑکی تم خود ڈھونڈ لو تمھارے پاس بس دس دن کا وقت ہے"

وہ اسے انفارمیشن دیتا آخر میں بے نیازی سے بولتا بنا اس کی سنے کال کٹ کر گیا

۔

زوار شاہ دانت پیس کر رہ گیا۔ نا جانے وہ کونسی بری گھڑی تھی جب اس کا پالا اس انسان سے پڑا تھا ۔

"پروفیسر جمال تمھیں تو میں جھنم واصل کروں گا غلیظ انسان"

وہ طیش میں بولتا سٹاف جانب بڑھا تھا۔اسے اب ہر پل پروفیسر جمال پر نظر رکھنی تھی اور اس کے ذریعے بڑی مچھلیوں تک پہنچنا تھا ۔

★★★★★

وہ ہاتھ میں پینٹنگ برش پکڑے بالکنی میں کھڑی کینوس پر اپنی انگلیوں کا جادہ چلاتی جیسے کسی اور ہی جہاں میں گم تھی ۔

وجدان شاہ سٹڈی روم میں قادر کو میٹنگ کے سارے پوائنٹ بتاتا اسے اگاہ کر رہا تھا قادر کی لائی فائلز پر سائن کرتا وہ جلدی سارا کام ختم کرتا اپنے روم میں آیا تھا

۔

پر وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔اس کی نظر

بالکنی کے کھلے گلاس وال پر گئی تھی۔یعنی وہ اپنی پسندیدہ جگہ پر تھی ۔

وہ قدم بالکنی کی جانب بڑھا گیا سامنے ہی وہ پری گرے سکرٹ پر پنک سویٹر پہنے گلے میں سکاف پہننا بالوں کو مسی جوڑے میں قید کیے۔ سرخ سفید پیروں میں سوفٹی پہنے ہونٹوں پر پنک گلوز لگائے دلکش کا پیکر لگ رہی تھی ۔

پر اس کی بنائی پینٹنگ پر وجدان شاہ کی جیسے ہی نظر پڑی وہ ٹھٹھکا تھا۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے بے حد قریب چلا آیا تھا ۔

اور ہر بار کی طرح ہی وہ اس کی موجودگی سے انجان ہی رہی تھی ۔

پینٹنگ پر نظریں جمائے اس کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔ جس می ایک سیاہ رات بنائی گئی تھی ایک بڑا سا درخت جس کے سائے میں ایک سیاہ لباس میں لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کے چہرے پر داغ ہی داغ تھے اور ایک بیڑیا پیچھے سے اس کی گردن پر اپنے نوکیلے دانت گھاڑے بیٹھا تھا ۔

ہر منظر سیاہ میں ڈوبا ہوا تھا چاند بھی گرہین زدہ بنایا گیا تھا وہ پینٹنگ ایک عجیب سی وحشت زدہ منظر پیش کر رہی تھی ۔

وہ خود کو کمپوز کرتا نرمی سے پیچھے سے اپنے حصار میں لے گیا۔ وہ جو اپنے کام میں مشغول تھی کسی کی اچانک گرفت پر ایک پل وہ سہمی تھی ۔

"ہیے میرے جان ڈریں نہیں"

وہ سویٹر کے اوپر سے ہی اس کے شانے پر لب رکھتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا

--

"واؤ۔۔۔۔آپ تو بہت اچھی آرٹسٹ ہیں میرے چاند"

بے شک وہ پینٹنگ ایک شہکار تھی۔چاند نے ایک نظر اپنی بنائی پینٹنگ پر ڈالی تھی سامنے کا منظر دیکھ وہ خود بھی ایک پل کو سہنی تھی ۔

وہ تو بس اپنے دل کی کیفیت کینوس پر اتارتی گئی تھی پر یہ۔۔۔اس کے ہاتھ سے برس گرا تھا ۔

وجدان شاہ کو محسوس ہوا تھا جیسے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی ۔

"ہم اسے ایگزیبیشن میں دیں گے دیکھیے گا آپ کہ اس شہکار کو بہت سراہا جائے گا"

وہ اسے اس بے چینی سے نکالنے کو مسکراتا اس کی پینٹنگ کی تعریف کر گیا ۔

"یہ۔۔۔۔وو۔۔۔وہ شاہ سس۔۔۔۔سائیں"

وہ شدید گبھراہٹ کا شکار ہو رہی تھی وجدان شاہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔چاند کی آنکھوں میں آنسو ٹوٹ پر اس کے رخسار پر گرے تھے ۔

"شش۔۔۔رونا نہیں۔بس کچھ بھی نہیں ہوا میرے چاند"

وہ اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں میں بکھرے درد کے کانچ دیکھ تڑپ اٹھا تھا ۔

"مم۔۔۔میرے دل گھبرا۔۔۔رہا ہے سس۔۔۔۔سائیں"

وہ لرزتے دل کے ساتھ بری طرح سے رو دی تھی۔پورا وجود بری طرح سے کپکپا رہا تھا۔وجدان شاہ نے اسے خود میں سموتے اس کے سیاہ بالوں پر لب رکھے تھے ۔

"کچھ بھی نہیں ہوا۔میں ہوں آپ کے پاس میرے چاند کیوں پریشان ہو رہی ہیں"

وہ نرمی سے بولتا اس کے لرزتے وجود کو جھک کر اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

وہ لرزتے دل کے ساتھ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔اس کا سوکھے پتے کی مانند لرزتا وجود محسوس کرتے وجدان شاہ نے لب بھینچے تھے ۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا سیدھا ہونے کو ہوا کے وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اسے خود سے دور جانے سے روک گئی ۔

"میں یہیں ہوں جانم سائیں"

وہ وہیں اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیٹھ گیا تھا ایک نظر اس مومی وجود پر ڈالی تھی جو اس کے سینے سے لگی سہمی سہمی سی تھی ۔

"آپ کو پھول پسند ہیں نہ۔ گارڈن میں آپ کے لیے نئے پھول لگوائیں ہیں ۔کیا آپ دیکھنا چاہتی ہیں"

وہ نرمی سے اس کے بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتا ملائمت سے بولا تھا چاند نے سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

اس کی کانچ سی آنکھوں میں نمی لیے جو سرخ گلال ہو رہیں تھیں جیسے بہت تکلیف میں ہو۔ وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

وہ جھکتا باری باری اس کی نم آنکھوں پر اپنے لب رکھ گیا چاند کا دل بری طرح سے کپکپایا تھا ۔

"کیوں ظلم کرتی ہیں اس خوبصورت آنکھیں پر میرے چاند"

وہ اس کی کنپٹی پر لب رکھتا کرب آمیز لہجے میں بولا تھا وہ کیوں خود کو تکلیف دینا نہیں چھوڑتی تھی ۔

"وو۔۔۔وہ آنج۔۔۔جائیں گی شاہ سائیں"

وہ اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرتی ڈری سی بمشکل کپکپاتے لہجے میں بولی تھی ۔

"یہاں کسی کو آنے کے لیے چاند وجدان شاہ سے اجازت لینی ہو گئی اس محل کی ملکہ سے"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس کا دھیان اپنی محبت سے بٹکانا چاہتا تھا تبھی دلفریب وار فتگی سے بولا تھا ۔

وہ اس کی سانسوں کی تپش پر جی جان سے لرزی تھی۔ دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئیں تھی ۔

جان تو تک نکلی جب اس کے سلگتا لمس کو اپنی شہ رگ پر سرسراتا محسوس کیا۔ وہ الجھی سانسیں سے آنکھیں میچ گئی ۔

ایک پل کو دماغ ماؤف ہوا تھا دل و دماغ کورے ہوئے تھے ہر خیال جیسے ناپید ہوتا محسوس ہوا تھا اگر کچھ محسوس ہو رہا تھا تو اس شخص کی دیوانگی ۔

اس کی جنونیت بھرا لمس ۔۔

اس کی شدتوں کا خمار

جو چاند کے سر پر سوار ہوتا اسے بے قرار کرنے لگا تھا وہ جا بجا اسے اپنے لمس سے مہکاتے دیوانہ وار اپنی شدتیں اس کی بیوٹی بون اور کالر بون پر بکھرتا چاند کو جیسے پاگل کر رہا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں"

وہ برداشت نہ کر پاتی سسکی تھی ۔

"جی میری جان سائیں حکم"

وہ نرمی سے اس کے نڈھال وجود کو تکیے پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

وہ خوف زدہ نظروں سے اسے تکنے لگی تھی ۔

وجدان شاہ اس کے مخروطی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے اس کی نازک سی مومی انگلیوں کو اپنے لبوں سے لگایا تھا ۔

جواس وقت یخ بستہ ہو رہیں تھیں۔ وہ اپنی ٹھنڈی انگلیوں پر اس ظالم جادو گر کا لمس محسوس کرتی جی جان سے لرزی تھی ۔

جواس کے ایک ایک پورے پر اپنے لب رکھتا اسے اپنے دہکتے لمس پر جلا رہا تھا ۔

چاند کو اپنے وجود میں طغیانی سی بھر پا ہوتی محسوس ہوئی تھی ۔

"پپ۔۔۔پلیز"

وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کرتی روہنسا ہوئی تھی ۔

جس پر وہ اس کی ہتھیلی پر لب رکھتا اس کا ہاتھ اپنی گردن پر رکھتا نرمی و ملائمت سے اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر اپنی گرفت جما گیا ۔

وہ نازک جان تڑپ اٹھی تھی ناخن بری طرح سے وجدان شاہ کی گردن میں گاڑے تھے ۔

جو اس میٹھی سی چبن پر نرمی سے پر شدت ہوا تھا پوری شدت سے اس کی سانسیں چنتا اسے ہلکان کرنے لگا ۔

چاند کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

پر وہ پہاڑ سا وجود اور کہاں وہ نازک سی پری اس سنگلاخ آہنی وجود کو کیسے خود سے دور کرتی۔ جو کسی دیو کی مانند اس کی سانسوں کو قابض کیے اسے بس مارنے کے در پر ہی تھا ۔

سانسوں کی تنگی پر آنسو ٹوٹ کر چہرہ تر کرنے لگے تھے تبھی وہ جو مدہوش سا تھا ایکدم سے ہوش میں آتا اسے آزادی دیتا اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پشت سہلانے لگا۔

جو اپنا بکھرا تنفس سنبھالتی خود بھی بکھر گئی تھی ۔

★★★★★

"یہاں آئیں آج آپ میرے لیے ڈریس سلیکٹ کریں"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر ڈریسنگ روم میں لاتا وہ متبسم لہجے میں بولا تھا ۔

وہ کنفیوز ہوئی تھی بھلا وہ کیسے اس کی ڈریسنگ سلیکٹ کرتی ۔

پھر بمشکل نظریں اٹھائے سامنے دیکھا تھا جہاں پوری سائڈ اس کے کپڑوں ،جوتوں، پرفیومز، واچیز اور بہت سی مردانہ چیزوں سے بھری ہوئی تھی ۔

وہ چلتی اس کے ٹنگے ہوئے کپڑوں کی جانب آئی تھی جو قریباً سب ہی سیاہ تھے بس کچھ ہی ڈریسز مختلف رنگ کے تھے ۔

اسے سیاہ رنگ کو نظر انداز کرتی ایک ڈارک بلو تھری پیس کے سامنے آرکی جس میں ڈارک میرون شرٹ تھی ۔

وجدان شاہ چلتا اس کے پاس آیا تھا ۔

"نائس چوائس"

وہ اسے پشت کر آتا اس کے پہلو میں بازو حائل کرتا اس کا ہاتھ تھامتا اس ڈریس تک لے گیا جیسے وہ پچھلے پانچ منٹ تک گھور رہی تھی ۔

چاند کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں ۔

وہ اس کے گال پر لب رکھتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا چینجنگ روم میں بند ہو گیا تھا ۔

"کیا وہ کہیں جا رہا تھا"

اس کے من میں سوال اٹھا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سوٹڈ بوٹڈ سا تیار ہوتا باہر نکلا تھا ۔

"سائیں"

وہ دھیرے دھیرے سے چلتی اس کی جانب آئی تھی۔ مدھم آواز میں پکارا تھا

وجدان شاہ بمشکل سن پایا تھا ۔

"جی سائیں کے چاند"

اتنا شیریں لہجے اتنی دلکشی وہ شخص سچ میں جادو گر تھا سا حر تھا جو اسے آہستہ آہستہ

اپنے سحر میں باندھ رہا تھا ۔

"آپ کک۔۔۔۔ کہیں جا رہے ہیں"

وہ اس کی پر تپش نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتی بمشکل بولی تھی ۔

"یہاں آئیں"

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھتا اسے نرمی والفت سے پکار گیا۔ جس پر وہ سر جھکائے کسی مجرم کی طرح اس کے سامنے آرکی تھی ۔

وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔ کتنی معصوم اور پیاری سی تھی وہ۔ محبت کی طرح پاکیزہ حور ۔

وہ اسے ویسٹ سے تھام کر ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھا گیا وہ اس افتاد پر ایکدم سے بوکھلائی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ سائیں"

وہ اس کے شانوں کو دبوچتی سہمی آواز میں پکار بیٹھی تھی۔ وجدان شاہ نے جھکتے اس کی چھوٹی سی ناک پر لب رکھے تھے ۔

"میرے جان سائیں آپ محبت سے زیادہ حوبصورت ہیں عشق سے زیادہ دلکش ہیں اور جنون کی حد تک دلفریب و دلربا ہیں"

وہ اس کی تھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا اس نازک جان کے وجود میں سنسنی سی پھیلا گیا ۔

وہ آنکھیں میچتی بری طرح سے لرزنے لگی تھی۔سانسوں کا تسلسل بگڑنے لگا تھا ۔وہ اسے کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

وجدان شاہ نے ہاتھ بڑھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے پرفیوم کو اٹھے اس کی گردن پر اسپرے کیا تھا ۔

وہ آنکھیں میچتی اپنے سکاف کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔وہ ساحر اس کی گردن پر جھکتا اس کی خوشبو میں گہرے گہرے سانس بھرتا اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا ۔

"بب۔۔۔بس کریں پپ۔۔۔پلیز"

چاند کو اپنا پورا وجود کسی بھٹی میں سلگتا محسوس ہو رہا تھا۔ تبھی بے بسی سے روندھی آواز میں بولی تھی وہ جو مجنوبانہ دھڑکنوں کے خمار میں قید تھا ۔

اس کی لرزتی آواز پر ہوش میں آتا سیدھا ہوا تھا۔ خود پر سپرے کرنے لگا ۔

"میں ایک اہم میٹنگ میں جا رہا ہوں تھوڑی دیر میں آ جاؤں گا۔ اپنا خیال رکھیے گا میرے لیے میرے چاند"

وہ اسے نرمی سے ڈریسنگ سے اتارتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا الفت و محبت سے بولا تھا جس پر وہ سر جھکا گئی ۔

دل نا جانے کیوں بے چین ہوا تھا اس کے جانے کا سن کر پر وہ بولی نہیں تھی خاموش ہی رہی اور پھر وہ چلا گیا ۔

چاند کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں وہ بیڈ کر گرتی تکیے میں منہ دے گئی ۔

"دل آئنور۔۔ تمھیں پروفیسر جمال بلا رہے ہیں"

نور جو اپنی نئی دوست سے باتوں میں مگن تھی جو آج ہی بنی تھی کیونکہ نور نے اس کی ایڈمیشن فیس ادا کی تھی ۔

جو سکالرشپ پر کالج آئی تھی لیکن اسے کچھ ڈیوز ادا کرنے تھے۔ جن کے بنا اسے کالج میں داخلہ نہیں مل سکتا تھا وہ پرنسپل سے منت کر رہی تھی کہ وہ تھوڑے تھوڑے کر کے ادا کر دے گی۔ اس کی پڑھائی کا خرچ ہو رہا تھا پر وہ نہیں مانے تھے ۔

نور کو یہ سب سن کر بے حد غصہ آیا تھا وہ کتنی پیاری سی تھی ۔

وہ ابھی ابھی اس کی دوست بنی تھی اور اسے روتا دیکھ خود بھی رونے والی ہو گئی تھی تبھی اس کی ایک کلاس فیلو نے اسے آ کر کہا تھا ۔

"عروہ تم یہیں رکو ہم ابھی جمال سر کی بات سن کر آتے ہیں"

وہ اپنی شال درست کرتی جمال سر کے آفس کی جانب بڑھی جو سیکنڈ فلور پر تھا ۔

"اوکے میں یہیں ہوں تم جلدی آنا"

وہ اسے بولتی بک نکال گئی۔ جس پر وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی ۔

نور زینہ چھڑتی جمال سر کے آفس کا ڈور ناک کرتی اجازت ملنے پر اندر آئی تھی ۔جو اس کالج کے سینیئر پروفیسر تھے ۔

نور کو دیکھ پروفیسر جمال کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی ۔

وہ تھی ہی اتنی پیاری کے کوئی بھی دیوانہ ہو جاتا اور خوبصورتی اور معصومیت کا تضاد دل آئینور کو بے حد دلکش اور حسین پیکر بناتا تھا ۔

"جی سر آپ نے بلایا"

وہ ہمیشہ کی طرح ہی نظریں جھکائے بولی تھی ۔

"جی مس آئینور سیٹ"

وہ اسے گہرے نظروں سے سر تا پاؤں تکتا مسکراتے بولا تھا نور اس کی نظروں کی تپش سے بری طرح سے گھبرائی تھی ۔

"نن۔۔۔نو سر ایم فائن"

وہ اپنی شال کو مزید اپنے گرد ٹھیک کرتے بمشکل بولی تھی۔جمال اس کے گھبرانے سے محظوظ ہوا تھا ۔

"ارے دل کیا ہوا آپ گھبرا کیوں رہی ہیں یہ لیں پانی پی لیں بہتر محسوس کریں گی"

وہ پانی کا گلاس لیے چلتا اس کی جانب آیا تھا۔نور کی جیسے جان پر بنی تھی اسے لگا جیسے کچھ غلط تھا ۔

"نن۔۔۔نو سر ہم ٹھیک ہیں"

وہ بس یہاں سے جانا چاہتی تھی پر ٹانگیں کپکپا رہیں تھیں ۔

"یہ لیں پانی پی لیں"

وہ گلاس اس کی جانب بڑھتا مسکرا کر بولا تھا۔وہ گلاس تھامتی دو تین گھونٹ بھرتی گہرے گہرے سانس لینے لگی اسے پانی کچھ عجیب سا لگا تھا ۔

"ہہ۔۔۔۔ہم چچ۔۔۔چلتے ہیں"

وہ بمشکل بولی تھی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں نمودار ہونے لگیں تھیں دل میں عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگی تھی ۔

"کیا ہوا بے بی ڈول"

اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ وہ اس کا ہاتھ تھام کیا وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی

۔

"چھچھ۔۔۔۔ چھوڑو۔۔ شش۔۔۔ شاہ"

وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش میں بھیگی آواز میں چلائی تھی

۔

تبھی کوئی نقاب پوش دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر رسید کرتے آندھی طوفان کی طرح اندر آتا جمال کے منہ کر پوری قوت سے مکا رسید کرتا نور کو کھینچتا اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

وہ نیم جان سی اس کے سینے پر لہرا سی گئی تھی۔اور ایک جھٹکے میں اسے اٹھاتا وہاں سے غائب ہوا تھا ۔

"حدید انا تم دونوں بیک سائیڈ سے راستہ صاف کرواؤ"

وہ ایئرپورٹ سے اپنے جونیئرز سے کہتا بیک سیڑھیاں سے اترتا بیک سائیڈ سے نور کو گاڑی میں بٹھاتا وہ اپنے آفیسرز کی جانب آیا ۔

"مجھے جمال آج رات اپنے سیل میں چاہے انا، حدید"

وہ دونوں سے کہتا گاڑی میں بیٹھتا گاڑی بھگا لے گیا ۔

"سالے جمال تو گیا"

حدید خان اپنے ہنوز سٹائل میں منہ میں تیلی ڈالتا لوفرانہ انداز میں بولا تھا انا آنکھیں گھما کر رہ گئی ۔

یہ لڑکا اور اس کے ٹشن ۔۔

"مسٹر خان اگر آپ کے ٹشن پاس ہو گئے ہوں تو کام کر لے"

وہ تنک کر بولی تھی۔ حدید نے نے اسے گھوری سے نوازہ تھا۔ یہ جل ککڑی ایک دن یونہی جل جل کر مل جانے والی تھی ۔

وہ دونوں احتیاط سے جمال کے روم میں آئے تھے اور بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے اسے بیہوشی کی دوا سونگا کر بے ہوش کیا تھا ۔

"مسٹر خان کیا ہم یہاں پکنک کرنے آئے ہیں اٹھائیں اسے"

وہ اسے آفس میں گھوم پھیر کر ارد گرد دیکھتے دیکھ دانت پیستے دیکھ بولی تھی۔اگر کوئی آجاتا تو اور اس بندے کی شوخیاں ہی کسی سرے نہیں لگتیں تھی ۔

"ہاں جیسے اس جمال کو تو تم نے ہی تو اٹھانا ہے نہ سالہ گھوبر سا تھو بڑا ہے اور ارمان چیک کرو لڑکیوں کو ہراس کرے گا ۔

وہ اس کے منہ کو پکڑ کر سامنے کرتا ایک مکہ جڑتے بولا تھا انا اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئی

۔

"مسٹر خان میں سر سے آپ کی شکائیت کروں گی۔ پھر ساری مستیاں نکالیں گے وہ آپ کی"

وہ سخت عاجز آتے بولی تھی۔ جس پر وہ آبرو اچکاتے جھکتا ایکدم سے اپنے شانے پر ڈال گیا۔انا نے شکر ادا کیا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسے لیے فلیٹ میں تھے ۔

"اب سڑ یہیں کمینے"

وہ اسے ایک ٹھوکر رسید کرتا تنے اعصاب سے بولا تھا ۔

انا نے نفی میں سر ہلاتے اس بلا کو گھورا تھا جو اس وقت سیاہ جینز پر سیاہ ہی ٹی شرٹ پر سلیو لیس جیکٹ پہنے سیاہ بالوں کو یونہی رف سا بنائے صاف رنگت پر ہلکی ہلکی سیاہ بیرڈ جو اس کی صاف رنگت پر بے حد جچ رہی تھی ۔

سیاہ زہین آنکھیں، ستون ناک عنابی لب چھ فٹ سے نکلتا قد اگر وہ اپنی زبان بند رکھتا تو وہ بے حد خوبرو تھا ۔

"کیا کھاؤ گی کیا"

وہ جو اپنے چہرے پر کب سے انا کی نظروں کی تپش محسوس کر رہا تھا پٹ سے بولا تھا وہ ایکدم سے گڑ بڑائی تھی ۔

اس کے خجم ہونے پر وہ ہنس دیا تھا ۔

"ایڈیٹ"

وہ بڑبڑاتی وہاں سے نکلی تھی۔ جبکہ باریک کان ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ حدید خان کے کانوں تک بھی پہنچ گئے تھے ۔

"ہاں اسی ایڈیٹ کو تم ابھی گھور رہی تھی مس یوسف"

وہ بھی تپانے میں کہاں کم تھا۔ جس پر وہ مٹھیاں بھینچتی بنا کوئی جواب دیے ٹھک سے ایک روم میں بند ہوئی تھی ۔

★★★★★

"لالا۔۔۔لالا۔۔۔بن کے تتلی دل اڑا"

وہ ہاتھوں کو آگے پیچھے ویو کرتے لہک لہک کر گا رہی تھی ۔

زوار شاہ نے ضبط سے ہاتھ اسٹیر نگ پر کسے تھے وہ نشے میں تھی جمال نے اسے کچھ نشہ آور کھلایا تھا ۔

"شاہ۔۔۔میرے شاہ"

وہ زوار شاہ کی گردن سے چمٹتی مدہوشی بھری آواز میں بولی تھی ۔

اس کی سانسیں کی تپش اپنی گردن کر محسوس کرتے زوار شاہ نے بمشکل خود کو کمپوز کیا تھا ۔

"جانِ نور۔۔۔۔جانِ دل"

وہ اس کی پشت کے بالوں کو مٹھی میں دبوچتی اس سماعت میں سرگوشی میں بولی تھی اس کے لبوں کا لمس زوار شاہ کو اپنی کان کی لو پر محسوس ہوا تھا اس کا پاؤں ایکدم سے بریک پر آیا تھا ۔

اسے جیسے شدید صدمہ لگا تھا۔وہ اتنی بے باک کہاں تھی شاید یہ اس نشے کی وجہ سے تھا ۔

پراب وہ اپنے ساتھ ساتھ اس کی حالت بھی خراب کر رہی تھی ۔

"میرے دل سیدھا ہو کر بیٹھیں آپ کو لگ جائے گی"

وہ اسے خود سے الگ کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا نرمی سے بولا تھا جو بری طرح سے تپ رہی تھی ۔

زوار شاہ نے اسے سیٹ بیلٹ میں قید کرتے گاڑی پھر سے سٹارٹ کی تھی۔ کچھ پل تو سکون سے گزرے تھے پر جان تو پھر سے ہلکان ہونی تھی جب وہ چھوٹی سی گڑیا اپنی شال نکال کر پیچھلی سیٹ پر پھینک گئی ۔

اور اپنی سیٹ بیلٹ کھولتی زوار شاہ کے سینے سے آ لگی۔ وہ سانسیں روک گیا ۔

بے حد مشکل تھا خود پر قابو کرنا پر اسے اس وقت کسی بھی خیال میں حویلی پہنچنا تھا ۔

"شاہ ہمیں گرمی لگ رہی ہے۔۔۔ ہم کیا کریں"

وہ روہنسا ہوئی تھی زوار شاہ نے سر جھکا کر اس کے نم چہرے کو دیکھا تھا پھر اس کی نم پیشانی پر بوسہ دیا تھا ۔

"بس تھوڑی دیر ہم گھر پہنچ رہے ہیں پھر سب ٹھیک ہو جائے گا میرے دل"

وہ محبت والفت سے اس کی نم آنکھوں کو دیکھتا گویا ہوا تھا۔ وہ اپنے دل کی بے چینی و کپکپاہٹ پر سسکی تھی ۔

زوار شاہ اسے اپنے حصار میں لیتا اپنے سینے میں سمیٹ گیا ۔

"شاہ ہمیں کک۔۔۔کچھ ہو رہا ہے"

وہ اس کی گردن میں ناخن گاڑتی ہزیانتی ہوئی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

پورے وجود میں لرزش طاری تھی زوار شاہ بے بسی سے اسے خود میں بھینچا تھا ۔

کچھ ہی پل بیتے تھے جب زوار شاہ کو نے پھولوں سا نازک لمس اپنی گردن پر محسوس ہوا تھا وہ چھوٹی سی گڑیا چڑیل بنی اس کی گردن میں چہرہ دیے اس کی گردن پر دانت گاڑ گئی ۔

وہ اسٹیرنگ پر سختی سے ہاتھ جما گیا دل کی بیٹ مس ہوئی تھی ۔

"شاہ۔۔۔آپ ہمارے ہیں۔بس ہمارے"

وہ سرگوشی میں بولتی اس کی بیرڈ بھری گال پر اپنے لب رکھ گئی۔اس کے قاتل روپ زوار شاہ کا جیسے دل نکال رہے تھے ۔

وہ مدہوشی میں کیا کیا کر رہی تھی ہوش میں آنے کے بعد شاید اس کے سامنے آتی زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"گھر بار حویلی پہنچ لینے دیں میری جان آپ کو سیدھا کرتا ہوں"

وہ اسے اپنے سینے میں دبوچتے سرگوشی میں اس کی سماعت میں بولا تھا ۔

★★★★★

"میم سر آپ کا ڈنر پرویٹ پر رہے ہیں"

ٹینا نے چاند کو مطلع کیا جو سکیچ بک پکڑے اس کر کچھ ڈرا کرنے میں مگن تھی۔ٹینا کے انے پر اس نے نا محصوص انداز میں سکیچ بک کو اس کی نظروں سے اوجھل کیا تھا ۔

"مجھے بھوک نہیں ہے"

وہ بولتی منہ دوسری جانب موڑ گئی۔ٹینا معیوسی سے باہر کی جانب بڑھی تھی ۔

وہ اسے باہر جاتا دیکھ پھر سے اپنے کام میں مگن ہو گئی تھی ۔

ٹینا نے چاند کے الفاظ وجدان شاہ کو بتائے تھے وہ اپنی چیئر سے اٹھتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

جہاں وہ نازک پری انگوری کلر کی خوبصورتی سی ویلوٹ کی گھٹنوں تک آتی فراک پہنے ساتھ بلیک ٹائٹس پہنے۔ بالوں کو مسی جوڑے میں قید کیے جس سے نکلتی آوارہ لٹیں اس چاند سے پیکر کو چھوتے وجدان شاہ کے دل میں انگارے سلگا رہی تھی ۔

اسے کہاں گوارا تھا کہ کوئی اس کے دلکش چہرے کو چھوتا چاہے وہ اسکے بال ہی کیوں نہ ہوں ۔

"ہنی آپ ڈینر پر کیوں نہیں آرہیں۔ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔ آپ ٹھیک ہیں نہ"

وہ جو خود میں مگن تھی وجدان شاہ کی آواز پر بدک کت سیدھی ہوتی سکیچ بک اپنی پشت پر چھپا گئی ۔

اس کی حرکت پر وجدان شاہ اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔پر پوچھا نہیں تھا ۔کیونکہ وہ اسے غیر آرام دہ محسوس کروانہ نہیں چاہتا تھا ۔

"وو۔۔۔وہ مجھے بھوک نہیں سائیں"

وہ ادھر اُدھر دیکھتی بولی تھی اس کی جانب دیکھنے سے گرز برتا گیا تھا۔ سکیچ بک بھی تکیے کے نیچے کر دی گئی تھی ۔

وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اپنی ہنی کی اداؤں پر دل مسروریت میں گھیرا تھا ۔

چاند احمد آہستہ آہستہ اس پر کھل رہی تھی۔ وہ اپنے کھوے رنگ واپس پانے لگی تھی ۔

"سائیں کے چاند آپ کہ بنا تو آپ کے سائیں بھی کچھ نہیں کھائیں گے"

وہ محبت والفت سے بولتا، اس کی جانب آتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

وہ ایکدم بوکھلائی تھی ۔

"شاہ سس۔۔۔سائیں"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی اپنی بڑی بڑی سرمئی کانچ سی آنکھیں مزید بڑی کرتی سہمی تھی ۔

جس پر وہ جھکتا اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں پر اپنے لمس کا جادو بکھیرتا ڈائنگ ہال کی جانب بڑھا تھا وہ ملازمین کو دیکھتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی تھی۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے۔اس کی یہی جان لیوا ادائیں کو اسے مزید پاگل بناتیں تھیں ۔

وہ اسے اپنی سربراہی کرسی پر بیٹھاتا ۔

"جین آپ سب جائیں میں اپنی ہارٹ کوئن کو آج خود کھانا سرف کروں گا"

وہ سب سے کہتا ایک پلیٹ نکال گیا چاند نے ٹرانس کی کیفیت میں اس شخص کو دیکھا تھا جو پہلے تو محبت تھا اب تو دل بن کر دھڑکنے لگا تھا ۔

اس کی چاہتیں اس کی دیوانگی اس کی محبتوں کا خمار چاند کے سر چڑھ کر بولنے لگا تھا

۔

وہ اپنی کچھ دیر پہلے والی ناراضگی بھول گئی تھی۔ یہ محبتیں توشدتیں اختیار کرتیں اسے بے اختیار کرنے لگیں تھی ۔

وہ ٹیبل سے چاند کی پسند کا منچورین ایک پلیٹ میں نکالتا ساتھ دو چکن رول رکھتا چیئر کھینچ کر اس کے قریب بیٹھا تھا ۔

وجدان شاہ اس معصوم پری کی نظریں اچھے سے محسوس کر رہا تھا پر انجان بنتا منچورین کا چمچ بھرتا اس کی جانب بڑھا گیا۔ جیسے وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں منہ کھولتی کھا گئی تھی ۔

وہ تو اس کی پینٹنگ کے رنگوں سا تھا جس کے بنا چاند احمد کی زندگی کے سارے زندگی پھیکے تھے ۔

اس نے اعتراف کیا تھا کہ وہ شخص پھر سے پوری شدت سے اس کے دل و جان میں سرایت کر گیا تھا اور اس بار اس شدت سے بسا تھا اس میں کہ اگر اس کے دل سے وجدان شاہ کو نکالا جاتا تو اس بار چاند احمد سچ میں ایک بے جان لاش کے سوا کچھ نہ بچتی ۔

آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔ وہ اس کے لیے آب حیات تھا۔ جس کے بنا چاند سوائے ایک بے جان سراپے کے کچھ نہ تھی ۔

"کیاہوامیرے چاند کیامرچیں لگ گئیں آپ کو"

وہ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ فکر مندی سے بولتا گلاس میں جوس بھرتا تیزی سے اس کے لبوں سے لگا گیا تھا ۔

وہ دو گھونٹ بھرتی چہرہ موڑتی اپنی جگہ سے اٹھتی وہاں سے بھاگی تھی ۔

وجدان شاہ کی جان پر بنی تھی آخر کیاہوا تھا۔اس نے تو کچھ کہا بھی نہیں تھا ۔

وہ سب چھوڑتا اس کے پیچھے بھاگا تھا ۔

روم میں آتے ہی اس کی نظر بیڈ کی جانب گئی جہاں وہ پری رخ اوندھے منہ گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی ۔

پورا وجود لرز رہا تھا وہ تڑپ اٹھا تھا تیزی سے اس کی جانب آتے اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھرا تھا ۔

"ہیے میرے چاند۔۔۔۔میرے عشقِ من کیا ہوا ہے بتائیں ورنہ آپ کے سائیں کا دل پھٹ جائے گا۔۔اگر کوئی غلام سے غلطی ہو گئی ہے تو معاف کر دیں میرے جنون"

وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا عشق و دیوانگی سے بولتا اسے مزید عذاب میں مبتلا کر گیا ۔

"کیوں۔۔۔۔کیوں اتنی محبت کرتے ہیں مجھ سے۔۔۔کیوں ۔۔

کیوں مجھے اپنے بس میں کر رہے ہیں ۔

کیوں اتنے اچھے ہیں آپ کیوں بتائیں مجھے کیوں ؟

وہ اس کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچتے جنونی وہزیانتی انداز میں دریافت کر رہی تھی۔وجدان شاہ نے لب بھینچتے چاند کی نم آنکھوں کو دیکھا تھا ۔

"کہاں تھے تب جب میں نے ہر پل پکارا آپ کو کہاں تھے ۔۔

کیوں دور تھے چاند کو آپ چاہیے تھے۔زندگی میں بس ایک آپ کو چاہا میں نے

،

ہر نماز میں ہر سجدے میں ہر دعا میں،

پرستش کی آپ کی، آپ کے سوا کسی کو سوچنا بھی حرام کر لیا خود پر ۔

وہ آج جیسے اپنے دل کا سارا غبار نکال دینا چاہتی تھی جو اسے اندر ہی اندر ختم کر رہا تھا۔ وجدان شاہ تو ٹک یک اسے دیکھے گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کچھ ایسا ہونے والا تھا ۔

وہ چھوٹی سی پری اس کا پیارا سا چاند اس کے لیے تڑپہ تھا اور وہ انجان رہا ۔

ترستی رہی آپ کی بس ایک جھلک دیکھنے کو، آپ کو محسوس کرنے کو، اس احساس کو پانے کو کے آپ میرے ہیں، چاند کے ہیں"

وہ اس کے چہرے پر اپنی گلداز انگلیاں کا لمس مس کرتی روندھی آواز میں بولی تھی لہجے میں جیسے ٹوٹی کرچیوں کی چھبن تھی۔

"میں آپ کا ہوں چاند۔۔۔بس آپ کا ہوں، صرف آپ کا میرے عشقِ من ۔۔۔میرے چاند وجدان شاہ بس آپ کا ہے، آپ کے ہر درد کی دوا، آپ کے ہر زخم کا مرہم، آپ کے سائیں سارے کے سارے آپ کے ہیں"

وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھوتا اسے ہر طرح سے یقین دلانے لگا تھا کہ وہ بس اس کا ہے کسی کا نہیں ۔

"مجھے آپ کا ہی ہونا تھا، چاہے دنیا کے کسی بھی کونے میں چلا جاتا اور آپ کو بس میرا، سفر مشکل سہی پر اب وجدان شاہ ہر مشکل سفر چاند کو اپنے دل میں چھپا کر رکے گا کوئی خار دار رستے آپ کا کچھ بگاڑ نہیں پائیں گے۔ کوئی طوفان آپ کو گرائے گا نہیں"

وہ عشق و دیوانگی سے بولتا اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکا تھا اور پہلی بار پوری شدت سے جھکا تھا ۔

وہ نازک جان یکلخت یونے والے حملے پر تڑپ کر اس کی گردن میں اپنے ناخن گھاڑ گئی ۔

وہ ہوری شدت سے خود کو سیر اب کرتا اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے بیڈ پر یونہی ڈالتا جنونی خیز ہوا تھا چاند کو اپنے وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی ۔

دل ڈھنکی کی ماند چلتا جیسے باہر آنے کو مچل رہا تھا وہ ظالم شہزادہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک خود میں اتارتا اسے جیسے خود میں جزب کر لینا چاہتا تھا ۔

لبوں پر ہوتی شدت جلن اور سانسوں کی تنگی پر وہ بے جان کی ہوئی تھی جس پر وہ ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کے گلے سے لپٹا سکاف نکال کر پھنکتا اس کی شہ رگ پر جھکا تھا ۔

وہ جو نڈھال سی اپنی سانسوں کو سنوارنے کی کوشش میں ہلکان تھی اس کے دہکتے لمس پر پھر سے بے جان ہونے لگی تھی ۔

★★★★★

وہ دیوانہ وار پاگل جنونی سا اس برف سی گڑیا کو اپنے لمس سے پگلاتا اسے کپکپانے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ اس کی فراک کھسکاتا اس کے دل کے مقام پر شدت سے اپنا لمس چھوڑنے لگا اور بار بار چھوڑنے لگا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔ کیا یہ شخص اسے جان مارنے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا ۔

"شش۔۔۔ شاہ سائیں پلیز"

وہ مر جانے کو ہوئی تھی اس کی جنون خیزیاں سے۔ وہ اس کی ہر دھڑکن پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اسے خمار الودہ کرنے لگا ۔

چاند کی سرمئی آنکھوں سرخیاں بھرنے لگیں تھیں وجدان شاہ نے خمار الودہ نظروں سے چاند کے سرخ انگارہ ہوتے چہرے کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر بکھرے اس کی آتشِ دیوانگی کے رنگ اس کے حواس معطل کر رہے تھے ۔

میری آتشِ دیوانگی ہیں آپ میرے چاند، وہ جنون ہیں میرا جو سر چڑھ کر بول رہا تھا وجدان شاہ کے "

وہ اس کی بیوٹی بون پر اپنا لمس مہکاتے مجنو بانہ لہجے میں بولا تھا ۔

"شاہ سائیں مم۔۔۔مجھے نیند آ رہی ہے"

وہ اسے خود سے دور کرتی بمشکل بولی تھی۔وجدان شاہ نے خود ہر ضبط کرتے اسے اپنے سینے پر ڈالا تھا ۔

وہ بمشکل اسے سب کی نظروں سے بچا کر اس کے روم میں لایا تھا ۔

کیونکہ وہ کسی ک پیشان کرنا نہیں چاہتا تھا نہ ہی شاہ بیگم کی کسی بے جا بات کا جواب دینا چاہتا تھا وہ جانتا تھا اگر انھیں اس بارے میں علم ہوا تو وہ ضرور کوئی نئ مصیبت کھڑی کرتیں ۔

"ہاں حدید کام ہوا"

وہ اسے کال ملاتا دریافت کر رہا تھا۔ایک نظر نور پر ڈالتے اپنی پیشانی مسلی تھی ۔جو اس جگہ سے اٹھتی ادھر اُدھر جھولتی خود میں ہی مگن تھی۔ جہاں زوار شاہ نے اسے بیٹھایا تھا ۔

"سر یہ سالہ ڈھیٹ ہڈی ہے اتنی آسانی سے ماننے والا نہیں"

وہ دانت پیس کر بولتا پروفیسر جمال جیسے کچا چبا ڈالنا چاہتا تھا ۔

"تم کوشش جاری رکھو تھوڑی دیر تک آتا ہوں میں"

وہ مخاطب حدید سے تھا پر اس کی نظریں نور پر تھی۔ جس نے اس کا ضبط آزمانے کی آج پوری ٹھان رکھی تھی ۔

"بن کے تتلی دل اڑا۔۔۔ہوووو"

وہ اپنا دوپٹہ اتار کر پھینکتی گنگناتی ڈریسنگ کے سامنے آ بیٹھی ۔

وہ کال کٹ کرتا موبائل جیب میں اڑیستا وہ نور کی جانب مڑا تھا ۔

"شاہ ۔۔۔۔"

وہ بال اپنے ٹاپس میں پھنس جانے پر روہنسا ہوتی چلائی تھی وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا ۔

"ہشش۔۔۔رونا نہیں ابھی ٹھیک ہو جائے گا ۔"

وہ اس کے بالوں کو بے حد نرمی سے اس کے ٹاپس سے نکالتا ملائمت سے بولا تھا

۔

"ہم۔۔۔۔ ہمیں ہرٹ ہو رہا ہے شاہ"

وہ روندھی آواز میں بولی تھی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو نکلتے اس کے گلابی رخسار بھگو گئے تھے ۔

"بس ہو گیا میرے دل رونا کیوں آرہا ہے"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے نازک اپنی بانہوں میں بھرتا محبت والفت سے بولا تھا جس پر وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی نچلا ہونٹ موڑتی زوار شاہ کا دل نکال گئی ۔

"میرے دل، بہکائیں نہیں یار"

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے کی مدد سے مسلتا بے بسی سے بولا تھا جو اس کی جان نکالنے کے در پر تھا ۔

"آپ گندے ہیں شاہ ہم بات نہیں کرتے"

وہ اس کے سینے پر مکا مارتی اسے گھورتی بولی تھی۔ زوار شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا اپنے سینے میں سمو گیا ۔

"آپ یہیں رکیں میں آتا ہوں"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ پر ڈال کر نرمی سے بولا تھا جس پر وہ زور شور سے سر ہلا گئی ۔

"گڈ اب یہاں سے ہلنا بھی نہیں جب تک آ نہ جاؤں"

وہ اس پر کمفرٹر کرتا تکیہ اس کے پیچھے سٹ کرتے روم سے نکلا تھا اِدھر اُدھر نظریں دوڑاتا وہ کچن کی جانب بڑھا تھا ۔

وہاں سے لیموں لے کر اپنی جیب میں ڈالتا وہ تیزی سے روم میں واپس آیا جہاں وہ شہزادی اپنی جگہ سے غائب تھیں ۔

وہ بوکھلایا تھا پر واش روم سے آتی پانی کے گرنے کی آواز پر وہ سر جھٹکتا واش روم کے ڈور کی جانب بڑھا ۔

"میں ناچوں آج چھم چھم چھم۔۔۔"

وہ گھنگھناتی فرش پر بیٹھی پانی میں ہاتھ مارتی چھپک چھپک کرتی گھنگھنا رہی تھی زوار شاہ نے ڈور پر ہاتھ رکھا تو کھلتا چلا گیا ۔

سامنے کا منظر دیکھ وہ زوار شاہ کے حواس معطل ہوئے تھے ۔

"نور میرے دل یہ کیا کر رہی ہیں"

وہ شاور بند کرتا اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا جو اٹھنے کو تیار ہی نہ تھی ۔

"نور اٹھیں جلدی سے"

وہ اسے اٹھتا نہ دیکھ کچھ سختی سے بولا تھا جا پر وہ منہ بسورتے اس کی بازو دونوں ہاتھوں سے تھامتی اٹھی تھی ۔

فرش پر پھسلن کی وجہ سے توازن بگڑا تھا پر اس سے پہلے کے وہ گرتی زوار شاہ نے اپنی کل متاعِ دل کو اس کی نازک سی کمر سے تھامتے اپنے ساتھ لگایا تھا ۔

وہ معصوم سی گڑیا گرنے کے ڈر سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

سرخ گلدا زلب بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

"آپ تو جان نکال رہی ہیں میرے دل"

وہ اس کی یخ بستہ پیشانی پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا۔وہ اس کا لمس محسوس کرتی مزید اس میں سمٹی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ آپ نور کے ہیں"

وہ سر اٹھاتی اس کی بے باک آنکھوں میں دیکھتی استحقاق سے بولی تھی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ یہ بات کہی بار دہرا چکی تھی ۔

"کوئی شک ہے آپ کو"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتا اس کی شہ رگ پر ناک ٹریس کرتا جنونیت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

نور کا دل بے آہنگی پر اترا تھا۔۔وہ ایکدم سے جنونی ہوتا اس کی بیوٹی بون پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔وہ اس کی گردن پر اپنے ناخن گھاڑتی اپنے وجود کو اس کے سہارے چھوڑ گئی ۔

آج دل کی حالت عجیب سی تھی۔اسے ڈر نہیں لگ رہا تھا زوار شاہ سے اس کے جنونی لمس سے۔وہ اس کی شہ رگ تک آتا اپنی دیوانگی بھرا لمس چھوڑتا اس کی بیوٹی بون پر دانت گاڑ گیا ۔

وہ بری طرح سے سسکی تھی۔پر اس کی خود سپردگی زوار شاہ کو بری طرح سے بہکا رہی تھی۔اس پر وہ بھیگی بھاگی سی آتش فشاں روپ لیے اس کی بانہوں میں تھی

۔

"شاہ ۔۔"

وہ اپنے مد بھرے انگوری لبوں سے اسے پکارتی برے طرح سے بہکا گئی تھی تبھی وہ اس کی سانسوں کی بہکاتی اور مہکاتی خوشبو اپنی سانسوں میں جزب کرتا اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا ۔

وہ سانسوں کی رکاوٹ پر بری طرح سے جھٹپٹائی تھی۔ جس پر وہ مزید شدت سے اسے خود میں سموتا اس پر اپنی شدت و دیوانگی لٹاتا اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

قطر قطر اس کی سانسیں کھینچتا اسے بے جان کرنے کے در پر تھا وہ نازک جان اس کی بانہوں میں قید بری طرح سے کپکپاتی مر جانے کو تھی ۔

کچھ پل میں اس پر رحم کھاتا اسے آزادی دیتا نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا واش روم سے باہر لے آیا ۔

واڈروب سے ڈریس نکالتا اس کی جانب بڑھا گیا ۔

"جلدی سے چینج کر کے آئیں میری جان"

وہ اس کے بھیگے سے وجود سے نظریں چراتا اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا ملائمت سے بولا تھا جس کی پیشانی اب پھر سے تپ رہی تھی ۔

جس پر وہ منہ بسورتی ڈریسنگ روم میں گھس گئی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ چینج کرتی باہر آئی تھی ۔

"شاہ ہم تھک گئے ہیں"

وہ اپنے ہاتھ اوپر کرتی روہنسا ہوئی تھی۔ زوار شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اس کا چھوٹا سا بے بی لاڈ اٹھوانے کے موڈ میں تھا ۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔ وہ اکے سینے پر سر رکھتی اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلنے لگی ۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اپنی جیب سے لیموں نکالتا اس کی جانب ہوا تھا ۔

"منہ کھولیں میری جان"

وہ نرمی سے اس کے منہ جو پکڑتا محبت والفت سے بولا تھا۔ جس پر وہ فوراً منہ کھول گئی ۔

زوار شاہ نے مسکراتے لیموں نچوڑا تھا اس کا ذائقہ منہ میں گھلتے ہی وہ منہ کے عجیب و غریب زاویے بنانے لگی ۔

"شاہ اتنا کھٹا"

وہ منہ بسورتی اسے گھورتے بولی تھی ۔

"شاہ کے نورِ دل ابھی آپ کے لیے یہ سب سے اچھا ہے سو کم آن اوپن یور ماتھ"

وہ اسے بہلاتا نرمی سے بولا تھا جس پر وہ منہ بناتی نفی میں سر ہلا گئی ۔

"نو ہمیں نہیں کھانا آئی ڈونٹ لائک دس ٹیسٹ"

وہ اسے گھورتی بولی تھی۔ پھر جھکتے اس کے شرٹ کے بٹن کو منہ ڈالتی کھینچنے لگی ۔

یہ جانے بنا کہ اس کی یہ معصوم سی حرکتیں زوار شاہ کو بری طرح سے بہکا رہیں تھیں ۔

اور پھر ٹک کی آواز سے شاہ کی شرٹ کا بٹن ٹوٹا تھا۔ زوار شاہ نے کھینچ کر اسے سامنے کیا تھا ۔

"یہ کیا کیا آپ نے دل اور بٹن کیا کھا لیا آپ نے"

وہ جیسے صدمے میں تھا۔وہ گڑ بڑائی تھی

"ہاں ہم نے کھا لیا۔۔۔۔وہ اچھا تھا"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے بولی تھی ۔

"اچھا تھا تو مطلب کھا لیا پاگل لڑکی باہر نکالیں"

وہ اس کی صحت کے معاملے میں بے حد ٹچی تھا۔وہیں وہ بے حد لاپروا ۔

"اب تو وہ ہمارے ٹمی میں سلپ کر گیا ۔"

وہ سکون سے بولی تھی ۔

"ایسے کیسے نور آپ بہت گندی ہو گئی ہیں"

وہ اسے گھوری سے نوازتے بولا تھا جس پر وہ بنا اثر لیے واپس سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

★★★★★

شاہ سائیں مم۔۔۔مجھے نیند آ رہی ہے"

وہ اسے خود سے دور کرتی بمشکل بولی تھی۔وجدان شاہ نے خود ہر ضبط کرتے اسے اپنے سینے پر ڈالا ۔

"آج فرار نا ممکن ہے میرے چاند۔۔۔آپ کے اقرار نے وجدان شاہ کے باغی جزبات کو مزید سلگا دیا ہے۔اب دوری وجدان شاہ کا دل بھی بند کر سکتی ہیں میری جاناں"

وہ اس کے چہرے پر بال ہٹاتا اسے خود پر جھکاتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا جنونیت سے بولا تھا ۔

چاند کو اپنے وجود سے جان سرکتی محسوس ہوئی تھی اس ظالم شہزادے کے تیور دیکھ جو آج اس کی جان نکالنے کے ہی ماننے والا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز مم۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔سائیں"

وہ نم لہجے میں لرزتی آواز میں بولی تھی۔ وجدان شاہ واپس اسے نرمی سے تکیے پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

وہ سہمی سی اس کی جانب دیکھنے لگی تھی ۔

"بہت محبت کرتا ہوں آپ سے میرے چاند، آپ کو لگتا ہے آپ کے سائیں آپ کو ہرٹ کر سکتے ہیں ۔"

وہ اس کے گلدازہاتھ کی انگلیاں کی پشت پر لب رکھتا محبت والفت سے بولا تھا ۔چاند نے نم آنکھوں سے اس ساحر کی جانب دیکھا تھا ۔

جو خدا نے اس کی دعاؤں کے صلے میں دیا تھا۔ پر اگر وہ پھر سے جدا کر دیے گئے تو ۔

اگر پھر سے ان کی زندگی پر گرہن لگا دیا گیا تو ۔

اگر پھر سے وجدان شاہ کو چھین کر اس کے دامن میں کانٹے بھر دیے گئے تو ۔

کیا رہ جائے گا اس کے پاس ؟

ابھی تو وہ اسے ملا تھا اگر بچھڑ جاتا تو اس کے پاس سوائے مرنے کے کوئی صد باب نہ بچتا تھا ۔

"اگر اس بب۔۔ بار چھچھ۔۔۔ چھوڑا تو پھر چاند نن۔۔۔ نہیں خاک بھی نصیب نہیں ہو گی اس کی"

وہ سرمئی آنکھوں میں درد کی کرچیاں لیے اس ظالم شہزادے کی بھوری آنکھوں میں تکتی پر اذیتی سے بولی تھی۔ وہ تڑپ اٹھا تھا اس کے سفاک الفاظوں پر ۔۔۔

"خبر دار۔۔۔۔ خبر دار چاند وجدان شاہ اگر ایسا سوچا بھی تو ہمیں موت بھی جدا نہیں کر سکتی۔ وجدان شاہ سب کچھ مسمار کر دے گا۔ سب کو خاک کر دے گا جس نے مجھ سے میرے چاند کو چھننے کا سوچا بھی"

وہ اس کے ایک ایک نقوش پر اپنا لمس چھوڑتا جنونی انداز میں درشتگی سے بولا تھا ۔وہ نازک سی پری وش بری طرح سے سہمی تھی اس کی دیوانگی پر ۔

اسے خود سے ڈرتا دیکھ وجدان شاہ نے لب بھینچے تھے

"آپ اتنی بے رحم کیوں تھی میرے چاند۔۔کیا ہمشیہ یونہی میرے جان ہلکان کرنے کا ارادہ ہے آپ کا۔خود زخم دے دیتی پھر اس پر نمک پاشی بھی کرتی ہیں اور جب اپنی باری آتی تو اپنے سائیں سے ڈر کر بے بس کر دیتی ہیں ۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے بے بسی سے بولتا شکوہ کناں ہوا۔وہ اس کی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی آنکھیں میچ گئی ۔

دل تو پہلے ہی باغی ہوتا اسے بے قرار کر رہا تھا ۔

"کیا یہ اچھی بات ہے"

وہ اس کی گردن اور کندھے کے درمیان اپنا لمس مس کرتا جواب طلب تھا جو اس وقت اس کی قربت سے جواب دینے کے لائق بلکل نہ تھی ۔

زبان جیسے تالوں سے چپک چکی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ بے گام ہوتا سرد موسم میں دہکتے جزبات لیے اس نازک جان پر اپنی شدتوں کی بارش کرتا اسے زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھے ۔

وہ اس کا دہکتا لمس اپنی گردن کے پور پور پر محسوس کرتی بری طرح سے لرز رہی تھی ۔

"اا۔۔۔اگر پھر سے وو۔۔۔۔وہ آ گگ۔۔۔۔ گئیں"

وہ اس کی بانہوں میں پگلتی اب بھی ان سکیور تھی ۔

وجدان شاہ نے نرمی سے اس کے سارے ڈر خوف اپنے اندر سو لیے تھے وہ آنکھیں میچتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

جو قطرہ قطرہ اس کی سانسیں چراتا اسے خود میں جزب کرنے لگا۔ چاند کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا تھا ۔

آہستہ آہستہ نرمی شدت اختیار کرنے لگی تھی وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی ہر شدت گستاخیوں پر۔ جان سینے میں اٹکی تھی جیسے ۔

وہ بے قرار ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے شدت جنونیت سے اس کی سانسیں کھینچنے لگا تھا۔ تشنگی کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی اسے لگ رہا تھا جیسے وہ سیر اب ہونے کی بجائے مزید تشنہ ہے ۔

سانسوں کی تنگی اور ہونٹوں ہر ہوتی جلن پر وہ سسک اٹھی تھی اپنے بے جان ہوتے وجود کو حرکت دیتی وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے سینے پر دباؤ ڈالتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

جس پر وہ خود پر ضبط کے پہرے بیٹھتا اس سے دور ہوا تھا وہ پری رخ سرخ رنگ چہرہ لیے نڈھال سی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی ۔

وجدان شاہ نے آنکھیں لودینے لگیں تھی چھوٹی سی پیشانی پر ہنکی میں بھی ننھی ننھی شبنمی بوندیں، سرخ و سفید رنگ، گلال چھلکاتے رخسار عارضوں پر جھکیں مرتگان کی گھنیری لرزتی جھالر، چھوٹی سی ناک بھی سرخ ہو رہی تھی سب سے قیامت خیز وہ خوبصورت خم لیے لب ۔

جن سے وہ جتنا بھی سیراب ہو لیتا تشنگی بڑھتی ہی جاتی تھی ۔

اور لبوں کے عین نیچے وہ شریر سا تل جو ہمیشہ اسے بہکانے کا سامان کرتا تھا وہ جھکتا پوری شدت سے اس پر اپنا دہکتا لمس چھوڑ گیا ۔

وہ جو پہلے ہی بمشکل سانس لے رہی تھی اس کی اس جان لیوا حرکت پر سانس رہ گئی ۔

وجدان شاہ مزید بے ایمانی پر اترتا بار بار اس کے تل پر ظلم ڈھاتا اسے پور پور سلگانے لگا۔

دل جیسے کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا جان جیسے طوفاں کے ذر میں تھی ۔

"شش۔۔۔۔شاہ سائیں پلیز"

وہ اپنے دل کی حالت سے گھبراتی رو دینے کو تھی۔کانچ سی آنکھیں نم ہونے لگی تھی ۔

وہ اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں کی نمی اپنے لبوں سے جزب کرتا اس کی مٹھیوں سے اپنی شرٹ نکالتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا جیسے دیکھ وہ مرنے کو ہوئی تھی ۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔پلیز سائیں پلیز"

وہ ملتجی لہجے میں روندھی آواز میں بولتی نفی میں سر ہلانے لگی ۔

وہ تو اس کی ذرہ سی شدتوں پر مرنے کو ہو رہی تھی کیسے برداشت کر پائے کی وہ اس کی جنونیت کو ۔

"شش۔۔۔۔میرے چاند، میرے جان سائیں۔آپ کو مکمل کرتے۔آپ کے دل کے سارے ڈر سارے خوف وحدشے خود میں جزب کر لینا چاہتا ہوں۔ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وجدان شاہ ازل سے ابد تک بس چاند کا تھا، ہے اور رہے گا"

وہ اس کی پیشانی سے بال سمیٹتے ہاتھ پیچھے کو لے جاتا اس کا جوڑا کھول کر اس کی سیاہ گھٹاؤں کو تکیے پر بکھرتا اس چاند سے مکھڑے والی پری کو بغور دیکھنے لگا جو اس کے وجود میں سانس بن کر دوڑتی تھی ۔

اس کا سرخ سپید کسرتی وجود، سیکس پیکس بائیس پس والے آہنی بازو وہ بے شک ایک وجہہ مرد تھا ۔

چاند کے خلق میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی ۔

"میرا یقین رکھیں ہماری محبت پر اب کسی کا برا سایہ تک پڑنے نہیں دوں گا"

وہ اس کے شانے سے فراک سرکاتا جا بجا اپنا لمس چھوڑتا محبت و الفت سے بوجھل لہجے میں گویا ہوا تھا۔ چاند کی سانسیں بری طرح سے سینے میں الجھیں تھیں ۔

"مم۔۔۔۔مجھے ڈڈ۔۔۔۔ڈر لگتا ہے"

وہ بمشکل لرزتی بولی تھی اس کا دہکتا لمس جیسے اس کی جان نکالنے کو تھا ۔

"اپنے سارے ڈر اپنے سائیں کو دے دیں جان سائیں"

وہ ہنوز بوجھل لہجے میں اسے اوپر کو کرتا اس کی فراک کی زپ کو کھینچتے بولا تھا چاند کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں اس کی ہاتھ کی حرکت پر ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا وہ نفی میں سر ہلاتی اسے خود سے دور کرنے لگی آواز جیسے خلق میں ہی ناپید ہو گئی تھی ۔

وہ بے رحم بنتا اس کے دل کے مقام پر جھکتا وہاں اپنا بے قرار لمس چھوڑنے لگا جو بے انتہا جنونیت لیے ہوئے تھا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی جو اپنی منمایاں کرتا اس کی سانسیں کھینچ رہا تھا ۔

"مم۔۔۔۔مجھے کک۔۔۔کچھ ہو جائے گگ۔۔۔گا پلیز"

وہ اس کی گردن پر ناخن گھاڑتی بے بسی و خوف سے کانپتے بمشکل بولی تھی پر وہ تو جیسے سننا ہی نہیں چاہتا تھا ۔

"آئی لو یو میرے چاند۔۔۔۔آئی لو یو سو مچ"

وہ اس کے شانوں سے فراک سرکاتا جا بجا اپنا لمس چھوڑتے مدہوشی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

"یو آر ڈیم ہاٹ میرے چاند"

وہ جنونیت سے اس کے وجود کو سلگاتے اس کی سانسوں کو اتھل پتھل کرتے بے باکی سے تکتے بولا تھا ۔

وہ سر تا پیر ناخنوں تک سرپڑتی رخ موڑتی تکیے میں منہ چھپا گئی ۔

★★★★★

حسن کو چاند جوانی کو کنول کہتے ہیں

ان کی صورت نظر آئے تو غزل کہتے ہیں

اف وہ مرمر سے تراشا ہوا شفاف بدن

دیکھنے والے اسے تاج محل کہتے ہیں

وہ ترے حسن کی قیمت سے نہیں ہیں واقف

پنکھڑی کو جو ترے لب کا بدل کہتے ہیں

پڑ گئی پاؤں میں تقدیر کی زنجیر تو کیا

ہم تو اس کو بھی تری زلف کا بل کہتے ہیں

وہ اس کی کھلی فراک سے چھلکتی دودھیا کمر کو دیکھتا اس پر جھکتا سرگوشی میں غزل کہتا اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا ۔

وہ انگلی سے اس کی کمر کے پیچ و خم ماپتا آج جیسے اسے کہیں کا چھوڑنے والا نہیں تھا ۔جان تو تب نکلی جب اس ظالم کا سلگتا بے باک لمس اپنی کمر پر محسوس ہوا ۔

وہ پوری شدت سے اپنا لمس اس کے پور پور پر چھوڑتا اسے پاگل کرنے لگا تھا۔جو اس کے چاندنی سے روپ میں مگن آج خود کو بھی بھول جانا چاہتا تھا ۔

وہ برداشت نہ کر پاتی وآپس کو مڑتی اس کے سینے میں سر چھپائے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ جیسے میلوں کا سفر طے کر لے آئی ہو ۔

تنگ آغوش میں آباد کروں گا تجھ کو

ہوں بہت شاد کہ ناشاد کروں گا تجھ کو

فکر ایجاد میں گم ہوں مجھے غافل نہ سمجھ

اپنے انداز پر ایجاد کروں گا تجھ کو

نشہ ہے راہ کی دوری کا کہ ہم راہ ہے تو

جانے کس شہر میں آباد کروں گا تجھ کو

میری بانہوں میں بہکنے کی سزا بھی سن لے

اب بہت دیر میں آزاد کروں گا تجھ کو

میں کہ رہتا ہوں بصد ناز گریزاں تجھ سے

ہم نہ ہو گا تو بہت یاد کروں گے ہم کو

وہ مجنو بانہ سر گوشی اس کی سماعت میں کرتا چاند کا چہرہ اپنے سامنے کر گیا جس کی سرمئی کانچ سی آنکھوں میں خمار کی سرخیاں ابھرنے لگیں تھیں جو اسی کی مرہون منت تھا ۔

وہ مسرور ہوا تھا۔ تبھی وائس کمانڈ سے روم کی ساری لائٹس آف کیں تھیں ۔بس ایک ہلکی سی روشنی باقی تھی روم میں ۔

"شش۔۔۔شاہ سائیں"

وہ خوف سے اس کے شانوں کو دبوچ لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"شاہ سائیں کے چاند"

وہ پھر سے اس کی گردن پر جھکا تھا وہ آنکھیں میچتی اس کا سلگتا لمس محسوس کرنے لگی کیونکہ اب راہ فرار ممکن نہ رہی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے چھوڑیے گا مت"

وہ اب بھی خوف ذرہ تھی ۔

"کبھی نہیں"

وہ جنون و وارفتگی سے بولتا اس کے سارے ڈر سارے خوف اپنے لبوں پر سمیٹنے لگا تھا ۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی خود کو اپنے محرم عشق کے حوالے کر گئی ۔

جو اس کی زندگی تھا۔ ہوائیں بھی اس پاکیزہ ملن پر جھوم رہیں تھیں ۔

★★★★★

زوار شاہ نے رابعہ بیگم کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا لیکن کسی کو بھی اس بارے میں بتانے سے منع کیا تھا ۔

رابعہ بیگم نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا بہت مشکل سے زوار شاہ نے انھیں سنبھالا تھا۔

اگر ان کی بیٹی کے ساتھ کچھ برا ہو جاتا تو وہ کیا کرتیں یہ سوچ ہی انھیں دہلا رہی تھی ۔

سب کوانھوں نے نور کے سر درد کا بہانا بنا دیا تھا۔ زمان ملک متفکر ہوئے تھے ان کی شہزادی میں ان کی جان تھی جیسے بہت دعاؤں کے بعد انھوں نے پایا تھا ۔

زوار شاہ رابعہ بیگم سے نور کا خیال رکھنے کا کہہ کر اپنے حفیہ فلیٹ میں آیا تھا۔ جو گاؤں کے باہر ایک ایسی جگہ واقع تھا جہاں کسی کا بھی آنا جانا نہ تھا اور بہت کم لوگ اس بارے جانتے تھے ۔

"ہاں حدید کیا رپیوٹ ہے"

وہ اپنی جیکٹ اتار کر صوفے پر اچھالتا ٹارچر سیل کی جانب بڑھا تھا جو انڈر گراؤنڈ تھا ۔

"سالا ڈھیٹ مٹی تھا بہت، پر اپنے کو جانتا نہیں تھا کمینے کو بجا بجا پر آدھا سچ تو اگلوا ہی لیا

حدید خان نے"

وہ اپنے مخصوص انداز میں بولتا زوار شاہ کے ساتھ ہی چل رہا تھا ۔

"گڈ باقی کا بھی اگلے گا"

وہ سنجیدگی سے کہتا سیل کھولتا اندر آیا جہاں حدید خان نے اسے الٹا لٹکا رکھا تھا ۔

اور اس کی حالت سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ حدید خان نے اچھا خاصہ ہاتھ صاف کیا تھا اس پر ۔

"ہوش دلاؤ اسے"

وہ ٹیبل پر رکھے باکس سے ایک تیز دھار خنجر اٹھاتا حدید خان نے بولا تھا ۔

جس پر وہ پھرتی سے عمل کرتا پانی کی بالٹی بھر کر کے آیا اور اٹھاتے اس کے منہ پر انڈیل دی ۔

یخ بستہ پانی پڑتے ہی پروفیسر جمال کے حواس جھنجھلا اٹھے۔ وہ ہوش میں آتے ہی ہراساں ہوتے چلایا تھا ۔

"ابے چپ کر سالا نوٹنکی کیا کان کے پردے پھاڑے گا اب"

حدید خان اس کے چلانے پر اسے تھپڑ رسید کرتے بھنایا سا بولا تھا۔ جس پر وہ فوراً سے چپ ہوا تھا کیونکہ پہلے ہی وہ بہت مار کھا چکا تھا اس پاگل انسان سے ۔۔

"تو پروفیسر جمال کیسے ہو"

زوار شاہ اپنے بازو فولڈ کرتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ زوار شاہ کو دیکھ جمال کے گلے میں گلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی ۔

"میری بیوی پر بری نظر ڈالی تم نے۔ جانتے ہو زوار شاہ اس پر تو بری نظر برداشت نہ کرے تم نے اسے چھونا چاہا"

وہ اس کے بالوں سے پکڑتا اس کی گال پر خنجر چلاتا تنے جبڑوں کے ساتھ طیش سے بولا تھا ۔

وہ درد سے چلایا تھا ۔

"وہ دل ہے زوار شاہ کا اور تو نے میرے دل کو نوچنے کی کوشش کی"

وہ وہ اس کی ایک آنکھ میں چاکو گھاڑتے چلایا تھا۔وہ کٹے بکرے کی مانند چنگاڑا تھا ۔

"آہہ۔۔۔ چھچھ۔۔۔ چھوڑدد۔۔دو"

وہ درد سے مرنے کو ہو رہا تھا۔پر وہ بنا رحم کیے اس کے سینے پر خنجر سے کاٹس لگائے جا رہا تھا ۔

"حدید خان کھولو اسے"

وہ سرخ رنگ آنکھوں سے جمال کے خون سے لت پت وجود کو دیکھتا تحکم بھرے انداز میں بولا تھا جس پر وہ تیزی سے عمل کرتا چاقو سے رسی کاٹ گیا اور جمال کا وجود زمین بوس ہوا تھا ۔

"آپس سوری کمینے بھیا لگی تو نہیں"

وہ بڑی معصومیت سے بولا تھا۔زوار شاہ نے خونخوار نظروں سے اس نوٹنکی کو دیکھا تھا ۔

"تمہیں جینے کا کوئی حق نہیں جمال تم بھی ان لڑکیوں کے پاس جاؤں جو تمھاری وجہ سے مری ہیں۔ وہ انتظار میں ہیں تم سے حساب لینے کو"

وہ اس کی شہ رگ پر چاکور کھنا اس سے پہلے کے کاٹتا حدید خان کی آواز پر رکھا تھا

"ہائے میں مر گیا سررررر"

حدید خان سر پر ہاتھ مارتا بولا تھا ۔

"حدید کیا تکلیف ہے تمھیں ابھی بول دو اس سے پہلے تمھاری دور کر دیتا ہوں ۔"

وہ شدید عاجز آیا تھا اس کی نوٹنکی سے ۔

"سر وہ میں نے اس پانی میں وہ جادوئی کیمیکل ملا دیا تھا جس سے انسان قطرہ قطرہ گھلنے سڑنے لگتا ہے اور پھر آخر میں اس کی اندورنی سارے باڈی پاٹس جل کیا گھل جاتے ہیں۔ بیڑا غرق"

وہ جمال کے سر بیٹھتا مصنوعی افسردگی سے بولا تھا ۔

جمال جو پہلے ہی مرنے کے ڈر سے پھڑ پھڑا رہا تھا اس سنکی انسان کی بات سنتا سانسیں روک گیا ۔

یعنی جو پچھلے دس منٹ سے اسے اپنے وجود میں جھلن ہو رہی تھی وہ کوئی عام نہیں تھی ۔

زوار شاہ کے لب خطرناک تیور لیے مسکرائے تھے ۔

"مم۔۔مجھے بب۔۔بچالو۔۔۔خ۔۔۔خدا کے لیے"

وہ ایک آنکھوں سے ان کی جانب دیکھتا ہاتھ جوڑتا التجائیں کرنے لگا ۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ تمھیں بچالوں جمال۔۔۔ تمھیں۔۔وہ معصوم بھی تم سے ایسے ہی التجائیں کرتی ہوں گی ایسے ہی رحم کی بھیک مانگتی ہوں گی۔۔۔ کیا تو وہ رحم کرتا تھا ان پر"

وہ طیش سے غراتا اس کے شانے میں خنجر گاڑ گیا۔وہ درد کے مارے چلایا تھا ۔

"مم۔۔۔ معاف کردد۔۔۔دو مجھے چھوڑ دو"..

وہ درد سے چلاتا روتے ہوئے بولا تھا زوار شاہ نے نفرت سے اس کے غلیظ وجود کو دیکھا تھا اور ٹھاکر رسید کرتے وہاں سے نکلا تھا ۔

"جب یہ مر جائے تو کتوں کو اس کا گوشت ڈال دینا"

وہ نفرت سے بولتا وہاں سے نکل گیا تھا ۔

★★★★★

وجدان شاہ کی آنکھ کھلی تو پہلا خیال ہی اپنے سینے میں چھپے اس چھوٹے سے وجود کی جانب گیا تھا جو اس کی بانہوں میں دبکی محو خواب تھی ۔

وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا ایک نظر تکیے اور اس کے سینے پر بکھرے سیاہ گیسوں کی جانب ڈالتے سر جھکا کر اس چاند پری کو دیکھنے کی کوشش کی تھی جو اس کے سینے کے بالوں کو مٹھی میں دبوچے سکون سے سو رہی تھی ۔

چاند سے چہرے کو سیاہ زلفوں نے چھپا رکھا تھا وجدان شاہ کا دل بے چین ہوا تھا

۔

وہ نرمی سے اس کے چہرے سے ان سیاہ گھٹاؤں کو ہٹاتا اس چاند کو اپنے سامنے روشن کر گیا جو وجدان شاہ کی آنکھوں کا نور تھا ۔

سپید رنگت میں اب بھی گلال گھلا ہوا تھا پھولے پھولے سے گال سرخ رنگ ہو رہے تھے اس کی شدتوں سے بے حال وہ نازک لب جس کی سرخیاں اسے بری طرح سے بہکا دیتیں تھیں ۔

"کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے

اور سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے"

وہ اس کی چھوٹی سی ناک پر لب رکھتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔ دل مسروریت سے بھرا ہوا تھا جیسے وہ ایک دنیا فتح کر آیا ہو ۔

"میرے چاند تھینک یو سو مچ اپنے سائیں اتنی خوبصورت صبح دینے کے لیے"

وہ مخمور نظروں سے اس کے دلکش چہرے کو دیکھتا اس کے چھپ کر دیکھتے قاتل تل کو اپنی انگلی سے رپ کرتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"آپ کی سانسوں کی خوشبو نے وجدان شاہ کی روح تک معطر کر دیا ہے میرے چاند۔۔۔آپ تو آتشِ دیوانگی بن گئی ہیں وجدان شاہ کی ۔"

وہ دیوانگی و وارفتگی سے بولتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا۔چاند جو کہ اس کی سرگوشیوں پر ہی بیدار ہو چکی تھی اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

دل بری طرح سے کپکپایا تھا۔وجدان شاہ ٹھوڑی پر اس کے قاتل تل تک سفر کرتا اس کے لرزتے لبوں کی جانب آیا تھا ۔

جن کی لرزش اس نازک سی پری وش کے جاگنے کا پتا دے رہی تھی۔ وہ متبسم دھڑکنوں کے ساتھ ان کی لرزش اپنے لبوں پر سمیٹ گیا ۔

وہ چھوٹی سی پری جو پہلے ہی اس کی شدتوں پر نڈھال سی تھی سختی سے آنکھیں میچتی اس کی گردن میں ناخن گاڑ گئی ۔

وہ بے رحم شہزادہ مزید بے رحمی پر اترتا اسے اپنے ظالمانہ لمس سے تڑپنے پر مجبور کر گیا ۔

چاند کو اپنے وجود میں برقی لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں دھڑکنوں میں جیسے بوچھال آگیا تھا ۔

وہ پوری شدت سے خود کو سیراب کرتا اس کی سانسوں کی خوشبو چراتا اسے بے جان کرنے لگا تھا وہ بے بس کی سوائے برداشت کے کچھ نہیں کر سکتی تھیں ۔

رکتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جلن پر آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرنے لگے تھے جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اس کے چھوٹے سے وجود کو اپنے سینے سے لگاتا اس کی پشت سہلانے لگا جو اپنی بکھرتی سانسوں کو سمیٹتے نڈھال ہو رہی تھی ۔

کچھ ہی دیر میں اسے سنبھالتے دیکھ وہ اس کے سیاہ بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چاند چہرہ اپنے سامنے کر گیا ۔

وہ حیا سے آنکھیں میچ گئی دل میں جیسے طوفاں بھر پا تھا۔ شرم سے وجود جیسے ٹوٹ رہا تھا ۔

چہرے پر بکھرا حیا کا گلال وجود شاہ کے حواس معطل کر رہا تھا ۔

"میرے چاند میری طرف دیکھے نہ"

وہ جیسے التجا کر رہا تھا۔ پر وہ اتنی ہمت کہاں سے لاتی۔ تبھی نفی میں سر ہلایا تھا ۔

"پلیز میرے چاند۔۔۔ آپ کے سائیں کو اپکی خوبصورت آنکھوں میں اپنی قربت کی خماری کے دلکش رنگ دیکھنے ہیں ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا مکمل اسے اپنی قید میں لیے فرمائشی انداز میں گھمبیرتا سے بولا تھا ۔

اس کی فرمائش پر چاند کا ننھا سا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ سائیں"

وہ سختی سے آنکھیں میچتے ملتجی لہجے میں بمشکل بولی تھی۔

"شش۔۔۔مجھے کچھ نہیں سننا میرے چاند اوپن یوائز ۔۔"

وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھتا ختمی لہجے میں ضدی انداز میں بولا تھا۔ پر چاند ہمت کہاں سے لاتی ۔

وجدان شاہ اسے آنکھیں کھولتا نہ دیکھ اسے تکیے پر ڈالتا اس کی گردن پر جھکا تھا پوری شدت سے اپنا سلگتا لمس چھوڑتا وہ اسے پور پور جلا گیا ۔

وہ جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے پاگل کرنے لگا تھا۔ چاند کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا۔ سانسیں اتھل پتھل ہو رہیں تھیں ۔

"سس۔۔ سائیں۔۔ چھوڑیں۔۔ پلیز"

وہ بری طرح سے کپکپاتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"آنکھیں کھولیں میرے چاند پلیز"

وہ اس کی آنکھوں پر اپنے لمس کا جادو جگائیں مدہوش لہجے میں بولا تھا۔ شہد رنگ آنکھوں میں محبت و جنونیت کا ایک جہاں آباد کیے وہ دل میں تشنگی لیے اسے تک رہا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے کچھ ہو جائے گا سائیں"

وہ لرزتے لہجے میں بمشکل بولی تھی ۔

"اگر نہیں دیکھا تو آپ کے سائیں کو کچھ ہو جائے گا میرے چاند"

وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔ کوئی چارہ نہ پاتے وہ بمشکل آنکھیں کھول گئی پر نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں ۔

پلیز میرے چاند"

وہ بے چین ہوا تھا اب۔ وہ اپنا دل مظبوط کرتی دھیرے سے اپنی مرتگان کی گھنیری باڑ اٹھاتی وجدان شاہ کی جانب دیکھ گئی ۔

سرمئی کانچ سی سرخیاں بکھرتی آنکھیں وجدان شاہ کی شہد رنگ خمار الودہ جزبات سے بھرپور آنکھوں سے ٹکرائی تھی ۔

وجدان شاہ تو پہلے ہی گرویدہ تھا اس سرمئی نینوں گا آج پور پور گھائل ہوا تھا ان کے قاتل واروں سے ۔

جن میں اس کی دلنشین قربت کی سرخیاں اور حیا کا خمار بہتا اسے بے خود کرنے لگا تھا ۔

چاند اس کی لودیتی آنکھوں سے پھوٹتی دیوانگی و وارفتگی کی کرنوں سے گھبراتی پلکیں واپس گر گئی ۔

"بے شک آپ ساحرہ ہیں چاند وجدان شاہ۔ جس نے ایک بنجارے کا دل اپنی ان حسین زلفوں سے باندھ لیا ہے۔ میرے چاند آپ میرے دل کی ملکہ ٹھہریں"...

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا محبت و عقیدت سے بولا تھا۔ چاند کی آنکھوں میں نمی ابھری تھی ۔

میں آج سے اپنے دل کی ہر دھڑکن کو آپ کی سانسوں کا پابند کرتا ہوں"

وہ اس کا نازک سا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھتا محبت والفت سے گویا ہوا تھا ۔چاند اس ساحر کو دیکھے گئ ۔

جس نے اسے کیا سے کیا بنا دیا تھا ۔

ایک باندھی سے وجدان شاہ کے دل ملکہ بن گئی تھی وہ ۔

"محبتوں کا حساب مشکل ہوتا ہے میرے چاند۔۔پر کاش کے میرے پاس کوئی پیمانہ یوتا اور آپ جان سکتیں کہ کتنا چاہتا ہے یہ دیوانہ آپ کو ۔۔۔"

وہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی چومتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا ۔

"کک۔۔۔ کبھی چھوڑیں گے نہیں نہ"

وہ اس یونانی دیوتا سے حسن رکھتے شہزادے کو تکتی سہمی سی نم آواز میں دریافت کر رہی تھی ۔

" کبھی نہیں میرے چاند۔۔۔یہ ڈر نکال دیں اپنے دل سے خدارا آپ کے خدشات آپ کے ڈر وجدان شاہ کا دل جلاتے ہیں۔۔۔۔میرے سکون "

وہ اس کے گلابی رخسار پر لب رکھتے اپنے سینے سے سمیٹتے کرب آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

"آپ مم۔۔۔میرا سب کک۔۔۔کچھ ہیں سائیں"..

وہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتے کپکپاتے لہجے میں بھرائی آواز میں بولی تھی

۔

وجدان شاہ اس کے خوبصورت سے اظہار کر اندر تک سرشار ہوتا اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کے بالائی لب کو اس دلکش اظہار کا انعام دینے کو جھکا تھا اور پر شدت انداز میں ایک جان لیوا سی گستاخی کرتا اس کی سانسیں روک گیا ۔

وہ آنکھیں موند تیں تڑپ کر اس کے شانوں کو تھام گئی۔ وہ ان نازک سی پنکھڑیوں کی سلوٹوں کو سنوارتا مدہوشی کے سمندر میں ڈوبنے لگا تھا ۔

جس پر وہ نازک جان بے جان ہوتی اس کی بانہوں میں بکھرنے لگی تھی۔ رکتی سانسوں کے تسلسل پر وہ بن آب کی مچھلی کی مانند پھڑ پھڑائی تھی جس ہر وہ رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکا گیا ۔

وہ نازک جان گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسوں کو سنوارنے کی تگ ودو کرنے لگی۔ وہ خمار آلودہ نظروں سے اس کا مہکتا دلکش وجود دیکھتا پھر سے بہکنے لگا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے"

وہ اسے پھر سے جھکتا دیکھ الجھی سانسوں کے درمیان بمشکل بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے بمشکل خود پر ضبط کرتے اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں خماری کی سرخیاں دیکھ چاند کا پورا وجود جھرجھری لے اٹھا ۔

کتنی مشکل میں ڈالا تھا اس شخص نے اسے اور اب پھر سے وہ اس کے حواس ٹھکانے لگانے کو تیار تھا۔اسے سچ میں بہت بھوک لگی تھی ۔

"بہت غلط ٹائم ہر آپ کو بھوک لگ گئی یار۔ چلیں کوئی بات نہیں پہلے آپ کی بھوک کا انتظام کرتے ہیں پھر میری بھوک کے بارے میں ذرہ تفصیل سے بات کریں گے بلکل عملاً پر فارم کریں گے "

وہ اپنے جذبات دباتا ساتھ ساتھ اسے اپنے خطرناک ارادوں سے بھی آگاہ کر گیا

۔

چاند کی جان پر بنی تھی جو اس جن کے چُنگل میں بری طرح سے پھنس چکی تھی ۔

★★★★★

زوار شاہ رات کے قریباً دو بجے حویلی داخل ہوا تھا اس کا ارادہ پہلے نور کے روم میں جا کر اسے چیک کرنے کا تھا ۔

وہ سکون سے اس کے روم کی جانب بڑھا تھا آہستہ سے دروازہ کھولتے وہ نور کے روم میں داخل ہوا تھا جہاں وہ معصوم سی پری کروٹ کے بل سو رہی تھی ۔

پر اس کے روم کی لائٹ آن تھی ۔

وہ سبک روی سے اس کی جانب بڑھا تھا جس اس کی زندگی کا کل سرمایہ تھا کوئی اس کی جانب بری نظر سے دیکھتا تھا تو اس کے وجود میں آگ لگ جاتی تھی ۔

وہ اس کی جنونیت تھی دیوانگی تھی ۔

وہ اس کے پہلو میں دراز ہوتا اس کا نازک سا وجود اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

یقیناً صبح تک اس کا نشہ اتر جانا تھا یہ اچھا تھا کہ وہ سو رہی تھی ۔

"میرا معصوم سا گڈا"

وہ اس کے پھولے پھولے کشمیر سیب سے رخساروں کو اپنے لبوں سے چھوتا خمار الودہ نظروں سے دیکھتا بولا تھا۔

"میرے دل زوار شاہ پاگل ہو رہا ہے اب تو آپ کے لیے۔۔۔مجھے تو ہوا سے بھی بیر ہونے لگا ہے جو آپ ہو چھوتی ہیں۔آپ تو بس میری ہیں پھر یہ کیوں مہکتی ہیں آپ کے لمس سے"

وہ اس کے شہد رنگ بالوں کو اس کے چہرے سے ہٹاتا اس کے چہرے کے کناروں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑنے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا ۔

وہ معصوم سی پری کسمسائی تھی اس جنونی انسان کی دہکتی کرب اور سلگتے لمس پر ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"میرے دل میری جان آئی لو یو یار"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کی مہک جو اپنے اندر اتارتا محبت و الفت سے گویا ہوا تھا ۔

"جلدی سے اپنے شاہ کے پاس آجائیں اب گزارا ممکن نہیں ہے آپ کے بنا میری جان"

وہ اس کی کالر بون پر جھکتا بے حد نرمی سے اپنا لمس چھوڑتے سرگوشی میں اپنا حالَ دل سنا رہا تھا ۔

وہ اپنے تشنہ دل کو سیراب کرتا اسے دیوانہ وار اپنے لمس سے مہکاتا مدہوش ہو رہا تھا ۔

دل تڑپ رہا تھا اس نازک سے وجود کو خود میں جزب کرنے کو تبھی وہ خود سے خوف زدہ ہوتا ایکدم سے اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا بنی اس کی جانب دیکھے اس پر کمفرٹر ڈالتا اس کے روم سے نکل گیا ۔

"شاہ۔۔۔"

وہ نازک سی جان غنودگی میں بڑبڑائی تھی پر وہ جا چکا تھا ۔

★★★★★

"کیپٹن آپ اتنے بے رحم کیسے ہو سکتے ہیں۔۔ووو۔۔۔وہ انسان تھا"

جب سے اس نے حدید کو جمال کے ہاتھ پاؤں اس کے وجود سے الگ کرتے دیکھا تھا وہ اس کی سفاکی پر مسلسل رو رہی تھی ۔

"انا یوسف میں اس وقت شدید پک چکا ہوں آپ کے رونے سے تو اب اپنی رونی صورت لے کر گم ہو جائیں۔۔"

وہ بے زاریت سے بولا تھا۔ وہ ایک بہادر آفیسر تھی پر ایسے حالات میں وہ ایک کمزور اور نازک سی لڑکی بن جاتی تھی ۔

"آپ برے ہیں کیپٹن ۔۔۔"

وہ نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی بولی تھی حدید نے طیش سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اسے اس وقت زہر سے بھی زیادہ بری لگ رہی تھی ۔

وہ جارہانہ انداز میں اس کی جانب بڑھتا ایک جھٹکے میں اس کی نازک سی کمر ہو دبوچتا اپنے سینے سے لگا گیا ۔

"ہاں میں برا ہو اور آپ کے لیے تو بے انتہا برا ہوں انایوسف بی کاز آئی ہیٹ یو ڈیم اٹ گرل۔۔"

وہ دھیمے لہجے میں غرایا تھا انایوسف نے سہمی نظروں سے اس سفاک انسان کو دیکھا تھا۔جو کبھی اس پر رحم نہیں کھاتا تھا ۔

"مم۔۔۔میرے ساتھ ایسا کک۔۔۔کیوں کرتے ہیں"

وہ سسکتی جواب طلب کر رہی تھی ۔

سرخ و سفید رنگت میں سرخیاں گھلی ہوئیں تھیں رونے کی وجہ سے سبز آنکھیں خوف و ہراس لیے سرخ رنگ ہو رہیں تھیں ۔

بھرے بھرے عنابی لب بری طرح لرز رہے تھے۔حدید خان نے لب بھینچتے اس کے شولا جوالہ بکھرتے روپ کو دیکھا تھا ۔

وہ نازک جان قیامت تھی پر سامنے بھی حدید خان تھا جس کا دل ہمیشہ ہی پتھر رہا تھا اس نازک سی جان کے لیے ۔

"کیونکہ آپ قابلِ قبول نہیں ہیں حدید خان کو اپنی زندگی میں میری جان۔۔۔"

وہ اس کے ڈارک میرون بالوں کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ناگواری سے بولتا اس کی شہ رگ پر دانت گاڑ گیا۔وہ بری طرح سے سسکی تھی ۔

"پپ۔۔پلیز مجھے دد۔۔۔درد ہو رہا ہے"

وہ اسے مزید بے رحمی پر اترتا دیکھ روتے ہوئے مزاحمت کرتے بولی تھی پر اس کی آہنی گرفت سے نکلنا آسان کہاں تھا ۔

وہ جا بجا اپنے لمس کی سختیاں اور بے دردیاں اسے سونپتے اسے اذیتوں کے سپرد کر رہا تھا ۔

وہ اس کی بانہوں میں بے بسی سے روتی اب مزاحمت بھی نہیں کر رہی تھی جبکہ وہ جنونی انداز میں اس کے بیوٹی بون پر دانت گاڑتا اسے اس کے ناکردہ گناہ کی سزائیں دے رہا تھا ۔

"مجھے بھی بہت درد ہوتا ہے انا یوسف آپ کی موجودگی سے اس احساس سے کہ آپ میری ہیں۔۔۔میرا بس چلے تو آپ کو جان سے مار دوں۔۔۔"

وہ سر اٹھاتا اس کی ٹھوڑی کو دبوچتا عجیب جلتے بجھتے انداز میں بولا تھا ۔

"تت۔۔۔تو مار دیں نہ خان۔۔۔۔مار دیں نہ ایک ہی بار۔۔۔یہ زور روز مرا نہیں جاتا۔۔۔"

وہ اس آنسو بہاتی اس سے التجا کر رہی تھی۔حدید خان کے چہرے پر زیریلی سی مسکراہٹ بکھری تھی ۔

"اتنی آسانی سے تو موت بھی نہیں دوں گا تمھیں میری دشمن جان

۔۔۔ تمھیں تو پل پل مرنا ہے پوری عمر۔۔۔ حدید خان کی ظالمانہ گرفت میں

گھٹ گھٹ کر مرنا ہے۔۔۔ تل تل میرے نفرتِ جنون کو سہتے۔۔۔ آپ ابھی

سے تھک گئیں میری جان ۔۔"

وہ اس کی گردن پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتا سرسراتے لہجے میں بولا تھا وہ اس

ظالم جان کے دیے زخموں پر اس کی کھردری انگلیوں کا لمس پاتے بری طرح

سے سسکی تھی۔ جس ہر اب بے تحاشہ جلن ہو رہی تھی ۔

"خود کو مظبوط کیجیے کچھ انا یوسف"...

وہ اس کا رخسار سہلاتے تحکم بھرے انداز میں بولتا اسے اپنی گرفت سے آزاد

کرتا وہاں سے نکل گیا ۔

رات کے اس پہر وہ نا جانے کہاں جا رہا تھا ۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی بری طرح سے سسکی تھی ۔

نہ ملتا غم تو بربادی کے افسانے کہاں جاتے

اگر دنیا چمن ہوتی تو ویرانے کہاں جاتے

چلو اچھا ہوا اپنوں میں کوئی غیر تو نکلا

اگر ہوتے سبھی اپنے تو بیگانے کہاں جاتے

دعائیں دو محبت ہم نے مٹ کر تم کو سکھلائی

نہ جلتی شمع محفل میں تو پروانہ کہاں جاتے

تمہیں نے غم کی دولت دی بڑا احسان فرمایا

زمانے بھر کے آگے ہاتھ پھیلانے کہاں جاتے

★★★★★

وجدان شاہ نے دونوں کا ناشتہ روم میں ہی منگوالیا تھا ۔

ناشتے سے فارغ ہوتے وہ گلاس وال کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی جہاں وجدان شاہ بالکنی میں کھڑا کسی ضروری کال میں مصروف تھا ۔

خنک موسم میں بھی وہ اس وقت بس بلوٹراؤزر پہنے ساتھ وائٹ ویسٹ پہنے کھڑا تھا۔ جس سے اس کا کسرتی وجود نمایاں ہو رہا تھا ۔

سپید رنگت سرخ ہو رہی تھی۔ پیشانی پر بل ڈالے جس پر بکھری بھورے بالوں کی کچھ لٹیں۔ ستون ناک پر اس وقت غصہ تھا شاید وہ دوسری جانب انسان پر برہم تھا۔ تنے ہوئے جبڑے اور غصے سے کچھ کہتے وہ عنابی لب جنہیں دیکھ چاند کے لب بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

کتنی مشکل میں ڈالتا تھا اس نے ساحر نے ان کی دہکتی شدتوں سے ۔۔

پر اب وہ اس کا تھا پورے کا پورا بس اس کا تھا۔ چاند کے لب مسکرائے تھے۔ وہ مسکرائی تھی پورے دل سے اور پھر مسکراہٹ ہنسی میں بدلنے لگی تھی ۔

دل جھوم رہا تھا خوشی سے وہ خوشی سے پاگل ہوتی کھلکھائی تھی وجدان شاہ کی نظریں بے ساخت اس کی جانب گئیں تھیں اس پری کی کھلکھلاہٹیں سنتے ۔

وہ ساکن سا ہوا تھا دوسری جانب موجود شخص کچھ بول رہا تھا پر اسے تو کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

چاند کے علاؤہ جیسے ہر کسی کے لیے اس ساحر کی حسیں مفلوج ہو گئیں تھیں ۔

وہ کال کٹ کرتا موبائل جیب میں ڈالتا قدم قدم اس کی جانب بڑھا تھا ۔

اسے اپنے قریب آتے دیکھ وہ پری مسکراتی قدم قدم پیچھے کو چلنے لگی تھی جس پر وہ بے چین ہوتا پھرتی سے اسے تھامتا کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔۔

"میرے چاند میرے دلبر سائیں کیوں اپنے سائیں کی جان نکال رہی ہیں ۔۔۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں مدہوشی سے بولا تھا ۔

وہ اس کی ذرہ سی قربت پر گلال ہوتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے دھلکتی کسی ریشم کی مانند اس کی گرفت سے پھسلتی اس سے دور بھاگی تھی ۔

"میرے چاند اب کیا یوں تڑپائیں گی اپنے دیوانے کو"

وہ اسکے مہکتے دلکش وجود کو مخمور نظروں سے تکتا مجنوبانہ انداز میں بولا تھا ۔

"شاہ سائیں آپ کہیں نہ مجھے سے محبت کرتے ہیں ۔۔۔"

وہ اس کی جانب دیکھتی مدھم آواز میں بولی تھی۔لہجے میں ایک تشنگی سی تھی۔ وجدان شاہ کی آنکھوں لو دینے لگیں تھی ۔

"اتنی دور سے کہتے تشنگی سی رہتی ہے میرے چاند ذرہ قریب آئیں نہ"

وہ اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں میں تکتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔ چاند کو اپنی سانسیں بھاری ہوتی محسوس ہوئیں تھیں۔ اس کی آنکھوں میں جذبات کی طغیانی دیکھ ۔

پر وہ ہمت کرتی چلتی کچھ فاصلے پر رکی تھی ۔

"اب ۔۔"

مدھم سرگوشی میں جانا گیا تھا ۔

"کچھ اور قربت ہو تو لب کچھ کہیں میرے چاند"

وہ اس کے دلربائی وجود کو دیکھتا خمار الودہ لہجے میں بولتا صوفے پر دراز ہوا تھا ۔

چاند کو لگا وہ گر جائے گی۔ پاؤں بری طرح سے لرزے تھے۔ پر وہ ہمت ہارنا نہیں چاہتی تھی ۔

پر وہ دو قدم چلتی اس کے مزید قریب ہوئی ۔۔۔

"اب بس ۔۔۔"

وہ اس کے کچھ فاصلے پر رکھتی بمشکل بولی تھی۔ وجدان شاہ کی آنکھوں میں سرور کی سرخیاں بہتیں اسے ڈرا رہیں تھیں ۔

"دوریاں تشنگی کو ابھارتی ہیں میرے چاند۔۔۔اور تشنگی آتشِ دیوانگی کو، جو سہنا آپ کی نازک جان کے لیے سہل ہر گز نہیں ہو گا میری جاناں ۔۔"

وہ اسے ہنوز دوری بنائے رکھنے پر آنکھوں میں دیوانگی و وارفتگی لیے اسے تکتا مخمور لہجے میں بولتا اسے سہا گیا تھا ۔

"آپ۔۔۔ مم۔۔۔مجھے ڈرا نہیں سکتے ۔۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔اور یہ بھی سچ تھا دل بری طرح سے کپکپا رہا تھا ۔

"میں ایسا چاہتا بھی نہیں میرے چاند۔۔وجدان شاہ تو آپ کی بے انتہا پرستش کرنا چاہتا ہے۔قربت کے لمحے نصیب تو ہوں اس دیوانے کو ۔۔"

وہ ہنوز انداز میں اسے تکتا اسے اپنے لفظوں میں پور پور سلگاتا مائل ستم تھا ۔۔

وہ ہمت کرتی چاند قدم کے فاصلے کو دو قدم تک لاتی کبوتر کی مانند آنکھیں میچ گئی ۔

وجدان شاہ نے اس کی مشکل آسان کرتے ہاتھ بڑھا کر اس مومی وجود کو ایک جھٹکے میں کھینچتے اپنے سینے پر گرایا تھا ۔

وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ بھی خوف کے مارے چیختی کسی کٹی ہوئی ڈال کی مانند

اس کی بانہوں میں آسمائی ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

وہ سہمی سی اس کی بانہوں میں پکار بیٹھی تھی ۔

"جی سائیں کے سرکار ۔۔۔"

وہ اس کے لرزتے لبوں کے نیچے نظر آتے اس قاتل تل پر اپنا دہکتا لمس سہلاتا

مخمور لہجے میں بولا تھا وہ جی جان سے لرزی تھی اس کی جان لیوا گستاخی پر ۔۔

کچھ کہنے کو عنابی لبوں بری طرح سے لرزے تھے پر آواز جیسے خلق میں ہی ناپید ہو گئی تھی ۔

وجدان شاہ نے مسروریت سے اس کے انگوری لبوں پر لرزش کو نہارا تھا ۔

جو اس وقت اس کی محبت اور شدتوں سے نکھری بے انتہا حسین لگ رہی تھی ۔

برف سی رنگت میں گھلا گلال اسے اپیل کر رہا تھا ۔

"تو اظہار چاہتی ہیں میرے چاند ۔۔"

وہ اس کے بالائی لب پر بری طرح سے فدا تھا وہ اپنی تشنہ لبی کو دباتا اس کے دلفریب خم کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے مدھوش کن لہجے میں گویا ہوا تھا ۔

چاند کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آتا محسوس ہوا تھا ۔۔

سانسوں میں ایک بوچھال سا بھر پا تھا ۔

"سائیں ۔۔۔"

وہ اس کی ویسٹ کو مٹھیوں میں بھرتی اس کے سینے پر اس کے حصار میں بے بس پڑی بمشکل بولی تھی ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر، میرا عشق ہیں آپ میری جان۔۔۔وجدان شاہ کی وخشتوں کا قرار من۔۔خدا کی جانب سے ایک تحفہ ہیں میرے لیے۔"

وہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کستا اس کی پیشانی پر لب رکھتا جنون و وارفتگی سے بولا تھا۔نہ جانے کیوں اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں ۔

یہ اظہار اس کے لیے آب حیات سے کم نہیں تھا وہ۔اس کا دل چاہتا تھا وہ بار بار اظہار کرے اور وہ ہر بار خوشی سے کھکھلاتی جھومتی اس اظہار کا پوری دنیا کو بتائے کہ دیکھو ۔۔۔

چاند بد نصیب نہیں ہے اسے بھی کوئی چاہتا اس کا محرم اسے بے پناہ محبت کرتا ہے ۔وہ بھی محبتوں کی حق دار ہے ۔

وہ جو اس کے لیے چاند سا تھا۔۔۔اس بد نصیب نام کی خاک سی چاند نے اس چاند کو صرف چھوا ہی نہیں بلکہ پالیا تھا اپنا بنالیا تھا ہمیشہ کے لیے اور اب کو بس اس کا تھا ۔۔

"پھر کک۔۔۔ کہیں نہ شاہ سائیں ۔"

وہ اس کے رخسار پر اپنا مخروطی ہاتھ رکھتی لہجے میں تشنگی سموئے بولی تھی ۔

وجدان شاہ اس کا گلدازسا لمس اپنے گال پر پاتا مسرور ہوتا اس کا ہاتھ تھامتا اس کی ہتھیلی کو بے تحاشہ چوم گیا۔۔چاند کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اس کے دہکتے لمس پر

۔۔

"آئی لو یو جانِ سائیں۔۔۔میرے عشق کی انتہائی خوبصورت منزل ہیں آپ، میں دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان ہوں جس کے حصے میں چاند احمد کو لگا گیا

"۔۔

وہ محبت والفت کی نرماہٹ لہجے میں لیے بولتا اس کی بیوٹی بون پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اسے سلگانے لگا۔۔۔جو آنکھیں میچتی بنا کسی مزاحمت کے اس کا جنون و وارفتگی سہتی اسے شیر کر گئی تھی ۔

وہ اپنے باغی ہوتے جزبات کو بنا لگام ڈالے اس کی شہ رگ پر جا بجا لمس چھوڑتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی عنابی پنکھڑیوں ہر جھکا تھا جو کب سے اسے اپنے خم کی دلفریبی پر اسے بہکا رہیں تھی ۔۔

اس کی جنونیت پر وہ بری طرح سے مچلتی اس کی بانہوں میں چاند سی پری اس کے دہکتے لمس پر بے جان ہونے لگی تھی ۔

وہ جنونی ہوتا اسے یونہی اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔۔

خود کو خلا میں محسوس کرتی وہ سہمی تھی۔پر آنکھیں کھولنے کی ہمت کہاں تھی

۔۔۔

وہ نرمی سے اس کے پھولوں سے وجود کو بیڈ پر ڈالتا۔۔۔اس کی رکتی سانسوں پر رحم کھاتا اس کے وجود سے سکاف نکالتا ایک جانب پھنکتا اس کے نازک سے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے سینے پر ڈال گیا ۔۔

وہ بے جان سی ہوتی اس کے سینے پر گرتی اپنے بکھرے تنفس کو بحال کرنے لگی ۔۔

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے چاند سے چہرے سے بال ہٹاتے اس کی نم ہوتی کانچ سی سرمئی آنکھوں پر لب رکھتا اس کی سانسیں پھر سے اتھل پتھل کر گیا

۔۔

"آپ کتنی پیاری ہیں مجھے میری جان۔۔شاید لفظوں میں بتانا ممکن نہیں ہے ۔۔"

وہ اس کی شہ رگ کو سہلاتا محبت و عقیدت سے سر اٹھاتا وہاں بوسہ دیتا اس کی سانسیں کھینچ گیا ۔

"مم۔۔میں اتنی خ۔۔۔خوش نصیب تو نہ تھی سس۔۔۔سائیں۔۔پھر کیسے رحم۔۔۔آگیا مم۔۔۔میرے خدا کو مم۔۔۔مجھ پر ۔۔"

وہ لرزتے لہجے میں بولتی اب بھی بے یقینی سی تھی جیسے۔ وجدان شاہ اس کی احساس کمتری اچھے محسوس کر سکتا تھا ۔۔

وہ کیسے بتاتا اسے کہ وہ تو وجدان شاہ کے دل کی سلطنت کی ملکہ بھی کوئی معمولی انسان نہیں ۔۔

"مت کیا کریں ایسی باتیں، مت سوچہ کریں میرے چاند ایسا۔۔ آپ کوئی معمولی انسان نہیں ہیں۔ کاش کہ کوئی ایسی آنکھیں ہوتی جس سے آپ میرے دل میں جھنک سکتیں اور آپ کو یقین آتا کہ آپ اپنے سائیں کے لیے ان کے سکون کی پناہ گاہ ہیں ۔۔"

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے چہرے کے کناروں پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے ننھی سے دل کو اتھل پتھل کر گیا تھا ۔۔

وہ اس کے سینے سے اس کی ویسٹ دبوچتی اپنی بوجھل ہوتی آنکھیں موندے اس کے سلگتے لمس کی شدتوں کو برداشت کرنے لگی تھی ۔۔۔

"آپ کا نام میرے لیے کسی آب شفا سا ہے جب جب لیتا ہوں روح تک معطر ہو جاتا ہوں روح رواں ۔۔"

وہ ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر لب رکھتا اس کے دل نشین گلدازپن کو محسوس کرتا مخموریت سے گویا ہوا تھا ۔۔۔

وہ انگاروں پر سلگتی پور پور جل تھل تھی۔ پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

"آپ کو دیکھتا ہوں تو دل میں سکونیت سی طاری ہو جاتی ہے جس کی تلاش میں برسوں وجدان شاہ بھٹکا ہے ۔۔"

اس کے شانے سے شرٹ سرکاتا وہاں جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے طوفانوں کے زیر اثر کر رہا تھا ۔۔

"پپ۔۔۔پلیز سائیں۔۔بب۔۔۔بس ۔۔"

اس میں مزید سکت نہ تھی وہ اس کی عملاً محبت کی جنونیت سہہ سکتی تبھی ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔۔

"شش۔۔۔اب پیچھے ہٹنا ممکن نہیں میرے چاند۔۔اب خاموشی سے اپنے سائیں کو برداشت کریں ۔۔"

وہ اس کے عنابی لبوں کو سہلاتا اسے مزید نڈھال کرنے کو تیار تھا ۔

"لائٹس آف ۔۔"

وہ وائس کمانڈ میں بولتا چاند کی جان نکالنے لگا تھا۔ پورے کمرے میں مدھم سی روشنی بچی تھی جو گلاس وال کی مرن منت تھی۔ وہ نفی میں سر ہلاتی اسی میں چھپنے لگی تھی ۔

کلوز گلاس وال ۔۔۔"

گلاس وال کے بند ہونے کے ساتھ ساتھ کرٹنز بھی باہر سے آتی روشنی کو روک گئے۔ وہ بولتا کمانڈ کو سائڈ ٹیبل پر رکھ گیا ۔

"اتنا کیوں ڈر رہا ہے میرا چاند ۔۔"

وہ نرمی سے پوچھتا اپنی ویسٹ کو بھی اتار کر دور اچھالتا پاؤں سے دونوں پر بلینکٹ کھینچ گیا ۔۔

"سس۔۔۔سائیں صص۔۔۔ صبح ہو گگ۔۔۔گئی ہے ۔۔"

وہ بمشکل اس کے کسرتی وجود کو دیکھتی اپنا خلق تر کرتی گویا ہوئی تھی۔ جس کی بات پر وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا ۔۔

"آپ ہمیں دیکھیں نہ میرے چاند اس دن ورات کی گتنی کو رہنے دیجئے ۔۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے سہمے سہمے روپ کو دیکھتا گھمبیر تا سے بولا تھا۔۔ پھر نہ تو وہ کچھ بولنے کی ہمت کر پائی تھی نہ ہی وجدان شاہ نے اس کی نازک سی انگوری پنکھڑیوں کو محلت دی تھی ۔۔

★★★★★

زوار شاہ اس وقت ڈیرے پر تھا جب رابعہ بیگم نے اسے روتے ہوئے کال کی تھی کہ نور نے رو رو کر اپنا خشر کر لیا تھا۔ اور کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دے رہا تھی۔

دن کے دو بجے اس کی آنکھ کھلی تھی اور اس کے بعد جو اس نے اپنا خشر کیا تھا رابعہ بیگم دہل گئیں تھیں ۔۔

وہ ریش ڈرائیو کرتا حویلی پہنچا تھا ۔

"کیا ہوا ہے لڑکی کو ارے کیوں اتنا بھاول مچایا ہوا ہے بہو بیگم ۔"

شاہ بیگم مشکوک نظروں سے نور کو تکتیں دریافت کرنے لگیں جو بیڈ کے کونے پر سمٹی بیٹھی مسلسل آنسو بہا رہی تھی ۔

"امی بیگم وہ بخار ہو رہا ہے تو اس کی لیے ڈر گئی ہے ۔"

وہ بمشکل صفائی میں بولیں تھیں ۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹرنی کو بلاؤ۔اور اسے بولو ٹھیک کرے اسے جلدی ہماری اکلوتی پوتی ہے ۔"

وہ ایک نظر نور پر ڈالتیں رابعہ بیگم سے کہتیں وہاں سے نکل گئیں ۔۔

تبھی زوار شاہ کا ان سے آمنا سامنا ہوا تھا پر وہ انھیں نظر انداز کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ شاہ بیگم مٹھیاں بھینچ کر رہ گئیں ۔

ان کے دونوں پوتے ان کے ہاتھ سے نکل گئے تھے ۔۔

"زووی میرا بچہ ۔۔"

زوار شاہ کو دیکھتے رابعہ بیگم اس کے سینے سے لگی تھی ۔

"بس میری پیاری چھوٹی ماں روئیں نہیں ۔"

وہ ان کی پیشانی پر لب رکھتا انھیں خاموش کروانے لگا ۔

پھر نظریں جیسے ہی اپنے دل پر گئیں دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔ وہ سہمی سہمی سی نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گلابی رخساروں پر بکھر رہے تھے ۔۔

"چھوٹی ماں آپ جائیں نور کے لیے کچھ متوازن سی غذا بنا کر لائیں۔ آپ فکر نہیں کریں ابھی ٹھیک ہو جائے گا میرا دل ۔۔"

وہ نرمی سے بولا تھا جس پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتیں وہاں سے نکل گئیں ۔۔

"دد۔۔۔دور رہیں۔۔"

وہ زوار شاہ کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کپکپاتی ہوئی بمشکل بولی تھی۔پورے وجود میں وحشت سی بھرنے لگی تھی ۔

"مم۔۔۔میں نے کہا دد۔۔۔دور رہیں ۔"

وہ بیڈ سے اترتی اپنے بالوں کو مٹھی میں دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتا اسے خود میں بھینچ گیا ۔۔

"شش۔۔۔بس بس میرے دل ۔"

وہ نرمی سے اس کی مٹھیوں سے اس کے بال نکالتا محبت و ملائمت سے بولا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز دور ہو جج۔۔۔جائیں۔میں گگ۔۔۔گندی ہوں۔۔۔"

وہ اسے پرے دھکیلتی ہزیانتی انداز میں بولی تھی۔پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔زوار شاہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"خبر دار جو ایسی بات اپنے منہ سے نکالی تو زبان کھینچ لوں گا تمھاری نور ۔۔۔"

وہ اس کا منہ دبوچتا سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کا آنسوں سے تر چہرہ دیکھتا غرایا تھا۔وہ بری طرح سے کپکپائی تھی ۔

"میں جان نکال لوں گا تمھاری اگر ایسا سوچا بھی تو۔ زوار شاہ کے ہوتے اس کے دل کو کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ تو کیسے کیسے تم نے یہ بات اپنے منہ سے نکالی ۔"

وہ ہنوز اس کا منہ دبوچے جنونی ہوتا اس کے منہ پر غرایا تھا۔ نور کو اس ظالم کی آہنی انگلیاں اپنی جلد میں گھستی محسوس ہوئیں تھیں ۔۔

پر وہ خوف سے سسک بھی نہ سکی تھی۔ خوف سے ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ زوار شاہ نے خود پر ضبط کرتے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا ۔۔

وہ لرزتی بیڈ پر گر سی گئی تھی۔ زوار شاہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتا خود پر قابو پانے لگا تھا۔ گہرے گہرے سانس بھرتا وہ اپنے اندر کی کثافت کو باہر دھکیلنے لگا تھا ۔

ہوش آتے ہی احساس ہوا تھا کہ وہ کیا کر گیا تھا وہ پہلے ہی تکلیف میں تھی اور وہ اسے سنبھالنے کی بجائے مزید تکلیف دے گیا تھا ۔

وہ واپس مڑتا اپنے نورِ دل کو دیکھنے لگا جو گھٹنوں کے گرد اپنے بازو لپیٹتے بے آواز سسک رہی تھی بکھرے شہد رنگ بال رو رو کر دلکش نقوش سوجے سے تھے۔ خشک پڑتے لبوں، دونوں گالوں پر اس کی انگلیوں کے نشانات اس کی ویران سی حالت دیکھ زوار شاہ کو اپنے دل میں جگہ جگہ انی سی چبی محسوس ہو رہی تھی ۔۔

وہ اس کی جانب آیا تھا جس پر وہ خوفزدہ ہوتی بیڈ کے کراؤن سے جا لگی تھی ۔۔

"ہیے مائے ہاٹ ایم سوری ۔"

وہ اس کے خوفزدہ ہونے پر تڑپتا اسے شانوں سے تھامتا کھڑا کرتا اپنی مظبوط بانہوں میں بھر گیا۔ جس ہر وہ بکھرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"معاف کر دو میرے دل ۔"

وہ اس کے بالوں کو سہلاتا بار بار ان پر لب رکھتا ندامت بھرے لہجے میں بولا تھا

۔

"آپ جانتی ہیں نہ میری جان ہیں آپ دل ائنور زوار شاہ۔ پھر کیسے برداشت کروں آپ کے بارے میں کچھ بھی برا ۔"

وہ اس کا آنسو سے تر چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا کرب سے بولا تھا۔ وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے اب بھی روتی اس کا دل جلا رہی تھی ۔

وہ جھکتا اس کی آنکھوں کی ساری نمی اپنے لبوں میں سمیٹ گیا وہ سمٹی تھی اس کے پر شدت لمس پر ۔۔

پھر وہاں سے لب سرکتے اس کے رخسار پر آئے تھے جہاں اس کی انگلیوں کے نشان پڑھ چکے تھے اب وہ ایک ایک نشان پر اپنے لمس کا مرہم رکھ رہا تھا ۔

جس ہر وہ رونا بھولتی اب اس کے حصار میں اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھال رہی تھی ۔

وہ وہاں سے اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی پر لب رکھتا چہرے کے کناروں کو شدت سے چومتا دوسرے رخسار تک آیا تھا ۔

جابجا اپنا لمس چھوڑتے وہ مدہوش سا ہونے لگا تھا۔اس نازک سی جان جان زلزلوں کے ذر کیے وہ اپنی جنون خیزیوں میں مگن تھا ۔

تبھی ڈورناک ہوا تھا اور وہ دونوں فسوں خیز لمحوں سے نکلتے حقیقت کی دنیا میں آئے تھے ۔

نوری ڈورناک کرتی اجازت ملنے پر اندر آئی تھی۔تب تک زوار شاہ نور کو بیڈ پر بیٹھا چکا تھا ۔۔

"سائیں۔۔۔ بیگم صاحبہ زمان سائیں شہر سے آئیں ہیں ابھی تو وہ ان کو کھانا دے رہیں ہیں اس لیے انھیں نے مجھے بھیجا ہے۔"

اس سے پہلے نور کے کہے مطابق ڈائنو سار کوئی سوال کرتا وہ پہلے ہی آگاہ کرتی کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتی وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی ۔

"چلیں کھانا کھالیں ۔"

وہ نوالہ بنا کر اس کے سامنے کرتا نرمی سے بولا تھا جس پر وہ اسے اگنور کرتی ٹرے اپنی جانب کھینچتی خود ہی کھانے لگی تھی ۔

وہ لب بھینچ گیا کیونکہ اس کی نورِ دل ناراض ہو چکی تھی ۔

★★★★★

آج نور کالج نہیں آئی تھی تبھی وہ بور ہو گئی تھی ۔

وہ کینٹن میں آگئی صبح سے کچھ کھایا بھی نہیں تھا تبھی کچھ کھانے کا موڈ ہو رہا تھا کچھ ہی دیر میں پروفیسر خان کی کلاس تھی۔ جسے وہ مس نہیں کر سکتی تھیں ۔

تبھی سموسہ چاٹ لیتے وہ جلدی جلدی کھانے لگی تبھی صدف اور اس کا گینگ وہاں آدھمکا تھا ۔

وہ اپنے دوپٹہ درست کرتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ اور اپنے بیگ کو مٹھیوں میں دبوچے وہاں سے نکلنا چاہتی تھی تبھی صدف نے اس کا راستہ روکا تھا ۔

"او بھئی کہاں ۔۔"

وہ اس کے سامنے آتی آبرو اچکائے بولی تھی۔ وہ خوف زدہ ہوئی تھی ۔

"وہ تیری دوست کہاں ہے آج نظر نہیں آرہی ۔"

وہ اسے سرتاپاؤں گھورتی نور کے بارے میں دریافت کررہی تھی ۔

"وو۔۔۔وہ مم۔۔۔مجھے نہیں پتہ ۔"

وہ اپنے بیگ پر مٹھیاں کستی بمشکل بولی تھی ۔

"یہ وو۔۔وو کیا ہوتا ہے اب اگر ایک بھی بات پر ہکلائی نہ تو منہ یہاں پڑے ٹیبل دیکھ رہی ہے نہ آج تو ہی صاف کرے گی ۔"

وہ اس کے ہکلانے پر چڑتی دانت پیستے درشتی سے بولی تھی۔ایک تو آج زوار شاہ بھی کہیں نظر نہیں آیا تھا جس پر وہ سخت جھنجھلائی ہوئی تھی ۔

اور دوسرا یہ لڑکی اس کا دماغ خراب کر رہی تھی ۔

تیری دوست ہے نہ پھر پتہ کیوں نہیں رکھا اب تیری یہ سزا ہے آج ہم لوگ جو کھائیں گے اس کا بل تو دے گی ۔"

وہ کمینگی سے مسکراتی ہوئی بولی تھی۔ عروہ کی جان نکلی تھی۔وہ کہاں سے دیتی پیسے اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا ۔

آنکھیں نم ہوتی اس کے گلاب رخسار بھگونے لگیں تھیں۔وہ پہلے ہی دل سے کم زخمی تھی۔اپنی بے بسی پر مزید رونا آیا تھا ۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں ۔۔"

وہ سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی جب اس کی سماعت سے کسی کی کرخت آواز ٹکرائی تھی ۔

"کچھ نہیں سر یہ رو رہی تھی ہم اس سے پوچھ رہے تھے کہ کوئی مصلہ ہے تو ہمیں بتائے ۔"

صدف فوراً سے پروفیسر خان کو دیکھتی بولی تھی۔ جس پر وہ انھیں ہاتھ کے اشارے سے جانے کا بولتا خود سر جھکائے کھڑی عروہ کی جانب متوجہ ہوا تھا ۔

"کیا اب سیلاب لانے کا ارادہ ہے آپ کا محترمہ ۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولا تھا۔ جس پر وہ بنا کچھ بولے اس چہرہ اٹھائے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

سیاہ آنکھوں میں رونے کی وجہ سے بکھرا گلال اور نم گھنیری مرتگان کو دیکھتے حدید خان کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی ۔

سرخ سپید رنگت پر رونے سے گھلی سرخیاں اس کے معصوم چہرے پر ایک الگ ہی کشش پیدا کر رہیں تھیں ۔

"سس۔۔۔سوری سر ۔"

وہ بنا اس کی جانب دیکھتی بولتی وہاں سے نکل گئی تھی ۔

حدید خان نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں تھیں۔وہ یہ کیا کر رہا تھا۔یہ غلط تھا ۔

★★★★★

وہ کچن میں کھڑی رات کے لیے ڈنر بنانے کی تیاری کر رہی تھی تبھی وہ کچن پانی پینے کی غرض سے داخل ہوا تھا ۔

سامنے ہی انا یوسف کو بلیک سویٹر اور ساتھ لوز سے ریڈ ٹراؤزر پہنے دراز بالوں کو فرنچ ناٹ میں قید کیے پشت پر ڈالے جو کسی ناگن کی طرح اس کی نازک سی کمر پر لہرا رہی تھی ۔۔

پیروں میں ریڈ سنیکرز پہنے وہ اپنے آپ میں مگن تھی اس کے آنے کو بھی اگنور کیا گیا تھا شاید ۔

جو اسے تپانے کو کافی تھا ۔

"پانی نکال کر دو مجھے ۔۔"

وہ سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوتا تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔ جس پر وہ چھری کو وہیں رکھتی۔ خاموشی سے پانی کی بوتل سے پانی گلاس میں ڈالتی ۔

اس کے سامنے رکھتی بنا اس کی جانب دیکھتی واپس سے اپنے کام میں لگ گئی ۔۔

حدید خان کے جبڑے تنے تھے۔ وہ اس کی جانب مڑتا اسے بازو سے دبوچتا ایک جھٹکے میں اپنے سامنے کر گیا۔ وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ تھی لہرا کر اس کے سینے سے لگی تھی ۔۔

دل بری طرح سے اتھل پتھل ہوا تھا۔وہ نم آنکھوں میں خیرانی لیے اسے دیکھنے لگی۔سبز آنکھوں میں نمی کے ساتھ ساتھ سرخی دیکھتے حدید خان کا دماغ گھوما تھا

۔

کیا آج ہر لڑکی نے طے کر رکھا تھا کہ حدید خان ہر اپنی نظروں کے وار خوف کرنے ہیں۔اور تاک تاک کر کرنے ہیں کے کئی بچ کر نہ نکل جائے ۔

"یہ آفت کس لیے مچا رکھی ہے ۔۔"

وہ اس کے سپید چہرے میں گھلا گلال دیکھ اس کے منہ پر غرایا تھا۔انا یوسف نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔دل ڈرا تھا ۔

وہ اس سنکی سے کچھ بھی امید رکھ سکتی تھی پتا نہیں اب کونسا گناہ ہو گیا تھا ۔

"کیا مطلب ۔۔"

وہ اپنا ڈر بنا ظاہر کیے مظبوط لہجے میں بولی تھی ۔

"یہ۔۔۔یہ سوگ کس خوشی میں منایا جا رہا تھا کیا میں مر گیا ہوں ۔"

وہ بری طرح سے بھڑا تھا اس کی گال سے آنسو مسلتے۔ جس پر وہ بمشکل اپنے دل میں اٹھتے درد ہو دبا پائی تھی۔ کتنی آسانی سے وہ اپنے مرنے کی بات کر جاتا تھا ۔

"مم۔۔۔میں رو نہیں رہی تھی ۔"

وہ سر جھکائے مدھم آواز میں بولی تھی ۔

"تو کیا یہ آسمان سے ٹپکے اور ہیں۔مجھے پاگل بنا رہی ہیں۔اور آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں آپ کی ۔"

وہ کرختگی سے بولا تھا۔انا یوسف سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آج اسے ہو کیا گیا تھا ۔پہلے بھی تق وہ روتی تھی اس کی آنکھیں اذیت سے سرخ ہو جاتیں تھی پھر آج کیا ہوا تھا ۔

"سچ میں۔۔۔میں رو نہیں رہی تھی پیاز کاٹ رہی تھی ۔"

وہ سامنے پڑی کٹی پیاز کی جانب اشارہ کرتی بولی تھی۔ جیسے دیکھتا وہ خفت ذرہ ہوا تھا ۔

"ٹھیک ! پر ابھی مجھے اگنور کس خوشی میں کیا آپ نے انا یوسف۔ جواب چاہیے ابھی کے ابھی ۔"

وہ اپنی خفت مٹانے کو پھر سے اس پر چڑ دوڑا تھا۔ وہ بس بہانا چاہتا تھا انا یوسف کو کھری کھٹی سنانے کا ۔

"مم۔۔۔ میں نے ایسا نہیں کیا خان۔۔"

وہ بمشکل اس کے بدلتے روپ پر اپنی صفائی پر بولی تھی ۔

"جھوٹ۔۔۔ابھی اگنور کیا مجھے۔یہ جو آپ کی نازک سی کمر ہے نہ ایک ہی جھٹکے میں چیخ دوں گا۔اگر دوبارہ یہ حرکت ہوئی تو ۔۔"

وہ اس کی شاخ گلاب کی ڈال سی کمر پر اپنے بازو کی گرفت کستا ترشی سے بولا تھا ۔انایوسف نے ہراساں نظروں سے اس سنکی انسان کو دیکھا تھا جو سیاہ آنکھیں میں جنون لیے اسے گھور رہا تھا ۔

"پلیز خان۔۔چھوڑیں ۔"

وہ اپنی کمر اس کی بازو میں لاک دیکھ ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

"حکم دے رہی ہو مجھے ۔۔"

وہ اسے مزید خود سے قریب کرتا آنکھیں دکھاتا بولا تھا وہ زور شور سے نفی میں سر ہلانے لگی ۔

"نہیں مم۔۔۔میں منت کر رہی ہوں ۔"

معصوم سا منہ بناتی بولی تھی کیونکہ دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا اس دشمن جان کی قربت میں ۔

"ابھی موڈ نہیں چھوڑنے کا کھڑی رہو چپ چاپ ۔"

وہ اس کے سرخ ہوتے عارضوں کو تکتا ضدی لہجے میں بولا تھا۔انا یوسف کا دل بے آہنگی پر اترا تھا۔وہ کیوں اسے مشکل میں ڈال رہا تھا ۔

حدید خان کا دل عجیب سا ہونے لگا تھا اس نازک سے لرزتے وجود کی قربت پر ۔۔وجود میں جیسے سرور سا بھرنے لگا تھا ۔۔

وہ اپنی حالت سے جھنجھلاتا اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اسے بے چینی سے تکنے لگا ۔۔

جو اپنے سبز گہرے نین کٹوروں میں خوف بھرے اس کی جانب دیکھتی اس کے دل پر گہرے وار کر رہی تھی۔ گھنیری پلکوں کی جھالر لرز رہی تھی۔ ستون ناک ، پھولے ہوئے گال جس کے بائیں گال ہر وسط میں ایک بھورا تل تھا جو اس پر بے انتہا دلکش لگتا تھا ۔

بھرے بھرے انگوری لب جن کی سرخیاں اُف ولا قاتل تھیں ۔۔

چھوٹی سی ٹھوڑی پر پڑتا خم سانچے میں ڈھالا ماہ پیکر وجود۔۔۔وہ سر تا پاؤں قیامت تھی ۔

حدید خان کے گلے میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی اس ماہِ مجسم کو اتنے قریب سے دیکھ ۔۔

"جادو گرنی ہیں آپ انایوسف۔۔۔مجھ پر اپنا سحر باندر ہی ہیں ۔"

وہ ترشی سے بولتا اس کی ٹھوڑی پر اپنے دانت گھاڑ گیا۔ وہ بری طرح سے سسکتی مچلی تھی اس کی گرفت سے آزادی پانے کو ۔

"خان پلیز چھوڑیں ۔"

وہ اب سچ میں رو دینے کو تھی۔ وہ اسے ایک جھٹکے میں اپنی گرفت سے آزادی دیتا وہاں سے نکل گیا تھا ۔۔

اور وہ پیچھے ہمیشہ کی طرح آنسو بہاتی رہ گئی تھی ۔

"یہ ہو کیا رہا ہے کون ہے جو مار رہا ہے میرے آدمیوں کو ۔"

باسط ملک غصے سے پاگل ہو رہا تھا ایک ہفتے میں کوئی نامعلوم شخص اس کے چھ آدمیوں کو مار گیا تھا اور اُدھر پاکستان میں الگ کوئی اس کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہا تھا ۔

مال ڈلیور نہ ہونے کی وجہ سے اسے کافی نقصان پہنچ چکا تھا ۔۔

دوسری جانب اس کی ساری باتیں سنتے ولف کے لبوں پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ رقصاں تھی ۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے باسط ملک ابھی تو تمھیں حساب دینا ہے میرے چاند کو گندی نظروں سے دیکھنے کا ۔۔۔"

وہ سامنے لگی سکرین پر باسط ملک کو تکتے زہر خندہ لہجے میں غرایا تھا ۔۔

"ہر اس پل کا حساب لوں جب جب تم نے میری دیوانگی میری عاشقی میرے چاند کو ہراساں کیا ۔"

وہ لبوں پر زیریلی مسکراہٹ سجائے آنکھوں میں وحشیانہ چمک لیے بولا تھا ۔۔

تبھی اس کا فون رنگ ہوا تھا۔اور ٹیبل پر رکھے اپنے فون کو دیکھتے ایکدم سے اس کی آنکھوں میں نظر آتی ہر سختی نرمی میں بدلی تھی ۔۔

آج صبح ہی وجدان شاہ نے اپنے چاند کو نیا فون دلایا تھا۔اور اس میں اپنا نمبر بھی سیف کر کے دیا تھا کہ وہ جب چاہے اس سے بات کر سکتی ہے ۔

اور ابھی اسے گھر سے نکلے تین گھنٹے ہوئے تھے اور اس کا چاند اسے کال کر رہا تھا ۔

وہ فوراً سے کال اٹینڈ کرتا سامنے سکرین پر اپنے روم کی فوٹیج آن کرتا سکون سے روالونگ چیر پر بیٹھتا اپنے چاند کو دیکھنے لگا ۔۔۔

پر وہ روم میں کہیں نظر نہیں آئی تھی۔اس نے فوراً بالکنی کی فوٹیج چلائی تو وہ سامنے ہی وہ وہ اسے کینوس پر رنگ بھرتی نظر آئی کان میں ہینڈ فری لگائے وائٹ کلر کی سٹائلش سی شرٹ کے ساتھ چاکلیٹ براؤن پلازو پہنے سر ہو ٹوپی سے پہنے جس سے نکلتی آوارہ لٹیں اس پری وش کے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھی ۔۔

"ہیلو سائیں ۔۔"

بڑی مدھم سی پکار تھی پر وجدان شاہ نے نوٹ کیا تھا وہ اسے پکارتی سرخ ہوئی تھی۔۔اس کے لب دلکشی سے مسکرائے تھے ۔

"جی سائیں کی جند جان ۔۔"

وہ محبت والفت سے لبریز لہجے میں بولتا سکرین کی جانب دیکھنے لگا۔وہ سرخ ہوتی پلکیں جھکا گئی تھی جیسے وہ سامنے ہو برش کو ٹیبل پر رکھتی وہ پاس رکھے جھولے میں بیٹھ گئی تھی ۔

"کیااب میرا چاند کچھ بولے گا بھی۔۔آپ کا دیوانہ بے قرار ہے آپ کو سننے کو ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے گلابیاں بکھرتے چہرے کو دیکھ وارفتگی سے گویا ہوا تھا ۔

"پپ۔۔۔پر کچھ بات ہی نن۔۔۔نہیں آرہی ۔"

وہ بمشکل بولی تھی اس نے کال کر تو لی تھی پر کیا بولے اب کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

۔

ہاں وہ اسے مس کر رہی تھی۔پر وہ یہ بات اسے کیسے کہتی کہ وہ اسے بہت مس کر رہی ہے ۔

"کیا کر رہیں تھیں آپ ۔۔"

وہ اس کی مشکل آسان کرتا خود ہی بات بڑھانے لگا ۔

"کچھ نہیں کچھ رنگ بھرنے کا دل کر رہا تھا ۔"

وہ جھولے کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کرتے بولی تھی ۔

وجدان شاہ اٹھتا سکرین کی جانب آیا تھا اس سنگ مورت کے چہرے کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوا تھا۔ دوسری جانب چاند جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی ایکدم سے سیدھی ہوئی ۔۔

اسے لگا جیسے وہ یہیں ہے وجدان شاہ نے اس کی حرکت اچھے سے دیکھی تھی ۔

"سائیں آپ کک۔۔۔ کہاں ہیں ۔"

وہ اِدھر اُدھر دیکھتی بے صبری سے دریافت کرنے لگی ۔

"آفس میں ہوں میرے چاند ۔"

وہ پر سکون انداز میں بولا تھا۔چاند سے چپت اپنت ماتھے پر رسید کی تھی بھلا وہ یہاں کیسے ہو سکتا تھا۔پر دوسری جانب وجدان شاہ کو اس کی حرکت ناگوار گزری تھی تبھی وہ اپنا کوٹ اٹھاتا باہر کی جانب بڑھا تھا ۔۔

"سائیں کیا میں نور سے بات کر سکتی ہوں ۔"

وہ مدھم لہجے میں دریافت کر رہی تھی کیونکہ اسے ڈر تھا کہیں وجدان شاہ انکار ہی نہ کر دے ۔۔

"ہمم۔۔۔جب دل چاہے ۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔دوسری جانب چاند نے بھی محسوس کیا تھا ۔

"ا۔۔اگر آپ کو نہیں پسند تو میں نہیں کروں گی ۔۔"

وہ خوف زدہ سی بولی تھی اس کے لہجے میں ڈر محسوس کرتے وجدان شاہ نے لب بھینچے تھے۔یہ لڑکی کب اس پر اعتبار کرے گی کب اس کی محبت کو سمجھے گی ۔۔

"آپ کو ایسا کیو نکر لگا کہ مجھے اچھا نہیں لگے۔بلکہ یہ اچھی بات ہے وہ آپ کی اکلوتی نند ہے اور دیورانی بھی۔۔اور دوست بھی تو ہے وہ آپ کی اکلوتی ۔۔"

وہ نرمی سے بولتا چاند کے دل میں پھول کھلا گیا اسے کتنی یاد آتی تھی نور کی اب وہ سچ چاہیے اس سے بات کر سکتی تھی۔

"سائیں آپ بہت اچھے ہیں ۔۔"

وہ خوشی سے کھکھلاتی بولی تھی۔دوسری جانب اس کی کھلکھلاہٹ سنتے وجدان شاہ کے دل میں جیسے ایک سرور سا اترا تھا ۔۔

"اور آپ جان ہیں۔میرے قربت سے نکھرتا میرا چاند ہیں۔میرا دل ہیں میری روح کے سکون۔"

وہ دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا وہ پل میں سرخ ہوئی تھی دل یکبارگی سے دھڑکا تھا ۔۔

"مم۔۔۔مجھے کک۔۔۔کام ہے۔آپ بھی کام کک۔۔۔کریں اوکے بائے ۔"

وہ بمشکل بولتی کال کٹ کرتی فون سینے سے لگاتی اٹھی تھی اور کپکپاتے دل کے ساتھ بیڈ پر چت گرتی کروٹ بدلتی آنکھیں موند کر گہرے گہرے سانس بھرنے لگی ۔۔

کتنی مشکل میں ڈال دیتا تھا اسے وہ اپنی شدتوں سے اپنی دیوانگی و وارفتگی سے ۔۔جیسے سہتے وہ سہم کر چھپتی بھی اسی کی پناہوں میں تھی ۔۔

"آئی لو یو میرے ظالم شہزادے ۔۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بولتی خود سے ہی شرماتی تکیے میں منہ چھپا گئی ۔۔

"کیسے سہہ پائیں گی وجدان شاہ کی جنونیت۔۔۔آپ کے معاملے میں تو بہت بے لگام ساہوں میں میرے دلبر سائیں"

کچھ دن پہلے کہی وجدان شاہ کی بات اس کی سماعت میں گھونجی تھی وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا اس کی شدت و جنوں سہنا چاند کے بس سے باہر ہونے لگتا تھا ۔۔

★★★★★

جیسے ہی دوسری جانب سے کال کٹ ہوئی وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"میرا دلبر سائیں اتنا شرمیلا کیوں ہیں آپ ۔۔"

وہ وال پیپر پر لگی چاند کی تصویر کو تکتے مسکراتے بولا تھا۔ جیسے اس نے چاند سے چوری لیا تھا جب وہ کینوس پر رنگ بھرنے میں مگن تھی ۔۔

کچھ ہی منٹوں میں وہ شاہ پیلس میں تھا گاڑی سے نکلتا وہ تیزی سے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

"جین اسپیشل سا لنچ ریڈی کرواؤ ۔۔"

وہ جین سے کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر کی بڑھا تھا ۔

وہ دھیرے سے اپنے روم کا ڈور کھولتا اندر داخل ہوا تھا جہاں وہ پری رخ سکون سے بیڈ پر اندھے منہ پڑی نظریں سامنے دیوار پر لگی اس کی تصویر پر ٹکائے اسی کے خیالوں میں گم تھی ۔۔

اور ایسی گم تھی کہ اس کے آنے کی بھی خبر تک نہ ہوئی تھی ۔۔

وہ اپنا کوٹ سٹینڈ پر ڈالتا وائس کمانڈ اٹھاتا بالکنی کا ڈور بند کرتا پردے گرا گیا ۔۔

روم میں ہوتی روشنی کی کمی پر وہ ایکدم سے ڈرتی اٹھی تھی ہر سامنے ہی وجدان شاہ کو دیکھتی مزید جان نکلی تھی ۔۔

جو آنکھوں میں خماری و جنونیت کے رنگ لیے اس کی جانب دیکھ رہا تھا چاند کے خلق میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی ۔

وہ فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی اسی افتاد پر وہ اپنا سکاف وہیں بیڈ پر چھوڑ گئی تھی ۔۔

اس کی بوکھلاہٹ دیکھ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔۔

"میرے چاند تصویر کو کیوں دیکھنا جب یہ بندہ پورا کا پورا آپ کے سامنے موجود ہے ۔"

وہ سبک روی سے قدم اس کی جانب بڑھتا خمار الودہ نظروں سے اس کے سنگ مورت سے تراشے سراپے کو تکتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔۔

اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ وہ بری طرح سے لرزی تھی۔۔دل یکبارگی سے دھڑکا تھا ۔

"نن۔۔۔ نہیں تو مم۔۔۔میں نہیں دیکھ رہی تھی۔۔سا۔۔۔سچ میں ۔"

وہ بے ربط بولتی اسے صفائی پیش کرنے لگی۔وجدان شاہ نے نظر اس پری پیکر پر ٹکائے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے قدم اس کی جانب بڑھاتے جیسے دیکھتے چاند کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں ۔۔

"شاہ سس۔۔۔سائیں ۔"

وہ بمشکل بولی تھی ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر ۔"

وہ مخموریت سے بولتا چاند کی سانسیں اتھل پتھل کر گیا ۔

وہ اس کے بلکل قریب پہنچتا ایک ہی جست میں اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا

۔۔

"آپ ایسا نن۔۔۔ نہیں کر سکتے ششش۔۔۔شاہ سائیں ۔۔"

وہ اس کی بانہوں میں مچلتی احتجاج کرتی بمشکل بولی تھی جس پر وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا ۔۔

"میں ہی تو سب کچھ کر سکتا ہو میرے چاند ۔"

وہ معنی خیز لہجے میں بولتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا جہاں اس نے خود کو چپت رسید کی تھی ۔

وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے سرخ گلال ہوئی تھی سر تا پاؤں ۔۔

"پپ۔۔۔پلیز سائیں ۔"

وہ اس کے برہنہ کھولی شرٹ سے چھلکتے سینے پر سے نظریں چراتی مزاحمت کرتی مدھم آواز میں بولی تھی۔

"آپ کی قربت وجدان شاہ کے لیے امر بیل سی ہے روحِ وجدان ۔۔"

وہ اس کے سر سے ٹوپی کو اتار کر دور اچھالتا مخمور لہجے میں بولتا اسے ایک نئے نام سے پکار گیا ۔۔

وہ اس کی نظروں کی حدت سے پگھلتی پلکیں عارضوں پر گرا گئی۔ جب کہ وہ اس کی ادا پر قربان ہوتا اس کے سرخ پڑتے عارضوں پر جھکا تھا اور بے حد نرمی سے

اسے اپنی بانہوں کے حصار میں گم کرتے اسے اپنے لمس کی شدت سے متعارف کروانے لگا ۔۔

جبکہ وہ جو پہلے اس کی نظروں کی حدت سے ہی جھل تھل تھی اب اس کے لمس کی جان سے سلگنے لگی تھی ۔۔

جو مدہوش سا اس کے دلکش چہرے پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے لرزنے پر مجبور کر رہا تھا ۔

وہ بے بس سی اس کی بانہوں میں اس کی شدتیں برداشت کرتی نازک جان ہلکان تھی۔ جو اس کے خوبصورت چہرے کے کناروں ہر اپنا لمس چھوڑتا اسے اپنی بانہوں میں اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا ۔۔

وہ پور پور لرزتی سہمتی اسے شانوں سے تھامتی آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی اس کی جلتے انگاروں کی قربت میں ۔۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

وہ اس کی مونچھوں کی چھبن ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر محسوس کرتی سسکی تھی

۔

جس پر وہ وارفتگیوں کی ڈوباوہ ساحراس پری وش کے سرخ انگارا ہوتے چہرے کو دیکھتامزید بے خود ہوا تھا جس کے لرزتے لب اسے بری طرح سے اپیل کر رہے تھے اوران کے نیچے وہ قاتل تل ۔۔

وہ اپنے جذبات کے بہکے پن کی سنتا مدہوش ساسب کچھ بھولے اس پری وش کی قربت میں بہکتا اسے اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی نازکی کو پوری شدت سے محسوس کرتا پاگل سا ہوا تھا ۔۔

وہ نازک سی پری اس افتاد پر تڑپتی اس کے شانوں میں ناخن گاڑ گئی ۔۔

وہ اسے یونہی اپنا قیدی بنائے بیڈ کی جانب آتا بیڈ پر ڈالتا مزید جنونی ہوا تھا ۔۔

چاند کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

رکتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جلن پر آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرنے لگے تھے جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اسے اپنی گرفت میں آزادی دیتا اس کے قاتل تل پر لب رکھتا مزید کی کی جان ہلکان کرنے پر تلا تھا جیسے ۔۔

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی چہرہ دوسری جانب موڑتی بمشکل سانسیں بحال کرنے لگی جبکہ وہ اس کی دودھیا گردن کی نظر آتی رگوں کو دیکھ مدہوش سا جھکتا وہاں اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا ۔۔

"سائیں۔۔۔پلیز بب۔۔۔بس کریں ۔"

وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی بے باکیوں پر تبھی بمشکل بولی تھی ۔

"اس میں میری تو کوئی خطا نہیں میرے چاند آپ کی چمک وجدان شاہ کو اپنی جانب متوجہ کرتی اسے بری طرح سے بہکاتی ہے۔۔۔کیوں ہیں آپ اتنی خوبصورت روح رواں ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ مدہوشی سے بولتا آخر میں سوال گو تھا ۔

چاند کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچلتا محسوس ہو رہا تھا ۔۔

"مم۔۔۔میں نہیں جج۔۔جانتی ۔"

وہ کپکپاتے لبوں سے مدھم آواز میں بولی تھی۔اگر وجدان شاہ قریب نہ ہوتا تو یقیناً سننے سے قاصر رہتا ۔

وہ خود بھی تو بے تحاشہ حسین تھا کوئی ساحر تھا جو ہر پل چاند پر اپنا سحر پھونکتا اس کی دھڑکنوں کو اپنے بس میں کیے رکھتا تھا ۔۔

چاند کا دل چاہا وہ اپنے ظالم شہزادے کو قریب سے تکے پر ہمت ناپید تھی جیسے آنکھیں کھلنے سے انکاری تھیں ۔۔

تبھی ہمت کرتی گہرے گہرے سانس بھرتی پلکیں اٹھائے اپنی کانچ سی سرمئی آنکھوں میں وجدان شاہ کا عکس بھرنے کو بے تاب اس کی جزبات سرخ پڑتی آنکھوں میں دیکھ کچھ پل کو ساکت سی ہوئی تھی ۔۔

وجدان شاہ اس کی کرسٹل گرے آنکھوں میں اپنی قربت کے بکھرے رنگ دیکھ مسمرائز سا ہوا تھا ۔۔

"اگر یہ وجدان شاہ کو اپنے بس میں کرنے کی کوئی سازش ہے تو وجدان شاہ آپ کی اس دلکش سازش پر قربان اے اپسرِ احسن۔۔ وجدان شاہ عمر بھر کے لیے خود کو آپ کی تحویل میں دیتا ہے ۔"

وہ اس کی کانچ کی آنکھوں میں تکتا لہجے میں آتشِ دیوانگی لیے بولا تھا ۔

کیونکہ وہ پری رخ اسے بری طرح سے بہکا رہی تھی اس کا وجدان شاہ کو دیوانہ وار دینے انداز اسے پاگل پر رہا تھا ۔

"شاہ سائیں ۔۔"

وہ مدھم آواز میں اسے ٹرانس کی کیفیت میں تکتی پکار بیٹھی ۔

"جی جان سائیں ۔"

وہ کروٹ بدلتا اسے اپنے سینے پر منتقل کرتا جی جان سے متوجہ تھا ۔

"آپ کس کے ہیں ۔۔"

وہ اس کی بیرڈ بھری گال پر اپنی مخروطی انگلی رکھتی دریافت کرنے لگی۔اسے گدگدی سی ہوئی تھی اس کی بیرڈ کی میٹھی سی چبن سے۔

وجدان شاہ کے لب دلکشی سے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے وہ جانتا تھا اب اس کا چاند اظہار چاہتا تھا ۔۔

"آپ کا ہوں میرے چاند ۔۔"

وہ اس کے ہاتھ کو تھامتا اس کی فنگر ٹپس پر اپنے لب رکھتے محبت و عقیدت سے بولا تھا جس پر وہ سرخ ہوتی اپنا ہاتھ کھینچ گئی ۔

"اور۔۔"

وہ اس کی پیشانی سے بال ہٹاتے مزید کچھ سننے کی متمنی تھی ۔

"اور سارے کا سارا وجدان شاہ آپ کا ۔۔"

وہ اپنی پیشانی پر اس کی انگلیوں کا نرم گلداز لمس محسوس کرتا بمشکل اپنے جذبات کو دبائے ہوئے گا ۔

"پھر ۔۔"

دل اب بھی تشنہ تھا جیسے۔ وجدان شاہ کو اپنے جذبات کی ترجمانی کے لیے الفاظ کم لگتے تھے اور وہ لفظوں کی زبان پر خوش ہوتی تھی ۔۔

"مجھے پاگل مت کریں میرے چاند ورنہ لنچ کی جگہ آج آپ کو کھا جاؤں گا

۔۔"

وہ اسے واپس اس کا سر تکتے پر ڈالتا اس کی شہ رگ پر جھکتا اپنا لمس چھوڑتا مرہوشی سے بولا تھا۔ وہ جی جان سے لرزتی آنکھیں موندے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔۔

"آئی لو یو جانِ وجدان۔۔۔ میرے چاند بے پناہ عشق ہیں آپ میرا۔ میری آتشِ دیوانگی کی کوئی حد نہیں میری جان۔۔ یہ جنون بے حد ہے ۔"

وہ شہ رگ سے اس کی بیوٹی بون پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اسے تڑپا گیا تھا ۔

وہ بھاری سانسیں بھرتی اس کی شدتوں کو برداشت کرتی اس کی پشت پر ناخن گاڑ گئی۔ جس پر وہ مزید بہکتا وجدان شاہ اس کے دل کے مقام پر اپنا سلگتا لمس ثبت کر گیا ۔۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔۔پر وہ ظالم بنا اس کی دھڑکنوں کے پور پور کو مہکاتا اپنی تشنہ لبی کو سیراب کرنے لگا تھا ۔۔

★★★★★

آج چار دن ہو گئے تھے پر نور نے ناتو اس سے بات کی تھی نہ اس کی کوئی بات سنی تھی آج وہ کالج بھی گئی تھی اور وہاں بھی زوار شاہ کو پوری طرح سے اگنور کیا گیا تھا ۔۔

گاڑی میں بھی وہ رخ موڑے باہر ہی تکتی رہی تھی۔زوار شاہ کلس کر رہ گیا ۔۔

وہ اتنی روڈ کیوں ہو رہی تھی۔۔اس کے ناراض ہونے پر زوار شاہ بات بات پر چڑنے لگا تھا ۔۔

اور یہ بات گھر کے سب بڑوں نے نوٹ کی تھی ۔۔

"زوار میرے شیر سب ٹھیک ہے نہ ۔۔۔"

سلطان شاہ نے اپنے خوبرو بیٹے کو تکتے نظروں ہی نظروں میں اس کی نظر اتارتے نرمی سے دریافت کیا تھا ۔

" بابا۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں بابا۔"

وہ جیسے نڈھال سا محسوس کر رہا تھا خود کو نور کیا روٹھی تھی اسے لگ رہا تھا جیسے اس کی دھڑکنیں اس سے روٹھ گئیں تھیں ۔۔

وہ دھیرے سے سلطان شاہ کے سینے سے لگتا ان کے شانے پر سر رکھ گیا انھیں تشویش ہوئی تھی ۔۔

"زووی میرے پیارے بیٹے کیا ہوا کیا اپنے بابا کو نہیں بتاؤ گے ۔۔"

وہ اسے خود میں بھینچتے فکر مند دیکھائی دیے تھے اس کا تپتا وجود محسوس کرتے وہ شدید متفکر ہوئے ۔۔

"تمھیں تو بخار ہو رہا ہے میری جان۔۔زووی چلو اندر چلو ۔"

وہ اسے لیے اس کے روم کی جانب بڑھا تھا رابعہ بیگم جو کچن میں کھڑیں ملازمہ کے ساتھ کھانا بنوا رہیں تھیں زوار شاہ کا سرخ چہرہ اور سلطان شاہ کے چہرے پر تفکر کی لکیریں دیکھ وہ ان کی جانب بڑھیں ۔

"بھائی کیا ہوا زوار کو ۔"

وہ سلطان شاہ سے پوچھتیں ایک پل میں اپنی آنکھوں نم کر گئیں ۔

"او میری پیاری چھوٹی ماں میں ٹھیک ہوں ۔"

وہ انھیں آنسو بہتا دیکھ اپنے ساتھ لگا گیا ۔

"تمھیں بخار ہو رہا ہے میرے بچے ۔"

وہ اس کے چہرے پر ہاتھ لگاتے نم لہجے میں بولیں تھیں ۔

"کچھ نہیں ہوا رابعہ گڑیا میرا بیٹا شیر ہے تم رو نہیں اور جلدی سے ڈاکٹر کو بلواو شاکر سے کہہ کر ۔"

وہ بولتے زوار شاہ کو اس کے روم میں لے آئے تھے۔اسے بیڈ پر بیٹھاتے وہ اس پر کمفرٹر ٹھیک کرنے لگے ۔

"بابا میں ٹھیک ہوں فکر نہیں کریں ۔"

وہ اپنے بابا کو خود کو بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا دیکھ مسکرا کر بولا تھا نقاہت سے پورا وجود ٹوٹ رہا تھا ۔

"ہاں نظر آرہا ہے جتنا تم ٹھیک ہو۔میری جان ہو تم دونوں زووی ۔"

اس کی پیشانی چومتے وجدان شاہ کو یاد کرتے ان کی بوڑھی آنکھیں نم ہوئیں تھیں ۔

"بابا بھائی کی یاد آرہی ہے نہ ۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامتے اس پر لب رکھتے بولا تھا جس ہر وہ اثبات میں سر ہلا گئے ۔

"وہ بھولتا کب ہے ۔"

وہ بے بسی سے بولے تھے ۔

"تو آپ جائیں نہ ان کے پاس انھیں منا لیں بابا۔ وہ مان جائیں گے وہ بہت پیار کرتے ہیں آپ سے۔ وہ مان جائیں گے۔ انھیں واپس لیں آئیں بابا۔"

وہ پر یقینی سے بولتا ملتجی لہجے میں بولا تھا جس پر ان کی آنکھوں میں امید چمکی تھی۔

وجدان شاہ کی دوری نے وقت سے پہلے انھیں بوڑھا کر دیا تھا ۔

"وہ مان جائے گا نہ ۔"

وہ جیسے یقین کرنا چاہتے تھے ۔

"ہاں بابا وہ مان جائیں گے۔ میں بھی چلوں کا آپ کے ساتھ ہم مل کر منائیں گے اور آپ کے بیٹے اور بہو کو لے آئیں گے ۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔ جس پر وہ بھی پُر امید ہوتے مسکرائے تھے ۔

"میں جاؤں گا اپنے بیٹے کو منانے۔ میری جان میرا وجی۔۔۔ہاں وہ مان جائے گا ۔"

وہ زوار شاہ کو خود سے لگاتے نم آنکھوں سے مسکراتے بول رہے تھے زوار شاہ نے اپنے باپ کی اذیت پر کرب سے آنکھیں میچیں تھیں ۔

★★★★★

انا یوسف صوفے پر بیٹھی اس ڈیلر کی ساری انفارمیشن اکٹھی کر رہی تھی جو یہاں سے مال امریکہ سپلائی کرتا تھا ۔

پر کوئی خاص سرا ابھی تک ہاتھ نہیں آیا تھا رات سے صبح اور صبح سے پھر رات ہونے کو آئی تھی اب تو اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا ۔

صبح سے بس ایک بریڈ اور کافی کا مگ پیٹ میں گیا تھا اور وہ سنکی انسان بھی کل رات سے نا جانے کہاں غائب تھا ۔۔

اسے فکر بھی ہو رہی تھی اب دل چاہ رہا تھا کہ فون کر کے پوچھ لے پر پھر یہ سوچ کر گریز برتا کے کہیں وہ اس کی ہی جان کو نہ آ جائے ۔۔

وہ لیپ ٹاپ کو ٹیبل پر رکھتی ہاتھ اوپر کو اٹھاتی ایک جان لیوا انگڑائی لیتی اپنی کمر کو پورا موڑ گئی۔۔ جس کی وجہ سے اس کی وائٹ شرٹ اوپر کو اٹھی تھی جس سے اس کی نازک سی بل کھاتی دودھیا کمر واضح ہوئی تھی ۔

حدید خان جو ابھی گھر آیا تھا سامنے کا منظر دیکھ سانس رکتا محسوس ہوا تھا۔

آنکھوں میں سرخیاں گھلی تھی اس جان افروز منظر کو دیکھ۔۔اس پری وش کا رعنایاں چھلکاتا سنگ مرمر سا تراشہ وجود ۔۔۔

دل نے ایک بیٹ مس کی تھی ۔

"یہ لڑکی مرے کی میرے ہاتھوں ۔"

وہ بڑبڑاتا اس کی جانب بڑھا تھا۔ تبھی وہ جو خود میں مگن تھی آہٹ محسوس کرتی حدید خان کق اپنے سامنے دیکھ چلائی تھی ۔

"اے چوہیا چپ ۔۔"

وہ اسے خود کو دیکھ کر چلاتا دیکھ اسے جھڑکتا بولا تھا جس پر وہ فوراً سے سیدھی ہوتی شرم سے سرخ ہوئی تھی ۔

کیا اس نے اسے دیکھا تھا۔ وہ کب آیا تھا۔ اور اگر دیکھا ہوا تو ۔۔

یہ سوچ ہی جان کا عذاب تھی ۔

"کک۔۔۔کب آئے ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔کیونکہ وہ بغوراسے ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔

"کیااب زبان پر فیکچر پڑ گئے ہیں جو آپ کے الفاظ اس طرح سے گر پڑ رہے ہیں محترمہ ۔"

وہ ہنوز اسے تکتا تمسخر اڑاتے بولا تھا۔وہ بنا کچھ کہے اٹھی تھی اور پھرتی دیکھتی اپنے روم کی جانب بڑھی تھی۔حدید خان کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئیں تھیں ۔

اس لڑکی کی اتنی جرات اس کے منع کرنے کے باوجود اسے اگنور کرتی ۔

"واپس مڑیں ابھی کے ابھی انا یوسف ۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔وہ پل میں سہمی تھی اس کے خارش رویے پر ۔

تبھی بنا اس کی بات مانیں روم کی جانب بڑی جس پر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اس سے پہلے کے وہ روم لاک کرتی وہ دروازے میں پاؤں گھساتا ایک جھٹکے میں اندر داخل ہوتا اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔۔۔

"انا بکواس کرتا ہوں کیا میں۔۔۔میری بات آپ کو سمجھ کیوں نہیں آتی ۔"

وہ پیچھے سے اس کی گردن کو پکڑ کر اپنے اس کا چہرہ اپنے قریب کرتا غصے سے دھاڑا تھا جس پر وہ آنکھیں میچتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

اس کے رونے پر وہ اس کا آنسوں سے تر چہرہ دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا۔ تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے ۔

"کیوں کرتے ہیں میرے ساتھ آپ ایسا کیا قصور ہے میرا۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا خان۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے روتے ہوئے ہزیانتی لہجے میں بولی تھی ۔

حدید خان نے لب بھینچتے اس نازک سی گڑیا کو دیکھا تھا ہاں وہ ٹھیک کہہ رہی تھی اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔ پر اس نے انا کا مصلہ بنا لیا تھا ۔۔

"اگر میں اتنی بری لگتی ہوں تو مار دیں مجھے۔ یا میں خود نکل جاتی ہوں آپ کی زندگی سے۔۔ مجھے طلاق۔۔"

وہ اس سے پہلے کے اپنی بات پوری کرتی وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے پوری شدت سے اس کی گستاخی پنکھڑیوں کو اپنی حراست میں لیتا اس کے سارے شکوے اپنی سانسوں میں سمیٹ گیا ۔۔

انا یوسف کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں۔وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک چراتا اسے بے بس کرنے لگا

۔۔

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔۔پر وہ تو اس کی سانسوں کی خوشبو پا تا مدہوش ہو چکا تھا۔وہ دوسرے ہاتھ کی گرفت اس کی نازک سی کمر کے گرد وہ مزید تنگ کرتا اس کی سانسیں مزید تنگ کر گیا ۔۔

انا کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھیں ۔

تنگ پڑتی سانسیں اور ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر بے جان سی ہونے لگی تھی

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے لگے تھے۔جو حدید خان کے چہرے

کو بھی بھگونے لگے۔ تبھی وہ ہوش میں اتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔۔

وہ اسے خود سے دور دھکیلتی بے یقینی نظروں سے تکنے لگی ۔

"آج کے بعد یہ الفاظ اپنے منہ سے نکالے تو حدید خان سب کچھ مسمار کر دے

گا انا حدید خان۔آپ میرے حصے میں آئیں ہیں انا۔۔حدید خان مر تو سکتا ہے پر

آپ کو چھوڑ نہیں سکتا آپ پر مہر لگ چکی ہے میری۔۔اب فرار نا ممکن ہے ۔"

وہ واپس سے اسے اپنی جانب کھینچتا جنونیت و شدت سے بولا تھا انا ابھی تک سکتے میں تھی ۔

جبکہ حدید خان ابھی تک انا یوسف کی سانسوں کی مہک کے ہینگ اوور میں تھا ۔

یہ کیسا نشہ تھا جو دنیا کے ہر نشے سے زیادہ جان لیوا اور دلفریب تھا ۔۔

"بے انتہا نشیلی ہیں آپ انا حدید خان ۔۔ اگر جو ایک بار آپ کی سانسوں کی خوشبو کی لت لگ گئی مجھے تو آپ کا جینا دوبھر کر دوں گا قسم سے ۔۔"

وہ اس کی بے یقینی سبز کانچ سی آنکھوں پر پھونک مارتا مخمور نظروں سے اس کا دلکش چہرے دیکھتے بولا تھا ۔

جس ہر وہ ایکدم سے ہوش میں آتی مزاحمت کرتی اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کرنے لگی ہر اس کی گرفت مضبوط تھی ۔

"چھچھ۔۔۔ چھوڑیں پلیز ۔"

وہ اپنی بے آہنگ ہوتیں سانسوں کو سنبھالتی بولی تھی جو ابھی تک بے آہنگ تھیں ۔

"اگر نہ چھوڑوں تو ۔۔"

وہ مزید اس کی کمر پر گرفت کستا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا جس پر سسکتی وہ رونے کو ہوئی تھی ۔

"پلیز خ۔۔۔خان ۔"

وہ اس سرخ آنکھوں اس کے سینے پر ٹکائے ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

"اوکے چھوڑ دیتا ہوں پر ایک شرط پر ۔۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کے کندھے اور گردن کے درمیان اپنا لمس چھوڑتا سرگوشی میں بولا تھا ۔۔

وہ جی جان سے لرزی تھی اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی۔اس ظالم کی سلگتی سانسوں پر وہ جل جانے کو ہوئی تھی ۔۔

"کک۔۔۔کیا ۔"

اسے کسی بھی طرح سے جان چھڑوانی تھی بس ۔

"یہ موتی ضائع نہیں کرنے اب ۔"

وہ جزبات سے بھاری ہوتی آواز میں بولا تھا جس پر وہ خیرانی سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے خیران چھوڑتا اس کے روم سے نکلتا چلا گیا ۔۔

وہ بے جان ہوتی بیڈ پر گر سی گئی ۔۔

نور کو جب علم ہوا کہ زوار شاہ کو بخار ہے تو وہ نازک سی جان انگاروں پر لوٹ گئی

۔۔

وہ اپنی ناراضگی بھلائے اس کے روم کی جانب بڑھی تھی ہمیشہ کی طرح بناناک
کیے اندر آئی تھی زوار شاہ جو دل کی خفگی پر اوندھے منہ پڑے تھا ۔۔

بنا مڑے بھی جان گیا تھا کون آیا ہے تبھی آنکھیں موند گیا ۔

وہ اپنے لبوں پر ہاتھ جماتی خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھی۔ بمشکل چلتی وہ اس کی جانب آئی تھی اس کا سرخ بخار سے تپتا چہرہ دیکھ دل میں درد کا لاوا پھوٹنے لگا تھا ۔

وہ ہمت جھٹاتی اپنا مخملی ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھ گئی۔۔ بخار کی نوعیت جاننے کو پر اس کی انگاروں کی مانند تپتی پیشانی محسوس کرتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔

وہ جو کب سے اس کی مدھم مدھم سسکیاں برداشت کر رہا تھا۔اس کے رونے پر یکلخت مڑتا ہاتھ بڑھا کر کھینچتا اسے اپنے سینے پر گراتا بنا لمحہ کی دیر کیے کروٹ بدلتا اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا ۔۔

وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نہ تھی خوف کے مارے منہ سے آواز تک برآمد نہ ہوئی تھی ۔

"شش۔۔۔۔شاہ۔"

وہ سینے میں تڑپتے اپنے ننھے سے دل کو سنبھالتے بمشکل ہراساں سی اسے پکار گئی۔

زوار شاہ نے سرخ رنگ آنکھیں اس بے مہر پری وش پر ڈالیں تھیں جو پہلے اپنی بے رخی سے اس کا دل نوچ کر اب اس کی تکلیف پر سسک رہی تھی ۔۔

اس کا دل چاہا وہ گلا دبا دے اپنی نورِ دل کا اس دوغلے پن پر۔۔اس کے عصاب پر اس وقت وحشت بری طرح سے سوار تھی۔وہ غلطی کر گئی تھی اس وقت زوار شاہ کے پاس آ کر ۔

اس کی شہد رنگ آنکھوں سے چھلکتا وحشتِ جنون نور کی جان نکال گیا تھا اس پر زوار شاہ کے تنے جبڑے وہ خوف کے مارے کپکپانے لگی تھی ۔

آج اتنے عرصے بعد اسے زوار شاہ سے ویسا ہی خوف محسوس ہوا تھا جو اسے بچپن سے محسوس ہوتا تھا اس کی زات سے ۔۔

"کیوں آئی ہو یہاں پر دل ائنور"..

وہ سرد لہجے میں بولتا اس کی جان نکال گیا اس کی گرم سانسوں کی دہکتی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ آنکھیں میچتی سانس لینے کی تگ ودو کرنے لگی جو مشکل میں تھیں ۔

"شاہ سس۔۔۔۔سوری۔"

وہ بمشکل بولی تھی پر اس کے علاؤہ اس کے پاس کوئی اور الفاظ نہ تھا جس پر وہ بے تاثر نظروں سے اس کے جانب دیکھنے لگا ۔۔

"کس لیے ۔"

وہ اس کے خوبصورت چہرے کو بے تاثر نظروں سے دیکھتا اسے مزید اذیت میں مبتلا کر گیا تھا ۔

کہاں دیکھی تھی اس نے زوار شاہ کی نظریں میں اپنے لیے اتنی بیگانگی ۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ۔۔۔ایسا مم۔۔۔مت کریں ۔"

وہ اس کی ویسٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں ملتجی ہوئی تھی پر زوار شاہ پر کچھ خاص اثر نہ ہوا تھا۔

"جاؤ یہاں سے ۔"

وہ اس کی مٹھیوں سے اپنی ویسٹ نکالتا ۔

وہ اسے اپنے حصار سے آزادی دیتا بیڈ پر چت لیٹا آنکھوں پر بازو رکھ گیا ۔

نورنے غم و خیرات سے زوار شاہ کی حرکت کو دیکھا تھا۔ یہ اس کا شاہ تو نہیں تھا

۔

"پپ۔۔۔ پلیز ایم سوری شاہ۔ سوری۔۔"

وہ خود کو سنبھالتی اس کے سامنے بیٹھتی کپکپاتے لہجے میں بولی تھی پر وہ ان سنی کرتا یعنی لیٹا رکھا ۔

"ہم۔۔۔ ہمیں ڈر لگ رہا تھا تت۔۔۔ تو کک۔۔۔ کچ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔ شاہ پلیز ۔۔۔"

وہ ہمت کرتی اس کی آنکھوں سے بازو ہٹاتی بمشکل بول رہی تھی ۔۔

"نور یہاں سے جاؤ اس وقت میرا دماغ خراب مت کروں۔ میرے سر میں شدید درد ہے۔ مزید سر درد مت بنو ۔"

وہ اسے بنا اسے جھٹکے سرد لہجے میں بولا تھا۔ پر اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریز کیا تھا کیونکہ اگر دیکھتا تو ہار جاتا ۔۔

نور آنسو بہتی اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنسو رگڑتی اس کے لہجے کی سختیاں برداشت کرتی سیدھی ہوئی تھی ۔

"ہہ۔۔۔۔ ہم دباتی ہیں".

وہ نم لہجے میں بولتی اس کی پیشانی پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھ گئی۔۔اس کا نرم میٹھا سا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتے زوار شاہ کا دل بری طرح باغی ہوا تھا ۔

"آپ کو بب۔۔بخار ہے بہت ۔"

جیسے ہی اس نے زوار شاہ کی پیشانی ہر ہاتھ رکھا اسے لگا جیسے اس نے جلتے انگاروں کو چھو لیا ہو ۔۔

اتنے تیز بخار پر نور کو اپنا دل دکھتا محسوس ہوا تھا ۔

"نور ابھی کے ابھی اپنے روم میں جاؤ ورنہ مجھے سے کچھ غلط ہو جائے گا ۔"

وہ سفاک بنتا اپنی پیشانی سے اس کا ہاتھ ہٹاتا درشتی سے بولا تھا ۔

"شاہ پلیز۔۔۔غغ۔۔۔غصہ کرلیں۔۔۔مم۔۔۔مارلیں

۔۔پپ۔۔۔پر۔۔خخ۔۔۔خفامت ہوں۔اٹس ہرٹنگ می ۔"

وہ ہمت کرتا مدھم آواز میں التجائیں کرتی زوار شاہ کو بے بس کر رہی تھی۔وہ اس کی زندگی کا کل اثاثہ تھی وہ کیسے اس سے خفا رہتا ۔

"نور میں ناراض نہیں ہو بس اس وقت میں اکیلا رہنا چاہتا ہوں پلیز لیو می الون ۔"

وہ اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریز کرتا بمشکل اپنے اعصاب پر قابو پاتا بول رہا تھا پر اس کے لہجے میں وہ نرمی وہ محبت ناپید تھی جو نور سے بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں ہوتی تھی ۔

تو کیا اسے نور کے آنسوں سے بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔ہنہہ۔۔۔وہ تو اس کی جانب دیکھ تک نہ رہا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ ہمارے شاہ نہیں ہیں ۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی بیڈ سے اتری تھی۔اس کے لفظوں پر زوار شاہ نے لب بھینچے تھے ۔

"نور رات ہو گئی ہے بہت جا کر سو جاؤ ۔"

وہ اب بھی بنا اس پر رحم کھائے سنجیدگی سے کہتا اس کی جیسے جان طوفانوں کے زیر اثر کر گیا تھا ۔

ہر وہ جانا نہیں چاہتی تھی وہ اسے منائے بنا وہاں سے ہر گز جانا نہیں چاہتی تھی ۔

پر وہ جانتی تھی اس وقت وہ اسے بلکل نہیں منع سکتی تھی کیونکہ وہ عصاب شکن تھا اسے سکون کی ضرورت تھی تبھی خاموشی سے وہاں سے نکل گئی ۔

اسے جاتا دیکھ وہ ازیت سے تکیے میں منہ چھپا گیا ۔

★★★★★

"سائیں چیٹنگ نہیں ۔۔"

وہ وجدان شاہ کا بازو تھامے اسے لیے روم میں آئی تھی پر وجدان شاہ کو ایک آنکھ کھول کر دیکھتا پا کر وہ چلائی تھی ۔

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔اب نہیں کرتا ۔"

وہ ہنستا آنکھیں بند کرتا بولا تھا جس پر وہ مسکراتا اسے بیڈ پر بیٹھا گئی ۔

ساتھ ہی جین اور لیلی کو اشارہ کیا جس پر وہ دونوں اس کی بات پر عمل کرتی ایک بڑی سی پینٹنگ اٹھا لائیں ۔۔

"سائیں ۔۔"

وہ سرگوشی میں اس کی سماعت میں بولی تھی جس پر وہ مدہوش ہوتا اسے تھام پر اپنی گود میں گرا گیا۔۔چاند کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں جین اور لیلی کے سامنے وجدان شاہ کی اس حرکت پر ۔

پر اس تو آنکھیں بند تھی۔وہ کیسے جان پاتا کہ وہاں کوئی اور بھی موجود تھا ان دونوں کے علاوہ ۔۔

"جی میرے چاند ۔"

وہ سرگوشی میں بولتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔۔وہ شرم سے سرخ ہوتی مرنے کو ہوئی تھی۔ جین اور لیلی اپنی مسکراہٹ دباتے اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں

۔۔

"سس۔۔۔۔سائیں پلیز چھچھ۔۔۔ چھوڑیں ۔"

وہ سر تا پیر سرخ انگارہ ہوتی بمشکل بولی تھی ۔

"کل رات بھی آپ جلدی سو گئیں تھیں میرے چاند اپنے عاشق کو تڑپتا چھوڑ کر۔۔ابھی بلکل نہیں چھوڑ سکتا ۔"

At this time, I need you very close to me. Not even a bit of distance. I want to feel you closer than my breath.

)اس وقت آپ مجھے اپنے قریب بے حد قریب درکار ہیں۔ذرہ سا بھی فاصلہ نہیں۔اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب آپ کو محسوس کرنا چاہتا ہوں ۔(

وہ اس مخمور لہجے میں بولتا اس کی جان لیوا خوشبو محسوس کرتا مکمل مدہوش ہو چکا تھا ۔

وہ جو اس کی باتوں پر ہی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی تھی اس کی اگلی حرکت پر چاند کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں جب وہ اس کی سوراخی دار گردن سے بال ہٹاتے اس کی گردن اور کندھے کے درمیان اپنے لب رکھتا جس بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا ۔۔

چاند کو لگا وہ شرم وحیا سے مر جائے گی دوسرا اس کا دہکتا لمس اسے الگ سے سلگا رہا تھا اس کا نازک سا دل کسی سوکھے پتے کی مانند اٹھا تھا ۔

"سائیں ۔۔۔"

وہ چلائی تھی۔ وجدان شاہ کا نشہ بنک سے اڑا تھا۔ اس کے چلانے پر ۔

وہ ہوش میں آتا آنکھیں کھول گیا پر سامنے ہی پھٹی آنکھوں سے جین اور لیلی جو خود کو دیکھتا پا کر وہ سارا معاملہ سمجھ گیا تھا پر بنا اب بھی شرم کھائے وہ چاند کو خود میں بھینچتا اسے اپنے سینے میں چھپا گیا ۔۔

"آؤٹ ۔۔"

وہ سرد لہجے میں بولا تھا جس پر وہ ہڑ بڑا کر ہوش میں آتیں پینٹنگ وہیں کاؤچ پر رکھتی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئیں تھیں ۔۔

"ہشش ۔۔۔کچھ نہیں ہوا ۔"

وہ اپنے سینے پر چاند کی چھوٹی چھوٹی سسکیاں محسوس کرتا اسے خود میں بھینچ گیا

۔۔

وہ غصے سے اس کے سینے پر مکے برسانے لگی جیسے وہ خاموشی سے کسی عزاز کی طرح اپنے سینے پر کھانے لگا ۔۔

چاند کا یہ انداز اس کے لیے نیا تھا تبھی وجدان شاہ کے لب مسکرا اٹھے۔ جب وہ تھک گئی تو وجدان شاہ نے نرمی سے اسے خود سے دور کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھے ۔۔

"کیا ہوا تھک گئی میری بے بی فیری ۔۔"

وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا نرمی و وارفتگی سے دریافت کرنے لگا۔ جس پر وہ اسے خفگی سے گھورتی اس کی حصار سے نکلتی دور جا کھڑی ہوئی ۔

وہ سر تا پاؤں اسے بغور دیکھنے لگا جو اس وقت گاجری رنگ کے شاٹ فراک پہنے ہوئے تھی جس پر خوبصورت چھوٹے چھوٹے وائٹ پھول بنے ہوئے تھے ساتھ وائٹ ٹائٹس پہنے ساتھ شانوں پر شال لیے۔۔سیاہ بالوں کو سامنے سے پین اپ کیے باقی بالوں کو یونہی کمر پر آوارہ چھوڑے ۔۔

چہرے پر ہلکا سا موسچرائزر کیے لائٹ پیچ لپ گلوز لگائے۔ برف سی رنگت میں گھلی اس کی قربت کی سرخیاں۔۔وہ بس اتنی سی تیاری میں اتنی جان لیوا حد تک خوبصورت لگ رہی تھی وجدان شاہ کو اپنا دل اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا تھا ۔۔

وجدان شاہ کی آنکھوں میں خماری اترنے لگی تھی۔رگ وپے پر سرور ساطاری ہونے لگا تھا ۔۔

اس کی نظروں کی حدت سے وہ پگلی جی جان سے لرزی تھی۔یہ شخص اس کی جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا ۔

اس کی آنکھوں میں جذبات کی طغیانی دیکھ نازک سادل بری طرح سے کپکپا رہا تھا ۔

"اف میرے چاند آپ اتنی پیاری کیوں ہیں یار ۔"

وہ اس کے قریب آتا ایک جست میں اسے واپس اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔۔

"سس۔۔۔سائیں کک۔۔۔کچھ ہے آپ کے لیے۔۔۔پلیز چھوڑیں ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔وہ جو بغور اسے تک رہا تھا اس کے نازک لبوں کی لرزش پر بری طرح سے بہکا تھا۔۔پر اس سے پہلے کہ وہ مدہوش ہو کر گوئی گستاخی کرتا وہ اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے لبوں پر رکھ گئی ۔

"ابھی مجھے بس آپ چاہیے ہیں بس۔"

وہ اس کا چھوٹا سا گلابی ہاتھ وہیں پکڑ کر چومتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا چاند کی جان پر بنی تھی جس کی دن بادن بڑھتی دیوانگی و جنونیت اب اسے ڈرانے لگی تھی ۔

"سس۔۔۔سائیں پلیز دد۔۔۔دیکھ تو۔۔۔لیں۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی بمشکل بولی تھی جس پر وہ اپنے جذبات پر پہرا لگاتا اثبات میں سر ہلا گیا ۔

چاند نے سکون کا سانس لیا تھا کیونکہ اسے امید نہیں تھی کہ بے لگام گھوڑا اسے سنے گا ۔

"بس دس منٹ ہیں آپ کے پاس میرے چاند۔۔اس کے بعد میں کچھ نہیں سنوں گا ۔"

وہ نرمی والفت سے بولا تھا چاند کے خلق میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی ۔

★★★★★

"یہ میں نے آپ کے لیے کچھ بنایا ہے ۔"

وہ اس کے حصار سے نکلتی پینٹنگ کو اٹھاتی اسے تھما گئی جیسے بہت خوبصورت طریقے سے پیک کیا گیا تھا۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

وہ مسکراتا اس کی پیکنگ کھولنے لگا اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا وہ ایک پینٹنگ تھی۔ پر جیسے ہی پیکنگ ریموو کرتے وہ شاہکار اس کے سامنے آیا وہ دھنگ رہ گیا تھا ۔

آنکھوں میں ستائش ابھری تھی ۔

"کیالگاسائیں ۔۔"

وہ پر جوش سی تھی اس کی رائے جاننے کو۔وہ اسی کی تو تصویر تھی ۔

ہاں اس ظالم شہزادے سے مسیحا بننے کا یہ تحفہ تھا اسے چاند کی جانب سے۔۔

وجدان شاہ یک ٹک اس شکار کو دیکھے گیا ۔۔

جس میں وہ ایک پھولوں کی وادی میں ایک درخت سے لگا بیٹھے تھا اور چاند اس کے سامنے گھٹنے پر سر رکھے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔پینٹنگ میں وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے ۔۔

اتناخوبصورت منظر تھااسے یقین ہی نہ آیا تھاکہ اسے چاندنے بنایا تھا۔پر ایک چیز اسے خیران کر گئی تھی وہ تھااس کالباس جواس نے پہن رکھا تھایہ وہ واحد شلوار قمیض تھی جواس کی اورزوار شاہ کی ایک سی تھی پر اسے پہننے اسے کافی وقت ہو گیا تھا ۔

اسے یاد تھاجب وہ دودن کے لیے پاکستان گیا تھاتوتب زوار شاہ نے اسے زبردستی یہ سیاہ لباس پہنایا تھااور بادامی اجرک بھی شانوں پر ڈالی تھی ۔

جس پر رابعہ بیگم اس کے صدقے واری گئیں تھیں کہ وہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔تو کیاتب چاندنے اسے دیکھا تھا ۔

"آپ نے مجھے دیکھا تھا چاند اس لباس میں۔۔"

وہ پینٹنگ رکھتا چاند کو شانوں سے تھام کر بے قراری سے دریافت کرنے لگا ۔

اس کے سوال پر چاند کی آنکھوں میں اذیت ابھری تھی چہرہ پر خوف کے سائے گہرے ہوئے تھے ۔۔

"دد۔۔۔دیکھا تھا ۔"

وہ بمشکل خود کو کمپوز کرتے بولی تھی۔وہ اسے کیا بتاتی دیکھنے کی قیمت چاند احمد نے موت کے منہ جا کر چکائی تھی ۔

"پر میں نے کیوں نہیں دیکھا آپ کو آپ کہاں تھیں ۔۔"

وہ بلکل بھول گیا تھا وہ کیا پوچھ بیٹھا تھا چاند سے کونسے اذیتوں کے باب کھول بیٹھا تھا اس نازک سی جان پر ۔

"کیونکہ چاند کو دو دن سے بھوکا پیاسا ایک اندھیرے کمرے میں قید کیا گیا تھا جہاں نہ روشنی تھی نہ زندگی ۔۔"

وہ اس کی گرفت سے نکلتی ہزیانتی ہوتی چلائی تھی۔ وجدان شاہ ایکدم سے سکتے میں آیا تھا۔ جو وہ نہیں چاہتا تھا وہ ایک بار پھر سے کر گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا اس کا ایک سوال اس کی متاعِ جاں کو اذیتوں کے دلدل میں دھکیل گیا تھا ۔

"چاند ۔۔"

وہ نرمی سے اسے پکارتا اس کی جانب بڑھا تھا۔ پر وہ قدم پیچھے کی جانب لینے لگی تھی ۔

"دور رہیں ۔۔"

وہ ہزیانتی انداز میں چلاتی وجدان شاہ کا ہاتھ جھٹک گئی۔ وہ بنا اس کی مزاحمت کی پرواکرتے اسے خود میں بھینچ گیا ۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔خدارا۔۔ چھوڑ دیں۔۔وہ آجائیں گی۔۔ مم۔۔۔مجھے مار دیں گی ۔"

وہ روتے ہوئے خوف زدہ ہوتی چلائی تھی۔وجدان شاہ کو اذیت سے اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا ۔

"کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا آپ کو اب میرے چاند۔۔میرے جنون بس کر دیں ۔میں آپ کے پاس ہوں کوئی آپ کو تکلیف نہیں دے سکتا ۔۔"

وہ نرمی سے اٹھائے بیڈ پر ڈالتا اس کے پہلو میں دراز ہوتا اسے اپنے سینے میں چھپا گیا ۔۔

"مم۔۔۔مجھے چھپا لل۔۔۔لیں پلیز ۔"

وہ اس کے وجود میں چھپنے کی کوشش کرتی سسکتے بولی تھی۔ وجدان شاہ میں مزید سختی سے اسے خور میں بھینچ تھا ۔

"جب بھی چاند پینک کرے آپ اسے محبت سے اس فیز سے نکالیں گے مسٹر شاہ ۔۔ کسی بھی طرح سے اس بات کو ان کے دماغ سے غائب کرنا ہے جو ان کے اٹیک کو ٹریگر کرتی ہے۔۔ آپ ہز بینڈ ہیں چاند کے کیا کرنا ہے آپ بہتر جانتے ہیں ۔"

ڈاکٹر عالیہ کی باتیں اس کی سماعت میں گھونجی تھیں۔ تبھی وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے کروٹ بدلتا اسے بیڈ پر ڈال گیا ۔۔

"شش۔۔۔بس میری جان مزید تکلیف نہیں دیں خود کو ۔"

وہ اس کے نازک سے کپکپاتا وجود پر سایہ کرتا اس کی آنکھوں کی نمی اپنے لبوں پر سمیٹ گیا۔۔وہ اس کی قربت پر رونا بھول کر سرخ ہوئی تھی ۔

اس کے سرخ ہوتے عارضوں کو اپنے لمس سے مہکاتے وہ اس کے گلابی رخسار چوم گیا وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں موند گئی ۔

"آئی لو یو جانِ وجدان ۔۔"

وہ اس کے پسندیدہ الفاظ اس کی سماعت میں سرگوشی میں بولتا اسے اذیتوں کے در سے کھینچتا اپنی محبت کے خوبصورت جہاں میں لے آیا ۔۔

"بے پناہ عشق ہیں آپ میرا میرے چاند۔۔میری محبت میری آتشِ دیوانگی کے سارے رنگ آپ ہی سے تو زندہ ہیں ۔۔"

وہ نرمی سے اس کے وجود سے شال جدا کرتا اس کی سماعت میں سحر گھولتی سرگوشیاں کرتا اس کی شہ رگ پر جھکتا اپنا لمس چھوڑنے لگا وہ اس کی مونچھوں کی چبھن اور لمس کی آگن سے بری طرح سلگی تھی ۔۔

"سس۔۔۔سائیں ۔"

وہ تڑپی تھی اس کی جنونیت پر جو پر شدت ہوتا اس کی جان نکالنے لگا تھا ۔

"جی سائیں کے عشق۔۔"

وہ کے شانے سے شرٹ ہٹاتے وہاں اپنا لمس چھوڑتا خود بھی مدہوش ہونے لگا تھا ۔

"پھر۔۔۔سے کہیں نہ ۔۔"

وہ اس کی شرٹ کو تھامتے ملتجی لہجے میں بولی تھی۔وہ بار بار وجدان شاہ سے اظہار چاہتی تھی جتنی بار وہ اظہار کرتا تھا اسے اپنے وجود میں روح کا احساس ہوتا تھا ۔

اپنی دھڑکنوں کا احساس ہوتا تھا جب وہ وجدان شاہ کے نام پر دھڑکتیں تھیں ۔

"آئی لو یو میرے چاند۔۔آئی لو یو میرے دلبر سائیں۔۔آئی لو یو جان سائیں

"۔

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اسے اپنے سامنے کرتا اس کے دلکش چہرے کو تکتے بار بار اظہار کرتا اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں کی نازکی چنتا عملی اظہار بھی کرنے لگا تھا۔

بے حد نرمی و ملائمت سے بے حد ناز کی سے اس کے وجود میں اپنے جذبات کی حدت بھرتا وہ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

وہ آہستہ آہستہ اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں منتقل کرتا چاند کو زلزلوں کی زیر اثر کر رہا تھا ۔۔

وہ نازک سی پری اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی اپنی دھڑکنوں کی بغاوت پر بکھرنے لگی تھی جو شدت سے اس شخص کی پناہوں کی طلب گار ہونے لگیں تھیں ۔۔

بے بسی سے آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔ وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی خود کو وجدان شاہ کے سپرد کرتی آنکھیں میچ گئی۔ سانسوں کی تنگی پر جان نکلنے لگی تھی پر وہ ظالم بنا آج اس کی جان ہی تو نکال رہا تھا ۔

کچھ ہی پل میں وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا وہ گہرے گہرے سانس بھرتی پاگل سی ہوئی تھی ۔

پورے وجود کو جیسے کسی بھٹی میں سلگا دیا تھا جیسے۔نازک سا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

خنک موسم میں بھی اس کا پور پور نم تھا۔۔وہ لائٹس گل کرتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا پوری شدت سے اسے خود میں سمو گیا تھا ۔

وہ نازک جان اس کی بے باکیوں پر نم جان ہوتی اس کی پشت پر ناخن گھاڑ گئی ۔

"آپ ٹھیک ہیں میرے چاند ۔۔"

کچھ ہی دیر میں وہ اس کے بکھرے کپکپاتے وجود کو اپنے سینے پر ڈالتا محبت والفت سے دریافت کرنے لگا ۔

جس پر وہ نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی اس کے سینے کے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتی نوچ گئی ۔

"ہاہاہاہا۔۔۔اُف میرے دلبر سائیں اتنا غصہ۔"

وہ واپس اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے چہرے سے بال ہٹاتے شریر ہوا تھا جس پر وہ غصے سے اس کے شانے پر مکا رسید کر گئی ۔۔

"بب۔۔۔ برے ہیں آپ ۔۔"

وہ نم لہجے میں بولتی وجدان شاہ کی رگ رگ وجان میں سرور ساطاری کر گئی ۔

وہ جھکتا اس کے قاتل تل کو اپنے شدت بھرے لمس سے گلال کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا۔ وہ اس کی شدت پر لرزتی اپنی بوجھل ہوتی پلکیں اٹھائے وجدان شاہ کے جھکے سر کو دیکھتی حیا سے نم ہوتی آنکھیں موندے گئی ۔

جو ایک بار پھر سے اس کے مخملی وجود میں گم ہوتا اس کے چہرے کے کناروں کو اپنے لمس سے مہکاتا اس کی نازک مخروطی انگلیوں کو اپنی آہنی انگلیاں میں الجھائے اسے بے بس کر گیا تھا ۔

وہ اس کے دہکتے لمس کو اپنی گردن پر سرکتا محسوس کرتی گہرے گہرے سانس بھرتی اس کی شدتوں کو برداشت کرنے لگی جو اس کی جان نکال رہیں تھیں ۔

★★★★★

وہ بیڈ پر لیٹا سخت بے چینی کا شکار تھا پہلے ہی گھر آتے آتے رات کا ایک بج چکا تھا کیونکہ زوار شاہ نے اسے کلیم نامی شخص کے روم میں کیمرہ اور منی مائک فٹ کرنے کا کام دیا تھا ۔

جو بے حد مشکل سے اس نے سرانجام دیا تھا۔اور جب وہ گھر آیا تو انایو سف اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی ۔

جس پر وہ مزید کڑا تھا کیونکہ اس کا روم بند تھا۔۔وہ اس کی بیوی تھی کیا اسے اس کی ذرہ پروانہ تھی ۔

اس کا دل چاہا وہ ہر چیز تہس نہس کر دے آج کل دل عجیب بغاوت پر اتر آیا تھا ۔

اگر وہ چھٹانک بھر کی لڑکی اسے نظر نہ آتی تو وہ پاگل سا ہونے لگتا تھا۔اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اس کی گچی مروڑ دے ۔۔

پر پھر کچھ سوچ کر اس کے لبوں پر ایک کمینی سی مسکراہٹ رقص کر گئی ۔

"اناڈارلنگ حدید خان کو بے چین کر کے سکون تمھارے حصے بھی نہیں ائے گا ۔"

وہ اپنے وجود سے جیکٹ اتار کر پھینکتے شرٹ کے بٹن کھولتے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر کو نکلا تھا ۔

انا یوسف کے روم کا ڈور بند دیکھ اس کے لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ رقص کر گئی۔اپنی جینز کی پاکٹ سے ایک چابی نکالتا وہ اس کے ڈور میں لگاتا کلک کی آواز سے ڈور اوپن ہوا تھا ۔

وہ دھیرے سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔اور وہ جو کب سے لاؤنج میں اس کا انتظار کر رہی تھی حدید خان کی بائک کی آواز پر پھرتی سے اپنے روم میں آکر بند ہو گئی تھی ۔

پر اب حدید خان کے اپنے روم میں آنے پر وہ بری طرح سے خوفزدہ ہوئی تھی ۔وہ سختی سے آنکھیں بند کرتی خود کو سوتا ظاہر کرنے لگی ۔

وہ چلتا اس کے قریب آیا تھا۔اس کے دلکش چہرے پر نظر پڑتے ہی رگ وپے میں سکونت سی اتری تھی۔اناکا دل لرزنے لگا تھا ۔

وہ اس کے پہلو میں دراز ہوتا بنا لحاظ کیے اسے کھینچتا اپنی بانہوں میں بھر گیا۔ وہ اس اچانک ہوئی افتاد پر بری طرح سے کپکپاتی چلائی تھی ۔

"چپ ۔۔۔"

وہ اسے گھرتا غرایا تھا۔ جس پر وہ چپ ہوتی سہمی سہمی نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔ اس پر ستم اس کے شرٹ کے کھلے گریبان سے چھلکتا اس کا کسرتی مظبوط سینہ۔۔۔

اسے اپنی ہتھیلیاں بھگتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

اس کی سبز جھیل سی آنکھوں خوف کی نمی دیکھ حدید خان کو اپنا دل ان سبز کانچ سے نین کٹوروں میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا ۔

"خ۔۔۔خان ۔"

بمشکل لبوں سے برآمد ہوا تھا حدید خان نے اس کے کپکپاتے لبوں کی جنبش پر اپنا خشک ہوتا خلق تر کیا تھا ۔

"ظالم جادو گرنی ۔"

وہ اس کے چہرے پر پھونک مارتا سرگوشی میں بولا تھا انا کی بڑی بڑی غلافی آنکھیں مزید بڑی ہوئیں تھیں۔وہ بغور اس کے چہرے کو تکتا اس کی ٹھوڑی کے خم کو انگوٹھے کی مدد سے سہلانے لگا ۔

وہ نازک جان اس کے پر حدت لمس پر سانسیں روک گئی وہ پچھلی ملاقات کی وجہ سے پہلے ہی اس سے کافی خوف زدہ تھی ۔

پھر پتہ نہیں کیا ہوا کہ وہ اٹھتا ایکدم سے اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"خان ۔۔"

وہ اس اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے چلائی تھی۔دل جیسے باہر آنے کو ہوا تھا۔وہ بنا اس کی مزاحمت پر دھیان دیے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

جیسے دیکھا اناجو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی ۔

"خان پپ۔۔۔۔پلیز نو۔۔۔خان لیو می ۔"

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی اس کی بانہوں سے نکلنے کی کوشش کرتی روتے ہوئے چلائی تھی پر وہ بنا اس کی مزاحمتوں پر دھیان دیتا اسے اپنے روم میں آتا پاؤں سے دروازہ دھکیلتے اسے لیے بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

"اناحدید خان چپ اب اگر آپ کی آواز آئی تو زبان کھینچ کر گردن پر لپٹ دوں گا ۔"

وہ اس پر جھکتا اسے بری طرح سے ڈپٹتا اس کی جان سکھا گیا تھا۔ کتنا ظالم تھا وہ نہ جینے دیتا تھا نہ مرنے دیتا تھا ۔

"انا کون ہوں میں آپ کا۔"

وہ اسے سہما دیکھ اس کے رخسار کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے مدھم آواز میں پوچھنے لگا ۔

"شش۔۔۔شوہر".

اس کا لمس اپنے رخسار پر محسوس کرتی وہ سرخ رنگ ہوتی بمشکل بولی تھی ورنہ آواز خلق میں ہی ناپید ہو گئی تھی۔اس کے جواب پر حدید خان کی آنکھوں میں خماری اتری تھی ۔

"تو بیوی کیا شوہر سے دور دوسرے روم میں رکھتی ہے ۔"

وہ بڑی معصومیت سے جواب طلب تھا انا یوسف کا دل چاہا یا تو وہ اپنا سر پھاڑ لے یا اس شخص کے سر پر کوئی شے دے مارے ۔

کیونکہ اس نے خود ہی اپنے اور اس کے رشتے کی اوقات دیکھاتے اسے الگ روم میں پھینکا تھا۔اقراب کیسے رات کے ایک بجے اسے اس کے روم سے زبردستی اپنے روم میں لا کر اسے یاد دلا رہا تھا کہ میاں بیوی ایک ساتھ رہتے ہیں ۔

"خ۔۔۔خان پلیز بب۔۔بند کک۔۔۔کریں یہ سب۔مجھ جانے دیں پلیز
۔"

وہ اس شخص کی سائکی سے شدید خوف زدہ تھی۔اس کی بات پر حدید خان کے چہرے پر سختیاں ابھریں تھیں ۔

خ۔۔۔خان پلیز بب۔۔بند کک۔۔۔کریں یہ سب۔مجھ جانے دیں پلیز ۔"

وہ اس شخص کی سائکی سے شدید خوف زدہ تھی۔اس کی بات پر حدید خان کے چہرے پر سختیاں ابھریں تھیں ۔

"ابھی کیا کہا ہے میں نے کہ آپ میری بیوی سے ہیں اور بیویاں ہمیشہ شوہر کے ساتھ ہی جچتی ہیں۔دور رہنے سے تو فاصلے بڑھتے ہیں میری جان ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا چہرہ اپنے بے حد قریب کرتے جنونیت سے بولا تھا انایوسف کو اس سے خوف آیا تھا ۔

"خ۔۔۔خان پلیز ۔"

وہ سسکی تھی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرنے لگے تھے۔وہ عجیب جنونی انداز میں اسے دیکھتا ۔

آپ فورس جوائن نہیں کریں گی ۔"

وہ اس کی کانچ سی سبز آنکھوں میں دیکھتا تحکم بھرے انداز میں بولا تھا ۔

انایوسف پر سکتہ طاری ہوا تھا۔وہ ایک اچھی ہیکر تھی۔زوار شاہ بھی اسے سپورٹ کر رہا تھا کچھ ہی دن میں اسے وہ ٹیسٹ کے لیے جانے والی تھی اور آج وہ اسے فورس میں نہ جانے کا حکم سنا رہا تھا ۔

"خ۔۔۔خان پلیز ایسا نہیں کہیں ۔"

وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے بے رحم حکم پر۔ وہ بے حد نرمی سے اس کی کانچ سی سبز آنکھوں پر اپنے لب رکھتا اس کے سارے آنسو اپنے لبوں سے چن گیا تھا ۔

وہ بری طرح سے سسکی تھی۔ کتنی خواہش تھی اسے اپنے بابا کی طرح اپنے وطن کے لیے کچھ کرنے کی اور اپنے وطن پر اپنے بابا کی طرح ہی شہید ہونے کی ۔

"میری بات سنیں دل جانیہ۔۔۔اپنی نازک سی جان پر رحم کھائیں میری جان۔ آپ اپنے خان پر دھیان دیں نہ ۔"

وہ اس کی مرمرائی بازوں پکڑ کر اپنی گردن میں ڈالتا الفت و وارفتگی سے بولا تھا جس پر وہ لرزتی شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"ایسے نہ قاتل نینوں سے دیکھیں انا یوسف برا کروں گا آپ کے ساتھ۔ آپ کہ ان قاتل نینوں کے وار حدید خان کو بھڑکاتے ہیں بری طرح سے ۔"

وہ اس کی گردن سے بال ہٹاتے مخمور لہجے میں بولا تھا وہ بری طرح سے کپکپائی تھی ۔

انا یوسف کو خوف آیا تھا اس گرگٹ سے انسان سے جو اتنی جلدی کیسے بدل گیا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا ۔

وہ مدہوشی سے اس کی شہ رگ پر جھکتا ناک ٹریس کرتا اس کی مہک خود میں اتارنے لگا ۔

وہ مرنے کو ہوئی تھی سانسیں جیسے سینے میں ہی اٹک گئیں تھیں ۔

"پلیز خان مم۔۔۔میرا خواب۔۔آہہہ"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی بولی رہی تھی پر شاید حدید خان کو اپنی نفی پسند نہیں آئی تھی تبھی وہ اس نازک سی جان کی شہ رگ پر دانت گاڑ گیا ۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔کتنا ظالم تھا وہ ذرہ سا بھی ترس نہیں آتا تھا اسے اس پر ۔

"مجھے اچھا نہیں لگتا جب کوئی میری نفی کرتا ہے انا یوسف۔ تو احتیاط کریں میری جان ۔"

وہ اس کے رونے پر نرمی سے بے تحاشہ اپنے دیے گئے زخم پر بوسے دیتا اسے پور پور نم کر گیا تھا۔

"آ۔۔۔آپ برے ہیں ۔"

وہ رخ دوسری جانب موڑتی بمشکل روندھی آواز میں بولی تھی ۔

"یہ اچھا ہے۔۔۔آپ کو یہ بات پتا تو چلی ۔"

وہ چہرہ موڑنے سے نظر آتی اس کی گردن کی رگ کو سہلاتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔انا یوسف روہنسا ہوئی تھی ۔

یہ شخص کسی جن کی مانند اس کی جان کو چمٹ چکا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے اپنے روم میں جانا ہے ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے پرے دھکیلنے کی سعی کرتی کپکپاتے لہجے میں بولی تھی ۔

"بھول جائیں اسے میں سٹور روم میں بدل دوں گا جواب آپ نے وہاں جانے کا سوچا بھی ۔۔"

وہ درشتی سے بولتا اس کے چہرے کے کناروں پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے حواس چٹختے لگا تھا ۔

انا کو اپنی سانسیں ڈھونکی کی مانند چلتی محسوس ہو رہیں تھیں ۔

جان تو تب نکلی جب اس ظالم کی کھردری انگلیوں کا لمس اسے اپنی کمر پر سرکتی محسوس ہوا ۔۔

"انا یوسف آپ کی یہ نازک کمر کسی دن حدید خان کی گرفت میں اس کی شدتوں کے وار سہتے چیخ جائے گی یار ۔"

وہ مزید پھیلتا دونوں ہاتھوں سے اس کی جان نکالنے لگا تھا۔ تھوڑا اوپر کو ہوتے اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالی تھی جس پر انایوسف کی آنکھیں پھٹ پڑیں وہ کیا کرنے کی سوچ رہا تھا ۔

وہ جھکتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا وہ سر تا پاؤں سرخ ہوئی تھی اس کے برہنہ کسرتی سینے کی جانب دیکھتی ۔۔

"خان پلیز ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ رہی تھی۔ وہ ایکدم سے بیڈ پر گرتا اس نازک سی گڑیا کو اٹھا کر اپنے سینے پر ڈال گیا ۔۔

"مر کیوں رہیں ہیں میری جان ۔"

وہ اس کے چہرے سے بال ہٹاتے انگوٹھے کی مدد سے اس کے نچلے لب کو سہلاتا مدہوشی سے دریافت کرنے لگا۔ وہ پور پور لرزتی اس کے رحم و کرم پر تھی ۔۔

"آپ کک۔۔ کو کیا ہو گگ۔۔۔ گیا ہے کپٹن ۔۔"

وہ بمشکل بولی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا اس کے سرخ سفید آہنی وجود کو دیکھتے دل کی حالت عجیب سی ہونے لگی تھی ۔

گردن اور پیشانی نم ہوتی محسوس ہوئی تھی اسے اپنی ۔۔

"یہ تو آپ بتائیں۔ کیا پھونکا ہے مجھ پر کہ اتنی دلکشی سی در آئی ہے آپ کے وجود میں کہ کہیں اور دیکھنے کو یہ آنکھیں اور دل رضی ہی نہیں ہو رہا ۔"

وہ سارا ملبہ اس ہر ڈالتا خود کو راہو گیا تھا ۔

"مم۔۔۔ میں نے نہیں کیا کچھ بھی سچ میں ۔"

وہ سہمی سی اس کی جانب دیکھتی اپنی صفائی میں بولی تھی۔ حدید خان کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا اپنی معصوم سی شیرنی پر ۔

تبھی وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کی نرم گرم سانسیں چن گیا۔ وہ تڑپ اٹھی وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک چراتا اسے بے جان کرنے لگا تھا ۔۔

شدت اس قدر تھی کہ انایوسف کو لگا جیسے دل سینا چیر کر باہر نکل آئے گا پورا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔ جبکہ حدید خان تو اس کا ٹھنڈا گلداز لمس پاتے دیوانگی کی حد تک پر شدت ہوا تھا انا کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں وہ اس کے شانے نوچتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

گھٹتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر وہ آنکھیں نم کر گئی۔ وہ بے بسی سے بے جان سی ہوتی ڈھ سی گئی تھی تبھی وہ ہوش میں آتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو آزادی دیتا اسے خود سے لگائے اس کی پشت سہلانے لگا ۔

وہ آنسو بہاتی اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی دیکھنے لگی اپنی انگلی پر لگے خون کو دیکھ وہ مزید سہمتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔۔

سانسیں بھری طرح سے بکھری ہوئیں تھیں ۔

"گندے۔۔۔ برے آئی ہیٹ لو۔۔ مم۔۔۔ میں مر جاتی ابھی ۔"

وہ اس کے شانے پر مکے مارتی روتے ہوئے چلائی تھی ۔

"بس بس میری چھوٹی سی جان۔۔اب اپنے خان کے پاگل پن کو بس آپ ہی کو برداشت کرنا ہے میری جان۔اس کا میں کچھ نہیں کر سکتا۔اس پر اتنی نشیلی ہو جاناں ہوش کس کافر کو رہتا ہے ۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولتا اپنی باتوں سے اسے مزید ہلکان کرنے لگا تھا ۔

"چھوڑیں مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ ۔"

وہ بری طرح سے اس کی بانہوں میں مچلتی بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی ۔

"شش۔۔۔ شش۔۔سو جائیں میرے کل جہان آب کچھ نہیں کہتا ۔"

وہ نرمی سے بولتا ملائمت سے اس کی کمر سہلاتا دونوں پر بلینکٹ کھینچتے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ گیا ۔

وہ اس کے سینے میں منہ دیتی آنکھیں میچ گئی۔ حدید خان نے اپنے جلتے دل میں پھوار سی برستی محسوس کی تھی تبھی اس کے بالوں پر لب رکھتا آنکھیں موند گیا ۔

★★★★★

آج دو دن ہو گئے تھے پر مجال جو وہ شخص نور سے بات بھی کر جاتا ۔

زوار شاہ نے امریکہ جانے کے لیے فلیٹ بک کروالیں تھی کل صبح چار بجے انھوں نے جانا تھا۔ سلطان شاہ بے حد خوش تھے ۔

پر ڈر بھی لگ رہا تھا کہ اگر وہ نہ مانا تو۔ پر یقین اس سے کئ زیادہ تھا کہ وہ اپنے بابا کو معیوس ہر گز نہیں کرے گا ۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا خود پر سپرے کر رہا تھا جب وہ ڈور کھولتی کسی مجرم کئ طرح سر جھکائے اندر آئی تھی ۔

زوار شاہ کے گردش کرتے ہاتھ رکھے تھے۔پر پھر وہ اسے اگنور کرتا اپنے بال سیٹ کرتا واڈروب کی جانب بڑھا تھا نور بمشکل آنسو پیتی اس بے مہر کی پشت تکنے لگی تھی جس کی ناراضگی اس کی جان نکال رہی تھی ۔

دو دن سے وہ نہ ٹھیک ہے کچھ کھا رہی تھی نہ پی رہی تھی اور اب سر بری طرح سے چکرا رہا تھا ۔

"شاہ ۔۔"

بمشکل اس کے لبوں سے سسکی کی صورت بر آمد ہوا تھا وہ جو اسے اگنور کرتا روم سے جانے لگا تھا نور کی زخمی سی پکار پر قدم تھمے تھے ۔

وہ اس کی جانب مڑتی سرخ ہوتی آنکھوں سے بے آواز التجائیں کرتی ہاتھ جوڑ گئی۔۔ زوار شاہ کا وجود زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔ انسو سے تر کملایا ہوا چہرہ جو اس کی بے رخی پر اپنی شادابی جیسے کھو سا گیا تھا۔ سوجے ہوئے پپوٹے بکھرت بکھرے تھے بال جیسے اسے سنوارنے کی زحمت نہ کی گئی ہو ۔

وہ تڑپتا اسے خود میں بھینچ گیا جس ہر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتے اس کے سینے پر سر رکھتی آنسو بہنے لگی ۔۔

"شش بس میرے دل ۔"

وہ اس کے بالوں پر بار بار لب رکھتا اس کے بالوں سہلانے ندامت سے بولا ۔

"ہم۔۔۔۔ہم مر جائیں گے شاہ۔۔۔آپ کی بے رخی مار ڈالے ہمیں ۔"

وہ بری طرح سے سسکتی مدھم آواز میں بولی تھی شاید ہمت ناپید تھی وجود میں

۔

"ایم سوری میرے دل نہیں ہوں خفا آپ سے۔مت دیں خود کو تکلیف ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنتے کرب سے بولا تھا وہ کیوں اتنا سخت ہو گیا تھا اس کے معاملے میں جانتا تھا وہ نازک سی تھی ۔

وہ تو اس سے ناز و نخرے اٹھواتی تھی اس نے کہاں زوار شاہ کی بے رخی برداشت کی تھی ۔

وہ اس کا لمس برداشت کرتی کپکپاتی اس کے حصار میں کھڑی تھی کتنا تڑپی تھی وہ اس لمس کو محسوس کرنے کو۔اس کے منہ سے محبت بھرے الفاظ سننے کو ۔

وہ مدہوش ہوتا اپنی جاناں کی کنپٹی پر لمس چھوڑتا اپنے لبوں نیچے کو سرکانے لگا ۔

وہ بھی تو تشنہ تھا ادھورا تھا اس نازک سی پری وش کے بنا جو اس کی زندگی کا کل اثاثہ تھی ۔۔

"بہت مس کیا آپ کو میرے دل۔۔۔آپ کے بنا تو زوار شاہ بھی کچھ نہیں۔ آپ کی تشنگی میری جان نکال لیتی ہے آپ کی کمی زوار شاہ کے دل کی دھڑکنیں روکنے لگتی ہے ۔"

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے وہ اس کے چہرے کے کناروں پر اپنا لمس چھوڑتا اپنی تشنگی مٹانے لگا ۔

وہ اپنے لرزتے دل کے ساتھ اس کے لمس کی شدت برداشت کرنے لگی۔دل ڈھونکی کی مانند دھڑک رہا تھا ۔

وہ چہرے کی سرحدیں عبور کرتا اس کی شہ رگ کو مہکانے لگا تھا وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی سانسیں بھاری ہونے لگیں تھیں جیسے ہوا میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو ۔۔

پر وہ مزاحمت نہیں کر رہی تھی اسے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں وہ اس سے ناراض ہی نہ ہو جائے اس کے دل ڈرنے لگا تھا اب اس کی ناراضگی سے وہ عجیب سی ہونے لگی۔یہ بات زوار شاہ نے بھی محسوس کی تھی ۔۔

وہ اس کی قربت میں مرنے کو ہو جاتی تھی اور آج ساکت سی کھڑی تھی۔ڈر سے کپکپاتی ۔

وہ لب بھینچتا اس سے دور ہوتا اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا دیکھنے لگا جس کے آنسو ٹوٹ کر گرتے اس کا چہرہ بھگونے لگے تھے ۔

زوار شاہ نے نرمی سے اس کا دلکش چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کی آنسو اپنے لبوں پر چنے تھے ۔

وہ ہاتھ اس کی پشت پر لے جاتا اس کی گردن کی پشت پر انگلیوں سے سطریں کھینچنے لگا۔وہ نظروں جھکائے ہوئے تھی۔زوار شاہ نے گہری نظروں سے اس کے چہرے کے ہر ہر ایکسپریشنز کو دیکھا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ کک۔۔۔ کہیں جا رہے ہیں ۔"

خاموشی سے گھبراتی وہ بمشکل دریافت کر گئی۔ گردن کی پشت پر رقص کرتی زوار شاہ کی پر حدت کھردری انگلیاں اس کے وجود میں سنسنی سی پھیلا رہیں تھیں ہر وہ ضبط کیے خاموش کھڑی رہی ۔

"ہمم۔۔۔بھائی کے پاس امریکہ جا رہے ہیں میں اور بابا ۔"

وہ سکون سے بولا تھا ۔

"اچھا ہے ۔"

وہ بولتی مدھم سا مسکرائی تھی۔زوار شاہ کے اعصاب تنے تھے وہ ایسی نہیں تھی وہ تو واویلا مچا دیتی کہ اسے بھی بھیو جانی کے پاس جانا ہے پر وہ خاموش تھی جو زوار شاہ جو بری طرح سے چھب رہی تھی ۔

"ہم پیکنگ کر دیں آپ کی ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی دل بری طرح درد کر رہا تھا پر وہ اب ذرہ ذرہ بات پر مخاذ آرائیوں پر اترنا نہیں چاہتی تھی اس کی ماں نے کہا تھا کہ نور بڑی ہو جاؤ اور وہ ہو گئی تھی ۔

ہاں اسے بے حد تکلیف ہو رہی تھی پر وہ بدلنا چاہتی تھی اپنے شاہ کے لیے وہ یہ بھی کر سکتی تھیں بے شک اسے اپنے اندر کی دل ائنور کو مارنا پڑ جاتا وہ کر گزرتی ۔

شاہ کی دو دن کی بے رخی نے اس کے اندر کی لاڈلی ضدی شوخ سی نور کو دیمک لگا دی تھی ۔

"میں نے کرلی ہے بس کچھ دیر پاس رہو ۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔وہ سرخ ہوتی آنکھیں موند گئی ۔

"کک۔۔۔کب جانا ہے ۔"

وہ ہمت جھٹاتی اس کی سانسوں کی تپش اور مونچھوں کی چبھن اپنے کندھے پر محسوس کرتی بمشکل بولی تھی ۔

"صبح ہی چار بجے کی فائلٹ ہے رات دو بجے تک نکل جائیں گے ۔"

وہ اسے آگاہ کرتا اس کے کندھے پر دیوانہ وار جا بجا اپنا لمس چھوڑتے اپنی دو دنوں کی تشنگی مٹانے لگا۔ وہ بری طرح سے کپکپائی تھی پورا وجود جیسے کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا ۔

"بہت مس کروں کا آپ کو میرے دل۔ دس دن کیسے کٹیں گے آپ کہ بنا ۔"

وہ اسے خود میں بھینچتا اس کے چہرے کے ہر نقوش کو اپنے لبوں سے معتبر کرتا کرب آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

نور کے اندر شاہ کی دل نے دھاڑے مارے تھے پر وہ کچھ نہیں بولی خاموشی سے اس کی منمایوں کو برداشت کرنے لگی جو اسے اپنی بانہوں میں بھر تا بیڈ کی جانب بڑھا تھا وہ خاموش سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے گلے سے دوپٹا اتار کر دور اچھال گیا وہ تڑپتی رخ موڑ گئی۔۔زوار شاہ کی آنکھوں میں خماری اتری تھی ۔

وہ نازک سا مچلی وجود کس قدر دلکشیاں اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔

وہ اس کے کی پشت پر لگی زپ کو دانتوں کی مدد سے سرکا گیا۔ وہ سر تکیے میں دیتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ اس ظالم کی شدتیں اس کی سکت سے باہر تھیں وہ ہمیشہ یونہی اسے اپنی بے باکیوں سے نڈھال کرتا تھا ۔

اب بھی وہ اس دلکش اپسرا کی رعنائیوں کو دیکھتا مدھم ہوتا اس کی دودھیا کمر پر دیوانہ وار اپنا پر شدت دہکتا لمس چھوڑتا اس کی سانسیں کھینچ رہا تھا ۔

وہ بری طرح سے لرزتی پور پور نم ہونے لگی تھی۔ جب برداشت کی حد ہوئی تو وہ مڑتی اس کے بے مہر کے سینے میں چھپی تھی ۔

وہ جو مسرور سا مدہوشی کے سمندر میں غرق تھا اسے اپنی بانہوں میں سموتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس نازک جان کی تھرتھراتی نرم و نازک پنکھڑیوں جو بڑی شدت سے اپنی سلگتی گرفت میں لے گیا ۔۔

وہ جو پہلے ہی بے جان سی ہو رہی تھی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگے تھے ۔

وہ ظالم پوری شدت سے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹتا دیوانہ وار اس کی سانسوں کے ہر لمس کو چراتا بہکتا کسی اور ہی جہاں میں پہنچ چکا تھا ۔

وہ چھوٹی سی گڑیا اس کی شدتوں سہتی اب ڈھ سی گئی تھی خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی تھی جو آج اس پر ذرہ رحم نہیں کھا رہا تھا ۔

سانسیں جیسے سینے میں ہی دب گئیں تھی لبوں پر ہوتی شدت جلن پر وہ جھٹ پٹائی تھی تبھی وہ اس ہر رحم کھاتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دے گیا ۔۔

وہ نیم جان سی ہوتی تکیے پر سر گرائے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ زوار شاہ نے بغور اس کیٔ جانب دیکھا تھا۔ جو بری طرح سے لرزتی بمشکل سانس لے رہی تھی آنکھوں سے نکلتے آنسو سرخ چہرہ۔ بکھرے بال عجیب بکھری سی حالت تھی اس کی ۔

"آپ ٹھیک ہیں میرے دل ۔"

وہ محبت والفت سے اس کے بال سنوارتے اسے گویا ہوا تھا۔ناجانے کیوں دل بری طرح سے بے چین تھا جیسے کچھ چھوٹ رہا تھا اس سے اور اسی کیفیت نے اسے عجیب جنونی بنادیا تھا ۔

"ہم ٹھیک ہیں بب۔۔۔ بلکل اب بہت ٹھیک ہیں ۔"

وہ مسکرا کر بولتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔زوار شاہ کو لگا جیسے وہ زبردستی مسکرائی ہو ۔

وہ اسے خود میں بھینچتا دونوں پر کمفرٹر ڈال گیا ۔

"میں وہاں جا کر آپ کو روز کال کروں گا آپ کے لیے فون لیا ہے وہاں ڈراؤ سے رکھا ہے ساری سیٹنگ بھی کر دی ہے۔کالج میں کوئی بھی مصلہ ہو آپ مجھے فوراً بتائیں گی اوکے میرے دل ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا نرمی سے بول رہا تھا۔وہ اثبات میں سر ہلا گئی ۔

"میں آپ کو بہت مس کروں گا پر جب آؤں گا تو آپ کے لیے میرے پاس ایک سرپرائز ہو گا ۔"

وہ اسے تکیے پر ڈالتا اس ہر جھکتے مسکرا کر بولا تھا نور نے بغور اس شخص کو دیکھا تھا جس کی جنونیت و دیوانگی بچپن سے اپنے لیے دیکھتی آ رہی تھی ۔

وہ بہت پوزیسو تھا اس کے معاملے میں پر شاید اس پچیس سالہ شخص کی دیوانگی سمجھنے کو وہ اٹھارہ سالا گڑیا بہت چھوٹی سی تھی ابھی ۔

"ہم انتظار کریں گے ۔"

وہ مدھم آواز میں نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔اور وہ اتنی پیاری لگی تھی کہ وہ نرمی سے جھکتا اس کی مسکراہٹ اپنی جنبش میں چنتا گیا ۔۔

وہ اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچ گئی پر اس بار اس ساحر نے زیادہ مشکل میں نہیں ڈالا تھا اسے وہ بے حد نرمی سے اسے آزادی دیتا واپس اس کا سر اپنے سینے پر سر رکھ گیا ۔۔

"آپ کچھ دیر آرام کر لیں شاہ ۔"

وہ اپنا بکھرا تنفس بحال کرتی سہولت سے اس کی بانہوں سے نکلتی ہنوز لہجے میں بولی تھی۔ زوار شاہ کے چین ہوا تھا اس کے اپنی بانہوں سے نکلنے پر ۔

"نہیں واپس آئیں۔ کچھ ہی وقت ہے میرے پاس تب تک کے لیے دوری نہیں چاہیے ۔"

وہ اسے گھورتا کسی ضدی بچے کی طرح بولا تھا جس پر وہ سوائے اس کی بات ماننے کے کچھ نہیں کر سکتی تھیں تبھی واپس سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

وہ واپس سے اسے خود میں سموتا پر سکون ہوا تھا اب وہ بار بار اس کے بالوں پر لب رکھ رہا تھا وہ اس کی دوری پر مضطرب تھا وہ محسوس کر رہی تھی اچھے سے ۔

★★★★★

وجدان شاہ کے جانے کے بعد وہ سو گئی تھی کیونکہ نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے اب سر بری طرح سے چکرا رہا تھا ۔

تین گھنٹے سونے کے بعد وہ اٹھی تھی تبھی لیلی اور ٹینا نے اسے تیار کیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں پر دل بری طرح سے اداس سا تھا ۔۔

وہ کچن میں آگئی کچھ بھی کرنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا تبھی کچھ بنانے کا سوچہ تھا ۔

"میم سر غصہ کریں گے پلیز آپ مجھے بتادیں میں بنادیتی ہوں ۔"

جین کی جان پر بنی ہوئی تھی کے کہیں اسے کوئی تکلیف ہی نہ پہنچ جائے۔تو وجدان شاہ طوفان کھڑا کر دیتا اگر اسے کھروچ بھی آتی تو وہ ان سب کی گردنیں اُڑادیتا ۔

"جین آپی پلیز نہ ہم سائیں کو نہیں بتائیں گے۔پلیز مجھے بنانے دیں کچھ نہیں ہوتا ۔"

وہ منت کرتے بولی تھی۔ڈل گولڈن کلر کی فرول فراک پہنے جو اس کے گھٹنوں تک آرہا تھا ساتھ بلوٹائٹس پہنے سیاہ بالوں کا رف سا اونچی جوڑا بنائے جس نے نکلتی کہیں لٹیں اس کے معصومیت سے بھرے دلکش چہرے کو چھو رہیں تھیں

۔

سفید کبوتر سے پاؤں ڈل گولڈن ہی سینڈل پہنے چہرے پر ہمیشہ کی طرح بس پنک گلوز لگائے برف سی رنگت میں اب وجدان شاہ کی قربت والفت کی سرخیاں گھلنے لگیں تھیں وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ جین لیلی اور ٹینا تھا تو دل کرت تھا اپنی اس پریوں سی پیاری مالکن کے گال چٹاچٹ چوم ڈالیں ۔۔

پر پھر اپنے سر کے خوف سے یہ سوچتے ہی کپکپی طاری ہو جاتی اگر اسے پتا چل جاتا تو کھڑے کھڑے ان کے دھڑوں سے گردنیں غائب ہو جاتیں ۔۔

"پر میم آگر سر کو پتہ چلا تو وہ ہمیں بارس کے آگے ڈال دیں گے ۔"

بارس کا سوچتے ہی ٹینا کے وجود میں کپکپی طاری ہوئی تھی ۔

"بارس کون ہے ۔"

وہ ٹینا کے منہ سے سنتی وہ متجسس ہوئی تھی جین گڑ بڑائی تھی ۔

"کوئی نہیں ہے میم اس کی تو عادت ہے ایسے ہی بولنے کی۔ پلیز بس آپ کچھ بھی نہ کریں ہمیں حکم کریں ہم سب کر دیں گے نہ ۔"

وہ منتوں ہر اتر آئی تھی۔ چاند کو اب غصہ آنے لگا تھا۔ مطلب اب وہ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھیں ۔

"نو سب جاؤں یہاں سے اب۔۔۔اور خبر دار جو مجھے اب کسی نے روکا ۔"

وہ اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھینچتے چھوٹی سی پیشانی پر بل ڈالے غصے سے بولی تھی ۔

"پرمیم ۔۔"

لیلی نے کچھ کہنا چاہا پر وہ اس کی بات کاٹتے انھیں کچن سے باہر نکلنے کا حکم سنا گئی ۔

"آؤٹ ۔۔۔"

وہ آنکھیں میچتی چلائی تھی جس پر وہ بوکھلاتی باہر نکلیں تھیں ان کے نکلتے ہی وہ کچن کا ڈور بند کرتی اسے اندر سے لاک کر گئی۔

باہر ان تینوں کے ساتھ ساتھ دوسری ملازمین کی بھی جان پر بنی تھی ۔

چاند کی آنکھیں چمکیں تھیں وہ پورے کچن میں گھوم کر اس کا جائزہ لیتی اپنی مطلب کی چیزیں تلاش آنے لگی پر ایک پل کو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا تھا وہ شلف کو تھام گئی یہ ہو کیا رہا تھا اس کے ساتھ آج صبح سے ہی دماغ گھمے جا رہا تھا

۔

وہ وہاں رکھی چیئر پر بیٹھتی پھر ہاتھ بڑھا کر ڈائننگ ٹیبل پر رکھے انگور اٹھا کر منہ میں ڈالا تھا۔ پر اس کا کھٹا میٹھا ٹیسٹ اسے اچھا لگا تھا وہ اب پورا گچھا اٹھا کر رغبت سے کھانے لگی ۔

پھر وہ اٹھی اور فریج کی جانب بڑھی پر وہاں پڑی ساری میٹھی چیزوں کو دیں اس کا منہ بنا تھا۔ اور خوشبو سے اسے ابکائی آئی تھی تبھی بند کرتی وہ کیبن کھول کر دیکھنے لگی نوڈلز نظر آتے ہی اس کی آنکھیں چمکیں ۔

آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا پر ان کی مالکن باہر نہیں آئیں تھیں وجدان شاہ کے غصے کا سوچتے ٹانگیں تھر تھر کانپ رہیں تھیں ۔

دوسری جانب وجدان شاہ جیسے ہی میٹنگ سے فارغ ہوا فوراً سے لیپ ٹاپ سے اپنے روم کی فوٹیج آن کی تھی ۔

پر اس کا روم خالی تھا بالکنی میں بھی وہ نہیں تھی اس نے ہال کی فوٹیج دیکھی پر وہ وہاں بھی نہیں تھی نہ لون میں نہ سوئمنگ پول ایریا میں نہ ٹیرس پر وہ ایکدم سے سیدھا ہوا تھا جان جیسے سینے میں اٹکی تھی وہ فوراً جین کو کال ملاتے آفس سے تقریباً بھاگتے نکال تھا دوسری جانب جین نے کپکپاتے کال اٹینڈ کی تھی ۔۔

"یی۔۔۔یس سر۔"

وہ بمشکل بولی تھی ۔

"چاند کہاں ہے جین ۔"

وہ اتنی اونچی آواز میں دھاڑا تھا کہ جین کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی ۔

"وو۔۔۔۔وہ سر ۔"

خلق سے آواز نکلنے سے انکاری تھی جیسے ۔

"جین سپیک کویکلی ڈیم اٹ ۔"

Jane, speak quickly, damn it.

وہ غصے سے پاگل ہوتا چلا یا تھا۔اسے لگ رہا تھا جیسے وجود سے جان سرک رہی ہے اگر چاند کو کچھ ہو گیا تو ۔۔

"سس۔۔۔ سر میم کک۔۔کچن میں ہیں ۔"

اس نے مشکل سے اپنی بات مکمل کی تھی وجدان شاہ نے فوراً سے اپنے موبائل سے کچن کی فوٹیج اوپن کی تھی جہاں اس کا دلکش سا چاند کچھ بنانے میں مگن تھا ساتھ ساتھ وہ آلو بخارے کو بھی کچل رہی تھی ۔

وجدان شاہ نے گاڑی ریش انداز میں گھر کو موڑی تھی کہ کہیں وہ خود کو کوئی نقصان ہی نہ پہنچا لے ۔

وہ کم ہی آفس جاتا تھا اور اگر جاتا تھا تو اسے چاند کی فکر لگی رہتی تھی کہ کہیں اسے کچھ ہو نہ جائے آگر وہ اکیلی ڈر رہی ہوئی تو ۔۔

★★★★★

وہ ریش ڈرائیو کرتا گھر پہنچا تھا جہاں ہال میں ساری ملازمین سر جھکائے کچن کے دروازے کے سامنے کھڑیں ہوئیں تھیں ۔

اور سب کے چہرے ڈرے ہوئے تھے اور بے چین تھے کیونکہ ان کی چھوٹی سی مالکن نے انھیں ڈرایا ہوا تھا ۔

وہ اپنی جیب سے وائس کمانڈ نکالتا ڈور اوپر کر گیا جس پر چاند نے مڑ کر دیکھا تھا۔ پر پھر منہ بسورتی واپس سے اپنے کام میں لگ گئی کیوں اب اس نے اسے بلکل کام کرنے نہیں دینا تھا ۔

اور ایسا کرتی وہ اتنی پیاری لگی تھی کہ وجدان شاہ کی جان سے فدا ہوا تھا۔ وہ دھیرے سے ڈور بند کرتا اس کی جانب آتا اپنے ہاتھ اس کے پہلو سے لپیٹتے وہ ایک جھٹکے میں اس کی پشت اپنے سینے سے لگا گیا ۔

وہ مشکل سے اس کے سینے تک آتی تھی وجدان شاہ نے جھکتے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے ۔

چاند کے ہاتھ لرزے تھے دل یکبارگی سے دھڑکا تھا ۔

"کیا کر رہا ہے میرا دلکش سا چاند ۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتے اس کے بالوں کی سوندھی سوندھی سی خوشبو اس کے وجود میں تازگی بھرنے لگی تھی ۔

وہ ہاتھ بڑھاتا اس کے بالوں کو جوڑے سے آزاد کر گیا وہ کپکپائی تھی ۔

"سس۔۔سائیں ۔۔"

بمشکل سرگوشی کی مانند لرزتے لبوں سے برآمد ہوا تھا۔آلو بخارے اور املی کی چٹنی بن گئی تھی تبھی وہ برنراف کر گئی ۔

"جی سائیں کے چاند ۔"

وہ اس کے دراز بالوں کو مٹھی میں برتا مدہوشی کے عالم میں انھیں اپنے چہرے کے قریب کرتا ان کی مہک اپنی سانسوں میں بھرنے لگا ۔۔

"کچن میں کیوں آئیں آ گر کچھ چاہیے تھا تو جین یا لیلی سے کہہ دیتیں آپ میرے سرکار ۔"

وہ اس کی گردن سے بال ہٹاتا اس کی گردن اور کندھے کے درمیان ناک ٹریس کرتا اس کی جان سکھانے لگا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں مجھے بھوک لگی ہے بب۔۔۔بہت۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔وہ مدہوش ہوتا کندھے سے فراک ہٹاتا اس کی دودھیا نرم جلد پر اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا جو اس کی بانہوں میں کھڑی بری طرح سے کپکپا رہی تھی ۔۔

وہ اس کی جانب مڑی تھی

ماضی!

عالم شاہ ایک نیک دل انسان تھے ان کی سرداری سے ہر کوئی بے حد خوش تھا ۔

ان کا بڑے بیٹے سلطان شاہ اور زمان شاہ بھی اس کے ہر قدم پر ساتھ تھے وہ اپنی ماں باپ کہ بے حد فرمابردار اور نیک بیٹے تھے پر دوسری طرف ان کی چھوٹی اولادیں عالیہ شاہ اور اکرام شاہ دونوں ہی ان دونوں سے بے حد مختلف ثابت تھے ۔

عالم شاہ کی موت کے بعد سرداری سلطان شاہ نے تو سنبھال لی پر اس کے سارے شاہ بیگم ہی لیتیں وہ تو بس نام کے سردار تھے۔ وہ نہایت ہی سفاک عورت تھیں اور ان کی یہی حصلت ان کے چھوٹے دونوں بچوں میں بھی پائی جاتی تھی ۔

جہاں عالیہ شاہ بے حد گھنڈی اور خود پرست تھی وہیں اکرام شاہ بھی بے حد مغرور عیاش اور ظالم قسم کا انسان تھا ۔

اس کی واجد ملک سے دوستی تھی اور دونوں ہی طاقت کے زعم میں ڈوبے خود کو زمینی خدا بنائے بیٹھے تھے ۔

ہر اندر ہی اندر ایک دوسرے سے حسد بھی بے انتہا تھا۔ جب ایک دن وہ دونوں ڈھیرے پر شراب کے نشے میں چور عیاشیوں میں مصروف تھے تبھی ایک رقاصہ کے پیچھے دونوں کی لڑائی ہو گئی ۔

واجد ملک سے گولی چلی اور وہ سیدھا اکرام شاہ کے دل پر جا لگی ۔

اور وہ وہیں دم توڑ گیا۔ اور جب ہوش آیا تو احساس ہوا کہ وہ کیا کر بیٹھا ہے۔ پر جو ہو گیا تھا اسے کوئی ٹال کہاں سکتا تھا ۔

اور پھر احمد شاہ جیسے اس دنیا سے گئے ابھی کچھ ماہ ہی ہوئے تھے ان کی چھوٹی سی پری کو ونی کر دیا گیا ۔

★★★★★

حال!

"سر۔۔۔پاکستان سے آپ کے بابااور زوار سر آئیں ہیں ۔"

وہ ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا تھا جب قادر نے اسے اطلاع دی وجدان شاہ ایک دم سے ساکت ہوا تھا وجود جیسے خلا میں تحلیل ہوا تھا ۔

پورا وجود میں جیسے ایک جنگ سی چھیڑی تھی ۔

"سر کیا میں انھیں اندر بھیجوں ۔"

قادر نے اس کی چپی پر دریافت کیا تھا ۔

"نہیں انھیں گھر لے جاؤ ۔"

وہ بمشکل خود پر ضبط کرتا بولا تھا وہ جانتا تھا وہ کیوں آئے تھے۔ قادر اس کے حکم کی تعمیل کرتا وہاں سے نکل گیا تھا ۔

وجدان شاہ پسپا سا چیئر پر ڈھ سا گیا۔ اذیتوں کے باب ایک بار سے پھر کھل گئے تھے وہ تو اپنے چاند کی سنگت میں اپنی وحشتوں اپنے حساروں کو اپنی اذیتوں کو بھول سا گیا تھا ۔

پر خوش قسمتی اتنی کہاں تھی کہ وہ مسکراتا رہتا وہ جس درد سے نجات حاصل کرنے کو منہ چھپائے پھر رہا تھا وہ منہ چڑاتی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی ۔

وہ تیزی سے گاڑی کی چابیاں اٹھائے آفس سے ہی نکل گیا تھا۔اذیت سے آنکھوں کے کنارے سرخ ہونے لگے تھے ۔

دوسری جانب قادر زوار شاہ اور سلطان شاہ کی جانب آیا تھا جو بے صبری سے اس کا انتظار کر رہے تھے ۔

"زوار سر شاہ سر نے کہا ہے آپ گھر کو گھر لے جاؤں میں وہ وہیں آپ سے ملیں گے ۔"

وہ سر جھکائے موادّب انداز میں گویا ہوا۔ سلطان شاہ نے کرب سے آنکھیں میچیں تھیں ۔

"ٹھیک ہے ویسے بھی بابا تھیک گئے ہیں انھیں آرام کی ضرورت ہے چلو قادر ۔"

وہ جانتا تھا سلطان شاہ کو تکلیف ہوئی تھی وجدان شاہ کے ان سے آکر نہ ملنے پر ۔ تبھی ہلکے پھلکے انداز میں بولا تھا ۔

وہ خاموشی سے قادر کے ساتھ چل دیے تھے ۔

قریباً بیس منٹ میں وہ شاہ پیلس میں تھے۔ سلطان شاہ جھکے کندھوں کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے ۔

"جین آپی جلدی کریں نہ۔ مجھے اورنج جوس پینا ہے ۔"

وہ ہال میں صوفے پر بیٹھی سخت جھجھلائی سی بولی تھی۔ جس کی آواز سلطان شاہ اور زوار شاہ کی سماعت سے بھی ٹکرئی تھی ۔

زوار شاہ نے فوراً سے نظریں جھکائیں تھیں یقیناً وہ اس کی بھابھی چاند تھی ۔ سلطان شاہ نے اپنی نم ہوتی آنکھیوں سے آواز کے تعاقب میں دیکھا تھا ۔

وائٹ کلر کے خوبصورت سے فریل والے فراک میں سر پر سکارف پہننے وہ کوئی چھوٹی سی گڑیا ہی تھی بلکل ان کی نور جیسی ۔

"میم ہمیں سر سے پوچھنا ہو گا اگر آپ کا گلا اس سے خراب ہو گیا تو سر غصہ ہوں گے ۔"

لیلی نے منت بھرے انداز میں کہا تھا جس پر اس چھوٹی سی پری کے عصاب تنے تھے ۔

"مجھے نہیں پتہ مجھے ابھی چاہیے ورنہ میں سائیں سے آپ کی شکائیت کروں گی کہ آپ مجھے کچھ کھانے کو نہیں دیتی ۔"

وہ انھیں گھوری سے نوازتی دھمکی پر اتری۔ جس پر وہ تینوں بوکھلائیں تھیں۔ زوار شاہ نے داد میں آبرو اچکائے تھے اس کی چھوٹی سی بھابھی نوکروں کو تگنی کا ناچ نچا رہیں تھیں ۔

"میم پلیز سر کو مت کہیے گا آپ تو ہماری اچھی میم ہیں نہ پلیز ضد نہیں کریں ۔"

ٹینا جیسے ہاتھ جوڑنے پر اتر آئی تھی آگے کنواں پیچھے کھائی آخر وہ جاتی کہاں۔ وہ کچھ نرم ہوئی تھی پر کچھ بولی نہیں تھی ۔

"میم آپ مینگو جوس پی لیں ۔"

جین نے مسکراتے کہاں تھا جس پر وہ کچھ متمین نظر آئی تھی ۔

"ٹھیک ہے اگر آپ اتنا کہہ رہے ہیں تو مان جاتی ہوں پر اس میں املی ڈال کر لایئے گا ۔"

وہ اترا کر کہتی آخر میں کچھ ایسا بولی کہ جین کا دل چاہا وہ کسی دیوار کے ساتھ اپنا سر جا پھوڑے ۔

بھلا مینگو جوس میں املی کون ڈالتا تھا پر آج کل ان کی میم پر املی کا جیسے بھوت سوار ہو چکا تھا پہلے وہ ضدی نہیں کرتی تھی پر اب تو سب کو تگنی کا ناچ نچایا ہوتا تھا ۔

مطلوبہ چیز نہ ملنے پر وہ کھانا نہیں کھاتی تھی اور پھر انھیں ہار کر اس کی بات ماننی پڑتی تھی ۔

"اوکے میم جیسا آپ چاہیں ۔"

وہ مسکرا کر کہتی کچن کی جانب بڑھی تھی۔چاند اٹھی تھی پر جیسے ہی وہ مڑی سامنے ہی زوار شاہ اور سلطان شاہ کو دیکھ پورے وجود میں خوف و حراس نے اپنے پنجے گاڑے تھے ۔

پوراوجود لرز اٹھاوہ حواس اس سے پہلے کے لہرا کر زمین بھوس ہوتی زوار شاہ نے آگے بڑھتے تیزی سے اسے تھاما تھا ۔۔

سب کی چیخیں نکلیں تھیں۔سلطان شاہ بھی متفکر ہوتے اس کی جانب بڑھے تھے ۔

جین نے تیزی سے ڈاکٹر کو کال ملائی تھی۔زوار شاہ اسے اٹھائے وجدان شاہ کے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

ٹینا لیلی بھی اس کے پیچھے بھاگیں تھیں۔ وہ اسے بیڈ پر ڈال گیا لیلی نے جلدی سے چاند پر کمفرٹر ڈالا تھا ۔

سلطان شاہ بھی روم میں آئے تھے۔ وہ پہلے ہی وجدان شاہ کی جانب سے ڈر رہے تھے اور اب چاند کا انھیں دیکھ کر بے ہوش ہونا انھیں مزید ڈرانے لگا تھا ۔

زوار شاہ نے وجدان شاہ کو تیزی سے کال ملائی تھی پر دوسری جانب سے فون ان ریچ ایبل آ رہا تھا۔ وہ شدید پریشان ہوا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر آئیں تھیں اور سب کو روم سے نکالتے اس کا چیک اپ کیا تھا ۔

باہر سب بے صبری سے انتظار میں تبھی تبھی وہ کچھ ہی دیر میں باہر آئی تھی ۔

"ڈاکٹر میری بہو ٹھیک تو ہے نہ".

وہ بے صبری سے بولے تھے جس پر وہ مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئیں ۔

"کانگریجولیشنز سر آپ دادا بننے والے ہیں۔ شی ازون ویک پریگننٹ ۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی سلطان شاہ خیرانی وخوشی سے کھل اٹھے۔زوار شاہ کے چہرے پر دنیا جہاں کی خوشی آسمائی تھی۔ملازمین میں بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی ۔

ان کی پیاری سی مالکن اوران کے کھڑوس مگران سب کے لیے رحم دل سے ان کے سر پیرنٹ بننے جارہے تھے۔لیلی ٹینااور جین توخوشی سے ایک دوسرے کے گلے لگ گئیں تھیں ۔

"کک۔۔۔کیاسچ کہہ رہیں ہیں آپ ۔"

خوشی سے ان کی آواز کپکپائی تھی ۔

"افکورس سر بس یہ بہت کمزور ہیں انھیں ہر قسم کے سٹریس سے دور رکھیں۔ آپ کو بہت کیئر کرنی ہے ان کی ۔"

وہ انھیں ضروری ہدایات دیتے گویاہوئیں تھیں ۔

سلطان شاہ کے تو خوشی سے زمین پر پاؤں ہی نہیں لگ رہے تھے ۔

"یہ لو بیٹی یہ اتنی خوشی کی خبر سنانے کے لیے میری طرف سے ایک چھوٹا سا تحفہ ۔"

وہ اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکالتے اس کے ہاتھ پر رکھ گئے۔ڈاکٹر خوشی سے سر کو خم دیتیں وہاں سے نکل گئی ۔

"زووی تم نے سنا میں دادا بننے والا ہوں۔۔۔میں دادا بننے والا ہوں۔او میرے خدا تیرا شکر میں کیسے کروں گا۔۔تو نے مجھے اتنی بڑی خوشی سے نوازہ ۔۔"

وہ زوار شاہ کے گلے لگتے بے انتہا خوش دیکھائی دے رہے تھے جیسے انھیں دنیا جہاں خزانہ مل گیا تھا ۔

"جی بابا سائیں اور میں چاچو بن گیا ۔"

وہ خوشی سے قہقہہ لگاتے بولا تھا ۔

"زوار فون کر اس کھوتے کو اور جلدی بلاؤ اسے ۔"

خوشی سے ان کی آواز کپکپائی تھی ۔

★★★★★

وہ اس وقت ایک سنسان علاقے میں گاڑی کھڑی کیے خود گاڑی کے ٹائر سے ٹیک لگائے ایک گھٹنا اوپر کو اٹھائے دوسرا زمین پر پھیلائے گاڑی سے سر ٹکائے بیٹھا اذیتوں کی انتہا پر تھا ۔۔

" بابا سائیں سچ میں دادی بیگم نے مما کو سیڑھیوں سے دھکا دیا بابا سائیں وہ اچھی نہیں ہیں ۔"

وہ بارہ سالہ معصوم سا بچہ روتے ہوئے اپنے باپ سے کہہ رہا تھا ۔

چٹاخ ۔۔۔

خبردار جو اب ایسی بکواس کی یا کسی کو یہ بات بتائی۔ جاؤ جا کر سو جاؤ ۔"

وہ غصے سے دھاڑے تھے۔وہ معصوم سا بچہ بری طرح سے سسکا تھا ۔

"آہہہ۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔کیوں آئے ہیں اب ۔۔"

وہ ازیت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے زمین پر زور زور سے ہاتھ مارتا چلایا تھا۔

گہری رات کے اندھیرے سے زیادہ اندھیرہ تو اس ک

وہ وجدان شاہ جو کسی کے سامنے جھکنا نہیں جانتا تھا۔جو ایک زمانے کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتا تھا ۔

وہ ولف تھا جس کے نام سے دشمن کانپتے تھے برائی اپنا راستہ بدل لیتی تھی ۔

آج شکستہ سا زمین پر بکھرا پڑا تھا بکھرے بال ضبط سے سرخ آنکھیں۔ خستہ حال حالت ۔۔

وہ کہیں سے بھی وہ نا قابلِ شکت وجدان شاہ نہیں لگ رہا تھا وہ تو ایک معصوم سا بچہ تھا جو اس دنیا کی وحشی بھیڑ میں اپنی ماں سے بچھڑ گیا تھا ۔

"مم۔۔۔ میں معاف نہیں کروں گا کسی کو معاف نہیں کروں گا ۔"

وہ سرخ آنکھیوں سے طیش سے دھاڑا تھا۔ اسے اپنی ماں کو انصاف دلانا تھا۔ اور وہ دلائے گا ضرور دلائے گا ۔

وہ خود کو مظبوط کرتا اٹھا تھا اور گاڑی میں بیٹھتا گاڑی پیلس کی جانب ریش ڈرائیو میں موڑ گیا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ پیلس تھا۔ گھر پہنچتے ہی اسے فکر لگی تھی کیونکہ صبح سے اس نے اپنے چاند کی خبر ہی نہیں لی تھی ۔

وہ اپنی اذیت میں چاند کو کیسے بھول سکتا تھا پتہ نہیں اس نے کھانا کھایا بھی ہو گا یا نہیں ۔

وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھا تھا ہال میں ہی جین ملی تھی اسے ہمیشہ کی طرح اور کچھ ہی فاصلے پر زوار شاہ بھی کھڑا نظر آیا تھا اسے وجدان شاہ کو دیکھتے وہ اس کی جانب بڑھا تھا اور بنا تاخیر کے وہ اس کے سینے سے لگا تھا ۔

وجدان شاہ نے اسے خود سے بھینچتے اپنے اندر اٹھتے طوفان کو دبایا تھا جو اس کے ضبط کو توڑنے کی حد پر تھا ۔

سلطان شاہ بھی کچھ فاصلے پر کھڑے اپنی نم آنکھوں سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے جس کا قد ان سے بھی لمبا ہو چکا تھا ۔

وہ بڑا ضبط کرتا زوار شاہ کو خود سے دور کرتا بنا ان کی جانب دیکھے اپنے سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔ سلطان شاہ جھکے کندھے کے ساتھ ڈھ سے گئے تھے زوار شاہ نے انھیں سہارا دیا تھا ۔

"بھائی پلیز بابا سے مل تو لیں ۔"

زوار شاہ سے برداشت نہیں ہوا تھا تبھی ملتجی لہجے میں بولا تھا ۔

"وجی میری جان اپنے بابا یوں نہ تڑپا۔ ایک بار سینے سے لگا لے یار تیرا بابا اب بوڑھا ہو گیا ہے۔ اسے تیرے سہارے کی ضرورت ہے۔۔"

وہ کرب سے بولتے وجدان شاہ کو اذیت کی اتھاگہرائیوں میں دھکیل گئے تھے ۔وہ مڑنا چاہتا تھا پر ماں کا وہ خون سے لت پت بے جان وجود جس کے پاس وہ دونوں چھوٹے چھوٹے بھائی بیٹھے رو رہے تھے ۔

وہ آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا کیا قصور تھا ان کی ماں کا۔وہ اچھا اور نیک دل خاتون تھیں اس لیے وہ شاہ بیگم کو ہمیشہ چبتیں تھیں۔اور پھر ان کی اچھائی ہی انھیں کھا گئی ۔

وہ خود پر جبر کرتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔سلطان شاہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے ۔

"بابا سائیں حوصلہ کریں سب ٹھیک ہو جائے گا جین آپ پلیز جلدی سے کھانا لگوائیں ۔"

وہ سلطان شاہ کو لیے اس روم کی جانب بڑھا تھا جہاں وہ جب بھی امریکہ آتا تھا تو رکتا تھا ۔

"بابا آپ یہاں آرام کریں کچھ دیر۔۔۔آپ فکر نہیں کریں ہم بھائی کو منالیں گے آپ کچھ دیر آرام کرتے خود کو پر سکون کریں ۔"

وہ اس ہے ہاتھوں میں بوسا دیکھا ان پر کمفرٹر ڈالتا روم کی لائٹ آف کرتے روم سے نکلا تھا ۔

★★★★★

وجدان شاہ اپنے روم میں آیا تھا لیلی اور ٹینا جو اس ہے پاس ہی تھیں اپنی مسکراہٹ دباتے روم سے نکلیں تھیں۔ چاند نے حیا سے سرخ ہوتے چہرہ پر سرخانہ رکھا تھا ۔

وجدان شاہ بمشکل اپنے درد کو ضبط کرتا چہرے پر نرم تاسر لائے اس کی جانب آیا تھا پر اسے اپنا چہرہ تکیے میں چھپائے دیکھ اسے لگا وہ ناراض ہو گئی تھی ۔

"ہیے۔۔۔ میرے پیارے سے چاند ۔"

وہ اس کے قریب بیٹھتا اس کے چہرے سے تکیہ ہٹانے لگا پر وہ راضی ہی نہیں تھی ۔

"سس۔۔۔۔سائیں مم۔۔۔مجھے شرم آرہی ہے ۔"

وہ تکیے میں سے گھٹی گھٹی آواز میں بولی تھی وجدان شاہ کو فکر ہوئی تھی کہیں وہ اپنا سانس ہی نہ بند کر لے ۔

"میرے چاند چھوڑیں اسے آپ کا سانس رکھ جائے گا میری جان سائیں ۔"

وہ تکیہ کھینچ کر اس کے چہرے سے ہٹاتے گویا ہوا۔ وہ مزید سرخ ہوتی چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا گئی ۔۔

وجدان شاہ کو اچھنبا ہوا تھا۔ پہلے وہ کبھی ایسی حرکتیں نہیں کرتی تھی ۔

"جان سائیں کیا ہوا۔ کیا اپنے سائیں سے ناراض ہیں ۔"

وہ مدھم آواز میں دریافت کر رہا۔ جس پر وہ اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے اسے دیکھتی پھر سے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ گئی۔ اب تو وجدان شاہ کو بھی تجسس سا ہوا تھا ۔

آخر اس کا چھوٹا سا چاند ایسی حرکتیں کیوں کر رہا تھا۔ چاند کو اپنا پورا وجود دل بن کر دھڑکتا محسوس ہوا تھا ۔

"پلیز میرے چاند اپنے سائیں کو تڑپائے تو نہیں میری جان۔ کیوں ایسی ہو رہی ہیں ۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بولتا اس کے چہرے کو ڈھکے ہاتھوں پر اپنے لب رکھنے لگا۔ وہ لرزتی ایکدم سے ہاتھ ہٹا گئی ۔

"آپ بابا بننے والے ہیں سائیں ۔"

وہ تیزی سے یکلخت بولتی رخ موڑتی تکیے میں منہ چھپا گئی۔دل اتنی زوروں سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

وجدان شاہ جو مزید گستاخی کرنے کے موڈ میں تھا اس کی بات پر ایکدم سے ساکت ہوا ۔۔

کیا جو اس نے سنا وہ سچ تھا ۔

کیا وہ یہ بولی تھی کہ وہ بابا بننے والا ہے ۔

یا یہ اس کی سماعت کا دھوکا کہیں وہم تو نہیں تھا ۔

وہ حوش میں آتا اس نازک سی پری کو تھام کر گھماتا اپنے سامنے کر گیا ۔

"کیا کہا آپ نے پھر سے کہیں چاند ۔"

وہ جیسے بے یقینی سا تھا۔چاند کے لب بری طرح سے لرزے تھے۔آواز تو جیسے خلق میں ہی ناپید ہو چکی تھی ۔

"خدارا کہیں میرے چاند آپ نے کیا کہا ۔"

وہ ملتجی لہجے میں بولا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ بابا بننے والے ہیں شاہ سائیں ۔"

وہ حیا سے لبریز لہجے میں بولتی اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

وجدان شاہ پر جیسے خوشی و مسرت کا ایک سمندر سا اتر آیا تھا ۔۔

"سچ میں ۔"

وہ اسے پھر سے زبردستی سامنے کرتا گویا پکا یقین چاہتا تھا۔ جس پر وہ حیا سے لبریز پلکیں جھکا سر اثبات میں ہلا گئی ۔۔

"اے میرے خدا۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔او میرے چاند ۔"

وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اٹھا کر گھما گیا

"او میرے خدا تیرا شکر میرے اللہ۔۔۔ میرے چاند میرے جگر۔ آپ نے وجدان شاہ کو اس کی زندگی کا سب سے اچھا تحفہ دیا ہے ۔"

وہ اسے اسے گھماتے خوشی کی انتہا پر تھا چاند کو لگا جیسے اسے دونوں جہاں کی خوشیاں مل گئیں ہوں۔اس کا شہزادہ خوش تھا تو وہ کیوں نہ خوشی سے کھکھلاتی، جھومتی ۔

وہ کھلکھائی تھی اپنے شہزادے کی بانہوں میں ۔

"سائیں بس کریں پلیز ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے خیا آمیز لہجے میں بولی تھی جس پر وہ فوراً سے اس کے حکم کی تعمیل کرتا اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتا اس کے پہلو میں دراز ہوتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

"سائیں آپ خوش ہیں نہ۔"

وہ مدھم آواز میں گویا ہوئی تھی جس کے جواب میں وہ اسے تکیے پر ڈالتا۔اپنی خوشی کا اظہار کرنے کو نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے وہ اس کے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر اپنا قبضہ جماتے اس پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا اپنی تشنگی مٹانے لگا ۔

وہ اپنے لرزتے دل کے ساتھ اس کے لمس کی شدت برداشت کرنے لگی۔دل ڈھونکی کی مانند دھڑک رہا تھا ۔

وہ نرمیوں کی سرحدیں عبور کرتا اسے اپنی پر شدت شدتوں سے متعارف کرواتا اپنے ساتھ اسے بھی دیوانہ کرنے لگا تھا ۔

وہ نازک جان سختی سے آنکھیں میچ گئی دل جیسے پسلیاں سے آپنا سر ٹینچنے لگا تھا وہ مدہوش سا خود کو سراب کرنے میں مگن تھا۔

چاند کی سانسیں بری طرح بکھرتی کم پڑھنے لگیں تھیں وجود میں جیسے آکسیجن کی کمی ہونے لگی تھی ۔

وہ جھٹپتائی تھی تبھی وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اسے آزادی دیتا واپس سے اپنے سینے پر گرا گیا تھا ۔

"شش۔۔۔شاہ سائیں وو۔۔وہ باہر ۔"

بے ہوش ہونے سے پہلے کی ساری واردات جیسے آنکھوں کے سامنے در آئی تو وہ نازک کی پری سہمتی بمشکل بولتے اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس کے گرد اپنا حصار کستے لب بھینچے تھے۔وہ جانتا تھا اس کا دماغ اتنی جلدی یہ سب قبول نہیں کرے گا ۔

اور اب تو اس ہے ساتھ ایک اور جان جڑ گئی تھی وہ کسی بھی قسم کا سٹریس اسے دینا نہیں چاہتا تھا ۔

"وو۔۔۔وہ آنجج۔۔۔جائیں گی سائیں ۔"

وہ کپکپاتے لبوں سے بمشکل بولی تھی پر آواز اتنی مدھم تھی کہ وہ بمشکل سن پایا تھا ۔

"ہشش۔۔۔میرا چاند میری جان سائیں کیوں ڈر رہیں ہیں ۔"

وہ الفت و عشق سے بولتا نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس پر جھکا تھا وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

پر وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہی تھی خوف کے مارے نظریں ارد گرد گھماتے وہ حواس باختہ سی تھی ۔

جیسے اس خوف میں قید ہو کہ کوئی روم میں تو نہیں آ گیا۔ وجدان شاہ کے پورے وجود کو اذیت و کرب نے اپنی لپیٹ میں لیا تھا ۔

"میرے چاند میری طرف دیکھیں نہ ۔"

وہ نرمی سے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا اس کا دھیان اپنی جانب مبذول کرانے لگا ۔

پر اس بے حس لڑکی پر اس کے لمس کا بھی اثر کہاں ہوا تھا۔ وجدان شاہ دہری اذیت کا شکار ہوا تھا۔ پر وہ اسے واپس پھر سے اس فیز میں جانے نہیں دے سکتا تھا ۔ جس سے وجدان شاہ نے بہت مشکل سے نکالا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں وو۔۔۔۔وہ میرا بچہ لے۔۔۔لیں گگ۔۔۔گے سب ۔"

وہ اس کے کالر مٹھیوں میں جکڑتی سہمی سی بولی تھی۔ پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا وجدان شاہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا ۔

"نہیں میرے چاند میں ہوں آپ کہ پاس کوئی آپ تک نہیں پہنچ سکتا کیوں خود کو اور مجھے تکلیف دے رہی ہیں ۔"

وہ اس کی سہمی سہمی سی سرمئی آنکھوں پر لب رکھتے مضطرب سا ہوا تھا ۔

"سس۔۔سائیں آپ مم۔۔۔مجھے چھپا لیں ۔"

وہ اس کی کی گال پر ہاتھ رکھتی ہوش میں ہر گز نہیں تھی۔اس کی انگلیوں کی کپکپاہٹ اپنی گال پر محسوس کرتا اس کا ہاتھ تھامتا اپنے لبوں سے لگا گیا ۔

"ہاں میں چھپالوں گا آپ کو میرے چاند اپنے دل میں بس آپ خود کو اذیت نہیں دیں ۔"

وہ بمشکل خود پر ضبط کرتا اس کی کنپٹی پر لب رکھ گیا۔اس کی کانچ سی سرمئی آنکھوں میں اذیت کی سرخیاں اور آنسو دیکھنا اب وجدان شاہ کے بس کی نہیں رہی تھی ۔

"آپ بب۔۔۔ بھی یہیں رہیں ورنہ وو۔۔۔وہ آپ کو بھی مار دیں گے سب ۔۔۔سب بب۔۔۔ برے ہیں۔۔۔آپ نن۔۔۔ نہیں جائیں گے۔وہ چاند سے سس۔۔۔سب چھین لیتے ہیں آ۔۔۔آپ کو بھی چھین لیں گے ۔۔۔مم۔۔۔میں نہیں جانے دوں گی ۔"

وہ اس کے گرد اپنے بازو حائل کرتی خوف سے کانپتا خود اذیتی سے بولتی نیم پاگل سی ہو رہی تھی ۔

وجدان شاہ کا ضبط آزماتے وہ اسے بری طرح سے زخم زخم کر رہی تھی ۔

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کی خوف سے کپکپاتی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کے سارے پر اذیت الفاظ پی گیا ۔

وہ ایکدم سے ساکت ہوئی تھی جسے وجدان شاہ نے اچھے سے محسوس کیا وہ اس زخمی پری کی کمرے میں بازو حائل کرتا مزید خود میں بھینچتا پوری شدت سے اس کی سانسیں خود میں جزب کرنے لگا ۔

وہ جو خوف سے کانپ رہی تھی اب اس کی شدتوں کو سہتی شرم سے سرخ ہوتی آنکھوں میچ گئی ۔۔

وہ دیوانہ وار اسے اپنے جنون و دیوانگی سے متعارف کرواتا جنونی ہو رہا تھا۔اس نازک سی پری کی جانب پر بنی تھی ۔

چاند کو اپنے وجود میں برقی لہریں اٹھتیں محسوس ہونے لگی تھی۔سانسوں کی تنگی اور ہونٹوں پر ہوتی شدید جلن پر وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی خود کو آزاد کروانے کو مچلنے لگی ۔

کچھ ہی پل وہ خود کو سیر اب کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا بنا اسے سکھ کا سانس لینے کے وہ اس کی گردن سے سکاف کھینچتا دور اچھال گیا چاند کی جان پر بنی تھی ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

وہ خوف زدہ سی نفی میں سر ہلانے لگی کیونکہ اس کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے ۔

"بلکل نہیں جب تک آپ کو اپنے سائیں پر یقین نہیں آجاتا۔اور آپ خود کو اذیت دینا بند نہیں کریں گی۔تب تک نہ میں یہاں سے ہلوں گا نہ ہی آپ کو ہلنے دوں گا ۔

وہ اپنی شرٹ بھی اتار کر دور اچھالتا جنونی انداز میں کہتا پوری شدت سے اس کی کالر بون پر جھکا تھا ۔

"پپ۔۔پلیز۔۔۔ سس۔۔۔سائیں۔"

وہ اس کا شدت بھرا دہکتا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتی سسکی تھی جو آج بے رحم بنا ذرہ سی نرمی نہیں برت رہا تھا ۔

اور اس کی جنونی شدتیں اس نازک جان کی جان سکھا رہیں تھیں ۔

"آپ چاند احمد نہیں ہیں اب۔۔۔۔بلکہ چاند وجدان شاہ ہیں۔جو ایک زمانہ کو اپنے قہر کا نشانہ بناتے اسے مسمار کر سکتا ہے آپ کے لیے۔اور آپ اس کی بانہوں میں اس کی پناہوں میں اس بے ضرر دنیا سے خوف زدہ ہیں میرے چاند۔ یہ برداشت نہیں کر سکتا ہے ۔"

وہ پر شدت انداز میں اس کی شہ رگ پوری شدت سے اپنی شدتوں کی کہانیاں رقم کرتا جنونیت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

چاند کا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔اسے آج وجدان شاہ سے خوف محسوس ہوا تھا ۔

وہ اس کی فراک کی زپ کو کھینچتے توڑ گیا تھا۔ وہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

"میں جان لے لوں گا اس انسان کی جو بھی آپ کو مجھ سے چھیننے کا سوچے گا بھی اور بہت جلد آپ کو اس کا ثبوت بھی دیکھاؤں گا میرے عشقِ من ۔"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے شروع میں جنونیت سے اور آخر میں پراسرار لہجے میں بولا تھا۔ چاند کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی ہوئی تھی ۔

یہ روپ نیا تھا چاند کے لیے وجدان شاہ کا وہ تو ہمیشہ نرم اور پولائٹ سا رہا تھا اس کے ساتھ ۔

"سس۔۔۔۔سائیں ۔"

بمشکل لبوں سے برآمد ہوا تھا ۔

"شش۔۔۔کچھ نہیں بولیں۔۔۔کچھ نہیں سوچیں میرے چاند بس اپنے سائیں کی محبت کو سمجھیں اسے محسوس کریں ۔"

وہ اس کے بالائی لب کے خم جو مخمور نظروں سے تکتا اس پر اپنی انگلی رکھتا اس کی نرماہٹ کو محسوس کرتا جنون خیز لہجے میں سے بولا تھا ۔

چاند اپنے دل کی بری ہوتی حالت کو سنبھالتی چہرہ موڑ گئی۔ پر وہ ظالم بنا اس کی خوبصورت دودھیا گردن پر نظر آتی رگ کو سہلاتے پوری شدت سے جھکتا جا بجا اپنا لمس چھوڑتے اسے بے چین کرنے لگا ۔

چاند کو خنکی میں بھی پسینے آنے لگے تھے جو آج اس کی جان نکالنے کے در پر تھا ۔

ایک ہاتھ اس کے پہلو میں لے جاتے بے حد نرمی سے اس کی کمر کے پیچ و خم ماپتا چاند کے وجود کو زلزلوں کی زد میں کر رہا تھا جو اپنے دل کی غیر ہوتی حالت میں خوف زدہ ہوتی رخ موڑتی گہرے گہرے سانس لینے لگی ۔۔

سامنے کا منظر تکتے وجدان شاہ کی آنکھوں کا گلال مزید گہرا ہوا تھا ۔

وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے اس کی نظروں آتی دودھیا کمر کے بل کو سہلانے لگا ۔اس کا لمس محسوس کرتے چاند کا دل ڈوب کر ابھرا تھا ۔

جان تو تب نکلی جب اس نے ظالم بنے ساحر کے دہکتے لمس کو اپنی کمر کے پیچ و خم پر محسوس کیا وہ خود پر ضبط کرتی تکیے میں منہ دیتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

جبکہ وہ بنا اس کی حالت کی پروا کیے جا بجا اپنا سلگتا لمس چھوڑتا ساتھ ساتھ اس کی سانسوں بھی بے آہنگ کر رہا تھا ۔

جب برداشت کی حد ہوئی تھی وہ ایکدم سے مڑتی اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

"پلیز۔۔۔سائیں ۔"

وہ نم لہجے میں بمشکل اسے باز رکھنے کو بولی تھی۔پر وہ کہاں سننے والا تھا تبھی اسے واپس سے تکیے پر ڈالتا اس کے دل کے مقام پر اپنا قبضہ جماتا جنونی انداز میں اس کی ہر دھڑکن پر اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا وہ سانسیں روکتی اس کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

جو بے رحم بنا خود کو سیراب کرتا اسے بمشکل میں ڈالے ہوا تھا اس کی مزاحمت پر وہ مزید سختی سے اس کی دھڑکنیں کو اپنے لمس کی شدت سے روشناکرواتا ۔

"سائیں ۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر کھینچتی اسے باز رکھنے لگی جس پر وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو انگلیوں اپنی انگلیوں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا ۔۔

وہ پور پور گلال میں نہا گئی تھی جیسے اس کی مونچھوں کی چھبن محسوس کرتی۔ پورا وجود جیسے جھل تھل تھا ۔۔

"سائیں کے عشقِ من میرے دلکش چاند آئی لو یو ۔"

وہ اس کے لبوں پر فوکس کرتا مخمور لہجے میں بولا تھا چاند کی بیٹ مس ہوئی تھی اس کے لفظوں کی شدت پر ۔

میں سوچتا ہوں تیرا نام محبت رکھ دوں

اور تا مر تجھے پیار محبت کرتا رہوں

میری آنکھوں کے دریچو پہ بیٹھ جاتے ہیں

کھشمیذاجي سے خوش مزاج کچھ خیال تیرے

آج کی رات مجھے یہ ہی کام کرنا ہے

مجھ کو حل کرنے ہیں یہ الجھے الجھے بال تیرے

تیرے لبوں کی شوکھیو کو چومنا ہے مجھے

آج بس عشق کے نشے مے جھومنا ہے مجھے

تیری مسکراہٹ پہ میں جاں نثار کرتا رہوں

اور تا مر تجھے پیار محبت کرتا رہوں

بادلوں سے گہری یہ تیری سرمئی نگاہیں تو با

اور پھر اسپے شرموحیا کی ادایے تو با

کہیں میری نظر ہی تم کو نہ لگ جائے

قریب آؤ کے میں لے لوں بلایے تو با

تمھے میں روح تک محسوس کرنا چاہتا ہوں

تیری جلپھوتلے میں شب گزارنا چاہتا ہوں

تیری ہر بات کا میں نے اعتبار کرتا رہوں

اور تا مر تجھے پیار محبت کرتا رہوں

میرے ہر ایک سوال کا جواب تم سے ہے

میری آنکھوں مے بسا ہر خیال تم سے ہے

تم بات بات پہ جو جان روٹھ جاتی ہو

مجھے بس جانے وفا یہ ملال تم ہے

اپنے ہونٹوں پہ میرے گیت سزا لو آ کے

کہیں میں روٹھ نہ جاؤں کے منع لو آ کے

یہ خطاے عشق میں بار بار کرتا رہوں

اور تا مر تجھے پیار محبت کرتا رہوں

کئی مدت سے تیری تلاش ہے دل کو

تم مجھے اپنا کھو گی یہ آس ہے دل کو

میں نے ٹھکرا دی ہیں سارے سمندر کیونکہ

جام کی نہیں بس تیری پیاس ہے دل کو

دو گھڑی کے لئے مجھ کو دیدار کرنے دو

کھیذا اے دل کو گنچا بہار کرنے دو

پھر میں مدت کے لئے دل بے قرار کرتا رہوں

اور تا مر تجھے پیار محبت کرتا رہوں

میں سوچتا ہوں تیرا نام محبت رکھ دوں

اور تا مر تجھے پیار محبت کرتا رہوں

وہ مدھم سرگوشی میں کچھ شریر اور کچھ بے باک سی نظم گنگناتے وہ اسے سر تا پاؤں سرخ رنگ میں نہلا گیا تھا ۔

"میرے سرکار وجدان شاہ آپ کو بے حد چاہتا ہے جنون کی حد تک یا پھر شاید اس سے بھی آگے۔اپنے دل سے ہر ڈر نکال دیں مائے فیری ۔

یہ وجدان شاہ کا حصار نہیں آپ کے لیے ایک قلعہ ہے جس سے نہ تو کوئی آپ تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی آپ کبھی ان پناہوں سے آزادی پا سکتیں ہیں ۔

ہر خدشہ ہر خوف اپنے سائیں کو سونپ دیں میری جان۔اپنے سارے خیالات کو میری جانب موڑ دیں میں ان میں سے سارا خوف نکال کر اسے دریا برد کرتے ان میں اپنی محبت بھرے خواب بھر دوں گا ۔

جو آپ پر طاری ہر وحشت کو چھین پر آپ پر وجدان شاہ کے عشق کے سرور کی پھوار برسائے گا ۔"

وہ دونوں پر کمفرٹر کھینچتے اس کی سماعت میں جادوئی سرگوشیاں انڈھیلتے اسے کسی اور ہی جہاں میں لے گیا تھا جہاں کوئی خوف نہیں تھا وہ اس کی رس گھولتی سرگوشیاں اور اس کے روح افروز لمس سے مہکاتی اس کے گرد اپنا باپز وحائل کرتی آنکھیں موندے خود کو اس ساحر کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی ۔

وہ اس کے پور پور کو اپنی آتشِ دیوانگی سے س طلگاتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی دیوانہ کر گیا تھا ۔

★★★★★

"جین۔۔۔ قادر ہر چیز پرفیکٹ ہونی چاہیے مجھے کوئی کمی نہیں چاہیے ۔"

زوار شاہ نے رات بھر سارے ملازمین کو تگنی کا ناچ نچایا ہوا تھا۔نہ خود سویا تھا نہ کسی کو سونے دیا تھا۔سلطان شاہ کو اس نے رات کو دودھ میں نیند کی گولی ملا کر کھلادی تھی۔تو وہ بھی ابھی تک سو رہے تھے ۔

ابھی صبح کے پانچ بجے رہے تھے سارا کام مکمل تھا وہ ایک بار پھر سے جین اور قادر کو تاکید کرتے بولا تھا جس پر قادر مسکرا دیا ۔

جو خبر اسے ملی تھی وہ بھی بے حد خوش تھا آخر کیسے نہ خوش ہوتا اس کے سر بابا بننے والے تھے اور وہ چچا اسے جب خبر ملی تھی تو وہ تو پھولے نہیں سمایا تھا ۔

"سر آپ فکر نہیں کریں سب کچھ ایکدم پروفیکٹ ہو گا ۔"

وہ مسکاتے لہجے میں بولا تھا زوار شاہ بھی خوشی سے اثبات میں سر ہلاتا باہر لون کی جانب بڑھا تھا ۔

اسے نے فون نکالتے اپنے دل کو کال ملائی تھی۔ نور جو بیٹھی اپنی اسائنمنٹ بنا رہی تھی موبائل کی بیل پر دھیان سائڈ ٹیبل کی جانب مبذول ہوا جہاں زوار شاہ کا دیا فون رکھا ہوا تھا ۔

جانے کے بعد وہ اسے ابھی کال کر رہا تھا۔ وہ گہرہ سانس بھرتی سیل فون اٹھاتی کال پیک کرتی اپنے کان سے لگا گئی پر بولی کچھ نہیں تھی ۔

زوار شاہ اس کے نا بولنے پر بے چین ہوا تھا ۔

"اسلام و علیکم کیسا ہے میرا دل".

وہ مسرور سا بولا تھا ۔

"وعلیکم السلام ۔"

مبہم سا سلام کا جواب دیتے اس کے پوچھے گئے خیال کا جواب وہ گھول کر گئی تھی ۔ جیسے زوار شاہ نے اچھے سے محسوس کیا تھا ۔

"آپ کیسی ہیں جاناں ۔"

پھر سے وہی سوال دہرایا گیا تھا ۔

"ہمم۔۔۔ہم ٹھیک ہیں ۔"

وہ دھیرے سے بولی لہجہ ہنوز تھا ۔

"مجھے یاد کیا ۔"

وہ محبت والفت سے دریافت کر رہا تھا۔پر دوسری جانب سوائے خاموشی کے کچھ نہ تھا ۔

"مجھے بہت یاد آ رہی ہے آپ کی نورِ دل ۔"

اسے لگا جیسے وہ اس کے جانے پر اداس ہے تبھی اس کے جواب نہ دینے پر شدت جزبات سے گویا ہوا ۔

نور کا دل بے ساختگی سے دھڑکا تھا۔دل چاہا کہہ دے اسے سانس نہیں آتی تھی اب اسے دیکھے بنا ۔

کچھ اچھا نہیں لگ رہا ۔

ہوا کو بھی اس کی غیر موجودگی کا احساس ہو گیا تھا جیسے تبھی وہ بھی گرد الودہ سی لگ رہی تھی جس میں اس کی سانسوں کی خوشبو نہیں تھی ۔

وقت کی سوئی رک گئیں تھیں اور اس کی دھڑکنیں بھی بے حد مدھم ہو گئیں تھیں کیونکہ وہ نہیں تھا اس کے دل دھڑکنیں کی وجہ ۔

"دل چاہ رہا ہے آڑ کر آ جاؤں اپنے دل کے پاس اور آپ کو اپنے سینے سے لگا کر اس دنیا سے روپوش ہو جاؤں کسی ایسی جگہ جہاں آپ کے اور میرے سوائے کوئی تیسرا وجود نہ ہو ۔"

وہی پر پیچھے دیوار سے سر ٹکائے جزبات سے بوجھل لہجے میں کہتا کوئی دیوانہ ہی لگا تھا۔ نور کو اپنی ہتھیلیاں بھگتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

"شاہ ۔"

وہ بے ساخت اسے پکار گئی۔اور زوار شاہ کا جیسے رواں رواں دواں سماعت بن گیا تھا ۔

"جی شاہ کے دل۔۔۔میرے قرارِ دل۔بولیں نہ کچھ کہیں زوار شاہ بے قرار ہے آپ کے لبوں سے کچھ سننے کو ۔

کچھ بھی کہیں کہ اس دلِ مضطر کو کچھ قرار آئے۔ورنہ یہ دوری اس دل ناتواں کو ہلکان کر رہی ہیں باخدا ۔"

وہ بے چینی سے اپنا حالِ دل سناتا دوسری جانب نور کو بھی مضطرب کر گیا تھا ۔ایک باغی آنسو ٹوٹ کر اس کے گلابی رخسار سے پھسلتا بے مول ہوا تھا ۔

"وہاں سب کیسے ہیں ۔"

وہ خود کو مظبوط کرتی بمشکل بولی تھی۔زوار شاہ اس کے بات بدلنے اور سوال پر پھیکا سا مسکرایا تھا وہ معصوم سی گڑیا چلا کیاں سیکھ گئی تھی ۔

"یہاں سب ٹھیک ہیں پر آپ کے سرپرائزز کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے میرے دل ۔"

جیسے ہی اپنے بھائی کے بابا بننے کی خوشی یاد آئی وہ خوش دلی سے بولا تھا۔پر دوسری جانب وہ مسکرا بھی نہ سکی تھی ۔

نہ ہی سرپرائز کے نام پر وہ خوش ہوئی تھی پہلے کی طرح ۔

"اچھا ۔"

وہ بس اتنا ہی بولی تھی۔ زوار شاہ نے اس کے جواب پر لب بھینچے ۔

"اچھا ہم بعد میں بات کرتے ہیں لگتا ہے ہمیں مما بلا رہی ہیں ۔"

وہ کہتے بنا اس کی بات سنے کال کٹ کر گئی۔ زوار شاہ کے پورے وجود میں بے چینی اترای تھی وہ عجیب سی ہو رہی تھی ۔

"نہیں میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہا شاید میرے یہاں آنے پر وہ اداس ہے۔ کوئی بات نہیں جب میں اسے تین تین سرپرائز دوں گا تو وہ پھر سے ویسی ہی ہو جائے گی ۔"

وہ خود کو مطمئن کرتا اندر کی جانب بڑھا تھا ۔

دوسری جانب وہ نازک سی گڑیا بری طرح سے سسکتی بیڈ کی کراؤن سے سر ٹکا گئی ۔

"آئی ہیٹ یو زوار شاہ۔۔۔ ہمیں نہیں سمجھا آپ نے۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔ آپ کو بس اپنی محبت نظر آتی ہے نور نہیں ۔۔"

وہ اپنے فون کے وال پیپر پر لگی زوار شاہ کی تصویر کو تکتی اس سے مخاطب ہوئی تھی جو وہ خود لگا کر گیا تھا ۔

پر وہ پگلی بھول گئی تھی وہیں تو محبت تھی زوار شاہ کی وہ کیسے نہ سمجھتا اسے۔ وہ کیسے بھول گئی تھی وہ تو لہو بن کر اس کی نس نس میں بہتی تھی پھر وہ کیسے اس سے انجان رہتا ۔

تیرے نام سے محبت کی ہے

تیرے احساس سے محبت کی ہے

تم میرے پاس نہیں پھر بھی

تمہاری یاد سے محبت کی ہے

کبھی تم نے بھی مجھے یاد کیا ہو گا

میں نے ان تمحات سے محبت کی ہے

تم سے ملنا تو خواب سا لگتا تھا

میں نے تیرے انتظار سے محبت کی ہے

★★★★★

"انا کہاں ہیں آپ ۔"

وہ روم میں آیا تو وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔ تبھی وہ کچن کی جانب آیا پر وہ وہاں بھی نہیں تھی ۔

وہ پورے گھر میں اسے تلاش کر گیا پر وہ کہیں نظر نہیں آئی تھی تبھی بے چینی سے پکارنے لگا ۔

انا یوسف جو شاور لیتے باہر ہی آنے لگی تھی۔اس جنگلی سانڈ کی آواز سنتی گھبراتی وہیں رک گئی ۔

کیونکہ آج کل وہ بہت پاگل ہو رہا تھا انا کے مطابق۔ جہاں اسے دیکھتا اسے اپنی باتوں اور شدتوں سے ہلکان کیے رکھتا تھا ۔

اس نے شکر پڑا تھا وہ گھر سے نکلا تھا اس کے مطابق وہ رات کو ہی آتا پر یہ بلا دن کے تین بجے ہی وارد ہو چکی تھی ۔

"جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو ۔"

وہ منہ ہی منہ میں آنکھیں بند کیے بڑبڑا رہی تھی ۔

"جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو ۔"

وہ مسلسل ورد کرتی بڑبڑا رہی تھی۔ حدید خان کو یاد آیا کہ اس نے دونوں واش روم تو چک ہی نہیں کیے تبھی پہلے اپنے روم کا چک کیا پر وہ وہاں نہیں رھی تھی ۔

پھر وہ اس روم کی جانب آیا جہاں وہ سبز پری پہلے رہتی تھی اس کے واش روم کا ڈور دھکیلا پر وہ لاک تھا ۔

پر اندر سے ذرہ سی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ یعنی وہ اس سے چھپ کر واش روم میں گھسی ہوئی تھی ۔

حدید خان کے لب کمینگی سے مسکرائے تھے۔وہ بنا آواز کیے اپنی جیب سے ماسٹر کی نکالتا بے حد آہستہ سے ڈوران لاک کر گیا ۔

کلک کی آواز پر انایوسف کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں۔پر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی وہ بے شرم انسان ڈور کھولتا ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتا اپنی بانہوں میں بھرتا تیزی سے بیڈ کی جانب بڑھتا اسے بیڈ پر گرائے خود بھی اس پر جھکا تھا ۔

انایوسف کو سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا تھا ۔

حدید خان اس پر جھکتے مدہوش ہوا تھا اس کا بھیگا بھیگا سا سراپہ دیکھ وہ بری طرح سے بہکا تھا ۔

پیلے رنگ کے خوبصورت سے فراک میں وہ سرسوں کا پھول لگ رہی تھی جو اس کی دودھیا رنگت پر بے تحاشا جچ رہا تھا۔ بڑی بڑی سبز آنکھوں کو وہ مزید بڑا کیے اسے دیکھتی وہ اسے اپنی نظروں کے وار سے بری طرح سے گھائل کر رہی تھی ۔

چھوٹی سی ناک سرخ ہو رہی تھی خنکی میں نہانے کی وجہ سے۔ نازک سے لرزتے لب جن پر اس کے میرون بالوں کی کچھ لٹیں بکھری اس کے دل میں چنگاریاں سلگا رہیں تھیں ۔

ہراساں سے چہرے کے اسے مزید دلکش بنا رہے تھے ۔

"اُف۔۔انا حدید خان یہ سبز جھیل سی آنکھوں کے قاتل وار کہیں حدید خان کو پور پور گھائل ہی نہ کر دیں ۔"

وہ اس کے چہرے کو ہاتھ میں تھامتا انگوٹھے سے اس کا گلال پڑتا رخسار سہلاتا مخمور نظروں سے اس کی آنکھیں میں جھانکتا بہکے پن سے بولا تھا ۔

انا یوسف کی دراز پلکیں لرزتیں جھکیں تھیں۔دل جیسے کانوں میں بجنے لگا تھا ۔

"خ۔۔۔خان۔"

بمشکل لبوں سے برآمد ہوا تھا ۔

"حکم خان کی جان ۔"

وہ اس کے لبوں سے بالوں کی لٹیں ہٹاتے مخمور لہجے میں بولا تھا جن سے اسے کب سے جلن ہو رہی تھی ۔

اس کے طرزِ تحاتب پر انا یوسف کا نازک سا دل کسی سوکھے پتے کی مانند کپکپایا تھا ۔

کہاں دیکھتی تھیں اس نے حدید خان کی اپنی محبتیں۔۔۔اتنی عنایتیں۔۔۔

وہ تو ہمیشہ ہی اس سے چڑا تھا اس سے اکھڑا سا رہتا تھا ۔

اس سے نفرت کا پرچار کرتا تھا پھر کیوں وہ ایکدم سے اس کے قریب آنے لگا تھا

۔

کیا کوئی نئی سازش تھی اسے تکلیف دینے کی۔۔

یا اسے مارنے کا کوئی نیا طریقہ ڈھونڈ لیا تھا اس بے مہر سفاک انسان نے ۔

کونسا کھیل کھیل رہا تھا وہ اس کے ناتواں دل کے ساتھ ۔

اس کا دل چاہا وہ چلائے اس شخص کی سفاکی پر جس نے یقیناً کوئی نئی بساط بچھائی تھی ۔

"پپ۔۔پلیز بند کک۔۔۔کریں۔یہ اذیت اذیت کا کھیل کھیلنا اگر کہتے ہیں تت۔۔۔تو ایک بار ہی جان لے لیتی ہوں اپنی ۔"

وہ بمشکل آنکھیں میچے بولی تھی وہ جو اس حسن کی دیوی کے سحر میں قید دیوانہ وار اس کے ایک ایک نقوش کو قریب سے دیکھ رہا تھا اس ساحرہ کی بات پر دماغ بھنک سے آڑا تھا ۔

وہ کونسے کھیل کی بات کر رہی تھی ۔

"اے۔۔۔اناحدید خان خبر دار جو یہ بکواس سوچی بھی تو۔خود کو نقصان پہنچانے کا سوچا بھی تو خود قطرہ قطرہ کرتے پوری زندگی اپنی بانہوں کی قید میں ماروں گا تمھیں ۔"

وہ غضب ناک ہوتا غرایا تھا۔وہ خوف سے مرنے کو ہوئی تھی ۔

آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔جیسے دیکھتا وہ اٹھتا گہرا سانس خارج کرتا خود کو کمپوز کرنے لگا ۔

"آپ بب۔۔۔برے ہیں ۔"

وہ شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب تکتی بھیگے لہجے میں بولی تھی ۔

"ہاں براہوں میں پر آپ کے لیے یہ دل اب برا نہیں رہا آن ۔"

وہ اسے ایک نئے نام سے پکارتا جزبات سے بھاری لہجے میں بولا تھا۔پر وہ بے یقینی تھی ۔

وہ جانتا تھا وہ اس کی بات کا شاید یقین نہیں کر رہی۔وہ اٹھی تھی اور بیڈ کی دوسری جانب سے اترتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔

پر اس سے پہلے کہ وہ روم سے نکلتی حدید خان نے اسے بازوں سے تھام کر کھینچتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا ۔

"چھوڑیں مجھے خان۔"

وہ مزاحمت کرتی چلائی تھی۔وہ بری طرح سے کپکپائی تھی اس کے حصار میں۔ اس کے نم بال حدید خان کی پشت کو نم کرنا لگے تھے ۔

پر وہ مائل نہیں تھا۔ تبھی نرمی سے اس کی پشت سے بال ہٹاتا اس کے شانے پر جھکا تھا۔اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی وہ اپنی سانسیں کھینچ گئی ۔

پورا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔ دھڑکنوں میں جیسے بوچھال سا بھر پا ہو گیا تھا ۔

"چھوڑنا چاہتا ہوں آنا یوسف پر آپ مجھے ہر باران زلفوں کے دام میں پھنسا کر پسپا کر دیتی ہیں۔ اپنی ظالم اداؤں سے مجھے بہکاتی ہیں۔ بتائیں یہ ظلم نہیں کیا اس بندے بشر پر ۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولا تھا انا یوسف اس فراڈی کے الزام پر کلس کر رہ گئی ۔

کتنا جھوٹا تھا وہ اس نے کب اسے ادائیں دیکھائیں تھی۔ وہ تو ہر ممکن کوشش کرتی تھی اس سے چھپنے کی پر وہ شخص کسی گوند کی طرح اس سے چپک گیا تھا ۔

"خان جھوٹے ہیں آپ چھوڑیں مجھے ۔"

وہ زبردست مزاحمت کرتی تلملائی تھی۔ حدید خان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب گھمایا تھا ۔

اس زبردست جھٹکے پر انا یوسف کے اعصاب جھنجھلا گئے۔ دل اتنی بری طرح لرزا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا ۔

"یہ بھی تو ادائیں ہیں میری جان۔ یہ مزاحمت، یہ کپکپاہٹ، یہ دل کا میرے قریب آکر لرزنا۔۔۔ یقین مانے یہ سب بری طرح سے اپنی جانب مائل کرنے کی سازشیں ہی تو ہیں ۔"

وہ اس کے چہرے سے بالوں کی نم لٹوں کو ہٹاتے مخمور نظروں سے اس کے دلکش چہرے اور ہراساں سی سبز آنکھوں میں تکتے وہ گائل ہوا تھا ۔

"یہ میرے قریب آنے پر گلال بکھرتے عارضیں ۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اس کے سرخ پڑتے عارضوں پر اپنے لمس کے پھول کھلاتا انھیں مزید گلال کرتا اس نازک سی جان کو مزید مشکل میں ڈال گیا ۔

"خ۔۔۔خان نہیں ۔"

وہ اس سے اپنا آپ دور کرنے کو جیسے مر رہی تھی جیسے۔پر وہ محبت آبیل کی طرف اس سے لپٹ لپٹ گیا تھا جیسے۔کہ اب اس کی جان نچوڑ کر ہی مانے گا ۔

"یہ مرتگان کا گرنا اٹھنا۔آپ نہیں جانتی کیا یہ مجھے اپنی جانب آنے کو اشارے دیتے ہیں ۔"

وہ ہنوز انداز میں اس ہی مزاحمت کو کسی کھاتے میں نہ ڈالتا میں بولتا اس کی پلکوں تلے چھپا ڈر اپنے لبوں میں قید کرنے کی سازشیں کرتا۔

اس کی شاخ گلاب سی کمر کے گرد حصار مزید کستا دیوانگی ووار فتگی سے بار بار اپنے لبوں کا لمس اس کی پلکوں پہ چھوڑنے لگا ۔۔

"یہ بولتی کہانیاں کہتیں جھیل سی آنکھیں ان کے تو کیا کہنے ہیں انا یوسف۔ جب میری دلفریب قربت پر ان میں خمار بکھرتا ہے نہ تو میں ڈوب کر کبھی ابھرنا نہیں چاہتا ان سے ۔۔

پاگل ہو جانا چاہتا ہوں اور دیوانہ ہو کر آپ کو بھی اپنی دیوانگی کی لپیٹ میں لے لینے کو دل چاہتا ہے ۔"

وہ اس کی آنکھوں پر دیوانہ وار کہیں بوسے دیتا مدہوشی و وارفتگی سے گویا ہوا تھا

انا یوسف کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں ۔

یہ شخص اتنا ظالم کیوں تھا کیوں اسے نئے سرے سے تکلیف دینے کو اتنی تگ و دو کر رہا تھا وہ تو پہلے ہی تین سالوں سے اس کے پور پور زخمی کرتے لفظوں کے تیروں سے چھلنی ہو چکی تھی ۔

"یہ مدبھرے لبوں کی تھرتھراہٹ یونہی تو نہیں ہے خانِ جاں۔"

وہ دیوانگی و وارفتگی سے اس کے انگوری لبوں کی لرزش پر مدہوش ہوا تھا آنکھوں میں سرور اترنے لگا تھا۔ وہ اس کی نظروں کا تعاقب اپنے دیکھتی سہمتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

آواز تو جیسے خلق میں ہی ناپید ہو گئی تھی۔ پر وہ تو زبان کی نہ سنتا تھا اشارے کیسے سمجھ پاتا ۔

تبھی اس کے نم بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا۔ پوری شدت و دیوانگی سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ پر اپنی پر شدت گرفت کرتا اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا ۔

انا یوسف کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں اس کی اپنی شدت پر۔ پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا ۔

وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ اسے آزادی دینے پر مائل ہی کب جیسے جیسے وہ مزاحمت کرتی وہ مزید شدت سے اسے اپنے سلگتے لمس سے ہلکان کرتا اسے پاگل کرنے لگتا ۔۔

تھک ہار کر وہ مزاحمت ترک کرتی آنکھیں میچتی خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی۔ جس پر وہ جو بے صبر سا ہو رہا تھا اس کی سختی میں بھی نرمی اترنے لگی تھی پر آزادی دینے پر وہ ابھی بھی مائل نہیں تھا ۔۔

وہ مدہوش سا اس کی ملائمت پر خود کو بے بس پاتا اپنے چہرے پر نمی محسوس کرتا اور اپنی بانہوں میں موجود وجود کو نیم جان سا محسوس کرتا نرمی سے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنے سینے سے لگاتا اس کی کمر کو سہلانے لگا ۔۔

جو بے جان سی بمشکل سانس لیتی اسے ڈرا رہی تھی۔اپنی سانسیں بھی بری طرح سے بے آہنگ تھیں پر وہ اپنی بانہوں میں بکھرے اس چھوٹے سے وجود کی لرزش پر متفکر تھا ۔

"پلیز خ۔۔۔خان آپ وو۔۔۔۔ویسے ہی رہیں۔مجھے آ۔۔۔آپ کی عنایتیں نہیں چ۔۔۔چاہتیں خدارا مجھے چھوڑیں ۔"

وہ بمشکل لرزتی آواز میں بولی تھی۔ حدید خان نے کل اثاثہ کی مانند اسے خود میں سمویا تھا پر اس کی بات پر کچھ بولا نہیں تھا ۔

کچھ ہی دیر میں اس کے وجود کی لرزش میں ذرہ کمی آئی تو اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا نکل گیا ۔

وہ اسے بتاتا اسے کہ وہ تو پہلی نظر میں ہی اس کے دل میں اتر گئی تھی۔ جب وہ اپنے باپ کی قبر پر زار و قطار رو رہی تھی۔ وہ سولہ سترہ سالہ نازک سی سبز آنکھوں والی گڑیا اتنی پیاری تھی کہ جیسے ہاتھ لگانے سے ملی ہو جانے کا خدشہ ہو

۔

لیکن وہ خود پر جبر کر گیا تھا۔ پر زوار شاہ کے اسے نکاح کے لیے کہنے پر وہ انکاری ہوا تھا۔ کیونکہ وہ بھی تو ایک سپاہی تھا نہ ۔

اگر کل کو اسے کچھ ہو جاتا تو وہ ایک بار پھر سے درد میں ڈوب جاتی تو اس نے خود پر جبر کرتے زوار شاہ نے کہا کہ وہ اس کی شادی کسی اچھے انسان سے کر دے پر وہ نہیں کر سکتا ۔

پر یہاں بھی اس کی نہیں چلی تھی اور زوار شاہ کے حکم پر اسے انا یوسف کو اپنے نکاح میں لینا پڑا ۔

پر وہ اسے خود سے محبت ہونے نہیں دے سکتا تھا تبھی اس کے ساتھ ناروا سلوک کرتا اسے دھتکارتا ۔

اس سے محبت کا پرچار کرتے اسے ہرٹ کرتا تاکہ وہ خود اسے چھوڑنے کو کہے زوار شاہ سے اور کسی اور سے شادی کر کے اپنا گھر بسالے ۔

پر حدید خان کے بے لگام جزبات کی طرح وہ بھی نہایت ڈھیٹ ثابت ہوئی تھی ۔

بجائے اس سے نفرت اور دوری بنانے کے وہ اس کی ہر بات سر خم کرتے سہنے لگی۔ بڑھتی عمر کے ساتھ وہ مزید جان لیوا ہونے لگی تھی ۔

اس پر اپنے حسن سے لاپرواوہ دلکش اپسرا کی اپنے حسن سے شانِ بے نیازی۔
حدید خان کو بے بس کر گئی تھی ۔

اب مزید خود پر جبر کرنا مشکل تھا تبھی اپنے جذبات کو بے لگام چھوڑ دیا ۔

ایک خلش کو حاصل عمر رواں رہنے دیا۔۔۔
جان کر ہم نے انھیں نہ مہرباں رہنے دیا۔۔۔

آرزوئے عشق بھی بحشی دلوں کو عشق نے۔۔۔
فاصلہ بھی میرے ان کے درمیان رہنے دیا۔۔۔

کتنی دیواروں کے سائے ہاتھ پھیلاتے رہے۔۔۔

عشق نے لیکن ہمیں بے خانماں رہنے دیا۔۔۔

اپنے اپنے حوصلے اپنی طلب کی بات ہے۔۔۔

چن لیا ہم نے تمھیں سارا جہاں رہنے دیا۔۔۔

لون اس طرز جفائے آسماں کی داد دے۔۔۔

باغ سارا پھونک ڈالا آشیاں رہنے دیا۔۔۔

یہ بھی کیا جینے میں جینا نے ان کے بغیر۔۔۔

شمع گل کر دی باقی دھواں رہنے دیا۔۔۔

یہ بھی کیا جینے میں جینا ہے بغیر ان کے ۔۔۔

شمع گل کر دی گئی باقی دھواں رہنے دیا ۔۔۔

★★★★★

"چاند میرے دلبر سائیں اٹھ جائیں ۔"

وہ نماز پڑھ کے سوئی تھی پر اب کافی ٹائم ہو گیا تھا وہ فریش ہو کر واپس آیا تو اسے ابھی بھی ایسے ہی سوتا دیکھ کر اس پر جھکتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے اسے پکارا تھا۔

وہ نماز پڑھ کے سوئی تھی ۔

جس پر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی آج اس کی ایک ضروری میٹنگ بھی تھی پر اس نے صبح ہی قادر سے کہہ کر اسے ہفتے کے لیے ڈیلے کر دیا تھا ۔

"اٹھ جائیں جان سائیں ورنہ آپ کے سائیں پھر سے بے قابو ہو جائیں گے ۔"

وہ مخمور لہجے میں اس کے دلکش چہرے کو دیکھتا بمشکل خود پر ضبط کرتے بولا تھا ۔جو سٹائلش سی وائٹ شرٹ میں سیاہ گھٹاؤں سے نم بال تکیے پر بکھرے برف سی رنگت پر گھلی اس کی قربت کی سرخیوں میں بکھرا کوئی سفید پھول ہی تو لگ رہی تھی ۔

"سونے دیں نہ سائیں پلیز ۔۔۔"

وہ چہرے پر کمفرٹر کھینچتے غنودگی میں بولی تھی۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

یعنی اس کا چاند ایسے اٹھنے والا نہیں تھا۔وہ آہستہ سے اس کے چہرے سے کمفرٹر ہٹاتے اس پر جھکا تھا ۔

چاند جی مزے سے اپنی نیند پوری کرنے میں مگن تھی اپنی رکتی سانسوں اور مونچھوں کی سخت چبھن پر بنک سے نیند اڑی تھی ۔

خود پر جھکے اس ظالم پر نظر گئی تو اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی جو رات کا اس کی سانسیں روکنے میں لگا ہوا تھا ۔

پر وہ بنا اس کی مزاحمت کو خاطر میں لائے پوری شدت سے اس کی مہکتی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرنے لگا۔ خود کو سیراب کرتے وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اپنا گہرے سانس بھرنے لگا ۔

چاند بمشکل اپنی سانسوں کی بے آہنگی سنوارتی ڈھے سی گئی ۔

"سائیں آپ اچھے نہیں ہیں ۔"

وہ روہنسا ہوئی تھی۔ جو اسے پریشان ہی کیے جا رہا تھا ۔

"میرے چاند اٹھ جائیں دس بج گئے ہیں ۔"

وہ نرمی سے اس کے گلابی گال سہلاتے محبت آمیز لہجے میں بولا تھا جس پر وہ منہ بسورتی اٹھ بیٹھی ۔

وجدان شاہ اٹھتا ڈریسنگ سے ہیئر ڈرائر اٹھائے اس کی جانب آیا تھا جس نے اپنے بال ڈرائے کرنے کی زحمت نہیں کی تھی جو ابھی بھی نم تھے ۔

وہ اس کی لاپروائی سے نفی میں سر ہلا گیا۔ وہ ڈرائر آن کرتا اس کے بال ڈرائے کرنے لگ ۔

"گندے ۔"

وہ خفگی سے اس کا ہاتھ پرے کرتی بولی تھی وجدان شاہ قربان گیا تھا اپنی دلبرا کی اداؤں پر ۔

"میرے چاند آپ بیمار ہو سکتی ہیں ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہ رہا تھا پر وہ ہنوز منہ بسورے بیٹھی تھی کرسٹل گرے آنکھیں میں سرخیاں کچی نیند کی غمازی کر رہیں تھیں ۔

"میں بات بھی نہیں کروں گی ۔"

وہ پل میں آنکھیں نم کر گئی تھی۔ وجدان شاہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"اوکے آپ سو جایئے گا میرے چاند پر پہلے کچھ کھالیں اس کے بعد جتنا مرضی سو جایئے گا۔ کچھ نہیں کہوں گا آپ کو ۔"

وہ اس کی خوبصورت نم سرمئی آنکھوں پر لب رکھتا اس کی نمی اپنے لبوں میں جزب کرتا الفت و محبت سے گویا ہوا تھا ۔

جس پر وہ نیم راضی ہوئی تھی کیونکہ بھوک اسے بھی بہت لگ رہی تھی ۔

"اوکے بٹ مجھے پاستا اور آلو بخارے کی چٹنی کھانی ہے ورنہ مجھے کچھ نہیں کھانا ۔"

وہ قطعی انداز میں تحکم بھرے انداز میں بولی تھی۔ وجدان شاہ نے بے بسی سے اپنی پری کی جانب دیکھا تھا جو دن بادن ضدی ہوتی جا رہی تھی ۔

"اوکے میں ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں اگر اس نے منع نہیں کیا تو آپ کو آپ کی پسند کا ناشتہ مل جائے گا ۔"

وہ نرمی و الفت سے اسے بہلانا چاہتا تھا ۔

"بلکل نہیں اگر مجھے نہیں دیا تو میں کچھ نہیں کھاؤں گی ۔"

وہ اس کی شرط پر جھنجھلائی تھی۔ وجدان شاہ نے گہرا سانس بھرتے ہار مانی تھی اور انٹر کام اٹھاتے جین کو چاند کی پسند کا ناشتہ آڈر کیا تھا ۔

"اب میں نے آپ کی بات مانی نہ تو اب آپ کو بھی ماننی یو گی آپ ناشتہ کریں گی اور جلدی سے تیار ہو کر میرے ساتھ ہو سپٹل چلیں گی چیک اپ کے لیے ۔بنا کوئی بھی بحث کیے ۔"

وہ نرمی سے بولا تھا جبکہ اس کی بات پر وہ ہتھے سے کھڑی ہوئی تھی ۔

"سائیں پلیز ۔۔۔"

اسے ہوسپٹل کے نام سے بھی چڑ ہو گئی تھی تبھی معصوم سا منہ بناتے نچلا ہونٹ نکالتے اسے منانا چاہا۔ وجدان شاہ کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اس کی جان لیوا حرکت پر ۔

"نہیں بلکل بھی نہیں آپ مجھے بہکا نہیں سکتیں میرے چاند ہم ہوسپٹل ہر حال میں جائیں گے ۔"

وہ رات کی چاند کی حالت سے بہت ڈر گیا تھا تبھی وہ پہلے اس کا چیک اپ کرواتے آج اسے پھر سے ڈاکٹر عالیہ کے پاس بھی لے کر جانے والا تھا۔ اس لیے وہ اس کے بہکاوے میں نہیں آسکتا تھا ۔

تبھی اس کے فون رنگ ہوا تھا۔ وجدان شاہ نے بنا دیکھے کال ریسیو کی تھی ۔

پر دوسری جانب سے ملنے والی خبر پر وہ باہر کو بھاگا تھا چاند بھی اسے دیکھ اس کے پیچھے بھاگی تھی ۔

★★★★★

زوار شاہ اور سب تھک گئے تھے ان کا انتظار کرتے کرتے پر شاید ان کا کوئی ارادہ ہی نہیں تھا آج اپنے روم سے نکلنے کا سلطان شاہ بھی کب سے ان کی راہوں میں نظریں بچھائے بیٹھے تھے ۔

پر گیارہ پر گئے تھے پر ابھی بھی کمرہ نشین تھے۔ سارے ملازمین بھی ان کے انتظار میں تھے۔ کہ کب ان کے سر اور میم نیچے آئیں اور وہ انھیں مبارکباد دیں

۔

تبھی زوار شاہ کے خرافاتی دماغ میں ایک آڈیا آیا جس پر عمل کرتے اس نے فوراً سے وجدان شاہ کے نمبر پر کال ملائی تھی ۔

"بھائی بابا سائیں کو کچھ ہو گیا ہے ۔"

دوسری جانب سے کال اٹینڈ ہوتے ہی اس نے سلطان شاہ کو دیکھ آنکھ دباتے روہنسا ہوتے پھلجڑی چھوڑی تھی ۔

اور ساتھ ہی کال کٹ کر دی۔ سلطان شاہ اس کے اپنے چھوٹے نواب کے جھوٹ پر جوتا اپنے پاؤں سے نکال کر اس کی جانب اچھال گئے جیسے اس نے پھرتی سے کیچ کیا تھا ۔

سارے ملازمین نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔ سب کا دھیان اسی جانب تھا جب وجدان شاہ بنا کسی چیز پر دھیان دیے آندھی طوفان بنا ان کی جانب آیا تھا اور آتے ہی سلطان شاہ کو اپنے سینے لگاتا اُنھیں چھو کر دیکھنے لگا ۔

شاید وہ یقین چاہ رہا تھا کہ وہ ٹھیک تو ہیں ۔

"آپ ٹھیک ہیں نہ بابا سائیں۔۔۔کک۔۔۔کیا ہوا آپ کو ۔"

وہ ان کا وجود ٹٹولتا یقین کرنے لگا کہ وہ ٹھیک ہیں اور اس کے سامنے کھڑے ہیں

۔

سب ہونک بنے اس منظر کو دیکھنے لگے زوار شاہ آنکھیں پھاڑے خود سکتے میں تھا چاند اوپر کی جانب پہلی سیڑھی پر کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی ۔

سلطان شاہ خود بھی شاکڈ سے اپنے بیٹے کو اپنے لیے پریشان ہوتا دیکھ رہا تھا جس کے منہ سے بارہ سال بعد انھیں نے اتنی شدت و محبت سے بابا سائیں لفظ سنا تھا

۔

وہ تو ترس گئے تھے وجدان شاہ کے منہ سے یہ الفاظ سننے کو ۔

ان کے خود کو ساکن نظروں سے دیکھنے پر وہ ایکدم سے ہوش میں آیا تھا۔ وہ تو بلکل ٹھیک تھے پھر ۔۔

یعنی زوار شاہ نے اس سے جھوٹ کہا تھا ۔

"وجی میری جان ۔"

اس کی آنکھوں میں پھر سے اترتے سرد پن پر وہ تڑپ کر اس کا ہاتھ تھام گئے ۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے ۔۔۔"

وہ اتنی زور سے چیخا تھا کہ شاہ پیلس کا ذرہ ذرہ کانپ اٹھا تھا۔ چاند خوف زدہ ہوتی وہی سیڑھیوں پر بیٹھتی چھپ گئی ۔

"بھائی پلیز ۔"

زوار شاہ نے آگے بڑھتے بولنا چاہا وجدان شاہ نے طیش کے عالم میں اس کے منہ پر پوری قوت سے تھپڑ رسید کیا تھا ۔

تھپڑ میں اتنی شدت تھی ایک پل وہ زوار شاہ جیسے انسان کے بھی حواس جھنجھلا اٹھے ۔

جین نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا جبکہ قادر بھی خوف زدہ ہوا تھا۔ ساری ملازمہ تھر تھر کانپنے لگیں۔ لیلی اور ٹینا تو جین میں گھسی ہوئیں تھیں ۔

سلطان شاہ کی آنکھوں نم ہوئیں تھیں۔ جبکہ زوار شاہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے شاکڈ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"کیوں سکون سے جینے نہیں دیتے آپ لوگ مجھے۔ میرے مار کو مار کر سکون نہیں ملا کیا جو اب مجھے بھی مارنا چاہتے ہیں ۔"

وہ ہنوز انداز میں چلاتا ہزیانتی ہوا تھا۔ وجود کا پورا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔ طیش وجود تمام رگیں اُبھری ہوئیں تھیں جو بلیک ویسٹ میں واضح ہو رہیں تھیں ۔

"مجھے معاف کر دو میرے بچے۔ تمھارا باپ بہت کمزور انسان ہے جو نہ پوری زندگی خود کے ساتھ انصاف کر سکا نہ اپنی بیوی کے ساتھ نہ ہی اپنے بیٹوں کے ساتھ ۔"

وہ اس کے پاس آتے زبردستی اپنے سینے سے لگاتے روندھی آواز میں بولے تھے ۔

وہ جو تنے جبڑے تنے اعصاب کے ساتھ وہ طیش و غضّے سے پاگل ہو رہا تھا۔ ان کے سینے سے آ لگنے پر اعصاب ڈھیلے پڑنے اذیت میں بدلنے لگے ۔

"نہیں کروں گا معاف۔۔۔ نہیں کروں گا ۔"

وہ انھیں خود سے دور کرتا بولا تھا لہجے میں ٹوٹی کرچیوں سی جھبن تھی زوار شاہ اپنے بھائی کی اذیت پر اپنا درد بھولتا اسے پیچھے سے سختی سے گلے لگا تھا ۔

"میری جان میرے شیر تمھارا بوڑھا باپ مر جانے گا تمھاری ناز اضنگی سے اب ۔"

وہ اسے مزید سختی سے خود میں بھینچتے پر اذیت لہجے میں بولے تھے ۔

وجدان شاہ بے بسی سے آنکھیں میچ گیا اگر وہ اپنی ماں سے محبت کرتا تھا تو اس کا باپ اس کا پہلا عشق تھا وہ کیسے انھیں تڑپتا دیکھتا۔ اس کا دل چاہا وہ خود کو مار لے ۔

اور اس اذیت کا قصہ ہی تمام کر دے جو اسے نہ جینے دے رہی تھی نہ مرنے دے رہی تھی ۔

"مان جائیں بھائی خدارا مان جائیں چاہیے جتنے مرضی تھپڑ مار لیں ۔"

وہ نم لہجے میں وجدان شاہ کے شانے پر لب رکھتا بولا تھا۔ وجدان شاہ کو پچھتاوا ہوا تھا اسے تھپڑ مار کر ۔

"دیکھیں نہ ہم سب نے آپ کے بے بی کے لیے اور بھابھی کے لیے اتنا پیارا سرپرائز ارینج کیا ہے۔اور آپ نے دھیان تک نہیں دیا ۔"

وہ اس کا دھیان سجاوٹ اور بڑے سے کیک کی جانب مبذول کروایا ۔

سلطان شاہ نم آنکھوں سے مسکرائے تھے۔وجدان شاہ نے پورے ہال میں نظریں دوڑائیں جس کا کونہ کونہ سجایا گیا تھا اور چاند کی پسندیدہ سفید پھولوں سے غباروں سے اور جگہ جگہ خوبصورت سے بے بیز کی پکچرز لگیں ہوئیں تھیں ۔

"اور بھابھی کو دیکھیں ڈرا دیا یار انھیں بھی ۔"

وہ وجدان شاہ کی جانب مصنوعی خفگی سے دیکھتے بولا تھا ۔

وجدان شاہ کی نظریں تیزی سے اپنے چاند پر گئیں تھیں جو سب سے اوپر والی سیڑھی پر سیڑھیوں کی ریلنگ سے سر ٹکائے نم آنکھوں سے سہمی سہمی سی ان کی جانب دیکھ رہی تھی ۔

"اب جائیں چپ کروائیں یار کتنے لاپرواشوہر ہیں آپ میری چھوٹی سی بھابھی کو ڈرا کر رکھ دیا ۔"

وہ ہنوز انداز میں بولا تھا وجدان شاہ نے اس کے اتنے پٹر پٹر کرنے پر گھوری سے نوازہ تھا ۔

جس پر وہ فوراً سے منہ بند کر گیا ۔

وجدان شاہ چاند کی جانب بڑھا تھا پر اس سے پہلے کے وہ اس تک پہنچتا وہ اٹھتی اور تیزی سے اپنے روم کی جانب بھاگی تھی جس پر زوار شاہ کا قہقہہ بے ساخت تھا ۔

وجدان شاہ نے جوتا اتارتے اس کی جانب پھینکا تھا جیسے وہ اپنی مہارت دیکھتے پھر سے کیچ کر گیا ۔

"جائیں جلدی لے کر آئیں بھابھی کو پھر کیک کرنا ہے آپ دونوں کو۔۔یار کیک کو دیکھ کر کب سے میری نیت بے ایمان ہو رہی تھی یہ نہ ہو کیک کی جگہ بس کینڈلز ہی بچیں ۔"

وہ پیچھے سے آواز لگاتا وجدان شاہ کو تپا رہا تھا جس پر وہ دانت پیستا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

پر وہ اسے روم میں کہیں نظر نہیں آئی تھی۔وہ ڈور بند کرتا اندر داخل ہوا تھا۔ نظریں پورے روم میں گھمائیں ڈریسنگ کا ڈور بھی کھلا ہوا تھا واش روم میں بھی نہیں تھی ۔

تبھی اس کی نظر صوفے کی جانب گئی تھی جو اس کے روم کے دوسرے کونے پر رکھے ہوئے تھے ۔

اس کے پیچھے سے نظر آتا اس کا سکاف دیکھ وہ گہرا سانس خارج کرتا نفی میں سر ہلا گیا ۔

"میرے چاند باہر آئیں جاناں۔"

وہ محبت والفت سے بولا تھا اس نے اس کی جانب جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ چاہتا تھا وہ اس کی جانب خود آئے۔اس کی آواز پر وہ منہ پر ہاتھ رکھ گئی ۔

"جان سائیں باہر آئیں نہ۔ کیا آپ اپنے سائیں کی بات نہیں مانیں گی ۔"

وہ ہنوز انداز میں بولا تھا وہ خوف سے لرزی تھی۔پر اس کی محبت آمیز پکار پر وہ رونے کو ہوئی ۔

"آپ گگ۔۔۔گندے ہیں مم۔۔۔میں نہیں آتی ۔"

وہ بمشکل روندھی آواز میں بولی تھی۔وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔اس کے رونے پر ۔

"ایم سوری دلبر سائیں اب آجائیں آپ کے لیے ایک بہت پیارا سا سرپرائز تیار کیا ہے سب نے میرے چاند۔اب آ بھی جائیں میری جان سائیں ۔"

وہ صوفے کے کچھ قریب جاتا محبت والفت سے بولا تھا ۔

"پپ۔۔۔پہلے پرامس کک۔۔۔کریں۔غصہ نن۔۔۔نہیں کریں گے ۔"

وہ اپنے آنسو صاف کرتی ہنوز انداز میں بولی تھی ۔

"اوکے مائے فیری مجھے آپ کی شرط منظور ہے اب باہر آجائیں میرے سرکار

"۔

وجدان شاہ سے اب صبر مشکل تھا۔ تبھی ملتجی لہجے میں بولا تھا ۔

وہ اٹھی تھی اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کی جانب آئی وجدان شاہ نے ایک جست میں اسے اپنی بانہوں میں بھر تا خود میں بھینچا تھا ۔

"کیوں اتنا پریشان ہو جاتا ہے میرا چاند ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا الفت و وارفتگی سے گویا ہوا تھا ۔

"آپ کرتے ہیں ۔"

وہ اس کے شانوں پر مکا مارتی خفگی سے نم لہجے میں بولی تھی۔ وجدان شاہ نے اس کی سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک پر لب رکھے تھے۔ جو رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی ۔

"پیار بھی تو بہت سارا کرتا ہوں نہ ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے دلکش چہرے کو دیکھتے گویا ہوتا اس کی کالر بون پر جھکا تھا ۔

چاند کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا اس کے دہکتے لمس اور مونچھوں کی جان لیوا چبن پر ۔

"سس۔۔۔سائیں میں ناراض ہوں ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

"میں منا رہا ہوں ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے اس کی شہ رگ کو اپنے پر شدت لمس سے مہکانے لگا ۔

چاند کو لگا جیسے اسے کسی نے بھٹی میں ڈال دیا ہو۔لب بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

وہ مدہوش ہوتا اس کی مہک اپنی سانسوں میں بساتا جا بجا اس کی شہ رگ سے بیوٹی بون تک اپنا دلفریب و دلربا لمس چھوڑنے لگا ۔

"سس۔۔۔۔سائیں ۔"

وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی گر جانے کو ہوئی تھی ۔

اس سے پہلے کے وہ مزید اس کے حواس ٹھکانے لگاتا ڈور ناک ہوا تھا ۔

وہ گہرا سانس بھرتا چاند کو اپنی گرفت سے آزادی دیتا اس کے بال سنوارتا سر پر سکارف اوڑھتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا سٹینڈ سے اپنی شرٹ اٹھا کر پہنتا اس کا ہاتھ تھامے باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

ڈور کھولتے ہی زوار شاہ سے سامنا ہوا تھا ۔

"یار بھائی اب بھوک سے بچوں کی جان لیں گے قسم سے آپ کے چکر میں کل کا اس غریب نے ایک سینڈوچ کھایا ہوا ہے۔اگر تھوڑی دیر اور گزری نہ تو اس ننھے بچے نے آپ کے سر چڑھ جانا ہے ۔"

اس نے دھائی دی تھی۔ اگر کوئی حویلی کا زوار شاہ کو اس روپ میں دیکھ لیتا تو غش کھا جاتا جتنا وہ کھڑوس اور بد دماغ انسان تھا ۔

"ڈرامے نہ لگاؤ میرے ساتھ ۔"

وجدان شاہ ایک تھپڑ اس کی گھدی میں رسید کرتا آنکھیں دیکھاتے بولا ۔

"یار بھابھی آپ ہی اپنے دیور کو بچائیں اپنے جلاد شوہر سے جنہوں نے اس معصوم کو ڈھولک ہی سمجھ لیا ہے ۔"

وہ دھائی دیتا چاند سے گویا ہوا اس کے مخاطب ہونے پر وہ ایک دم بوکھلاتی وجدان شاہ کا بازو تھامتے اس کے پیچھے ہوئی تھی ۔

زوار شاہ معیوس ہوتا مڑا تھا۔ہاں وہ شرمندہ تھا کہ اس نے کبھی دھیان کیوں نہیں دیا تھا شاہ بیگم کے ظلموں پر ۔

"آپ نن۔۔۔ نہیں ماریں بھائی کو سائیں ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔زوار شاہ کی سماعت میں اس پری کی آواز پڑتے ہی وہ خیرت وخوشی سے مڑا تھا۔ خیر ان تو وجدان شاہ بھی ہوا تھا ۔

یہ ایک بہت اچھی امپرومنٹ تھی رات سے ابھی تک کے لیے۔ کیونکہ اسے امید نہیں تھی اس کی ۔

"بھئی اب تو ہمارے سرکار نے حکم کر دیا ان کے بھائی کو کچھ نہ کہا جائے۔ پھر ہماری اتنی مجال کہاں جو ہم ان کی حکم ادولی کریں ۔"

بڑے فرمابردار انداز میں کہا گیا تھا۔ چاند شرم سے سرخ ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی تھی وجدان شاہ کے اپنے بھائی کے سامنے طرزِ تحاتب پر ۔

اس کی حیا پر زوار شاہ کا قہقہہ بے ساخت تھا ۔

وہ مزید سمٹی تھی ۔

نہ لانا میرے لیے توڑ کر تارے فلک سے

مجھے تیرے آسماں کا اکلوتا چاند بننا ہے

★★★★★

وجدان شاہ کے حصار میں پریوں سی نازک اپسرا جس کا ہاتھ تھامے وہ ساحر تالیوں کی گونج میں کیک کٹ کرتا کیک کا ٹکڑا اٹھا کر اسے کھلا گیا ۔

اور پھر سب ملازمین نے انھیں مبارکباد پیش کی جیسے وجدان شاہ اور خوش دلی سے قبول کیا تھا۔

"سر مبارک ہو ۔"

قادر نے سر خم کرتا کہا تھا جس پر وجدان شاہ نے اسے گلے لگایا تھا مخلص دوست بھی خدا کی جانب سے ایک تحفہ ہوتا ہے اور قادر وجدان شاہ کے لیے وہی تحفہ تھا ۔

"اُدھر آؤ یار ۔"

وہ اسے اپنی جانب اشارہ کرتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔ قادر کے لب مسکرائے تھے ۔

"تمھیں بھی مبارک ہو۔ آخر تم بڑے بابا سائیں بننے والے ہو یار ۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔ قادر کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں اتنی عزت پر ۔

"سر آپ کی اجازت ہو تو میں بھابھی بیگم کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں ۔"

وہ عاجزی سے گویا ہوا۔ جس پر وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گیا ۔

"بھابھی بیگم یہ آپ کے بڑے بھائی کی جانب سے ایک حقیر سا تحفہ ہے اگر آپ اسے عزت بخشیں گی تو مجھے بہت خوشی ہو گی ۔"

وہ سر جھکائے ایک کیس اس کی جانب بڑھاتے ہنوز انداز میں بولا تھا۔ چاند نے جھجھکتے ہوئے اسے تھام لیا۔ جین نے مسکاتی نظروں سے قادر کی جانب چوری چوری دیکھا تھا ۔

جو پانچ سالوں سے اس کے دل میں بسا ہوا تھا۔ پر وہ بے مہر تو ایک نظر بھی اس پر ڈالنے کا روادار نہیں تھا ۔

اور دیکھتا تو تب نہ اگر وہ نظریں اٹھاتا۔ وہ تو ہمیشہ ہی سر جھکائے پھیرتا ۔

"بٹیا یہاں آئیں بابا کے پاس ۔"

سلطان شاہ نے چاند کو اپنی جانب بلایا تھا وہ ایک پل کو سہمتی وجدان شاہ کی جانب دیکھنے لگی۔ جس پر وہ سر اثبات میں ہلا گیا ۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ان کی جانب آئی تھی ۔

سلطان شاہ نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا چاند کو لگا جیسے اس کے بابا نے اسے اپنے سینے سے لگایا ہو ۔

"بے حد شکریہ میری بیٹی مجھے اس خوشی سے نوازنے کے لیے ۔"

وہ محبت و شفقت سے گویا ہوئے تھے چاند کے دل میں جیسے سکون سا اترا تھا ۔

"ویسے بابا سائیں میری نازک سی بھابھی کو کم مت سمجھیے گا۔انھوں نے ہمارے اڑیل بھائی کو بری طرح سے اپنے شکنجے میں قید کیا ہوا ہے۔ہل کر تو دیکھائیں ذرہ ۔"

زوار شاہ نے شرارتی انداز میں کہا تھا۔ جس پر وہ چاند کو گہری نظروں سے اپنے چاند کو دیکھا تھا ۔

وہ تو جی جان سے اپنے چاند کی غلامی کے لیے تیار تھا ۔

وہ سب خوش تھے یہ جانے بنا کہ ایک طوفان ان سب کا منتظر تھا ۔

وہ ایک پل کو سہمتی وجدان شاہ کی جانب دیکھنے لگی۔ جس پر وہ سر اثبات میں ہلا گیا ۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ان کی جانب آئی تھی ۔

سلطان شاہ نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا چاند کو لگا جیسے اس کے بابا نے اسے اپنے سینے سے لگایا ہو ۔

"بے حد شکریہ میری بیٹی مجھے اس خوشی سے نوازنے کے لیے ۔"

وہ محبت و شفقت سے گویا ہوئے تھے چاند کے دل میں جیسے سکون سا اترا تھا ۔

"ویسے بابا سائیں میری نازک سی بھابھی کو کم مت سمجھیے گا۔انھوں نے ہمارے اڑیل بھائی کو بری طرح سے اپنے شکنجے میں قید کیا ہوا ہے۔ہل کر تو دیکھائیں ذرہ ۔"

زوار شاہ نے شرارتی انداز میں کہا تھا۔ جس پر وہ چاند کو گہری نظروں سے اپنے چاند کو دیکھا تھا ۔

وہ تو جی جان سے اپنے چاند کی غلامی کے لیے تیار تھا ۔

وہ سب خوش تھے یہ جانے بنا کہ ایک طوفان ان سب کا منتظر تھا ۔

"نور کیا ہوا ہے کیوں اتنی اپ سیٹ رہنے لگی ہوں۔ میں دیکھ رہی ہوں تم کھوئی کھوئی سی رہتی ہو۔۔ اگر کوئی پرابلم ہے تو تم مجھے سے شیئر کر سکتی ہو ۔"

عروہ جو دو تین دن سے اس کا بجھا بجھا نوٹ کر رہی آج پوچھ ہی لیا تھا ۔

"نہیں عروہ ہم ٹھیک ہیں بس تھوڑا سر درد ہے ۔"

وہ مدھم سا مسکراتی اسے متمعن کرنے کو بولی تھی ۔

"ٹھیک ہے مان لیتی ہوں بٹ اگر کوئی مصلہ ہے تو تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔ جب تمھارا دل چاہے۔"

وہ اسے زیادہ فورس کرنا نہیں چاہتی تھی اگر اسے بہتر لگتا تو وہ خود بتاتی ۔

کچھ فاصلے پر بیٹھی صدف اسے دیکھتی کمینگی سے مسکرائی تھی اسے اپنا سب سے خوبصورت شکار جو مل گیے تھے ۔

وہ دونوں ہی اس کے بہت کام کیں تھیں۔اور دونوں ہی انمول حسن کی مالک تھیں ۔

وہ چپکے سے ان دونوں کی تصویر لیتی کسی کو سینڈ کر گئی تھی۔اور ساتھ ہی اپنی آفر بھی سینڈ کی تھی ۔

دوسری جانب سے فوراً کال موصول ہوئی تھی۔ جیسے صدف نے جھٹ سے رسیور کیا تھا۔اور چلتے ایک سائیڈ پر آ گئی ۔

"تو کیا کہتے ہو بوس کیسی لگیں چڑیا ۔"

وہ آنکھوں میں چمک لیے مسکرا کر بولی تھی ۔

"دونوں ہی کمال کی ہیں ریشمی بائی۔۔۔ تمھاری ماں بھی جوہری دیکھ کر ہیرے کا دام لگاتی تھی اور کچھ شک نہیں کہ تم اس سے زیادہ ترقی کرنے والی ہو ۔۔"

مقابل کو یقیناً وہ دونوں انتہائی پسند آئیں تھیں تبھی وہ ہنستے بولا تھا۔

"کوئی شک ہے کیا صاحب۔۔ریشمی نام ہے میرا جو چن پر تارے ڈھونڈتی ہے ۔میں بھی خوش اور آپ جیسے جوہری بھی خوش ۔"

وہ اترا کر بولی تھی ۔

"تو پھر کب تک رو برو دیدار کروانے کا ارادہ ہے ان پریوں کا ۔"

وہ کچھ زیادہ ہی بے صبر ہو رہا تھا ۔

"بس دو دن تک صبر کرو۔ پھر تمھارے پاس ہی انا ہے اس تتلیوں نے جتنا چاہیے کھیل لینا ۔"

وہ بولتی فون بند کر گئی ۔

★★★★★

"مسٹر شاہ آپ کو انھیں ہر قسم کے سٹریس سے دور رکھنا ہے۔ان کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھیں ۔

ارلی پریگنینسی کی وجہ سے آپ کو ان کا بہت خیال رکھنا ہو گا۔ ہر ماہ چیک اپ کے لیے لانا ہو گا۔ کسی بھی قسم کی بے اختیارتی نقصان دے ہو سکتی ہے ۔

میں کچھ وٹامنز کی سپلیمنٹ لکھ کر دے رہی ہوں باقاعدگی سے دیں۔ تو کوئی مصلہ نہیں ہو گا آپ کو بس ان باتوں پر عمل کرنا ہے ۔"

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں انھیں ہر بات بتائی تھی جیسے سنتے وجدان شاہ کچھ متفکر بھی ہوا تھا ۔

"ڈاکٹر اگر کوئی مصلہ ہے تو آپ مجھے پہلے ہی بتا دیں مجھے اپنی وائف سے زیادہ کچھ بھی ضروری نہیں ہے ۔"

وہ سر جھکائے بیٹھی چاند کی دیکھتے متفکر سا گویا ہوا تھا چاند نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔ آنکھوں میں ایک خوف سا اترا تھا ۔

"نو نو مسٹر شاہ کوئی بھی مصلہ نہیں ہے بس آپ کو احتیاط کرنی ہے بس سب ٹھیک ہے۔ ڈونٹ وری۔ بائے داوے یور وائف اس سو بیوٹی فل ۔"

وہ شروع میں اسے تسلی دیتی آخر میں چاند کو ستائشی نظریوں سے تکتی بولی تھی۔ چاند سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی ۔

وجدان شاہ نے اسے گھوری سے نوازہ تھا۔ بھلا یہ کون ہوتی تھی اس کے چاند کو گھور گھور کر دیکھنے والی۔ ڈاکٹر اس کے گھورنے پر گڑ بڑاتی ادھر اُدھر دیکھنے لگی ۔

وہ میڈیسن کا نسخہ اٹھاتا چاند کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیے باہر کی جانب بڑھا تھا ڈاکٹر نے جھرجھری لی تھی ۔

کیسا انسان تھا تعریف ہی تو کی تھی اس کی بیوی کی اس میں گھورنے والی کیا بات تھی ۔

بیشک وہ خود بھی بلا کا حسین تھا۔ پر تیور انتہائی خطرناک ۔

وہ اسے گاڑی میں بیٹھتا خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔انھیں کافی دیر ہو گئی تھی پہلے وہ لوگ ڈاکٹر عالیہ کے پاس گئے تھے جس پر چاند کا کافی دیر منہ بھی بنا رہا تھا ۔

پروجدان شاہ کے سمجھانے پر کہ یہ ان کے بے بی کے لیے ضروری ہے وہ خاموش ہو گئی تھی۔ پھر شہر کی بیسٹ گائنا کالوجسٹ کے پاس وہ آئے تھے۔اس سب میں کافی وقت لگ گیا تھا۔اور اب چاند کو شدید بھوک لگ رہی تھی ۔

"سائیں ۔"

وہ اس کے شانے پر سر رکھتی اسے پکار گئی ۔

"جی سائیں کے چاند ۔"

وہ جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت والفت سے بولا تھا ۔

"بھوک لگی ہے بہت ساری ۔"

وہ معصومیت سے بولتی اتنی پیاری لگی تھی کہ وجدان شاہ کا دل چاہا وہ اسے خود میں بھینچ لے ۔

اس کی ان دلفریب اداؤں کے صدقے جائے ۔

اس پری کو اپنے دل میں کہیں قید کر لے جو اسے بری طرح سے بہکاتی تھی اور پھر اس کی شدتوں سے سہمتی اسی میں چھپتی اسی میں پناہ تلاش کرتی تھی ۔

"سائیں۔۔۔مجھے چاؤ من کھانا ہے ۔"

وہ فرمائشی انداز میں بولی تھی وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

اسے بے حد اچھا لگتا تھا جب وہ اس ہر حق جتاتی تھی یا اس سے فرمائش کرتی تھی

۔

جو حکم میرے سرکار کا ۔"

وہ اس کے نازک سے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتے محبت والفت سے گویا ہوا تھا

۔وہ اس کے پر حدت لمس پر سرخ ہوتی شرمگیں سی سر جھکا گئی ۔

"آپ کو حکم کریں کہ آپ اپنے غلام سے فرمائشیں کیا کریں اور اس غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنی کوئین کے لیے اس دنیا کی ساری خوشیاں چھین کر آپ کے قدموں میں ڈال دے ۔"

وہ اس کے ہاتھ کے ایک ایک پورے پر اپنے لمس کی لذت سے آشنا کرواتا اپنے جادوئی لفظوں کی تمازت سے اس چاند پری کے دل کی ساری کلیں روشن کرتا اسے مسحور کن کر گیا تھا ۔

"سائیں آپ اچھے ہیں ۔"

وہ اپنی قسم پر خیران تھی خود بھی اسے اب بھی یہ خواب ہی لگتا تھا ۔

پر اب وہ سب کچھ بھول کر بس اس خواب میں ہی جینے کی خواہش مند تھی اسے اب حقیقیوں سے کچھ سروکار نہ تھا ۔

اس نے اپنے قلب کے گردان بند قلعہ کی دیواروں کو توڑ دیا تھا۔ سارے فقل توڑ کر خود کو آزاد کر لیا تھا۔ وہ اعصاب زدہ چہرے اسے راتوں کو ڈرانے نہیں آتے تھے ۔

اور اگر کبھی ان کی بھیانک صورت اسے نظر آتی تو وہ چھپ جاتی تھی اپنے شہزادے کے حصار میں اس کے دل میں ۔

بھول جاتی تھی وہ بھیانک قہقہے جو اسے جینے نہیں دیتے تھے۔ جب وہ اسے اپنی آغوش میں بھر تا دل فریب سرگوشی کرتا عشقِ من کی امر کتھائیں سناتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی اس ظالم دنیا سے دور لے جاتا ۔

اس کا آنچ دیتا لمس اس کے سارے زخم اب بھرنے لگا تھا اس کے لمس کی حدت سے پگھلتی وہ وجدان شاہ کے چاند کا روپ دھار گئی تھی۔ وہ داسی تو وہیں خویلی کے اس کواٹر میں ہی رہ گئی تھی ۔

وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی جو اس وقت وائٹ ہائی نک کے ساتھ رف براؤن جینز پہنے رائل بلو کلر کے کوٹ میں ملبوس تھا جو اس پر انتہا کا جچ رہا تھا ۔

بھری بھری بیر ڈ جو اس کے سرخ و سپید رنگت پر بے تحاشا جچتی تھی ہمشیہ کی طرح سلیقے سے بنے بال جس کی دو لٹیں آج اس کی کشادہ پیشانی چوم رہیں تھیں ۔

شہد رنگ آنکھیں جن میں اسے اپنے لیے بے شمار محبت والفت کی کرنیں پھوٹتی نظر آتیں تھیں ستون ناک اور وہ عنابی لب ۔۔۔

وہ یہاں تک آتے ہمشیہ ہی سرخ گلال ہو جاتی تھی۔دل بری طرح سے کپکپانے لگا تھا ۔

وجدان شاہ اپنے چاند کی خوبصورت آنکھوں کی ساری گستاخیاں محسوس کر رہا تھا اور بمشکل اپنے جذبات پر پہرا لگائے ڈرائیو کر رہا تھا ۔

پر وہ بھی باز کہاں آ رہی تھی چوری چوری اسے دیکھتی اب خود کے لیے ہی خطرے کا سامان کر رہی تھی ۔

وہ گاڑی کی رفتار کم کرتا اسے ایک سائڈ پر روکتا اس شرارتی پری کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتا اسے اپنی جانب کھینچتا اسے اپنی گود میں بیٹھا گیا ۔

چاند جو گم تھی اسے دیکھنے میں اس کے حملے پر بری طرح سے بوکھلاتی چلائی تھی پر اتنی ہی تیزی سے وہ ساحر اس کی چیخ خود میں جزب کرتا اس کی سانسوں کو اپنی حراست میں لے گیا ۔

چاند کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں اس کے لمس کی شدت و دیوانگی پر ۔۔

وہ شدت جنونیت سے اس کی سانسوں میں اپنی سانسوں کا رقص بکھرتا اس کے کوٹ میں سے ہاتھ ڈالتا اس کی نازک سی کمر جو جھکڑے اسے مزید خود میں جزب کرتا اپنی آہنی انگلیاں سے اس کی شاخ گلاب سی کمر کے پیچ و خم پر شرارتیں کرتے اسے مزید خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا ۔

اس کی انگلیوں کا دہکتا پن محسوس کرتی وہ پور پور جھل تھل ہوئی تھی ۔

چاند اس کی شدتوں پر بے جان سی ہوتی اس کے شانوں کو دبوچ اسے خود سے دور کرنے کو مزاحمت کرتی ہلکان ہو رہی تھی ۔

جو ہر پہلو سے اس کی جان نکال رہا تھا پورا وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھنے لگیں تھیں دل جیسے کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

پر وہ مائل کرم کہاں تھا وہ تو بس اپنی تشنگی مٹانے میں لگا تھا جو کم ہونے کی بجائے مزید بڑھنے لگی تھی ۔

وہ اس کی رکتی سانسوں پر اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کے سر سے سر ٹکائے اس کی سانس کی مہک کو انہیل کرتا مسرور سا تھا ۔

جو اپنی بکھری سانسوں کو سنوارتی سرخ گلاب بنی اس کی بانہوں میں بکھری سی تھی ۔

"میرے چاند آپ کے سائیں کی تشنگی جان لیوا ہے آپ کے لیے۔ آپ کی یہ قاتلانہ ادائیں بری طرح سے بہکاتی مجھے اپنا اڈیکٹ بنانے لگی ہیں دلبرا۔

یہ آپ کے لیے مشکل آمیز ہو سکتا ہے میری جان سائیں کچھ تو اپنی نازک سی جاں پر رحم کھائیں ۔"

وہ اس کے چہرے سے بکھری بکھری سی سیاہ لٹیں ہٹاتے آنکھوں میں آتشِ دیوانگی لیے وارفتگی سے بولا تھا ۔

"سائیں۔۔آپ بب۔۔۔ برے ہیں ۔"

وہ اس کے سینے پر مکا رسید کرتی خفگی سے بولی تھی ۔

"ارے ۔۔"

وہ آنکھوں میں خیرانی لیے بولا تھا۔اس کے اتنی جلدی اپنی بات سے پلٹنے پر ۔

"بہت سارے برے ۔"

وہ اس کا کالر دبوچتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔ وجدان شاہ نے سر جھکائے اس کے مخملی ہاتھوں کو دیکھا تھا جو اس کے کالر کو دبوچے ہوئے تھے ۔

ہاں یہ وجدان شاہ کا چاند ہی تھا جیسے یہ حق حاصل تھا۔ وہ جیسے چاہتی وجدان شاہ سے جواب طلب کر سکتی تھی ۔

"بٹ ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا میں بہت اچھا ہوں اور کچھ ہی پلوں میں اپنی بات سے مکر بھی گیا۔۔۔ڈیٹس ناٹ فیئر میرے چاند ۔"

وہ مصنوعی خفگی سے بولا تھا چاند نے اسے گھوری سے نوازہ تھا اس کے ڈراموں پر جو ایک نمبر کا چال باز تھا ۔

"لیکن اب گندے بچے ہیں۔ میں نے اپنی پہلی رائے واپس لی آپ کے بارے میں جو تھی ۔"

وہ آنکھوں چھوٹی کرتی لہجے میں نرم سا غصہ لیے بولی تھی ۔

اور یہ وجدان شاہ ہی تھا جیسے اپنے چاند کا غصہ پھولوں سا لگتا تھا۔ روح افروز سا جان لیوا، امرت سا دل کو تقویت دینے والا، کسی نازک سے پھول کی ناز کی سا ملائمت لیے ہوئے، کسی گل کی مہک سا روحِ رواں، رانجھے کی ہیر سا، قیس کی لیلیٰ سا، اور وجدان کی چاند سا ۔"

وہ تو ہر روپ میں اس کا دیوانہ تھا ۔

"اوکے ہماری اتنی مجال کہاں جو ہم اپنے چاند کی کسی بات سے اختلاف کر سکیں ۔۔یقیناً آپ کا سائیں ایک گندہ بچہ ہے ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے گاڑی سٹارٹ کر گیا وہ گھر کی وے پر ہی تھے۔اس نے جین کو میسج کر دیا تھا کہ اس کے چاند کے لیے چاؤ من بنایا جیسے ۔

کیونکہ وہ اسے باہر کا کھلانا نہیں چاہتا تھا ۔

قریباً پانچ منٹ میں وہ لوگ گھر تھے۔وہ وہیں صوفے پر بیٹھتی سر اس کی پشت پر گرا گئی۔سلطان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"تھک گئی میری بیٹی۔"

وہ اس کی پیشانی پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے محبت آمیز لہجے میں بولے تھے وہ کچھ جچکی تھی۔ تبھی سیدھی ہو کر بیٹھی تھی ۔

وجدان شاہ نے ایک نظر اپنی متاعِ جاں پر ڈالتے اپنے بابا کو دیکھا جو کل سے کافی خوش نظر آرہے تھے ۔

وہ ان سے راضی تو ہو گیا تھا پر اتنے عرصے سے بات کرنا جیسے بھول ہی گیا تھا اب بھی وہ خاموش ہی تھا ۔

کچھ کہنے کو الفاظ ہی نہ تھے شاید ۔

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا پر دل و دماغ ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے ۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے سب ٹھیک ہے نہ ۔"

سلطان شاہ نے وجدان شاہ سے دریافت کیا تھا چاند سرخ ہوتی سر جھکا گئی ۔

"جی بابا سائیں سب ٹھیک ہے ۔"

وہ مدھم سا مسکراتے ہوئے بولا تھا سلطان شاہ بے حد خوش تھے ۔

"شکر خدا کا بس تم میری بیٹی کو بہت سا خوش رکھنا۔اور خبر دار جو اپنا کھڑوس پن بہو کو دیکھایا تو۔جوتے سے مار لگاؤں گا ۔"

وہ شروع میں اسے تنقید کرتے آخر میں روب سے بولے تھے چاند کو بے حد ہنسی ائی تھی جیسے وہ بمشکل دبا گئی ۔

پر اس کی دبی دبی مسکراہٹ وجدان شاہ نے دیکھ لی تھی اس ساحر کے لب بے ساخت مسکرائے تھے ۔

"جی جی بابا سائیں آپ فکر ہی نہ کریں میں آپ کی بہو پلیس بیٹی کا بہت سارا حیال رکھوں گا بہت سارا پیار کروں گا بلکے کچھ ایکسٹرا ہی کروں گا۔ڈونٹ وری ۔"

وہ چاند کو آنکھ ونک کرتا بے باکی سے بولتا اسے شرم سے پانی پانی کر گیا۔ جبکہ اس کی باتیں سلطان شاہ کو بھی شرمندہ کر گئیں تھیں ۔

"ارے یار بابا آپ بھی بہت بھولے ہیں۔ آگر بھائی کھڑوس پن دیکھاتے تو کیا وہ اتنی جلدی آپ کو داد ااور مجھے چاچا بنا پاتے بھلا ۔"

ناجانے کہاں سے زوار شاہ بھی اینٹری مارتا اپنی چھوڑتا بے باکیوں کے ریکارڈ توڑ گیا۔ چاند کا دل چاہا یہیں گھڑا کھود کر اس میں سنا جائے ۔

سلطان شاہ نے جوتا اتارہ تھا اور بھاگتے زوار شاہ کی کمر کا نشانہ لیتے پھینکا جو اڑتا سیدھا اس کی کمر پر لگا تھا ۔

"ہائے مار ڈالا ۔"

وہ پورے ڈرامائی انداز میں بولتا اپنی کمر سہلانے لگا ۔

وجدان شاہ کا قہقہہ بے ساخت تھا جبکہ سلطان شاہ آگ بگولہ ہوتے اس سے پہلے کے دوسرا جوتا بھی اسے سلامی دیتا وہ جھٹ سے اپنے روم میں گھس گیا ۔

"ناہنجار کہیں کا۔بے شرم اولاد اب باپ کو شرمندہ کرے گی ۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ وجدان شاہ اپنی ہنسی دباتا واپس مڑا تھا پر وہاں سے اپنے چاند کو غائب پا کر وہ مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا یقیناً وہ کچن میں گئی تھی ۔

سلطان شاہ کا جوتا لا کر ان کے پاس رکھتا اوپر اپنے روم کی جانب بڑھ گیا ۔

★★★★★

"سر آپ نے مجھے بلایا۔"

وہ اجازت ملتے ہی اندر آئی تھی۔ حدید خان نے اسے سر تا پیر ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھا تھا ۔

ایک پل کو وہ کپکپائی تھی۔پر پھر اپنا دوپٹہ درست کرتی خود کو مظبوط کرنے لگی ۔

"آئیں مس عروہ خان ۔"

وہ دلفریبی سے بولتا اپنی جگہ سے اٹھتا اس کی جانب بڑھتے ۔

عروہ کا دل بری طرح سے لرزا تھا حدید خان کے قدم اپنی جانب بڑھتے دیکھ۔وہ نامحسوس انداز میں پیچھے کی جانب بڑھنے لگی جس ہر وہ ون سائڈ سمائل کرتا سبک روی سے بڑھا تھا ۔

"سس۔۔۔سر کک۔۔۔کیوں بلایا ۔"

وہ اپنے لرزتے دل کو کچھ حوصلہ دیتی بمشکل جواب طلب ہوئی تھی۔ پیچھے زمین تمام ہوئی اور وہ دیوار سے جا لگی تھی ۔

وہ اس تک پہنچتا اس کے گرد اپنا دایاں ہاتھ دیوار پر رکھتا اس پر جھکا تھا وہ دیوار میں گھسنے کی تگ و دو کرتی سمٹی تھی ۔

"کچھ بتانے کے لیے ۔"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اس کی کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتا چھوڑ گیا ۔

اس کے جان لیوا لمس سے اس نازک سی لڑکی کے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی

۔

"سر پپ۔۔۔پلیز سٹے آوے ۔"

وہ لرزتی آواز میں چہرہ موڑتی بولی تھی اس کی سانسوں کی تپش سے عروہ کو اپنے رخسار جلتے محسوس ہو رہے تھے ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"دور رہنا مشکل ہے۔اب کیا کیا جائے ۔"

وہ خمار الودہ لہجے میں وارفتگی سے بولتا اس کے گلال گال پر ناک ٹریس کرتا مزید اس کی جان ہوا کر گیا ۔۔

"آ۔۔۔آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ۔"

وہ آنکھیں میچتی خود کو مظبوط کرتی بولی تھی۔اس کی بات پر مقابل کی آنکھوں چمکیں تھیں ۔

"آپ روکیں گی مجھے۔کیا اتنی ہمت ہے آپ میں مس خان۔کیا کبھی خود کو آئینے میں نہیں دیکھا آپ نے۔دھان پان سی ہیں میری ذرہ سی قربت پر اپنی سانسیں تک تو سنبھال نہیں پا رہیں آپ۔خود کو مجھ سے کیسے بچائیں گی ۔"

وہ جیسے اس کا مزاخ آڑا رہا تھا عروہ کو تو ایسے ہی محسوس ہوا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوئی تھی تبھی سائڈ سے گزرنا چاہا پر وہ مائل کب تھا تبھی اس کی کمر میں بازو حائل کرتے اسے خود سے قریب کر گیا ۔

عروہ کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں۔ وہ کیسے یہ حرکت کر سکتا تھا کیا وہ بھول گیا تھا کہ وہ کالج میں ہیں ۔

"مم۔۔۔مجھے جانے دیں سر پلیز ۔"

وہ اپنے لرزتے ہاتھ اس کے سینے پر رکھتی بھرپور مزاحمت کرتی خود کو چھڑوانے کی تگ ودو کرتی ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

"مس خان آپ جتنی مزاحمت کریں گی اتنا ہی میرا شوق بڑھے گا آپ کو قید کرنے کا ۔"

وہ اس کے گرد اپنا حصار مزید کستا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا اس کے لرزتے سرخ لب اسے بری طرح سے بہکا رہے تھے جو شاید اس کی ہی قربت کا اثر تھا

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو کرتا اس کی شہ رگ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑنے لگا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔پورے وجود میں برقی لہریں اٹھیں تھیں ۔

"سس۔۔۔۔سر۔"

وہ بمشکل بولی تھی ۔

"ہشش۔۔۔خان کہیں خانِ جاں آپ کہ ان آتشی لبوں سے بے حد پیار الگے گا ۔"

وہ اس کے بالائی لب کو مسلتا مجنونانہ سرگوشی میں بولا تھا۔وہ سسکی تھی ۔

"آپ اچھا نن۔۔۔ نہیں کر رہے ۔"

وہ نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ بولی تھی ۔

"آپ بھی تو بہت ستاتی ہیں مجھے دن رات الجھاتی ہیں اپنی ان زلفوں کے دام میں ۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی مہک خود میں جزب کرتا اس کے شانے اور گردن کے درمیان بے حد شدت سے اپنا لمس چھوڑتا اپنی دیوانگی کا نشان چھوڑ گیا تھا ۔

اس نازک سی لڑکی کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے ۔

"مم۔۔۔۔میں معاف نہیں کروں گی ۔"

وہ آنکھیں میچتی پر اذیت لہجے میں بولی تھی ۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں مائے لیڈی۔۔۔آپ جی بھر کے سزا دیں مجھے۔اور میں پھر سے غلطی دہراؤں اور اس پر آپ پھر سے مجھے سزا دیں یقین مانیے آپ کی پر لطف سزائیں اس بندہ ناچیز کے لیے کسی جزا سے کم نہ ہوں گی ۔"

وہ اس کی تھوڑی اور گردن کے درمیان نرم جگہ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے بیوٹی بون کی جانب بڑھا تھا وہ لرزتی اس دیو کی قید میں اس کی شدتیں برداشت کرتی جھل تھل ہو رہی تھی ۔

"بہت خوبصورت ہیں آپ خانم یہ خان آپ پر دل وجان سے فدا ہے۔اور اب یہ خان آپ کی تھوڑی سی تعریف کرنے والا ہے تو برداشت کر لیجئے گا۔التجا سمجھیں خانِ جاں ۔"

وہ دیوانگی ووارفتگی سے بولتا اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے اس کی عنابی پنکھڑیوں ہر جھکا تھا وہ جو پہلے ہی نڈھال سی تھی اس افتاد پر اپنے توازن برقرار نہ رکھ پائی۔

پر اس سے پہلے کے وہ گرزتی وہ اسے پوری طرح سے اپنے حصار میں لیتا اپنے سہارے قید کرتا اسے اپنی شدتوں سے روشنائی دیتا پاگل جنونی ہو گیا تھا ۔

وہ رکتی سانسوں پر مرنے کو ہوئی تھی جو شدت جزبات سے کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس کی بانہوں میں نازک سا وجود بے حد ناتواں تھا اس کے مقابل ۔

سانسوں کی تنگی پر وہ تڑپنے لگی تھی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار بھگوتے اسے ہوش دلا گئے تبھی وہ اسے نرمی سے اس گرفت سے آزادی دیتا اپنے سینے سے لگائے اس کی پشت سہلانے لگا ۔

جو نڈھال سی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔اور اسے خود سے پرے دھکیلتی روم کا ڈور کھولتی وہاں سے نکلتی چلی گئی ۔

وہ اسے جاتا دیکھ کر لب بھینچ گیا ۔

کیا کہوں تم سے میں کہ کیا ہے عشق

جان کا روگ ہے بلا ہے عشق

عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو

سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق

عشق ہے طرز و طور عشق کے تئیں

کہیں بندہ کہیں خدا ہے عشق

عشق معشوق عشق عاشق ہے

یعنی اپنا ہی مبتلا ہے عشق

گر پرستش خدا کی ثابت کی

کسو صورت میں ہو بھلا ہے عشق

دل کش ایسا کہاں ہے دشمن جاں

مدعی ہے پہ مدعا ہے عشق

ہے ہمارے بھی طور کا عاشق

جس کسی کو کہیں ہوا ہے عشق

کوئی خواہاں نہیں محبت کا

تو کہے جنس ناروا ہے عشق

جنونِ جان زرد ہوتے جاتے ہو

کیا کہیں تم نے بھی کیا ہے عشق

★★★★★

"تو کیا کہہ رہیں تھیں آپ مسز وجدان شاہ گاڑی میں کیا آپ پھر سے یاد دلائیں گی مجھے۔۔۔او یاد آگیا کہ میں براہوں ۔"

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا۔

"سائیں وہ تو بس ایسے ہی کہہ دیا۔ ورنہ تو آپ اچھے بچے ہیں بہت ۔"

وہ آنکھوں پٹ پٹاتی خود کو خطرے میں دیکھتی جھٹ سے پھر سے اپنا بیان بدل گئی تھی ۔

اور یہی ادائیں بھاری تھیں وجدان شاہ پر ۔

"بٹ تھوڑی دیر پہلے تو میں برا بچہ تھا۔ تو اب میں بہت زیادہ برا بچہ بن کر دیکھانے والا ہوں آپ کو میرے چاند ۔"

وہ اس خطرناک تیور لیے بولا تھا چاند نے معصوم سا منہ بنایا تھا ۔

"سائیں اب ایسا کریں گے میرے ساتھ ۔"

وہ اس کے بیر ڈ بھرے گال پر ہاتھ رکھتی اسے روکنے کی بجائے مزید بہکانے کی سازشیں کر رہی تھی جیسے ۔

"نہیں جان سائیں اب کی بار کچھ الگ ۔۔"

وہ آنکھیں دباتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کا مے چرانے لگا ۔۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے برہنہ شانوں پر ناخن گاڑ گئی۔ جس کی میٹھی سی چبن پر وہ متبسم ہوتا مزید شدتوں و خماری سے اس کی سانسوں کی مہک اپنے وجود میں اتارتا دھیرے دھیرے اپنے لمس میں نرمی اختیار کرنے لگا ۔

اس کی اس قدر دلفریبی پر چاند کا دل ڈوب کر ابھرا تھا پورے وجود سے نمی پھوٹنے لگی تھی۔ وہ شدت بے قرار ہوتی بہکنے لگی تھی ۔

وجدان شاہ فاتحانہ انداز میں مسکرایا تھا۔ اس کا معصوم سا چاند اپنے سائیں کی بانہوں میں بہکنے لگا تھا ۔

وہ نرمی سے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس سے دور ہوتا گہری نظروں سے اس کا مہکتا وجود دیکھنے لگا ۔

جو سرخ گلاب کو مات دیتی دہک رہی تھی ۔

وہ نرمی سے اس کے گلے سے سکاف نکالتا دور اچھال گیا ۔

"میرے دلکش چاند۔۔۔بہت پیاری ہیں آپ یار ۔"

وہ اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا ۔

پر وہ آنکھیں کہاں کھول پا رہی تھی دماغ جیسے ماؤف ہو گیا تھا دھڑکنیں بوجھل ہو رہیں تھیں ۔

اے آتشیں گلاب

اے میرے بیتاب دل کی معصوم خواہش!

تیری زلفیں ہیں کہ پروانۂ خوشبو

تیری سانسیں ہیں کہ مہک بہار کی

تیرے بدن پر رینگنا جیسے

برف سے ڈھکی چوٹیوں کو سَر کرنا

تم اتنی سُندر ہو کہ چودھویں کا چاند

تیرا ہونا حیات کی رنگینوں کے پتہ دیتا ھے

اے سلطنت بہار

مجھے بہکانے سے باز رہو

یوں نا ہو کہ میں بے وقت مارا جاؤں

ابھی تو تیرے خوابوں خیالوں نے

مجھے سرور بخشنا شروع کیا ھے

ابھی تو تیرے وجود زعفران کو لبِ احمر کی

خوشبو نے معطر کرنا ھے

ابھی تو تیری حسین زلفوں کی شان میں

قصیدے لکھنے ہیں

ابھی تو تیری بل کھاتی کمر کو نام دینا ھے

ابھی تو تیرے رخساروں سے روشنیاں پھوٹتی ہیں

زمانے کو بتانا ہے

ابھی تو تیری ہنسی نے ماحول کو مدہوش کرنا ہے

آؤ میری بانہوں میں سما جاؤ کہ

میری دھڑکنوں کو قرار مل سکے

آؤ میرے گلے سے آن لگو کہ ساری تھکاوٹوں کو راحت محسوس ہوتی محسوس ہو

اے گل پرنہ

تیری آواز جھرنوں کی مدھم سرسراہٹ

تیری چال ستاروں کا رقص

یہ دوریاں مٹاؤ آؤ شدت سے بغلگیر ہو جاؤ

کہ جنت کا گماں مجھے دھرتی پر محسوس ہو سکے

ہائے ے ے یہ آرزوئیں یہ جاگتی آنکھوں کے سپنے

تم میں اور یہ عالم میں تم اور یہ زمانہ

آؤ اس فرق کو بھی مٹا ڈالیں

آؤ ہم ایک ہو جائیں۔

وہ اس کی سماعت میں سرگوشیاں انڈھیلتے اسے سحر انگیز کرتا مزید بے قرار کرنے لگا تھا ۔

"سائیں ۔"

بمشکل کپکپاتے لبوں سے برآمد ہوا تھا۔ جیسے وہ جھکتا اپنے لبوں میں پرو گیا تھا ۔

کچھ ہی پل میں اسے آزادی دیتا وہ دیوانہ وار اس کی گردن پر جھکتا نرمی و ملائمت سے اسے اپنے دہکتے لمس سے بھگونے لگا ۔

وہ اس کے لمس کی نرمیاں میں کھوئی اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی آنکھیں موند گئی ۔

وہ جھکتا اس کے دل کے مقام پر اپنا لمس چھوڑتا اس نازک پری کی رعنائیوں میں کھوتا چلا گیا ۔

★★★★★

"آپ برے ہو گئے ہیں شاہ۔۔۔میرے شاہ ایسے نہیں تھے ۔"

وہ اس دشمن جان کی تصویر اپنے سینے سے لگائے سسک رہی تھی ۔

اسے ڈر لگنے لگا تھا اب زوار شاہ سے اپنے جذبات سے۔اس دن اسے زوار شاہ کی سخت ضرورت تھی پر وہ اسے تکلیف دیتا خود اس سے برہم ہو کر اسے چھوڑ گیا تھا ۔

کیا محبت ایسی ہوتی ہے اتنی تکلیف دے ۔۔

اتنی دل شکن ۔۔۔

دو دن وہ اس سے بات نہیں کر رہا تھا تو وہ اپنا آپ بھلائے اس کے پیچھے بھاگی تھی ۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس کی اڈیکٹ ہو گئی ہے جیسے کسی نشئی کو آگر نشانہ دیا جائے تو اس کا وجود ٹوٹنے لگتا ہے ۔

اس کی حالت بھی ایسی ہی ہو گئی تھی۔اسے خوف آنے لگا تھا خود سے ۔۔

اسے سوچتے سوچتے کب نیند آئی تھی پتہ ہی نہ چلا ۔۔

وہ معصوم سی گڑیا محو خواب تھی جب کوئی دھیرے سے دروازہ کھولتا دبے پاؤں اندر آیا تھا ۔۔

وہ معصوم سی گڑیا محو خواب تھی جب کوئی دھیرے سے دروازہ کھولتا دبے پاؤں اندر آیا تھا ۔۔

ایک نظر گھڑی کی جانب ڈالی جہاں تین بج رہے تھے وہ پرائیویٹ جیٹ سے واپس آیا تھا ۔

وہ اس کے قریب ہی دراز ہوتا نرمی سے اسے اپنے قریب کھینچتا اسے اپنے حصار میں لیتا آنکھیں موند گیا ۔

کتنا سکون تھا۔ایک ہفتے سے وہ پاگل ہو رہا تھا اسے دیکھے بنا۔اسے محسوس کیے بنا ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی انگلیوں کے پورے جھل رہے تھے۔دل کا لہو قطرہ قطرہ بہنے لگا تھا جیسے ۔

"آئی ریلی مس یو میرے دل۔۔۔آپ کا شاہ آپ کے بنا نہیں رہ سکتا اب ایک پل بھی مجھے آپ چاہیے ہیں اب اپنے بے حد قریب۔یہ دوری اب بے حد عذاب ہے یار ۔"

وہ اس کی مدھم سی چلتیں سانسیں اپنے سینے پر محسوس کرتا مسرور سا تھا۔ وہ سانسوں سے بھی ضروری تھی وہ جانتا تھا ۔

" کتنی سنگ دل ہیں آپ جاناں۔۔ ہمیں آپ کے بنا چین ہی نہیں اور آپ بے خبر سو رہی ہیں۔ کیا یہ ظلم نہیں آپ کا شاہ آپ کے قریب ہے اور آپ نیند کی وادیوں میں مدہوش ۔"

وہ اس نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے گہری سانس بھرتا دیوانگی و وارفتگی سے بولتا شکوہ کناں بھی تھا ۔

ایک ہفتے کی دوری نے اسے پاگل کر دیا تھا تبھی وہ اس کی مہک کو انہیل کرتا بری طرح سے بہکنے لگا تھا ۔

وہ بے حد نرمی سے اس کی کالر بون پر جھکتا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔ جزبات بری طرح سے باغی ہونے لگے تھے۔ وہ اس کے گرد ہاتھ جماتا اپنے لمس عشق کو جنبش دیتا اس کی بیوٹی بون پر بھی اپنے دہکتے لمس کی دیوانگی بکھرنے لگا تھا ۔

جس پر وہ بری طرح سے کسمسائی تھی اپنی سلگتی گردن پر اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ خود پر کسی کو حاوی دیکھ وہ بری طرح سے کپکپائی ۔

پر مخصوص کلون کی خوشبو پر دھڑکنیں ایک دم سے ساکت ہوئیں تھیں ۔

وہ جانتا تھا وہ جاگ گئی ہے جس پر وہ اس کے کندھے سے شرٹ سرکاتا جا بجا اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا ۔

"شش۔۔۔۔شاہ۔"

اس کے دہکتے لمس پر بری طرح سے کپکپاتی وہ بے یقینی سی پکار گئی ۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا وہ آگیا تھا اس کے پکارنے پر زوار شاہ کو اپنی رگ و جان میں سکونت اترتی محسوس ہوئی تھی ۔

"شاہ قربان اپنے دل پر ۔۔"

وہ سر اٹھاتا اس کے کپکپاتے لبوں کو مخمور نظروں سے تکتے وار فتگی سے بولا تھا

۔

"آپ سچ۔۔۔ہیں نہ ۔"

وہ اسے اپنا خواب سمجھ رہی تھی زوار شاہ کے مسکاتی نظروں سے اس نازک سی پری وش کو دیکھتے جو وقت گلابی لباس میں شہد رنگ بالوں کو تکیے پر بکھرے خوبصورتی کی تفسیر لگ رہی تھی ۔

لیمپ کی آتشی روشنی میں وہ سنہری گڑیا سی لگ رہی تھی جس کے پھولے ہوئے گالوں سے پھوٹتی اس کی قربت کی سرخیاں گلاب کو مات دے رہیں تھیں ۔

شہد رنگ آنکھوں میں بے یقینی سی تھی اب بھی ۔

"آپ نن۔۔۔ نہیں۔"

اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتی وہ اس سنگ تراش سی مورت کے لرزتے لبوں کے دلفریب خم ہر دل ہارتا وہ دیوانگی و وارفتگی سے اس کی سانسوں کو اپنی گرفت میں لے گیا ۔

سانسوں کی قید پر آنکھیں پھٹ پڑی یعنی جیسے وہ وہم خواب سمجھ رہی تھی وہ سچ میں تھا ۔

اس کے قریب اس کے بے حد قریب ۔

اپنی دیوانگی والفت سے اس کی سانسیں چنتا اسے ہلکان کرنے میں مگن مدہوش سا ۔نور کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا تھا جس سے گھبراتی وہ آنکھیں میچ گئی ۔

وہ مدہوش سا خود کو سیراب کرتا اپنی تشنگی کم کرنے کی تگ ودو میں مزید جنونی ہوتا سختی سے اس کی سانسوں قید کیے اسے اپنے سینے پر ڈالتا اسے آزادی دینا جیسے بھول ہی گیا تھا ۔

نور کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا وہ پور پور لرزتی اس ظالم کی بانہوں میں بے بس سی پڑی تھی ۔

سانسوں کی تنگی پر آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرتے زوار شاہ کا چہرہ بھی بھگونے لگے جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا نرمی سے تکیے پر منتقل کرتا ۔

ایک بار پھر سے اس کی سانسوں کا دشمن بنا تھا پر اس بار وہ اس کی اکھڑتی سانسوں کو اپنی سانسوں سے سنوارتا بے حد نرمی و ملائمت سے اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

وہ مرنے کو ہوئی تھی پورے وجود میں سنسنی خیزی لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

ہمت کرتی وہ چہرہ موڑتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی زوار شاہ نے مدہوش سے اس کے دہکتے گال پر لب رکھے تھے ۔

"پلیز دد۔۔۔دور ہوں شاہ۔۔۔ہمیں سانسیں نن۔۔۔نہیں آرہا ۔"

وہ بمشکل بولی تھی جو اسے اپنے لمس کی حدت سے جلانے کو تھا۔وہ مدہوشی سے اس کی گردن کی نظر آتی رگ پر جھکتا شدت پسندی سے اپنا لمس چھوڑتا اپنی دیوانگی کے رنگ چھوڑ گیا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی اس کی اتنی شدت پر ۔

"حکم کریں میرے دل۔میں اپنی ساری سانسیں دوں کیا ۔"

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے سے سہلاتے اس کا بھیگا پن سمیٹتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

وہ جی جان سے لرزی تھی ۔

"نن۔۔۔ نہیں ہم۔۔۔۔ ہمیں چھوڑیں پپ۔۔۔ پلیز ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی بمشکل بولی تھی ۔

"ایسا ستم کیوں میرے دل ۔"

وہ اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگاتے شکوہ کناں ہوا تھا اس کی مزاحمت پر ۔

"ہم نن۔۔۔ نہیں جانتے پلیز شاہ ۔"

وہ نظریں چراتی سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔زوار شاہ نے لب بھینچے تھے ۔

وہ ایسی کیوں ہو رہی تھی ؟

صورتحال تشویش ناک تھی زوار شاہ کے لیے ۔

"نور میرے دل کیوں ایسی ہو رہی ہیں ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتا پسپائی سے بولا تھا نور کی آنکھیں اس کے سوال پر جھلملانے لگیں تھیں ۔

"ہم۔۔۔۔ ہمیں سونا ہے شاہ ۔"

وہ ہنوز انداز میں بولتی رخ موڑتی آنکھیں موند گئی ۔

وہ اب اس شخص کی باتوں میں آنے والی نہیں تھی جو پہلے اسے اپنی محبت کا عادی بناتا اب اپنی بے رخی اپنی کج ادائیوں سے اس کے دل کا لہو نچوڑنے لگتا تھا ۔

وہ اس کی عادت کو چھڑوا لے گی۔ وہ بہت نازک سی تھی۔ اسے محبت نہیں کرنی تھی۔ اسے زوار شاہ کو اپنی عادت نہیں بنانا تھا ۔

اسے اس خاردار راستے پر نہیں چلنا تھا۔ وہ بس اس کی محبت بن کر رہے گی خود محبت نہیں کرے گی ۔

کیونکہ محبت بہادروں کے لیے ہے اور وہ بہت بزدل تھی ۔

"ٹھیک ہے آپ سو جائیں میرے دل ہم صبح بات کریں گے ۔"

وہ کچھ پل سوچنے کے بعد اس کے بالوں پر لب رکھتے مدھم سا مسکراتے ہوئے بولا تھا ۔

پر وہ بنا کچھ بولے ہنوز آنکھیں موندے پڑی رہی وہ خاموشی سے روم سے نکال گیا تھا ۔

دروازے بند ہونے پر اس شہد رنگ آنکھوں والی گڑیا سے آنکھیں کھولیں تھی

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جزب ہوئے تھے ۔

زِندگی مجھے تو بتا ۔۔

اے زِندگی مجھے تو بتا

میں تُجھے کہاں ملوں؟

جہاں کوئی غم نہ ہو جہاں آنکھیں نم نہ ہو

جہاں دِل میں خواہشوں کی

تھوڑی سی بھی پیاس نہ ہو۔۔۔

جہاں زِندگی اُداس نہ ہو۔۔۔

جہاں سنگدل تنہائی نہ ہو۔۔۔

جہاں خوشیوں سے جُدائی نہ ہو۔۔۔

اے زِندگی!

مجھے تو بتا۔

میں تُجھے کہاں ملوں؟

★★★★★

"پیچھے ہو جائیں آپ مجھے کام کرنے دیں نا پلیز سائیں ۔"

وہ جو پینٹنگ کرنا چاہ رہی تھی وجدان شاہ اسے پیچھے سے بانہوں میں بھرے کب سے اسے اپنے لمس سے ہلکان کرتا بار بار کپکپانے پر مجبور کر رہا تھا ۔

تبھی ملتجی لہجے میں بولی تھی پر وہ بہرا بنا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی مہک خود میں جزب کرتا ساتھ ساتھ اس کے کندھے پر بھی اپنا پر شدت لمس چھوڑتا ۔

اس نازک سی پری کی دھڑکنیں بے آہنگ کرتا وہ خود کو سیراب کر رہا تھا ۔

وہ مدہوش سا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دبا گیا۔ پورے وجود میں سنسنی خیزی لہریں اٹھنے لگیں تھیں اس شخص کی بے باکیوں پر ۔

"سائیں ۔۔۔"

وہ چلائی تھی۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔میرا معصوم سا دلبر ۔۔"

وہ ہنستا اس کے سرخ تمتماتے گال پر لب رکھتے بولا تھا جس پر وہ مزید سرخ گلاب بنی تھی ۔

"آپ گندے ہیں سائیں میں بات بھی نہیں کروں گی اب ۔"

وہ برش ٹیبل پر ٹینچتی اس کی جانب مڑتی اس کا کالر دبوچتی غصے سے بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس معصوم سے غصے کو اپنے دل میں اتارہ تھا ۔

تبھی بالکنی کا گلاس ناک ہوا تھا۔بیک وقت دونوں کی نظریں اس جانب گئیں تھیں جہاں کھڑی علیزے اقبال انھیں دیکھ کر مسکرائی تھی ۔

"ہیلو گائز سوری اس طرح بنا اجازت اندر آنے کے لیے۔ویل ایک طرح سے اچھا ہی ہوا۔فائنلی کوئی تو آیا جو وجدان شاہ دی مونسٹر کو لگانے ڈالے گا۔یہ میں نے آج دیکھ لیا۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی۔چاند خجم ہوتی جلدی سے اپنے ہاتھ وجدان شاہ کی کالر سے ہٹا گئی ۔

اس سے پہلے کے وہ دور جاتی وجدان شاہ نے اس کی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اپنے چاند کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

علیزے اقبال کے سامنے ایسی حرکت پر وہ سرخ انار بنی تھی ۔

"اووو۔۔۔وجی کیا تم ٹھیک ہو۔ کہیں کوئی لو پورشن تو نہیں چڑھا لیا نہ ۔"

وہ مسکراتی اب شریر سی بولی تھی جس پر وجدان شاہ نے مسکراتے نفی میں سر ہلایا تھا ۔

"تم نہیں سدھر سکتی علیزے اقبال۔۔اب بتاؤ کس لیے آنے کی زحمت دی خود کو۔۔۔یقین مانوں تمھارے بنا امریکہ کافی پر سکون لگ رہا تھا مجھے۔کب لندن سے واپسی کا تکلف کیا ۔"

وہ بھی کہاں کم تھا۔چاند کی پیشانی پر ایک بار پھر سے لب رکھتا اس سے پوچھنے لگا

۔

جبکہ وہ آزادی پاتے ہی اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔جیسے گلال سا دیکھ علیزے اقبال کے لب زخمی سے مسکرائے تھے ۔

پر اسے کوئی جلن نہیں ہوئی تھی اس پیاری سی پری سے۔وہ پہلے سے کافی مختلف لگ رہی تھی شاید وجدان شاہ کی محبتوں کا نور سا تھا اب ۔

جو اس معصوم سی پری کے وجود سے پھوٹ رہا تھا ۔

"دو دن پہلے ہی آئی تھی۔ہیلو سویٹی کیسی ہو تم ۔"

وہ وجدان شاہ کو جواب دیتی چاند کی جانب آتی اس سے مخاطب ہوئی ۔

"جی میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں ۔"

وہ اسے مدھم آواز میں بولی تھی۔وجدان شاہ کی لو دیتی نظروں سے وہ کپکپا رہی تھی ۔

جو دیوانگی و وارفتگی سے اسے دیکھتا اپنی آنکھوں کے ذریعے اس کا سہانہ روپ اپنے دل میں اتار رہا تھا ۔

"اف وجی یہ کتنی پیاری ہے یار۔۔دل چاہتا ہے اس پری کو تم سے چھین کر غائب ہو جاؤں ۔۔"

وہ اس کے سرخ گلاب سے گالوں کو دیکھ کر بولی تھی جو اس وقت پیلے سویٹر کے ساتھ وائٹ سکرٹ پہننے بالوں ہر پھولوں والا ہیئر بین لگائے گلے میں سکاف پہننا لائٹ سا پیچ گلوز لگائے وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ وہ لڑکی ہوتے ہوئے بھی مہبوت سی ہو گئی تھی ۔

وجدان شاہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے وہ ایک جست میں چاند تک پہنچتا اسے اپنے حصار میں لے گیا ۔

"خبر دار چڑیل اگر جو میرے چاند کو دیکھ تمھاری نیت بے ایمان ہوئی۔۔۔تو اٹھا کر کچرے میں پھنکوا دوں گا ۔"

وہ تیوری چڑھائے بولا ۔

"اب کیا کر سکتے ہیں میری نیت تو خراب ہو گئی ہے ۔"

وہ اسے چڑھنے کو لاپروائی سے شانے اچکائے بولی تھی ۔

کیاوہ دونوں پاگل تھے ۔

چاند کاتو خیرانی سے منہ کھل گیا ۔

"میں تمھاری نیت کو سوڈالگا کر دھوؤں گا علیزے اقبال ۔"

وہ دانت پیستے درشتی سے بولے تھا۔علیزے کادل چاہاوہ قہقہہ لگایااس کی پوزیسونس پر ۔

"کوئی بات نہیں یار گلے تو ملنے دوں ہم دوست بن گئیں ہیں ۔"

وہ بازوں واکیے چاند کو گلے لگانے کو بڑھی تھی ۔

"علیزے اقبال میرے خیال میں تمھیں بارس یاد کر رہا ہے اور وہ بھی تم سے گلے ملنے کو بے تاب سا ہے ۔"

وہ بڑے سنجیدہ انداز میں بولتا علیزے اقبال کا دل لرز اگیا۔ جبکہ بارس سنتے ہی چاند کے کان کھڑے ہوئے تھے ۔

اس دن بھی ٹینا کے منہ سے یہ نام سنا تھا۔ اور اب وہ وجدان شاہ سے اس کے بارے میں پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی ۔

"تم ہو ہی ایک نمبر کے جل ککڑ ۔"

وہ جلے دل سے بولتی اس کے روم سے نکلی تھی اس کا ارادہ کچن میں جانے کا تھا ۔

★★★★★

وہ چاند سے پاکستان جانے کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا پر ایک ڈر بھی تھا کہیں وہ پھر سے اسی فیز میں نہ چلی جائے ۔

ہر اسے بات کرنی تھی کیونکہ جہاں سے کہانی شروع ہوئی تھی اذیتوں کی اب ختم کرنے کا وقت آگیا تھا ۔

اس باب کو کھولنے والے کو ذرہ ذرہ کرنے کا وقت آگیا تھا ۔

پر سب سے بڑا محاذ ہی چاند سے بات کرنا تھا ۔

"میرے چاند مجھے آپ سے بات کرنی ہے کچھ یہاں آئیں ۔"

وہ جو گلاس وال کے سامنے بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی وجدان شاہ کی پکار پر اس کی جانب آئی تھی ۔

"جی سائیں ۔"

وہ بولتی اتنی پیاری لگی تھی کہ وجدان شاہ نے اسی اپنی جانب کھینچتے اپنی تھائی پر بٹھایا تھا وہ گلال ہوئی تھی اس کی حرکت پر ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر ۔"

وہ اس کے گلابی رخسار پر لب رکھتے الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔ وہ کپکپائی تھی اس کی جنونیت پر ۔

"آ۔۔۔آپ کو بات کرنی ہے ۔"

وہ اس کا دھیان مبذول کروانے کو بولی تھی ۔

"ہمم کرنی تو ہے بٹ پرامس کریں آپ پر سکون رہیں گی۔ میرا چاند خود کو تکلیف نہیں دے گا ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے اس کی پشت پر لب رکھتا مدھم لہجے میں بولا تھا ۔

"سائیں آپ کہیں ۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موندے بولی تھی اسے کچھ کچھ اندازہ تھا وہ کیا کہنے والا ہے ۔

اس لیے جب سلطان شاہ اور زوار شاہ آئے تھے تو اس نے تبھی خود کو تیار کرنا شروع کر دیا تھا ۔

"ہمیں پاکستان جانا ہے چاند آپ چلیں گی میرے ساتھ ۔"

وہ اس کے بالوں سہلاتے مدھم آواز میں بولا تھا۔ چاند نے آنکھیں میچتے خود پر ضبط کیا تھا۔ اس کے نا بولنے پر وجدان شاہ تشویش ناک ہوا تھا ۔

وہ اسے خود میں بھینچتے احساس دلا یا تھا کہ وہ ہر فیصلہ میں اس کے ساتھ ہے۔

"میں ٹھیک ہوں سائیں ہم جائیں گے پاکستان ۔"

وہ بمشکل اس کے سینے میں سر چھپائے گہرے گہرے سانس لیتی بولی تھی ایسا لگا رہا تھا جیسے الفاظ بولتے ہوئے اسے نا جانے کتنا سفر کر پڑا تھا ۔

وجدان شاہ کی رگ رگ میں کرب اترا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ تکلیف میں تھی پر اس کے لیے مان گئی تھی ۔

"میرے چاند ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت آمیز لہجے میں پکارا۔ پر وہ کچھ بولی نہیں تھی ۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اچھا بتائیں ہمارا بے بی کیسا ہے ۔"

وہ بات بدلتا نرمی سے اس کے پیٹ پر انگلیاں چلاتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

وہ آنکھیں موندے ایک پل میں سرخ ہوئی تھی۔ اس کی دہکتی انگلیوں کی سرسراہٹ دل ڈوب کر ابھرا تھا ۔

"سائیں۔۔۔ وو۔۔۔ وہ ٹھیک ہے پپ۔۔۔ پلیز۔"

وہ بمشکل بولی تھی جو اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس کے کان کے قریب لب رکھتے اسے کپکپانے پر مجبور کر رہا تھا۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے پیٹ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑنے لگا وہ بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

"سائیں۔۔۔۔مت کریں پلیز ۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں بھر گئی جو اس کے پہلو پر سلگتے لمس کی بوچھاڑ کرتا اسے پاگل کرنے کے در پر تھا ۔

"میرے چاند۔۔۔آپ زندگی ہیں میری۔میرے عشق کی انتہا میرے وجود کا سکون ۔"

وہ اس کی جانب آتا نرمی سے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے نیچے کی سر کنے لگا ۔

چاند کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہو رہا تھا وجدان شاہ کی دیوانگی اس نازک سی پری کی آنکھوں بوجھل کرنے لگی تھی ۔

"سائیں ۔۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی اسے پکار گئی۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ کتنی پیاری سی تھی ۔

"سائیں کے جنون پھر سے پکارے میرے چاند ۔"

وہ اس کی بہکی سرگوشی سنتا بے حد جنونی ہوا تھا ۔

اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔ جو اس کی جنونی قربت میں مچلتی اپنے بے لگام دل کو سنبھالنے کی تگ ودو میں تھی ۔

"سائیں مم۔۔۔ میرے ہیں ۔"

وہ اس کے لمس کی شدت بمشکل برداشت کرتی اس پر حق جتانے سے باز نہیں آئی تھی۔ جس پر وہ اس کی بیوٹی بون پر ہلکے سے بائٹ کرتا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا ۔

"کوئی شک ہے کیا ۔"

وہ عشق ودیوانگی سے دریافت کرنے لگا۔جواس کے لمس کی آگن سے سُلگتی اس کی بانہوں میں بکھر رہی تھی ۔

"میرے ہیں بس۔"

وہ اس کا کالر دبوچتی جنونی ہوئی تھی۔وجدان شاہ جانتا تھا وہ ان سکیور ہو رہی تھی۔

"جی میرے چاند آپ کا ہی ہوں۔۔۔اپنا بھی نہیں ہوں بس آپ کا ہوں ۔"

وہ اس کے گال پر انگوٹھا رب کرتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"مجھ سے کہیں نہ سائیں میں آپ کے لیے کیا ہوں ۔"

وہ بولتی آنکھیں نم کر گئی تھی۔وہ ساحر اس کی نم سرمئی آنکھوں پر لب رکھتا جنونِ الفت سے گویا ہوا تھا ۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے سائیں ۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے نم لہجے میں بولی تھی۔وجدان شاہ تڑپ اٹھا تھا اپنی گردن پر نمی محسوس کرتے ۔

اسی بات سے تو وہ ڈر رہا تھا۔وہ اسے نئے سرے سے تکلیف نہیں میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا پر مجبوری تھی اسے اپنی ماں کی موت کے ساتھ ساتھ چاند کی اذیتوں کا بھی بدلہ لینا چاہتا تھا ۔

"کیوں ڈر رہا ہے میرا چاند میں ہوں آپ کے ساتھ ۔"

وہ اسے خود سے بھینچتے مدھم آواز میں الفت و محبت سے بولا تھا ۔

"سائیں اگر انھوں نے مجھ سے آپ کو چھین لیا تو کیا کروں گی میں۔ آپ کے بنا میں اب بکھر جاؤں گی ۔"

وہ سسکتے بولی تھی۔ وہ تکلیف میں مبتلا ہو رہا تھا پر وہ ہار نہیں سکتا تھا ۔

"سوائے خدا کے وجدان شاہ کو کوئی آپ سے چھین نہیں سکتا اور اب تو ہماری پرنسس بھی ہے ہمارے پاس ۔۔"

وہ اس کے آنسو اپنے لبوں پر چنتے نرمی سے بولا تھا۔ وہ اس کے دل کا سکون تھا ۔

تبھی ڈورناک ہوا تھا۔ وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس سے دور ہوا تھا۔ چاند نے آنکھوں میچتے منہ تکیے میں چھپایا تھا ۔

حقیقت آشنا میرے

تجھے شاید خبر ہو گی

مجھے تیری محبت نے

بہت بزدل بناڈالا

میں ہر اس شے سے ڈرتا ہوں

تجھے جو چھین سکتی ہے

میں ان لمحوں سے ڈرتا ہوں

جدائی جن میں رہتی ہے

میں ان شکوہ سے ڈرتا ہوں

جو بن کر یاد بہتے ہیں

میں ان لفظوں سے ڈرتا ہوں

جو خاموشی میں رہتے ہیں

بچھڑنے کی میرے ہم دم

میں ہر صورت سے ڈرتا ہوں

تجھے شاید خبر ہو گی

مجھے تیری محبت نے

بہت بزدل بنا ڈالا !

★★★★★

"کہاں جارہی ہو ۔"

وہ اپنا بیگ پکڑے باہر کی جانب بڑھی تھی تبھی صوفے پر لیپ ٹاپ پکڑے بیٹھے حدید خان نے بنا اس کی جانب دیکھے سوال کیا تھا ۔

انا یوسف نے قدم رکھے تھے اس کی آواز پر ۔

"مجھے کچھ چیزیں چاہیں تھیں۔ وہ لینے مارکیٹ تک جارہی ہوں ۔"

وہ آہستہ آواز میں اسے آگاہ کر گئی۔ نظریں اٹھانے کی بھی ہمت نہیں ہوئی تھی ۔کیونکہ وہ اس شخص کے سحر میں گم ہو کر اس کے دام میں پھنسنا نہیں چاہتی تھی ۔

"لیسٹ بنا کر واٹس اپ کریں جلدی سے ۔"

وہ ہنوز نظریں لیپ ٹاپ پر ٹکائے سنجیدگی سے بولا تھا ۔

"میں چلی جاتی ہوں خان ۔"

وہ مدھم آواز میں منمنائی تھی۔ حدید خان کے لیپ ٹاپ پر حرکت کرتی انگلیاں رکیں تھی ۔

"انا یوسف اٹس مائے آڈر ۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولا تھا انا کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی یہ شخص کسی گرگٹ سے کم نہیں تھا ۔

جب دل چاہتا محبت آمیز لہجے میں بات کرتا اور اب کیسے روڈ ہو رہا تھا ۔

وہ پاؤں ٹینچتی اپنے روم کی جانب بڑھی تھی۔ حدید خان نے گہرا سانس خارج کرتے گردن کو ٹوسٹ کیا تھا ۔

پچھلے تین گھنٹوں سے وہ کام کر رہا تھا ایک ہی جگہ پر بیٹھے بیٹھے۔۔ تو اب کمر تک آکڑ گئی تھی ۔

تبھی کچھ سوچ کر اس کی آنکھوں چمکیں تھیں۔ وہ لیپ ٹاپ جو ٹیبل پر رکھتا انا یوسف کے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ لیپ ٹاپ جو ٹیبل پر رکھتا انایوسف کے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

دروازہ کھلتے ہی وہ اسے سامنے ہی نظر آئی تھی حدید خان کو دیکھ کر منہ بسورتے چہرہ پھیر گئی ۔

حدید خان کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔وہ چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے اپنی شرٹ اتارتا اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ گیا ۔

انایوسف بدک اٹھی تھی اس کی حرکت پر ۔

"یی۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں ۔"

وہ بوکھلائی شرم سے سرخ ہوتی اس کے کسرتی وجود پر ایک نظر پڑتے ہی چہرہ موڑ گئی ۔

"بیوی جانم میری خانم آپ کا شوہر شدید تھک چکا ہے کام کرتے کرتے ۔۔یہاں آئیں اور میری تھکن اتاریں ۔"

وہ بنا اس کی جانب مڑے تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔انایوسف کی آنکھیں پھٹ پڑیں ۔

وہ کیا کہہ رہا تھا اس کا دماغ بنک سے اڑا تھا ۔

"خ۔۔۔خان ۔"

وہ بمشکل بولی تھی ۔

"یار باتیں کم کروں اور آئل لے کر یہاں آؤ اور مجھے شولڈر مساج دو".

وہ اس کے سکتے سے عاجز آتے بولا تھا ۔

جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آئی۔

"خان اٹھیں یہاں سے مجھے سونا ہے ۔"

وہ تپے لہجے میں بولی تھی جو اس کی جان نکال گیا تھا اپنی پاگل حرکتوں سے ۔

اسے اپنے قریب آتے محسوس کر وہ ایکدم سے مڑتا ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے جانب کھینچ لیا تھا۔ وہ اس افتاد پر چیختی اس کے سینے پر آ گئی ۔

وہ کروٹ بدلتا اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا۔ وہ سانسیں روک گئی تھی خوف سے ۔

"خانِ جاں قسم سے بہت تھکا ہوا ہوں خاموشی سے میری بات مان کر مجھے شولڈر مساج دیں ورنہ آج جو میں آپ کو مساج دوں گا۔ آپ کا پور پور جھل تھل ہو گا۔"

وہ اس کے دلکش سہمے سہمے چہرے کو تکتا مسحور کن آواز میں بولتا اس کی سانسیں کھینچنے پر نظر آتے گردن کے گڑے میں اپنا گہرا سلگتا لمس چھوڑتا اپنے خطرناک تیور دیکھاتا اسے مزید سہمنے پر مجبور کر گیا ۔

"اُف انا حدید خان تمھارا نشہ ہر چیز سے خطرناک ہے میری خانم ۔"

وہ اس کی گردن میں گہرے سانس بھرتا مدہوشی سے گویا ہوا تھا۔اس سبز کانچ سی آنکھوں والی جل پری کا نشہ حدید خان کے سر چڑھ کر بولنے لگا تھا ۔

"مم۔۔۔میں کک۔۔۔کرتی ہوں پلیز ۔"

وہ اس کے سائے میں لرزتی اس کے آہنی سرسرخ و سپید سینے پر اپنے ہاتھ رکھتی بمشکل بولی تھی ۔

جس کا نرم گلداز لمس اپنے وجود پر محسوس کرتے حدید خان پر الٹا اثر پڑا تھا وہ دور ہونے کے بجائے مزید اس کی جان مشکل کرنے کا ارادہ کرتا اپنے سینے پر مزاحمت کرتے چھوٹے سے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتا اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتا ۔

ان پر اپنا بھیگا لمس چھوڑنے لگا۔ وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی چھوٹی سی پری ہی محسوس ہو رہی تھی ۔

اس شخص کی پناہوں ظالمانہ قربت اس کی جان زلزلوں کی زد میں کرنے کو کافی تھی۔مارے خوف کے دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"پراب میرا ارادہ بدل گیا ہے۔ مجھ سا نالائق شوہر بھی کہاں ہو گا انا حدید خان ۔جو ایک عدد خوبصورت بیوی کے ہوتے بے جان چیزوں میں سکونت تلاش کر رہا ہے ۔"

وہ اس کی گردن سے دوپٹہ نکالتے دور اچھالتا مخمور نظروں سے اس کے دلکش سراپے کو تکتے بولا تھا ۔

دوپٹہ کے ساتھ انا یوسف کا دل بھی اچھل کر حلق میں آیا تھا ۔

"خان ۔"

وہ بری طرح سے تڑپ اٹھی تھی ۔

"جی خان کی جان حکم ۔۔"

وہ اس کے لرزتے لبوں کو انگلیوں سے چھوتا اس حسنِ مجسم پر فدا ہوتا لگاوٹ سے بولا تھا ۔

"کک۔۔۔کیوں کر رہے ہیں۔پپ۔۔۔پلیز دور رہیں پپ۔۔۔پہلے کی طرح ۔"

وہ اپنی سبز جھیل سی آنکھوں نم کر گئی تھی وہ حدید خان کا یہ روپ برداشت نہیں کر پا رہی تھی ۔

"آپ سے دور رہنے کی ہر وجہ کو یہ دل رد کر بیٹھا ہے خانم۔اب دوری سوائے عذاب کے کچھ بھی نہیں۔یہ دل اب بس آپ سے آپ تک ہی قید رہنا چاہتا ہے ۔آپ کی ہی سننا چاہتا ہے آپ کی ہی کہنا چاہتا ہے۔سارے کلیے ساری خرابے بے اثر ٹھہرے ہیں انا۔۔۔بہت بے بس ہو گیا ہے یہ خان اپنے دل کے اگے جیسے سوائے آپ کے کچھ دیکھنے کی تمنا ہی نہیں ہے ۔"

وہ اس کے چہرے سے میرون بالوں کی لٹیں ہٹاتے مجنونانہ سرگوشی میں بولتا اس پری کے گرد اپنا سحر باندھنے لگا ۔

"آ۔۔۔آپ پھر سے ویسے ہی ہو جائیں گے ۔"

بمشکل سہمے لہجے میں بولا گیا تھا۔وہ خوف زدہ نظر آئی تھی حدید خان کو ۔

"کبھی نہیں میرے دلبر ۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا مظبوط لہجے میں بولا تھا ۔

"پھر ہرٹ کریں گے۔"

وہ نم آنکھوں سے اس کے سینے کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتی زخمی نظروں سے اس کی جانب دیکھتی بولی تھی ۔

"بھروسہ کریں کچھ اپنے خان پر کبھی ہرٹ نہیں کروں گا خانِ جاں۔"

وہ اس کے مخروطی ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتا اس کے ایک ایک پورے پر اپنے لب رکھتا الفت و وارفتگی سے بولا تھا ۔

وہ کپکپائی تھی اس کے جادوئی لمس پر۔ پر پھر اس کے رویے یاد آتے ہاتھ کھینچ گئی ۔ حدید خان نے لب دبائے تھے ۔

"جانتی ہوں پھر برے بن جائیں گے ۔"

وہ اس چال باز شخص کی باتوں میں آنے والی نہ تھی۔ تبھی بے رخی سے چہرہ موڑ گویا ہوئی ۔

وہ اس کی بے رخی پر تڑپہ تھا۔پر وہ آج ظالم بن بیٹھی تھی اور اپنا ایک ایک بدلہ لینے کا شاید عہد کے بیٹھی تھی ۔

" کبھی نہیں میرے دلبر۔اپنے خان کو یوں تو نہ تڑپائیں اب۔۔کچھ تو رحم کھائیں ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے رحم کا طلبگار ہوا جو آج تک خود اس پر رحم نہ کھاتا تھا ۔

وہ اپنی انا کا بت پاش پاش کرتا آج اس جھیل سی آنکھوں والی جل پری کے سامنے سر خم کیے اس کی عنایت کا طلبگار رہا ۔

"پپ۔۔پلیز خان مجھے چھوڑ دیں۔۔۔آپ کی بے رحمیاں اب راس آ گئیں ہیں انا یوسف کو۔یہ عنایتیں سہل نہیں میرے لیے ۔"

وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی اس کی گرفت سے نکلتی بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوتی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی ۔

وہ تیزی سے اس کی جانب آتا اسے شانوں سے تھامتا اپنے قریب کر گیا ۔

"میں نے کہا تھا نہ بکواس نہیں چاہیے مجھے یہ۔۔۔پھر بھی یہ بات آپ کے اس بھوسے بھرے بیجے میں گھستی کیوں نہیں انا۔۔۔ نہیں چھوڑوں گا آپ کو۔ کبھی نہیں چھوڑوں گا ۔"

وہ جنونی ہوتا چلا یا تھا وہ خوف کے مارے تھر تھر کانپتی بے آواز آنسو بہنے لگی ۔

"چپ ایکدم چپ۔۔۔بس بکواس کروالو اس لڑکی سے ۔"

وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا وہ ہچکیاں لیتے رونے لگی تھی اب۔ جس پر وہ اپنی آنکھوں میچتا اپنے غصے پر قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا ۔

پھر اس کا لرزتا نازک سا وجود نرمی سے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ سہارا ملتے وہ اس کے سینے میں سر چھپائے بری طرح سے رونے لگی تھی ۔

وہ بے بس ہوا تھا نہ جانے وہ لڑکی چاہتی کیا تھی جب وہ دور رہتا تھا تو وہ روتی تھی اب اگر وہ قریب آ رہا تھا خود اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا تو وہ خوفزدہ تھی اس سے بے یقینی تھی ۔

"آپ چاہتی کیا ہیں انا ۔"

وہ بے بسی سے اس کے سسکتے وجود کو اپنی سینے میں چھپائے دریافت کر رہا تھا ۔

"مم۔۔۔میں نہیں جانتی بب۔۔۔بس تھوڑا سا پپ۔۔۔پاس رہیں ۔"

وہ لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"تو بیوی بنانے کی بجائے آپ کو گود نہ لے لوں انا یوسف۔۔ ساری زندگی بس بچہ بنا کر آپ کی پرورش کرتا رہوں ۔"

وہ کچھ زیادہ ہی صاف گو تھا ساتھ ساتھ حد درجے بے باک بھی۔ وہ سرخ ہوتی سر اٹھاتی اسے گھورنے لگی ۔

"آرام سے سیدھی ہو جائیں انا ورنہ میں دوسری شادی کر لوں گا۔ کیونکہ آپ کو تو اپنے شوہر کو بس رو کر دیکھانا ہے۔ اس کی طلب اور وہ جائے بھاڑ میں ۔"

وہ بمشکل خود پر ضبط کرتا اسے دھمکانے لگا۔۔۔تاکہ اس کی خانم کچھ تو لائن پر آئے ۔

محبت وہ اس سے شدید کرتی تھی۔یہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔پر اسے اس خول سے نکالنے کے لیے اسے کچھ تو کرنا تھا نہ ۔

ورنہ تو وہ اسے پوری زندگی اپنے پاس بھی بھٹکنے نہ دیتی ۔

اس کی بات پر وہ صدمے سے اس کی جانب دیکھنے لگی تھی جبکہ اس کے اس طرح دیکھنے پر وہ ایک بار پھر سے بہکنے لگا تھا ۔

وہ خود کو آزاد کرتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا ان کی مہکتی لرزش کو اپنے دہکتے لمس میں سمیٹ گیا ۔

جس پر انا یوسف کے وجود نے ایک جھٹکا کھایا تھا وہ اس کی ویسٹ میں بازوں حمائل کرتا اس کے مخملی وجود اٹھائے اس کے روم سے باہر بڑھا تھا ۔

جس پر وہ اس کی جنونی گرفت سے قید بری طرح سے مچلتی مزاحمت کرنے لگی پر وہ آزادی دینے کے موڈ میں نہ تھی۔

★★★★★

وہ اسے یونہی اٹھائے اپنے روم میں لے آیا تھا وہ رکھتی سانسوں پر مرنے کو ہوتی اس کی گردن میں ناخن گاڑ گئی ۔

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا نرمی سے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کے بالوں سنوارتا چہرے سے ہلٹا گیا ۔

پر اس سے پہلے کے وہ سانس بہال ہونے پر کچھ کہتی وہ اس کی سانسوں کو پھر سے اپنی حراست میں لیتا اپنی سلگتی قید کی شدتوں سے اس نازک جان پر حملہ آور ہوتا ۔

اس کی بہال ہوئی چند سانسیں بھی کھنچ گیا۔وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔جو ظالم بنااس کی ایک ایک سانس نچوڑ لیناچاہتا تھا ۔

وہ اس کے سینے پر مکے برساتی خود کو بچانے کی کوشش کرنے لگی جو تشنہ لبی سے جھکا آج روم روم سلگتی تشنگی کو سیراب کر لیناچاہتا تھا ۔

پر وہ مزید بے صبر ہونے لگا تھا وہ اس کی کمر میں بازو حائل کرتا اسے خود سے قریب تر کرتا اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرنے لگا ۔

انایوسف کی آنکھیں سے آنسو بہنے لگے تھے اس کی اتنی بے رحمی پر وجود
بے جان سا ہو گیا تھا۔ جیسے محسوس کرتا وہ خود پر ضبط کرتے اس کی سانسوں کو
آزادی دیے گیا ۔

جس ہر وہ بری طرح سے لرزتی بمشکل اپنی رکی سانسیں بہال کرنے لگی۔ماحول
میں جیسے شدت سے آکسیجن کی کمی ہو گئ تھی ۔

نچلے لب پر ہوتی جھلن پر وہ سسکی تھی ۔

"آپ برے ہیں مم۔۔۔میں نہیں رہوں گی آپ کے پاس۔۔میرے ساتھ ظلم کرتے ہیں مم۔۔۔میں بھائی کو بتاؤں گی مم۔۔۔میں نہیں رہنا آپ کے ساتھ ۔"

وہ روتے ہوئے چلائی تھی حدید خان بنا اس کی باتوں کو خاطر میں لائے آنکھوں میں خماری لیے اس دل نشین پری کو دیکھ رہا تھا ۔

ان گلابی گالوں کی نرمیاں بس اسی کی ہی تو تھیں ۔

ان سبز آنکھوں میں بکھرا گلال اسی کی قربت کا ہی تو صلہ تھا ۔

یہ چھوٹی سی پیشانی پر چمتے ستارے کی مانند وہی تو لکھا ہوا تھا اس پری کے حصے
میں ۔

چھوٹی سی ناک پر لب رکھتے وہ اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا کتنی پیاری تھی وہ اسے
اگر وہ جان جاتی تو کبھی یوں بھرم نہ رہتی اس سے ۔

اور ان گلاب کی پنکھڑیوں سے لب جن کا گلال پن اسی کی مرہون منت تھا
۔ جنہیں محسوس کرتے وہ دنیا کے سارے درد بھول جاتا تھا۔ ساری غم و غصّے
پردہ پوش ہو جاتے تھے جیسے ۔

کسی مدبھرے چھلکتے جام سے زیادہ نشیلے اور کسی ٹھنڈے میٹھے پانی سے زیادہ شیریں تھے ۔

"اور جو ظلم آپ کرتی ہیں مجھ معصوم پر۔قریب رہ کر اپنی قربت کے لیے تڑپتی ہیں ۔

میرے دل کا حال جانتے بھی انجان بنتے مجھ سے کنارہ کرتی ہیں ۔

حق ہونے کے باوجود مجھے تشنگی کا کاسہ تھمائے خود کو مجھ سے چھپاتی پھر رہی ہیں ۔

دل میں رکھتے ہوئے بھی بار بار میری ذات کی نفی کرتی ہیں ۔

وہ اپنی شکایتوں کی لسٹ کھولتا اسے سر تا پیر سرخ انگارہ کر گیا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا ۔

وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ اسے اپنے دل میں بسائے بیٹھی ہے یہ بات تو وہ خود سے کہنے سے بھی ڈرتی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے اپنے روم میں جانا ہے ۔"

وہ بمشکل خود کو کمپوز کرتے بولی تھی ۔

"بلکل نہیں اب کہیں نہیں جائیں گی آپ انا۔ یہیں رہیں گی میرے ساتھ میرے روم میں۔اپنے شوہر کے ساتھ ۔

اوراس بار جو میری بات کی نفی کرنے کی کوشش کی تو چلا جاؤں گا اس کمرے کو چھوڑ کر اس گھر کو چھوڑ کر آپ کو چھوڑ کر ۔۔"

وہ اس کی سماعت میں جھکتا درشتی سے بولا وہ اس کی سفاکی پر آنکھوں میچتی اپنا وجود ڈھیلا چھوڑ گئی ۔

وہ نرمی سے اپنے حصار میں لیتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"پر اپنے نام سے کبھی آزاد نہیں کروں گا آپ کو اناحدید خان۔ آپ میری ہیں ۔میری ہی رہیں گی۔ اور اس کے لیے چاہیے آپ کا بھائی میری جان ہی کیوں نہ لے لے ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی اور گردن کے گرد نرم حصے پر اپنے لب رکھتا مدہوش سا بولا تھا ۔وہ اس کے لمس ہر لرزتی اس کے سینے کے بالوں مٹھیوں میں لیتی نوچنے لگی ۔۔

"میں معاف نہیں کروں گی کبھی۔ کبھی نہیں ۔"

وہ اپنا غصہ اس کے سینے پر نکالتی چلائی تھی ۔

وہ اس اپسرا کے دیے درد کو کسی تمغے کی مانند اپنے سینے سے لگائے مدہوشی سے
اس کی شہ رگ پر اپنا بھیگا لمس چھوڑنے لگا ۔

جو تھک ہار کر اس کی پناہوں میں ہی آنکھوں موند گئی۔ وہ اس کے ڈھیلے پڑتے
وجود پر سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھنے لگا جو اب بے جان سی اس کی بانہوں میں
بکھری سی آنکھوں موندے پڑی تھی ۔

تم سے اظہار حال کر بیٹھے

بیخودی میں کمال کر بیٹھے

کھو گئے حُسن کی بہاروں میں

کہہ دیا رازِ دل اشاروں میں

کام ہم بیمثال کر بیٹھے

تم سے اظہار حال کر بیٹھے

بیخودی میں کمال کر بیٹھے

کتنے مجبور ہو گئے دل سے

سوچے سمجھے بغیر قاتل سے

زندگی کا سوال کر بیٹھے

تم سے اظہار حال کر بیٹھے

بیخودی میں کمال کر بیٹھے

یہ ادائیں یہ شوخیاں توبہ

بس خُدا ہی خُدا ہے اس دل کا

جو تمھارا خیال کر بیٹھے

تم سے اظہار حال کر بیٹھے

بیخودی میں کمال کر بیٹھے

"میری زندگی کا واحد اثاثہ ہیں آپ انا حدید۔۔۔آپ کے سوا تو اس دیوانے کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔اگر یہ اکلوتہ رشتہ بھی مجھ سے کھو گیا تو کیا کروں گا میں ۔"

وہ بے بسی سے کہتا اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔وہ اس کا عشق تھا۔جس کے بنا وہ جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ۔

ہاں پر اسے کبھی اظہار کرنا نہیں آیا تھا وہ اس معاملے میں بہت غریب تھا ۔

★★★★★

"بھائی پلیز آپ بابا سائیں سے بات کریں مجھے نور کی رحصتی چاہیے ۔"

وہ ضدی لہجے میں بولا تھا دوسری جانب وجدان شاہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے ۔

"زاوی وہ چھوٹی ہے ابھی تو اپنی بکواس بند کرو ۔"

وہ دانت پیستے درشتی سے بولے تھے ۔

"بھائی آپ شاید بھول رہے ہیں وہ بھابھی سے دو ماہ بڑی ہیں ۔"

وہ بھی اس کا ظی بھائی تھی وجدان شاہ نے اسے کیسے کم سمجھ لیا تھا۔وہ دانت پیس کر رہ گیا ۔

"زوار شاہ ہم اس پر بعد میں بات کرتے ہیں تم بے ہودہ انسان اس وقت مجھے تپاومت ۔"

وہ درشتی سے بولا تھا۔ کیونکہ ابھی رحصتی میں وقت تھا اور اس سنکی انسان کی ڈیمانڈ وجدان شاہ کو تیار ہی تھی ۔

"نہیں بھائی مجھے ابھی اس پر بات کرنی ہے آپ بابا کو جلدی سے منائیں اور آپ کے آتے ہی رخصتی رکھ لیں گے ۔"

وہ ختمی انداز میں بولا تھا۔ وہ ضدی تھا وجدان شاہ اچھے سے جانتا تھا۔

"جب سب کچھ خود ہی سوچے بیٹھے ہو تو میری کیا ضرورت ہے تمھیں خود ہی کرلو شادی ۔"

وہ جھنجھلایا تھا ۔

"بھائی اگر آپ نے میری بات نہ مانی نہ تو واپسی پر زوار شاہ کو ڈھونڈتے رہیے گا پھر ۔"

وہ اب دھمکیوں پر اترا تھا۔ وجدان شاہ کا دل چاہے اس جاہل کے پاسے اچھے سے سینکے جو والف کو دھمکی دے رہا تھا ۔

"زوار ایک بار مجھے پاک آنے دو تمھارے سارے انجر پنجر ڈھیرے کروں گا کمینے انسان ۔"

وہ دانت پیستے غصے سے غرایا تھا جس ہر زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے یعنی اس کی دھمکی کام کر گئی تھی اب وہ ضرور بابا کو منالیتا ۔

"بس آپ ایک رحصتی کروادیں اس کے بعد چاہیے الٹا لٹکا کر تسلی سے اپنا شوق پورا کر لیجیے گا۔لو یو بھائی ۔"

وہ مسکاتے لہجے میں بولتا کال کٹ کر گیا۔ جس ہر وہ مسکراتا نفی میں سر ہلا کر رہ گیا ۔

"مما دیکھ رہی ہیں اپنے لاڈلے کو کیسے مجھے بلیک میل کر رہا ہے آپ کا زاوی

۔"

وہ سر آسمان کی جانب اٹھاتا اپنی ماں سے شکائت لگانے لگا ۔

تبھی چاند جو کب سے روم میں اس کا ویٹ کر رہی تھی اس کی جانب آئی تھی کل انھیں پاکستان جانا تھا اور وہ اندر سے سہمی ہوئی تھی ۔

وہ خاموشی سے اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ وجدان شاہ اس پھول کو اپنے پہلو میں کھڑا دیکھ مسکرایا تھا ۔

"کیا سوچ رہا ہے میرا چاند ۔"

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے محبت آمیز لہجے میں دریافت کرنے لگا ۔

جس پر وہ غیب دماغی سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"سائیں کیا ہم اپنے گھر واپس آئیں گے ۔"

وہ اپنا خدشہ اپنی زبان پر لے آئی کیونکہ وہ یہاں سے جانا نہیں چاہتی تھی اسے اس گھر سے یہاں کی رہنے والی ملازمین سے انسیت سی ہو گئی تھی ۔

وجدان شاہ سمجھ رہا تھا اس کے دل کی کیفیت۔ وہ اندر سے شدید ڈری ہوئی تھی پر اس ہر ظاہر نہیں کر رہی تھی ۔

"جی میرے چاند ہم واپس آئیں گے اپنے گھر ۔"

وہ اسے جیسے زندگی کی نوید سنا گیا تھا۔ وہ ایکدم سے کھل اٹھی تھی ۔

آ۔۔۔ آپ سچ کہہ رہے ہیں نہ سائیں ۔"

وہ بے یقینی سی بولی تھی۔ شاید پھر سے سننا چاہتی تھی۔ وہ جھکتا محبت والفت سے اس کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑ گیا ۔

"بلکل سچ سائیں کے عشقِ من ۔"

وہ اس کے خوشی سے کھلتے گالوں پر اپنے لمس چھوڑنے لگا ۔

"سائیں آپ کی یہ گندی مونچھوں کسی دن میں کتر دوں گی ۔"

وہ اس کی مونچھیں اپنی چٹکی میں لیتی کھینچتی ہوئی بولی تھی ۔

"اچھا جی پہلے ان سے بچ کر تو دیکھائیں ۔"

وہ شوخی سے بولتا اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اپنی ڈھاڑی مونچھیں اسے چبونے لگا پر بے حد نرمی سے۔

جس پر وہ کھلکھائی تھی ۔

"سائیں نن۔۔۔ نہیں کریں پلیز گدگدی ہو رہی ہے۔۔ہاہاہا۔۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی ہنستے ہوئے بولی تھی وہ مسکراتا بنا باز آئے اپنے عمل پر قائم رکھا ۔

"سائیں پلیز۔۔۔پلیز سائیں بس کریں ۔"

وہ اس کی گرفت میں بری طرح سے مچلتی منتوں پر اتری تھی ۔

جس پر وہ رحم کھاتا وہ سر اٹھائے اس کی جانب دیکھنے لگا جس کا چہرہ حد درجے سرخ ہو رہا تھا ۔

"آپ گندے ہیں سائیں ۔"

وہ اس کے سینے پر مکہ رسید کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"اور آپ بے حد ہاٹ میرے چاند ۔"

وہ اس کے سویٹر میں ہاتھ ڈالتا اس کی نازک سی بل کھاتی کمر کے خم و بل پر اپنی انگلیوں کے پوروں کا جادو جگائیں بے باکی سے بولا تھا ۔

وہ آنکھیں میچتی اس کے لمس پر اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں سنبھالنے لگی ۔

"دن بادن مزید پیاری ہوتی جارہی ہیں میرے چاند۔۔اگر یہیں حال رہا تو آپ کی جان کو تختہ مشق بنائے آپ کے سائیں آپ کی جان کو بے حال کرتے رہیں گے ۔"

وہ انگشت کی انگلی سے اس کے بلوں کو سہلاتے مخمور یت سے بولتا دوسرے ہاتھ سے اس کے شانے سے بال ہٹاتے اس کی گردن اور کندھے کے درمیان اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا ۔

وہ آنکھیں میچتی اس کے شانے دبوچ گئی۔اس کے دہکتے لمس کی شدت پر اس نازک پری کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی ۔

"آپ کی تشنگی کبھی کم نہیں ہو گی چاند وجدان شاہ۔ میں صدا آپ کے گرد طواف کرنا چاہتا ہوں۔ میری چاند پری آپ میرے دل کا وہ سکون ہیں جس کے بعد مجھے اس دنیا کے کسی دوسرے سکون کی طلب ہی نہیں رہی ۔

ایک آپ کی زات نے میرے وجود کی ساری بے رنگ و خشتوں نوچ کر اس کے در و دیوار پر اپنے عکس کے رنگ بکھر دیے ۔"

وہ اس کی بیوٹی بون پر ناک ٹریس کرتا مجنو بانہ سرگوشی میں بولتا اس کی دھڑکنوں میں ادھم مچا گیا ۔

وہ اس کے رس گھولتے لفظوں کے سحر میں جھکڑی اس کے پیروں پر اپنے پاؤں رکھتی پنجوں کے بل اوپر کو ہوئی تھی پر وہ پھر بھی اس سے اونچا تھا ۔

وجدان شاہ متبسم ہوتا اس کی کمر کے گرد اپنا حصار کستا اپنی گردن جھکا گیا جس پر وہ اپنی مخروطی انگلیوں سے اس کی پیشانی سے اس کے شہد رنگ بال ہٹاتے جھکتی اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ گئی ۔

وجدان شاہ نے آنکھوں موندتے اس کے گلدازلمس کو اپنے اندر تک اتارہ تھا ۔

چاند اس کی پیشانی پر بوسہِ عشق دیتے اس کی سماعت میں جھکی تھی ۔

"آپ میرے ہیں سائیں۔۔۔اور میں بس آپ کی ۔"

وہ لرزتے لبوں سے بولتی وجدان شاہ کے وجود میں سکونت ووارفتگی بھر گئی ۔

"یہ سچ ہے میرے چاند ۔"

وہ اس کی بات پر یقین کی مہر لگاتا گویا ہوا تھا۔چاند کے لب مسکرائے تھے ۔

"ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔اور اگر کبھی موت آئی تو میں دعا کروں گی کہ پہلے مجھے آئے ۔"

وہ بے حد مدھم لہجے میں بولتی اب کے وجدان شاہ کو زلزلوں کی زد میں کر گئی ۔

"ہیے میرے چاند۔۔۔ایسامت کہنا۔۔۔ایسی دعامت کرنا خدارا۔ایسا کبھی نہ کہنا وجدان شاہ مر جائے گا آپ کے بنا میرے عشقِ من۔آپ کے بنا جینا اب بھول گیا ہے وجدان شاہ۔آپ ایک پل نظر نہ آئیں تو پاگل ہونے لگتا ہوں۔تو کیسے اتنا ظلم کر سکتی ہیں آپ میرے ساتھ ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتے جنونیت و شدت سے بولا تھا ۔

اس کی جنونیت پر وہ کھکھلائی تھی۔وجدان شاہ نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"سائیں آپ خود غرض ہیں۔۔۔میں بھی تو نہیں جی سکتی نہ آپ کے بنا۔پھر بھی کتنا وقت گزارا ہے تڑپتے ہوئے۔اب کہ مجھے ہجر نہیں چاہیے۔تو پھر میری دعا پر آمین کہیں نہ ۔۔"

وہ آنکھوں میں درد کی کرچیاں لیے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے زخمی سے لہجے میں بولتی وجدان شاہ کا دل نوچ گئی ۔

"آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے میرے چاند ورنہ یوں جدائی کی باتیں کرتے میرے دل کا لہو نہ نچوڑتیں آپ ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا لہجے میں کرب لیے بولا تھا ۔

ان کو یہ شکایت ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے

اپنی تو یہ عادت ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے

مجبور بہت کرتا ہے یہ دل تو زباں کو

کچھ ایسی ہی حالت ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے

کہنے کو بہت کچھ تھا اگر کہنے پہ آتے

دنیا کی عنایت ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے

کچھ کہنے پہ طوفان اٹھا لیتی ہے دنیا

اب اس پہ قیامت ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے

وہ بے حد دھیمی آواز میں غزل کہتی اپنے دل کا حال بیان کر گئیں۔ لہجہ ہنوز زخمی ساتھا ۔

وہ جانتا تھا یہ پاکستان جانے کا اثر تھا۔ وہ اندر ہی اندر سسک رہی بکھر رہی تھی ۔خوف اس کے اندر بری طرح سے اپنے پنجے گھاڑے بیٹھا تھا ۔

"چاند میرے جنون خدارا ایسی باتیں نہیں کیا کریں۔ نہیں کیا کریں ایسی باتیں ۔"

وہ اسے خود میں بھینچ گیا وہ خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھتی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی اپنے اندر پلتے وجود کے لیے بھی شدید خوف زدہ تھی ۔

اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔اگر شاہ بیگم نے اس کے ساتھ کچھ کر دیا تو ۔

سوچتے ہی اس کا پورا وجود لرزنے لگا تھا وجدان شاہ اس کے وجود کی لرزش محسوس کرتا نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا روم کی جانب بڑھا تھا ۔

★★★★★

"او۔۔۔ عروہ لگتا ہے ہم اپنے نوٹس وہیں بھول آئے ہیں۔ تم کینٹن چلو ہم جلدی سے لے کر آتے ہیں ۔"

نور عروہ کو اپنی چیزیں پکڑاتے اسے کہتے واپس بھاگی تھی یہ کالج کی بیک سائیڈ تھی ان کے پیپرز ہونے والے تھے تبھی وہ دونوں اس کم رش والی جگہ پر بیٹھیں تیاری میں مصروف تھیں ۔

جہاں اکا دکا ہی سٹوڈینٹس تھیں۔ وہ تیزی سے چل رہی تھی تبھی کسی نے پیچھے سے اس کا منہ دبوچا تھا ۔

وہ خوف زدہ ہوتی بری طرح سے جھٹپٹائی تھی۔دل مارے خوف کے پھٹنے کو تھا

۔

وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی زوار شاہ کو پکارنے کو مچلنے لگی پر وہ جو بھی تھا اس کے سامنے وہ ایک نازک سی گڑیا بھلا کیا کر سکتی تھیں ۔

وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی زوار شاہ کو پکارنے کو مچلنے لگی پر وہ جو بھی تھا اس کے سامنے وہ ایک نازک سی گڑیا بھلا کیا کر سکتی تھیں ۔

تبھی نور کی نظر زوار شاہ پر پڑی تھی جو اس سے کافی دور تھا۔ وہ اس کی گرفت آزادی پانے کو مچلی تھی ۔

ہمت کرتی وہ اس درندے کے ہاتھ پر دانت گاڑ گئی جس پر وہ ایک پل کو درد سے کراہتا اس کا منہ آزاد کر گیا ۔

"شاہ۔۔۔۔۔شاہ۔۔"

وہ موقع ملتے ہی چلائی تھی۔

نور کی پکار سماعت میں پڑتے زوار شاہ کی نظر ان کی جانب اٹھی تھی اس کی نور دل ایک نقاب پوش کی گرفت میں بری طرح مچل رہی تھی خود کو چھڑوانے کے لیے ۔

وہ بنا تاخیر کیے بھاگا تھا پر وہ درندہ اسے اٹھائے گاڑی میں ڈال گیا تھا ۔

"حدید جلدی سے گاڑی مین ڈور کی جانب لے کر آؤ فاسٹ ۔۔"

وہ بلوٹوتھ میں دھاڑا تھا۔ وہ پوری قوت سے بھاگا تھا گاڑی کے پیچھے پر وہ کافی دور تھے ان سے ۔

تبھی حدید خان نے گاڑی اس کے سامنے روکی تھی وہ ایک منٹ کی بھی دیر کیے بیٹھتا تھا۔

زوار شاہ کے بیٹھتے ہی وہ ریش انداز میں گاڑی موڑتا اس وین کے پیچھے گاڑی بھگا گیا جس میں وہ لوگ نور کو لے کر جا رہے تھے ۔

"حدید فاسٹ ۔۔۔"

وہ اپنی جیکٹ اتار کر پیچھے اچھالتا ویسٹ پر بندھے گن ہولسٹرس سے اپنی گن نکالتا اسے چیک لوڈ کرتا سرخ آنکھوں سے کچھ فاصلے پر جاتی سفید وین کو تکتے بولا تھا ۔

اسے بس کسی سنسان علاقے کا انتظار تھا کیونکہ یہاں ابادی تھی تو وہ کسی معصوم جان کا رسک نہیں لے سکتا تھا ۔

اپنی نور دل کو تو وہ بچا ہی لیتا ۔

"حدید وہ لوگ قریباً پانچ لوگ ہیں۔ مجھے ان میں سے بس ایک زندہ چاہیے جس نے میرے دل کو ہاتھ لگایا ۔"

وہ شدید پاگل ہو رہا تھا اس وقت وہ منظر یار کرتے جب وہ نقاب پوش اس کی جانم کو دبوچے لے جا رہا تھا ۔

وہ اپنی پیشانی گن رکھتا خود پر ضبط کرنے کی پوری کوشش میں تھا ورنہ وہ بھیڑ کا بھی خیال نہ کرتا ۔

طیش و غضب سے شہد رنگ آنکھیں شدید سرخ ہو رہیں تھیں۔ جیسے پوری دنیا کو بھسم کر دینا چاہتیں ہوں ۔

"جو حکم میجر ۔"

وہ سر خم کرتا کمینگی سے مسکراتے بولا تھا بھلا اس سے زیادہ مزہ کسے آتا تھا انکاؤنٹر کرنے کا ۔

وہ تو پہلے ہی اپنے ہاتھ صاف کرنے کو تیار رہتا تھا۔ وہ لوگ ابادی سے کافی دور نکل آئے تھے حدید خان نے گاڑی کو سپیڈ دی تھی زوار شاہ گاڑی کا ڈور کھولتا وین کے پیچھے ٹائر کا نشانہ لیتے فائر کر گیا ۔

وین بری طرح سے ڈگمگائی تھی۔ جس ہر وہ دوسرے ٹائر پر بھی فائز کرتا اپنی گن ہولسٹر میں اڑیستا حدید خان کو مخصوص اشارہ کر گیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا ۔

وین کچھ فاصلے پر رک گئی تھی۔ جس میں نے وہی نقاب پوش نور کو پکڑے اس کی کنپٹی پر پستول رکھے باہر آیا تھا۔

"شاہ ۔۔"

ڈر کے مارے بمشکل سرگوشی میں اس کے لبوں سے برآمد ہوا تھا اس کی شہد رنگ آنکھوں میں آنسو خوف سے زرد چہرہ، وجود کی لرزش دیکھ وہ جیسے پاگل ہو اٹھا تھا ۔

"دور رہ ورنہ اس لڑکی کا کام تمام کر دوں گا ۔"

وہ زوار شاہ کو اپنی جانب چلتا دیکھ بولا تھا پر وہ سن کہاں رہا تھا وہ آنکھوں میں دیوانگی و جنونیت لیے اپنی زندگی جو دیکھتا اس کی جانب چل رہا تھا ۔

"ابے دیکھ کیا رہے ہو مارو اسے ۔"

وہ زوار شاہ کو رکتا نہ دیکھ اپنے ساتھیوں پر چلایا تھا شاید وہ ہی اس سب کا گرو تھا ۔

"آہ حدید خان اٹس پارٹی ٹائم ۔۔"

اس سے پہلے کے وہ ان پر فائرنگ کرتے وہ اپنی جیکٹ دوراچھالتا گن ہولسٹر سے اپنی دونوں گنز نکالتا دونوں گنز سے ہنستے ہوئے فائر کرتا کسی کی ٹانگ پر کسی کے بازو پر کسی کے کندھے پر اور ایک کے سیدھا سر پر فائز کر گیا۔ نور تو خون خرابا دیکھتی مرنے کو ہو گئی تھی ۔

"اپس یہ تو مر گیا بیچارہ۔۔۔وری بیڈ حدید ویری بیڈ ۔"

وہ اپنے شانے پر چپت لگاتا خود کو ہی ڈپٹنے لگا۔ جبکہ وہ اپنے ایک کے بعد ایک آدمی کو گرتا دیکھ خوف سے کانپنے لگا ۔

"ہائے بھابھی ۔۔"

وہ نور کو ہاتھ اٹھا کر ویو کرتا بولا تھا۔ جس ہر وہ مزید کانپنے لگی ۔

زوار شاہ کے چہرے پر خطرناک مسکراہٹ نے رقص کیا تھا ۔

وہ نور کے عین سامنے رکتا پھرتی اسے اس کے ہاتھ سے گن گھماتا اس کے کندھے پر فائز کر گیا ۔

نور خوف سے چیختی زوار شاہ کے سینے کا حصہ بنی تھی ۔

وہ اسے خود میں بھینچتا اسے ایک لات رسید کرتا دور اچھال گیا ۔

"آہہ۔۔۔ چھچھ۔۔۔ چھوڑ دو مجھے تت۔۔۔ تم مجھے جانتے نہیں ہوں ۔"

وہ درد سے چنگاڑا تھا۔ وہ بنا اس کی بات پر کان دھرتا نور کے لرزتے وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھائے گاڑی کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ اس کے سینے میں سر چھپائے دم سادھ گئی۔ زوار شاہ اسے پیچھلی سیٹ پر ڈالتا جانے کو مڑا۔ جس پر وہ اس کے بازوں دبوچ گئی ۔

"نن۔۔۔ نہیں شاہ مم۔۔۔ مت جائیں ۔"

وہ سسکتے ہوئے بھرائی آواز میں بولی تھی ۔

"شش۔۔۔میرے دل روئیں نہیں میں ابھی آیا بس کچھ پل میں ۔"

وہ اس کے آنسو اپنے پوروں پر سمیٹتے دیوانگی والفت سے بولتا ڈور بند کر گیا ۔

حدید خان سکون سے کھڑا تھا تبھی اس پر فائر ہوا تھا پر گولی چلانے والے کا نشانہ کچھ گچا تھا جس پر وہ چوکنا ہوا ۔

"ابے کالیے تیرا تو نشانہ بھی ایک دم بیکار ہے بلکل تیری طرح ۔"

وہ گولی چلانے والے اس آدمی کی جانب بڑھا جیسے کچھ دیر پہلے حدید خان نے ٹانگ پر گولی ماری تھی جو زمین پر پڑا اس پر پھر سے فائر کرنے والا تھا ۔

پر اس سے پہلے ہی وہ اس کے ہاتھ پر ٹھوکر رسید کرتا اس کے ہاتھ سے گن دور اچھال گیا ۔

"اب کیا کروں کیا کروں ۔۔"

وہ اپنی کنپٹی پر گن سے ٹھوکریں لگاتا پاگل سا بولا تھا ۔

زوار شاہ نے اس سنکی کو تکتے نشانہ لگاتے اس شخص کی کھوپڑی میں سوراخ کیا تھا اور پھر ایک کے بعد ایک کو موت کے گھاٹ اتارتے وہ سب کی لاشیں وین میں بھرتا اس آدمی کی جانب آیا جو سکتے میں مرنے کو تھا ۔

"حدید اسے اس کی جگہ پر پہنچاؤ ۔۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولتا ٹیڑھی نظروں سے وین کی جانب دیکھتا ۔

اس کا ارادہ دیکھتے حدید خان نے ایک منٹ سے پہلے اس کی سوچ کو عمل دیا تھا ۔

اور اگلے ہی پل وین کو آگ کی نظر کرتا وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا ۔

نوریہ وحشت زدہ منظر تکتی کب کی بے ہوش ہو گئی تھی ۔

حدید خان نے آدمی کو ڈھکی میں ڈالتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی ۔

زوار شاہ نے پیچھے نور کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے اس نازک سے بے ہوش وجود اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے اسے خود میں سمو یا تھا ۔

★★★★★

زوار شاہ نرمی سے اس پھولوں سے وجود کو بیڈ پر ڈالتا ساتھ رکھے پانی میں اپنے پورے ڈبوتا اس کے منہ پر چھڑک گیا ۔

چہرے پر پانی کے چھنٹے پڑتے ہی نور کی پلکیں لرزیں تھیں۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اسے ہوش میں آتا دیکھ ۔

"ہیپی مائے ہارٹ ۔۔۔"

وہ پوروں سے اس کی لرزتی پلکوں کو چھوتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا جس پر وہ آنکھیں کھولتی اس کی جانب انجان نظروں سے دیکھنے لگی ۔

پہلے تو جیسے دماغ کورا سا تھا پر جونہی دماغ میں بے ہوشی سے پہلے کا منظر گھوما وہ خوف کے مارے لرزنے لگی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ وہ۔۔ ہمیں۔۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی خوف زدہ سی بولی تھی ۔

"بس میرے دل کچھ بھی نہیں ہوا۔ آپ میرے پاس ہیں اپنے شاہ کے پاس ہیں ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بار بار لب رکھتا محبت و عقیدت سے بولا تھا جس وہ سہمی سہمی سی اس کے سینے میں سر دیے سسکنے لگی ۔

"ہہہ۔۔۔ ہمیں بب۔۔ بہت ڈر لگ رہا شاہ ۔"

وہ بری طرح سے سسکتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"بس روئیں نہیں میری جاناں سب ٹھیک ہے آپ سیو ہیں میرے پاس۔ کچھ مت سوچیں بس ہمارے بارے میں سوچیں۔ ورنہ چچی ماں نے اگر آپ کو ایسے دیکھا تو وہ پریشان ہو جائیں گی ۔"

وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتے نرمی سے بولا تھا۔ جس پر وہ نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی تھی ۔

"ہم نہیں روئیں گے ۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی بھرائی آواز میں بولی تھی۔ وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی آنکھوں پر جھکتا اس کے آنسو اپنے لبوں پر چنتا خود بھی بر گزیدہ سا تھا ۔

وہ آنکھوں میچتی اس ساحر کے دہکتے لمس پر لرزی تھی۔ دھڑکنوں بری طرح سے بے آہنگ ہوئیں تھیں ۔

"میری جنونیت کی واحد وارث ہیں آپ میرے دل ۔"

وہ اس کے لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے جنون والفت سے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔ وہ آنکھیں موندے بے چین ہوئی تھی ۔

"اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو کیا کرتا میں دل۔ آپ کے بنا جینا سیکھا ہی کہاں ہے زوار شاہ نے ۔"

وہ مضطرب سا اس کے دلکش چہرے کو تکتے بولا تھا۔ نور نے بمشکل آنکھیں کھولتے اس ساحر کو تکا تھا ۔

جس کی دیوانگی و وارفتگی کا گواہ اس حویلی کا ذرہ ذرہ تھا ۔

"ہم ٹھیک ہیں شاہ ۔"

وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتی مدھم آواز میں بولی تھی ز وار شاہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے اس کی ہتھیلیوں پر اپنے لب رکھے تھے ۔

"میں کیسے غافل ہو سکتا ہوں آپ سے۔ کیسے کوئی میرے ہوتے ہوئے آپ کو چھو سکتا ہے۔ کیسے میرے ہوتے کوئی آپ کا تکلیف دے سکتا ہے ۔"

وہ منظر آنکھوں کے سامنے آتے ہی وہ پھر سے طیش زدہ ہونے لگا تھا ۔

اس کے قریب سے اٹھتا دیوار پر اپنے ہاتھ مارتا خود کو تکلیف دینے لگا۔ نور اس کے پاگل پن پر اٹھتی اس کی جانب آئی تھی ۔

"شش۔۔۔۔ شاہ یہ کیا کر رہے ہیں ۔"

وہ اسے مسلسل ہاتھ دیوار پر مارتا دیکھ روتے ہوئے چلائی تھی۔ پر وہ بنا اثر کیے لگاتا اپنے ہاتھ دیوار پر مارتا رخمی کر رہا تھا ۔

اس کے ہاتھوں سے خون نکلتا دیکھ وہ وحشت زدہ ہونے لگی تھی ۔

"شاہ۔۔۔شاہ پلیز مت کریں ہمیں کک۔۔۔کچھ ہو جائے گا شاہ۔۔مت کریں۔آپ کو ہماری قسم شاہ پلیز رک جائیں ۔"

وہ اسے تھامنے کی کوشش کرتی روتے ہوئے بولی تھی۔جس پر وہ رکتا اسے خود میں بھینچ گیا ۔

"میں کیا کروں جاناں بھول نہیں سکتا۔نہیں بھول پا رہا میں۔اتنا لاپرواکیسے ہو سکتا ہوں ۔"

وہ اسے خود میں جزب کرنے کی کوشش کرتا زخمی لہجے میں بولا تھا ۔

"پلیز آپ خود کو ہرٹ نہیں کریں شاہ پلیز ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی روتے ہوئے بولی تھی۔دل جیسے پھٹنے کو تھا ۔

"آپ برے ہیں بہت برے ہیں ۔"

وہ اس کے سینے پر مکے برساتی روندھی آواز میں بولی تھی ۔

"جانتا ہوں برا ہوں ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا بکھرے لہجے میں بولا تھا ۔

اس کا جارہانہ انداز میں دیوار پر ہاتھ مارنا یاد آیا تو اس سے الگ ہوتے اس کے ہاتھ تھام کر دیکھنے لگی جو بری طرح سے زخمی ہو رہے تھے ۔

زخموں سے رستا خون دیکھ وہ پاگل ہوا ٹھی تھی اسے لگا جیسے یہ لہو اس کے دل سے بہہ رہا تھا ۔

"ی۔۔۔یہ کتنا چچ۔۔۔چوٹ آگئی ۔"

وہ اس کے ہاتھ پر اپنا دوپٹہ رکھتی دیوانی سی ہو رہی تھی زوار شاہ اپنی نور دل کی اپنے لیے دیوانگی دیکھ اسے تھامتا بیڈ پر بٹھا گیا ۔

"نن۔۔۔نہیں خون نکل رر۔۔۔رہا ہے شاہ ۔"

وہ پاگل ہوتی پھر سے اس کے ہاتھ تھامتے بولی تھی ۔

"ہم۔۔۔لگاتے ہیں مرہم ٹھیک ہو۔۔۔۔ہو جائیں گے ۔"

وہ اسے سائڈ کرتی ڈریسنگ کی جانب بڑھی تھی زوار شاہ اپنا سر تھام گیا ۔

وہ تیزی سے ڈراؤ کھولتی اس میں سے فسٹ ایڈ باکس نکالتی اس کی جانب آئی تھی ۔

"یہاں بیٹھیں شاہ ۔"

وہ اسے بیڈ پر بٹھاتی اس کے سامنے بیٹھی تھی۔اس کا ایک ہاتھ تھامتی وہ روئی پر دوا لگاتی اس کا زخم صاف کرنے لگی تھی ۔

زوار شاہ دیوانی بنی اس معصوم گڑیا کی جانب دیکھا تھا جس کے بکھرے بال رونے سے سرخ چہرہ سوجے سوجے سے نقوش نم آنکھوں میں بے پناہ درد و سوز لیے اس کے زخم بڑی نرمی سے صاف کرتی اپنے دوپٹہ تک کی ہوش گوائے بیٹھی تھی ۔

وہ ایسی کہاں تھی۔اس کے پاگل پن اس کی دیوانگی نے اس نازک سی جان کو بھی اپنے ساتھ انگاروں پر گھسیٹ لیا تھا ۔

کتنی لاپرواسی تتلیوں کے سنگ کھلکھائی مسکراتی ہواؤں کے سنگ جھومنے والی پیاری سی گڑیا تھی وہ ۔

اس کی محبت نے اسے کیا بنا دیا تھا۔ اسے لگا جیسے کسی نے اس کا دل اپنے پاؤں تلے کچل دیا ہو ۔

"ابھی ٹھیک ہو جائے گا ۔۔"

وہ دوسرے ہاتھ کو بھی صاف کرتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔ آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتے بے مول ہو رہے تھے ۔

زوار شاہ اذیت کی انتہا پر تھا۔ سارے رنگ بکھیر گیا تھا وہ اس پریوں سی لڑکی کے ۔

کیااس کی محبت اس قدر سنگ دل تھی۔ ضبط سے آنکھوں کے کنارے سرخ رنگ ہو رہے تھے ۔

وہ بینڈج کرتی اس کے دونوں ہاتھ چومتا ان پر اپنا سر رکھ گئی ۔

زوار شاہ کو ایسا لگا جیسے فضا میں آکسیجن کی شدید کمی ہو گئی ہے۔ وجود جیسے مفلوج ہو گیا ہے ۔

کیا وہ اسے بھی اپنے جیسا بنا گیا تھا۔ کیا وہ اس نازک سی جان کو بھی ان خار دار راہوں پر گھسیٹ لایا تھا ۔

"ہم مر جائیں گے آپ کے بنا شاہ ۔۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بے بسی سے بولی تھی۔وہ خوف زدہ ہوا تھا اس کی سرگوشی پر ۔

وہ اسے شانوں سے تھامتا اپنے سامنے کر گیا ۔

"نور میرے دل۔۔۔ایسا نہیں سوچنا۔۔۔ایسا کچھ نہیں سوچنا آپ نے۔آپ پھر سے ویسی نور بن جائیں۔۔مجھے یہ نور نہیں چاہیے ۔

ویسی ہی بن جائیں لاپرواسی۔ہسنے مسکرانے والی اپنے شاہ سے بھاگنے والی۔ مجھ سے چھپنے والی۔ پھولوں سے پیار کرنے والی ۔

تتلیوں کے پیچھے بھاگنے والی۔مجھے وہی نور چاہیے۔سن رہی ہیں نہ آپ۔مجھے میری نور واپس چاہیے ۔"

وہ اسے شانوں سے تھامتا جھنجھوڑتے ہوئے جنونی انداز میں بولا تھا جس پر وہ نم آنکھوں سے ساکت سی اسے دیکھے گئی ۔

"میں محبت کرتا ہوں نہ آپ سے۔آپ کو مجھ سے محبت نہیں کرنی ٹھیک ہے آپ کو محبت نہیں کرنی مجھ سے ۔"

وہ جیسے پاگل ہو رہا تھا اس کو بت بنا دیکھ ۔

"وہ تو ہو گئی نہ شاہ۔۔۔ محبت تو کب کی ہو گئی۔اب تو آگ جلنے لگی ہے جس میں آپ کی نور جل گئی شاہ آپ کے ساتھ۔بس آپ کی دل باقی ہے جسے آپ کی دیوانگی کی ایسی لت لگی کہ وہ خود بھی دیوانی ہو گئی ۔"

وہ اس کی شرٹ کے کالر کو دبوچتی آنکھوں میں عجیب دیوانگی لیے زخمی سا مسکراتے ہوئے بولی تھی ۔

وہ آنکھوں میچ کر کھولتا اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا اس نازک سی جان کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

جواپنی باتوں سے اس کی جان نکال رہی تھی اسے لگ رہا تھا جیسے وہ پاگل ہو جائے گا ۔

وہ اس کے دہکتے لمس پر اس کے آنکھوں میچتی اپنے لرزتے دل کو سنبھالنے لگی جو اپنی شدتوں سے اسے بے حال کرتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا پیچھے کی جانب گرتا اس کے نازک سے وجود کو کروٹ بدلتے بیڈ پر ڈالتے مزید پر شدت ہوا تھا ۔

وہ بری طرح سے تڑپی تھی اس کی شدت پر جو اپنی وحشتیں اس ہر انڈھیلتے اس کی جان طوفانوں کے زیر اثر کیے ہوئے گا تھا ۔

گھٹتی سانسوں پر سینے میں جھلن ہونے لگی تھی وہ بری طرح مزاحمت کرتی اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی جو آج شدید جنونی یو رہا تھا ۔

اس کے ڈھیلے پڑتے وجود پر وہ اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی اپنا بکھرا تنفس سنبھالنے لگی تھی بری طرح سے کپکپاتے لب جیسے جھل تھل تھے ۔

زوار شاہ کا خود کی سانسیں بھی بکھری ہوئیں تھیں ۔

"آپ باز نہیں آئیں گی نہ۔تو پھر رخصتی کے لیے تیار کریں خود کو میرے دل

۔"

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے وار فتگی سے بولا تھا۔نور کی جان پر بنی تھی ۔

"ہم تت۔۔۔تیار ہیں ۔"

وہ خود کو مظبوط کرتے بولی تھی۔وہ لب بھینچ گیا تھا ۔

حالانکہ کہ وہ خود بھی تو یہی چاہتا تھا پھر اب کیوں اس کے نفی نہ کرنے پر اسے غصہ آرہا تھا۔اس راہ پر اسے ڈالنے والا بھی تو وہی تھا ۔

وہ اسے ایک جھٹکے میں اپنی گرفت سے آزادی دیتا دور ہوا تھا اور پھر روم سے ہی نکل گیا تھا ۔

"آپ کیا چاہتے ہیں شاہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ۔"

وہ اس کے ری ایکٹ پر بری طرح سے سسکی تھی ۔

وہ بھی تو عشق کرتا تھا اس سے اگر اسے بھی محبت ہو گئی تھی تو اس میں کونسا گناہ ہو گیا تھا اس سے ۔

★★★★★

وہ گھڑی کی جانب دیکھتی بے چین تھی کیونکہ وہ ابھی تک گھر نہیں آیا تھا ۔

وہ لیپ ٹاپ پر ترکش ڈرامہ لگا کر وہی لاؤنج میں صوفے پر ٹک گئی ۔

جو اس کا پسندیدہ تھا اور وہ ڈرامہ دیکھنے میں اس قدر مگن ہو گئی تھی کہ حدید خان کے آنے کا پتہ بھی نہ چلا ۔

وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے ایک انگلی ذرہ سی ہٹائے لیپ ٹاپ کی سکرین کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جس پر متجسس ہوتا اس گھوم کر اس کی جانب آیا ۔

پر لیپ ٹاپ پر چلتا سامنے کا سکرین پر چلتا منظر دیکھ وہ ہونٹ گول کر گیا ۔

یعنی اس کی بیوی کو رمینس دیکھنا پسند تھا پر کرنے میں جان جاتی تھی ۔

"اچھا سین ہے ہم بھی ٹرائی کریں بیوی۔"

وہ ایکدم سے لیپ ٹاپ اس کے ہاتھ سے لیتا سکین ریوائن کرتا اسے پھر سے چلا گیا ۔

اس افتاد پر انا یوسف کا دل بند ہوتے ہوتے بچا تھا۔پر اسے لیپ ٹاپ پر اس سین کو بار بار چلا کر دیکھتا پا کر وہ سر تا پاؤں سرخ ہوئی تھی ۔

وجود کا سارا خون جیسے چہرے پر سمٹ آیا تھا ۔

"خ۔۔۔خان۔وو۔۔۔وہ میں بب۔۔۔بس ۔"

وہ اپنی انگلیاں چٹخٹی اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش میں ہلکان توڑ توڑ کر لفظ ادا کرتی مرنے کو ہو رہی تھی ۔

وہ لیپ ٹاپ کو اسی پوز پر سٹاپ کرتا ٹیبل پر رکھتا اس کی جانب آیا تھا ۔

"کیا وہ میں۔۔کیا آپ کو بھی یہ خدمت چاہیے میری جان۔تو کہیں نہ یقین جانیں دیکھنے میں وہ مزہ نہیں ہے جو پر فارم کرنے میں ہے ۔"

وہ سر تا پیر اسے بے باکی سے تکتے اس کی بات کو اپنے مطلب کے مطابق موڑتا بولا تھا ۔

انا یوسف نے اس پل کو کوسہ تھا جب وہ اس کمبخت سیریل کو لگا بیٹھی تھی وہ بھی لاؤنج میں ۔

"نن۔۔۔ نہیں خان پلیز ۔"

وہ رونے کو ہوئی تھی پر وہ رحم کھانے کے موڈ میں ہر گز نہ تھا۔ تبھی مخمور نظروں سے اسے تکتے قدم قدم اس کی جانب بڑھنے لگا ۔

جواس وقت بلوٹی شرٹ پہنے ساتھ وائٹ ٹراؤزر میں میرون بالوں کا ہاف مسی جوڑے بنائے جس سے نکلتی آوارہ لٹیں اس کے دلکش چہرے کو چھوتیں حدید خان کے دل پر اریاں چلا رہیں تھیں ۔

دودھیا رنگ شرم سے سرخ ہو رہی تھی سبز جھیل سی گہری آنکھوں میں خوف لیے اس کی جانب دیکھتی وہ اسے پور پور گھائل کر رہی تھی ۔

اس پر عنابی لبوں کی تھر تھراہٹ وہ کیسے اسے بخش دیتا جو اس کی جان کا آزار بنی ہوئی تھی ۔

کتنا چل سکتی تھی وہ آخر زمین ختم ہوئی تھی اور وہ دیوار سے جا لگی وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بنا تاخیر کیے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ اپنی حراست میں لیتا اسے خود میں جزب کرنے لگا ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا۔۔وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کے شانوں کو دبوچ گئی تھی ۔

جس پر وہ مزید جنونی ہوتا اپنے دہکتے لمس کی جنونی خیز جنبش سے اس کی جان نکالنے کا پورا اہتمام کرنے لگا تھا ۔

وہ یونہی اسے اپنی شدتوں سے دوچار کرتا اسے ویسٹ سے تھامے صوفے کی جانب بڑھا۔ نرمی سے اسے صوفے پر ڈالتا اس پر رحم کھاتا اپنی شدت بھری گرفت سے آزادی دیتا ۔

اس کی گردن پر جھکا تھا وہ جو پہلے ہی نڈھال تھی اس کا دہکتا لمس اپنی شہ رگ پر محسوس کرتی پور پور جل تھل ہوئی تھی ۔

گہرے گہرے سانس بھرتی وہ ہلکان سی ہو رہی تھی ۔

جبکہ وہ ہوش بھلائے مدہوشی کے عالم میں خود کو سیراب کرتا اس کے پور پور کو اپنی شدت بھری بارش میں بھگوتے اس کے شانے سے شرٹ سرکاتا دیوانگی و جنونیت کی حدیں پار کرنے لگا تھا ۔

انایوسف کی سانسوں بری طرح سے بکھرنے لگیں تھیں اس ظالم کی شدتوں پر

۔

پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔جان جیسے خلق تک آگئی تھی ۔

خان۔۔۔پلیز۔۔۔خان چھوڑیں ۔"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی بولی تھی ۔

"ہشش۔۔۔۔ محسوس کریں ان دلفریب لمحوں کو میرے دلبر۔۔۔ایک بار اس رشتے کی خوبصورتی کو محسوس کریں میری خانم۔آپ کیوں ڈرتی ہیں اتنا ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے تپتے چہرے کو دیکھتے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا انا کی سبز جھیل سی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے کچھ ہو جج۔۔۔جائے گا خان ۔"

وہ اس کا کالر دبوچتی سسکی تھی۔وہ اس کی کیفیت سمجھتا اس کے مخروطی ہاتھ کی انگلیاں اپنی آہنی انگلیاں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا

۔

وہ آنکھوں میچتی اس کا سلگتا لمس برداشت کرنے لگی ۔

"کچھ نہیں ہو گا یقین کریں خانم۔۔۔آپ کا خان آپ کو کچھ ہونے نہیں دے گا بس ایک بار خود کو اپنے خان کو سونپ کر دیکھیں میرے دلبر ۔"

وہ اس کے سرخ پڑتے عارضوں کا گلال چراتے بولا تھا۔وہ اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے بیرڈ بھرے گال پر رکھ گئی ۔

"پپ۔۔۔پلیز بس تھوڑا سا وو۔۔۔وقت دے دیں۔۔پلیز ۔"

وہ لرزتے ہوئے بمشکل بولی تھی۔ وہ لب بھینچ گیا۔ جب وہ اس کی تھی اور وہ اس کا تھا تو کس بات کا ڈر تھا اسے ۔

ہر بات وہ ایسے ہی جھٹلاتی تھی اس کے اور اپنے رشتے کو ۔

"ٹھیک ہے خانم پر اتنا شریف نہیں ہوں کہ ایک بیوی کے ہوتے مولانا بن جاؤں ۔"

وہ اس کے رخسار پر ناک ٹریس کرتا مدہوشی بھرے انداز میں بولا تھا ۔

وہ لرزتے دل کے ساتھ آنکھیں میچ گئی۔ جو حد میں رہتا بھی بے حد کرنے پر اتر آتا تھا ۔

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

"خان۔۔۔ بھوک لگ۔۔۔ کھانا۔"

وہ بے ربط بولی تھی ۔

"کھا لیتے ہیں میرے دلبر ابھی پہلے مجھے میٹھے کی طلب ہے شدید اس کے بعد کچھ نمکین بھی کھا لیں گے ۔"

وہ روم میں آتا اسے بیڈ پر ڈالتا اپنی شرٹ اتار کر اچھالتا لائٹ آف کرتا اس پر جھکا تھا وہ اس کی حرکت پر سانس روکتی مرنے کو ہوئی تھی ۔

"خان ۔"

وہ چلائی تھی ۔

"یہی ہوں میری جان ۔"

وہ اس کی شرٹ سے ہاتھ ڈالتا اس کے پہلو پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتا مدہوش سرگوشی میں بولا تھا ۔

وہ تڑپی تھی اس کی بے باک حرکتوں پر۔ جو اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے لب نیچے کو سرکاتا دیوانگی و الفت کے مظاہرے کرتا اس کی زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھے ۔

اسے لگ رہا تھا جیسے اسے انگارے چھو رہے ہوں ۔

سانس بھری طرح سے پھولیں ہوئیں تھیں ۔

جان تو تب نکلی جب اس ظالم کا دہکتا بھیگا لمس اپنے پہلو پر محسوس ہوا۔ وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

"خان ۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتے چلائی تھی۔ جس پر وہ بنا اثر لیے جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے بے قرار کرنے لگا تھا ۔

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر لب تھے۔ پورا وجود انگارے کی مانند سلگنے لگا تھا ۔

وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں۔ اس کی سانسوں کی بکھرے پن پر وہ اس کی جانب آتا سائڈ لیمپ آن کرتا مدہوشی سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کے دہکتے چہرے کو تکتا ایک بار اس کی بہکی سانسوں کو اپنا قیدی بنا گیا ۔

وہ جو پہلے ہی نڈھال سی بنا مزاحمت کیے اس کی شدتوں سہنے لگی کیونکہ مزاحمت کرنے کی ہمت اب کہاں چھوڑیں تھی اس لیے ظالم شخص نے ۔۔

وہ پوری شدت سے سیر ہو کر اپنی منمایوں کرتا اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا کبھی کبھی تو کبھی شدت سے اسے بے بس کرتا اس کی رکتی سانسوں پر رحم کھا کر اس آزادی دے گیا ۔

جس پر وہ آنکھیں میچتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ حدید خان نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے اٹھتا روم سے نکل گیا تاکہ کھانا لا سکے ۔

کیونکہ یقیناً وہ بھی بھوکی تھی ۔

★★★★★

فلیٹ لیٹ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ شام پانچ بجے حویلی پہنچے تھے ۔

پورے راستے خوف کے مارے وہ ایک لفظ بھی نہیں بولی تھی۔یہ خوف اسے جیسے مار ڈالنے کو تھا کہ اگر اس کے بچے کو کچھ ہو جاتا تو ۔

وجدان شاہ اس کا خوف اچھے سے محسوس کر رہا تھا وہ اسے اپنے حصار میں لیے بار بار اسے اپنے ساتھ ہونے کا یقین دلا رہا تھا ۔

"آپ ٹھیک ہیں نہ میرے چاند ۔"

وہ گاڑی میں بیک سیٹ پر چاند کے ساتھ ہی بیٹھا تھا سلطان شاہ فرینٹ سیٹ پر بیٹھے تھے ۔

وجدان شاہ کے پوچھنے پر وہ خوموشی سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

اس ملک نے سب کچھ چھین لیا تھا اس سے ہر رشتہ اس کے ماں باپ اس کی خود عتمادی ۔۔

اتنے زخم دیے تھے کہ وہ زخم تو بھر گئے تھے پر ان کے نشان اب بھی دکھتے اس کا دل نوچتے تھے ۔

اتنی وحشت بھر دی تھی اس کے وجود میں کہ وجدان شاہ کی اتنی محبت والفت بھی اسے پوری طرح سے نکال نہیں پائی تھی ۔

بلکہ خوف مزید گہرا ہو گیا تھا ۔

وجدان شاہ کے پھر سے چھن جانے کا اپنے بچے کے کھو جانے کا ۔

"اتنا کیوں سوچ رہیں ہیں جان سائیں۔ میں ساتھ ہوں نہ میرے چاند".

وہ اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتے الفت و محبت سے بولا تھا۔ پر وہ ساکت سی رہی ۔

"میں بہت تھک گئی ہوں سائیں ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔وجدان شاہ سمجھ گیا تھاوہ جسمانی نہیں عصابی تھکن کی بات کر رہی تھی ۔

"ہم جلد واپس اپنے گھر جائیں گے دلبر سائیں ۔۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیے اس کے یخ بستہ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا انھیں گرمائش دیتے ملائمت و محبت سے بولا تھا ۔

"کچھ دیر سو جائیں ابھی کافی وقت ہے حویلی پہنچنے میں ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا اس کا سر اپنے شانے پر رکھتے ملائمت سے بولا تھا ۔

گاڑی حویلی کے پورچ میں رکی تھی ۔

وجدان شاہ کی نظر اپنی بانہوں میں سوئے اس نازک سے وجود کی جانب گئی جو گہری نیند میں تھی ۔

وہ کیسے اپنے چاند کی نیند خراب کرتا تبھی بے حد نرمی سے بڑے احتیاط کے ساتھ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا گاڑی سے نکلا تھا ۔

سلطان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔ وہ بنا ان کی جانب دیکھے اندر کی جانب بڑھے تھے ۔

جیسے ہی انھوں نے ہال میں قدم رکھا سامنے ہی جھولے پر بیٹھیں شاہ بیگم کی آنکھوں پھٹ پڑیں ۔

یقین کرنا مشکل تھا کہ وجدان شاہ واپس آگیا تھا اور اس کی بانہوں میں موجود دیکھ کر انھیں دوسرا جھٹکا لگا تھا ۔

میرون سکاف میں اس پری کا نظر آتا چہرہ دیکھ وہ جل کر راکھ ہوئیں تھیں جو پہلے تو حسین تھی پر اب اس کا حسن آنکھیں چندھیا دینے والا تھا ۔

بیش قیمتی لباس پہنے وہ حوروں کو بھی مات دے رہی تھی۔آنکھوں موندے وجدان شاہ کی بانہوں میں اس کے سینے پر سر رکھے شاہ بیگم کی رگ رگ میں آگ بھڑکا گئی ۔

وجدان شاہ شاہ بیگم کے وجود کو نظر انداز کرتا زینہ چھڑتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

"آئے ہائے شاہ بیگم یہ میری گنہگار آنکھوں کیا دیکھ رہی ہیں جی۔مجھے تو لگا تھا شاہ سائیں وہیں گوری میم سے شادی کر کے آئیں گے اور یہ موئی چاند وہاں نوکرانی بن کر رہے گی۔ہر یہ تو خود رانی بن بیٹھی ۔"

پینو نے خیرانی سے بولتے اپنی تلوار سی زبان سے شاہ بیگم کو گھائل کیا تھا ہر وہ سچ ہی تو بولی تھی ۔

پر پھر کچھ سوچتے ان کے مکر و چہرے پر شیطانی چمک ابھری ۔

"یہ میری حویلی سے پینو شاہ بیگم کی حویلی یہاں وہی ہوتا ہے جو میں چاہتی ہوں ۔اب تم دیکھتی جاؤ میں کیسے اس ونی کے چہرے کی ساری رونقیں اور اس کے وجود کے سارے رنگ چھنتی ہوں ۔"

وہ مکر وہ ہنسی ہنستے بولیں تھیں ایک پل کو تو پینو بھی خوف زدہ ہوئی تھی اس عورت کی فرعونیت پر جو نفرت کی آگ میں اپنے بچوں تک کو نگل لینا چاہتی تھی ۔

شاہ بیگم نے میرال کو کال کرتے اسے چانداور وجدان شاہ کی آمد کا بتایا تھا ۔

میرال نے غصے سے پاگل ہوتے باسط ملک کو کال ملائی تھی ۔

"تم ایک نمبر کے ناکارہ اور بے کار انسان ہو باسط ملک۔وہ یہاں واپس پہنچ گئی ہے وجدان شاہ کے ساتھ اور تم وہاں اس کا بال تک اکھاڑ پائے ۔"

دوسری جانب سے کال ریسیو ہوتے ہی وہ باسط ملک پر چلائی تھی ۔

"اپنی حد میں رہو میرال مجھے کیا کرنا ہے مجھے مت سکھاؤ ۔"

وہ اس کے چلانے پر تلخی سے بولا تھا ۔

"ٹھیک ہے تم سڑو وہیں اب جو کرنا ہے میں خود ہی کروں گی ۔"

وہ ترشی سے کہتی کال کٹ کر گئی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس جادو گرنی کی جا
کر جان لے لے جس نے وجدان شاہ کو قابو کر رکھا تھا اپنے دام میں ۔

"میں تمھیں نہیں چھوڑوں گی چاند تم نے میری محبت کو مجھ سے چھینا ہے میں
تم سے تمھاری زندگی چھین لوں گی ۔"

وہ لیمپ اٹھا کر زمین پر مارتی پھنکاری تھیں ۔

★★★★★

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کی پیشانی کی پیشانی پر بوسہ دیتا اس سے پہلے کے پیچھے ہوتا وہ اس کی شرٹ کو کالر سے تھام گئی ۔

وہ چونکا تھا یعنی وہ جاگ رہی تھی ۔

"میرے چاند اٹھ گیا ۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنی شرٹ سے چھڑواتے اس پر لب رکھتے نرمی سے بولا تھا۔ پر وہ بنا کچھ بولے سہمی سہمی سی اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"میرے خوبصورت چاند کیا آپ کو نور سے نہیں ملنا چچی ماں اور ایابی سے بھی تو ملنا ہے نہ آپ کو ۔"

وہ نرمی سے ہاتھ کی پشت سے اس کا رخسار سہلاتے محبت والفت سے گویا ہوا تھا

۔

"وو۔۔۔۔وہ یہیں ہیں سائیں ۔"

وہ بے حد مدھم آواز میں بولی تھی جیسے یہاں کی در و دیوار سے بھی خوف زدہ ہو

۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا میرے چاند۔۔۔آپ کے پاس آپ کے سائیں ہیں۔ جس کے لیے آپ جان سی ہیں۔اور اپنی جان کی حفاظت کرنا وجدان شاہ کو اچھے سے آتا ہے ۔"

وہ اس کے قریب ہی دراز ہوا تھا کیونکہ وہ اس حالت میں اسے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا تھا۔پہلے وہ اسے پر سکون کرنا چاہتا تھا ۔

"بھوک نہیں لگی میری جان سائیں کو ۔"

وہ اس کے سر سے سکاف نکالتا کچھ فاصلے پر رکھتا نرمی سے اس کے بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے شانت کرنے لگا ۔

"نہیں ۔۔"

وہ ایک لفظی جواب دیتی غیر مرائی نقطے کو گھورنے لگی ۔

"بٹ میری بیٹی کو بھوک لگی ہو گی نہ جان سائیں ۔"

وہ نرمی سے اس کے پیٹ پر اپنی انگلیاں سرسراتے محبت والفت سے بولا تھا۔پر بیٹ لفظ چاند کے پہلے سے ہی چٹخے اعصاب پر کسی ہتھوڑے کی مانند لگا تھا ۔

"نن۔۔۔۔ نہیں سائیں بیٹی نہیں۔ بیٹی نہیں چاہیے سائیں۔ بیٹی نہیں چاہیے ۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی ہزیانتی ہوتی چلائی تھی۔ وجدان شاہ اس کے اس قدر شدید عمل پر بوکھلایا تھا ۔

"چاند میری جان ۔"

وہ نرمی والفت سے بولتا اسے قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ جس کا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

وہ شدید خوف زدہ ہوا تھا۔ چاند کے معاملے میں وہ بے حد کمزور تھا۔ اس کی ذرہ سی تکلیف وجدان شاہ کی جان نکال لیتی تھی ۔

"بیٹی نہیں چاہیے سائیں۔۔۔دد۔۔۔دعا کریں سائیں آپ دعا کریں۔۔۔۔ ہمارا بیٹا ہو گا۔۔۔آپ جیسا مجھے بیٹا چاہیے ۔"

وہ کپکپاتے لبوں سے بے ربط بولتی کوئی پاگل ہی لگی رہی تھی بل بل کرتے آنسو آنکھوں سے ٹوٹ کر رخسار پر بکھرتے وجدان شاہ کے دل کو زخمی کر رہے تھے ۔

"ایسا کیوں میرے چاند۔وہ بھی تو آپ کے وجود کا حصہ ہو گی نہ۔میرا خون تو پھر بیٹی کیوں نہیں چاہیے ۔"

وہ اس کے آنسو اپنے پوروں پر سمیٹتے پر اذیت لہجے میں بولا تھا ۔

"کک۔۔۔کیونکہ۔۔۔مم۔۔۔مجھے ایک اور بچ۔۔۔۔چاند نہیں چاہیے سائیں ۔مجھے ایک اور چاند نہیں چاہیے۔کل کو وہ بھی پل پل مرے گی۔میری طرح رسوا ہو گی۔اپنے لیے ہی سزا بن جائے گی ۔"

وہ اس کی گرفت سے نکلتی بیڈ سے اتراتی دور جا کھڑی ہوتی ہزیانتی انداز میں بولی تھی ۔

"ایسا نہیں ہو گا میرے چاند ایسا کیوں سوچ رہی ہیں۔ میں ہوں نہ کوئی میری بیٹی کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ پائے گا خدارا خود کو اذیت نہیں دیں میری جاناں ۔"

وہ بے بس محسوس کر رہا تھا خود کو کیونکہ وہ پھر سے انھیں بھیانک یادوں میں گھیری نظر آئی تھی ۔

"اگر ایسا ہو گیا تو اگر کل کو کوئی چاند کی طرح اس کی بھی قیمت لگانے کو آ گیا تو کیا کریں گے سائیں ۔"

وہ پوری شدت سے چلاتی گھٹنوں کے بل زمین پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی

۔

الفاظ تھے یا کسی خنجر کی دھار کا تیز وار!

وجدان شاہ کو لگا جیسے حویلی کی عمارت پوری اس کے اوپر بھوس ہو گئی ہے ۔

اس کا وجود زدہ ذرہ ہوتا ہوا میں بکھر گیا ہے ۔

اسے لگا وہ وہی پر آ گیا تھا جہاں سے یہ پر اذیت کہانی شروع ہوئی تھی۔ وہ تو اس بھرم میں تھا اس نے اس پری کو سمیٹ لیا ۔

پر وہ تو آج بھی اسی گرد ب میں پھنسی اسی کوارٹر کے ایک کونے میں بیٹھی سسک رہی تھی ۔

وجدان شاہ کو لگا جیسے وہ گر جائے گا پورے وجود میں جان جیسے ناپید ہوئی تھی ۔

ایکدم سے چاند کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا تھا ۔

اس نے سر اٹھائے اس شہزادے کی جانب دیکھا تھا۔ جس کے چہرے پر رقم شکست پائی چاند کا دل مٹھی میں لے گئی ۔

یہ کیا ہو گیا تھا اس سے!

جس نے عشق کی انتہا کر دی تھی اس سے۔ یا شاید اس سے بھی کوئی افضل مقام وہ اسے دیتا تھا ۔

وہ اسے تکلیف دے گئی تھی۔ وہ کئی بار اس سے معافی مانگ چکا تھا کیا اس کی اتنی محبتوں اتنی چاہتوں کا صلہ یہ تھا کہ وہ اس مقام پر اسے اس بات کا زخم دیتی ۔

"سس۔۔۔سائیں ۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتی اس کے سینے سے لگی تھی پر وہ تو جیسے پتھر کا ہو گیا تھا ۔

"مم۔۔۔میں وہ مطلب نہیں تھا سائیں ۔۔"

وہ اس کے وجود میں جنبش محسوس نہ کرتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے اسے یقین دلانے کو بولی تھی ۔

وجدان شاہ کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی جیسے۔دماغ ماؤف ہو گیا تھا ۔

"مجھے مم۔۔۔معاف کر دیں سائیں۔میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔پپ۔۔۔۔پتہ نہیں کیسے۔پلیز سائیں بات کریں مجھ سے۔میری طرف دیکھیں نہ ۔"

وہ آنسو بہاتی لرزتی آواز میں بولی تھی اسے خلا میں گھورتے دیکھ اس کا چہرہ اپنی طرف موڑنے لگی ۔

"پلیز سائیں بات کریں مم۔۔۔میں رو رہی ہوں میری طرف دیکھیں ۔"

وہ روتے ہوئے بھرائی آواز میں بولی تھی۔وجدان شاہ کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی تھی۔ نظریں جھکائے اپنے سینے سے لگی اپنی زندگی کی جانب دیکھا تھا ۔

جس سے بے حد عشق کیا تھا اس نے۔ جس کی عبادت کی تھی۔ہر حد سے بے حد چاہا تھا اس نے ۔

وہ رو رہی تھی۔ جس کی آنکھ میں نمی تک برداشت نہ تھی اسے۔وہ رو رہی تھی ۔

اور پھر وہ بھول گیا۔سب بھول گیا ۔

اپنا ہر زخم ۔۔۔

ہر کرب۔۔

ہر درد ۔۔

اپنے محبوب کا تحفہ سمجھ کر اس اذیت کو اپنے دل کے کسی کونے میں چھپا گیا۔

اس کے ستم گر لفظوں کے وار۔اس کے وہ خار دار الفاظ جیسے وہ اسے لہولہان کر گئی تھی ۔

وہ پل میں بھول گیا۔اسے روتا دیکھ ۔

یہ اس کے بس کی بات نہ تھی۔اسے تکلیف میں دیکھ منہ موڑنا وجدان شاہ سے یہ نہیں ہو پایا تھا ۔

وہ اپنے اندر کے وجدان شاہ کو مار کر اپنے چاند کا سائیں بن گیا ۔

جو اسے تکلیف میں دیکھ تڑپ اٹھتا تھا ۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے لرزتے وجود کو بیڈ پر ڈال گیا ۔

"شش۔۔۔کچھ نہیں ہوا میرے چاند۔سب ٹھیک ہے۔آپ یہیں رکیں میں آپ کے لیے کھانا لے کر آتا ہوں ۔"

وہ اس کی نم آنکھوں سے آنسو اپنے لبوں میں سمیٹتا نرمی و الفت سے بولا تھا ۔

پر اس سے پہلے کے وہ آٹھ کر جاتا وہ اس کے سینے سے لگتی آنسو بہاتی اس کے ایک ایک نقوش پر دیوانہ وار اپنے لبوں کا لمس چھوڑنے لگی ۔

وہ اس کا گلدار لمس محسوس کرتا آنکھوں میچ گیا۔دل بے قابو ہوا تھا ۔

وہ بار بار اس کی اذیت سے سرخ ہوتی آنکھوں ہر لب رکھتی جیسے اپنی دی اذیت کا مداوا کر رہی تھی ۔

وہ نازک سی پری اسے بری طرح سے اپنے سحر میں جکڑتی اس کے دل جو اپنے اشاروں پر کرنے لگی تھی۔ وجود اس سے بغاوت کرتا اس پری وش کے سحر میں بری طرح سے جکڑنے لگا تھا ۔

وجدان شاہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اس کے گستاخیاں کرتے نازک لبوں کو سزا دینے کو جھکا تھا ۔

جو کب سے اسے پاگل کرنے کے در پر تھے وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی خود کو وجدان شاہ کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی

جو اسے لیے پیچھے بیڈ پر چت گرا تھا۔ چاند کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا ۔

وہ پوری شدت سے اس کی سانسیں کھینچتا اسے بے جان کرنے لگا تھا۔ قطرہ قطرہ اس کی مہک خود میں گھولتا وہ اپنی اذیت کو کم کرنے کی کوشش میں جنونی اسے تکلیف دینے لگا تھا ۔

چاند کی آنکھوں سے آنسو نکلتے کنپٹی میں جذب ہوئے تھے۔دل بری طرح سے کپکپانے لگا تھا۔پر مزاحمت کرنے کی کوشش تک نہ کی تھی ۔

اس نازک جان کا وجود بے جان سا محسوس کرتا وہ ایکدم سے حوش میں آتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دے گیا ۔

پر اپنے چاند کی ٹھوڑی تک بہتی خون کی لکیر کو دیکھ وہ سختی سے آنکھیں میچتا رخ موڑتا خود کو سرزنش کرنے لگا ۔

"سائیں ۔"

وہ اسے خود سے رخ موڑتا دیکھ سسکی تھی۔اس کے سسکنے پر وہ واپس مڑتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے سینے سے لگا گیا ۔

"ایم سوری میرے چاند ۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتے کرب سے بولا تھا ۔

"آپ مجھے معاف کر دیں سائیں۔میں کبھی ایسا نہیں کہوں گی اب ۔"

وہ اس کی بات کو ان سنا کرتی بولی تھی ۔

"شش۔۔۔بس اب مزید نہیں ان موتیوں کو ضائع کرنا آپ نے جان سائیں ۔وجدان شاہ قربان آپ پر ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کے زخمی لبوں کو دیکھ پھر سے خود کو ملامت کرنے لگا ۔

اسے بیڈ کے کراؤن سے لگا کر بیٹھاتے وہ واڈروب سے ائمینٹ نکال کر اس کے زخم پر لگا گیا۔وہ سسکی تھی جلن سے۔

وجدان شاہ انٹر کام سے رجو کو کھانا لانے کا بول اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

★★★★★

وہ اپنے روم میں بیٹھی اسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھی جب رجو بھاگتی اس کے روم میں آئی تھی ۔

"بی بی جی وہ بڑے شاہ سائیں آئے ہیں ۔"

وہ پھولی سانسوں کے درمیان بولی تھی ۔

"کون بھیو جانی۔۔۔کی بات کر رہی ہو رجو ۔"

وہ ایکدم سے سیدھی ہوئی تھی ۔

"جی بی بی جی وجدان سائیں جی آئے ہیں چاند بی بی کے ساتھ۔ابھی ابھی کھانا دے کر آرہی ہوں۔چاند بی بی اتنی سوہنی لگ رہی ہیں۔اور آپ سے ملنے کو کہہ رہی ہیں۔تو سائیں نے کہا آپ جلدی سے آئیں۔۔"

وہ تیزی سے اسے بتائے گئی نور ہر چیز وہی بھولتی وجدان شاہ کے روم کی جانب بھاگی تھی۔جہاں ساجدہ بیگم پہلے موجود تھیں ۔

"بھائیو ۔"

وہ بھاگتی وجدان شاہ کے ساتھ لگی تھی ۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔میرا پیارا سا بیٹا ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا اسے اپنے سا لگاتے ہنسا تھا ۔

"آئی مس یو سو مچ بھائیو ۔"

وہ سوں سوں کرتی اس کی شرٹ سے ناک رگڑتی

بولی تھی وجدان شاہ نفی میں سر ہلاتا مسکرا دیا ۔

یعنی اس کی پرنسس کی یہ عادت کبھی چھوٹنے والی نہیں تھی ۔

آہ۔۔۔اس کا نفاست پسند بھائی ۔

اللہ ہی حافظ تھا اس کا ۔

"میں نے بھی بہت مس کیا اپنی پیاری سی گڑیا کو ۔"

وہ اس کے بال سنوارتے محبت آمیز لہجے میں بولا تھا۔ چاند اور رابعہ بیگم نے مسکراتے بھائی بہن کے لاڈ دیکھے تھے ۔

"نور کیا اپنی فیری سے نہیں ملیں گی بچہ ۔"

وہ اسے اپنے بازو سے چمٹا دیکھ بولا تھا ۔

جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آئی تھی۔ اور کچھ فاصلے پر کھڑی چاند کو دیکھتے ہی بھاگ کر اس سے لپٹ گئی تھی۔۔

چاند نے بھی اس کے گرد اپنی بانہوں کا حصار بنایا تھا ۔

"فیری ہم نے کتنا یاد کیا تمھیں کو۔۔۔اب تو تم ہماری بھابھی بھی ہو۔ہم نے بہت مس کیا۔بہت زیادہ ۔"

وہ اسے خود سے بھنچتی جزباتی ہو رہی تھی چاند کے لب مسکرائے تھے اس کی واہیانہ محبت پر ۔

اسے وہ وجدان شاہ سی لگی تھی بے تحاشہ چاہنے والی ۔

"میں نے بھی بہت یاد کیا اپنی پیاری سی دوست کو ۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی ۔

"او بھائیو یہ تو اب بات بھی اچھے سے کرتی ہیں اور مسکرا بھی رہی ہیں دیکھا آپ نے ۔"

وہ بے تحاشہ خوش ہوئی تھی چاند کو ٹھیک دیکھ کر ۔

رابعہ بیگم نفی میں سر ہلا گئی اپنی جھلی بیٹی کی باتوں پر ۔

"چچی ماں مجھے آپ دونوں کو کچھ بتانا ہے ۔"

وہ رابعہ بیگم کو اپنے حصار میں لیتا مسکرا کر بولا تھا ۔

"آپ دادی بننے والی ہیں چچی ماں۔اور نور میرا بچہ آپ پھوپھو ۔"

وہ رابعہ بیگم کے ہاتھوں پر بوسہ دیتا مسکرا کر بولا تھا چاند سرخ ہوتی سر جھکا گئی ۔

جبکہ نور خوشی سے پاگل ہوتی چلائی تھی ۔

"آہہہ۔۔۔۔ماما سنا آپ نے ہم پھوپھو بننے والے ہیں۔اومیرے خدا ہم کتنے خوش ہیں۔فیری آئی لو یو ۔"

وہ رابعہ بیگم کو گھماتی چاند کے پاس آتی اسے بولتی اس کے دونوں گال چوم گئ ۔

وہ حیا سے سرخ ہوتی اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی رابعہ بیگم نے ہنستے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا تھا ۔

"میں بہت خوش ہوں چاند میری جان تم نے ہمیں بہت بڑی خوشخبری سے نوازہ ہے۔وجدان یہاں آؤ میرے بیٹے ۔"

وہ چاند کی پیشانی چومتے وجدان شاہ کو بھی اپنے ساتھ لگا گئیں تھیں ۔

خوشی سے آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔وجدان شاہ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا ۔

"میری پیاری ماں۔۔۔آنسو نہیں یار ۔"

وہ انھیں خود سے لگاتے محبت سے بولا تھا جس پر وہ اس کا گال تھپتھاتے مسکرا دیں ۔

"ارے واہ یہاں تو بڑی رونک لگی ہوئی ہے ۔"

زوار شاہ کو جیسے ہی ان کے آنے کا علم ہوا تھا وہ فوراً ہی آدھمکا تھا ۔

وجدان شاہ کے گلے ملتے چاند کے سر پر ہاتھ رکھا تھا ۔

سیاہ شلوار قمیض پہنے شانوں پر شال ہی اجرک ڈالے بھورے بالوں کو رف سا پیشانی پر بکھرے وہ رف ٹف سے خیلے میں بے حد وجیہہ لگ رہا تھا ۔

اسے دیکھتے ہی نور کی ساری شوخیاں گل ہوئیں تھیں۔ جیسے چاند نے اچھے سے محسوس کیا تھا ۔

"یہاں آؤذرہ تم فون پر کیا بکواس کر رہے تھے تم ۔"

وجدان شاہ نے اس کی گردن میں بازوں ڈالتے اسے اپنے شکنجے میں لیا تھا۔ جس پر وہ ڈھٹائی سے ہنسا تھا۔

رابعہ بیگم نفی میں سر ہلاتی روم سے نکل گئیں کیونکہ انھیں کھانے کا حاص التماس کرنا تھا ۔

"ارے بھائی یار کیا کر رہے ہیں اپنی بہن کو بیوہ کریں گے کیا ۔"

وہ مصنوعی کراہتے ہوئے بولا تھا نور کا دل خلق میں آیا تھا۔ جبکہ چاند تھکن محسوس کرتی بیڈ پر بیٹھتی کراؤن سے سر ٹکا گئی ۔

"بکواس نہیں۔ مجھے دھمکی دو گے ۔"

وہ اس کے پہلو میں مکار سید کرتا دانت پیستے بولے تھے جن پر وہ کراہتے پھر سے ڈھیٹوں ہنسا تھا ۔

"اچھا یار یہیں تو کہا نہ رحصتی کروا دیں۔ اب چھوٹے بھائی کے لیے اتنا تو کر ہی سکتے ہیں نہ میرے پیارے بھائی ۔"

وہ بے چارگی سے بولتا سر جھکائے اس کی بازو پر کس کر گیا ۔

نور تو اس کی بات سنتے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی جیسے سنا ہی نہ ہو ۔

وجدان شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے آزاد کیا تھا اس کی ٹھرکی حرکت پر ۔

"زوار شاہ میرے خیال میں مجھے کچھ کرنا پڑے گا ورنہ تم تو ہاتھوں سے نکلتے جا رہے ہو ۔"

وہ اپنی بازو رگڑتا اسے گھورتے بولا تھا جس پر اس کا قہقہہ بے ساخت تھا ۔

نوردبے پاؤں وہاں سے نکل تھی ۔

وجدان شاہ اپنا جوتا نکالنے کو جھکا تھا پر اس سے پہلے ہی وہ اس کے روم سے نکلتا ڈور بند کر گیا ۔

وجدان شاہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا واپس مڑا تھا۔ جہاں وہ کچھ تھکی تھکی سی محسوس ہو رہی تھی ۔

"آپ ٹھیک ہیں چاند ۔"

وہ جوس کے گلاس سے کو راتار کر اس کی جانب بڑھتے بولا تھا ۔

جیسے وہ ناچاہتے ہوئے بھی تھام گئی۔پر ایک سپ لیتے ہی کلیجہ جیسے منہ کو آیا تھا وہ گلاسائیڈ ٹیبل پر رکھتی واش روم کی جانب بھاگی تھی۔وجدان شاہ بوکھلایا تھا ۔

"چاند۔۔۔کیا ہوا ہے زندگی ۔"

وہ پریشان ہوا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ نڈھال سی باہر آئی تھی۔چہرہ ایکدم زرد پڑ گیا تھا ۔

وجدان شاہ نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا وہ بری طرح سے سسکنے لگی تھی ۔

"ہشش۔۔۔بس میری جان سائیں کچھ نہیں ہوا ابھی میڈیسن لیتے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا ۔"

وہ اس کے کپکپاتے وجود کو بانہوں بھرتا بیڈ پر ڈالتا تیزی سے اس کی میڈیسن نکالتا اس کے منہ میں ڈالتا پانی اس کے منہ سے لگا گیا ۔

اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ مزاحمت کرتی خاموش سے دو انگل کر اس کے سینے پر ڈھے سی گئی ۔

وہ دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا کچھ ہی دیر میں اسے چاند وہ وجود ڈھیلا پڑتا محسوس ہوا تھا اس کی نرم گرم سانسیں اپنے سینے پر محسوس کرتے وہ گہرہ سانس بھرتا اسے تکیے پر ڈال گیا ۔

جواب سکون سے سو رہی تھی۔اس نے انٹر کام سے کہہ دیا تھا کہ اب انھیں کوئی ڈسٹرب نہ کریں وہ آرام کرنا چاہتے ہیں ۔

اسے شدید تکلیف ہو رہی تھی۔چاند کے الفاظ نہیں تیز دھار خنجر سے جو اسے پور پور لہولہان کر گئے تھے ۔

پر جو لوگ خود زخمی ہوتے ہیں وہ مرہم کہاں رکھ پاتے ہیں۔اگر وہ تکلیف میں گرا ہوا تھا تو اس کا چاند وہ بھی تو زخم زخم تھی ۔

"میں نہیں جانتا میں کب کیسے مٹا پاؤں گا آپ کے دل سے ان بری یادوں کو۔ پر میں آپ کو کھو کر جی نہیں پاؤں گا میرے چاند ۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بولتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے سونے کی کوشش کرنے لگا ۔

اعصاب بری طرح سے بوجھل سے تھے تبھی وہ بھی کچھ ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا ۔

★★★★★

وہ وجدان شاہ کے روم سے نکلتی اپنے روم کی جانب بڑھ رہی تھی تبھی زوار شاہ نے پیچھے سے آتے اسے ایک جھٹکے میں گھما کر دیوار سے لگایا تھا ۔

وہ پل میں سہمی تھی پر اس سے پہلے کے وہ چیختی وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھتا اس کی چیخ کا گلا گھونٹ گیا ۔

"شش۔۔۔ میرے دل محبت کرتی ہیں اور ڈرتی بھی ہیں۔۔۔ بات کچھ جچتی نہیں ۔"

وہ اس کی سہمی سہمی پھٹی آنکھوں کو دیکھ طنزیہ انداز میں بولا تھا۔ جو نور کو شدید چبا تھا۔ وہ اپنے منہ میں زوار شاہ ہاتھ ہٹاتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنا سانس بہال کرنے لگی ۔

"اُف دل سائیں آپ تو ابھی سے تھک گئیں۔۔۔ محبت کے امتحان اور بھی ہیں اور آپ ابھی سے اپنی سانسیں الجھا بیٹھیں ۔"

وہ اسں کی شہ رگ کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔ نور کے وجود میں سنسنی سی پھیلی تھی ۔

"آ۔۔آپ ہمیں ڈڈ۔۔۔ڈرا نہیں سکتے ۔"

وہ بمشکل خود کو مظبوط کرتے بولی تھی۔ زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"آں ہاں۔۔۔ میرا ارادہ قطعی ایسا نہیں۔ کیا آپ کو ڈر لگ رہا ہے ۔"

وہ اس کے پہلو میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں سرسراتے مدہوشی سے بولا تھا ۔

نور کا نازک سا دل بری طرح سے لرزا تھا اس کے ہاتھ کی بے باک حرکتوں پر جس کی آہنی انگلیاں کا دہکتا لمس وہ اپنی شرٹ کے اوپر سے بھی محسوس کر سکتی تھی۔

"میرے دل ابھی بھی وقت ہے آپ مکر سکتی ہیں ۔"

وہ اس کی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اسے اپنے نزدیک کرتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولا تھا ۔

"محبت ہے ہے کوئی ادھار تو نہیں شاہ کہ ہم لے کر مکر جائیں ۔"

وہ اس کی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی بمشکل لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

زوار شاہ نے اس کے جواب پر لب بھینچے تھے۔وہ اس کی گردن پر جھکتا اس کی کالر بون پر دانت گاڑ گیا شاید وہ اپنا غصہ ایسے نکالنا چاہ رہا تھا ۔

نور نے آنکھیں میچتے اس ستمگر بنے محبوب کی سزا کو جی جان سے قبولا تھا جو نا جانے کیوں بگھڑ سا گیا تھا ۔

اسے گرم ہوا تک نہ لگنے دینے والا خود ستمگر بن بیٹھا تھا۔بس اس لیے کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی تھی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس ہر رحم کھاتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کر گیا ۔

"اتنا ضدی کیوں ہو گیا ہے میرا دل۔ رحم نہیں آتا اپنے شاہ پر ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی اور گردن کے درمیان نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔ جس پر وہ اپنے لرزتے دل کو سنبھالتے بمشکل مسکرائی تھی ۔

اس کے گہرے ڈمپل دیکھتا وہ مدہوش سا باری باری دونوں پر جھکتا اپنے لبوں کا لمس مہکاتے مجنوبانہ نظروں سے اس پری وش کا گلال پڑتا چہرہ دیکھنے لگا ۔

"ضد تو آپ ہی سے سیکھی ہے شاہ۔اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ محبت ہے تو ہے۔ بلکہ محبت نہیں ہے کچھ کچھ آپ سا عشق ہو گیا ہے ہمیں بھی ۔"

وہ گہرا سانس بھرتی مدھم آواز میں اس کی ہم رنگ آنکھوں میں اپنی ہلکی نمی لیے آنکھوں گھاڑتے بولی تھی ۔

زوار شاہ اس کی ضد پر بے بس ہوا تھا ۔

"یہ تکلیف دے ہو سکتا ہے۔ یہ رستہ اتنا سہل ہر گز نہیں میرے دل۔ آپ بہت نازک سی ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہیں آپ خود کو گھائل نہ کر لیں ۔

وہ اسے خود سے مزید قریب کرتا اسے خود میں بھینچتے بولا تھا ۔

"یہ آپ کو تب سوچنا چاہیے تھا نہ جب آپ کی دیوانگی آپ کے عشق کی تپش ہمارے جزبات سلگائے انھیں کندن بنا رہی تھی۔اب جب ہمیں بھی آپ سی محبت ہو گئی تو آپ بھاگ نہیں سکتے ہم سے ۔"

وہ تیکھے تیور لیے اس کا کالر دبوچتی غصے سے دبے دبے لہجے میں بولی تھی۔وہ خیران نہیں ہوا تھا اس کے تیور دیکھ ۔

جبکہ نور کو اب اسے غصہ آنے لگا تھا اس سنکی انسان پر۔جو پتہ نہیں چاہتا کیا تھا ۔

"آپ کے یہ تیور مجھے اکسا رہے ہیں میرے دل کہ میں آپ جو اٹھا کر سیدھا اپنے روم میں لے جاؤں اور اچھے سے آپ کے سارے کس بل نکالوں۔ کیونکہ آپ کی یہ قاتلانہ ادائیں بتا رہی ہیں کہ آپ بڑی ہو چکی ہیں ۔"

وہ اس کے بالوں پر پھر سے گرفت کرتا اس کا چہرہ اپنے قریب کرتے مدہوشی سے بولا تھا۔ وہ سر تا پاؤں سرخ ہوئی تھی اس کی بے باک سرگوشیوں پر۔

"شش۔۔۔شاہ۔"

کچھ کہنے کو لب پھڑ پھڑائے تھے پر اس سے پہلے ہی وہ اس کے سارے الفاظ اپنے اندر جزب کرتا اسے مزید خود میں جزب کرنے لگا ۔

وہ بری طرح سے مچلی تھی اس ظالم کی گرفت سے پر وہ اس کی سانسیں قطرہ قطرہ کھنچتا انھیں خود میں جزب کرنے لگا ۔

ششش۔۔۔شاہ۔"

کچھ کہنے کو لب پھڑ پھڑائے تھے پر اس سے پہلے ہی وہ اس کے سارے الفاظ اپنے اندر جزب کرتا اسے مزید خود میں جزب کرنے لگا ۔

وہ بری طرح سے مچلی تھی اس ظالم کی گرفت سے پر وہ اس کی سانسیں قطرہ قطرہ کھنچتا انھیں خود میں جزب کرنے لگا ۔

نور کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

وہ مدہوش ہوتا یہ بھی بھول چکا تھا وہ اس وقت کوریڈور میں کھڑے تھے اور کوئی بھی یہاں آسکتا تھا۔ ہر اسے پروا کہاں تھی۔ وہ شدتیں لٹاتا اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

سینے میں الجھتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی ۔

وہ اسے کسمساتے دیکھ نرمی سے اپنی شدت بھری گرفت سے آزادی دے گیا ۔

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے لگی تھی ۔

جبکہ وہ مدہوش ہوتا اسے خود میں بھینچ گیا۔ نور ایکدم سے ہوش میں آتی اسے دھکا دیتی اس سے دور ہوئی تھی ۔

زوار شاہ کے اعصاب تنے تھے اس کے دور جانے پر۔ وہ ایک جھٹکے میں اسے واپس کھینچتا اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"یہ کیا بکواس ہے آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے دور جانے کی ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی دبوچتا غرایا تھا۔ وہ سہمتی اس کی قمیض دبوچ گئی ۔

"کک۔۔۔ کوئی آجائے گا شاہ ۔"

وہ سہمی سی بمشکل بولی تھی ۔

"فرق نہیں پڑتا۔ محبت کیا بس نام کی کرتی ہیں نور دل ۔"

وہ اس کے نچلے کپکپاتے لبوں کو انگوٹھے سے دباتے جنونیت سے بولا تھا ۔

نور کو لگا جیسے وہ اس کی محبت پر طنز کر رہا ہو۔ اس کا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

"ہمارے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں ۔"

وہ سوال گو ہوتی آنکھیں نم کر گئی تھی۔ زوار شاہ جھکتا اس کی شہد رنگ آنکھوں سے بہتے نیر اپنے لبوں میں سمیٹ گیا ۔

وہ آنکھوں میچتی اس کی دیوانگی برداشت کرنے لگی تھی۔ جواب اس کے عارضوں پر لب رکھتا مدہوش سا ہو رہا تھا ۔

"پیار ہی تو کر رہا ہوں میرے دل۔ پھر اتنا سہم کیوں رہی ہیں ۔"

وہ اس کی سماعت میں جھکتا مخمور لہجے میں سرگوشی کرتا اسے سر تا پیر سرخ انگارہ کر گیا ۔

"آ۔۔۔آپ اچھے نہیں ۔"

وہ قمیض پر سے ہی اس کے سینے پر سختی سے ناخن گھاڑتی شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھتی بولی تھی ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کے اس دل ربائی ستم پر ۔

"آپ کی ادائیں قاتل ہیں دلربا اور آپ کی ادائیں سراہے جانے کے قابل ۔"

وہ مجنو بانہ نظروں سے اس کے گلال چہرے پر ٹکائے اس کا نازک سے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا اس کی گلدا زانگلیوں میں اپنی آہنی انگلیاں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا تھا ۔

وہ بری طرح سے لرزتی اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے کی سعی کرنے لگی تھی ۔پر وہ مائل بے کرم تھا ۔

تو بتائیں یہ بندہ ناچیز کیسے گرزں ہو آپ سے۔کیسے دامن بچائے ان دل نشین ہتھیاروں سے ۔"

وہ اس کے ایک ایک نقوش پر سطریں کھینچتے مدہوش کن لہجے میں بولا تھا۔ نور کو لگا آج وہ اس کی جان لے کر ہی مانے گا ۔

"ششش۔۔۔ شاہ ہمیں ببب۔۔۔ بھوک لگی ہے بہت۔ پلیز چھوڑیں ۔"

اب اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا اس کریکن سے بچنے کا تبھی بمشکل لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"مجھے بھی لگی ہے بھوک میرے دل چلیں مل کر مٹاتے ہیں ۔"

وہ بھوک لفظ پر حاصہ زور دیتا اس کی گلابی رخسار پر دانت گاڑ گیا وہ سسکی تھی ۔

پھر اس کی نازک جان پر رحم کھاتا وہ اسے آزادی دے گیا ۔

آزادی پاتے ہی وہ وہاں سے بھاگنے جو پر تولنے لگی پر وہ ظالم بنا ایک بار پھر سے پیچھے سے اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"رات کو ڈورلاک نہیں کرنا میرے دل۔اگر کیا تو سزا کے لیے تیار رہیے گا ۔"

وہ جان نکالتی سرگوشی کرتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتا اسے آزاد کرتا نکل گیا۔اور نور کی نازک سی جان کو زلزلوں کی زد میں کر گیا تھا ۔

★★★★★

وہ سب اس وقت شاہ بیگم کے کمرے میں تھے۔اور زوار شاہ نور کی رحصتی کی بات کر رہے تھے ۔

"جب سب کچھ تم لوگوں نے خود ہی طے کرنا ہے تو مجھے بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے ۔"

نور اور زوار شاہ کی رحصتی کا سن شاہ بیگم ہتھے سے کھڑی ہوئی تھیں ۔

"امی بیگم ایسا نہیں ہے ہم آپ سے صلاح لینے آئے ہیں آپ ہماری بڑی ہیں وہی ہو گیا جو آپ کہیں گی ۔"

زمان شاہ نے نرمی سے کہتے بات سنبھالی تھی ۔

"بھائی صاحب ابھی اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی نور کی پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی ۔۔"

عالیہ بیگم کو اندر تک جل گئیں تھیں ان کی بیٹیاں تڑپیں اور یہاں وہ لوگ خوشیاں منانے کا سوچ رہے تھے ۔

"پھوپھو پڑھائی شادی کے بعد بھی مکمل ہو جائے گی مجھے کوئی اعتراز نہیں ہے نوردل کی پڑھائی سے ۔"

زوار شاہ تنے عصاب کے ساتھ بمشکل خود پر ضبط کرتے بولا تھا ۔

"ہمیں منظور نہیں ابھی یہ رحصتی ۔"

شاہ بیگم قطعی انداز میں بولیں تھیں۔زوار شاہ کا دل چاہا وہ ہر چیز تہس نہس کر دے کیونکہ اس کے بابا سائیں بھی چپ تھے ۔

تبھی رجو ڈورناک کرتی اندر آئی تھی ۔

"شاہ بیگم بڑے شاہ سائیں نے سب کو ہال میں بلایا ہے ۔"

رجوانھیں پیغام دیتی وہاں سے نکل گئی رابعہ بیگم کا دل خوف سے بھرا تھا کیونکہ وجدان شاہ نے جب جب سب کو اکٹھا کیا تھا کوئی نہ کوئی بھم ہی پھوڑا تھا ۔

"شاہ بیگم نے تیکھے تیور سے سلطان شاہ کی جان دیکھا تھا جو خاموشی سے اٹھتے باہر کی جانب بڑھے تھے ان کے پیچھے ہی زوار شاہ بھی نکلا تھا ۔

نہ چاہتے ہوئے شاہ بیگم کو بھی اٹھنا پڑا تھا ۔

سامنے ہی ہال میں وہ سفید شلوار قمیض پہنے شانوں پر بادامی اجرک اوڑھ بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے سرخ و سفید رنگت پر بھری بھری بیرڈ میں شہد رنگ آنکھوں میں ایک غرور سا چمکتا اس کی وجیہہ شخصیت کو چار چاند لگا رہا تھا ۔

وہ وجاہت کا شہکار سلطان شاہ کا غرور تھا۔انھوں نے اپنے خوبرو بیٹے سے نظریں چرائیں تھیں کہ کہیں ان کی ہی نظر نہ لگ جائے ۔

وجدان شاہ کو جھولے پر پاؤں پسارے بیٹھا دیکھ شاہ بیگم کے پورے وجود میں آگ لگ گئی تھی کیونکہ یہ اس کی جگہ تھی۔

"اسی ماہ کی پندرہ تاریخ کو زاوی اور نور کی رخصتی ہے ۔"

وہ سکون سے فیصلہ کن انداز میں بولا تھا۔ زوار شاہ کا دل کھل اٹھا تھا اپنے بھائی کی بات پر ۔

شاہ بیگم نے خون آشام نظروں سے اس مغرور لڑکے کو دیکھا تھا جو ان سے ٹکرا رہا تھا ۔

"وجی میرے بیٹے میں بس چاہتی ہوں اس کی پڑھائی مکمل ہو جائے ۔"

وہ اپنا لہجہ نرم رکھتے ہوئے بولیں تھی۔ کیونکہ سختی کام بگاڑ سکتی تھی ۔

"آپ کو اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے شاہ بیگم وہ شادی کے بعد بھی پڑھ سکتی ہے ۔"

وہ بنا لحاظ کیے تیکھے تیور لیے بولا تھا۔عالیہ نے کاٹ دار نظروں سے اس اتھرے گھوڑے کو دیکھا تھا جو کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا ۔

"اور دوسری بات بابا سائیں آپ کل جرگہ منعقد کریں اور سرداری مجھے سونپے گئے۔میں چاہتا ہوں اب آپ آرام کریں آپ کے بیٹے ہیں آپ کو خود کو مزید تھکانے کی ضرورت نہیں ہے ۔"

وہ سلطان شاہ سے کہتا شاہ بیگم اور عالیہ پر دوسرا پہاڑ توڑ گیا تھا جبکہ باقی سارے تو کھل اٹھے تھے اس کی بات پر ۔

سلطان شاہ کی تو جیسے مراد بھر آئی تھی پچھلے تین سال سے وہ یہ چاہتے تھے پر ہر بار وجدان شاہ اسے صاف مکر جاتا تھا اور وہ ہمیشہ معیوس ہو جاتے ۔

"تم سچ کہہ رہو ہو میرے بچے ۔"

وہ بے یقینی سے بولے تھے۔ وجدان شاہ ان کی جانب آتا ان کے ہاتھ تھامتا اپنے لبوں سے لگا گیا رابعہ بیگم اور زمان شاہ نے خوشی و حیرانی سے یہ منظر دیکھا تھا ۔

"بابا سائیں یہ سچ ہے اب وہی ہو گا جو میرے بابا سائیں اپنے وجی سے کہیں گے
۔آپ کی خواہش تھی میں سردار بنوں میں سردار بنوں گا ۔"

وہ انھیں اپنے سینے سے لگاتے مسکرا کر مان سے بولا تھا سلطان شاہ نے اپنے سے
دراز قد لیے بیٹے جو خود سے بھیجا تھا جیسے وہ ان سے الگ ہوا تو ایک بار پھر سے
روٹھ کر انھیں چھوڑ جائے گا ۔

شاہ بیگم کا تو پورا وجود سلگنے لگا تھا جیسے وہ ایسا ہونے نہیں دے سکتیں تھیں
۔ سرداری وجدان شاہ کے ہاتھ جانے کا مطلب تھا ان کی ذات کے پرخچے اڑانا ۔

"اور چچا سائیں آپ کو فکر کرنے کی قطعی ضرورت نہیں شادی کے سارے انتظامات میں خود کروں گا آخر کو میری پیاری سی بیٹی دل آئنور شاہ کی شادی ہے اس حویلی کی لاڈلی بیٹی کی کوئی کمی نہیں چھوڑوں گا میں ۔"

وہ خوشی مسکراتے ہوئے ایک شان سے بولتا سچ میں کسی سلطنت کا بادشاہ لگا تھا ۔

"اور تم نالائق یہاں آؤ ۔"

وہ زوار شاہ کو اپنی جانب بلاتا شاہ بیگم اور عالیہ کی ذات کو فراموش کر گیا تھا ۔

رابعہ بیگم مسکراتیں اپنی آنکھیں نم کر گئیں تھیں ان کا بڑا بیٹے نے ایک سچ میں بڑے بنتے اپنی نشست جو سنبھال لی تھی اب انھیں کسی چیز کا خوف نہیں تھا نہ شاہ بیگم کا ڈر ۔

زوار شاہ بھاگ کر وجدان شاہ کے سینے سے لگا تھا ۔

"تھینک یو بھائی تھینک یو سو مچ ۔"

وہ واہیانہ انداز میں اس کے گلے لگتا خوشی و مسرت سے بولا تھا وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے۔اس کی خوشی پر۔اس سے زیادہ نور کے لیے اس کی دیوانگی سے بھلا کون واقف تھا ۔

"ٹھیک ہے۔اب جلدی سے میری دوسری بہن کو بھی بلاؤاور خان صاحب کو بھی ذرہ بلاؤپوچھوں اس سے کہیں میری بہن کو تنگ تو نہیں کرتا وہ ۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولتا اس سے جدا ہوا تھا۔زوار شاہ نے سر خم کیا تھا ۔

"جو حکم سردار صاحب ۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا وجدان شاہ نے نفی میں سر ہلاتے اس کے سر پر چپت رسید کی تھی ۔

تبھی رجو بھاگتی ہوئی وہاں ائی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ سائیں میں آپ کے کہے مطابق آپ کے کمرے میں بی بی جی کو دیکھنے گئی تھی تو چچ۔۔۔چاند بی بی اٹھ گئی ہیں پر کچھ بول نہیں رہیں بب۔۔۔بس کسی بت کی مانند پپ۔۔۔پڑی ہوئی ہیں۔۔"

وہ بوکھائی سی جلدی جلدی بولی تھی۔اس کے بولنے کی دیر تھی وہ اپنے روم کی جانب بھاگا تھا۔وہ اسے دوا کھلا کر سوتا چھوڑ کر آیا تھا ۔

باقی سب بھی متفکر سے اس کے پیچھے بھاگے تھے ۔

شاہ بیگم کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ رقص کر گئی یعنی پینو نے ان کا دیا کام کر دیا تھا ۔

انھیں یقین تھا وہ منحوس چاندان کے خوف سے کچھ بولنے والی نہیں تھی۔ پر ایک بے چینی نے ان کے دل جو آگھیرا تھا اگر وہ وجدان شاہ کو بتا دیتی تو ۔

★★★★★

وہ دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی تبھی کسی نے اس کے چہرے پر یخ بستہ پانی پھینکا تھا وہ ڈر کے مارے ایکدم چلا اٹھی تھی پر اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا کسی کے مظبوط ہاتھ نے ۔

"چپ ایکدم چپ اگر تیری آواز نکلی تو یہیں گلا دبا دوں گی تیرا ۔"

وہ فرعون عورت اس ہر غرائی تھی۔چاند کے وجود میں خوف سے اپنے پنجے گھاڑے تھے پورا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا ۔

"کیا سمجھتی ہے شاہ سرکار کے بستر تک پہنچ کر تو اس حویلی کی مالک بن گئی ۔بھول مت تو ونی ہے اور تیری اوقات ایک رکنی کے سوا کچھ نہیں ہے ۔"

وہ اس نازک سی پری کی سماعت میں زہر انڈھیلتی اسے لہولہان کرنے لگی تھی ۔وہ خوف سے جیسے مر جانے کو تھی۔آواز تو خلق میں ہی دب کر رہ گئی تھی ۔

آنکھوں سے آنسوں کی جگہ جیسے لہو بہنے لگا تھا ۔

"کچھ دن بس کچھ دن سرکار کی عیاشی کا سامان بن جا اس کے بعد تیری اوقات شاہ بیگم تجھے یاد دلائیں گی۔ تیرے لیے انھوں نے حاص انتظام کرر کھا ہے چاند بیگم۔ وہ بھوکے بھیڑیے تجھے نوچ نوچ کر کھا جائیں گے ہاہاہاہا۔"

وہ اس کا آنسوں سے تر چہرہ بے رحمی سے دبوچتی سفاکی سے بولتی چاند کے وجود کا سارا لہو جیسے پی گئی تھی وہ بے جان ہوتی مر کو پہنچ گئی تھی جیسے ۔

اس کے آزاد کرنے پر وہ بے جان ہوتی بیڈ پر گری تھی پینوا سے بے جان ہوتا دیکھ وہ وہاں سے نکل گئی ۔

وہ معصوم ساکت آنکھوں سے چھت کو تکتی جیسے بے جان لاش بن گئی تھی

سانسوں میں کمی ہونے لگی تھی ۔

وجدان شاہ تیزی سے اندر داخل ہوا تھا سامنے ہی اپنے چاند کو بیڈ پر بے جان سا

دیکھ جو اس کی جانب آتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

بکھرے بال آنسو سے تر چہرہ چہرے پر انگلیوں کے نشانات ساکت بنجر آنکھیں

وجدان شاہ پاگل ہوا اٹھا تھا ۔

"ہیے میرے چاند ۔۔"

وہ اس کا آنسوں سے تر چہرے سے بال ہٹاتے خود پر ضبط کرتا نرمی سے اسے پکارنے لگا ۔

جس کے وجود میں ذرہ سی جنبش نہ آئی تھی۔سب ساکت ہوئے تھے چاند کی حالت دیکھ ۔

چاند کے وجود نے جھٹکا کھایا تھا اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی وجدان شاہ پاگل ہوتا اس کے گال تھپتھپاتے لگا ۔

"سانس لیں میرے چاند۔۔۔ایسا مت کریں اپنے سائیں کے ساتھ ۔"

وہ اس کی ناساز حالت دیکھتا دیوانوں سا ہوا تھا۔ وہ اس کی جانب دیکھ نہیں رہی تھی اسے سن نہیں رہی تھی ۔

"بھائی اٹھیں ہمیں بھابھی کو ہسپتال لے کر جانا ہے ۔"

زوار شاہ نے اسے جھنجھوڑا تھا۔ جس پر وہ ہوش میں آتا اس پر اپنی اجرک اوڑھتا اسے لیے باہر بھاگا تھا ۔

"اگر میرے چاند کو کچھ ہوا شاہ بیگم تو میں ہر لحاظ بھول کر اپنے ہاتھوں سے آپ کی جان لوں گا ۔"

وہ ہال میں شاہ بیگم کو دیکھ خلق کے بل دھاڑا تھا وہ دھل کر اپنا دل تھام گئیں ۔

وہ باہر بھاگتا گاڑی میں چاند کو لیے بیٹھا تھا زوار شاہ نے ریش انداز میں گاڑی ہوسپٹل کی جانب موڑی تھی ۔

زمان شاہ سلطان شاہ اور رابعہ بیگم بھی ان کے پیچھے حویلی سے نکلے تھے ۔

" "میرے چاند اپنی سائیں سے بات کریں۔اتنی ظالم تو نہ بنے آپ کے سائیں مر جائیں گے آپ کے بنا ۔"

ایک اور جھٹکا چاند کے وجود نے کھایا تھا وجدان شاہ اسے مصنوعی سانس دینے جو جھکا تھا۔اپنی سانسوں اس میں انڈھلتے وہ اس کی سانسیں کی ڈوری تھام گیا تھا ۔جس پر وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی ۔

پر اس کی ناک سے بہتا خون دیکھ وہ جیسے مرنے کو ہوا تھا وہ بے جان ہوتی اس کی بانہوں میں سر گراتی حوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی ۔

"چاند۔۔۔آنکھیں کھولیں چاند۔۔زوار شاہ گاڑی جلدی چلاؤ ۔"

چاند کو حوش و خرد سے بیگانہ ہوتا دیکھ وہ دیوانہ وار چلایا تھا زوار شاہ نے فل سپیڈ دیتے بیس منٹ کا راستہ سات منٹ میں طے کیا تھا ۔

ڈاکٹر فوراً حرکت میں آتے اسے آئی سی یو میں شفٹ کرتے ٹریٹمنٹ سٹارٹ کر گئے تھے ۔

وہ ٹکٹکی باندھے آئی سی یو کے دروازے کے باہر کھڑا تھا آنکھیں تکلیف سے سرخ ہوتی لہو رنگ ہو رہی تھیں دل جیسے پھٹنے کو تھا ۔

ایک بار وہ پھر سے اسی جگہ آ کھڑا ہوا تھا جب چاند نے زہر کھا لیا تھا وہ تب بھی بے بس تھا اور وہ آج بھی بے بس تھا ۔

ایسالگ رہا تھا جیسے گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ گھڑی کی ٹک ٹک اس کے دل پر بج رہی تھی ۔

سلطان شاہ اپنے بیٹے کا شکستہ حال دیکھ شدید رنجیدہ ہوئے تھے کتنا خوش تھا اور پل بھر میں اس کی خوشیوں کو نظر لگ گئی تھی ۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گی میری جان ۔"

وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔وہ پر اذیتی سے ان کے گلے لگتا سسکنے لگا تھا ۔

"میں مر جاؤں گا بابا میں مر جاؤں گا وہ میرے روح کا حصہ ہیں بابا میں ان کے بنا مر جاؤں گا۔ وہ ہر بار کیوں کرتی ہیں میرے ساتھ ایسا۔"

وہ کسی کرب سے لبریز بھاری لہجے میں بولا سلطان شاہ کا دل نوچ گیا ۔

"ایسا نہیں کہوں میرے جان وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی تم تو میرے بہادر بیٹے ہو نہ ۔"

وہ اپنا درد دباتے اس کے بال سہلاتے بولے تھے ۔

"نہیں بابا ان کے معاملے میں میں بلکل بہادر نہیں ہوں میرے دل بہت کمزور ساہے ان کے لیے اگر چاند کو کچھ ہوا تو میرا دل خود بخود بند ہو جائے گا ۔"

وہ جیسے گزرتے پل پل کے ساتھ بے جان سا ہو رہا تھا۔ رابعہ بیگم روتی ہوئیں تڑپ رہیں تھیں اس کی پر اذیت باتوں سے زمان شاہ شدید آبدیدہ تھے ۔

جبکہ زوار شاہ اپنے بھائی کی بکھری حالت دیکھ چہرہ موڑے کھڑا دعا گو تھا۔ آنکھوں نم تھیں ابھی تو اس کے بھائی نے مسکرانا سیکھا تھا ۔

"شش۔۔۔بس خبردار جو اب کچھ الٹا سیدھا سوچا تو میری بہو ٹھیک ہو جائے گی دیکھنا وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔ تم خود کو سنبھالو میری جان ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اس کا چہرہ صاف کرتے محبت آمیز لہجے میں بولا تھا

۔

سب دعا گو تھے قریب دو گھنٹے بعد ڈاکٹر روم سے باہر آیا تھا ۔

"ڈاکٹر مم۔۔۔میری بیوی کسی ہے ۔"

اس نے بے صبری سے دریافت کیا تھا ۔

"مسٹر شاہ شکر ہے آپ انھیں ٹائم پر لے آئے شدید ذہنی دباؤ کی وجہ سے اس کی ہارٹ ویز میں کھچاؤ آگیا تھا جس وجہ سے ان کی سانس لینے میں کافی تکلیف ہو

رہی تھی بلڈ پریشر بھی کافی ہائے ہو گیا تھا۔اور آپ کی وائف پریگننٹ بھی ہیں تو آپ کا بے بی بھی سیف ہے۔ لیکن کوشش کریں دوبارہ ایسا نہ یو ورنہ نہ تو ہم آپ کی بے بی کو بچا پائیں گے نہ ہی آپ کی وائف کو"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں ساری صورتحال سے آگاہ کر گئے۔سب نے شکر ادا کیا تھا کہ وہ ٹھیک تھی ۔

"میں مم۔۔۔مل سکتا ہوں ۔"

وہ بے صبری سے بولا تھا۔اپنے چاند کی تکلیف کا حال سنتا وہ مزید تکلیف میں مبتلا ہوا تھا ۔

"ابھی انھیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا تو آپ مل سکتے ہیں اور خیال سے ان سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کیجیے کا جس سے ان کا سٹریس گین ہو ۔"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں انھیں آگاہ کرتے وہاں سے نکل گئے ۔

★★★★★

"انا کہاں ہیں آپ ۔"

وہ گھر آتے ہی اسے پکارنے لگا تھا۔انا جو کھانا بنانے کا سوچتی ابھی کچن میں گئی تھی حدید خان کی پکار پر گہرا سانس لے کر رہ گئی ۔

وہ ہاتھ میں شاپنگ بیگ لیے اندر ہی آدھمکا تھا ۔

"میرے دلبر جلدی سے پلیٹس میں ڈال کر لے آئیں۔آپ کی پسند کا ہے سب کچھ ۔"

وہ شاپنگ بیگز سلیب پر رکھتا جھک کر اس کے گال پر بوسہ دیتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا ۔

وہ منہ کھولے اس کی پھرتیاں دیکھ کر رہ گئی۔اس کے لمس پر دل یکبارگی سے دھڑکا تھا۔گال سرخ گلال ہوئے تھے ۔

وہ اپنی دھڑکنیں سنبھالتی کھانا نکالنے لگی تھی جو اس کے پسندیدہ ریسٹورینٹ سے لایا گیا تھا ۔

چکن رولز شاہی بریانی ساتھ میں قورمہ اور گرمہ گرم نان میٹھے میں آئس کریم تھی وہ اسے فریج میں رکھتی باقی سب برتنوں میں نکالنے لگی ۔

وہ کھانا برتنوں میں ڈالتی وہ باہر کی جانب بڑھی تھی سامنے کا منظر دیکھ اس کو ایک اور جھٹکا لگا تھا ۔

ٹیبل پر کینڈلز لگائے ڈائٹنگ ہال میں بھی جگہ جگہ کینڈلز لگائے ہوئے تھا ۔

وہ خیرانی سے کھانا ٹیبل پر رکھتی ہر طرح نظریں دوڑانے لگی ۔

"آجائیں میری دلبر آج ہم کینڈل لائٹ ڈنر کرتے ہیں ۔"

وہ بولتا کچن کی جانب بڑھا تھا وہاں سے باقی کا کھانا اٹھائے ٹیبل پر رکھ گیا ۔

"کیا کوئی خاص دن ہے خان ۔"

وہ خیرانی سے بولی تھی۔ حدید خان مسکراتا اس کی جانب آیا تھا ۔

"بہت خاص دن ہے میری دلبر جاناں ۔"

وہ نرمی سے اس کی کمر میں بازو حائل کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت و الفت سے بولا تھا ۔

وہ آنکھوں موندتی اس کا دلفریب لمس اپنے دل میں جزب کر گئی ۔

"آج کے دن میں نے اس سبز پری کو دیکھا تھا اور دیکھتے ہی یہ دل پہلے اس پری کی نم سبز آنکھوں سے گھائل ہوا تھا جو بے تحاشہ رو رو تی ان خوبصورت آنکھوں پر ستم ڈھاتی ساتھ ساتھ ان خان کے دل کو بھی زخمی کر رہی تھی ۔"

وہ اس کی سبز جھیل سی آنکھوں پر لب رکھتا دلفریبی و وارفتگی سے بولتا اسے حیران کر رہا تھا ۔

تم جانتی ہو اس وقت میرا دل چاہا تھا میں اس سبز پری کو اپنی بانہوں میں بھر تا اس کے سارے درد چن لوں ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔ وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھے گئی ۔

کیا یہ کوئی خواب تھا ۔

یا کوئی خوبصورت دھوکا تھا ۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا وہ تو اس سے نفرت کا پرچار کرتا تھا ۔

پھر وہ کیا کہہ رہا تھا ؟

"وہ سہمی سی اپنے بھائی میں چھپی ہوئی تھی اس کی ایک نظر نے حدید خان سے اس کا چین قرار سب لوٹ لیا اور وہ دیوانہ بن گیا پاگل ہو گیا اس معصوم سی پری کے عشق میں ۔"

وہ مدہوش سا بولتا اس کی شہ رگ پر ناک ٹریس کرتا اس کی دلفریب مہک اپنی سانسوں میں اتارتا انا کی نازک سی جان کو طوفانوں کے زیر اثر کیے ہوئے تھا ۔

انا کو اپنا دل ڈھونکی کی مانند بجھتا محسوس ہو رہا تھا ۔

"خ۔۔۔خان ۔"

وہ اس کے دہکتے لبوں کا لمس اپنی شہ رگ پر محسوس کرتی بے ساخت اسے پکار گئی ۔

"خان قربان میری دلبرا ۔"

وہ پوری شدت سے اس کی شہ رگ سے بیوٹی بون تک سفر کرتا شدت جنونیت سے بولا تھا۔وہ اس کے لمس سے پور پور دہکتی لرزنے لگی تھی ۔

جو اس کی جان مشکل میں ڈالتا دیوانہ وار اپنی دیوانگی لٹاتا اسے زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھا ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"آپ دل ہیں انا میری روح رواں ہیں۔آپ سب کچھ ہیں حدید خان کا ۔"

وہ اسے خود سے بھینچتا جزبات سے بھاری لہجے میں بولا تھا انا کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں اس نے کب سوچا تھا یہ ظالم یوں بھی اسے چاہیے گا ۔

"مم۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے ۔"

وہ اس کی بے باکیوں سے خائف ہوتی اسے خود سے دور کرتی بمشکل لرزتی میں بولی تھی ۔

"اوکے میری خانم چلیں پہلے آپ کی بھوک کا انتظام کرتے ہیں پھر آپ بھی کچھ ہماری بھوک کے بارے میں سوچیے گا۔ جو دن بادن جان لیوا ہوتی جا رہی ہے۔"

وہ اس کی کان کی لو چومتا بے باکی سے بولتا اسے سر تا پاؤں سرخ گلال کر گیا تھا۔ انا کو اپنے رخساروں سے بھاپ اڑاتی محسوس ہوئی تھی ۔

وہ چیئر کھینچتا اسے بٹھا گیا ۔

"ایک منٹ ۔"

وہ کہتا کچن کی جانب بھاگا تھا کچھ ہی دیر میں وہ ہاتھ میں کیک لیے نمودار ہوا تھا ۔

انانے حیرانی سے دیکھا تھا کہ وہ کب لے کر آیا تھا۔اس نے تو نہیں دیکھا تھا ۔

وہ انا کے سامنے ریڈ ویلوٹ ہارٹ شیپ کیک رکھتا اس پر فائر کینڈل لگاتا اس کا ہاتھ تھامتا اسے کٹ کرنے لگا ۔

وہ مسمرائز ہوئی تھی۔وہ کیک کا ٹکڑا اٹھائے اس کے منہ کی جانب بڑھا گیا وہ ٹرانس کی کیفیت میں منہ کھولتی کیک اپنے منہ میں لے گئی ۔

وہ دلفریبی سے مسکراتا ایک جھٹکے میں اسے کھڑا کرتا اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا دوسرا ہاتھ اس کی نازک سی کمر کے گرد باندھتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

وہ جو خواب کی سی کیفیت میں تھی اس کی حرکت پر آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں ۔

وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں میں گھلی کیک کی میٹھی خوشبو کو خود میں جزب کرتا اسے مزید خود میں قریب تر کر گیا تھا ۔

اپنے منہ میں کیک کا ذائقہ گھلتا محسوس کر وہ سر شار سا ہوا تھا۔

جبکہ انا اس کی جنونیت پر مچلتی اسے خود سے دور کرنے لگی جو اس کی سانسوں کو اپنی جنونی جنبش میں لیے اسے آزادی دینا تو بھول ہی گیا تھا جیسے ۔

گھٹتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر وہ اس کے سینے پر مکے برساتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔ جس پر وہ رحم کھاتا اسے آزادی دیتا اپنے سینے سے لگاتا اس کی پشت سہلاتا اس کی بکھری سانسوں ہموار کرنے میں مدد دینے لگا ۔

وہ نڈھال سی گہرے گہرے سانس بھرتی بری طرح سے کپکپا رہی تھی ۔

"اتنی جلدی سانسیں الجھالیں میرے دلبر نے ابھی تو آپ نے اپنے خان کی جنونیت کا ایک ذرہ بھی نہیں جھیلا ۔"

وہ اس کے شانے سے بال ہٹاتے وہاں اپنا سلگتا لمس چھوڑتا مدہوشی سے بولا تھا ۔

"بب۔۔ برے ہیں خان۔"

وہ اس کے شانے پر مکار سید کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی۔وہ مسکرایا تھا ۔

"آپ ہی کا ہوں خان کی خانم ۔"

وہ اس کے شانے پر نرمی سے دانت گاڑتے بولا تھا ۔

جس پر وہ اس کے سینے کے بالوں نوچ گئی وہ قہقہہ لگا اٹھا تھا اس کے معصوم سے غصے پر ۔

"چلیں آجائیں کھانا کھاتے ہیں اس سے پہلے کے میرے اندر کا ومپائر جاگ جائے اور آپ کا سارا خون پی جائے ۔"

وہ لوفرانہ انداز میں آنکھ دبا کر بولتا انا کی کان کی لویں تک سرخ کر گیا ۔

یہ شخص ایک نمبر کا بے باک تھا ۔

چاند کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا سب باری باری اس کو دیکھ کر روم سے جا چکے تھے پر وجدان شاہ وہیں اس کے قریب ٹک گیا تھا ۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے یک ٹک اسے تک رہا تھا جیسے خوف ہوا گر پلک جھپکائے تو وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گی ۔

کچھ ہی پلوں میں وجود کا سارا خون جیسے نچوڑ لیا تھا جیسے۔ چہرے کی ساری رونقیں کھنچ لیں گئیں تھیں جیسے ۔

چھوٹے سے نازک ہاتھ پر لگی سوئی وجدان شاہ کو اپنے دل میں دھنستی محسوس ہو رہی تھی ۔

"کتنا ستاتی ہیں اپنے سائیں کو میرے چاند ۔"

اس کے قریب ہی ٹکتے وہ اس کے ذرد پڑتے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے پوروں سے چھوتے گلوگیر لہجے میں بولا تھا ۔

"دن سے رات اور رات سے صبح ہو گئی ہے پر ابھی تک آپ نے آنکھوں کھول کر اپنے سائیں کی جانب نہیں دیکھا اپنے ان سرمئی نینوں سے ۔۔"

وہ اس کی خم دار مژگان کو اپنی انگلی سے چھوتے کرب زدہ لہجے میں بولا تھا ۔

"آنکھیں کھولیں نہ میرے چاند دیکھیں آپ کی بند آنکھیں آپ کے سائیں کا دل بند کر رہی ہیں ۔"

وہ سرخ ہوتی شہد رنگ آنکھوں میں وحشت بھری سرخیاں لیے بے بسی سے بولا تھا ۔

وہ جو سوائے اپنے خدا کے کسی کے سامنے نہ جھکتا تھا دنیا کو جوتے کی نوک پر رکھتا تھا۔اپنے عشق کے ہاتھوں بے بس ہو گیا تھا۔ جھک گیا تھا ۔

وہ ان کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ رکھتا اذیت میں تھا اس کا بچہ جو ابھی اس دنیا میں آیا بھی نہیں تھا اپنی ماں کے ساتھ وہ بھی تو تکلیف سے گزا تھا ۔

وہ جھکتا اس کے پیٹ پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے پہلو میں چہرہ چھپا گیا۔ کہی آنسو درد بن کر دل میں ہی گرنے لگے تھے ۔

چاند کی انگلیوں میں جنبش ہوئی تھی۔خود پر بوجھ محسوس کرتی وہ کرائی تھی ۔

"سائیں ۔"

بمشکل لبوں سے برآمد ہوا تھا۔اوازا تنی مدھم تھی کہ وجدان شاہ کو لگا اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔وہ ایکدم سے سر اٹھاتا اس کی جانب دیکھنے لگا ۔

جس کی لرزتی پلکیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ حوش میں آنے لگی ہے ۔

"سائیں قربان میرے چاند ۔۔"

وہ خوشی سے جھک کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا محبت والفت سے بولا تھا ۔

"آنکھوں کھولیں جان سائیں ۔"

وہ اس کی آنکھوں پر لب رکھتا بے قراری سے بولا تھا۔ پورا وجود جیسے دل بن کر دھڑکنے لگا تھا ۔

بمشکل آنکھوں کھولتے خود پر جھکے وجدان شاہ کو دیکھنا چاہا پر کچھ واضح نظر نہیں آیا تھا ۔

وہ آنکھوں موند کر کھول گئی۔ وجدان شاہ پر نظر پڑتے ہی وہ نئے سرے سے تکلیف میں مبتلا ہوئی تھی۔ جس کا سفید لباس میلگجا سا ہو گیا تھا بکھرے بال ، سرخ انگارا بنی آنکھوں جن کے کنارے شدید سرخ ہو رہے تھے ۔

وہ کیسے بھول گئی تھی وہ اس شخص کی رگ وجان میں بستی تھی۔اس کی زندگی کا کل اثاثہ تھی ۔

"سائیں ۔"

وہ مدھم آواز میں پکارتی بمشکل ہاتھ اٹھاتی اس کے کالر کو تھام گئی۔وہ تڑپتا اس کے ہاتھ کو تھامتے لبوں سے لگا گیا ۔

"سائیں کی جان قربان میرے چاند۔میرے دل کے سکون اتنی ظالم کیوں ہیں آپ ۔"

وہ اس کے ہاتھ سے نیدل نکالتا ہاتھ بڑھا کر اس کے نازک سے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر تا خود میں بھینچتے شکوہ کناں ہوا تھا ۔

وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھوں موند گئی۔وجود میں جان بلکل ناپید تھی۔اسے بس سکون درکار تھا اس وقت جو پوری دنیا میں بس اس شخص کی بانہوں میں ہی تو تھا۔وہ اس سے ایک پل بھی جدا ہونا نہیں چاہتی تھی ۔

"سائیں مجھے چھپا لیں خود میں۔یہ دنیا چاند کو اچھی نہیں لگتی ۔"

وہ کرب زدہ لہجے میں مدھم آواز میں بولی تھی۔

وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے پاؤں تلے کچل دیا تھا جیسے ۔

"ہم اپنی دنیا میں لوٹ جائیں گے جان سائیں۔ جہاں میرے چاند کو کوئی تنگ نہیں کرتا۔ آپ خود کو تکلیف نہیں دیں۔ آپ سے زیادہ وجدان شاہ کو کچھ بھی عزیز نہیں ۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا بولا تھا لہجے میں ٹوٹی کرچیوں سا درد تھا ۔

وہ اسے اس وقت کوئی ایسی بات یاد دلانا نہیں چاہتا تھا جو اس کی تکلیف کا باعث بنتی ۔

"آپ یہیں رکیں میں ڈاکٹر کو اطلاع دیتا ہوں تاکہ وہ آپ کا چیک اپ کر سکیں ۔"

وہ نرمی سے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتا نرمی والفت سے گویا ہوا تھا پر وہ اس کے کالر کو سختی سے دبوچتی نفی میں سر ہلانے لگی ۔

"نن۔۔ نہیں آپ نہیں جائیں سائیں ۔"

وہ اس کے سینے میں سر چھپائے سہمی سی بولی تھی۔ وہ بے بسی سے لب بھینچ گیا ۔

"ٹھیک ہے نہیں جاتا آپ کے پاس ہی ہوں زوار کو کال کر لیتا ہوں وہ ڈاکٹر کو لے آئے گا میں کہیں نہیں جاتا ۔"

وہ اس کے لرزتے وجود کو محسوس کرتا کچھ خوفزدہ ہوا تھا ۔

وہ اسے ایک بازو کے اس کے گرد حائل کیے دوسرے ہاتھ سے فون نکالتا زوار شاہ کو وائس سینڈ کرتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کرنے لگا ۔

ابھی دو پل ہی گزرے تھے کہ وہ ایک جھٹکے سے اس سے دو ہوتی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی وجدان شاہ کی جانب دیکھنے لگی تھی۔ وہ گھبرایا تھا ۔

"ہمارا بے بی سائیں ۔"

وہ آنکھوں میں درد کی کرچیاں لیے مردہ آواز میں دریافت کرنے لگی ۔

"وہ ٹھیک ہے میری جان ۔

وہ ایکدم سے گھبرا گیا تھا کہ کہیں اسے کوئی تکلیف تو نہیں ہو رہی لیکن چاند کے سوال پر وہ پر سکون ہوا تھا ۔

اس کے بتانے پر وہ چاند پری نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔اس دھوپ چھاؤں سے منظر کو دیکھ وہ مبہوت سا ہوا تھا۔وہ اسے شانوں سے تھامتا نرمی سے بیڈ پر لیٹاتا اس ہر کمفرٹر درست کرتا اس کا ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگا گیا ۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر اس کا چیک اپ کرتی کچھ احتیاط بتاتی چلی گئی تھی ۔

★★★★★

آج دو دن گزر گئے تھے چاند کو کل رات ہی وہ ڈسچارج کر کے گھر لے آیا تھا ۔

شاہ بیگم نے اپنے کمرے سے نکلنے کی ہمت نہ کی تھی۔نور ہر وقت چاند کے پاس اس کے روم میں ہی پائی جاتی تھی وجدان شاہ کی غیر موجودگی میں ۔

چاند کی وجہ سے سرداری کی تقریب دو دن بعد کی منعقد کی گئی تھی ۔

دو دن سے پینو بھی غائب تھی وہ کہاں تھی کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا ۔

"بھابھی یہ دیکھیں ہم کیا لائے ہیں آپ کے لیے۔۔"

اس نے زمان شاہ سے ضد کر کے پیزا منگوایا تھا اور اب اسے لیے سیدھا چاند کے پاس آئی تھی۔اب وہ اسے فیری کی جگہ بھابھی کہنے لگی تھی ۔

"یہ دیکھیں ہم پیزا لائے ہوں پر ہم چھپ کر کھائیں گے کیونکہ شاہ ہمیں یہ کھانے نہیں دیتے ۔"

وہ آہستگی سے بولتی پیزے کا ڈبا اس کے سامنے بیڈ پر رکھتی خود تیزی سے ڈور کو اندر سے لاک کرتی اس کی جانب آئی چاند اس کی احتیاط پر کھلکھلائی تھی ۔

"اور اگر زوار بھائی نے دیکھ لیا تو ۔"

وہ پیزے کا پیس اٹھاتی بولی تھی ۔

"تو پھر کیا ہم کوئی ڈرتے ہیں ان سے ۔"

وہ اس کے ہاتھ سے پیزے کا بائٹ لیتی لاپروائی سے بولی تھی چاند نے ہنسی دبائی تھی ۔

ابھی اگر زوار شاہ کہیں سے نمودار ہو جاتا تو اس کی سیٹی گم ہو جاتی ۔

"او یعنی تم ان سے نہیں ڈرتی ۔"

وہ ڈرامائی انداز میں بولی تھی جس پر وہ پیزا کھاتی ساتھ کول کا گلاس بھرتی اس کے سپ لینے لگی ۔

"بلکل نہیں بلکے آج کل تو ہم نے انھیں ڈرا کر رکھا ہوا ہے ۔"

وہ اترا کر بولی تھی چاند بمشکل اپنی ہنسی دبا پائی تھی اور زوار شاہ اور وجدان شاہ جو روم میں آرہے تھے ان دونوں کی باتیں سنتے وہی ٹک گئے ۔

نور کی باتیں سنتا زوار شاہ داد میں آبر واچکا گیا۔ جبکہ وجدان شاہ مسکرایا تھا اپنی ننھی شہزادی کی بھڑکیں سنتا ۔

"آپ کو ایک بات بتاتی ہوں بھابھی آپ نہ بھائی کو بھی ذرہ دبا کر ہی رکھیں یہ جو مرد ہوتے ہیں نہ بہت بگڑیل ہوتے ہیں۔ سمجھ رہی ہیں نہ میری بات ۔"

وہ رازدانہ انداز میں بولی تھی۔ساتھ پوچھا بھی گیا کہ اسے سمجھ آئی ہے یا نہیں ۔جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی ۔

"اوہو بھابھی میں سمجھاتی ہوں آپ کو ۔

ادائیں دکھایا کریں بھائی کو۔پیار اپیار اتیار ہو کر اپنے حسن کے جلوے دیکھایا کریں۔تاکہ وہ مزید آپ کے دیوانے ہو جائیں ۔"

وہ پوری ایکٹنگ کر کے دیکھاتی زوار شاہ کو حیران کر گئی۔جو اپنی نازک سی کمر کو توڑتی موڑتی اسے خوف زدہ کر گئی کہیں اپنی کمر توڑ ہی نہ لے۔وہ سرخ ہوتا وجدان شاہ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گیا ۔

جس پر وہ دبا دیا مسکرایا تھا۔جبکہ چانداس کی باتوں سے سرخ ہوئی تھی وہ اسے کیا بتاتی اس کا بھائی تو پہلے ہی اس کا دیوانہ بنا اس کی جان ہلکان کیے رکھتا تھا ۔

"نن۔۔۔نور بس کر دو ۔"

وہ بمشکل مسکراتی بولی تھی۔پر وہ شاید اس کی سننے کے موڈ میں نہیں تھی ۔

"پھر کیا کرنا ہے آپ کو پیارا پیارا سا بن کر انھیں نخرے دیکھائیں۔اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکیں ایسے۔۔پھر دیکھنا وہ کیسے تڑپ کر رہ جائیں گے۔"

وہ اپنے بال جھٹکتے اسے پریکٹیکل کر کے دیکھانے لگی۔وہ ہونٹ موڑتی رونے کو ہوئی تھی اس لڑکی کی حرکتیں چیک کر ۔

"اچھا ایک بات بتائیں آپ کے پاس کوئی ہاٹ سی نائٹ ڈریس ۔۔۔"

اس سے پہلے کے وہ مزید کوئی گوہر فشانی کرتی زوار شاہ ایک جھٹکے میں دروازہ کھولتا اندر آیا تھا اب اس کی بس ہوئی تھی ۔

وہ دونوں دھل کر اپنا دل تھام گئیں تھیں۔ نور کا دل تو اچھل کر خلق میں آ گیا تھا جیسے۔ زوار شاہ کا سرخ چہرہ دیکھ اسے شک ہوا کہ کہیں اس نے اس کی باتیں تو نہیں سن لیں تھی ۔

"میرے دل کیا آپ اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے اپنے شوہر نامدار کے لیے ایک کپ چائے گا بنا دیں گی ۔"

وہ مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس آفت سے محاطب ہوا تھا۔ جو کچھ دیر پہلے بڑی دیدادلیری سے اپنی بھابھی کو اپنے بھائی کو ادائیں دیکھانے کی ٹپس دے رہی تھی ۔

اوراب اس کے مخاطب ہونے پر بھی سرخ گلال ہو رہی تھی ۔

"ہم ابھی لل۔۔۔لاتے ہیں ۔"

وہ اس وقت بس اس کریکن کی نظروں سے اوجھل ہونا چاہتی تھی تبھی پھرتی سے اڑن طشتری بنی وہاں سے فرار ہوئی تھی۔وہ بھی نفی میں سر ہلاتا اس کے پیچھے ہی نکال تھا ۔

وجدان شاہ تو اپنے چاند پر نظریں پڑتے ہی مدہوش ہوا تھا۔جس کے چہرے پر بکھرے قوس وقزح کے رنگ اسے بے تحاشہ حسین بنا رہے تھے ۔

چاند کو شدید گھبراہٹ ہوئی تھی۔ کیا اس نے نور کی اوٹ پٹانگ باتیں سنی تھیں ۔

وہ سبک روی سے چلتا اس جانب آیا تھا وہ ایکدم سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ دل جیسے کانوں میں بجتا محسوس ہو رہا تھا اسے ۔

اس سے پہلے کے وہ فرار ہوتی وہ ایک جست میں اس تک پہنچتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"کہاں میرے چاند ۔۔"

وہ اس کے سرخ پڑتے دلنشین چہرے کو تکتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا۔ وہ نازک جان اپنے پہلو میں اٹھتے شور پر سہمتی بری طرح سے کپکپاتی اسے مزید بہکانے کا سامان کر رہی تھی ۔

اس کا یہ سہما سہما سا روپ وجدان شاہ کو بری طرح سے اپیل کر رہا تھا ۔

"آپ نے بتایا نہیں اپنی نند کو کہ اس کا بھائی پہلے ہی پور پور گھائل ہے اپنے چاند کے عشق میں اس کی قاتل اداؤں کے وار سے ۔۔۔"

وہ اس کے کان کی لو کو چومتے مدہوش سا بولتا اس کے کان پر ہلکے ہلکے بوسے دیتا اسے طوفانوں کے زیر اثر کر گیا تھا۔ چاند کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تھی ۔

"مم۔۔۔۔ میں نے کچھ نن۔۔۔ نہیں کیا سس۔۔۔ سائیں ۔"

وہ اس کے لمس کی حدتیں برداشت کرتی بمشکل صفائی میں بولی تھی ۔

اپنی گردن کی پشت پر اس کا دیوانگی بھرا لمس محسوس کرتی وہ کامنی سی پری اس کی مظبوط پناہوں میں جل تھل تھی ۔

"پر میں چاہتا ہوں آپ کچھ کریں میرے چاند۔۔۔جو میری آتشِ دیوانگی کو آتش فشاں بنا کر مجھے مزید بہکانے کا دلفریب ساماں کرے ۔

آپ اپنی قاتل اداؤں سے مجھے لبھائیں اور میں بری طرح سے بہکتا آپ کے مہکتے وجود پر ابر بن کر برسوں ۔

آپ کے جل تھل مہکتے سنگ مرمر سے دلکش رعنایاں بکھرتے وجود پر اپنی جنونیت کی داستان رقم کروں ۔"

وہ اس کے لرزتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹے مخمور لہجے میں بے باک سرگوشیاں اس کی سماعت کو سونپتا چاند کی جان نکال گیا۔ وجود کا سارا لہو جیسے چہرے پر سمٹ آیا تھا ۔

وہ دیوانہ بنا اس کی شہ رگ کے پور پور پر بار بار اپنا دیوانگی بھرا لمس چھوڑنے لگا تھا ۔

وہ جیسے گرنے کو ہوئی تھی۔ پورا وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں آیا تھا ۔

دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا اس کی نظروں کی تپش سے جلتی وہ کسی کونے کھدرے میں چھپ جانا چاہتی تھی اس وقت ۔

کیونکہ اس بے باک شخص کی نظروں کے سامنے مزید ٹکنا اس کے بس کی بات نہیں رہی تھی۔ جو اپنی باتوں اور شدتوں سے اس کی جانب نکال رہا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے نہیں آتا سس۔۔۔سائیں پلیز ۔"

وہ کپکپاتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ وہ اس کے بولتے عنابی لبوں کی تھرتھراہٹ پر شدت سے فدا ہوا تھا ۔

"تو وہ ہر ادا از بر کریں نہ جان سائیں۔ جو آپ کے سائیں کو مزید دیوانہ بنا سکے۔'

وہ اس کے نازک پنکھڑیوں سے لبوں پر بہکتی نظریں ٹکائے اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی کے کنارے کو اپنے لبوں کی گرفت میں لیتا مدہوش سا اپنا سلگتا لمس چھوڑتا اچھے سے اس کے ہوش اڑا گیا تھا ۔

"آپ ڈڈ۔۔۔ڈرا رہے ہیں پپ۔۔۔پلیز ۔"

وہ پہلے ہی ناتواں سی تھی اس کی جان لیوا باتیں اور لمس کی تپش سہنا اس کے بس کی بات نہیں تھی ۔

"کیوں ڈر لگ رہا ہے میرے چاند کو اپنے سائیں سے ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا محبت والفت سے بولا تھا۔ دو دن پہلے ہوئے حادثہ نے اسے مزید جنونی بنا دیا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ گن۔۔۔گندے بن رہے ہیں ۔"

وہ ہونٹ موڑتی شکائتی انداز میں بولی تھی۔وہ اس کی انھیں معصوم اداؤں سے بری طرح گھائل ہوتا تھا ۔

اور وہ کتنی چلاکی سے کہہ رہی تھی اسے نہیں آتا۔اس پر اس قاتل حسینہ کا وہ لبوں کے نیچے چمکتا تل جو اسے ہمیشہ چڑھاتا تھا ۔

وہ خود پر ضبط کھوتا پوری شدت سے اس قاتل تل پر شدت لمس چھوڑ گیا چاند کے پورے وجود میں برقی لہریں اٹھیں تھیں ۔

وہ آنکھوں میچتی اس کی کمر سے شرٹ کو پکڑتی مٹھیوں میں دبوچ گئی تھی ۔

وہ بے قرار ہوتا اس کی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ وہ اس کے سینے میں چھپتی سرخ گلال ہوئی تھی ۔

وہ کسی کانچ سی گڑیا کی مانند اسے بیڈ پر ڈالتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے اس پر سایہ فگن ہوا تھا وہ چہرہ موڑتی آنکھوں میچ گئی تھی ۔

"میرے دلکش چاند آپ جنونیت و دیوانگی ہیں وجدان شاہ کی ۔۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگاتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے تھرتھراتے لبوں کو اپنی جنونیت بھری گرفت میں لے گیا ۔

اس کے مسلسل بہکاتے کرتے لبوں کو اپنی دیوانگی بھر قید میں جکڑتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔چاند کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔۔۔وجدان شاہ کے لبوں کی بے حد نرمی لیے واہیانہ کاروائی سے اسے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

چاند کے وجود میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ مزاحمت کر پاتی تبھی آنکھوں میچتی اس کے گلے میں بانہیں ڈالتی اس کی بانہوں میں بکھرنے لگی تھی ۔

جس کے لمس میں بے شمار نرمیاں اور احتیاط تھی آج۔ کیونکہ وہ اپنی جان سائیں کو مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا ۔

پر اس کا یہ انداز چاند پر مزید بھاری پڑ رہا تھا یہ شخص اس کے اعصاب پر بری طرح سے سوار ہو چکا تھا۔اس کی دلفریب قربت اسے بے قرار کرنے لگی تھی جو مدہوش سا آج الگ ہی انداز اپنائے اسے ہلکان کر رہا تھا ۔

★★★★★

وہ کپکپاتی ٹانگوں کے ساتھ ہاتھ میں چائے کا کپ لیے اس کے روم میں داخل ہوئی تھی ۔

وہ آنا نہیں چاہتی تھی پر وہ پھر اسے اس کی محبت کا تانہ دیتا۔اور وہ یہ قطعی افوڈ نہیں جر سکتی تھی ۔

وہ خود کو مظبوط کرتی روم میں داخل ہوئی تھی وہ اسے کہیں نظر نہیں آیا تبھی وہ شکر ادا کرتی ٹیبل پر چائے رکھتی مڑنے کو تھی کہ ٹک کی آواز سے ڈور لاک ہوا

--

وہ خوف کے مارے اچھلتی دروازے کی جانب مڑی ۔

سامنے ہی وہ سمندری کریکن بلوٹراؤزر میں بلیک ویسٹ پہنے کھڑا اسی کی جانب دیکھ رہا تھا پر اس کی نظروں میں ایک عجیب سی لپک تھی وہ اپنا دوپٹہ درست کرنے لگی ۔

ننھا سا دل بری طرح سے کپکپایا تھا۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے یک ٹک اسے دیکھتا اس کی جانب بڑھا تھا۔

جو اس وقت زنک کلر کا لوز سا کرتا ٹراؤزر پہنے ہوئے تھے ساتھ زنک ہی دوپٹہ لیے جو اس کی سرخ و سپید رنگت پر بے حد کھل رہا تھا ۔

سندر چہرہ پر لاپروائی سے جھولتیں شہد رنگ آوارہ لٹیں چھوٹی سی چمکتی پیشانی کو کچھ گھیرے ہوئے تھیں ۔

شہد رنگ آنکھیں کچھ ڈری سی لگیں تھیں زوار شاہ کو جس پر لانبی پلکیں کی جھالر اس کی قریب آنے ہر لرزنے لگیں تھیں ۔

پھولے ہوئے گلابی رخسار گلال چھلکانے لگے تھے۔ چھوٹی سی ستون ناک کی ٹپ ہلکی گلابی ہو رہی تھی ۔

اور اس کے نیچے وہ گلاب کی پنکھڑیوں سے نرم و نازک لب جن کا نشہ دنیا کے مہنگے سے مہنگے مے سے بالاتر تھا ۔

مطلب وہ پوری کی پوری قیامت خیز حسن کی دیوی تھی جس کی پرستش کرتا زوار شاہ پوری عمر نہ تھکتا ۔

"شاہ ہم چچ۔۔۔چلتے ہیں ہمیں کام ہے ۔"

وہ بمشکل مسکراتی خود کمپوز کرتی بولی تھی ۔

وہ پھرتی دیکھاتی اس کے پاس سے نکلنے کی کرتی اس سے پہلے ہی وہ اس کی نازک ڈال سی کلائی پکڑتا ایک جھٹکے میں کھینچتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"کہاں جارہیں ہیں ادائے جان ۔۔۔"

وہ اسے سختی سے اپنے قریب کرتا مدہوش لہجے میں بولا تھا ۔

نور کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا وہ اس سکندری کریکن کے چنگل میں پھنسی مرنے کو ہوئی تھی۔ جو بنا اس کی جان ہلکان کیے ماننے والا نہیں تھا ۔

"ہم۔۔۔۔ ہمیں کام ہے بب۔۔۔بہت ۔"

وہ بمشکل مسکراتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

زوار شاہ کی نظریں اس کے بولنے کی سعی میں ہلکان کپکپاتے لبوں پر تھی جو اسے بری طرح سے اپیل کر رہے تھے ۔

"پر اپنے شوہر کے دل بہلانے سے اہم کام کوئی ہو سکتا ہے بھلا ۔"

وہ اس کے کے بالائی لب کو انگوٹھے کے دباتا اس کی نرماہٹ محسوس کرنے لگا اس کی ملائمت پر زوار شاہ کی آنکھوں میں خماری سرخیاں نمودار ہونے لگیں تھیں ۔

وہ اس کے جان لیوا عمل اور بات پر بری طرح سے لرزتی اس کا ہاتھ دھیرے سے اپنے لب سے ہٹا گئی ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کی احتیاط پر ابھی تو وہ اس کی جان مزید جلانے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا ۔

"تو کیا کہہ رہیں تھیں آپ چاند بھابھی سے میرے دل ۔"

وہ ذرہ انجان بنتا اس سے دریافت کرنے لگا جبکہ اس کی بات پر نور کا دماغ بنک سے اڑا تھا چہرہ ایک دم سفید پڑا تھا ۔

یعنی اس نے سب سنا تھا اب اس کی خیر قطعی نہیں تھی۔ وہ تو آج کل ویسے ہی اس کی جان دل گردے پھیپھڑے سب کے پیچھے پڑا ہوا تھا اب تو اسے ایک اور بات مل گئی تھی ۔

اللہ تمھاری زبان کٹ جائے نور۔۔۔جو اول فول بکتی تھی برے ٹائم پر ۔"

وہ دل ہی دل میں خود کو کوستی خود پر لانت ملامت کرنے لگی ۔

"کک۔۔کچھ بھی نہیں ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔زوار شاہ اس کی اس کی کمر سے پکڑ کر اسے اپنے پیروں پر کھڑا کر گیا ۔

"پر میں نے تو بہت کچھ سنا اور اب آپ وہ سب پر فارم کر کے میرا دل بہلائیں گی اور ساتھ ساتھ ادائیں دیکھاتی مجھے بہکانے کا سامان کریں گی ۔"

وہ بغور اس کا دلکش چہرہ تکتا جیسے نور کی نازک سماعت پر بم پھوڑ رہا تھا ۔

نور کا نازک سا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی احتجاج آمیز ہوئی پر وہ مائل بے کرم نہیں تھا نہ ہی اسے بخشنے کے موڈ میں تھا ۔

"رعایت کی توقع نہیں رکھئیے گا میری جاناں کیونکہ آج میں بخشنے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں ۔"

وہ ظالم بنا اس کی کالر بون پر جھکتا اپنے دیوانگی بھرے لمس سے اسے جا بجا سرخ کرتا مائل بے ستم ہوا تھا ۔

وہ اس کے سلگتے لمس کی چبن اپنی بیوٹی بون تک محسوس کرتی پور پور نم ہونے لگی تھی ۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ۔۔سوری ۔"

وہ اس کی جنونیت سہتی رونے لگی تھی جو اس کے بات نہیں تھی وہ بری طرح سے خوف زدہ ہوئی تھی اس کی دیوانگی سے ۔

اس کے رونے پر وہ ایکدم سے ہوش میں آیا تھا ۔

"ہیے میری دل جانیاں۔۔۔کچھ نہیں کہہ رہا یار ۔"

اس کے آنسوں پر زوار شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا جیسے ۔

"بس میرے دل مت کریں خود کو ہلکان ۔۔۔"

وہ اس کا آنسوں سے تر چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا اس کی شہد رنگ آنکھوں سے سارے نیر اپنے لبوں پر چنتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

وہ بری طرح سے لرزتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی تھی ۔

"بس اتنا سا ہی دم ہے میری جان میں ۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔نور کو لگا جیسے وہ اس پر طنز کر رہا ہے ۔

"آئی ہیٹ یو ۔"

وہ غصے سے پاگل ہوتی اسکی گردن کے قریب ہی سینے پر دانت گاڑ گئی تھی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اپنی نور دل کے غصے پر ۔

وہ تیز کاٹتی کوئی جنگلی بلی ہی لگی تھی اسے۔زوار شاہ لب بھینچتا اس کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اسے یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ اپنے کام میں مگن بھرپور انداز میں اپنا غصہ نکال رہی تھی ۔

وہ جھکتا نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس ہر جھکتا مدہوش سا اس کی شرٹ میں ہاتھ ڈالتا اس کی شاخ گلاب سی کمر کو اپنے پوروں سے چھوتے حد کر گیا تھا ۔

وہ اس کی حرکت پر ایکدم سے تڑپ اٹھی تھی۔وہ اسے چھوڑتی خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کو تڑپی تھی ۔

لبوں پر لگے خون کو دیکھ زوار شاہ کو وہ ایک پیاری سی چڑیل لگی جو اس سے چمٹی کب سے اس کے دل کا خون پی رہی تھی ۔

وہ اسے مزید خود سے قریب تر کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کے ہوش اڑ گیا ۔

وہ بری طرح سے مچلی تھی اس کے جان لیوا لمس پر۔۔۔وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا اس کی نرماہٹ و ملائمت اپنی شدت و دیوانگی کی جنبش میں لیے جنونیت آمیز ہو رہا تھا ۔

اپنے ہاتھ اس کی بل کھاتی نازک سی کمر کے پیچ و خم میں الجھائے وہ ہر طرف سے اسے پسپا کیے ہوئے تھا ۔

وہ اس کی قاتلانہ گرفت میں بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ رہی تھی جو خود پر ڈھائے ستم کا بدلہ بھرپور انداز میں لے رہا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسے اچھے سے ہلکان کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا تھا

۔

وہ گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند بکھرتی اپنا بکھرا تنفس سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی بے حد مشکل ہو رہا تھا کیونکہ وہ ظالم اب اس کی گردن پر جھکا اس کی شہ رگ پر ستم ڈھانے میں پیش پیش تھا ۔

"شاہ بب۔۔۔بس دد۔۔۔دور ہو جائیں ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

وہ بمشکل سر اٹھاتا شہد رنگ آنکھوں میں اس کی قربت کی سرخیاں لیے اس کی جانب دیکھنے لگا جیسے وہ ہر طرف سے سرخ گلال کر چکا تھا۔ نور کو اپنے رخسار آگ اگلتے محسوس ہو رہے تھے ۔

★★★★★

وہ اس کے سینے پر سر رکھے ساکت سی پڑ تھی ۔

"میرا چاند کیا سوچ رہا ہے ۔"

وہ اسے گہری سوچ میں گم دیکھ اس کی پیشانی پر لب رکھتا نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

وہ اس کے برہنہ سینے پر نظریں پڑتے سرخ ہوئی تھی۔ وجدان شاہ مسکراتا اس کی چھوٹی سی سرخ ناک پر لب رکھ گیا۔

"کچھ نہیں ۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔ وہ جانتا تھا وہ کیا سوچ رہی تھی پر اسے اپنے چاند کو ان بری یادوں کے بنور سے نکالنا تھا ۔

"آپ کے لیے میں کیا ہوں چاند ۔"

وہ بغور اس کے چہرے کو تکتا اس کے چہرے سے سیاہ گھٹاؤں سے بالوں کی بکھری لٹیں ہٹاتے نرمی سے دریافت کر رہا تھا ۔

"سب کچھ ۔"

وہ دو حرف میں ہر اظہار اسے سونپ گئی تھی۔وہ اس کی سرمئی آنکھوں پر بڑی الفت سے لب رکھ گیا ۔

"تو میری روح رواں آپ کو اپنے سائیں کا ساتھ دینا ہو گا۔دیں گی نہ میرا ساتھ ۔"

وہ اس کے شانے سے اپنی پہنی سیاہ شرٹ ہٹاتے وہاں اپنا گہرا لمس چھوڑتے اسے لرزنے پر مجبور کر گیا ۔

"مم۔۔۔ساتھ ہوں سائیں ۔"

وہ اس کا لمس اپنی گردن کی حدوں میں بے تحاشہ دیوانگی لیے محسوس کرتی دہکنے لگی جو مدہوش سا اس کی گردن کی ابھری ہڈی پر ہلکے سے بائٹس کرتا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا تھا ۔

"سائیں ۔"

اس کے جان لیوا عمل پر وہ تڑپ کر اسے پکار اٹھی تھی ۔

"پر اس کے لیے آپ کو مظبوط بننا ہو گا چاند۔آپ کو اپنے سائیں پر بھروسہ کرنا ہو گا اسے سب کچھ بتانا ہو گا جو جو آپ کے ساتھ ہوا جان سائیں۔اپنے سارے زخم دیکھانے ہوں گے جن سے آپ اب تک چھپ رہی ہیں ۔"

وہ اس کی گردن پر بے حد مدھم پڑے نشان کو دیکھتا نرمی سے اسے اپنے انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے محبت آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

)جو نشان اب بھی نظر آتا تھا لیکن بہت غور سے دیکھنے پر (

وہ بری طرح سے سہمی تھی اس کی بات پر۔جو وجدان شاہ نے اچھے سے محسوس کیا تھا۔یعنی وہ جان گیا تھا ابھی بھی وہ بہت سی باتیں اس سے چھپائے ہوئے ہے ۔

پر وہ اسے بتانے کی ہمت کہاں سے لاتی ۔

"بتائیں گی نہ میرے چاند۔اس رات کے بعد کیا ہوا تھا جب میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا تھا امریکہ ۔"

وہ اس کی اذیت کا ہر پہلو جاننا چاہتا تھا تاکہ وہ اس کے ہر درد کا مرہم کر سکے۔ورنہ وہ یونہی گیلی لکڑی کی مانند اندر ہی اندر سلگتی رہتی ۔

اور کبھی پوری طرح سے اس فیز سے باہر نہ آ پاتی۔یونہی شاہ بیگم اسے اپنے ظلم کا نشانہ بناتی رہتیں اور وہ اس خوف کے سائے تلے ایک دن اپنے چاند کو کھو دیتا ۔

وہ ایسا ہونے نہیں دے سکتا تھا اسے اپنے چاند کو مظبوط بنانا تھا تاکہ وہ اپنے ہاتھوں سے شاہ بیگم کو ان کے انجام تک پہنچائے ۔

تاکہ پھر کوئی فاطمہ شاہ یا چاند احمد کسی شاہ بیگم کے ظلم کا شکار نہ بنے ۔

وہ اپنی ماں کو کھو چکا تھا پر چاند کو نہیں کھو سکتا تھا وہ اس کے جینے کی واحد وجہ تھی ۔ جیسے دیکھ کر وہ سانس لیتا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے کک۔۔۔ کبھی چھوڑیے گا مت سائیں ۔"

ناجانے وہ کیوں خوف زدہ رہتی تھی کہ کہیں وہ اسے چھوڑ ہی نہ دے ۔

"کبھی نہیں میرے سکون۔۔۔کوئی سانس لینا چھوڑ کر زندہ رہا ہے کیا ۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر اپنا لمس چھوڑتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

"بب۔۔۔ بچپن سے ہی تائی جان نے مجھے بتایا تھا کہ میں وجدان شاہ کی منکوحہ ہوں۔ مم۔۔۔ مجھے اس کے علاوہ کسی اور کو سوچنے کی اجازت نہیں ہے۔۔ اور میں نے کبھی سوچا بھی نہیں ۔

بس آپ کو سوچا۔ محبت کیا ہوتی ہے ایک چودہ سالہ لڑکی کہاں جانتی ہے۔ پپ۔۔۔ پر چاند نے کر لی وجدان شاہ سے۔ بنا اسے دیکھے بنا اسے سنے خود سے دس سال بڑے اپنے شوہر سے محبت کر لی ۔"

وہ نم آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتی مسکرا کر نم لہجے میں بولتی اس کے سینے کے بالوں کو مٹھی میں بھر گئی ۔

وجدان شاہ کی آنکھوں سرخ ہوئیں تھیں وہ جھکتا اس کی نم آنکھوں کی ساری نمی پی گیا۔وہ خود پر ضبط کرتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

"یونہی دن گزرنے لگے۔تایا جان بہت نفرت کرتے تھے مجھ سے۔بہت ڈانٹتے تھے مجھے کبھی کبھی تھپڑ مارتے پر نادان تھی رو کر چپ ہو جاتی اور پھر سب بھول جاتی ۔

تائی جان بہت پیار کرتیں تھیں تو سارے درد بھول جاتے۔ مجھے پڑھنے کا شوق تھا پر میٹرک بھی بمشکل کرنے کی اجازت ملی۔ مجھے پینٹنگ کا بہت شوق تھا ۔

پر وہ بھی تایا جان کو اچھا نہیں لگا تھا تو اس ہر بھی پابندی لگا دی ۔

اور پھر ایک رات آئی قیامت کی رات ۔"

وہ بولتی اسی وقت میں جا پہنچی تھی جہاں سے اذیت کی اصل داستانیں شروع ہوئیں تھیں۔ وجدان شاہ کی آنکھوں سرخ انگارا ہونے لگیں تھیں وہ اسکے کپکپاتے وجود کو خود میں سمیٹ گیا ۔

★★★★★

ماضی!

آج بہت سے کام کیے تھے تو وہ شدید تھک چکی تھی پورا وجود تھکن سے چور تھا ۔کھانے کے لیے کچھ تلاش کیا تو کچھ بھی نہ ملا تھا ۔

سوائے چند سوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑوں کے۔ بھوک سے آنکھیں میچتے وہ شکر کرتی اسے ہی پانی کے ساتھ چباتی اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھی ۔

تائی جان بھی دوسرے گاؤں اپنے بھائی کے گھر گئی ہوئیں تھیں۔ تبھی اسے رات کا کھانا تک نصیب نہ ہوا تھا ۔

وہ پلنگ پر گرتے ہی نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی ۔

تائی جان بھی دوسرے گاؤں اپنے بھائی کے گھر گئی ہوئیں تھیں۔ تبھی اسے رات کا کھانا تک نصیب نہ ہوا تھا ۔

وہ پلنگ پر گرتے ہی نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی ۔

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا کہ اسے لگا جیسے اس کے وجود پر چونٹیاں رنگ رہی ہیں وہ خوف زدہ ہوتی ایکدم سے اٹھی پر خود پر سایہ سا محسوس کرتی اس سے پہلے کہ چیخ اٹھتی مقابل بے دردی سے اپنا کھردرا ہاتھ رکھتا اسے کی چیخ کا گلا گھونٹ گیا ۔

وہ کسی زخمی پرندے کی مانند پھڑ پھڑائی تھی۔وہ چھوٹی تھی پر نادان نہیں تھی وقت کی چکی میں پستے وہ وقت سے پہلے بڑی ہو گئی تھی ۔

"چپ ایکدم چپ اگر تمھاری آواز آئی تو ادھیڑ کر رکھ دوں گا چاندہ رانی ۔"

وہ اس کی سماعت میں پھنکارتا چاند پر سکتا طاری کر گیا ۔

یہ آواز کسی اور کی نہیں تھی اس کے تایا زاد بھائی باسط ملک کی تھی۔ جس کے وجود سے گندی کی بدبو اٹھتی اس کے حواس سلب کر رہی تھی ۔

"نن۔۔۔ نہیں باسط بب۔۔۔ بھائی میرے ساتھ یہ ظلم مت کریں خدا کے واسطے ۔"

وہ نشے میں دھت اس کے وجود سے چادر چھنتا دور اچھال گیا وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی اس خود سے دور کرنے لگی تھی پر وہ پچیس سالہ مرد اور وہ نازک سی پری کیسے اس کا مقابلہ کرتی ۔۔

"اُف قیامت ہو میری جان۔۔۔ بلکل اپنے نام سی ۔"

وہ مدھم روشنی میں اس کا چاند سا دھمکتا روپ دیکھ کر اس کے ہاتھ پر اپنا غلیظ لمس چھوڑتا اسے پاگل کر گیا ۔

وہ چلائی تھی اسے لگا جیسے کسی نے تیزاب بھر کر اس کے ہاتھ پر گرا دیا تھا ۔

باسط ملک اس کے چلانے سے عاجز آتا کھینچ کر اسے تھپڑ رسید کر گیا ۔

"چپ سالی خبر دار جو چلا کر میرا موڈ خراب کیا تو اتنا برا خشر کروں گا کہ خود کو دیکھنے سے بھی خوف کھائے گی ۔"

وہ اس کے بال مٹھی میں دبوچتے غرایا تھا ۔

"خدا کا واسطہ ہے باسط بھائی مم۔۔۔میں تو آپ کی بہن ہوں نہ۔میرے ساتھ ایسا نہیں کریں ۔"

وہ ہاتھ جوڑتی منتیں کرنے لگی جس پر وہ سفاکی سے قہقہہ لگاتا جیسے اس کی حالت کا مزاح اڑا رہا تھا ۔

"ارے پاگل سمجھ رکھا ہے کیا جو تجھ جیسی قیامت کو اپنی بہن بناؤں گا ۔"

وہ اس کے رخسار پر کمینگی سے ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔ چاند میں نہ جانے کہاں سے ہمت آئی تھی کہ وہ اسے پوری قوت سے ٹانگ رسید کرتی اسے خود سے پرے دھکیلتی دیوانہ وار باہر جو بھاگی ۔

"رک سالی تیری تو ۔۔"

وہ کراہتا اس کے پیچھے بھاگا۔ چاند بھاگتی جا رہی تھی تبھی وہ کسی وجود سے ٹکرائی وہ آنکھیں میچتی بری طرح سے چلانے لگی ۔

واجد ملک کی آسیہ بیگم جو اپنے بھائی کے گھر گئیں تھیں انھیں اچانک سے بے چینی سے ہوئی تھی تبھی وہ رات کو ہی واپس آ گئیں تھیں وہ پانی پینے کی غرض سے اٹھی تھی تبھی چاند کا نازک سا وجود ان سے ٹکرایا ۔

اور پھر اس کے بے دریغ چلانے پر وہ دھلتی اسے اپنے ساتھ لگا گئی ۔

تبھی ان کی نظر چاند کے پیچھے آتے اپنے بیٹے پر پڑی تو جیسے آسمان ٹکرے ٹکرے بکھرتا اس کے سر پر آن گرا تھا ۔

جونشے میں چور چاند پر نظریں جمائے کھڑا ہوا ۔

چاند کی حالت دیکھ جو بات انھیں سمجھ آئی تھی ان کا دل چاہا وہ اپنی ممتا پر جی بھر کر ماتم کناں ہوں کہ انھوں نے ایک زنی اولاد کو جنم دیا ۔

جس کی وجہ سے گھر کی بیٹی تک محفوظ نہیں تھی ۔

"مم۔۔مجھے بچالیں تائی ماں۔۔۔مجھے بچالیں ۔"

وہ کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی خوف زدہ سی ان میں سمٹتی روتے ہوئے بولی تھی ۔

وہ بنا کچھ کہے خاموشی سے چاند کو لیے اپنے ساتھ کمرے کی جانب بڑھیں تھیں ۔

آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر بے مول ہو رہے تھے دل میں جیسے موت سا سناٹا تھا ۔

وہ اپنے بیٹے کی حرکت پر اسے ملامت بھی نہیں کر سکتیں تھیں کیونکہ اس طرح وہ ضد میں آکر چاند کو کوئی نقصان پہنچاتا۔ وہ کس حق سے اسے ملامت کرتیں وہ تو بس نام کی ہی ماں تھیں اس کے لیے ۔

ان کا شوہر بھی تو ایسا ہی تھا۔ اور بیٹا بھی باپ کا پرتو نکلا تھا اسے بس کسی بھی طرح سے چاند کو بچا کر رکھنا تھا اب ۔

دل تو چاہ رہا تھا وہ اپنے بیٹے کی اپنے ہی ہاتھوں سے جان لے لے جو فرعون کا روپ دھار چکا تھا۔

پر انھیں ابھی بس چاند کی سلامتی کی فکر تھی ۔

وہ اسے بیڈ پر لٹاتی خود بھی اس کے ساتھ دراز ہوئی تھیں۔ چاندان کے وجود میں سمٹتی خود کو چھپانے لگی تھی ۔

"بس میری گڑیا بس میں ہوں نہ تمھارے پاس۔ جب تک تمھاری یہ بدنصیب تائی تمھارے پاس ہے تمھیں کوئی تکلیف نہیں دے سکتا ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتیں نم لہجے میں بولیں تھیں وہ بری طرح سے سسکنے لگی تھی ۔

"کاش میں بھی مر جاتی اپنے ماں باپ کے ساتھ۔۔ کاش میں بھی مر جاتی ۔"

وہ ہچکیاں لیتی بری طرح سے رودی تھی ۔

"ایسا نہیں کہتے میری بچی بس کچھ دن پھر تم اپنے محرم کے پاس چلی جاؤ گی۔وہ تمھارا بہت سارا خیال رکھیے گا۔ تمھیں ہر تکلیف سے بچالے گا تمھارے خالی دامن میں خوشیاں ہی خوشیاں بھر دے گا ۔"

وہ جیسے اسے خواب دیکھا رہیں تھیں کیونکہ ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔پر وقت کی سفاکی وہ معصوم سی عورت بھی کہاں جانتیں تھی ۔

"اگر وو۔۔۔وہ بھی اچھے نہیں ہوئے اور تایا جان کی طرح مجھے مارا تو۔۔۔مجھے بہت درد ہوتا ہے تائی جان۔۔بہت درد ہوتا ہے ۔"

وہ بری طرح سے کپکپاتی خوف زدہ سی بولی تھی۔آسیہ بیگم کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا جیسے وہ چاہتے ہوئے بھی زخموں سے بچا نہیں پائیں تھیں ۔

"نہیں میں نے بھائی سے معلوم کروایا ہے وہ تھوڑا غصے والا ہے پر دل کا بہت اچھا ہے۔اور میری گڑیا اتنی پیاری ہے۔وہ بہت محبت کرے گا آپ سے ۔"

وہ اس کی چاند سی پیشانی چومتے دل ہی دل میں اس کے بہتر نصیب کی دعا کرنے لگیں تھی ۔

پر ہر دعا قبول کہاں ہوا کرتی ہے ۔

★★★★★

سینہ خوں سے بھرا ہوا میرا

اف یہ بدمست مے کدہ میرا

نارسائی پہ ناز ہے جس کو

ہائے وہ شوق نارسا میرا

دل غم دیدہ پر خدا کی مار

سینہ آہوں سے چھل گیا میرا

یاد کے تند و تیز جھونکے سے

آج ہر داغ جل اٹھا میرا

یاد ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

منت چرخ سے بری ہوں میں

نہ ہوا جیتے جی بھلا میرا

ہے بڑا شغل زندگی غمِ دل

پوچھتے کیا ہو مشغلہ میرا

وہ اس کے سینے پر سر رکھے سسک رہی تھی وجدان شاہ کو اپنے سینے میں ایک طوفان سا بھرپا ہوتا محسوس ہو رہا تھا ۔

ابھی تو اس پری کی تکلیف کا ذرہ اس کی سماعت سے ٹکرایا تھا اور وہ اپنا دل بند ہوتا محسوس کر رہا تھا ۔

عذابِ زخم تو ابھی باقی تھے ۔

اس کا دل چاہا وہ باسط ملک کی بوٹی بوٹی نوچ لے اس کے وجود سے ۔

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے بکھرے سے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹ گیا ۔

"سائیں مم۔۔۔ مجھ میں مزید سس۔۔۔ سکت نہیں ہے سائیں میں مر جاؤں گی ۔"

وہ ماضی میں لگے زخموں کو کریدتے لہولہان ہو گئی تھی۔اسے لگا اگر وہ مزید اس باب کو کھولتی تو اس کی سانسیں ساکت ہو جاتیں ۔

وہ اس کی بات پر تڑپ اٹھا تھا ۔

"نہیں۔۔۔ایسا نہیں کہیں میرے چاند۔"

وہ اس کی سرمئی آنکھوں پر لب رکھتا اسے واپس سے اپنے سینے میں بھینچ گیا ۔کہنے کو الفاظ ناپید تھے وہ بھی تو مجرم تھا نہ اس کا پھر کیسے کوئی تسلی دیتا ۔

نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ گہری سوچ میں تھا ۔

کچھ ہی دیر اسے اپنے سینے پر گہری سانس کی تپش محسوس ہونے لگی تھی ۔

وجدان شاہ نے سر جھکائے اپنے زخموں سے چور چاند کو تکا تھا جس کا چہرے اس کے لیے روح رواں تھا ۔

اگر وہ کچھ پل اس کی نظروں سے اوجھل ہوتی تو وہ بے چین ہو اٹھتا تھا ۔

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس ہر جھکتا ایک نرم سا بوسہ اس کی گلابی پنکھڑیوں پر دیتا بڑے احتیاط سے اٹھا تھا ۔

بنا آواز کیے ویسٹ پہنتے واڈروب سے ہڈی نکالنے لگا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ تیاری مکمل کرتا چاند کی جانب مڑا تھا جو محو خواب تھی چہرے پر اب بھی تکلیف و اذیت کے آثار نمایاں تھے ۔

"میرے چاند آپ کی تکلیف کا ہر حساب لیا جائے گا سود سمیت ۔"

وہ نرمی سے اس کی نم پلکوں پہ اٹکے موتی چنتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا ۔

وہ اس پر کمفرٹر درست کرتا وہاں سے نکل گیا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ ملک حویلی میں تھا۔ آنکھوں میں لہو رنگ سرخیاں لیے وہ اندر کی جانب بڑھا تھا ۔

ہر گاڈ سے نظر بچاتے وہ کچھ ہی دیر میں باسط ملک کے کمرے میں تھا۔ جو کل ہی امریکہ سے واپس آیا تھا ۔

وہ سمجھتا تھا کہ وجدان شاہ اس سے انجان ہے کہ وہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہے اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے اس کے چاند تک پہنچنے کی تگ ودو میں تھا ۔

وہ اس غلیظ انسان کو اپنے چاند کی ہوا تک کو چھونے نہ دیتا اس تک پہنچنا تو دور کی بات تھی۔

اور اب تو ایک عظیم گناہ اس کے حصے میں درج ہو گیا تھا جس کی معافی ولف کی کتاب میں قطعی نہ تھی ۔

وہ سکون کی نیند سو رہا تھا وجدان شاہ نے اپنا اوزار نکالتے بے دردی سے اس کی ٹانگ میں گھسایا تھا۔ وہ جو محو خواب تھا درد کے مارے چلا اٹھا جس پر وجدان شاہ نے اس کے منہ میں کپڑا ٹھونستے اس کے منہ پر مکا رسید کیا تھا ۔

ساتھ ہی تین نوک دار کیل نما ہتھیار اس کی ٹانگ سے کھنچتے جنونی انداز میں اس کے ہاتھ میں گھسا گیا ۔۔

اس کی سماعت میں اس کے معصوم سے چاند کی سسکیاں اس کا دل لہولہان کر رہیں تھیں ۔

جس پر وہ اسے بنا ہوش میں آنے دیے اس کے وجود میں جگہ جگہ وہ آلہ گھسانے لگا وہ زبا ہوئے جانور کی مانند رکتی سانسوں پر غوں غوں کرتا ہوش خود سے بیگانہ ہوا تھا ۔

پورے بیڈ پر خون ہی خون بکھرنے لگا تھا ہر وہ اسے جان سے مارنا نہیں چاہتا تھا تبھی ہر وار اس کے بازوؤں اور ٹانگوں پر کیا تھا ۔

"اتنی آسان موت ہر گز نہیں دوں گا تمھیں باسط ملک۔۔۔تو بھی ویسے ہی پل پل مرے گا جیسے میرے چاند کو تو نے زخم زخم کرتے سسکنے پر مجبور کیا ہے ۔

اس کی سسکیاں دل چیرتی ہیں اس کے سائیں کا۔ تو تجھے کیسے سکون سے مر جانے دوں۔ تو سسک سسک کر جیئے گا مرنے کی بھیک مانگے گا باسط ملک۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولتا وہاں سے نکل کر گیا تھا ۔

قریباً دس منٹ میں وہ شاہ حویلی تھا ہڈی اتار کر اپنے سیکرٹ روم میں رکھتا وہ روم کی جانب بڑھا تھا ۔

روم میں آتے اس کی نظر سیدھا بیڈ کی جانب گئی تھی جہاں وہ نازک سی پری بیٹھی سسک رہی تھی ۔

"میرے چاند ۔۔"

وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔اس کی پکار پر وہ سر اٹھائے اس کی جانب آتی بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی ۔

"آپ کک۔۔۔کہاں چلے گئے تھے سائیں ۔"

وہ اس کی ویسٹ کو پشت سے مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"میں یہیں ہوں جان سائیں ۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

"مجھے ڈر لگ رہا تھا بب۔۔۔بہت ۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے نم لہجے میں بولی تھی ۔

"کیوں میری جان سائیں۔۔میں یہیں تھا نہ۔۔"

وہ کسی کانچ کی گڑیا کی مانند اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

"مم۔۔۔میں نے پکارا تھا آپ کو آپ نن۔۔۔نہیں آئے ۔"

وہ بولتی آنکھوں نم کر گئی۔وجدان شاہ کا دل جیسے کسی مٹھی نے لیا تھا اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی دیکھ کر ۔

"ایم سوری میرے چاند ۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔اس کی نرم گرم سانسیں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے چاند کا نازک سا دل کپکپایا تھا ۔

"سو جائیں اب یہیں ہوں ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا نرمی و الفت سے بولا تھا ۔

"اب نہیں جانا ۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی اس کی ویسٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی آنکھیں میچ گئی ۔

کتنی ہی دیر وہ اسے نہارتا وہیں نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا ۔

★★★★★

"شاہ بب۔۔۔بس دد۔۔۔دور ہو جائیں ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

وہ بمشکل سر اٹھاتا شہد رنگ آنکھوں میں اس کی قربت کی سرخیاں لیے اس کی جانب دیکھنے لگا جیسے وہ ہر طرف سے سرخ گلال کر چکا تھا۔نور کو اپنے رخسار آگ اگلتے محسوس ہو رہے تھے ۔

"کہاں عاشقی کر لی آپ نے میرے دل۔آپ تو ذرہ سی قربت پر بکھرنے لگی ہیں ۔"

وہ اس کی پیشانی سے بال ہٹاتے اس کے نم ہوتے چہرے پر پھونک مارتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"شاہ ۔۔"

وہ اس کی وار فتگیوں سے بکھر رہی تھی ۔

"جی میرے دل میں ہمہ تن گوش ہوں اور آپ کی قاتل اداؤں کے وار سے گھائل ہونے کو بے تحاشہ بے تاب ہوں۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا مدہوش لہجے میں بولتا نور کی جان ہوا کر گیا ۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ وو۔۔۔وہ ہم نہیں تھے ۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی مکر گئی۔زوار شاہ کے لب اوشیپ میں گھول ہوئے ۔

"اچھاتووہ آپ نہیں تھیں ۔"

وہ مصنوعی خیرانی سے بولا تھا۔ جس پر وہ زور شور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"ٹھیک ہے مان لیتا ہوں وہ آپ نہیں تھیں پر مجھے وہ ہاٹ سی نائٹ ڈریس والی بات بہت پسند آئی ہے ۔

تو کیوں نہ آپ ایک چالاک بیوی کی طرح اپنے شوہر کو دبا کر رکھنے کے لیے اسے اپنی منموہنی اداؤں سے مجھے لبھائیں مجھے بہکائیں۔۔چاہیں تو غلام بنالیں میرے دل ۔"

وہ اس کے شانے سے شرٹ ہٹاتے وہ اپنا دیوانگی بھرا لمس چھوڑتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا وہ شرم سے پانی پانی ہوئی تھی اس کی بے باک باتوں باتوں اور خرکتوں سے۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ وہ غغ۔۔۔۔غلطی سے منہ سے نن۔۔۔نکل گیا سچ میں ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اپنی صفائی میں بولی تھی ۔

"تو میرے دل میں نے کب کہا آپ کچھ غلط بولی ہیں یہ تو بہت اچھی ٹپس ہیں۔ بس آپ کو کھلے عام کہنے سے گریز کرنا چاہیے۔آپ ڈائیریکٹ عمل کر کے مجھے دیکھا سکتی ہیں۔آپ کا شوہر جی جان سے آپ کو سراہے گا ۔"

وہ اس کی شرٹ میں ہاتھ ڈالتا اپنی کھردری انگلیوں سے اس کے پہلو سہلاتا آنکھوں میں خماری لیے مجنوبانہ سرگوشی میں بولا تھا

جبکہ وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی انگلیوں کے بے باک لمس پر ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز چھوڑیں ہمیں ۔"

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ پڑی کپکپائی سراپا احتجاج ہوئی تھی ۔

اتنا تڑپ کیوں رہی ہیں میری جاناں میرے دل سرکار۔ عشق تو صدا کا جان لیوا ہے۔ کچھ اسباب سیکھیں میری جان محبت کے اصول جان لیوا ہوتے ہیں۔ محبت کی تشنگی کو سیراب کرنا محب کا فرض ہوتا ہے ۔"

وہ بہت ظالم بن گیا تھا جب سے اس نے اظہارِ الفت کیا تھا۔ وہ اسے سخت امتحان میں ڈالنے لگا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ بب برے ہیں ۔"

وہ اس کی گردن میں ناخن گاڑتے نم لہجے میں بولی تھی ۔

"پر آپ کی محبت بھی ہوں اب ۔"

اسے یاد دلایا گیا تھا۔ جیسے اس سے کوئی جرم ہو گیا ۔

وہ شہد رنگ آنکھوں میں نمی لیے شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

جس پر وہ اس وہ اس کی شاخ گلاب سی کمر کے زاویوں کو سہلاتا اس کی شکوہ کناں آنکھوں پر جھکا تھا ۔

وہ اس کی آنکھوں سے شکوے اپنے لبوں پر سمیٹتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

"آپ بھی تت۔۔ تو کرتے ہیں پھر ہماری محبت پر اتنا واویلا کیوں ۔"

وہ نم لہجے میں جواب طلب ہوئی تھی ۔

"میں محبت والفت ہی تو جتاتا ہوں جو آپ سہن نہیں کر پاتیں ۔"

وہ اسکے بالوں پر لب رکھتا اسے ہر طرح سے لاجواب کر جاتا تھا۔وہ آنکھیں میچتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی ۔

"ہمیں اپنے روم میں جج۔۔۔جانا ہے شاہ ۔"

وہ نم آواز میں بولی تھی ۔

"قطعی نہیں۔آج آپ کہیں نہیں جانے والیں ۔"

وہ اسے سختی سے خود میں بھینچتا درشتی سے بولا تھا۔وہ سسکی تھی ۔

"ہشش میرے دل رونا نہیں۔۔کچھ دن بعد بھی تو آپ کو انھیں پناہوں میں آنا ہے نہ تو ابھی سے عادت ڈالیں ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے دیوانگی ووارفتگی سے بولا تھا۔وہ سمجھ گئی تھی کہ آزادی ناممکن ہے تبھی خاموشی سے آنکھوں موند گئی ۔

★★★★★

"انا جلدی کریں یار آپ کے بھائی محترم نے میری گردن اڑادینی ہے دیری کی صورت میں اور ایک آپ ہیں کہ آپ کی تیاریاں ہی مکمل ہونے کو نہیں آرہیں ۔"

وہ روم میں آتا جھنجھلایا سا بولا تھا جہاں وہ واڈروب میں منہ دیے نہ جانے کونسے خزانے کھوج رہی تھی ۔

اس کے آواز دینے پر وہ روہنسا ہوتی مڑی تھی۔ جیسے دیکھ وہ عاشقانہ انداز میں دل تھام گیا ۔

میرون کلر کا لانگ فراک پہنے جو اچھا خاصا فیٹنگ میں تھا۔اس پر سانچہ میں ڈھلا سنگ مرمر سا تراشہ وجود حدید خان کی آنکھوں خمار آلودہ ہوتی سرخ ہونے لگیں تھیں ۔

میرون بالوں کا رف سا جوڑا بنائے جس سے نکلتی آوارہ لٹیں اس کے دلکش چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔ سبز آنکھوں میں کاجل کی لکیریں کھینچے ۔

ہونٹوں پر لائٹ ڑیڈ لپ اسٹک لگائے دودھیا رنگت پر رخساروں اور ہلکا سا ناک کی ٹپ پر کیا بلش آن اسے خطرناک حد تک حسین بنا رہا تھا ۔

"اف میرے دلبر۔۔۔ کیا بندے کی جان لیں گی اب ۔"

وہ اس کے قریب آتا ایک جست میں اس کی نازک سی کمر کو اپنے شکنجے میں لیتا مخمور لہجے میں بولتا اس کی گردن پر جھکتا وہاں اپنا لمس کے پھول کھلانے لگا ۔

وہ اس کی جان لیوا گستاخی پر اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی اسے خود سے دور کرنے لگی تھی ۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں ہم۔۔۔ہمیں جانا ہے بب۔۔۔بھائی خفا ہوں گے ۔"

وہ بمشکل بولتی اسے ہوش دلانے کو بولی جو بہکتا جا رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں آج اگر تمھارے بھائی کے ہاتھوں جان بھی چلی جائے تو مجھے منظور ہے ۔"

وہ جابجا اس کی گردن پر اپنا سلگتا لمس چھوڑتا دیوانگی و جنونیت سے بولتا تھا وہ پور پور سرخ ہوئی تھی ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان مم۔۔۔مجھے بھائی سے ملنا ہے ۔"

وہ احتجاج آمیز ہوئی تھی ۔

"ٹھیک ہے پر اس کے لیے تھوڑی سی رشوت دیں تاکہ میرا کچھ گزارا ہو تب تک کے لیے ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے خمار آلودہ نظروں سے اس دلنشین اپسرا کو تکتے بولا تھا جو سادگی میں اسے بری طرح سے بہکاتی تھی ۔

اوراب تو پور پور سجی اسے سر تا پاؤں گھائل کر رہی تھی۔ جبکہ اس کی نظروں کا تعاقب تکتے سہمی سی نفی میں سر ہلانے لگی ۔

جیسے خاطر میں لائے بنا وہ پوری شدت سے اس کی گلاب پنکھڑیوں پر جھکتا اس کا سارا احتجاج خود میں جزب کر گیا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچ گئی

وہ دیوانہ اس کی سانسوں کی مہک خود میں اتارتا دیوانگی بھرے لمس سے اسے نڈھال کرتا اسے بے جان کرنے لگا تھا ۔

جیسے اپنے دل کی دھڑکن بے قابو ہوتی محسوس ہو رہیں تھیں۔ وہ بری طرح سے مچل رہی تھی اپنی سانسوں کی تنگی پر۔۔ پر وہ ظالم بنا اپنی تشنہ لبی مٹانے کو اسے مشکل میں ڈالے ہوئے تھا۔

اسے بے جان ہوتا محسوس کر وہ نرمی سے اسے اپنی شدت بھری گرفت میں آزادی دیتا اپنے سینے سے لگا گیا ۔۔

جو نڈھال سی اس کے سینے پر سر رکھتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسوں کی عتدال پر لانے کی تگ و دو کرنے لگی ۔

"چلیں میرے دلبر سائیں ورنہ میر اارادہ پھر سے بے ایمان ہونے کا ہے ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔وہ بری طرح سے کپکپائی تھی اس کی حرکت پر ۔

"آپ بب۔۔۔بہت برے ہیں خان ۔"

وہ اس کے سینے پر مکے رسید کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی جس پر وہ قہقہہ لگاتا اس کی سرخ ناک پر لب رکھ گیا ۔

وہ مزید حیازدہ ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔

★★★★★

حویلی میں ہر طرح عید کا سماں کیونکہ آج وجدان کی دستار بندی تھی ۔

پورے گاؤں کو دعوت عام دی گئی تھی۔ہر کوئی اپنے نئے سردار کے لیے بے حد خوش تھا کیونکہ وجدان شاہ ایک مظبوط اور عدل وانصاف پسند انسان تھا ۔

پورے گاؤں کے سامنے سلطان شاہ نے وجدان شاہ کی دستار بندی کی تھی۔چاند اور نور اوپر سے سفید پردوں کے ہالے سے یہ منظر دیکھ رہیں تھیں ۔

نور اپنے بھیو جانی کو دیکھتی نہال ہو رہی تھی جبکہ چاند تو کتنی ہی دیر یک ٹک اسے دیکھتی رہی تھی ۔

جو سفید شلوار قمیض پہنے شانوں پر سیاہ اجرک ڈالے سر پر سرداری دستار باندھے کسی ریاست کا بادشاہ ہی معلوم ہو رہا تھا ۔

گاؤں کے لڑکے آگ جلائے اس کے ارد گرد ثقافتی ڈانس کرتے ساتھ ساتھ ہوٹنگ اور قہقہے بھی لگا رہے تھے ۔

شاہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہر چیز کو آگ لگا دیتیں وہ جلتی کڑتی یہ منظر دیکھ رہیں تھیں اس پر پینو بھی غائب تھی ۔

پر وہ اتنی آسانی سے ہار نہیں سکتیں تھیں انھیں کچھ کرنا تھا ۔

وہ اپنی حکمرانی اس طرح سے جانے نہیں دے سکتیں تھیں۔ وہ جو پہلے ہی سلگ رہیں تھیں نظریں جیسے دوسری جانب پڑیں ان کے دل میں جیسے بھانبھڑ جل اٹھے ۔

جہاں چاند نور چاند کو کچھ کہہ رہی تھی اور وہ شرم سے سرخ انار بنی سفید اور گلاب رنگ کے بے حد قیمتی لباس میں بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی ۔

جہاں نور چاند کو کچھ کہہ رہی تھی اور وہ شرم سے سرخ انار بنی سفید اور گلاب رنگ کے بے حد قیمتی لباس میں بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی ۔

"سچ میں بھابھی آج تو بھائی گئے کام سے آپ تو کسی جنت کی حور سے بھی زیادہ اپنے حسن کی روشنیاں بکھر رہی ہیں ۔"

وہ چاند کے کندھے کے ساتھ کندھا ٹکراتا شریر انداز میں بولی تھی ۔

تبھی اسے سامنے سے انا آتی دیکھائی تھی۔نور نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

یہ یہاں کیسے آئی تھی ۔

"ہائے نور ۔۔۔"

وہ اس کی حیرانی کو نظر انداز کرتی اس کے گلے لگی تھی ۔

"ہم ٹھیک ہیں پر عروہ تم یہاں کیسے آئی ۔"

وہ اس کے گلے ملتی کچھ حیرانی اور کچھ ایکسائٹڈ بھی نظر آئی تھی ۔

"میں تو یہاں اپنے بھائی سے ملنے آئی ہوں انھوں نے ہی ہمیں مدعو کیا ہے یہاں۔"

وہ مسکرا کر سکون سے بولی تھی۔ وہ مزید الجھی پر پھر لگا شاید زوار شاہ نے کیا ہو گا کیونکہ وہ اس کی دوست تھی اس لیے ۔

جبکہ عروہ نے چیرے پر معصومیت طاری کی تھی اب وہ اسے کیا بتاتی یہ اس کے شوہر نامدار نے اسے اپنی بھولی منکوحہ کے لیے ہی تو کالج میں بھیجا تھا ۔

تاکہ وہ اسے نور کی پل پل کو خبر دے سکے۔ وہ مظلوم بننے اور فیس تک کا سارا ناٹک اس نے زوار شاہ کے کہنے پر کیا تھا۔ تاکہ وہ اس کے قریب ہو سکے ۔

"اچھا چلو آؤ ہم تمھیں اپنی بھابھی سے ملواتے ہیں ۔"

وہ بولتی چاند کی جانب لے آئی ۔

"عروہ یہ ہمارے وجی بھیو جانی کی بیوی ہیں ہماری فیری ہماری پیاری سی بھابھی ۔"

وہ پیار سے چاند کے ساتھ لگتی محبت بھرے لہجے میں بولی تھی۔ جیسے دیکھ انا کچھ پل کے لیے مبہوت سی رہ گئی ۔

پھر ایکدم سے اس کے گلے لگی جو چاند نرم سا مسکراتی اس کے گرد حصار باندھ گئی اسے یہ سبز آنکھوں والی پیاری سی گڑیا بہت پسند آئی تھی ۔

"آپ بہت پیاری ہیں بھابھی ۔"

وہ اس کے گال پر بوسہ دیتی مسکرا کر بولی تھی چاند سرخ سی ہوتی مسکرادی ۔

"تم بھی بہت پیاری ہو پیاری لڑکی ۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی ۔

"چلیں آجائیں ہم بھیو جانی کو دیکھتے ہیں آج وہ کتنے پیارے لگ رہے ہیں ۔۔"

وہ خوشی سے کھکھلاتی ہوئی بولی تھی ۔

"ارے یہ تو خان سر ہیں لگتا ہے شاہ نے انھیں بھی دعوت دی ہے ۔"

وہ حدید خان کو وجدان شاہ اور پھر زوار شاہ کے گلے ملتا دیکھ خیرانی سے بولی تھی

۔انا نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی ۔

★★★★★

"چلیں بھئی آجائیں سردار صاحب میدان میں ۔"

زمان شاہ نے وجدان شاہ کو کھینچتے میدان میں آنے کو کہا تھا ۔

"پلیز چچا سائیں مجھے معاف رکھیں یار ۔"

وہ مسکراتا ہاتھ جوڑ گیا ۔

"بلکل نہیں۔آج ہمارے سردار صاحب کو رقص کرنا ہوگا ۔"

گاؤں کے منچلے نوجوانوں کے ساتھ زوار شاہ اور حدید خان بھی شامل تھے ۔

وہ مسکراتا ہوا بے حد خوبصورت لگ رہا تھا چاند کو اپنی نظریں ہٹانا مشکل ہوئیں تھیں اس ساحر سے ۔

جس کی آج جھنپ ہی نرالی تھی۔سلطان شاہ تو آج پھولے نہیں سما رہے تھے ۔

ان کی خواہش پوری کر دی تھی ان کے شہزادے بیٹے نے۔انھیں افسوس تھا انھوں نے اتنے سال اپنی بزدلی میں ضائع کیے تھے ۔

کاش وہ پہلے اسے منع لیتے وہ توان کا شہزادہ بیٹا تھاان سے بے تحاشہ محبت کرنے والا ۔

"چلو وجی میری جان شروع ہو جاؤں تمھارے باباسائیں کا حکم سمجھو اسے ۔"

سلطان شاہ تحکم بھرے انداز میں بولے تھے۔ جس پر وہ مسکراتا سر خم کرتا ان کے حکم ماننے کو تیار تھا ۔

نور اور انا آکسائیڈ سی یہ منظر دیکھ رہیں تھیں اور وجدان شاہ کے رقص کے انتظار میں تھی ۔

وہ مسکراتا میدان میں آیا تھا۔ ہاتھ اوپر کو اٹھاتا دلدار انداز میں رقص کرتا پیروں کو حرکت دیتا وہ بے حد وجیہہ لگا تھا ۔

ہر جانب خوشی سے شور اٹھا تھا۔ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے وہ ایک شان سے سر اٹھائے آگ کے گرد رقص کرتا چاند کو گھائل کر گیا ۔

وہ پہلے ہی اس ساحر کے عشق میں پاگل تھی اب پورپورا اسیر ہوئی تھی اس ساحرِ عشقِ مجسم کی ۔

تبھی زمان شاہ نے زوار شاہ کو بھی میدان میں دھکیلا تھا وہ مسکراتا حدید خان کو بھی اپنے ساتھ کھینچ گیا ۔

جس پر وہ مسکراتا ان کے ساتھ ہو لیا۔ اب وہ ہنستے مسکراتے تینوں رقص کرتے ایک دوسرے کے سینے تھپتھپاتے گھومتے پورے جوش و خروش میں تھے ۔

نور کی تو آنکھوں پھٹ پڑیں اپنے کھڑوس شاہ جویوں سب کے بیچ ہنستے مسکراتے رقص کرتے دیکھ اور یہی حال انا کا بھی تھا اپنے خان کو دیکھ کر جس کی شوخیاں ہی آج الگ تھیں سفید شلوار قمیض کے ساتھ بادامی اجرک اوڑھ وہ بے حد وجیہہ لگ رہا تھا ۔

اور زوار شاہ کے تو کیا کہنے تھے سیاہ شلوار قمیض کے ساتھ میرون اجرک شانوں پر ڈالے اتنا ہینڈسم لگ رہا تھا جیسے سیاہ رنگ بنا ہی اس ساحر کے لیے تھا ۔

نور کو اپنا دل اپنے کانوں میں بجتا محسوس ہو رہا تھا ۔

وہ تو اس ظالم بنے محبوب کے عشق میں جوگی بنی رقصم تھی پر وہ اب کچھ بے مہر ہو گیا تھا ۔

وہ جو ہمیشہ ان کے لمس میں نرمی رہتی تھی اب وہ شدت جنونیت اختیار کر گئی تھی ۔

وہ اب اس ہر ذرہ رحم نہیں کھاتا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں کھانے کا اختتام ہوا تھا۔ وجدان شاہ کو اپنے چاند کی فکر لگی تھی تبھی اندرونی حصے کی جانب آیا ۔

اسے دیکھتے ہی انانے بھاگ کر اس کے سینے پر سر رکھا تھا ۔

"بھائی ۔"

اس کی آنکھوں نم ہوئیں تھیں اتنے وقت بعد وجدان شاہ کو اپنے سامنے دیکھ جس نے ایک بھائی کی طرح اس کا خیال رکھا تھا ۔

"میرا بچہ کیسا ہے ۔"

وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا شفقت بھرے انداز میں بولا تھا جبکہ نور پر ایک پہاڑ ٹوٹا تھا خیرانی کا ۔

عر وہ کیسے جانتی تھی اس کے بھیو کو اور وہ انھیں بھائی کیوں کہہ رہی تھی ۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی اور آپ کو بہت یاد کیا ۔"

وہ روندھی آواز میں بولتی اس کی جانب دیکھنے لگی تھی۔ جو انتہائی خوبرو لگ رہا تھا

۔

"خان نے تنگ تو نہیں کیا میری گڑیا کو ۔"

وہ کچھ شریر ہوتے دریافت کرنے لگا۔ جس پر وہ جھنپتی سر جھکا گئی ۔

"نہیں بھائی وہ اچھے ہیں ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے۔نور کا تو پارا آسمان کو پہنچ چکا تھا ۔

جیلسی کا کیڑا بری طرح سے پھڑ پھڑانے لگا تھا ۔

"عروہ یہ ہمارے بھیو جانی ہیں تم دور رہو پلیز ۔"

وہ اسے وجدان شاہ سے دور کرتی دھیمے لہجے میں ذرہ ترشی سے بولی تھی۔وجدان شاہ مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا ۔

جبکہ انا بنا برا منائے مسکرادی ۔

"او۔۔۔میرا پیارا سا جیلس ہو گیا ۔"

وہ اس کے بالوں پر بوسہ دیتا شریر انداز میں بولا تھا ۔

"آپ ہمارے بھیو جانی ہیں بس ہمارے اور کسی کے بھی نہیں ۔"

وہ اس وقت بھول گئی تھی کہ وہ اس کی دوست بھی ہے پر وہ وجدان شاہ کے معاملے میں خاصی پوزیسو ہو رہی تھی ۔

"اوکے یار۔۔۔وہ بس تمھارے بھائی ہیں۔میرے لیے تو یہ میرے مسیحا ہیں اوران کا رتبہ میرے لیے ایک بھائی سے بھی بڑھ کر ہے ۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تھی وجدان شاہ کا دل پسیج گیا۔اس چھوٹی سی شہزادی کتنی مشکلیں اٹھائیں تھیں ۔

نوراس کی نم آنکھیں دیکھتی خود بھی رونے کو ہوئی۔اسے لگا جیسے اس کی وجہ سے وہ ہرٹ ہوئی ہے ۔

وہ ایسا تو نہیں چاہتی تھی ۔

"ٹھیک ہے یہ تمھارے بھی بھائی ہیں پر تھوڑے سے تم شاہ کو بھیو بنالو وہ بھی اچھے ہیں ۔"

وہ نرم پڑتی بولی تھی اس کی بات پر وہ مسکرادی تھی ۔

"تم بھی اچھی ہو نور ۔"

وہ اس کے گلے لگتی نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی ۔

"نور پرنسس آپ کی بھابھی کہاں ہیں ۔"

اسے چاند کہیں نظر نہ آئی تبھی دریافت کیا تھا ۔

" بھیو جانی وہ تو اپنے روم میں چلیں گئیں ہیں بہت تھک گئ تھیں تو ہم نے کہا آپ آرام کریں جا کر ۔"

وہ اسے اگاہ کر رہی تھی۔ وہ بے چین ہوتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا وہ ٹھیک تو تھی نہ ۔

وہ اسے روم میں نظر نہیں آئی تھی۔ دل ڈرا تھا جیسے۔ وہ واپس باہر کی جانب آیا تھا ۔

"رجو ـــ"

اس نے کھانے کی ٹرے اٹھائے لے جاتی رجو کو آواز دی ۔

"جی سردار سائیں ۔"

وہ اس کی جانب آئی تھی ۔

"چاند بی بی کہاں ہیں تمھاری ۔"

وہ بے صبری سے دریافت کرنے لگا ۔

"سردار سائیں انھیں تو میں نے پیچھے کی طرف جاتے دیکھا تھا ۔"

وہ اسے بتاتی خیرانی و خوف میں مبتلا کر گئی۔ وہ تیزی سے بیک یارڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

ہر طرف نظر دوڑائی تھی پر وہ اسے کہیں نظر نہ آئی تھی تبھی اسکی نظر اس کوارٹر کی جانب اٹھی تھی جو یہاں سے کافی فاصلے پر تھا ۔

جس جہنم میں کبھی اسکا چاند قید تھا ۔

کہیں وہ وہاں تو نہیں تھی۔اس کا دل خوف سے کپکپایا تھا۔وہ تیزی سے اس سیاہ عنکبوت کی جانب بڑھا تھا ۔

★★★★★

وہ اپنے روم کی جانب آئی تھی وہ تھک سی گئی تھی ۔

وجدان شاہ کو یاد کرتے اس کے لب مسکرائے تھے وہ کتنا خوبرو لگ رہا تھا آج ۔

یقین کرنا مشکل تھا کبھی وہ اس سنہری شہزادے کی ایک جھلک دیکھنے کو ترستی تھی اور آج وہ اسے جی بھر کر دیکھ سکتی تھی قریب سے۔

اسے سب خواب سا لگتا تھا آج اسے آسیہ بیگم شدت سے یاد آئیں تھیں ۔

اس عورت نے ہمیشہ اپنی اولاد پر اسے ترجیح دی تھی ان کی بے لوث محبت پر کبھی کبھی وہ خود خیران ہوتی تھی ۔

پر پھر رابعہ بیگم جو دیکھ کر ان کا پیار زوار شاہ اور وجدان شاہ کے لیے دیکھ اسے احساس ہوا تھا کہ ان جیسی عالی ظرف عورتیں اب بھی دنیا میں تھیں ۔

جنہیں رشتوں پر خود سے بڑھ کر چاہتیں لٹانہ آتیں تھیں بنا کسی غرض کے ۔

وہ چلتی گلاس وال کے سامنے آئی تھی بے ساخت ہی اس کی نظر اس ویران کونے میں پڑی تھی ۔

جہاں کبھی ایک معصوم سی سولہ سالہ لڑکی کو زخموں سے چور بے یار و مددگار پھینک دیا جاتا تھا ۔

وہ ٹرانس کی کیفیت میں اس ویران کواٹر کو دیکھے گئی ۔

پھر نا جانے کیا ہوا کہ وہ باہر کی جانب بڑھی اور سامنے سے جانے کی بجائے وہ پیچھے کے راستے سے اس کواٹر کی جانب بڑھی تھی ۔

ایک ایک قدم پر چلتے جیسے کانٹے اگ آئے تھے پیروں تلے پر وہ رکی نہیں تھی چلتی رہی ۔

اعصاب چٹخنے لگے تھے بری طرح سے۔پر وہ آج رکنا نہیں چاہتی تھی ۔

کواٹر کے سامنے آتے اسے ہر طرح اپنی ہی چیخیں سنائی دینے لگیں سی ۔۔

وہ بمشکل اپنے بے جان ہاتھ کر بڑھاتی دروازہ کھولتی لرزتے قدموں کے ساتھ اندر کی جانب بڑھی ۔

بلب کی پیلی سی روشنی اس کی آنکھوں میں پڑتے وہ آنکھوں سے ہاتھ رکھ گئی ۔

پھر بمشکل سانس لیتے وہ اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتی سامنے دیکھتے لگی ۔

"میں مر کیوں نہیں جاتی اللہ ۔۔"

ایک کونے میں سسکتی ہوئی زخموں سے چور سیاہ لباس میں چاند اسے موت کی بھیک مانگتی نظر آئی تھی ۔

اس کا پورا وجود جیسے آسیب زدہ طوفانوں کی زد میں آیا تھا ۔

کہیں زمین پر پڑی سسکتی بلکتی تو کہیں اپنی محبت پر ماتم کناں ہوتی ۔

اور پھر اس کی نظر کمرے کے وسط پر پڑی جہاں وہ لٹی پٹی سی چاند گھڑا کھود رہی تھی۔اسے لگا جیسے اس کا دل بند ہو جائے گا ۔

"نن۔۔۔ نہیں کک۔۔۔ کرو۔"

وہ بے حد مدھم آواز میں بولی تھی۔پر وہ عکس کہاں رکا تھا گھڑا کھود کر وہ محبت و الفت کی ساری داستان خاک سپرد کرتا وہیں گر کر ماتم کناں ہوئی تھی ۔

وہ کون کون سا زخم بھولتی کہاں کہاں وہ مرھم رکھتا۔ وہ تو رواں رواں لہولہان تھی ۔

وہ تیزی سے اس جگہ کی جانب بڑھی تھی اور جنونی انداز میں اس گھڑے جو کھونے لگی تھی ۔

آنکھوں سے ایک آنسو نہ بہا تھا ذہن جیسے ماؤف ہو گیا تھا وہ بنجر آنکھوں زمین پر اس جگہ ٹکائے اس جگہ جو کھروچنے لگی جہاں اس نے اپنے سائیں کے نقوش دفن کیے تھے ۔

وجدان شاہ جو اسے ڈھونڈھتا اس جانب آیا تھا چاند کو کمرے میں زمین پر بیٹھے پاگلوں کی طرح زمین کو کھودتے دیکھ لرز اٹھا ۔

جو حواسوں نے نہیں لگ رہی تھی۔وہ تیزی سے اس کی جانب آیا تھا ۔

"چاند۔۔۔چاند چھوڑیں اسے کیا کر رہی ہیں ۔"

وہ اسے زبردستی اٹھاتا کھڑا کر گیا ۔

"چھوڑیں مم۔۔۔مجھے وہ میرے سائیں ۔"

وہ ہزیانتی ہوتی اس کی گرفت میں مچلتی خود کو چھڑوانے لگی تھی نظریں ابھی بھی زمین پر تھی ۔

"چاند ہوش میں آئیں ۔"

وجدان شاہ نے اسے جھنجھوڑتے ڈالا۔وہ ایک دم حواس کی دنیا میں لوٹی تھی ۔

پر دماغ اب بھی کورا تھا تبھی آنکھوں میں اجنبیت لیے اسے دیکھنے لگی وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

"ہیے میرے چاند کیوں خود کو اتنا ستا رہی ہیں میری جان سائیں ۔"

وہ اسے خود میں بھینچتا کرب آمیز لہجے میں بولا تھا۔چاند کو لگا جیسے وہ تپتے صحرا سے ٹھنڈی میٹھی چھاؤں میں آگئی ہے ۔

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اسی راستے سے اپنے روم کی جانب بڑھا تھا کیونکہ سامنے ابھی بھی بہت ہجوم تھا جو رات بھر رہنے والا تھا ۔

وہ خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی وجدان شاہ نے اذیت سے لب بھینچے تھے ۔

وہ اپنے روم میں آتا نرمی سے اسے قالین پر اتارتا۔اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گیا ۔

"آپ کی اذیت آپ کے سائیں کا دل لہو لہو کرتی ہے کب سمجھیں گی آپ یہ بات میرے چاند۔ کیا یونہی وجدان شاہ کو انگاروں پر گھسیٹتی رہیں گی آپ ۔"

وہ کرب آمیز لہجے میں بولتا چاند کا دل مٹھی میں لے گیا۔ وہ تڑپ کر نفی میں سر ہلا گئی ۔

"ایسا مم۔۔۔مت کہیں سائیں ۔"

وہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتی بمشکل کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

وہ اس کے نازک سے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتا نرمی سے اس کے آنسو اپنے پوروں پر چنتے اس کی پیشانی پر لب کشائی اپنے لمس کی تاسیر سے اس چلتے بجتے چاند کو روح تک پر سکون کر گیا ۔

★★★★★

وہ بے حد تھک گئی تھی تبھی اپنے روم میں آ گئی تھی ۔

آنکھوں کے سامنے پھر سے زوار شاہ کا خوبرو چہرہ در آیا تھا آپ وہ کتنا پیارا لگ رہا تھا مسکراتا رقص کرتا ۔

اس کا دل چاہا وہ اپنے شاہ کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے معطر کرتی اسے بتاتی کہ وہ ایسے کتنا پیارا لگتا تھا اسے ۔

"توبہ۔۔۔توبہ اگر اس سمندری کریکن جو پتہ چلا کہ ہم کیا سوچ رہے ہیں تو آئنور شاہ آپ گئیں کام سے۔ویسے کیا کم وہ آپ کی جان کو تختہ مشق بنائے رکھتے ہیں۔جو آپ ایسے نادر خیالات سوچ رہی ہیں ۔

اس نے اپنی بے باک سوچ پر لاحولا ولا پڑھا ۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی خود کو بغور دیکھنے لگی۔لائٹ پیچ اور وائٹ کلر کے فراک اور شرارے میں شہد رنگ بالوں کے ٹوسٹ بنائے دو لٹیں نکالے جو اس کے دلکش چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں ۔

موٹی موٹی غلافی آنکھوں پر بایک سی لائنر سی کی لکیر کھنچے گلاب رخساروں پر ہلکا سا پیچ بلش آن کیے کٹاؤدار لبوں کو پیچ ہی گلوز سے سجائے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

کچھ چست سی فراک میں اس کا قیامتی سراپہ بے حد دلکشیاں بکھر رہا تھا ۔

"اُف نور آپ کتنی پیاری ہیں یار ۔"

وہ آئینے میں خود کو تکتی خود پر ہی فدا ہوئی تھی۔ پر کیا فائدہ جس کے لیے وہ اتنا دل سے تیار ہوئی تھی اس نے تو ابھی تک اسے دیکھا بھی نہیں تھا ۔

اور اب امید بھی نہیں تھی کیونکہ رات کا ایک بج رہا تھا ۔

وہ بے دلی سے اپنی چوڑیاں اتراتی رکھتی کم ٹینچنے لگی تھی ۔

"ہنہ کیا وہ آ نہیں سکتے تھے۔۔۔ایسی بھی کیا لاپروائی۔۔ کوئی نہیں ہم بھی کونسا مرے جا رہے ہیں۔ سمندری کریکن کہیں کے ۔۔"

وہ اس کی بے اعتنائی پر بری طرح سے ہرٹ ہوئی تھی۔ تبھی غصے سے بولتی ساری جیولری ڈراؤ سے ڈالتی موڑی تھی پر سامنے ہی زوار شاہ کو دیکھ سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا ۔

"آج آپ کو یہ سمندری کریکن کھا جائے گا میرے دل۔۔۔یقین جانیں مجھ سے اچھا کوئی نہیں بتا سکتا آپ کو کہ آپ کیسی لگ رہی ہیں میری جاناں۔"

وہ آنکھوں میں خماری سرخیاں لیے مخمور نظروں سے اسے سر تا پا تکتا مجنونانہ انداز میں بولا تھا ۔

وہ اس کے انداز سے پور پور کپکپا اٹھی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ ۔"

بمشکل لبوں سے برآمد ہوا تھا پر آواز بمشکل اس تک پہنچ پائی تھی ۔

"جی شاہ کے دل میں قربان ۔"

وہ فدا ہوتے انداز میں بولتا اس کی جانب بڑھا تھا۔نور کے گلے میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی ۔

"کوئی مجھے شدید سے یاد کر رہا تھا جانِ دل".

وہ بے باک نظروں سے اسے سر تا پاؤں تکتا سمٹنے پر مجبور کر گیا وہ اپنا دوپٹہ درست کرنے لگی ۔

"کوئی فائدے نہیں میرے دل جانیاں۔ میں آپ کی روح تک جانکنے کاارادہ رکھتاہوں ۔"

وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا دوپٹہ کھینچ کر دوراچھال گیا ۔

"شاہ ۔۔"

وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی حرکت پر ۔

جسے وہ خاطر میں لائے بنااس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے جھکتااس کی بیوٹی بون پر اپناسلگتا چھوڑتااس نازک جان کو کپکپانے پر مجبور کر گیا ۔

وہ اپنا دہکتا لمس جا بجا اپنا چھوڑنے لگا تھا۔ نور کے روم روم میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

"شاہ پپ۔۔۔پلیز شاہ مم۔۔۔مت کریں ۔"

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

"ایسے کیسے میری جان یہ مجھے یاد کرنے کا خراج ہے جو ہر حال میں مجھے وصولنا ہے ۔"

وہ مخمور لہجے میں بولتا اسے گھماتا اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتا اس نازک پری کی پشت سے بال سمٹاتا ذرہ سے گہرے گلے پر جھکا تھا ۔

وہ آنکھوں میچتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی اس کا سلگتا لمس اپنی گردن کی پشت پر محسوس کرتے ۔

وہ دیوانہ وار اپنی شدتوں کی چھاپ چھوڑتا کندھے اور گردن کے درمیان پوری شدت سے اپنے لمس کی سختیوں سے اسے جل تھل کرتا جنون آمیز ہوا تھا ۔

نور کو اپنے وجود کا ذرہ ذرہ جل تھل ہوتا محسوس ہوا تھا ۔

"شاہ چھوڑیں پلیز ۔۔"

وہ اس کی جنونی گرفت میں جھٹپٹاتی لرزتی آواز میں احتجاج آمیز ہوئی تھی پر وہ اس سنگ مرمر سی مورت کو آزادی دینے کا قائل کب تھا ۔

جس کی ہر ہر ادا سراہے جانے کی حامل تھی ۔

وہ اسے واپس اپنی جانب گھماتا اس کے ریشم سے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کا سارا احتجاج خود میں قید کر گیا تھا ۔

نور کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں اس کی شدت بھری گرفت پر۔ وہ اس کی گردن پر ناخن گھاڑ گئی۔ جس پر وہ اسے مزید خود سے قریب تر کرتا اپنی جنونیت بھری جنبش سے اس کی جان نکالنے پر تل آیا تھا ۔

وہ بری طرح سے مچلی تھی اس کے جان لیوا لمس پر۔۔۔وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا اس کی نرماہٹ و ملائمت شدت و دیوانگی سے محسوس کرتا اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا تھا ۔

نور رکتی سانسوں پر بے جان سی ہونے لگی تھی لبوں پر ہوتی جھلن الگ سے ہلکان کیے ہوئے تھی ۔

اسے بے جان سا محسوس کرتا وہ نرمی سے اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا۔وہ چہرہ موڑتی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے لگی پر وہ ظالم اسے سکھ کا سانس لینے کہاں دینے والا تھا ۔

اس کے گردن موڑنے پر ابھرتی بیوٹی بون پر نظر پڑتے زوار شاہ کی آنکھیں مدھوشی سے سرخ ہوئیں تھیں ۔۔

وہ شدت سے جھکتا اس کی بیوٹی بون پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا وہ نازک جان تڑپتی مچل اٹھی تھی سانس بری طرح سے آکھڑا تھا ۔

اسے لگا جیسے وہ ظالم بنا آج اس کی سانسیں روک کر ہی مانے گا۔۔جو اسے سانس لینے کی بھی مہلت نہیں دے رہا تھا۔ گردن پر جیسے کوئی انگارے چھونے کا گمان ہونے لگا تھا ۔

آنکھوں نم ہونے لگیں تھیں ۔

"بب۔۔۔۔بس کردیں شاہ ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ٹانگیں بری طرح سے لرزیں تھیں اس سے پہلے کے وہ گرتی وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

آنکھوں شدید سرخ ہو رہیں تھیں۔وہ نفی میں سر ہلاتی سہمتی اس کے بیڈ پر ڈالنے پر سمٹتی بیڈ کے کراؤن سے جا لگی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کے گریز پر ۔

"آپ کو جان لینا چاہیے میرے دل۔ آپ کا یہ دلفریب گریز میرے دہکتے جزبات کو ہوا دیتا اسے آتشِ دیوانگی بنانے کی کوشاں میں ہے ۔"

وہ اسے کھینچتا ایک جھٹکے میں بیڈ پر ڈالتا اس ہر سایہ فگن ہوتا اس کے ایک ایک نقوش پر سطریں کھینچتے دیوانگی وار فتگی سے بولا تھا۔

وہ بری طرح سے سہمی سہمی نظروں سے اس کی جانب دیکھتی لرزنے لگی تھی ۔

"شاہ پلیز ہم۔۔۔ ہمیں کک۔۔۔ کچھ ہو جائے گا ۔"

وہ اس کی قمیض کے کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچتی اس کے سینے میں چھپتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔ دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

زوار شاہ کی آنکھوں میں خمار آلودہ طوفان سا اٹھا تھا وہ اس سے ڈر کر بھی اسی میں پناہ تلاش رہی تھی ۔

وہ نرمی سے اسے خود سے الگ کرتا تکیے پر ڈال گیا ۔

وہ سہمتی آنکھیں میچ گئی تھی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"میری طرف دیکھیں میرے دل جانیاں ۔"

وہ جھکتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا بوجھل لہجے میں مدھم سرگوشی میں بولا تھا جس کے لرزتے لب اسے پھر سے بہکانے لگے تھے ۔

"شاہ ۔"

اب کہ آواز نم سی تھی۔دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو پہلے ہی مچل رہا تھا اب بے چین ہوتا پھڑ پھڑانے لگا تھا ۔

"شاہ کے دل کیا اپنے شاہ کی بات نہیں مانیں گی۔اتنا ڈر کیوں رہی ہیں۔ محبت تو نڈر ہوتی ہے۔ محبت نے سہمنا کہاں سیکھا ہے میرے دلنشین محبوب۔ پھر اتنا اتضاد کیوں آپ کے لفظوں میں اور آپ کے عمل میں۔۔"

وہ اسے محبت کے اصول و قواعد بتاتا ظالم لگا تھا اسے وہ آنکھوں کھولتی شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

شہد رنگ آنکھوں میں سجا گلال پن!

نظروں کے ایسے قاتل وار سے بھلا محبوب کہاں بچ پاتے ہیں ۔

وہ پور پور گھائل ہوتا دل تھام گیا ۔

"قسم ہے محبت کی دل کے سکون۔۔۔آج اگر کوئی نینوں کے ان دل نشین وار سے قتل ہو پاتا تو زوار شاہ کا قتل طے تھا ۔"

وہ اس کی آنکھوں پر جھکتا اپنا لمس مہکاتا دیوانگی والفت سے بولا تھا وہ دھل کر اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی ۔

"آپ ظالم ہیں شاہ ہم۔۔۔۔ہم بات نہیں کریں گے ۔"

وہ خفگی سے بولتی اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس محبت بھری خفگی پر ۔

"اور آپ عشقِ جنون ہیں میرے دل ۔"

وہ اسے کی پیشانی پر لب رکھتا محبت والفت سے گویا ہوا تھا ۔

نور کے لب مسکرائے تھے اس کا دل کیا وہ کہہ دے آج وہ بہت پیار الگ رہا تھا ۔

پر پھر یہ سوچ کر چپ ہی رہی کہ اس کے بولنے پر اس سمندری کریکن نے پھیل جانا تھا ۔

پہلے ہی وہ کیا کم اس کی جان مشکل میں ڈالے ہوئے تھا جو وہ مزید اسے دعوت دیتی اپنی جان سکھانے کی ۔

"آئی لو یو ۔"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا اٹھا تھا وہ اس کے اظہارِ الفت پر سرخ ہوتی رخ موڑتی تکیے میں سر چھپا گئی ۔

وہ ایک نظر اس پر ڈالتا روم سے نکل گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنے دل کو سنبھالتی اٹھی تھی اور بھاگ کر دروازے کو اچھے سے لاک کیا تھا پھر اپنا موبائل نکالتے

۔

زوار شاہ کے فون پر ایک میسج کرتے وہ اپنا ڈریس لیتی اپنے روم میں گھس گئی ۔

دوسری جانب زوار شاہ جو ابھی اپنے روم میں پہنچا تھا۔ میسج کی رنگ پر اپنا فون نکالتے چیک کیا ۔

"آج آپ بہت پیارے لگ رہے ہیں دل کے شاہ سرکار ۔"

میسج پڑھتے زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"یہ زیادتی ہے جانِ دل۔آپ کو یہ بات روبرو کہنی چاہیے تھی تاکہ میں آپ کے لفظوں کو تحائف دیتا ۔"

وہ وائس کرتا بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا تھا ۔

دوسری جانب وائس سنتی نور لال پیلی ہوتی موبائل کو سائڈ ٹیبل پر رکھتی آنکھیں میچ گئی ۔

★★★★★

وہ کتنی پیاری لگ رہی تھی آج وہ اسے بتانا چاہتا تھا وہ ایک بار پھر سے اس چاند کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہے ۔

پر ان اذیتوں کے کالے سائے اسے پھر سے گھیر بیٹھے تھے ۔

سفید اور گلاب رنگ کے فراک اور گرارے میں سر پر گلاب رنگ کا خوبصورت گوٹی دار دوپٹہ لیے ایک شانے پر گولڈن شال لیے ۔

خوبصورت لمبے گھنے بالوں کو کرل ڈالے ایک سائڈ سے پن اپ کیے۔ میک اپ کیے نام پر گلاب رنگ ہی لپ اسٹک لگائے بڑی بڑی سرمئی آنکھوں کی خم دار گھنیری مرتگان کو مسکارے سے مزید بوجھل کیے انھیں مزید قاتل بنایا گیا تھا ۔

چھوٹی سی ناک بھی کچھ سرخ سی تھی۔وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی پر خوبصورت آنکھوں میں درد کی کرچیاں بکھری وجدان شاہ کے دل کا سارا لہو نچوڑ رہیں تھیں ۔

"کھانا کھایا آپ نے ۔"

وہ ماحول میں چھائی کثافت کو کم کرنے کو اس کا دھیان بھٹکانے لگا۔جس پر وہ اس کے سینے پر سر رکھتی نفی میں سر ہلا گئی ۔

وہ اسے نرمی سے اپنی گرفت سے آزاد کرتا انٹر کام سے رجو کو کھانا لانے کا بول کر اس کی جانب آیا تھا ۔

جو ساکت سی روم کے وسط میں کھڑی تھی۔ جب اسے اپنے پہلو میں سرسراتی انگلیوں کی پر تپش گرفت محسوس ہوئی تھی ۔

وہ اس کی نازک سی کمرے کے گرد اپنا حصار کھینچتا اس کے پیٹ پر ہاتھ باندھ گیا ۔

اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی وہ آنکھوں موندتی گئی وجدان شاہ اس خوشبوؤں میں بسے وجود کی مہک اپنی سانسوں میں اترتی محسوس کی تھی ۔

وہ اس کے سر سے دوپٹہ سرکاتا اس ساحرہ کے بالوں میں چہرہ چھپائے گہرے گہرے سانس بھرتا اس کی دلفریب مہک خود میں اتارنے لگا تھا ۔

"سائیں ۔"

چانداس کی مدہوشی پر کپکپائی تھی۔ وجدان شاہ بری طرح سے بھکنے لگا تھا۔ پر اس سے پہلے کے وہ کوئی گستاخی کرتی ڈور ناک ہوا تھا وہ تیزی سے اس کی گرفت سے نکلتی بیڈ کے کنارے پر ٹکتی اپنی دھڑکنوں کو معمول پر لانے کی تگ ودو کرنے لگی تھی ۔

وجدان شاہ نے کھانا لیتے ڈور بند کیا تھا ایک نظر سرخ پڑتی اس اپسرا پر ڈالتا وہ کھانا لیے ٹیبل پر رکھ گیا ۔

"آجائیں میرے چاند۔۔۔کچھ کھالیں۔کیونکہ آج آپ جس قدر جان لیوالگ رہی ہیں نہ آپ کے سائیں آپ کی جان بے حد مشکل میں ڈالنے کاارادہ رکھتے ہیں ۔"

وہ اس کا سہانا روپ تکتا معنی خیز لہجے میں بولا تھا وہ سر تا پاؤں سرخ ہوئی تھی اس کی بے باک نظریں کے ارتکاز پر ۔

"آجائیں میرے چاند۔۔۔کچھ کھالیں۔کیونکہ آج آپ جس قدر جان لیوا لگ رہی ہیں نہ آپ کے سائیں آپ کی جان بے حد مشکل میں ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔"

وہ اس کا سہانا روپ تکتا معنی خیز لہجے میں بولا تھا وہ سر تا پاؤں سرخ ہوئی تھی اس کی بے باک نظریں کے ارتکاز پر ۔

وہ فریش ہونے کو واش روم میں گھسی تھی۔وجدان شاہ کا چہرہ ایکدم سپاٹ ہوا تھا ۔

اپنا موبائل نکالتا وہ بالکنی کی جانب بڑھا تھا ۔

"تم کل ہی پاک آؤ قادر۔ مجھے باسط ملک اور واجد ملک کی ایک ایک پل کی خبر چاہیے ذرہ سی چوک نہیں ہونی چاہیے ۔"

وہ قادر کو تحکم بھرے انداز میں بولتا کچھ اہم باتوں سے اسے اگاہ کرتا کال کٹ کر گیا ۔

روم میں آیا تو وہ چاند پری اسے صوفے پر بیٹھی نظر آئی تھی۔ وجدان شاہ کے تنے اعصاب پل میں ڈھیلے پڑے تھے ۔

آنکھوں کے ذریعے رگ وپے میں سکونت اتری تھی چاند کے نور سا وجود اس کی ساری وخشتوں کا قرار تھا ۔

وجدان شاہ کو دیکھتے وہ سرخ ہوتی سر جھکا گئی۔ وہ دیوانہ مزید گھائل ہوا تھا اپنے چاند کی اداؤں سے ۔

وہ اس کے پہلو میں ٹکتا اس کے لیے خود کھانا نکالنے لگا ۔

"چلیں میرے چاند جلدی سے جان بنائیں ہمارے بے بی کو بھی بھوک لگ رہی ہو گی ۔۔

وہ نوالا بنا کر اس کے منہ کی جانب لے جاتے نرمی و الفت سے بولا تھا وہ خاموشی سے اس کے ہاتھ سے نوالا نگل گئی ۔

اور پھر وہ ایک نوالا خود کھاتا اور دوسرا اسے کھلاتا ۔

"بس سائیں ۔"

وہ منہ پھیرتے بولی تھی۔ وجدان شاہ نے بنا فورس کیے نوالہ اسے منہ میں لیا اور برتن سائڈ کرتے وہ اٹھتا واش روم کی جانب بڑھا ۔

وہ اٹھتی پھر سے بالکنی کی جانب آئی تھی۔ نظریں ایک بار پھر سے اس کو اٹر پر تھیں ۔

تبھی اسے اپنے پہلو میں مظبوط انگلیوں کی سرسراہٹ محسوس ہوئی تھی ۔

وہ جانتی تھی وجدان شاہ کے سوا کون ہو سکتا تھا بھلا جو اس کے گرد اپنا حصار کھینچتے ایکدم سے اسے اپنی جانب گھما گیا ۔

چاند کا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا ۔

"کیا سوچ رہا ہے میرا دلکش چاند ۔"

وہ اس کے منموہنے چہرے سے ان سیاہ زلفوں کے بادل ہٹاتا

خمار الودہ لہجے میں بولا جاتا ۔

چاند کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی ہوئی تھی۔اس کی انگلیوں کے دہکتے لمس پر وہ لرزی تھی ۔

"کک۔۔۔کچھ نہیں ۔"

وہ اس کی ویسٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے مدھم آواز میں بولی تھی۔دل میں ایک افشار سا تھا جو وہ اپنے سائیں پر وضع کرنا ہر گز نہیں چاہتی تھی ۔

پر شاید وہ بھول گئی تھی وجدان شاہ اپنے چاند کے اندر تک تحلیل ہو چکا تھا ایسا کیسے ہو سکتا تھا اس کا چاند تکلیف میں ہو اور وہ جان نہ پائے ۔

"ہمم ۔۔۔"

وہ مبہم سا کہتا اس کی گردن سے بال ہٹاتا اپنا دہکتا لمس بے حد نرمی سے چھوڑتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا ۔

وہ آنکھوں میچتی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو کمپوز کرنے لگی تھی ۔

وہ اسے مزید ستانا نہیں چاہتی جو اس ہر جان لٹاتا تھا ۔

"آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں میرے چاند ۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتے الفت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

وہ سرخ گلال ہوتی اس ساحر کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ڈھلے تھے ۔

وہ اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

"میرے چاند آپ کی یہ حیا آپ کے سائیں جو بری طرح سے بہکاتی ہے ۔"

وہ اس کی مہملی بانہوں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے مدہوش کن انداز میں بولا تھا وہ آنکھوں میچتی چہرہ موڑ گئی ۔

پورے وجود پر وہ ساحر جیسے اپنا سحر پھونکے لگا تھا دل دھک دھک کرتا بے حال ہو رہا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں ۔"

وہ ٹہنی سے کچھ اوپر وجدان شاہ کے دانتوں کی چبن محسوس کرتی سسکی تھی ۔

جو مدہوش ہوتا دنیا جہاں کے بھلانے لگا تھا۔اس کی پکار پر بمشکل سر اٹھاتے اس نازک سی پری وش کی جانب دیکھا تھا ۔

اس کی شہد رنگ خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں میں سرور سا طاری تھا۔ جیسے دیکھ وہ گھبراتی اس کے ہی سینے میں چھپی تھی ۔

"آپ تو پاگل کر رہی ہیں مجھے میرے چاند پھر شکوانہ کیجیے گا۔ باخدا اس بندہ بشر کے بس میں کچھ بھی نہیں ۔"

وہ بے بس سا مخمور لہجے میں بولتا اس کی گردن میں لپٹے دوپٹے کو کھینچ کر دور اچھالتا دیوانہ وار اس کی شہ رگ پر جھکا تھا ۔

وہ آنکھوں موندتی اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی اس کی دلفریب شدتیں برداشت کرنے لگی تھی جو بے حد جنونی ہو رہا تھا ۔

جس ہر وہ مسرور ہوتا مزید اس کی جان نکالنے کے ارادے سے شہ رگ سے ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتے اس کے قاتل تل پر شدت پسند لمس چھوڑنے لگا تھا ۔

وہ بری طرح سے مچلی تھی ۔

"سائیں۔۔۔پپ۔۔۔پلیز ۔"

وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی جانب لیوا حرکتوں سے جواب اس کی شرٹ ہٹاتا دل کے مقام پر جھکا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ بب۔۔۔ برے ہو۔۔۔ گگ۔۔۔گیے ہیں سائیں ۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتی بھرائی آواز میں بولی تھی جو جھکا بے حد نرمی سے اپنی لمس چھوڑتا اس کے اعصاب ماؤف کر رہا تھا ۔

اپنے چاند کے شکوے پر وہ سر اٹھاتا ایکدم سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کی گردن میں ناخن گاڑ گی۔ پورا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں تھا ۔

وہ اپنے شدتوں کے جام اس نازک جان سے وصولتا مدہوشی بھرے جہان میں گم ہوتا جارہی تھا۔ کبھی اپنی لمس کی نرمیوں تو کبھی شدت و دیوانگی سے وہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

جو لرزتے دل کے ساتھ اس دیو کی قید میں کپکپا رہی تھی۔پر رہائی کی متمنی نہ تھی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ خود کو سیراب کرتا اسے آزادی دیتا ایسی کی کولنگ بڑھاتا دونوں پر کمفرٹر کھینچتے لائٹ آف کر گیا ۔

"سائیں ۔۔"

وہ کپکپاتی لرزتی پکار اٹھی جو اپنی ویسٹ دور اچھالتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر ۔"

وہ اس کے نازک سے مخملی وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا وہ نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی جو کہ بے حد مدھم روشنی میں ناممکن سا تھا ۔

"مم۔۔۔میں بب۔۔۔بہت چاہتی ہوں آپ کک۔۔۔۔کو".

وہ بمشکل نم لہجے میں بولتی اس کے سینے کے بال مٹھیوں میں بھرتی سر اٹھاتی اس ساحر کے دل کے مقام پر لب رکھ گئی۔

وجدان شاہ نے اس کے بھیگے لبوں کے روئی سے شافی لمس سی تاسیر کو اپنے دل تک اترتا محسوس کیا تھا دل تیزی سے دھڑکا تھا اپنے مکین کا روح رواں لمس پاتے ۔

"وجدان شاہ کے چاند۔ میری جان سائیں، آپ کے سائیں بھی بے پناہ عشق کرتے ہیں آپ سے ۔"

وہ اس کے چھوٹے سے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھوتا عشق و دیوانگی سے بولا تھا ۔

چاند کے لب مسکرائے تھے جیسے وہ مدھم روشنی کے باوجود بھی محسوس کر سکتا تھا وہ آسودگی سے اس کی نرم و ملائم مسکراہٹ کو اپنے سلگتے لمس کی جنبش میں لیتا ۔

اپنی محبت کا خراج وصولنے لگا۔ جس پر وہ نازک جان خود کو اپنے محرمِ عشق کے سپرد کرتی اس کی پشت ہر ہاتھ باندھتی آنکھیں موند گئی ۔

جو کچھ دیر میں اس کی رکتی سانسوں سے پہرا ہٹاتا ہر پردہ ہٹاتا اس کے پور پور کو اپنے دہکتے بھیگے لمس سے مہکاتا گلاب کرنے لگا تھا وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کی پشت پر ناخن گھاڑ گئی ۔

جس پر وہ مزید بے لگام ہوتا اپنی شدتوں کا قطرہ قطرہ اس نازک جان پر برساتا اپنے ساتھ اسے بھی خمار الودہ کر گیا تھا ۔

★★★★★

"کک۔۔۔۔ کیا کر رہے ہیں خان ۔"

وہ اپنا آرام دہ سوٹ نکالتی فریش ہونے کا ارادہ رکھتی تھی تبھی وہ کسی بلا کی طرح اسے آچمٹا تھا ۔

"وہی جو اس وقت میرا دل چاہ رہا ہے میرے دلبر سائیں ۔"

وہ سختی سے اس کے گرد اپنا حصار کستا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔ وہ بری طرح سے کپکپائی تھی اس کے پر شدت حصار میں ۔

جواب مدہوش ہوتا اس کے سر سے دوپٹہ سرکاتا اس کے بالوں کی مہک اپنی سانسوں میں کھینچتا دیوانہ سا ہو رہا تھا ۔

"یہ مہک آپ کے خان کو اپیل کرتی ہے میری خانم ۔"

وہ ایکدم سے اسے اپنی جانب گھماتا اپنی انگلیوں کی پشت سے اس کے دہکتے رخسار سہلاتا والہانہ انداز میں اس کے ایک ایک دلکش نقوش کو تکتے خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"خ۔۔۔خان ۔"

کپکپاتے لبوں سے بمشکل برآمد ہوا تھا جن کی لرزش میں حدید خان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا ۔

"مت کریں خانم مت کریں۔یہ گلال سرخیوں میں لپٹے مدبھرے آتشی لب آپ کے خان کو کہیں کا نہیں چھوڑنے والے ۔"

وہ اس کا دوپٹہ کھینچ کر دور اچھالتا جنونی انداز میں بالائی لب کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے مدھوش کن لہجے میں بولا تھا وہ تڑپ اٹھی تھی اس ظالم کی جسارت پر ۔

وہ اسے دھکا دیتی ایکدم سے اس کی گرفت سے نکلتی کچھ فاصلے پر رکھتی اپنی بے آہنگ دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔ حدید خان پر انا یوسف کا نشہ کسی مے کی طرح چھڑنے لگا تھا ۔

سیاہ آنکھوں میں خماری اتری تھی پورے وجود میں ایک سرمستی سی بکھرنے لگی تھی۔

وہ چلتا اس نازک جان کی شاخِ گلاب سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اسے اپنے حصار میں کھینچتا اس کی پشت اپنے سینے سے لگا گیا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی مزاحمت بھی نہ جر پائی تھی جو اس کی پشت سے بال ہٹاتے سامنے کا منظر تکتا مزید پاگل ہوا تھا ۔

سرخ ڈوریوں سے چھلکتی دودھیا کمر حدید خان کی آنکھوں سرخ رنگ ہونے لگیں تھیں۔ تشنگی جیسے جان لینے پر ہوئی تھی ۔

وہ دیوانہ وار جھکتا اپنے سلگتے لمس کے پھول کھلاتا اس کی جان نکال گیا۔ وہ تڑپ اٹھی تھی۔ پورا وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں آگیا تھا ۔

وہ والہانہ انداز میں اس کی گردن کی پشت پر اپنی شدتیں بکھرتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

انا یوسف کی جان پر بنی تھی وہ کیا چاہ رہا تھا ۔

وہ اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا۔ وہ خوف سے کپکپاتی آنکھوں پھیلائے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

حدید خان اس کی پھیلی آنکھیں دیکھ مسکراتا اس کی سبز جھیل سی آنکھوں پر جھکا تھا ۔

نرمی سے انھیں اپنا لمس بخشا وہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے نرمی سے اپنے سینے پر ڈالا گیا ۔

"میری جان آپ کا خان بہت پیار کرتا ہے آپ سے ۔"

وہ اس کے چھوٹے سے وجود کو خود میں سموتے دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا۔ وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی دل میں آسودگی سی اتری تھی ۔

"آپ بدل تو نہیں جائیں گے نہ خان ۔"

وہ خوف زدہ تھی شاید اب بھی۔ کیونکہ زندگی میں کچھ اچھا کہاں ہوا تھا ۔

"ایسا کیوں لگتا آپ کو میرے دلبر ۔"

وہ اس پیشانی پر لب رکھتا مدھم آواز میں دریافت کرنے لگا ۔

"مجھے یقین نہیں اپنی قسمت خوف آتا کہیں اگر آپ پھر سے بدل گئے تو ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی اپنا خوف اس پر ظاہر کر رہی تھی سبز جھیل سی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی ۔

حدید خان کو لگا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں لیا ہو ۔

مدھم روشنی میں وہ اس کے رگ و جان سے قریب تھی ۔

گلال عارض ہلکی گلال لپسٹک کی رمق لیے بھرے بھرے لب۔

دلفریبی لیے دلکش چہرے کے خم دار ستون نقوش سے نظریں، جیسے ہی لاپرواہ دوپٹے والی صراحی دار گردن کی جانب اٹھیں حدید خان کی آنکھیں خمار سے سرخ ہوئیں تھیں ۔۔

رعنائیوں سے لبریز نازک سا مجملی وجود، وہ دانستہ خود اس کے جزبات کو دعوت دے رہی تھی۔

"ایک بار خود جو اپنے خان جو سونپ کر تو دیکھیں میری خانم حدید خان آپ پر اپنا دل و جان وار دے گا ۔"

مخمور نظروں سے اسے تکتا اس کی سرخ پڑی ناک پر پر لب رکھتے بولا تھا۔ وہ اس میں سمٹی تھی۔ جس پر حدید خان اس کے گرد مزید اپنا حصار تنگ کیے اسے مزید سرخ کر گیا تھا ۔

"خان۔۔"

وہ اب بوکھلائی تھی۔

حکم جان"

اس کی گھبرائی صورت دیکھ وہ بمشکل خود پر ضبط کیے اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا دہکتے لب رکھ گیا ۔

"مم۔۔۔ مجھ سے نن۔۔۔ نہیں ہو گا پپ۔۔۔ پلیز۔"

بکھرا لہجہ بھیگا سا تھا۔

ٹوٹتے لفظوں میں ادا کرتی وہ بے بسی سے اس سے اب فرار چاہ رہی تھی پر وہ آزادی دینے پر مائل نظر نہیں آیا تھا ۔

"ایسا کیوں میری خانم۔"

وہ مدھم سرگوشی میں مبہم سا بولتا اسے بیڈ پر ڈال گیا۔ وہ خوف زدہ ہوئی تھی ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان ۔"

وہ نفی میں سر ہلتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

وہ نرمی سے اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھ گیا۔۔۔وہ نازک جان تڑپ اٹھی تھی اس کی جان لیوا حرکت پر ۔۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا سانسیں بری طرح سے اکھڑنے لگیں تھیں ۔

وہ پوری شدت سے اپنے لمس کا بہکتا پن چھوڑتا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا۔ وہ اس کی شرٹ کو شانوں سے تھامتی آنکھیں میچتی اس ظالم کا ستم برداشت کرنے لگی

۔

اسے لگ رہا تھا جیسے انگارے چھو رہے ہوں ۔

"میرے پیارے سے دلبر اب صبر کی حد ٹوٹ گئی ہے میری جان ۔"

اس کی شہ رگ پر بہکی سانسیں چھوڑا وہ اسے جی جان سے جل تھل کر گیا۔ وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتی بمشکل سانس لیتی سرخ پڑتی حدید خان کو مزید بہکانے کا سامان کر رہی تھی ۔

اس کی سرخیاں بکھرتی سبز جھیل سی آنکھیں کو دیکھ اپنا عشق و جنونیت سے لبریز لمس اس کی بیوٹی بون پر پر چھوڑتا وہ دیوانگی و وارفتگی کا اسباب کرتے اسے آج پاگل کر دینا چاہتا تھا اپنے سلگتے لمس سے ۔

"اتنا ڈرتا کیوں ہے میرا دلبر ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لمس چھوڑتا مخمور نظروں سے اسے تکتا دریافت کر رہا تھا ۔

جس پر وہ بمشکل جزبات سے بھاری ہوتی جھیل سی نم آنکھیں وا کرتے اس ساحر کے چہرے کو تکنے لگی ۔

لب کچھ کہنے کو بری طرح سے کپکپائے تھے پر حلق سے آواز جیسے ناپید ہو گئی تھی ۔

اور ایسا کر کے وہ اسے مزید وہ اکسا رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اس کے لبوں پر جھکتا۔وہ نازک جان اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا زور دیتے رخ موڑتی اپنی بے ترتیب دھڑکنیں بمشکل سنبھالنے لگی جنھیں وہ اپنی باتوں اور جسارتوں سے بری طرح سے بگھڑ چکا تھا ۔

حدید خان کے لب مسکرائے تھے اس معصوم سی فرار پر وہ اپنی قمیض اتار کر دور اچھالتا اس پر جھکا تھا ڈوریوں سے نظر آتی سرخ و سپید کمر پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتا وہ دانتوں سے ڈوری کا سرا پکڑ کر کھینچ گیا ۔

"خان ۔۔"

وہ تڑپ کر چلاتی بیڈ شیٹ میں منہ دے گئی۔ وہ مدہوش سا ہوتا روئی سے وجود کو اپنی شدتوں کے طوفان میں گھیرے اس کی سانسیں بھی دوبر کر گیا تھا ۔

جب برداشت سے باہر ہوا تو وہ مڑتی اس کے سینے پر چھپی تھی۔ پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

★★★★★

"میری جاناں آپ ٹھیک ہیں ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا مدھم آواز میں بولا تھا۔قہ رود ینے کو تھی ۔

"ہشش۔۔۔خبردار جو آپ روئیں اناحدید خان۔آج کسی طور معافی نہیں ہو گی اپنادل مظبوط کریں کچھ۔آج ہر حال میں آپ کا خان آپ کی جان نکالے گا ۔"

وہ اس کے نچلے لب کو سہلاتا جنونیت سے بولا تھا۔انا کو لگا وہ جیسے حواس کھو دے گی ۔

"ہہ۔۔۔ہم گگ۔۔۔گھر نہیں ہیں رخ۔۔۔خان ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی ننھی سی کوشش کرنے لگی ۔

"ہم باہر بھی نہیں ہیں ذرہ غور کیجیے دل جاناں ۔"

اس کی کلائیاں چومتے وہ سب کچھ بھلائے اس لمحے بس اسے چاہ رہا تھا اس کی طلب چاہ رہا تھا۔پر وہ تھی کہ ہاتھ ہی نہیں آ رہی تھی ۔

"آپ کی ہر ادا پر قربان حدید خان۔پر اس وقت آپ مجھے روک پر بس اپنے لیے مشکلیں کھڑی کریں گی میری دلبرا۔"

اس کے ایک ایک نقش کو اپنی دیوانگی و وارفتگی سے آشنا کرواتے۔

وہ اس کی ابتر ہوتی سانسوں میں اس کے اعتراف سے لیکر اس قدر شدید عملی ثبوت پر سرخ سی اس کے رحم و کرم پر تھی جواب اس کی شہ رگ پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنے میں مصروف ہو گیا تھا ۔

وہ اپنی بے ترتیب حالت پر سنبھلتی کے اپنی گردن پر اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی وہ اس کا کندھا دبوچ چکی تھی ۔۔

وہ آنکھیں موندے اس کی سلگتی گرفت میں تڑپتی پور پور نم ہونے لگی تھی۔۔ پورا وجود جیسے لاوے کی طرح دہک رہا تھا ۔

اس لمحے اس کی بند آنکھوں کی جانب دیکھتے وہ مسکرایا تھا ۔

"آنکھوں کھولیں جان قربان ۔"

وہ اس کی جھیل سی آنکھوں پر لمس چھوڑتا جان لیوا سرگوشی میں بولا تھا ۔

" "آپ برے ہیں ۔"

بمشکل آنکھیں کھولتے وہ اسے مسکراتا دیکھ اس کے سینے پر مکے رسید کرتی شکوہ کناں لہجے میں بولی تھی ۔

جس پر وہ مسکراتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کے سارے شکوہ اپنے اندر جذب کر گیا ۔

وہ اچانک اس افتاد پر تڑپ اٹھی تھی اپنے لبوں پر اس کی مونچھوں کی چبھن اور اس کے دہکتے لمس پر وہ مرنے کو ہوئی تھی ۔

وہ پوری شدت سے اس کی خوشبو خود سے اترا تا دیوانہ سا ہو رہا تھا ۔

وہ سمجھ گئی تھی آج فرار ممکن نہ تھی وہ ظالم ہر حال میں آج اس کی جان نکالنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس کی رکتی بکھرتی سانسوں کو آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا وہ نڈھال ہوتی ڈھہ سی گئی تھی ۔

"اجازت طلب نہیں کروں گا کیونکہ آپ توازل سے میری تھیں، ہیں اور رہیں گی میری دلبرا ۔"

اس کی بند آنکھوں پر لب رکھتے وہ مخمور لہجے میں بولتا پورے حق لائٹ آف کرتا اس کے نازک وجود جو اپنے قبضے میں لے گیا۔

۔جو اپنی بے ترتیب سانسوں کو سنبھالتی اس کی گردن میں بانہیں حمائل کر گئی ۔

پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھ رہیں تھیں پر وہ ہمت کر گئی تھی۔وہ اس کا محرم تھا کب تک اسے رک سکتی تھی ۔

اور محرم بھی محبوب ترین ۔

"آج سارے ہتھیار ڈالنا ہی آپ کے لیے کار آمد ہے میری جان ۔"

بوجھل سے لہجے میں بولتا اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے ایک بار پھر اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا۔ وہ تڑپ کر اس کی گردن میں ناخن گاڑ گئی جو اسے مزید اکسانے کا کام کر رہا تھا ۔

ہر سو جیسے عشق کے نغمے گھنگھتی محبت لمحوں کو فسوں خیز کر رہی تھی۔ ہر طرف محبت کا سرور فضا میں گھلا ان عشق زادہ کو دنیا کے سارے ہوش بھلا رہا تھا ۔

اپنے خان کی محبت کے سنگ وہ بھی جھومتی کچھ بہکی تھی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسے نڈھال کرتے اسے سکون کا سانس لینے کا موقع دیے بغیر اس کی گردن پر بال ہٹاتے اس کے شانے اپنی شدتیں بکھیرتا اس کی جان مشکل میں ڈالنے لگا وہ نازک پری اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی جھل تھل ہوئی تھی ۔

"خان پپ۔۔۔۔پلیز۔مم۔۔۔میرا دل۔"

کچھ اپنے دل کی بغاوت اور کچھ دھک دھک کرتی سرگم پر وہ گھبرائی۔

پر وہ ارد گرد سے بے نیاز اس کی پکار ان سنی کرتا مدہوشی کے عالم میں اس کی شرٹ ہٹاتے خود کو سیراب کرنے میں مگن رہا۔ انا یوسف کا پورا وجود جیسے بھاپ چھوڑنے لگا تھا ۔۔

"میری جانم اتنا کیوں گھبرا رہی ہیں شوہر کی بانہوں میں بہکیں گی تو کوئی گناہ نہیں ہوگا ۔"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔ وہ پور پور لرزتی اس کے حصار میں بکھر رہی تھی۔ سانسوں میں جیسے بوچھال سا بھر پا تھا ۔

"خان آپ میری جان ہیں۔ پلیز اب خفا مت ہوئیے گا کبھی بھی۔"

وہ سانس لینے کی تگ ودو کرتی بمشکل بولی تھی. اس کی بے خودی اس کی جان نکال رہی تھی پر وہ اسے بتانا چاہتی تھی۔

وہ ہر خوف سے آزاد ہو کر خود جو اپنے محرم کو سونپا چاہتی تھی کیونکہ اتنی قربت کے بعد اب دوری تو اس کی بھی جان کھینچ لیتی ۔

" کبھی نہیں میرے دلبر کبھی نہیں معاف کر دیں اپنے خان کو۔اب کبھی دور نہیں کروں گا خود سے۔آئی لو یو انا یوسف۔"

وہ دیوانگی و وارفتگی سے بولتا اس کے شانے سے شرٹ ہٹاتا دیوانہ وار شدتوں لوٹتا۔ مزید مدہوش ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر سہلاتے اسے مزید بے قراری سونپنے لگا۔

جس پر وہ نازک سی پری تڑپتی اسے خود سے دور کرنے لگی وجود میں ہوتی بے چینی جیسے اس کی جان نکالنے لگی تھی ۔

جواب اس کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں رفتار فتا اسے خود میں الجھانے لگا ۔

وہ نازک جان اس کی شدتیں برداشت کرتی سختی سے آنکھیں میچ گئی کیونکہ اب وہ بھی فرار کہاں چاہتی تھی ۔۔

دور بیٹھا چاند مسکرایا تھا اس محبوب پاکیزہ ملن پر ۔

آج ایک اور محبت کرنے والے ایک ہو گئے تھے آسودگی ہی آسودگی تھی ۔

★★★★★

رات بہت دیر سے سوئی تھی پر پھر بھی نماز کے بعد سویا نہ گیا تو وہ بیک لون میں آ گئی ۔

ہلکے گلابی رنگ کے گھٹنوں تک آتے فراک پہنے چوری ساتھ ہم رنگ ہی ٹائٹس پہنے شانوں پر دوپٹہ پھیلائے پر سکون سی تھی کیونکہ اس سائڈ کوئی مرد نہیں آتا تھا ۔

وہ پھولوں پر کسی تتلی کی مانند منڈلاتی خوشی سے کھکھلا رہی تھی ۔

زوار شاہ اپنی بالکنی سے یہ منظر تکتا مسکرایا تھا ۔

وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر کی جانب بڑھا جہاں وہ نازک پری وش اپنی آمد کے پھول بکھرتی خوش تھی ۔

وہ خود بھی گلابی پھول بنی گلابی پھول پر جھکی اس کی ہوئی تھی۔ تبھی اسے اپنی کمر پر سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تھی وہ ایکدم سے سٹل ہوئی تھی ۔

دھڑکنیں ایکدم سے بے آہنگ ہوئیں تھیں۔وہ جانتی تھی کون یہ جرت کر سکتا تھا ۔

"میرا پھول آج کچھ زیادہ ہی مہک رہا تھا میرے دل۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے اس کی ۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے گہری سانس اپنے اندر کھینچتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

وہ آنکھوں میچتی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو کمپوز کرنے لگی ۔

"شاہ۔۔۔۔کک۔۔۔کوئی دیکھ لے گا ۔"

وہ اس کی گرفت میں بنا مزاحمت کیے مدھم آواز میں بولی تھی ۔

"کوئی نہیں آئے گا میرے دل۔آپ اتنی پریشان کیوں ہیں وہ بھی اپنے شاہ کی بانہوں میں ۔"

وہ اسے مزید خود میں بھینچتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔وہ گھبرائی تھی ۔

"شاہ پلیز چھوڑیں نہ ۔"

وہ کپکپاتے لہجے میں بولی تھی صبح کا وقت تھا اگر بڑوں میں سے کوئی آجاتا تو ۔

وہ تو تھا ہی بے شرم پر وہ تو بے شرم نہیں تھی ۔

"رات کو میسج پر کوئی کچھ کہہ رہا تھا ۔"

وہ ایکدم سے اسے اپنے سامنے کرتا اس کی نازک سی کمر کے گرد بازو حائل کرتا خود سے قریب تر کرتا دریافت کرتا نور کی سیٹی گم کر گیا ۔

"کک۔۔۔کیا۔۔کہہ رہے ۔"

وہ انجان بنی بمشکل بولی تھی زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"کوئی بات نہیں میں ہوں نہ میری جان۔ یاد دلاتا ہوں ابھی میرے دل۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کی سارے احتجاج خود میں جزب کر گیا ۔

نور کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھی اس کی حرکت پر۔ کیا وہ بھول گیا تھا وہ کہاں کھڑے تھے ۔

وہی ڈر کہ اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔ وہ پورے شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو قطرہ قطرہ خود میں جزب کرتا اسے کمر سے تھامتا اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا تھا

۔

اپنے ہونٹوں پر ہوتی جھلن اور رکھتی سانسوں پر وہ اس کی گرفت میں جھٹپٹاتی تھی ۔

کچھ ہی پلوں میں وہ رحم کھاتا اسے آزادی دیتا خود میں بھینچتا اس کی پشت سہلانے لگا جو اس کے سینے پر بے جان سی گری گہرے گہرے سانس بھرتی رونے کو ہوئی تھی ۔

دل الگ طوفان بھرپا کیے ہوئے تھا ۔

"میرا چھوٹا سا دل کیا یاد آیا اب ۔"

وہ بڑی سنجیدگی سے شریر انداز اپنائے بولا تھا ۔

جس پر وہ غصے سے اس کے سینے پر مکے مارتی سر اٹھائے اسے گھورنے لگی ۔

وہ مسکراتا اس کی پیشانی کے بلوں پر لب رکھ گیا ۔

کچھ ہی پلوں میں وہ رحم کھاتا اسے آزادی دیتا خود میں بھینچتا اس کی پشت
سہلانے لگا جو اس کے سینے پر بے جان سی گری گہرے گہرے سانس بھرتی
رونے کو ہوئی تھی ۔

دل الگ طوفان بھرپا کیے ہوئے تھا ۔

"میرا چھوٹا سا دل کیا یاد آیا اب ۔"

وہ بڑی سنجیدگی سے شریر انداز اپنائے بولا تھا ۔

جس پر وہ غصے سے اس کے سینے پر مکے مارتی سر اٹھائے اسے گھورنے لگی ۔

وہ مسکراتا اس کی پیشانی کے بلوں پر لب رکھ گیا ۔

"آپ برے ہیں ۔"

وہ اس کے سینے پر اپنے چھوٹے سے ہاتھ کا مکا رسید کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی ۔

سانسیں اب بھی ناہموار تھیں۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"پر کل رات تو کسی نے مجھے میسج کیا تھا کہ میں بہت پیارا ہوں۔ اتنی جلدی رائے بدل لی میری جان نے ۔"

وہ نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے محبت والفت سے اس کا دلکش سرخیاں بکھرتا چہرہ گھمبیرتا سے بولا تھا ۔

وہ حیا سے نم ہوتی پلکیں جھکا گئی۔ وہ جی جان سے اس پری وش کی منموہنی اداؤں پر فدا ہوتا خود پر ضبط کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا ۔

"میرے دل کیوں اتنی پیاری لگتی ہیں مجھے۔۔۔پاگل کر دیں گی اس دیوانے کو ۔خدارا اتنا ہی پاگل کیجئے جتنی یہ نازک جان زوار شاہ کے ڈھائے ستم برداشت کر سکتے ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا شہد رنگ آنکھوں میں خماری سرخیاں لیے جنونی انداز میں بولتا نور کو سہمنے پر مجبور کر گیا ۔

نازک سا دل بری طرح سے کپکپایا تھا۔ٹانگوں سے جیسے جان ناپید ہونے لگی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز۔۔۔ہمیں ڈڈ۔۔۔ڈر لگ رہا ہے ۔"

وہ اس کی شرٹ جو مٹھیوں میں دبوچتی سہمی سی بولی تھی ۔

زوار شاہ نے آنکھیں میچتے اپنے جذبات پر قابو پاتے اسے خود میں بھینچا تھا ۔

"میری بات سنیں دو دن بعد آپ مایوں بیٹھ رہی ہیں خبر دار جو خود کو مجھے سے چھپانے کی کوشش بھی کی تو ۔"

وہ اسے مزید سختی سے خود میں بھینچتے تنبیہ انداز میں بولا تھا۔نور جو لگا جیسے وہ اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر ہی دم لے گا کیوں اس ظالم کی سنگلاخ اور آہنی گرفت اس نازک جان کے لیے بہت زیادہ تھی ۔

"پپ۔۔۔پر ہم کک۔۔۔۔کیسے کریں گے یہ۔۔۔اگر سب نن۔۔۔نے کہا تو ۔"

وہ جز بز ہوئی تھی اس کی بات پر کیونکہ اگر اس کی ماں اور دادی بیگم اسے زوار شاہ کے سامنے جانے سے منع کرتیں تو وہ کیسے ان کے خلاف جاتی بے شرم بن جاتی ۔

جبکہ اس کے جواب پر زوار شاہ کی دھڑکنوں میں طوفان اٹھا تھا ۔

"کیا محبت مجھ سے یا سب سے پوچھ کر کی تھی آپ نے نوردل جواب آپ کو سب کی پرواہ ہونے لگی ۔"

وہ پھر سے اسے اس کی محبت کا تانہ دیتا غرایا تھا۔ نور نے لب بھینچتے شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

جو خود کو اس سے عشق کرتا تھا پر اس کی محبت کو سزا بنا رہا تھا ۔

"ایسا کک۔۔۔ کیوں کہہ رہے ہیں ۔"

وہ بمشکل مدھم لہجے میں بولی تھی ۔

"کیونکہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے ترسایا نہ میرے دل۔ تو آپ بھی زوار شاہ کے لیے ترسیں گی۔ مجھے جب جب آپ کی طلب ہو گی اگر آپ نے میری آنکھوں کو اپنے دیدار کا لمس نہ دیا تو گلا مت کیجیئے گا ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا سختی سے بولا تھا۔ نور کو اس کے خطرناک تیور خوف زدہ جر گئے تھے ۔

اس کے اظہار کے بعد سے ہی وہ عجیب سا ہو گیا تھا۔ وہ پہلے بھی دیوانہ تھا اب جنونیت کی حدوں کو چھونے لگا تھا ۔

"ہہ۔۔۔ہمارے سس۔۔۔ساتھ ایسا مت کریں شاہ۔۔۔ہم محبت کرتے ہیں آپ سے کک۔۔۔کوئی گناہ تو نہیں کیا ۔"

وہ رحم کی اپیل کرتی مدھم آواز میں کپکپاتی ہوئی بولی تھی ۔

اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ پر نظریں جمائے کھڑے زوار شاہ کے ضبط کا دامن چھوٹا تھا اور اگلے ہی پل وہ ان نازک مخملی پنکھڑیوں کو ایک بار پھر سے اپنی قید میں لیتا اپنی بانہوں میں بھرتا اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا ۔

وہ اس افتاد تڑپ اٹھی تھی۔۔دل مانوں پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا ۔

وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا اسے اٹھائے کچھ فاصلے پر بنے پول سائٹ پر لے آیا تھا ۔

وہ اس کی گرفت سے بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپتی اس کی سلگتی گرفت سے آزادی پاتے کو بے تاب ہوئی جو اس کی سانسیں روکتا اسے مانے کے در پر تھا ۔

زوار شاہ کو احساس ہوا تھا اس کی بانہوں میں موجود نازک سا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا تبھی نرمی سے اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا پول کے قریب رکھے بینچ پر اتار گیا ۔

وہ بے جان سی ہوتی گہرے گہرے سانس بھرتی ڈھے سی گئی تھی کئی آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے ۔

جیسے دیکھ زوار شاہ کا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا جیسے ۔

"ہیے میرے دل۔۔۔ایم سوری یار ۔"

وہ اس کے نازک سے مخملی وجود کو نرمی سے اپنی بانہوں میں بھرتا بے بسی سے بولا تھا ۔

اسے خود پر شدید تاؤ آیا تھا وہ کیوں اتنا جنونی ہو جاتا تھا کیوں نہیں سوچتا تھا وہ کانچ سی گڑیا اس کی سختیوں سے ٹوٹ بھی سکتی تھی ۔

"ہم کیا کریں۔۔۔جو آپ سے محبت ہو گئی تو ۔"

وہ اس کے سینے کو اپنے آنسوں سے نم کرتی نڈھال سی بولی تھی ۔

"ایم سوری میری جان اب ایسا نہیں ہو گا پرامس ۔۔"

وہ اس کے بالوں پر بار بار لب رکھتے بولا تھا ۔

"آپ ہمارے شاہ نہیں ہیں۔۔۔ہمارے شاہ ہمیں کک۔۔۔ کبھی تکلیف نہیں دے سکتے ۔"

وہ اسے خود سے دور دھکیلتی بھرائی آواز میں بولی تھی ۔

وہ لب بھینچ گیا ۔

"ایسا نہیں ہے میرے دل میں آپ کو تکلیف دینے ۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ اس کا فون رنگ ہوا تھا زوار شاہ کا دھیان فون کی طرف جاتا دیکھ وہ اسے خود سے دور کرتی بھاگی تھی ۔

زوار شاہ کسی ریشم کی مانند اس اپسرا کو اپنے ہاتھ سے پھسلتا دیکھ اسے بس جاتا دیکھ کر رہ گیا ۔

پھر فون ضروری تھا تبھی وہ کال اٹینڈ کرتا باہر کی جانب بڑھا ۔

★★★★★

"کیا حال ہر دیا ہے میرے شیر جیسے بیٹے گا۔اور تم لوگ ابھی تک پتہ نہیں لگوا سکے کہ وہ کون تھا اور کیسے میری حویلی میں گھسا تھا ۔"

واجد ملک اپنے آدمیوں پر غصے سے پاگل ہوتا چلا یا تھا۔ باسط ملک کی بری حالت دیکھ دیکھ وہ تکلیف سے نڈھال ہو رہا تھا ۔

"سرکار وہ کون ہے کہاں سے آیا تھا کچھ پتا نہیں چل رہا۔ کوئی سوراغ تک نہیں چھوڑا اس انسان نے اور جس قدر بے دردی سے اس انسان نے چھوٹے ملک سرکار کو مارا ہے وہ تو کوئی بہت ہی وحشی قسم کا انسان معلوم ہو رہا ہے ۔"

وہ باسط ملک کی حالت یاد کرتے شوکت جھرجھری لیتا بولا تھا ۔

"بکواس بند کرو تم اپنی میں تمھیں یہاں اس انسان کی تعریف کرنے کے لیے نہیں بلوایا۔ مجھے دو دن کے اندر اندر اس آدمی کی ساری انفارمیشن چاہیے۔ ورنہ میرے سامنے آنے سے پہلے خود کو شوٹ کر لینا ناکارہ انسان ۔"

وہ اپنے حاص آدمی شوکت پر دھاڑتے تحکم بھرے انداز میں بولا تھا۔

"جو حکم سرکار میں آج ہی اپنے سب سے چوکس بندوں کو اس کام پر لگاتا ہوں اس دفع آپ کو مایوسی نہیں ہو گی ۔"

وہ سر کو خم کرتا بولا تھا باسط ملک نے نخوت سے اس کی جانب دیکھتے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کو کہا تھا ۔

یہ کون تھے ان کا نیا دشمن جنہوں نے امریکہ میں اس کی ساکھ کو نقصان پہنچاتے اس کے آدمیوں کو مارا تھا ۔

اور اب پاکستان میں کوئی اس کے بیٹے کو اسی کی حویلی میں آکر شدید زخمی کر گیا تھا ۔

وہ بری طرح سے الجھا ہوا تھا دماغ الگ خساروں کا سوچ کر پھٹ رہا تھا اسے کاروبار میں شدید نقصان ہو گیا تھا ۔

اس کا بیٹا بھی نڈھال تھا وہ اکیلا پڑتا پاگل ہونے کے در پر تھا ۔

دوسری جانب ولف اس کے پاگل پن پر مسرت سے اگلے کارائع عمل سوچ رہا تھا ۔

"تو واجد ملک کو اپنے بیٹے کو زخمی کرنے والے سے ملاقات کرنی ہے۔ہاہاہاہا ۔۔۔۔کوئی بات نہیں مل لیتے ہیں ۔"

وہ سامنے سکرین پر واجد ملک کی جھنجھلائی حالت دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا ۔

"میرے چاند کو تکلیف دینے کے بدلے ابھی تو کچھ بھی حساب نہیں لیا ان کے سائیں نے اور تم تو ابھی سے پاگل ہو گئے واجد ملک ابھی تو بہت سے حساب باقی ہیں۔میرے چاند کے ایک ایک آنسو کا مول تمھارے وجود کا ایک ایک قطرہ چکائے گا ۔"

وہ تنے اعصاب اور وحشت زدہ نظریں سکرین پر گھاڑے غرایا تھا ۔

★★★★★

صبح آنکھ کھولتے اپنے سینے پر پڑے نازک پھولوں سے وزن پر حدید خان کے لب مسکرائے تھے ۔

وہ اس کی محبت و دیوانگی کی برسات میں بھیگی بھیگی تازہ گلابوں سی نکھری سی اس کے برہنہ سینے پر قابض سکون سے محو خواب تھی۔۔

وہ نرمی سے اس پری پیکر پر اپنا حصار کرتے ان لمحوں کو جیتا اس کی چھوٹی سی پیشانی پر لب رکھتے نرمی سے اسے بیڈ پر ڈال گیا ۔

جس پر وہ منہ کے زاویوں بناتی پھر سے سو گئی۔ حدید خان کو اپنا دل آنکھوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا ۔

اس نازک پری کو دیکھا جو اس کی وائٹ شرٹ میں موجود بکھرے بکھرے سے خو لیے میں الجھائے بالوں میں الجھی پڑی کوئی اپسرا ہی لگیں تھیں حدید خان کو ۔

اس کی سیاہ آنکھوں لو دینے لگیں استحقاق ایک بار پھر سے در آیا تھا ۔

وہ نرمی و ملائمت سے جھکتے اس کی بند سبز جھیل سی آنکھوں پر اپنے لب رکھتا عارضوں پر جھکا تھا جن پر ابھی بھی گلال بکھرا پڑا تھا ۔

جس پر وہ مومی گڑیا کسمساتے اس کے مزید نزدیک ہوئی تھی۔حدید خان کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی ۔

"آنکھوں کھولیں دلبر جان آپ کے خان کو آپ کی یہ مدہوشی بھری نیند بری طرح سے بہکانے لگی ہے۔ایسا نہ ہو یہ خان ایک بار پھر سے آپ کی نازک سی جان کو چمٹ جائے۔"

وہ اس کی سماعت میں جان لیوا سرگوشیاں کرتے مدھم آواز میں بولا تھا۔ وہ جو اس کے بیڈ پر ڈالنے پر ہی اٹھ گئی تھی اس کی بے باک سرگوشی پر سرخ گلاب بنتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

شرم حیا نے پورا وجود لرزنے لگا تھا ۔

"خ۔۔۔خان سونے دیں پلیز"

وہ کپکپاتی اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی ۔

پر وہ بنا اثر لیے اس کی گردن خم دیتا اس کی رگ پر جھکا تھا۔ وہ بری طرح سے مچلی تھی اس کے دہکتے لمس پر ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

"پیچھے ہوں مم۔۔مجھے سونا دیں پلیز خان زز۔۔۔زیادہ شوخے مت ہوں۔"

اسے پرے ہٹانے کی اپنی سی کوشش کی گئی تھی جو بری طرح سے ناکام ثابت ہوئی تھی کیونکہ وہ کسی جن کی مانند اسے چمٹا اس کے پور پور کو اپنے دہکتے لمس سے سلگاتے اس کی جان کو آ گیا تھا۔وہ رونے کو ہوئی ۔

مونچھوں کی چبھن اور ہونٹوں کے پر حدت لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ ادموئی ہوئی تھی۔چہرہ گلال چھلکانے لگا تھا۔حدید خان کی بڑھتی منمایوں پر ۔

"پلیز خان مجھے چھوڑیں اب ورنہ میں رو دوں گی ۔"

روہانسے ہوتے کہا نیند سے آنکھیں نہی کھل پا رہی تھیں رات کی اس کی منمایاں اسکی جان نکالے ہوئے تھیں اب پھر سے اسے ستائے جا رہا تھا یہ ڈھیٹ بندہ ۔

اس کی بات پر بمشکل اپنے جذبات پر قابو پاتے چہرہ اس کی گردن سے اٹھاتے اس محملی گڑیا کی جانب دیکھا تھا ۔

جس نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا ۔

"کتنی پھیکی ہیں آپ انا جاناں۔ آپ کا خان رات سے آپ سے محبت جتا رہا ہے آپ کی مدسرائی میں زمین آسمان ایک کر رہا ہے اور آپ اس سے جان چھڑوانے کی تگ ودو میں ہیں ۔"

اس کی سبز جھیل سی آنکھوں میں رتجگوں کی سرخیاں تکتے مسکراتے مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

اس کی بات پر انا کی آنکھوں کے سامنے ایکدم سے رات کی وردات عود آئی وہ شرم سے دہری ہوتی اس کے ہی سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ دھڑکنیں بری طرح سے بے آہنگ تھیں ۔

حدید خان کو اپنا دل اپنے ہاتھوں نکلتا محسوس ہوا تھا ۔

"جانِ خان اس طرح کو آپ میرے جزبات کو مزید ہوا دیکھتی مجھے بہکانے کا مزید ساماں کر رہی ہیں ۔

اس پھولوں سے وجود کے گرد اپنا حصار کھینچتے وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی چہرہ اپنے مقابل کرتا گھمبیر لہجے میں بولتا اسے زلزلوں کی زد میں کر گیا ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان ۔"

وہ اس کے برہنہ سینے کو تکتی پھر سے گلال ہوئی تھی چہرہ جیسے بانپ چھوڑنے لگا تھا ۔

"پہلے مجھے میری انرجی ڈرنکس دیں اس کے بعد آپ آزاد ہیں میرے دلبر ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر نظریں جمائے مجنوبانہ سرگوشی میں بولتا بنا ایک بھی لمحے کی دیر کیے اس پر جھکا تھا ۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کے سینے کے بال اپنی مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

وہ پوری شدت سے اس نازک سی جان کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا دیوانہ وار اپنی شدتوں سے اسے دہکتا دیوانگی کی حدوں کو عبور کرنے لگا تھا ۔

وہ اس کی دیو کی شدت پر تڑپتی مرنے کو ہوئی تھی پورا وجود جیسے کسی بھٹی میں ڈال دیا تھا ۔

وجود میں اٹھتی برقی لہریں اسے بے چین کرتیں سانسیں روکنے لگیں تھیں ۔

ہونٹوں پر ہوتی جھلن اور سینے میں گھٹتی سانسوں پر وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر کنپٹی میں جذب ہوئے تھے اس کی رکتی سانسوں پر وہ اسے آزادی دیتا اس کی تکیے پر ڈال گیا ۔

جو اپنی بکھری سانسوں کی سنوارنے کی کوشش میں نڈھال سی ہو رہی تھی ۔

پر وہ ظالم بنا بنا رحم کھائے اس کی بیوٹی بون پر جھکتا اپنی تشنگی مٹانے میں مصروف ہو گیا ۔

انا کو آپنا پور پور جھلتا محسوس ہونے لگا تھا۔ سانسوں کی ناہمواری اس کی الگ جان سلگا رہی تھی ۔

اپنی گردن پر جابجا اس پاگل کا لمس محسوس کرتی وہ اس کے شانوں میں ناخن گاڑ گئی ۔

جس پر وہ مزید جنونی ہوتا اس کے شانے سے شرٹ سرکاتا جابجا اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا تھا ۔

انا کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان دد۔۔۔دور ہو مم۔۔۔مجھے سس۔۔۔سانس نہیں آرہا ۔"

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بمشکل بولی تھی ۔

وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اس سے دور ہوا تھا ۔

"شش۔۔۔کچھ نہیں ہوا سانس لیں سکون سے میرے دلبر ۔"

وہ اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگاتا اس کی پشت رب کرنے لگا۔وہ اس کے سینے سے لگی اپنی بکھری سانسوں کو سنوارنے لگی تھی ۔

کچھ ہی دیر میں پر سکون ہوتی وہ اس سے دور ہوئی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے ۔"

وہ منہ بسورتی اس کی جانب چہرہ اٹھائے بولی تھی جس پر وہ اس کی معصومیت پر فدا ہوتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اٹھا تھا ۔

"وہاں بیگ میں آپ کے کپڑے رکھے ہیں پہن کر آجایئے پھر آپ کی بھوک کا انتظام کرتے ہیں ۔"

وہ اس کے گال تھپتھپاتے مسکرا کر بولا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔وہ اس کی آسانی کو ڈریسنگ میں گھسا تھا خود جس پر وہ پھرتی دیکھاتی کپڑے لیے واش روم میں گھس گئی ۔

★★★★★

آج صبح سے ہی وہ بہت نڈھال سی ہو رہی تھی الٹیاں کر کر کے اس کا برا حال تھا

۔

وجدان شاہ صبح ہی سلطان شاہ اور زمان شاہ کے ساتھ ڈیرے پر گیا تھا اور ابھی تک نہیں لوٹا تھا ۔

"سردارنی جی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی میں ابھی بڑی بیگم کو بلاتی ہوں ۔"

رجو چاند کی ذرد پڑتی رنگت کو دیکھ خود بھی ڈری تھی ۔

تبھی بولتی تیزی سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔چاند اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی وہیں دھری ہوئی تھی ۔

پھر اپنا موبائل یاد آتے ہی وہ بمشکل سائڈ ٹیبل کی جانب ہاتھ بڑھاتی بمشکل موبائل نکالتی نمبر ڈائل کرتی بیڈ پر رکھتی اس کے قریب ہی گری تھی ۔

وجدان شاہ جوزوار شاہ سلطان شاہ زمان شاہ اور دیگر گاؤں کے معزز آدمیوں کے ساتھ ڈھیرے پر گاؤں میں سکول اور کالج بنانے کے بارے میں منصوبہ تیار کر رہا تھا ۔

موبائل رنگ ہونے پر ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا تھا جس کی اسکرین پر جان سائیں لکھا نظر آیا تھا وہ زیر لب مسکراتا سب کچھ انتظار کرنے کا بول کر اٹھا تھا ۔

باہر کو آتے وہ کال ریسیو کرتا کان سے لگا گیا ۔

"جی میری جان سائیں ۔۔"

وہ محبت والفت سے گویا ہوا تھا۔اس میٹھی سی پکار پر تکلیف میں بھی چاند کے لب مسکرائے تھے ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

بمشکل لرزتی آواز میں پکارا گیا تھا۔اس کی نڈھال سی تکلیف آمیز پکار پر وجدان شاہ کا جیسے دل مٹھی میں آیا تھا ۔

"ہیے میرے چاند کیا ہوا ہے ۔"

وہ متفکر سا دریافت کرنے لگا ساتھ ہی باہر کی جانب دوڑ لگائی تھی ۔

"جج۔۔۔ جلدی آجائیں نہ سائیں۔بہت درد ہو رہا ہے ۔"

وہ تکلیف پر ضبط کرتی بھرائی آواز میں بولی تھی۔وہ تڑپ اٹھا تھا اس کی تکلیف آمیز پکار پر ۔

"ہاں۔۔۔۔ مم۔۔۔ میں آرہا ہوں میرے چاند آرہا ہوں۔ آپ کال کٹ مت کیجئے گا ۔"

وہ جانتا تھا نور اس وقت کالج تھی۔ وہ گاڑی میں بیٹھتا گاڑی کے ڈیش بورڈ سے دوسرا موبائل نکلتا ڈاکٹر کو کال کرتا اسے شاہ حویلی پہنچنے کا کہتا ریش انداز میں گاڑی گھماتا ڈھیرے سے نکلا تھا ۔

ساتھ ہی رابعہ بیگم کو بھی کال ملائی تھی پر وہ کال ریسیو نہیں کر رہیں تھیں ۔

وجدان شاہ کا دل بری طرح سے کپکپانے لگا تھا۔ کاش وہ اسے اکیلا نہ چھوڑتا ۔

دوسری جانب وہ بمشکل اٹھتی اپنے خشک ہوتے حلق کو پانی سے تر کرنے کو جگ سے پانی گلاس میں ڈالنے لگی تھی ۔

میرال جو وہاں سے گزر رہی تھی وجدان شاہ کے روم کا کھلا ڈور دیکھ اس کی آنکھیں چمکیں ۔

وجدان شاہ تو ڈھیرے پر تھا اس وقت یہ اچھا موقع تھا اس ونی کو سبق سکھانے کا ۔

وہ اس کے روم کی جانب قدم بڑھاتی روم میں داخل ہوئی جہاں وہ نازک سی پری اس کی جانب پشت کیے لرزتی ٹانگوں سے پانی پینے کو تھی ۔

وہ تیزی سے اس کی جانب آتی اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس چھنتی زمین بوس کر گئی ۔

دوسری جانب وجدان شاہ کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا کچھ ٹوٹنے کی آواز سے ۔

جبکہ چاند کی سرمئی آنکھوں خوف و ہراس سے پھٹ پڑیں تھیں اپنے سامنے میرال کو دیکھ کر ۔

جبکہ میرال تو اس وفی کا نوخیز حسن دیکھ کر انگاروں پر گھسیٹ لی گئی تھی جیسے ۔

گھٹنوں سے نیچے تک آتے سیاہ گھٹاؤں سے گھنے بال، رائل بلو کلر کا خوبصورت سا فراک پہنے جو بے حد بیش قیمتی معلوم ہو رہا تھا یقیناً یہ وجدان شاہ کی ہی پسند تھا ۔

اس کا دل چاہا وہ اس لڑکی کو نوچ ڈالے جو اتنے حق سے وجدان شاہ کی سلطنت میں اس کی من چاہی بن کر کھڑی تھی ۔

"تم نے مجھے سے میرے وجدان کو چھین کر اچھا نہیں کیا لڑکی ۔"

وہ اس کے سیاہ بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتی اس کے منہ پر غرائی تھی ۔

وجدان شاہ کی آنکھوں سرخ ہوئیں تھیں دوسری جانب میرال کی آواز سنتے ۔

"سس۔۔۔۔سائیں۔"

وہ خوف کے مارے کانپتی اسے پکار گئی۔وجدان شاہ کا دل اس ایک پکار پر قربان جاتا تڑپ اٹھا تھا ۔

"میرال۔۔۔۔میرال خبردار میرے چاند کو آگر تکلیف دی ڈیم اٹ ۔۔"

وہ چلایا تھا پر اس کی آواز کہاں پہنچ رہی تھی اس ظالم بنی لڑکی تک ۔

"اسی معصوم شکل کے ذریعے تم نے میرے وجدان کو پھنسایا ہے نہ ۔"

وہ دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ دبوچتی کھینچ کر تھپڑ رسید کرتی چلائی تھی۔چاند ہو اپنا دماغ سنسناتا محسوس ہوا تھا ۔

وہ جو نہیں ہی تکلیف سے نڈھال تھی نیم جان سی ہونے لگی تھی ۔

"سائیں۔۔۔سائیں ۔"

تکلیف میں مدھم آواز میں اس ستمگر ہی پکارتی وجدان شاہ کو پاگل کر گئی ۔

تھپڑ کی گونج وجدان شاہ کو اپنے ہر طرح سنائی دینے لگی تھی ۔

"چپ بند کر اپنی بکواس خبر دار جو میرے وجدان کو پکارا تو۔۔۔ جان لے لوں گی ۔"

وہ پاگل ہوتی اس کی گردن دبوچ گئی اس سے پہلے کہ وہ اس نازک جان کو جان سے مارتی رابعہ بیگم جو رجو کے کہنے پر چاند کو دیکھنے آئیں تھیں ۔

میرال کو چاند سے دور کرتے کھینچ کر تھپڑ رسید کیا تھا۔ وہ جبڑے بھینچتی منہ پر ہاتھ رکھتی ضبط کر گئی ۔

وہ واش روم میں تھیں جب رجوا نھیں بلانے گئی تھی۔ باہر نکلتے ہی رجو سے چاند کی طبیعت کا سنتیں وہ بھاگیں تھیں پر میرال کو چاند کا گلا پکڑے دیکھ وہ اسے تھپڑ رسید کر گئی ۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے میرال دفع ہو جاؤ ۔"

وہ غصے سے بولتیں چاند کو اپنے حصار میں لے گیں ۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا یہ ممانی جان۔۔۔میں اس لڑکی کو نہیں چھوڑوں گی ۔۔نہیں چھوڑوں کی اس ڈائن کو ۔"

وہ پھنکارتی وہاں سے نکل گئی ۔

رابعہ بیگم نے رجو کے ساتھ چاند کو بیڈ پر ڈالتے اسے ڈاکٹر کو بلانے کو کہا پر اس سے پہلے ہی وہ وجدان شاہ کے روم کا ڈور ناک کرتی اندر آئی تھی ۔

رابعہ بیگم خیران ہوئی تھیں اس ڈاکٹر شہناز کی آمد پر۔پر پھر چاند کا خیال کرتیں وہ ڈاکٹر شہناز کو اپنا کام کرنے دینے لگیں ۔

کچھ ہی دیر میں وہ چاند کا چیک اپ کرتی اسے انجیکشن دیتی ڈریپ لگا گئی ۔

تبھی وجدان شاہ بھی بھاگتا روم میں داخل ہوا تھا ۔

"ڈاکٹر مم۔۔۔میری بیوی کیسی ہے۔"

وہ بمشکل بولتا ڈاکٹر سے دریافت کرنے لگا ۔

"وہ ٹھیک ہیں۔۔۔ان کے سٹمک میں پین کی وجہ سے اس قدر تکلیف میں تھیں شاید انھوں نے کچھ مصالحہ دار چیز کھائی ہے۔اس پر ارلی پریگنینسی آپ کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے سردار سائیں ۔

اور انھیں ہر قسم کی سٹریس سے دور رکھیں میں نے یہ بات آپ سے پہلے بھی کہی تھی۔ان کے چہرے اور گردن پر نظر آتے نشان مجھے اچھے سائن نہیں دیکھ رہے ۔"

اسے صورتحال سے آگاہ کرتی آخر میں چاند کے رخسار اور گردن پر انگلیوں کے نشانات کے بارے میں کہتی وہ وجدان شاہ کو بہت کچھ باور کرایا گئی ۔

وہ تو چاند پر ہوئے ہر ہر ظلم سے واقف تھیں۔ وہی تو رابعہ بیگم کے کہنے پر اس معصوم کا علاج کرتیں تھیں ۔

انھیں انسیت سی ہو گئی تھی اس معصوم سی پری سے جب اسے رجو سے پتا چلا تھا کہ اس پری کے امتحان تمام ہوئے ہیں اور سردار سائیں نے اسے سردارنی کا درجہ دیتے اسے اپنا لیا تھا وہ بے حد خوش ہوئیں تھیں ۔

پر آج چاند کا پھر سے کچھ وہی حال دیکھ وہ افسردہ ہوئیں تھیں ۔

وجدان شاہ تڑپ کر چاند کی جانب بڑھا تھا۔اس نازک سی پری کے چہرے اور گردن پر انگلیوں کے نشان تکتے اس کی آنکھوں سے خون چھلکنے لگا تھا ۔

"ایم سوری میرے چاند ۔۔۔"

وہ اس ہر کمفرٹر درست کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا آنکھوں میں لہو لیے باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

رابعہ بیگم دھل اٹھیں تھیں۔کیونکہ وجدان شاہ کا غصہ کسی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہونے والا تھا ۔

وہ رجو کو چاند کے پاس رہنے کا بول خود ان کے پیچھے بھاگی تھیں ۔

"شاہ بیگم باہر آئیں ۔۔"

وہ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا ہال میں آتا دھاڑا تھا ۔

میرال جو شاہ بیگم کے کمرے میں دبکی بیٹھی تھی وجدان شاہ کی دھاڑ پر خوف سے کپکپائی تھی ۔

دھل تو شاہ بیگم بھی گئیں تھیں ۔

"میں نے کہا باہر آئیں شاہ بیگم اپنے بل سے ۔"

وہ غصے و غضب سے تنی رگوں کے ساتھ ہال میں بے چینی سے اُدھر گھومتا اس بار مزید شدت سے دھاڑا تھا ۔

پر شاید وہ کان بند کیے بیٹھیں تھیں۔ان کی ہڈ دھرمی پر وجدان شاہ کو اپنا ضبط ٹوٹتا محسوس ہوا تھا ۔

"ٹھیک ہے آپ ایسے باہر نہیں آئیں گی ۔"

وہ غصے سے پاگل ہوتا غرایا تھا۔وہ جانتا تھا میرال نے جو کچھ کیا تھا انھیں کی شے پر کیا تھا ۔

"ایمی ۔۔۔"

وجدان شاہ نے اپنی آج ہی بلوائی ملازمہ کو آواز لگائی تھی جو اس نے چاند کی حفاظت کے لیے بلاوائی تھی ۔

"جی سر ۔۔"

وہ روبوٹ کی مانند اس سے کچھ فاصلے پر آ کھڑی ہوئی تھی۔ بلیک یونی فارم پہنے جینز شرٹ پر لانگ جیکٹ پہنے اس پر حجاب کیے ۔

رابعہ بیگم اسے دیکھ کر رہ گئیں پانچ فٹ نو انچ لمبی چوڑی وہ کوئی پہلوان ہی لگی تھی انھیں ۔

"اس کمرے سے سرداری کی مجرم کو لے کر آؤ اگر سیدھے سے نہ مانے تو اپنی طاقت کا استعمال کرتے گھسیٹ کر لاؤ۔ذرہ دیر نہیں ہونی چاہیے۔اگلے دو منٹ میں وہ غلیظ لڑکی یہاں ہونی چاہیے ۔"

وہ شاہ بیگم کے کمرے کی چابیاں اس کے حوالے کرتا کرختگی سے بولا تھا ۔

وہ جھولے پر بیٹھا بے صبری سے اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔

جس پر وہ فوراً اس کے کی تعمیل کرتی شاہ بیگم کے روم کی جانب بڑی تھی اور کچھ ہی دیر میں وہ منال کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر لائی۔

شاہ بیگم میں اس کے پیچھے بھاگیں آئیں تھیں ۔

"چھوڑو مجھے میں نے کہا چھوڑو مجھے تم جانتی نہیں مجھے۔۔اہہہہ۔"

وہ درد سے چلاتی ہوں بولی تھی۔اس کی اواز سنتے ہیں وجدان شاہ کے اعصاب تنے تھے۔

اسے گھسیٹ کر وجدان شاہ کی سامنے زمین پر پھینکا تھا۔شاہ بیگم اپنا دل تھام گئی ۔

"وجدان شاہ یہ کیا بے ہودگی ہے۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری نواسی کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی۔"

وہ ناگن بنی پھنکاریں ۔

"جیسے اپ کی نواسی کی ہمت ہوئی میرے چاند کو تکلیف پہنچانے کی۔اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ سب اپ کی شے سے ہوا ہے۔"

وہ ان سے دوگنی آواز میں غصے سے دھاڑا تھا رابعہ بیگم خوفزدہ ہوئی تھیں ۔

تبھی نور جو ابھی کالج سے ائی تھی۔کیونکہ آج اس کا بہت ضروری ٹیسٹ تھا جس کے نمبر فائنل میں ایڈ ہونے تھے۔اسے بس ٹیسٹ دینے کے لیے کالج جانے دیا گیا تھا۔جیسے ہی ہال میں داخلہ ہوتے سامنے کا منظر دیکھ سہمی تھی ساتھ ہی پیچھے

سے آتے زوار شاہ زمان شاہ اور سلطان شاہ نے بھی یہ منظر حیرانی و پریشانی سے دیکھا تھا۔

انہیں دیکھ شاہ بیگم ان کی جانب بڑھ تھیں ۔

"سلطان بیٹا تم دیکھ رہے ہو تمہارا بیٹا اپنی دادی کے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہے۔"

وہ مگر مچھ کے انسو بہاتی بولی تھیں۔ سلطان شاہ جو معمول اور معاملات سمجھنے کی تگ و دو میں تھے ابھی وجدان شاہ کے دھاڑنے پر سبکی سے سر جھکا گئے ۔

"خبر دار جو آپ نے مجھ سے اپنا کوئی رشتہ جوڑا شاہ بیگم۔ میرا اپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے آپ صرف میری دادا سائیں کی بیوہ ہیں ۔

میری دادی بیگم اس دنیا سے بہت پہلے سے ہی جا چکی ہیں۔۔۔اپ بس میری ماں کی قاتلا ہیں سنا اپ نے بس قاتلا ۔"

وہ اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ حویلی میں جیسے موت سا سناٹا چھا گیا تھا۔ سلطان شاہ کا دل کٹا تھا اسی واقعے نے تو اس کے معصوم سے بیٹے کو ان سے دور کرتے وحشی بنا دیا تھا ۔

وہ ہر ہر ظلم کا اب حساب لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اپنی ماں کی ہر تکلیف کا بدلہ انکے آنسوں کا حساب کو شاہ بیگم کو خون کے آنسو رلا کر چکتا کرنے والا تھا ۔

اپنے باپ کی بے بسی اپنے بچپن کی ہر محرومی اپنے چاند پر کیے ہر ظلم کا حساب وہ اب شروع کر چکا تھا ۔

شاہ بیگم زلزلوں کی زد میں آ گئیں۔ زمین آسمان گھومتے محسوس ہوئے۔ انھیں وہ اپنی عاقبت کا بھینک ترین خشر نظر آیا تھا ۔

"یہ سب آپ کی شہ پر ہوا ہے شاہ بیگم تو اب سزا بھی آپ اسے اپنے ہاتھوں سے دیں گیں ۔"

وہ کرختگی سے حکم سناتا انھیں ایک اور جھٹکا دے گیا تھا۔ سزا کا سنتے ہی میرال کی جیسے جان پر بنی تھی کیونکہ وجدان شاہ کی قطعی اسے معاف کرنے والا نہیں تھا ۔

"سنا نہیں آپ نے میں نے کیا کہا۔۔اس پنچ لڑکی کو سزا دیں اور اسے ایسے ہی تھپڑ ماریں جیسے اس نے سردارنی کو مارا۔۔اور تب تک ماریں جب تک میری سماعت سے اس تھپڑ کی گونج ضائل نہیں ہو جاتی جو اس گھٹیا لڑکی نے میرے چاند کو مارا ۔۔"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا غرایا تھا۔آواز ایسی تھی کہ سب کو اپنی سماعت سنسناتی ہوئی محسوس ہوئیں تھیں ۔

شاہ بیگم سہمتی مرے مرے قدموں سے میرال کی جانب بڑھتی جی گھڑ گھڑاتی روتی ہوئی پیچھے کو ہو رہی تھی وجدان شاہ کے اشارے پر ایمی نے اس کے بازو دبوچتے اسے اٹھایا تھا ۔

"نن۔۔۔ نہیں وجی پپ۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو ۔"

وہ سزا کے خوف سے کانپتی معافی مانگ مانگنے لگی پر وجدان شاہ کی سماعت تو جیسے سب کے لیے ہی تمام ہتھ چکیں تھیں اسے تو بس اپنے چاند کی سسکیاں سنائی دے رہیں تھیں ۔

شاہ بیگم نے مڑ کر ایک نظر سلطان شاہ اور زمان شاہ کو دیکھا تھا جو سر جھکائے کھڑے تھے۔ دوسری نظر وجدان شاہ کی جانب ڈالی جو قہر برساتی نظروں سے انھیں کی جانب دیکھ رہا تھا وہ خوفزدہ ہوتیں میرال کو تھپڑ جڑ گئیں ۔

اس کا حساب وہ وجدان شاہ سے اس کی زندگی چھین کر لینے والیں تھی ۔

"شاہ بیگم۔۔۔۔ کیا آپ کے ہاتھوں میں جان نہیں ہے۔ کیا آپ بھول گئیں ہیں کیسے مارا جاتا ہے۔ بلکل ویسے ہی دم لگائے جیسے میرے چاند کو مارتے ہوئے آپ کے ہاتھوں میں ہوا کرتا تھا ۔

وہ غصے و غضب سے دھاڑا تھا۔ سب نے دھل کر اپنا دل تھاما تھا ۔

شاہ بیگم نے بمشکل خود پر ضبط کیا اس کا دل چاہ رہا تھا وہ وجدان شاہ نے چیتھڑے کر کے ہوا میں اڑا دیں ۔

میں نے دیکھا ہے ہر اس زخم کو جو آپ نے میری سردارنی کو لگائے۔اور یقین جانئے ہر زخم پر دل چاہتا تھا آپ کے چیتھڑے چیتھڑے کر کے ہوا میں تحلیل کر دوں کہ آپ کو قبر تک نصیب نہ ہو۔ بلکل ایسے ہی جیسے اس وقت آپ کا دل چاہ رہا ہے مجھے ریزہ ریزہ کرنے کا ۔۔"

جو کہ آپ کا خواب ہی رہے گا اب دم لگائے ورنہ آپ کو سکھانے کے لئے مجھے وہاں تک آنا پڑ سکتا ہے ۔"

وہ کرختگی وسفاکی سے بولتا پھر سے دھاڑا تھا۔وہ خوف سے کپکپاتیں میرال کو پھر سے تھپڑ مارتی وجدان شاہ کو مارنے کا دل ہی دل میں عہد کر گئیں ۔

زوار شاہ تو مزے سے اس منظر کو انجوائے کر رہا تھا جبکہ نور خوف سے کپکپاتی آنسو بہاتی گرنے کو تھی ۔

وجدان شاہ کی جیسے ہی نظر نور پر بڑی اس کے چہرے کی کرختگی ضائل ہوئی تھی وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلا گیا ۔

جس پر وہ بمشکل چلتی اس کے پاس آئی تھی۔ وجدان شاہ نے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کی پیشانی پر پیار کیا تھا ۔

"اپنے روم میں جائیں میرا پیارا بچہ رجو آپ کا کھانا روم میں لے آئے کی کھا کر بے سارا آرام کرنا ہے اوکے ۔۔"

وہ نرمی و ملائمت سے بولا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ ساتھ ہی وہ زوار شاہ کو بھی اشارے سے اس کے پیچھے جانے کا بول گئے تاکہ وہاں سے سنبھال سکے۔۔

جس پر وہ سر خم کرتا اس کے حکم کی تعمیل کرتا وہاں سے کھسکا تھا ۔

ایک پل میں اس کے بدلتے روپ پر سب نے خیرانی و خیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

میرال اس کی لاڈلی بیٹی کی اولاد تھی جو انھیں بے حد عزیز تھی اسے مارتے ہوئے تکلیف انھیں اپنے وجود پر محسوس ہو رہی تھی ۔

وجدان شاہ آنکھوں موند تاہر تھپڑ کی گونج پر اپنے چاند کے زخم یاد کرتا پہلے سے زیادہ اپنے وجود میں بھانبھڑ جلتے محسوس کر رہے تھا ۔

★★★★★

پلیز دور۔۔۔دور ہو جائیں ۔۔۔"

وہ سسکتی بلکتی معصوم سی پری جب اس سے خوفزدہ ہوتی تھی تو ہر بار وہ ہزاروں بار مرتا تھا ۔

"خ۔۔۔خدا۔۔۔کک۔۔کے لیے۔۔۔مجھے۔۔جج۔۔جانے دیں"

وہ بری طرح سے لرزتی آواز کی التجائیں ۔۔۔

وہ آج بھی اس کے عقل و خرد میں محفوظ تھی۔راتوں کو ڈر جانا۔پوری پوری رات بنا سوئے سہمے رہنا ۔

کبھی کبھی وہ اپنی ساکت سی چپ ہوتی کہ وجدان شاہ کو خوف آتا تھا اس کی سرسراتی خاموشی سے ۔۔۔

ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی بے جان مورت ہے ۔

اس کے وجود کا ہر زخم جو بھر تو گیا تھا پر وہ اتنی کوشش کے بعد بھی ابھی تک انھیں زمانوں میں جی رہی تھی ۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ماموں پلیز مجھے بچا لیں ۔"

وہ جو اسی زمانے میں جا بسا تھا جہاں اس کی نازک سی پری اس کے چاند کا وجود تو کیا روح بھی زخمی سی ابھی تک سسک رہی تھی میرال کے چلانے نے اسے حال میں لا ٹینچا ۔

"شٹ اپ بند کرو اپنی بکواس غلیظ لڑکی تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے چاند کی برابری کرنے کی۔ کیا اتنی اوقات ہے تمھاری کہ تم میرے سردارنی سے اونچی آواز میں بات بھی کر سکو ۔۔"

وہ جھولے پر ہاتھ مارتا کر خنگی سے دھاڑا تھا پورے وجود میں جیسے انگارے دوڑنے لگے تھے۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اس لڑکی کی چمڑی ادھیڑ دے ۔

اس کا ہاتھ اس کے دھڑ سے الگ کر دے جس سے اس نے چاند کو تکلیف دی تھی ۔

"اور آپ کس خوشی میں رکی ہیں اپنا کام جاری رکھیں شاہ بیگم ۔۔۔ایک اسی کام میں تو آپ سب سے زیادہ ماہر ہیں ۔

تو اب جب آپ کو سر دار وجدان شاہ نے فراخ دلی سے یہ کام سونپا ہے آپ اسے ٹھیک سے سرانجام نہ دیتے میرے غضب کو آواز دے رہی ہیں ۔"

وہ تنے اعصاب کے ساتھ ہنوز انداز میں کہتا انھیں لرزا کر رکھ گیا ۔

شاہ بیگم نے اس کی دھاڑ پر میرال کو تھپڑ رسید کیا۔ پر وجدان شاہ کو کچھ سکون نہ آیا ۔

"ایمی بیگم صاحبہ کو تھپڑ مارنا سکھاؤ فاسٹ ۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بولا تھا جس پر وہ روبوٹ کی مانند فوراً عمل کرتی پوری قوت سے ہاتھ گھماتی میرال جو تھپڑ جڑ گئی ۔

تھپڑ اتنی شدت سے اسے لگا تھا کہ اسے اپنی سماعت کے ساتھ ساتھ اعصاب بھی کچھ پلوں کے لیے سن ہوتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

ہونٹ پھٹ گیا تھا۔وہ حواس کھونے جو ہوئی تبھی وہ اسے بالوں سے دبوچتی اسے اٹھا گئی۔وجدان شاہ کے جلتے دل پر جیسے کچھ پھوار پڑی تھی ۔

میرال کو اس پل پر افسوس ہوا تھا جب اسے اس وحشی سے محبت ہوئی تھی۔کاش کو اس وقت کو واپس موڑ پاتی ۔

"میری سردارنی کی گردن دبوچی تھی تم نے سنکی عورت ۔۔"

وہ اٹھتا جھولے کو ٹانگ مارتا پوری شدت سے غرایا تھا۔رابعہ بیگم خوفزدہ ہوتیں اپنی سماعت پر ہاتھ رکھ گئیں ۔

اسے بلکل امید نہیں تھی اس کے ہاتھوں میں پلا اس کا وجی اس کا بیٹا ایسا سفاک ہو گا۔وہ گرنے کو ہوئی تھی جس پر وہ انھیں تمامتا اپنے سینے سے لگا گیا ۔

"میری پیاری سی ماں ۔۔"

وہ انھیں جھولے پر بٹھاتا ان کے قدموں میں بیٹھتا رابعہ بیگم کے کپکپاتے ہاتھوں پر بوسہ دیتا سرخ آنکھوں میں پل میں نرمی کیے اس کی جانب دیکھتا بولا تھا ۔

"بس کر دو میری جان ۔"

وہ اس کا چہرہ تھامتیں سسکیں تھی۔وہ ایمی کو اشارہ کرتا ان کا چہرہ اپنی جانب مبذول کرواتا ان کی گود میں سر رکھ گیا ۔

اشارہ ملتے ہی ایمی نے میرال کی گردن دبوچی تھی وہ پوری شدت سے اس کا گلا دباتی میرال کق موت کے قریب لے گئی ۔

وہ پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑاتی اس کے ہاتھوں پر ہاتھ مارتی خود کو چھڑوانے کی تگ ودو کرنے لگی ۔

وجود کا سارا خون جیسے چہرے پر آگیا تھا آنکھوں ابل کر باہر آگئیں تھیں تبھی سلطان شاہ کی بس ہوئی تھی وہ ایمی کے ہاتھ سے میرال کو چھڑوا گئے ۔

"وجی بابا کی جان بس کردے یار بس کردے ۔"

وہ بے بسی سے اس کے سامنے آتے ملتجی لہجے میں بولے تھے ۔

وجدان شاہ اٹھتا ان کی جانب آیا تھا ۔

"آپ نے اس نازک جان کو دیکھا ہے بابا۔۔۔ نہیں دیکھا میں نے دیکھا ہے ۔میں نے اپنی سماعت سے سنی ہیں اس کی وہ پر درد سسکیاں ۔

"آپ جانے ہیں بابا وہ جو اندر تکلیفوں سے نڈھال سسک رہی ہے وہ کیا ہے میرے لیے۔ میری زندگی کا کل اثاثہ ہے۔ جس کے بنا میں کچھ بھی نہیں ہوں۔

وہ تو پہلے ہی تکلیف میں تھیں وہاں جب ڈھیرے پر مجھے کال آئی تھی تو وہ تبھی سسکتی مجھے پکار رہیں تھیں۔اس سفاک لڑکی کو جب ان پر ظلم ڈھاتے رحم نہیں آیا تو میں کیسے رحم کروں اس پر۔۔۔بتائیں کیسے رحم کروں ۔"

چاند کے چہرے کے چہرے اور گردن پر پڑے سرخ اور نیلے نشانات ایک بار پھر سے آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے تھے ۔

کانوں میں گونجتی اس جانِ عشق کی سسکیاں اس کا جگر نوچنے لگیں تھیں ۔

وہ پاگل ہوتا اپنے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچتا اذیت و غضب سے چلایا تھا ۔

سلطان شاہ بے بس ہوتے اسے اپنے سینے سے لگا گئے ۔

"آپ جانتے ہیں بابا سائیں وہ کتنی نازک سی ہے۔وہ اس قدر معتبر لگتی ہیں اس دل کو کے یہ نظریں ان کی سامنے اٹھتی ہی نہیں۔مجھے ڈر لگتا ہے کہیں وہ میرے اندر کی وحشت سے خوف زدہ نہ ہو جائے ۔

اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرتا کہ کہیں وہ مجھ سے خوفزدہ نہ ہو جائیں ۔

وہ سب کچھ ہیں میرا آپ نے حالت دیکھی ہے ان کی اتنی نازک سی ہیں میری چاند۔۔۔آپ جانتے ہیں مجھے محبت پر یقین نہیں تھا اور مجھے محبت ہوئی بھی نہیں ۔۔۔بلکل بھی نہیں ہوئی ۔

وہ ان سے دور ہوتا اپنے دل کی حالت پہلی بار اپنے باپ پر عیاں کرتا کوئی پاگل دیوانہ ہی لگا تھا ۔

سب ہی ساکت سے اس کی دیوانگی و جنونیت پر خیران تھے۔وہ نام بھی لیتا تھا تو کس قدر ادب سے۔یہ کیسے جزبات تھے جو سب کی سمجھ سے بالا تر تھے ۔

انھیں پہلی بار دیکھتے ہی جو ہوا وہ عشق تھا بابا سائیں۔۔۔محبت لفظ تو بہت چھوٹا تھا ان کے مقابل وہ تو عشق کے قابل تھیں ۔

وجدان شاہ کو عشق ہو گیا بابا۔۔ پھر ہو گیا عشق اس آوارہ بنجارے کو۔ جوان سب جذبوں سے دور بھاگتا تھا۔ اسے ہو گیا عشق چاند وجدان شاہ سے اپنی چھوٹی سی محرم سے ۔۔

آپ جانتی ہیں چچی ماں میں گھنٹوں انھیں سوتا بنا پلکیں جھپکائیں دیکھتا ہوں کیونکہ ڈر لگاتا ہے کہ کہیں میری دیوانگی انھیں سہمانہ دے ۔

بہت معصوم سی ہیں نہ بہت جلدی ڈر جاتی ہیں ۔"

وہ رابعہ بیگم کو اب کے بتاتا خیران در خیران کر رہا۔ وہ ساکت سی وجدان شاہ کی دیوانگی و جنونیت دیکھے گئیں۔ وہ کس قدر عقیدت سے اس پری وش کا نام لیتا تھا

۔

چچا سائیں جانتے ہیں انھیں ذرہ سی تکلیف ہوتی ہے نہ توان کی تکلیف پر میرے دل پر ہزاروں برچھیاں چلتی ہیں۔۔ وہ تو میرے لیے عبادت سی ہیں ۔

جس کی پرستش کرتے وجدان شاہ کی روح ہر پل انھیں کے گرد طواف کرتی ہے ۔ دنیا والے کے لیے وجدان شاہ سردار ہے پر ان کے لیے ان کا غلام ان کے عشق میں جوگی بنا آتشِ عشق میں جلتا دیوانگی حدیں عبور کرنے لگا ہے ۔

وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتا دیوانگی و جنونیت سے بولتا میرال جو شاہ بیگم کی گود میں سر رکھے نیم جان سی پڑی تھی اپنی سماعت میں وجدان شاہ کے دیوانے پن سکتہ طاری کر گیا اس نے تو پہلی بار ایسی محبت دیکھی ۔

"تو پھر کیسے معاف کر دوں میں کیسے معاف کروں انھیں تکلیف دینے والوں کو ۔"

وہ دیوار کے ساتھ پڑے فرم پر رکھے شو پیس پر ہاتھ مارتا انھیں زمین بھوس کرتا اپنا ہاتھ بھی شدید زخمی کر گیا سب تڑپ اٹھے تھے ۔

سلطان شاہ نے ایک بار پھر سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا کیونکہ وہ اس طرح سے قابو میں ہر گز آنے والا نہیں تھا ۔

"شش۔۔۔بس بابا کی جان اب کوئی تمھاری چاند کو تکلیف نہیں دے کا یہ تمھارے بابا سائیں کا وعدہ ہے اپنے وجی سے ۔"

وہ اسے خود میں بھینچتے کام کرنے کی کوشش کرتے نرمی و محبت سے بولے تھے جس پر وہ گہرے گہرے سانس بھرتا اس کے کندھے پر سر رکھ گیا ۔

رابعہ بیگم نے روتے ہوئے اس کے ہاتھ کو تھامتے رومال باندھا تھا ۔

"او میری پیاری سی چھوٹی ماں ۔۔"

وہ سلطان شاہ سے دور ہوتا انھیں سینے سے لگائے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتا نرمی سے بولا تھا ۔

تبھی رجو بھاگتی وہاں آئی تھی ۔

"سس۔۔۔ سردار سائیں۔۔۔ سردارنی جج۔۔۔جی کو ہوش آ گگ۔۔۔ گیا ہے ۔"

وہ بمشکل خوف سے کپکپاتی اسے اطلاع دے گئی ۔

وہ بنا دیر کیے بھاگا تھا کسی میں حوصلے نہ ہوا تھا کہ اس کے پیچھے جاتا ۔

رابعہ بیگم نے ایک بار پھر سے ڈاکٹر شہناز کو کال ملائی تھی پر اس بار اس معصوم پری کے لیے نہیں بلکہ شاہ بیگم کی لاڈلی نواسی میرال کے لیے ۔

شاید مکافات عمل شروع ہو چکا تھا ۔

★★★★★

وہ جیسے ہی روم میں آیا وہ آنکھوں میں کھارا پانی لیے اپنے بازو وا کرتی اسے پاس بلانے لگی تھی ۔

وہ سرعت سے اس تک پہنچتا اپنی بانہوں میں بھرتا خود میں بھینچ گیا ۔

وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھتی آنسو بہانے لگی تھی وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

"سب ٹھیک ہے جان سائیں ۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا الفت و ملائمت سے بولا تھا۔ جس پر وہ سسکتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی ۔

"مم۔۔۔مجھے سانس نہیں۔۔۔آرہا تھا۔لگا اب مم۔۔۔میں آپ سے کبھی مل نہیں پاؤں گی۔ہمارا بے بی"

وہ روندھی آواز میں بولتی اذیتوں کی انتہا پر تھی۔وہ تڑپ اٹھا تھا اس کی بات سنتے۔

"ہشش ایسا مت کہیے میرے چاند۔۔۔خدارا یہ سوچیں بھی مت۔ہم چلے جائیں گے یہاں سے ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا مزید سننے کی ہمت خود میں ناپید پاتا دیوانہ وار اس کے ایک ایک نقوش پر اپنا لمس چھوڑتا ملتجی لہجے میں بے بسی سے بولا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

وہ اس کے کالر کو دبوچتی سسکی میں پکار گئی ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر ۔"

وہ اس کے ہاتھ کو تھامتا ملائمت سے لرزتی انگلیوں کی پشت پر اپنے لب رکھتا ہنوز انداز میں بولا تھا ۔

"یہ دنیا اچھی نہیں ہے سائیں۔۔۔مجھے یہ دنیا اچھی نہیں لگتی۔بے حد سس۔۔۔سفاک ہے میرے لیے ۔

رر۔۔۔رلاتی ہے دد۔۔۔درد دیتی ہے۔ مم۔۔۔مجھے کک۔۔۔ کہیں چھپادیں سائیں جج۔۔۔۔جہاں کوئی ڈھونڈ نہ پائے ۔"

وہ خود اذیتی سے بولتی وجدان شاہ کے دل کو ٹکڑوں میں کاٹ گئی تھی جیسے ۔

"میں لے جاؤں کا واپس آپ کو آپ کی دنیا میں جہاں کوئی میری پری کو تکلیف نہیں دیتا۔ بس ایک ہفتے کا وقت دے دیں جان سائیں زوار شاہ کی شادی تک ۔وعدہ کرتا ہوں اب کوئی آپ کی ہوا تک کو چھو نہیں پائے گا".

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر تا نرمی و الفت سے گویا ہوا پر وہ سن کہاں رہی تھی اس کی نظریں تو اس رومال بندھے ہاتھ پر تھی ۔

جس سے خون رستا اسے سرخ کر رہا ۔

"یی۔۔۔یہ کیا ہوا سس۔۔سائیں ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتی سہمی سی دریافت کرنے لگی۔اس کے سوال پر وہ گڑ بڑایا تھا

"کچھ نہیں بس ایسے ہی تھوڑی سی لگ گئی ۔"

وہ ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتا اس کی گردن سے بال ہٹاتے اس سے پہلے اس کا دھیان بھٹکانے کو جھکتا وہ اسے خود سے دور کر گئی ۔

"مجھے دیکھنا ہے ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتی رومال کھولنے لگی پر وہ پھر سے ہاتھ کھینچ گیا تھا ۔

"کچھ نہیں ہوا جان سائیں آپ ہاتھ کو چھوڑیں نہ اپنے سائیں پر دھیان دیں ۔"

وہ اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتا اس کے قاتل تل پر اپنے لب رپ کرتا بہکا تھا۔پر چاند کی سوئی وہیں اٹکی تھی جس پر وہ اسے خود سے دور کرتی پھر سے ہاتھ تھام گئی ۔

"میں نے کہا نہ مجھے دیکھنا ہے سائیں ۔"

وہ ضدی انداز میں آنکھوں میں نمی لیے بولی تھی۔وجدان شاہ نے اس کے ضدی انداز کو دیکھتے بے بسی سے سر خم کیا تھا۔

وہ آہستہ رومال کی گرا کھولتی جیسے ہی زخم تک پہنچی آنسوں بھری آنکھوں پھٹ پڑیں ۔

کیونکہ کافی گہرا اور بڑا زخم تھا جس سے بل بل خون نکلنے لگا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ اس کے رونے کر تڑپتا اسے تھمنے کو ہوا تھا جس ہر وہ اسے خود سے دور کرتی ۔

وہ اپنے زخم کو گھوڑنے لگا جیسے سارا قصور اسی کا ہو۔ حالانکہ کہ اس کی اپنی غلطی اور غصے کا نتیجہ تھا ۔

بیڈ سے بمشکل اٹھتی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی تھی ڈراؤ سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتی اس کے سامنے ہی براجمان ہوئی تھی ۔

وجدان شاہ نے ہاتھ بڑھاتے اس کے آنسو صاف کرنا چاہیے جس پر وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی بڑی بے دردی سے بازو سے چہرہ رگڑتی وجدان شاہ کو زخمی کر گئی۔

"چاند پلیز جاناں ۔"

التجا کی گئی تھی۔پر وہ کچھ سننے پر مائل نہیں تھی۔ بائیں گال پر پہلے ہی کیا کم زخم تھا جو وہ اسے مزید زخمی کرنے کی سعی میں تھی ۔

آنسو سے تر چہرہ لیے وہ اس کا ہاتھ تھامتی زخم کو بڑی احتیاط سے صاف کرنے لگی تھی۔ وہ بے بسی کی تصویر بنا اسے دیکھتا رہا ۔

جو بات تو دور اس کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی ۔

وہ بینڈج کرتی سامان باکس میں رکھتی اٹھی تھی ۔

"یہ مجھے دیں ۔"

اسے ڈر تھا کہیں وہ اپنی کینولا ہی خراب کرتے اپنے ہاتھ کو زخمی کر لے۔ تبھی اس کے ہاتھ سے لینا چاہا پر وہ پھر سے بڑی سہولت سے باکس اٹھائے اس کی بات کی نفی کرتی باکس واپس رکھتی واش روم میں گھس گئی ۔

وہ اذیت و بے بسی سے اسے جاتا دیکھ کر رہ گیا ۔

★★★★★

وہ نظریں واش روم کے ڈور پر ٹکائے اس کا انتظار کرنے لگا تھا ۔

انتظار زیادہ لمبا نہیں ہوا تھا وہ کچھ ہی پلوں میں باہر آتی نظر آئی تھی۔ شاید وہ شدت سے رو کر آئی تھی۔

تبھی سرمائی کانچ سی آنکھوں کے پپوٹے پھولے ہوئے تھے چہرہ بھی سوجن ذرہ ساتھا چھوٹی سی ناک بے حد سرخ ہورہی تھی ۔

گلاب کی نازک پنکھڑیوں سے لبوں کا خم بھی سوجاہوا تھا۔

وہ اٹھتا اس کی جانب بے چینی سے بڑھتا اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتے خود سے قریب تر کر گیا ۔

"کیا اب بات بھی نہیں کریں گی اپنے سائیں سے۔خدارا ایسا ستم تو نہ کیجیے جان سائیں ۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا ملتجی لہجے میں الفت و بے بسی سے بولا تھا ۔

جس پر آنسو پھر سے پلکوں کی باڑ توڑنے کو بے تاب ہوئے تھے۔ وہ اس کی جانب دیکھنے سے بھی گزر کر رہی تھی۔ جو وجدان شاہ کو بری طرح سے تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا ۔

"ہیے۔۔۔۔ میرے چاند ایسا گر زبر تیں گی تو وجدان شاہ کے دل کو کچھ ہو جائے گا ۔"

وہ تڑپ کر گھمبیر تا سے بولا تھا۔ ضبط ٹوٹنے پر وہ اسے خود سے دور کرتی بیڈ پر جاتی اوندھے منہ گرتی ہچکیاں سے رودی ۔

وجدان شاہ کی جان پر بنی تھی ۔

وہ اسے شانوں سے تھام کر اپنی جانب موڑتا خود میں بھینچ گیا ۔

"بب۔۔۔۔ برے ہو گگ۔۔گئے ہیں بہت۔ جانتے ہیں آپ میرا سب کچھ ہیں۔ آپ کے بنا مر جاؤں گی۔۔۔ آپ کی تکلیف چاند کا دل نوچتی ہے پھر بھی خود کو تکلیف دی۔ ہیٹ یو۔۔۔ آئی ہیٹ یو ۔"

وہ اس کے سینے پر مکے برساتی ہزیانتی انداز میں بولی تھی۔ وہ لب بھینچتا بنا مزاحمت کیے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکے کھاتا کچھ خیران ہوا تھا ۔

وہ کیسے جانتی تھی اس نے خود کو تکلیف پہنچائی تھی ۔

"ہنہ۔۔۔وہ پاگلا شاید بھول گیا تھا وہ کچھ عرصہ پہلے اس کے عشق میں مبتلا ہوا تھا اور وہ تو جوگن بنی برسوں سے اس کی ذات کے گرد طواف کر رہی تھی ۔

بنا اسے جانے بنا اسے دیکھے بس ایک نام جان کر اپنے محرم سے عشق کیے جا رہی تھی ۔

اسے تو دیکھتے ہی چاند سے عشق ہوا تھا اس کی پُر سوز آواز سے عشق ہوا تھا ۔

اور چاند احمد ملک نے اپنی محبت کو بنا سمجھے ہی سنچا تھا۔ وہ بھی تب جب وہ اس محبت نامی بلا سے لاعلم تھی ۔

پہر وا سے سوچتی تھی کہ اس کا محرم کیسا ہو گا۔ وجدان شاہ کیسا ہو گا۔ محبت سے دیوانگی تک سفر کرتے وہ لہولہو ہوئی تھی ۔

ہر تکلیف پر سسکتے اسے پکارا تھا۔ پھر عشق تک آتے وہ خود میں ہی مر گئی تھی ۔

روح کانٹوں پر گھسیٹ لی گئی۔ ان خاردار راہوں پر چلتی وہ زخم زخم ہو گئی تھی۔ پر بنا رکے چلتی رہی اپنے ہی زخموں پر قہقہے لگاتی وہ اس ساحر کی جوگن بنی اس کی ذات کے گرد رقص کرتی آتشِ عشق میں سلگتی دیوانی بن گئی۔

جیسے سوائے اس کے اب کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا کیسے وہ اس کی تکلیف پر نہ مرتی

۔

وہ تو جیتی ہی اپنے سائیں کی دھڑکنوں میں تھی کیسے نہ ان کے ناہموار ہونے پر

تڑپتی ۔

"پرامس اب کبھی ایسا نہیں کروں گا ۔"

وہ ہار مانتا مجرم بنا سر خم کر گیا ۔

وہ دیوانی بنی اس کے ایک ایک نقوش پر اپنے لب رکھتی جیسے اس کے ٹھیک ہونے کا احساسِ محسوس کرنے لگی تھی ۔

وہ اس کے پنکھڑیوں سے لبوں کا لمس محسوس کرتا مدہوش ہوتا کمر کے گرد اپنا حصار کھستا خود سے قریب تر کر گیا ۔

"کک۔۔ کبھی مت کریئے گا دوبارہ ۔۔"

وہ لرزتی اس کی پیشانی سے لب جوڑتی منت بھرے انداز میں بولی تھی ۔

"کبھی نہیں میرے چاند ۔۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی کنپٹی پر لب رکھتا مجنونانہ سرگوشی میں بولا تھا ۔

اسے اپنے سامنے کرتا وہ اس کا ہاتھ تھامتا ہاتھ سے کنولا نکالتا سائڈ ٹیبل سے منی بینڈج نکالتا وہاں لگاتا وہاں اپنا لب رکھتا اٹھ کر واش روم کی جانب گیا تھا ۔

کینولا بن میں ڈالتے ہاتھ دھوتے واپس آیا تھا۔ جہاں وہ اب بھی اسی پوزیشن میں بیٹھی کسی گہری سوچ میں جا چکی تھی ۔

چہرے کے سہمے سے تاثرات اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ کوئی برا خیال ہی تھا جو پھر سے اس کے چاند کے اعصاب پر حاوی تھا ۔

آتشی سرخ رنگ کا کھلا سا سٹائلش لیکن سمپل سا کرتا پہنے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنے کھلے بالوں کے ساتھ بنا کسی میک اپ کے برف سی رنگت میں گھلی سرخیوں ، جس پر ممتا کی الوہی چمک اس کے سوز وار سے حسن کو بھی چار چاند لگا رہی تھی

۔

اس پر گلاب کی پنکھڑیوں سے گلداز لب جن کا سوجا ہوا خم وجدان شاہ کا دل بری طرح سے بے ایمان کر رہا تھا ۔

وہ اس کے قریب دراز ہوتا اس خوبصورتی کی تفسیر بنی اپسرا کی لٹوں سے چھڑ خانی کرتا اسے حقیقت کی دنیا میں لے آیا ۔

ایک پل کو اس کی جانب دیکھتی وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں سے چھلکتے جزبات اور اس کی نظروں کی تپش سے گھبراتی گھنیری مژگان گرائے لرزی تھی ۔

دل یکبارگی سے دھڑک اٹھا۔ وہ اسے خود سے قریب کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا۔ وہ آنکھوں موندتی اس جان لیوا لمس کو محسوس کرتی لرزی تھی ۔

"میرے چاند۔۔۔۔ میرے پیارے سے عشق وجدان شاہ کو عشق ہے آپ سے ۔"

وہ اس کے قاتل تل پر شدت سے لمس چھوڑتا اسے بے حال کرنے لگا۔ وہ اپنے دل کی کیفیت سے بے چین اس میں سمٹی تھی ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے۔اس کے خود میں سمٹنے پر ۔

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے نرمی سے اس کی نازک سی گردن سے بال ہٹاتا ان اذیت بھرے نشانوں پر بے تحاشا بوسے دیتا بے نرمی سے اپنے لمس چھوڑنے لگا تھا ۔۔

وہ پور پور دہکتی اس کی پشت پر ناخن گھاڑ گئی۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔کیونکہ اس کا چاند آج پھر سے بہکنے والا تھا ۔

وہ چہرہ اٹھائے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس نازک سی پری کا چہرہ اپنے قریب کرتا بے قراری سے ایک ایک نقوش کو نہارتا چاند کے وجود میں سنسنی سی پھیلا تھا ۔

"جان سائیں ۔۔"

وہ جزبات سے بھاری ہوتی آواز میں اسے پکارتا چاند کے دل میں طوفان بھر پا کر گیا تھا ۔

"میرے سرکار میری طرف دیکھیں نہ ۔"

وہ اس گردن پر ویوز بناتے مخمور سرگوشی میں بولا تھا ۔

وہ نازک جان اس کی جان لیوا گستاخیوں پر سرخ انگارا ہوتی انگاروں کی لپیٹ میں آئی تھی جیسے ۔

"محبت ہے تو گزیر کیوں میرے عشق سائیں ۔"

وہ اس کی گردن کے گڑھے میں جھکتا شدت پسندی سے لمسِ جانان بکھرتے دلفریبی سے بولا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے آپ سے مم۔۔۔محبت نہیں ۔۔"

وہ اس کی شرٹ دبوچے منکر ہوئی۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"جانتا ہوں محبت نہیں ہے۔ محبت تو بہت پیچھے ہی کہیں چھوٹ گئی آپ کو عشق ہے اپنے شاہ سائیں سے میری جان سائیں ۔"

وہ مجنو بانہ سر گوشی کرتا چاند کو لاجواب کر گیا ۔

کسی قدر چال باز ہو گیا تھا یہ شخص ۔۔

اسے سارے ہنر از بر تھے سامنے والے کو زیر کرنے کے ۔

"یہ سس۔۔۔۔سچ نہیں ۔"

وہ ہار ماننا نہیں چاہتی تھی اتنی جلدی ۔

"آپ نے یہ بھی تو نہیں کہا کہ جھوٹ ہے جان سائیں ۔"

وہ اس کے کپکپاتے لبوں کے خم کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے مدھوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

چاند کے لب کچھ کہنے کو بری طرح سے پھڑ پھڑائے تھے پر اس کی جان لیوا حرکتوں سے آواز جیسے خلق میں ہی ناپید ہو گئی تھی ۔

جبکہ وہ ان عنابی لبوں کی تھرتھراہٹ اور ان کے دلفریب خم پر دل ہارتا بے حد نرمی و ملائمت سے جھکتا ان کی کپکپاہٹ خود میں جزب کر گیا ۔

اس کے جان لیوا دہکتے لمس پر چاند کے پورے وجود میں سنسنی خیزی لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

نازک سا وجود لرزتا اس ساحر کی بانہوں میں قید اس کی شدتوں سے بے حال ہونے لگا تھا ۔

وہ پور پور نم ہوتی پیچھے کو گرتی چلی گئی۔ وہ ہنوز اس پر جھکا اب کہ شدت اختیار کرنے لگا تھا ۔

وہ دیوانہ وار اس کی سانسوں کے لمس اپنی سانسوں میں پروتا اس کی مہک خود میں جزب کرنے لگا تھا ۔

چاند کی حالت کے پیشِ نظر اس کی رکتی سانسوں پر وہ اپنے آزادی دیتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے خود بھی گہرے گہرے سانس بھرنے لگا تھا ۔

وہ نیم جان سی ہوتی اپنی رکتی سانسوں کو بہال کرنے کی سعی میں نڈھال سی ہو رہی تھی ۔

جان پھر سے نکلنے کو ہوئی جب اپنی گردن پر جا بجا سلگتا پر ملائمت بھرا لمس محسوس ہوا ۔

وہ اس کی گردن پر بنے سرخ اور نیلے بنے نشانات پر لب رکھتا جیسے مرھم کرنے کی کوشش ہو ۔

"ہمارا بے بی کیسا ہے میرا چاند ۔"

وہ اس کے پہلو پر جھکتا اپنی دیوانگی و وارفتگی نچھاور کرتا بوجھل لہجے میں بولا تھا ۔

بنا جواب دیے چاند نے اپنی بوجھل ہوتی پلکیں اٹھائے اس کے جانب دیکھا تھا ۔دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا اور یہیں حال وجود کا بھی تھا اپنے پہلو کو سلگتا محسوس کرتے۔وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے آنکھیں میچ گئی ۔

وجدان شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا وہ اس کی جانب آتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

کیونکہ وہ اس قابل نہیں تھی کہ وہ اس پر کوئی مزید ستم ڈھاتا ۔

"کچھ دیر سو جائیں میرے چاند۔آپ کو آرام کی ضرورت ہے ۔"

وہ اس کا سر اپنے سینے پر ڈالتا پیشانی پر لب رکھتا بولا تھا۔چاند نے اس کی گردن پر ناخن گھاڑتے اس سینے پر دانت گاڑے تھے ۔

وہ سب سمجھ رہی تھی اس شخص کی چال بازیاں ۔

"ہاہاہاہا۔۔۔میرا چاند جنگلی بلی کب سے بن گیا ۔"

وہ ہنس کر اس کے ستم برداشت کرتا اس کی نازک سی شاخ گلاب سی کمر میں بازو حائل کیے گھمتے اسے پھر سے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

"برے ہیں آپ۔۔۔مجھے کوئی عشق نہیں ہے آپ سے۔۔۔بات بھی نہیں کرنی۔۔نہ اب اپنے قریب آنے دوں گی ۔"

وہ تیکھے تیور لیے غصے سے بولی اتنی پیاری لگی تھی وہ لائٹ آف کرتا ایک بار پھر سے اس کی سانسوں کو اپنا قیدی بنا گیا ۔

اب اسے پروا نہیں تھی ویسے بھی فنگشن شام میں شروع ہونے والا تھا ۔

بس کچھ ہی پل اس پر اپنی لمس کے پھول کھلاتے وہ اسے آزادی دیتا دور ہوا تھا ۔

"سائیں ۔"

وہ تڑپ کر سسکتی اس کا کالر دبوچ گئی ۔

"ہشش یہیں ہوں جان سائیں ۔"

اس کے لبوں پر نرم سا ہوا کے جھونکے سا لمس چھوڑتا اپنی قمیض اتار کر دور اچھالتا دیوانہ وار اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا ۔

وہ اپنا غصہ بولتی اس کی گردن میں بانہیں حائل کرتی آنکھیں موند گئی ۔

وہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے چہرے کے کناروں پر اپنے لمس کی شدت بکھرتا پل میں اسے سرخ گلال کرتا خود میں بھینچ گیا ۔

★★★★★

وہ اس کے سینے پر سر رکھے ساکت سی پڑی تھی ۔

"جب تک ہم یہاں ہیں ایمی آپ کا خیال رکھے گی۔ بلکل ویسے ہی جیسے جین ٹینا اور لیلی رکھتی ہیں ۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا ملائمت سے بولا تھا۔ جس پر وہ برا سا منہ بنا گئی ۔

"جی نہیں جین آپی ٹینا اپنی اور لیلی آپی جیسا کوئی بھی نہیں ہے ۔"

وہ اس کے سینے بال مٹھیوں میں دبوچتی غصے میں بولی تھی ۔

"اوکے میری جان سائیں آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یار آپ کی ان آپیز جیسا کوئی نہیں ہے بس خوش ۔"

وہ ہار مانتا اس کی غصے سے گھورتی آنکھوں پر لب رکھتے بولا تھا۔ جس پر وہ مسکراتی اس کے دل کے مقام پر لب رکھتی اسے پھر سے بہکانے کا سامان کرنے لگی ۔

وہ سر تکیے پر گرائے اس کے پھولوں سے لمس پر ضبط کرتا آنکھوں موند گیا ۔

یہ لڑکی اسے کہیں کا چھوڑنے والی نہیں تھی دن بادن اس کی ادائیں مزید جان لیوا ہوتی جارہیں تھیں ۔

وہ بمشکل کپکپاتیں آپنے روم تک پہنچی تھی۔وہ بیڈ پر آکر گرنے کے انداز میں بیٹھتی جیسے شدید صدمے اور خوف میں تھی ۔

اس کے بھائیو جانی اپنے غصے والے تو کبھی نہیں تھے ۔

سوچوں میں گم تھی کہ زوار شاہ دھیرے سے دروازہ کھولتا اس کے روم میں داخل ہوتا ڈورلاک کر گیا ۔

سامنے ہی اسے بیڈ پر بیٹھا خوف سے کانپتا دیکھ وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا ۔

وہ خوف کو خود ہر اس قدر خاوی کیے بیٹھی تھی کہ اس کے آنے کو عمل تک نہ ہوا ۔

وہ اس کے قریب دراز ہوتا ہاتھ بڑھا کر اسے خود پر کھینچتا یکلخت کروٹ بدلتے اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھک آیا ۔

اس اچانک ہونے والی افتاد پر وہ خوف زدہ ہوتی چلائی تھی کہ زوار شاہ جھکتا اس کا سارا خوف خود میں جزب کرتا مدہوش ہوا تھا ۔

نور کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں خود پر جھکے اس دیو دیکھ جو پتا نہیں کب آیا تھا ۔

پورا وجود جو پہلے ہی خوف کے زیر اثر تھا اب اس ظالم کی شدتوں پر نڈھال ہوا تھا

۔

دھڑکنوں میں جیسے بوچھال سا بھرپا ہو گیا تھا ۔

وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا دیوانہ وار اس پر اپنی شدتوں نچھاور کرتا کچھ ہی پلوں میں اسے نڈھال کرتا اسے آزادی دیتا دور ہوا تھا

۔

وہ آنکھوں میں نمی لیے بے آہنگ سانسوں کو سنبھالتی چہرہ دوسری جانب موڑ گئی۔ زوار شاہ اس کے لرزتے وجود کو دیکھ اچھے سے سمجھ رہا تھا اس کے خوف کو

۔

"میرا دل کیوں اتنا ڈر رہا ہے ۔"

وہ نرمی و الفت سے دریافت کرتا اس کی گردن کی رگ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اسے مزید لرزے پر مجبور کر گیا تھا ۔

"بھیو جانی ایسے کک۔۔۔کیوں ہو گئے ہیں شاہ ۔"

وہ اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی نم لہجے میں بولتی زوار شاہ کا دل مٹھی میں دبوچ گئی ۔

"آپ جانتی ہیں نہ بھائی چاند بھابھی سے کتنا پیار اکرتے ہیں ۔"

وہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اسے خود پر ڈال گیا جس کی نم شہد رنگ آنکھوں اسے بری طرح سے بہکا رہیں تھیں اس ہر قاتل لبوں کی کپکپاہٹ جو بے حد جان لیوا تھی ۔

پیشانی پر بکھرے شہد رنگ بالوں کی لٹیں سمیٹتا وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا بولا تھا ۔

"ہم جانتے ہیں۔"

وہ اس سینے پر سر ٹکائے مدھم آواز میں بولی تھی ۔

"تو اگر کوئی انھیں تکلیف دے تو وہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ خدانا خواستہ تھوڑی دیر ہو جاتی۔ انھیں اور بے بی کو کچھ ہو جاتا تو ۔۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے نرمی سے اسے سمجھانے لگا۔ جبکہ اس کی بات سنتے وہ لرزی تھی ۔

"نن۔۔۔ نہیں ایسا نہیں کہیں پلیز۔ خدانہ کرے انھیں کچھ ہوتا یا ہمارے بے بی کو کچھ ہوتا ۔"

وہ ایکدم سے اس کے سینے سے سر اٹھاتی دھل کر بولی تھی۔ ہمارے بے بی پر زوار شاہ کے لب مسکرائے میں ڈھلے تھے ۔

"ایسا کب ہوا میرے دل۔۔۔ ابھی تو اس میں وقت ہے ۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو کچھ شریر ہونے پر اترا تھا جس پر وہ معصوم سی گڑیا ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"کیا ہوا۔۔۔اور کس میں وقت ہے ۔"

وہ نا سمجھی سے بولے تھی ۔

"ہمارا بے بی آنے میں۔ کیا وقت نہیں ہے میرے دل ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا وہ اس کی بات سنتی سرخ رنگ میں نہاتی اسے دھکا دیتی اس سے دور ہوئی تھی ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا ۔

"آپ اا۔۔۔اچھے نن۔۔۔ نہیں ہیں۔ ہم۔۔۔ ہمارا وہ مطلب نہیں تھا ۔"

وہ اپنے دل کو سنبھالتی کپکپاتی بمشکل بولی تھی زوار شاہ کے لب پر تبسم بکھرا تھا ۔وہ ہاتھ بڑھا کر اس کی کمر کے خم و پیچ پر انگلی ٹریس کرتا خمار الودہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا گستاخیوں پر آمادہ ہوا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی آنکھیں میچ گئی کیونکہ مزاحمت کرتی تو وہ شاید غضب نہ ہونے لگتا ۔

جبکہ زوار شاہ کا دل چاہ رہا تھا ابھی اس نازک سی جان کو اپنی بانہوں میں بھرتا سارے بند توڑ دیتا ۔

جواب اسے مزید دیوانہ کرنے لگی تھی ۔

"بہت نازک سی نہیں آپ کی کمر میرے دل۔ کہیں زوار شاہ کی گرفت میں آتے ہی ٹوٹ گئی تو ۔۔"

وہ اس کی پشت سے بال سمیٹتا اس کی زپ سے چھیڑ خانی کرتا بولا تھا ۔

وہ سٹپٹاتی اس کی جانب مڑی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ کک۔۔کیا کر رہے ۔"

وہ بوکھلاتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔اس کے سوال پر زوار شاہ نے اپنی خمار الودہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"میری جان آپ کی کمر کا ماپ لے رہا ہوں اتنا سٹپٹا کیوں رہی ہیں محرم ہوں آپ کا اور محبت بھی میرے دل۔کچھ تو میرے ناتواں دل کا خیال کریں۔"

وہ ایک جھٹکے میں اسے واپس گھماتا اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتا بڑی بے باکی سے اس کیے کان کی لو اپنے لبوں میں دبائے سرگوشی میں بولتا نور کو زلزلوں کی زد میں کر گیا ۔

"شش۔۔۔شاہ پپ۔۔۔پلیز ہمیں کک۔۔کچھ ہو رہا ہے ۔"

وہ لرزتی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔اپنی گردن پر اس ظلم کی سانسوں کی تپش اسے پور پور جلانے لگی تھی ۔

"مجھے بھی ہو رہا ہے۔۔آپ کا نشہ ۔"

وہ دانتوں میں اس کی زپ پھنسائے اسے نیچے کو کھینچتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا

۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز ہم رر۔۔۔رو دیں گے ۔"

وہ اس کا دہکتا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتی سسکی تھی ۔

جس پر وہ بنا اس کی سنے اپنی منمایوں پر اترتا اس کی دودھیا کمر پر اپنا لمس چھوڑتا اس کی جان نکالنے لگا تھا جو بری طرح سے کپکپاتی بے جان ہونے کو بھی ۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ دستک ہر بوکھلاتی وہ اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ سدا کا ڈھٹ مزید اس کی نازک جان سے لپٹتا اس کے شانے سے شرٹ سرکاتا جا بجا اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا ۔

جس پر وہ کپکپاتی خوف سے مرنے کو ہوئی ۔

"شش۔۔۔شاہ کک۔۔۔کوئی ہے ۔"

وہ اس کی گرفت سے آزادی پانے کو مچلتی بمشکل بے حد مدھم آواز میں بولی تھی جو بمشکل زوار شاہ کی سماعت تک پہنچی تھی ۔

"فرق نہیں پڑتا ۔"

وہ مدھوش سا اس کے کان کے پیچھے اپنا لمس چھوڑتا وارفتگی سے بولا تھا ۔

"نور۔۔۔دروازہ کھولو نور ۔"

اس بار دستک کے ساتھ رابعہ بیگم کی آواز بھی ان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔نور کی جان پر بنی۔پر وہ سنکی انسان کہاں سن رہا تھا ۔

وہ اپنے کام میں مگن اپنے کان بند کیے بیٹھا تھا ۔

"پلیز شش۔۔۔شاہ مماہیں ۔"

وہ بے بسی سے ملتجی لہجے میں بولی تھی کہ شاید اس ظالم کو رحم آجائے ۔

"کہو تم تھکی ہوئی ہو اور کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہو۔"

وہ اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا بے حد برا لگا تھا نور کو۔اس کا دل چاہا کوئی بھاری شے یا اس سنکی کے سر پر دے مارے یا خود کسی دیوار پر سر دے مارے ۔

"نور پاگل لڑکی کیا سوچ رہی ہوں ۔"

اب کی باران کی جھنجلاہٹ بھری آواز آئی تھی ۔

"کہو میرے دل ورنہ ۔۔"

وہ اس کی کمر کے خم پر انگشت کی انگلی ٹریس کرتا دھمکی آمیز لہجے میں بولا تھا جس ہر وہ ہمت جمع کرتی بولی تھی ۔

"ہم۔۔۔ تھک گگ۔۔۔گئے ہیں مما۔کچھ دیر سونا چاہیے ہیں ۔"

وہ بمشکل بولی تھی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں ۔

"ٹھیک ہے سو جاؤ میرے گڑیا ویسے بھی مجھے تمھارا ڈریس ٹھیک ہی لگ رہا ہے ۔"

وہ چاہتیں تھیں کہ نور ایک بار مایوں کا ڈریس ٹرائے کر لیتی۔ لیکن اس کے آرام کرنے کا سن وہ ارادہ کینسل کر تیں اسے آرام کرنے کا بول وہاں سے نکل گئیں ۔

★★★★★

رابعہ بیگم کے جاتے ہی وہ ایک جھٹکے میں بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

"کک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں شاہ ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرتی بمشکل بولی تھی ۔

"اپنے دل کی تھکن اتارنے کا کچھ انتظام ۔"

وہ اسے مزید خود سے قریب کرتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

وہ زلزلوں کی زد میں آئی تھی ۔

"شاہ بب۔۔۔ برے ہیں ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی بھرائی آواز میں بولی تھی ۔

"میرے دل مجھے بہکانے کے سارے سامان کیے اب گریزاں ہیں ۔"

وہ اس کے کپکپاتے لبوں پر نظریں جمائے مجنوبانہ سرگوشی میں بولتا والہانہ انداز میں اس کے ایک ایک نقوش کو تکنے لگا ۔

وہ اس کی نظروں کی تپش سے گھبراتے آنکھیں میچ گئی۔گلے میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی ۔

بے حد پیاری ہیں آپ میرے دل ۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس کی گردن کے گڑھے میں جھکتا شدت بھرا لمس چھوڑتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

وہ آنکھیں میچتی گہرے گہرے سانس بھرتی اس کی شدتوں کو سہتی حیا سے نم ہوتی گلال ہو رہی تھی ۔

"ہم۔۔۔سے کک۔۔۔ کتنی محبت کرتے ہیں ۔"

وہ اس کی شدتوں سے بچنے کو بمشکل بولی تھی ۔

جو اس کی جان نکالنے کے در پر تھا۔اور وہ یہ بات جانتا بھی تھا کہ وہ اس کا دھیان بھٹکانے کی کوشش میں ہے ۔

"میرے دل بے حد چاہتا ہوں آپ کو اگر جو میری چاہتوں کا حساب کرنے بیٹھیں تو دنیا کے سارے پیمانے تمام ہو جائیں ۔"

وہ اس کی سنہری آنکھوں پر اپنے عشق کا میٹھا لمس چھوڑتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

اگر لکھنے بیٹھوں تو دنیا کے سارے سمندر کم پڑھ جایئے اگر حساب کرنے بیٹھوں تو عمر کے شب و روز فنا ہو جائیں۔۔۔پر پھر بھی میرا عشق ماپ نہ سکے ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا وارفتگی اور جنونیت سے بولتا نور کو ساکت سا کر گیا ۔

وہ مبہوت سی اس شخص کو دیکھے گئی جو اس کی رگوں میں خون کی مانند دوڑتا تھا ۔

"اتنی محبت کیوں کرتے ہیں شاہ۔ ہم دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی تو نہیں ہیں ۔"

وہ شاید خود سے لاپروا تھی تبھی ایک ٹرانس کی کیفیت میں بولی تھی ۔

زوار شاہ کے لبوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرائیں تھیں ۔

"مجھ سے پوچھیں نہ میرے دل۔۔۔یہ آئینہ سچے کہاں ہوا کرتے ہیں۔۔۔

آپ کیا ہیں مجھ سے پوچھے نہ ۔

آپ عشق ہیں ۔

آپ محبت کے اس جام سی ہیں

جیسے پینے کے بعد زوار شاہ کو دنیا کی ہر خوبصورتی آپ کے مقابل پھیکی لگی۔ان نظروں کو کوئی بھایا ہی نہیں ۔

کوئی رنگ کوئی دلفریب منظر آنکھ کو جچا ہی نہیں ۔"

وہ اس کے ایک ایک دلکش نقوش پر سطریں کھینچتا والہانہ انداز میں بولتا کوئی دیوانہ ہی تو تھا اس نازک سی گڑیا کا ۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی ۔

"اتنی محبت کیسے کرلی شاہ ۔"

وہ اس ساحر کو دیکھتی سسکی تھی۔زوار شاہ تڑپ اٹھا تھا اس ساحرہ کی نم آنکھیں دیکھ ۔

"کیونکہ آپ صرف زوار شاہ کی ہیں بس زوار شاہ کی ۔"

وہ جنونی ہوتا اس کی شہ رگ پر جارہانہ انداز میں اپنا پر تپش لمس چھوڑتا بے حد جنونی ہوا تھا ۔

وہ نم سا مسکراتی آنکھیں موندے اس کی جنونیت برداشت کرتی اس کے اپنے لب دانتوں میں دبا گئی ۔

"آپ مجھ سے چھپیں گی نہیں میرے دل ۔"

وہ اس کی بیوٹی بون پر دانتوں کا دباؤ دیتا ابھی بھی اسی بات پر تھا ۔

"شش۔۔۔شاہ".

وہ سسکتی اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

"بولیں مجھے سے خود کو نہیں چھپائیں گی ۔"

وہ ضدی ہوا تھا ۔

"ٹھیک ہے ۔"

وہ مان گئی کیونکہ انکار کی پوزیشن میں وہ ہر گز نہیں تھی۔ وہ پر سکون ہوتا مسکرایا تھا ۔

نرمی سے اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا اس کی کنپٹی پر لب رکھتا اٹھا تھا ۔

وہ کپکپائی تھی اس کی حرکت پر۔ پورا وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں جھل تھل سا تھا۔ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

وہ اپنی قمیض کی سلوٹیں دور کرتا باہر کی جانب بڑھا تھا دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے وہ ایکدم سے واپس مڑتا ایک جھٹکے میں اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھرتا اس پر جھکتا اس کی سانسوں کو اپنا قیدی بنایا سختی سے خود میں بھینچ گیا ۔

نور جو آنکھوں موندے خود کو کام کرنے کی تگ ودو میں تھی اس ہونے والی افتاد پر بوکھلاتی حواس باختگی سے اس کی گردن میں ناخن گھاڑ گئی ۔

اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر ستم ڈھاتا وہ مدہوش ہو چکا تھا ۔

پورے وجود میں جیسے طغیانی سی اتر آئی تھی۔ وہ اس کی پشت سہلاتا بری طرح سے اس کی جان کو چمٹ گیا تھا ۔

اپنی سانسوں کی قید پر وہ اب بری طرح سے نڈھال ہوتی خود کو مکمل اس کے سہارے کر گئی تھی ۔

جو پوری شدت سے خود کو سیراب کرتا اس کی رکتی سانسوں پر اسے آزادی دیتا دور ہوا تھا۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی ٹانگیں بری طرح سے لرز رہیں تھیں ۔

وہ اس کے کپکپاتے وجود کو واپس بیڈ پر ڈالتا اس کی سماعت میں جھکا تھا ۔

"رات کو اپنے روم کا ڈور لاک نہیں کرنا میرے دل ۔"

وہ جان لیوا سرگوشی اس کی سماعت میں انڈھیلتا اس سے پہلے کہ وہ مزید بہکا ایک پل کی بھی دیر کیے وہاں سے نکل گیا ۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ تکیے میں منہ چھپا گئی ۔

★★★★★

"خان یہ کیسا ڈریس ہے میں نہیں پہنو گی ۔"

حدید خان جو کال پر کسی سے بات کرنے میں مگن تھا انا کی بات پر اسے آنکھیں دیکھاتا اپنی گرفت میں لے گیا ۔

"ٹھیک ہے تم مجھے رپیوٹ سینڈ کر دو میں دیکھ لیتا ہوں ۔"

وہ انا کی پیشانی پر لب رکھتا دوسری جانب موجود انسان کو بولا تھا ۔

وہ اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کرنے لگی۔ جس پر وہ اسے پھر سے آنکھوں دیکھتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا ۔

وہ اس کے پھر سے آنکھیں دیکھانے پر ہونٹ موڑتی رونے کو ہوئی۔ حدید خان کی آنکھوں میں خمار اترا تھا اس کی حرکت پر ۔

"نہیں تم نظر رکھا اور پل پل کی مجھے رپیوٹ کرو ۔"

وہ بنا دوسری جانب کی سنتا کال کٹ کرتا موبائل بیڈ پر پھنکتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا مزید خود سے قریب تر کر گیا ۔

"کیوں اس وقت مجھے بہکا کر شہید ہونے کے پروگرام بنا رہی ہیں خانم ۔"

وہ اس کے مڑے لب کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے آنکھوں میں الفت و وارفتگی لیے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

وہ پل میں سرخ ہوتی لرزی تھی ۔

"مم۔۔۔مجھے یہ ڈڈ۔۔۔ڈریس نہیں پہننا ۔"

وہ مدھم آواز میں بمشکل بولی تھی۔وہ مسلسل اس کے کپکپاتے لبوں کی

تھرتھراہٹ کو تکتا بے لگام ہونے لگا تھا ۔

انایوسف کے سامنے آتے ہی وہ مدہوش ہونے لگتا تھا۔وہ اس کے بالوں میں چہرہ

چھپائے خود پر ضبط کرنے لگا ۔

"کسی کام کا نہیں چھوڑنے والیں آپ مجھے دلبرا ۔"

وہ سلگتا لمس اس کے شانے پر بکھرتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"خ۔۔۔خان ہمیں جانا ہے ۔"

وہ اسے بہکتا دیکھ اسے یاد دلانے کو بمشکل بولی تھی۔پر وہ ابھی شاید کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھا ۔

"ابھی ہوش نہیں۔اس مدہوشی کا کچھ صدا باب کریں میرے دلبر ۔"

وہ اس کے گردن کے گڑھے میں گہرا بوسہ دیتا دیوانگی و وارفتگی سے بولتا اسے پور پور نم کر گیا ۔

"مم۔۔۔مجھے دوسرا ڈریس چیج۔۔۔چاہیے ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرتی بمشکل لرزتی بولی تھی۔ حدید خان نے بمشکل خود پر ضبط کرتے سیاہ آنکھوں میں خماری لیے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"یہ اچھا ہے اور میری پسند کا بھی۔ کیا میری اتنی بھی اہمیت نہیں کہ آپ میری پسند کا ڈریس زیب تن کریں ۔"

وہ شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھتا بولا تھا وہ تڑپ کر نفی میں سر ہلا گئی ۔

"ایسا نن۔۔۔ نہیں ہے خان مم۔۔۔ میں پہن لوں گی ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی بولی تھی۔ حدید خان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اس معصوم سی لڑکی کی محبت پر ۔

"گڈ اب جلدی سے مسکرائیں اور مجھے یہاں کس کریں ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتا آخر میں فرمائشی انداز میں بولتا اسے چونکنے پر مجبور کر گیا ۔

"میں ویٹ کر رہا ہوں میرے دلبر ۔"

وہ اسے ویسٹ سے تھامے اپنے بے حد قریب کرتے بے قراری سے بولا ۔

جس پر وہ حیاز دہوتی اس کے پیروں پر پیر رکھتی کچھ اوپر کو ہوتی اس کے بیر ڈ بھرے گال پر لب رکھ گئی ۔

حدید خان کو لگا جیسے کسی نے نرم و ملائم ریشم اس کے گال سے مس کیا ہو۔ وہ آنکھیں بند کرتا اس کا لمس محسوس کرتا سرشار ہوا تھا ۔

اپنے ہونٹوں پر ہوتی بیر ڈ کی چبن پر ایک پل کو کپکپائی جس پر وہ مزید اسے خود سے قریب کرتا چہرہ موڑتا اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں کو اپنی حراست میں لیتا اسے اوپر کو اٹھائے اپنے مقابل کر گیا ۔

اپنے ہونٹوں پر حدید کا سلگتا لمس پاتے وہ تڑپ اٹھی تھی۔۔ کس قدر شدت تھی اس کے ہر ہر لمس میں ۔

وہ شدت سے اپنا لمس چھوڑتے اسے سیکنڈوں میں نڈھال کر گیا پر تشنہ لبی جیسے ابھی بھی کم کہاں ہوئی تھی ۔

لگ رہا تھا جیسے کبھی سراب نہیں ہو پائے گا جتنی وہ شدت لٹاتا تشنگی اتنی مزید بڑھتی جا رہی تھی ۔

انا یوسف کو لگا آج وہ اسے مار ہی دے گا وہ بے بس سی اس کی بانہوں میں پڑی تھی ۔

دل الگ طوفان بھرپا کیے ہوئے تھا۔ پورا وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں تھا ۔کچھ ہی دیر میں وہ اپنی منمایاں کرتے خود کو کچھ سراب کیے اس سے دور ہوا ۔۔وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پر ڈھے سی گئ ۔

"آپ تیار ہو جائیں میں کچھ ہی دیر میں آجاؤں گا ۔"

اس کی سانس بحال ہونے پر اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس سے دور ہوتا بولا تھا ۔

"کک۔۔۔کہاں جارہے ۔"

وہ سہمی تھی اس کے جانے پر نا جانے کیوں آج کل عجیب سا دھڑکا لگا رہتا تھا ۔

"بس کچھ دیر میں آجاؤں گا میرے دلبر پریشان نہیں ہوں یار ۔"

وہ اس کا گال تھپتھاتے مسکرا کر بولا تھا وہ اثبات میں سر ہلا گئی ۔

"گڈ میرا پیارا دلبر اب اچھا بچہ بن کے تیاری کریں میں بس یوں آیا ۔"

وہ مسکرا کر بولتا وہاں سے نکل گیا۔ وہ بھی اپنا ڈریس اٹھائے ڈریسنگ روم میں گھس گئی ۔

★★★★★

"سائیں یہ بہت ہیوی ہے میں گر جاؤں گی ۔"

وہ سات رنگوں سے بنے لہنگے میں ملبوس باہر آئی تھی۔پر لہنگا کافی ہیوی تھا وہ اسے پہنتے ہی تھک رہی تھی ۔

وجدان شاہ جو کب سے اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا اس اپسرا پر نظر پڑتے ہی جیسے سٹل اپنی جگہ اسے یک ٹک دیکھے گیا ۔

دھنک کے سات رنگوں میں قید نم سیاہ بالوں کو اپنی پشت پر کھلا چھوڑے اپنے نازک سے ہاتھوں میں لہنگے کو اٹھائے ۔

بنا کسی میک اپ کے ہی وہ خوبصورتی کی تفسیر تو اس کی سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی ۔

اس نے کراچی کے بیسٹ ڈیزائنرز سے اس ڈریس تیار کروایا تھا زوار شاہ نے بھی اپنی پسند کے مطابق انھیں نے نور کے لیے اپٹن کا ڈریس تیار کروایا تھا ۔

"سائیں ۔۔"

وہ اپنا دوپٹہ سنبھالتی روہنسا ہوئی۔ جا پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اس کی جانب آیا ۔

"ہیے۔۔۔ میرے چاند اتنا تھکا کیوں رہی ہیں خود کو جان سائیں میں ہوں نہ ۔"

وہ الفت و وارفتگی سے اسے تکتا اپنی بانہوں میں بھر گیا وہ سکون کا سانس لیتی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی ۔

"سائیں یہ بہت زیادہ ہیوی ہیں میں دلہن تھوڑی ہوں ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کی بات پر ۔

"آج میں خود اپنے چاند کو سجاؤ گا ۔"

وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھاتا الفت و وارفتگی سے اسے تکتے بولا تھا۔ حیا زدہ ہوتی چاند کی پلکیں لرز اٹھیں ۔

ہیئر ڈرائر اٹھائے اس کے بالوں ڈرائے کرتا وہ اس کے بالوں ک بار بار مٹھی میں بھرتا ان پر لب رکھتا چاند کے دل میں ہل چل مچا رہا تھا ۔

"جانتی ہیں جب میں نے پہلی بار آپ کے بال دیکھتے تھے دل میں ایک عجیب سے جزبات بے دار ہوئے تھے۔دل چاہا آپ کے بالوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر محسوس کروں ۔"

وہ اسے پہلی بار دیکھنے پر اپنے دل کا حال بتاتا مدھم سا مسکرایا تھا۔وہ مسکراتا اتنا پیارا لگا تھا کہ وہ آئینے میں سے نظر آتے اپنے سائیں کا عکس تکتی نظروں ہی نظروں میں اس کی نظر اتار گئی ۔

جواس وقت آف وائٹ شلوار قمیض پہنے اس پر گولڈن واسکٹ پہننے بال ابھی شاید بنائے نہیں تھے تبھی وہ آوارہ ہوتے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے ۔

سرخ سپید رنگت چہرے پر بھری بھری بیئرڈ اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی گنی مونچھوں تلے عنابی لب مدھم سی مسکراہٹ میں ڈھلے، مغرور ستون ناک جہاں ہر وقت کبھی غصے رہتا تھا۔

اب اپنے چاند کی موجودگی میں سختی کا نام ونشان تک نہ تھا۔۔، پرُاسرار سی سرد بھوری آنکھوں والا وہ شہزادہ جن آنکھوں میں ہر وقت غصہ وغضب لیے رہتا تھا اب اپنی جان سائیں کے لیے ہما وقت اب محبتوں کا جہاں آباد کیے رکھتا ۔

وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیار الگ رہا تھا اس کی نظروں کی محویت اپنے چہرے پر مسلسل محسوس کرتا وہ شہزادہ مسکرایا تھا ۔

🌹 مایوں (اپٹن) سپیشل اپی 🌹

کیوں بے ایمان کرنے کا ارادہ کیے بیٹھی ہیں اپنے سائیں کو میرے چاند۔"

وہ مسکراتا کچھ شریر ہوتا بولا جس پر وہ سرخ ہوتی پلکیں جھکا گئی ۔

اس کے بال ڈرائے کرتا ڈریسنگ کے ڈراؤ سے ڈریس کے ہم رنگ مصنوعی پھولوں والی جیولری نکالتا سامنے رکھتا ان میں سے جھمکے نکالتا اس کے کان میں پہناتا جھکتا اس کے کان کی لو چھم گیا ۔

وہ اس کا دہکتا لمس محسوس کرتی آنکھیں بند کرتی لہنگے کو اپنی مٹھیوں میں بھرتی اپنی ڈھولکی کی مانند چلتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی ۔

جبکہ وہ ساحر آنکھوں میں خمارِ آتش لیے دوسرے کان میں بھی جھمکا پہناتے یہی عمل دہراتا ڈریسنگ پر رکھا پھولوں کا گلوبند اٹھاتا اسے پہنا اس کی گردن پر جھکا تھا

۔

وہ پور پور لرزتی اس کا سلگتا لمس برداشت کر رہی تھی جو مدہوش سا ہوتا بے حد نرمی و ملائمت سے اس کی گردن کی پشت پر اپنی شدتیں بکھرتا اسے بے دم سا کرنے لگا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

وہ اس ساحر کی نرمیاں بھی کہاں برداشت کر پاتی تھی۔ تبھی پلکیں بوجھل ہوتیں اٹھنے سے انکاری ہونے لگیں تھیں ۔

اس کی مدھم سی پکار پر وہ کچھ ہوش سنبھالتا اس کے سامنے آتا ڈریسنگ کھولتا اس میں سے فائونڈیشن نکالتا ہلکا ہلکا اس کے چہرے لگاتا اسے خیران کر رہا تھا ۔

وہ اس ساحر کو دیکھے گئی جو بے حد احتیاط و نرمی سے یہ کام سرانجام دیتا کوئی ماہر لگ رہا تھا ۔

وہ اسے کیا بتاتا وہ تین دن سے یہ کام یوٹیوب سے دیکھتے سیکھ رہا تھا ۔

شاید وہ دنیا کا پہلا شوہر تھا جس نے اپنی بیوی کے لیے میک اپ کرنے کا طریقہ یوٹیوب سے سرچ کر کے سیکھا تھا ۔

فائونڈیشن لگاتے اسے مزید کچھ بھی لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی تبھی بلش آن اٹھاتا ہلکا ہلکا بریش پر لگاتا اس کے رخساروں پر لگایا بغور جائزہ لینے لگا کر دونوں طرف برابر ہے ۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی یہ شخص اسے کس کس طریقے سے پاگل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

وہ ہر دن اپنا نیا روپ لیے اس کے سامنے آتا جو پہلے سے مزید جان لیوا ہوتا تھا ۔

وہ تو پہلے ہی پور پور اس کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی۔اور کس کس ادا کر دیوانی ہوتی ۔

باقی چیزوں کی اسے کچھ حاص ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس کے چاند کی پلکیں پہلے ہی بے حد دراز تھیں۔

پر وہ اپنے چاند کی ہر خواہش پوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تبھی ناچاہتے ہوئے بھی مسکارہ اٹھا تھا ۔

چاند کے لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ جیسے دیکھتے وہ ساحر مبہوت سا ہوا تھا ۔

کبھی وقت تھا وہ ترستا تھا ان لبوں پر مسکراہٹ تکنے کو اور آج وہ اسے دیکھ مسکرا رہی تھی ۔

کبھی وہ اس سے خوف زدہ ہوتی تھی آج اس کی پناہوں میں چھپتی تھی ۔

کبھی اس پری وش کے پاس کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں آج وہ اپنے سائیں سے ضد بھی کرنا سیکھ گئی تھی ۔

کبھی جیسے اس کی قربت سے وحشت ہوتی تھی اب وہ اس کی قربت کے نشے میں چور بہک بہک جاتی تھی ۔

بڑے احتیاط سے مسکارہ لگاتے وہ خود بھی مسکرایا تھا کیونکہ اس نے ٹھیک سے لگا لیا تھا بنا پھیلائے اسے لگا جیسے اس نے بہت بڑا میدان سر کر لیا ہو ۔

پھر مختلف شیڈو کی لپ اسٹک کو چھوڑ وہ لائٹ سا اورنج گلوز اٹھائے اس ے لبوں پر لگائے بمشکل خود پر ضبط کر پایا تھا کیونکہ وہ شدید بہکا تھا یہ کام سرانجام دیتے ۔

وہ اس پر کوئی پابندی لگانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ ہر لڑکی کی طرح اسے بھی سجنے سنورنے کا شوق تھا یقیناً تو وہ کیسے اپنے چاند کو کسی چیز کے لیے ترسائے رکھتا ۔

ہاں اسے اپنا چاند سادگی میں ہی اچھا لگتا تھا پر وہ اس پر پابندی عائد نہیں کرنا چاہتا تھا ۔

گلوز لگاتا وہ اس کی مانگ میں ٹیکا سیٹ کرتا اسے اٹھائے اپنے سامنے کر گیا ۔

وجدان شاہ کی آنکھوں خیراں ہوئیں تھیں وہ اتنی سی تیاری میں چاند کی چاندنی سی لگ رہی تھی ۔

اتنی محبت دیکھ چاند کی آنکھوں نم ہونے لگیں تھیں وہ دیوانگی سی اسے دیکھے گئ کوئی اتنا کیسے چاہ سکتا تھا کسی کو ۔

وہ شاید اس بے رحم دنیا کا تھا ہی نہیں وہ تو کسی اور جہاں کا ہی باسی تھا۔ جو اسے اس بے رحم دنیا سے بچانے آیا تھا ۔

"بہت پیار الگ رہا ہے میرا چاند ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتے اس کی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اسے خود سے قریب تر کر گیا ۔

پھر کچھ یاد آنے پر اسے واپس بیٹھتا اس کی چوڑیاں نکالتا اس کا مخروطی ہاتھ تھامتا تھوڑی تھوڑی کر کے پہنانے لگا ۔

ایک ہاتھ میں سات رنگ چوڑیاں پہناتے وہ اس کے بے حد خوبصورت لگتے ہاتھوں پر لب رکھتا اس کی کلائی پر بے تحاشا بوسے دیتا اسے سرخ گلال کر گیا ۔

دوسری کلائی میں بھی بڑی نرمی سے چوڑیاں پہناتے وہ اس کی رگوں پر لب رکھتا ہٹنا جیسے بھول گیا تھا ۔

"سائیں ۔"

اسے اپنی کلائی جلتی محسوس ہوئی تھی مسلسل اس ساحر کے دہکتے لبوں کا لمس ایک ہی جگہ محسوس کر تبھی کپکپاتی اسے پکارا اٹھی ۔

"جی میری جان سائیں".

وہ خود پر ضبط کیے اس کی پکار پر الفت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

"اتنا مت چاہیں۔ مم۔۔۔ میں کیسے اس چاہت کا بدلا دے پاؤں گی ۔"

وہ اپنی آنکھوں میں نمی لیے بولی تھی ۔

"ششش۔۔۔میرے خان رونا نہیں جان سائیں بلکل نہیں رونا۔جانتی ہیں نہ آپ کے آنسو آپ کے سائیں کا دل جلاتے ہیں ۔"

وہ اس کی پلکیں چومتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا وہ اس کا ویسٹکوٹ دبوچتی آنکھوں موند گئی۔

"آپ ہی میری چاہت کا صلہ ہیں جو میرے رب نے مجھے نہ جانے میری کونسی نیکی کے بدلے نواز دیا میرے چاند۔آپ کا ایک دیدار میری ساری چاہتوں کا انعام ہے ۔

میرے دل کی ہر دھڑکن آپ کے نام کا ورد کرتی احسان مند ہے آپ کی۔ جو آپ نے اس غلام کی چاہت والفت کو اس قابل سمجھا جان سائیں ۔"

وہ اس کی شاخ گلاب سی نازک کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اسے خود سے قریب تر کرتا اس کے سرخ ہوتے عارضوں پر لب رکھتا۔

اپنے لمس کی جان لیوا سطریں کھینچتا اس کے چہرے کے کناروں پر اپنے لمس کا جادو جگاتا وہ مکمل مدہوش چکا تھا ۔

وہ اپنی پھولی سانسوں کو استوار کرنے کی سعی میں ہلکان بمشکل اپنے پیروں پر کھڑی تھی ۔

دل مانو سینے میں طوفان بھر پا کیے بیٹھا تھا۔ جبکہ وہ آنکھوں میں خمار لیے اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا بے قرار سا ہوا تھا تبھی نرمی سے وہاں اپنے دانت گاڑتا اسے خود میں بھینچ کر گیا ۔

اس کی حرکت پر وہ نازک جان تڑپ اٹھی تھی ۔

"سائیں ۔"

وہ تڑپ کر پکارتی بری طرح سے مچلی تھی ۔

"شش۔۔۔میرے چاند ۔"

وہ اس کی شہ رگ پر بھی یہی جان لیوا عمل دہراتا اسے اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

اسے بیڈ پر بٹھاتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا واڈروب کی جانب آیا تھا ۔

وہاں سے سات رنگوں سے مزین خوبصورت سا کھسہ نکالتا اس کے پیروں کے قریب جھکا تھا ۔

"مم۔۔۔میں خود ۔"

وہ اسے اپنے پیروں میں بیٹھا دیکھ اپنے پیر کھینچ گئی ۔

"میں ہوں نہ میرے جان سائیں ۔"

وہ اس کا دودھیا پاؤں تھامتا جوتا نکال کر کھسہ پہناتے دوسرے پاؤں سے بھی جوتا نکالتا اس میں بھی کھسہ ڈالے۔اسے تھامتا پھر سے اپنے مقابل کیے خود سے قریب تر کر گیا ۔

نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس پر جھکنے کو ہوا جس پر وہ نفی میں سر ہلاتی اسے باز رکھنے کا کہنے لگی ۔

"میری لپ اسٹک خراب ہو جائے گی نہ سائیں ۔"

وہ معصومیت سے بولتی اسے دور رہنے کا جواز دینے لگی ۔

"او۔۔۔اچھا یہ تو بہت بڑا مصلہ ہے ۔"

وہ مصنوعی خیرانی سے بولا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی ۔

وجدان شاہ قربان ہوا تھا اپنی معصوم پری کی اداؤں بھری چلا کی پر ۔

"کوئی بات نہیں میں پھر سے لگا دوں گا ابھی مجھے میرے کام کے لیے پے کریں ۔"

وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر مجنوبانہ نظروں ٹکائے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا

۔

"نو سائیں۔۔میں نے کوئی پے نہیں کرنا ۔"

وہ صاف مکر گئی ۔

"کوئی بات نہیں آپ کے سائیں زبردستی اپنا حق اچھے سے وصول کر سکتے ہیں ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے دل فریب خم کو تکتا جو گلوز لگانے سے چمکتا اسے اپنی جانب شدت سے کھینچ رہا تھا۔آنکھوں میں خماری اتری تھی ۔

وہ خود پر مزید ضبط نہ کرتا اسے تکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

اس اچانک حملے پر چاند کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں۔دل پوری شدت سے سینے کی دیواروں سے سر ٹینچتا باہر آنے کو ہوا ۔

وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں کے خم و پیچ میں الجھا اس پر اپنے دیوانگی بھرے لمس چھوڑتا جنونیت بھری ہر جنبش پر اس کی سانسیں کھینچتا ان کی خوشبو خود میں جزب کرتا اسے بے حال کرنے لگا تھا ۔

پوری شدت سے خود کو سیراب کرتا کچھ ہی پلوں میں دور ہوا تھا وہ اس کے سینے پر گرتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی ۔

ابھی سانسوں میں کچھ روانی ہی آئی تھی کہ

وہ ساحر ظالم بنا پھر سے اس کی سانسوں پر قابض ہو گیا تھا ۔

اسے کو لگا اس کے سائیں پاگل ہو گئے ہیں۔ جو آج اس کی جان لینے پر تلے تھے ۔۔وہ شدت و دیوانگی سے اس کی نازک سی کمر کو اپنے بازو کی لپیٹ میں لیے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے پوری شدت سے خود کو سیراب کر رہا تھا۔

وہ نازک سی جان سانسوں کی تنگی پر جھٹپٹائی تھی جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اسے آزادی دیتا اپنے سینے سے لگائے اس کی پشت سہلانے لگا ۔

اپنے چاند وہ نازک سا وجود لرزتا محسوس کر وہ اسے اوپر کو اٹھائے خود میں بھینچ گیا ۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی ٹوٹتی سانسوں کو سنوارنے لگی۔دل سنبھالنے نہیں سنبھال رہا تھا ۔

دھڑکنوں میں جیسے بوچھال سا بھر پا تھا۔وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے اپنی بانہوں میں بھرے کاؤچ پر دراز ہوا تھا ۔

تاکہ اسے کام کر سکے ۔

★★★★★

دوسری جانب نور تیار بیٹھی تھی جب رابعہ بیگم انا کے ساتھ کچھ لڑکیاں اسے لینے آئیں تھیں ۔

وہ اولیو گرین (زیتونی سبز) کا لہنگا پہنے جس میں گولڈن کلر کا کام تھا ۔

پھولوں کا زیور پہنے شہد رنگ بالوں میں موتیے کے گجرے لگائے میک اپ کے نام پر پھولے ہوئے رخساروں پر بلش آن کیے، مسکارہ لگائے اپنی گھنیری پلکوں کو مزید بھاری کیے، پیچ گلوز لگائے اپنے جس سے اس کے بھرے بھرے نازک پنکھڑیوں سے لب بے حد قاتل لگ رہے تھے ۔

کبوتر سے سفید پیروں میں گولڈن کھسہ پہنے وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی ۔

خوبصورت کی اس معصوم سی تفسیر کو دیکھ وہ دیوانہ یقیناً اپنے حواس کھونے والا تھا ۔

رابعہ بیگم نے اس کی نظر اتاری تھی۔

"میری جان میری چھوٹی سی گڑیا کتنی بڑی ہو گئی کہ آج وہ دلہن بن گئی ۔"

وہ بولتیں اپنی آنکھوں نم کر گئیں۔نور بھی رونے کو ہوئی تھی ۔

"خبر دار جو تم روئی ۔"

رابعہ بیگم اسے اپنے سینے سے لگائے ڈپٹتی بولیں تھیں۔

"تو آپ نہیں روئیں نہ ورنہ ہم نہیں جا رہے اس ڈائنو سار کے پاس۔"

وہ منہ بسورتی بولی تھی رابعہ بیگم نے اسے آنکھیں دیکھائیں تھیں ۔

"خبر دار جو میرے بیٹے کو ڈائنو سار کہا تم نے ۔"

وہ اس کے شانے پر چپت رسید کرتیں گھورتی بولیں تھیں ۔

"دیکھا تم نے عروہ یہ ہماری مما ہیں پر انھیں ہم سے زیادہ شاہ پیارے ہیں ۔"

وہ انا کے ساتھ لگتی نروٹھے پن سے بولی تھی ۔

"میری جان یہ سچ ہے میں اپنے دونوں بیٹوں سے زیادہ پیار کرتی ہوں کیونکہ تمھیں پیار کرنے کے لیے وہ دونوں ہیں نہ ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتیں مسکرا کر بولیں تھیں جیسے پر وہ مسکرائی تھی ۔

یہ تو سچ تھا ۔

"یہ تو ہے اور بڑے بابا اور بابا جانی بھی ہم سے زیادہ پیار کرتے ہیں ۔"

وہ اترا کر بولی تھی۔ جس پر وہ دونوں مسکرا دیں ۔

دوسری جانب زوار شاہ سیاہ شلوار قمیض پہنے اس پر گولڈن ویسٹکوٹ پہنے بھورے بالوں کو یونہی پیشانی پر آوارہ چھوڑے ۔

بھری بھری بھوری بیرڈ جو اس کی سرخ و سپید رنگت پر انتہائی جچتی تھی ۔

چہرے پر اپنے محبوب کو پانے کی چمک لیے آپ وہ شہزادہ دمک رہا تھا۔ سلطان شاہ کہیں بار دل ہی دل میں اس کی نظر اتار چکے تھے ۔

وہ سب مردان خانے کی جانب تھے کیونکہ عورتوں کی جانب جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی ۔

میرال کی وجہ سے اب پھوپھو کے آنے کے امکان بھی نہ ہونے کے برابر تھے ۔رانیہ اور عاشر ویسے ہی دوبئ میں تھے اپنے چچا کے پاس ۔

زوار شاہ نے تو جیسے شکر پڑا تھا ان سب کے آنے پر ۔

شاہ بیگم بھی آج اپنے حجرے سے باہر نکلیں ہلکے آسمانی گرارے میں ہال میں صوفے پر بیٹھیں تھیں ۔

کیونکہ وہ گاؤں کی عورتوں اور خاندان میں کسی کو یہ جتانا نہیں چاہتی تھیں کہ ان کی اہمیت اس حویلی میں ٹکے برابر بھی نہیں رہی ۔

تبھی دلہن کو آتا دیکھ لڑکیوں میں شور اٹھا تھا ۔

دلہنوں کو بیٹھانے کے لیے ہال کے درمیان دو سرخ گلاب کے پھول نما چیئرز لگوائیں گئیں تھیں ۔

جن میں سے ایک پر نور کو لا کر بٹھایا گیا تھا تبھی سامنے ہی جانب نظریں پڑتے ہی سب کی آنکھوں پھٹ پڑیں ۔

جہاں اس گاؤں کا سردار اپنی سردارنی کو اپنی بانہوں میں اٹھائے چلتا آرہا تھا ۔

چاند کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا تھا اب وہ اتنے سارے لوگوں کی نظروں کا سامنا کرتی شرم سے سرخ ہوتی وجدان شاہ کے سینے میں چہرہ چھپا گئی ۔

نور نے کھلکھلاتے یہ منظر دیکھا تھا رابعہ بیگم کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

جبکہ شاہ بیگم کے قہر برساتی نظروں سے اس منظر کو دیکھا تھا ۔

ہر کوئی مبہوت سا اپنے سردار کو دیکھے گیا۔ کہیں حسد اور کئی حسرت سے دیکھتی لڑکیاں یک ٹک اس یونانی دیوتا کو دیکھے گئیں ۔

جو بنا کس پر دھیان دیے۔اس پھولوں سی پری کو نرمی سے اس دوسری چیئر پر بیٹھاتا خود اس کے قدموں میں بیٹھا ۔

جبکہ منہ توسب کے اس چاند پری کو دیکھ کر بھی کھل گئے جو کسی اپسراؤں سے کم نہیں تھی ۔

وہ دونوں جیسے چاند سورج کی جوڑی تھے۔شاید ان دونوں کے سوا کوئی دوسرا جچتا بھی نہ ان کے ساتھ ۔

تبھی خدا نے ان دونوں کو فرصت سے بنائے ایک دوسرے کے لیے اتارہ تھا ۔

★★★★★

"رجو"..

وجدان شاہ نے اسے آواز دی تھی چاند اسے اپنے قدموں میں بیٹھا دیکھ بے چین ہوئی تھی ۔

اس نے اسے نور کے ساتھ کیوں بٹھایا تھا وہ تو دلہن نہیں تھی پھر۔اس سب کا کیا مطلب تھا ۔

سب کی نظریں وہ اچھے سے محسوس کر رہی تھی جو آنکھیں پھاڑے خیرانی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی ۔

"یہ لیں سردار سائیں ۔"

وہ اپٹن کا باؤل لیے اس کے حکم پر حاضر ہوئی۔چاند نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا ہو جیسے سمجنا چاہ رہی ہو وہ کیا کرنا چاہ رہا ہے ۔

نور آکسائیڈ سی ان کی جانب دیکھ رہی تھی ۔

وجدان شاہ نے اپٹن میں انگلیاں ڈبوتے اس کی گلابی گال پر مس کی جانب تھیں

۔

"میرے چاند کو مبارک اپنے سائیں کے نام کی ہلدی ۔"

وہ اس کے دوسرے گال پر بھی اپٹن لگاتا اسے شاکڈ دے گیا ۔

"اپنے سائیں کی مایوں کی دلہن اپنے سائیں کے ہاتھوں بننا مبارک میرے عشق ۔"

وہ اس کے بازوؤں پر اپنی اپٹن سے بھری انگلیاں مس کرتا دیوانگی و وارفتگی سے اس کی جانب دیکھے بولا تھا ۔

چاند کے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھیں تھیں ۔

وہ ساحر اسے پورا تو اپنے عشق سے لوٹ چکا تھا اب مزید وہ کیا دیتی اسے۔ان خوشیوں کے بدلے ۔

اسے لگ رہا تھا جیسے وہ ہوائیں میں اڑ رہی ہو۔ہر غم سے آزاد ہوتی خوشیوں کو اپنا گہنا کیے وجدان شاہ کے عشق میں جوگن بنی رقصم ہو جائے ۔

"یہ عہدِ عشق کی میٹھی سی خوشی مبارک میرے عشق ۔"

جھکتا اس کے دودھیا پیروں کو اپنے عشق کے رنگ میں رنگتے دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

گاؤں کی اور خاندان کی بڑی عورتوں نے وجدان شاہ کو چاند کے پاؤں کو ہاتھ لگانے پر خیرانی و صدمے سے منہ پر ہاتھ رکھے ۔

چاند کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار بھگوتے اس سے پہلے کے بے مول ہوتا زمین بوس ہوتا وجدان شاہ نے ہاتھ آگے بڑھتے اسے اپنی مٹھی میں قید کرتے اپنے دل سے لگاتے نفی میں سر ہلایا تھا ۔

"سائیں یہ کک۔۔۔ کیا۔"

وہ بمشکل بولی تھی آواز اتنی مدھم تھی کہ بمشکل وجدان شاہ کی سماعت تک پہنچی تھی ۔

"ہماری شادی ہے میرے چاند۔۔۔آپ کی شادی اپنے سائیں سے کیا آپ کو قبول ہے یہ بے رحم شہزادہ ۔"

وہ اپنی جیب سے انگوٹھی نکالتا ایک گھٹنا زمین پر ٹکائے اسے پروپوز کر رہا تھا ۔

ہال میں موجود لڑکیوں نے مسکراتے (سے یس) کا شور مچایا تھا ۔

جن میں دلہن بنی نور اور انا بھی شامل تھیں ۔

شاہ بیگم کے کلیجے میں جیسے چھریاں چلیں تھی۔اس چاند کا اتنا روپ سوروپ اور وجدان شاہ کو اس کے سامنے بچھتا دیکھ ۔

"بھابھی سے یس ۔۔۔"

نوریہ بھولتی کہ وہ دلہن کے آکسائیڈ سی بولی تھی ۔

جس پر وہ شرم سے سرخ ہوتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

"مم۔۔۔مجھے قبول ہے اپنا سنہری شہزادہ ۔"

وہ مدھم آواز میں بولتی وجدان شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی ۔

"اویس بھابھی یو آر گریٹ ۔"

وہ خوشی سے اچھلی تھی رابعہ بیگم نے مسکراتے ماتھا پیٹ لیا ۔

"لڑکی ٹک جاؤ تم دلہن ہو۔"

وہ اسے واپس بیٹھاتیں گھوری سے نوازتے بولیں تھیں ۔

وجدان شاہ نے بیش قیمتی رنگ اس کی انگلی میں پہنا گیا جو اس کے ہاتھ میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھونے کی خواہش کو دبایا اٹھا تھا ۔

کیونکہ کچھ بعید نہیں تھااس کی سردارنی سب کے سامنے اس کی حرکت پراب کے بے ہوش ہو جاتی ۔

اسے نہارتاوہ وہاں سے نکلتامردان خانے کی جانب بڑھاتھا ۔

اس کے جاتے ہی عورتیں اور لڑکیاں دونوں کی رسم کرنے لگیں ۔

بڑی بوڑھیاں روائتی گانے گاتیں لڑکیوں کواپنی مسکراہٹ دبانے پر مجبور کر رہیں تھیں کیونکہ انھیں کچھ سمجھ نہیں آرہاتھاوہ کیاگنگنارہی ہیں ۔

"عارو کیا تمھیں کچھ سمجھ آرہاہے ۔"

وہ انا کے کان میں گھستی دریافت کرنے لگی ۔

"نہیں ابھی تک سمجھنے کی کوشش میں ہوں اگر کچھ سمجھ آیا تو تمھیں ضرور بتاؤں گی ۔"

وہ مصروف انداز میں بولی تھی ۔

"چھوڑو انھیں آؤ ہم چاند بھابھی کو اپٹن لگانے کی رسم کرتے ہیں ۔"

وہ چیئر کو چاند کی جانب گھماتی بولی تھی پر چاند کو بھی بڑے انہماک سے ان کے راگ سنتے دیکھ دونوں کا منہ کھل گیا ۔

"بھابھی۔۔۔بھابھی۔"

وہ اسے شانوں سے ہلاتی بولی تھی۔ جس پر وہ اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"کیا آپ کو سمجھ آرہا ہے ۔"

وہ آکسائیڈ سی بولی اسے لگا چاند اتنے انہماک سے سن رہی ہے شاید اسے سمجھ آرہا تھا ۔

"ہاں وہ کچھ مارو مارو کہہ رہی ہیں ۔"

وہ سرگوشی میں بولی جس پر وہ دونوں منہ کھولے اس کی جانب دیکھنے لگیں اگلے ہی پل دونوں کا قہقہہ گھونجا تھا ہال میں ۔

سب عورتوں گانا چھوڑان کی جانب دیکھنے لگیں ۔

رابعہ بیگم جھنجھلائیں تھی اس لڑکی کی دیکھا جس کو دلہن بن کر بھی سکون نہیں تھا ۔

"مارومار و بھابھی ۔۔"

انا بولتی ہنسی تھی وہ خجم سی ہوتی سر جھکا گئی ۔

"خبر دار جو ہماری بھابھی کو کچھ کہا ۔"

وہ چاند کا جھکا سر دیکھ فوراً رنگ بدلتی انا کو آنکھیں دیکھاتی بولی ۔

انا کا منہ کھل گیا اس کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے پر ۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اس کا فون رنگ ہوا تھا۔وہ آنے کا بول کر سائڈ پر آتی کال اٹھاتی کان سے لگایا ۔

"میرے دلبر بیک لون آئیں جلدی سے آپ کا منظر ہوں ۔"

کال ریسیو ہوتے ہی بولتا بنا اس کی سنے کال کٹ گیا ۔

★★★★★

اپنی گاؤن سنبھالتی بیک سائیڈ آئی تھی۔ہر طرف سرناٹا دیکھ وہ سہمی سی پیچھے کو ہوئی تھی اس سے پہلے کہ وہ گرتی حدید خان نے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اسے اپنے سینے سے لگایا تھا ۔

وہ سہمتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔

"خان۔"

مدھم سی پکار تھی جس پر وہ جی جان سے فدا ہوا تھا اس نازک سی پری کے وجود کی لرزش محسوس کرتے وہ اسے مزید خود میں بھینچتا اس کے بالوں پر لب رکھ گیا

۔

جواس کے پسندیدہ زنک کلر کی شاٹ فراک پہنے جس کی بیک پوری ڈوریوں پے مقید تھی، اس پر حدید خان کالایا گولڈن اوپن گاؤن جواس کے پیروں کو چھو رہا تھا۔

نیچھے کھلا ساٹراؤزر پہنے۔ جواس کی دودھیار نگ پر بے حد کھل رہا تھا۔ بالوں کو ایک سائڈ سے پن اپ کیے گھنیری پلکوں کو مسکارے سے بوجھل کیے۔

لائٹ سامیک اپ کیے سبز جھیل سی آنکھوں پر لائنر کی لائنیں کھنچے ہونٹوں کو اورنج گلوز سے مزین کیے نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی وہ مومی گڑیا۔

گھر بھی دیر ہونے کی وجہ سے بمشکل اپنے جذبات پر قابو کر پایا تھا ۔

پر اب اسے بن ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا ۔

چمکتی لائٹوں کی روشنی میں نظر آتا اس اپسرا کا روپ چاند کی چاندنی میں نہائی کسی حور سا لگ رہا تھا ۔

"خ۔۔۔خان ۔"

کچھ کہنے کو لب بری طرح سے کپکپائے تھے کیونکہ اس کی پاگل کی آنکھوں میں خماری سرخیاں دیکھ وہ کچھ سہمی تھی ۔

جو بنا جگہ اور موقع کا لحاظ کیے کہیں بھی شروع ہو جاتا تھا ۔

وہ اس کے کپکپاتے لبوں کی تھرتھراہٹ پر نظریں جمائے مزید بے لگام ہوا تھا ۔جو اسے بہکانے کا سامان کیے بری طرح سے اپنی جانب کھینچ رہے تھے ۔

"نن۔۔۔نو خان۔"

وہ اس کی نظروں کا تعاقب دیکھ سہمتی نفی میں سر ہلاتی بمشکل بولی تھی ۔

"اور ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ آپ کے کہنے پر یہ خان رک جائے گا میری خانم ۔"

اس کی بات پر وہ استہزائیہ انداز میں بولتا اس کے لبوں بالائی لب کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے اس کی جان ہوا کر گیا ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان کک۔۔۔کوئی دیکھ لے گا ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی ملتجی لہجے میں بولی تھی پر وہ پہلے کہاں اس کی سنتا تھا جواب سنتا ۔

"ٹھیک ہے میں آپ کہ بات مان لوں گا پہلے میری طلب کا کچھ کریں جو پوری نہ ہونے پر میں آپ کی جان کو بھی آسکتا ہوں میرے دلبر ۔"

وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر نظریں جمائے اس کی شہ رگ سہلاتا مجنونانہ سرگوشی میں بولا تھا ۔

اس کی بات سمجھتی وہ سر تا پاؤں سرخ ہوئی تھی۔دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا ۔

"پلیز خ۔۔۔خان دیکھیں ۔"

وہ اسے سمجھانا چاہ رہی تھی کہ یہ جگہ اس سب کے لیے نہیں تھی اگر کوئی آجاتا تو ۔

"دیکھ کر ہی تو بہک چلا ہوں میرے دلبر سائیں۔ مزید دیکھنے کی اجازت دیں تو آپ کے حکم پر عمل کروں ۔"

وہ اس جھکتا اس کی شہ رگ پر ناک ٹریس کرتا گہری سانسیں کھنچتا اس کی دلفریب مہک اپنی سانسوں میں بھرنے لگا ۔

انا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تھی ۔

جان تو تب نکلی جب اس ظالم بنے محبوب کا لمس اپنی بیوٹی بون پر محسوس ہوا۔ پورے وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں جیسے ۔

سانسوں میں ہوتی اتھل پتھل پر وہ نڈھال ہوتی اس کے شانے دبوچ گئی ۔

وہ بنا اس پر دھیان دیے بیوٹی بون پر جارحانہ انداز میں لمس کی بوچھاڑ کرتا اس کی حالت سے لاپروا بنا خود کو سیراب کرنے میں مصروف تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان ۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں بھرتے اسے خود سے دور کرنے لگی۔وہ بمشکل خود پر ضبط کرتا سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھنے لگا ۔

جو اس کے حصار میں کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہی تھی اگر وہ اسے چھوڑتا تو یقیناً وہ زمین بوس ہو جاتی اپنی کپکپاتی ٹانگوں سمیت ۔

"خ۔۔۔خان ہم۔۔۔گھر جائیں گے نہ۔پلیز ابھی چھوڑیں ۔"

وہ بمشکل لرزتے لبوں سے بولی تھی پر وہ کچھ سننے کی پوزیشن میں کہاں تھا اسے اپنی سماعت ساکت محسوس ہوئیں تھیں۔

اسے بس اس پری وش کے لبوں کی تھرتھراہٹ محسوس ہو رہی تھی ان کا ہلنا نظر آرہا تھا پر کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا ۔

وہ بے لگام ہوتا اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس پر جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ و کپکپاہٹ اپنے اندر جذب کر گیا۔وہ جو پہلے ہی بے جان ہو رہی تھی ۔

بری طرح سے لرزی تھی اس کی ظالمانہ گرفت میں وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اسے خود گھولتا سرشار سا ہوا تھا ۔

بڑھتی شدتوں پر وہ نڈھال ہوتی اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔

پر وہ ایسا کرتی اسے مزید جنونی کر گئی تھی۔ جس پر وہ اسے مزید شدت سے اپنے دہکتے لمس سے نڈھال کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی سلوٹوں کو سنوارتا ایک ایک جان افروز لمس چنتا مدہوش ہو رہا تھا ۔

وہ نازک سی پری اپنے لبوں پر ہوتی جلن اور گھٹتی سانسوں ہر بے جان سی ہونے لگی تھی تبھی وہ اس پر رحم کھاتا اس کی گردن میں چہرہ چھپائے گہرے گہرے سانس بھرنے لگا ۔

وہ نیم جان سی ہوتی پوری خود کق اس کے رحم و کرم پر چھوڑے اپنی بکھری سانسوں کو سنوارنے کی سعی میں ہلکان ہو رہی تھی ۔

دکھا کر مجھ کو چشم مست مستانہ بناڈالا

پلا کر آج ساقی تو نے دیوانہ بناڈالا

قیام یاد خوباں کو ترقی دے خدا اس نے

مرے اجڑے ہوئے دل کو پری خانہ بناڈالا

دل صد چاک میرا تھا بھلا کس کام کے قابل

مگر اک شوخ نے لے کر اسے شانا بناڈالا

ضرر پہنچا نہ مے خانے کو کچھ سنگ حوادث سے

اگر ٹوٹی کوئی بوتل تو پیمانہ بناڈالا

غضب جادو بھری ہوتی ہیں آنکھیں حسن والوں کی

نظر جس سے ملائی اس کو دیوانہ بناڈالا

وہ میکش ہوں کہ ہر دم شیشہ و ساغر ہے ساتھ اپنے

جہاں بیٹھا وہیں پر ایک مے خانہ بنا ڈالا

خیال بادہ نوشی فرقت ساقی میں جب آیا

بنا یا دل کو خم آنکھوں کو پیمانہ بنا ڈالا

خدا کے فضل سے عالم تھا فرزانہ و عاقل

نوازش کی بتوں نے اس کو دیوانہ بنا ڈالا

وہ اس کی سماعت میں دلکش سرگوشیاں بکھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

🌹 مایوں (اپٹن) سپیشل اپی پاٹ ٹو 🌹

چاند نے مسکراتے نور کو اپٹن لگایا تھا۔ جس پر وہ خوشی سے اس کی جانب دیکھتی مسکرادی تھی ۔

کبھی وہ اس کی باتیں سننے کو اداس ہو جایا کرتی تھی آج وہ اس کے پیارے بھیو جانی کے نام کی مایوں کی دلہن بنی اسے اپٹن لگا رہی تھی ۔

"خدا تمھیں بہت ساری خوشیوں سے نوازے نور تم میری زندگی کا اہم ترین حصہ ہو۔۔۔ میرے لیے اس پری سی ہو جس نے اندھیرے میں اپنی محبت کے دیپ میرے لیے جلائے ۔

جب ہر طرف نفرت کے تیر اس بدنصیب چاند پر برستے تھے تو تم تمھاری وہ معصومیت بھری باتیں، وہ بنا کسی مفاد کے اپنی محبت سے میرے زخموں پر مرہم کیا کرتی تھی ۔

میرے سائیں کے بعد اگر چاند کو کسی سے محبت ہے تو وہ دل آئنور شاہ ہے ۔"

وہ اس کے ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگاتی نم آنکھوں سے بولی تھی نور اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھوڑواتی اس کے گرد اپنے بازو حائل کرتی اسے گلے لگا گئی ۔

"ایسامت کہیے بھابھی آپ تو ہماری فیری ہیں ہم بھی آپ سے بہت محبت کرتے ہیں اور ہمارے پیارے بھیو جانی کی سردارنی بن کر آپ ہمارے لیے افضل ہو گئی ہیں ۔

آپ انھیں ہمیشہ خوش رکھیں گا وہ اپنے درد کسی کو نہیں دیکھاتے۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے آخر میں وجدان شاہ کے بارے میں بتاتی متفکر تھی ۔

"وہ میری زندگی ہیں نور خدا ان کے حصے کے سارے غم میری جھولی میں ڈال دے".

وہ نم آنکھوں سے بولی تھی ۔

"بس بھی کرو لڑکیوں خوشی کے موقع پر مسکراؤ نہ کہ آنکھوں نم کروں ۔"

انا ایکدم سے انٹری مارتی بڑی بی بنی بولی تھی جس پر وہ دونوں مسکرائیں تھیں ۔

★★★★★

وہ دونوں شدت تھک چکیں تھیں تبھی اسے اپنے اپنے روم میں پہنچا دیا گیا تھا ۔

رابعہ بیگم اور بڑی عورتوں کے لاکھ کہنے پر بھی وجدان شاہ اپنے چاند کو اپنے روم میں لے گیا تھا ۔

نور شکر کا سانس لیتی بنا کچھ اتارے بیڈ پر چت گرنے کے انداز میں لیٹتی آنکھوں بند کر گئی ۔

دن کے بعد اس نے ابھی تک زوار شاہ کو نہیں دیکھا تھا۔

ناجانے کیوں اس کے تھوڑی دیر نظر نہ آنے پر وہ بے چین ہو جاتی تھی۔دل گھبرانے لگتا تھا ۔

اور اب بھی اس کے ساتھ یہی ہو رہا تھا ۔

ایسالگ رہا تھا جیسے ایک نشہ سا ہو گیا تھا اسے اپنے سامنے دیکھنے کا اگر وہ نظروں سے کچھ دیر اوجھل ہوتا تو اس کا وجود ٹوٹنے لگتا ۔

اس نے اس کے کہے مطابق ڈور بھی لاک نہیں کیا تھا پر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جہاں رات کے 1.30 بج رہے تھے ۔

اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں اسے وہ ابھی اپنے سامنے چاہیے تھا ۔

دل شدت سے باضد ہوا ۔

وہ چھٹ کو گھورتی ہر گزرتے لمحے میں جیسے موم کی مانند پگھلنے لگی تھی ۔

وہ ایکدم سے اٹھتی اپنا فون نکالتی زوار شاہ کو کال ملانے لگی۔ لیکن اس کا نمبر بند جا رہا تھا کہیں بار ملانے پر بھی جب رسیو نہ کیا گیا تو غصے سے پاگل ہوتے فون دیوار کو دے مارا ۔

ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جہاں اب 2.15 بج گئے تھے پر وہ نہیں آیا تھا ۔

نوچ نوچ کر پھولوں کا زیور اتارتی فرش بکھر گئی۔ دل چاہ رہا تھا اپنی حالت ہر دھاڑے مار مار کر روئے ۔

وہ ایسا تو کبھی نہیں تھا وہ تو اس کے بنا ایک پل سانس نہیں لیتا تھا پھر کیوں اتنا بے رحم ہو گیا تھا اب ۔

کیا اس کے اظہار محبت پر ۔

ہاں شاید اس کے اظہار نے اسے بے رحم بنا دیا تھا ۔

کاش وہ کبھی اظہار کرتی ہی نہیں ۔

وہ جو اپنے کچھ کام کی وجہ سے پھنس گیا تھا فارغ ہوتے ہی نور کے روم کی جانب آیا تھا پیروں کے نیچے پھولوں کی بکھری پتیاں دیکھ متفکر ہوا تھا ۔

کچھ ہی فاصلے پر ٹوٹا ہوا موبائل نظر آیا تھا اب کے وہ مزید متفکر ہوا تھا نظریں روم میں دوڑائیں تھیں وہ کہیں نظر نہیں آئی ۔

واش روم سے آتی شاور کی اچانک آواز پر وہ اس جانب بڑھا تھا ۔

واش روم کا ڈور کھولتا ہی سامنے کا منظر دیکھ وہ لب بھینچ گیا ۔

جہاں وہ نازک سی پری شاور کھولے فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔دروازہ کھلنے کی آواز پر گردن موڑی تھی زوار شاہ کو دروازے میں لب بھینچے دیکھ ۔

سیاہ رنگ کے لباس میں دنیا جہاں کی وجاہت خود میں سمائے وہ یونانی دیوتا بے تحاشہ حسین لگ رہا تھا وہ ایکدم سے اٹھتی اس کی جانب آئی تھی ۔

"کک۔۔۔کیوں نہیں آئے ۔"

وہ اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں بے قراری سے بولی تھی ۔

شہد رنگ گلال بکھری آنکھیں جن کے پیوپٹے بے تحاشہ سوجے ہوئے تھے بے حد سرخ ناک عنابی لب بھی سوجے سے تھے چہرے پر لگی ہلکی ہلکی اپٹن شاید سوکھ چکی تھی تبھی اتری نہیں تھی ۔

اس کی حالت دیکھ۔زوار شاہ کا دل جیسے کسی نے پیروں تلے کچل دیا تھا ۔

"آپ نن۔۔۔نے کہا تھا آ۔۔۔آئیں گے پپ۔۔۔پر نہیں آئے ۔"

وہ کپکپاتی آواز میں بمشکل بولی تھی۔وہ سکتے کے عالم میں جیسے کچھ کہنے کے قابل ہی کہاں رہا تھا ۔

"ہم۔۔۔ہم نے کک۔۔۔کال بھی کی۔۔پر نہیں لگا ۔"

وہ اس کی جانب دیکھتی بولتی کوئی دیوانی ہی لگی تھی ۔

زوار شاہ یک ٹک اسے دیکھے گیا وہ اس کے لائے ڈریس میں بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی لیکن یہ سوگوار سا روپ زوار شاہ کا دل زخمی کر رہا تھا ۔

"کام تھا تھوڑا سا تو اس لیے ۔"

اسے بولتے عجیب سا لگا۔ پر وہ بنا اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے بولا تھا اسے لگا تھا وہ اب تک سو گئی ہو گی ۔

پر سامنے کا منظر نا قابل یقین تھا۔ وہ کنگ سا ہوا تھا۔ کچھ کہنے کو الفاظ ناپید سے تھے ۔

"ہم سے۔۔۔ ضروری تھا ۔"

وہ اس آنسو بہاتی اس کی جانب دیکھتی بولی تھی زوار شاہ نے نفی میں سر ہلاتے اسے خود میں بھینچا تھا ۔

"آپ سے ضروری کچھ نہیں میرے دل ایم سوری آج کے بعد ایسا کبھی نہیں ہو گا ۔"

وہ اس کے بالوں پر بے تحاشہ بوسے دیتا بولا تھا ۔

"اگر آپ نن۔۔۔ نہیں آتے تو ہم۔۔۔ ہمیں کچھ ہو جاتا ۔"

وہ مدھم آواز میں بے بسی سے بولی تھی۔ جیسے اپنے کیفیت سے خوف زدہ ہو ۔

زوار شاہ نے اچھے سے محسوس کیا تھا وہ اپنی محبت کو سر پر سوار کر رہی تھی وہ بے صبر ہو رہی تھی ۔

اور اسی دن سے وہ ڈرتا اس محبت نامی بلا سے دور رکھتا تھا کیونکہ وہ بچپن سے ہی جس چیز سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی وہ اس کے لیے بہت حساس ہو جاتی ۔

وجدان شاہ کے جانے پر بھی وہ مہینے بیمار ہو جاتی بہت مشکل سے اسے سنبھالتے تھے سب پھر وجدان شاہ کے سمجھنے پر بہت مشکل وہ اس کے معاملے میں سنبھلی تھی ۔

"شش۔۔۔ایسا نہیں کہتے میرے دل میں آئندہ ایسا بلکل نہیں کروں گا پرامس ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی جلتی آنکھوں پر اپنا محبت بھرا لمس چھوڑتا الفت و وارفتگی سے بولا تھا جو اسے اس وقت بری طرح سے بہکانے کا ساماں کیے ہوئے تھی ۔

اس پر برستی پانی کی بوندیں آگ پر پٹرول کا کام کر رہیں تھیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی مکمل بھیگ چکا تھا ۔

نرمی سے اسے اپنے سامنے کرتا انگوٹھے کی مدد سے اپنی بانہوں میں کپکپاتی متاعِ جاں کے چہرے سے اپٹن اتارتا نور کے وجود میں سنسنی خیز لہریں پیدا کر گیا ۔

"میرے دل اتنی محبت کیوں کر لی آپ نے یار ۔"

وہ اس کے بھگتے رخسار پر لب رکھتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا وہ آنکھوں موندتی
اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

جس پر وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتا اس
ہر جھک سا گیا تاکہ پانی کی بوندیں اس نازک سی گڑیا پر نہ گریں ۔

وہ کہ ایک ایک نقوش پر بکھرے شبنمی قطرے زوار شاہ کو بے لگام کر رہے تھے
تبھی وہ جھکتا ایک ایک قطرہ کو اپنے لبوں میں سمیٹتا اسے زلزلوں کی زد میں کر گیا
۔

وہ جو پہلے اس کی دوری پر مرنے کو ہو رہی تھی اب قربت سے جان نکلنے لگی تھی

۔

زوار شاہ کی آنکھیں پل بھر میں سرخ گلال ہوئیں تھیں ایک عجیب سا نشہ پورے وجود میں سرایت کرنے لگا تھا ۔

وہ اس کے وجود سے دوپٹہ جدا کرتا اس کی جان ہوا کر گیا۔وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

جس پر وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اسے اپنے سامنے کر گیا۔اس کی محملی گردن پر گرتی پانی کو بوندوں اس کے جزبات کو سلگاتی وجود کو جلتی بھٹی میں جھونک گئیں تھیں ۔

نور کو اپنی غلطی کا بری طرح سے احساس ہوا تھا اس کا بس نہیں چلا کہ وہ کسی طرح اپنے وجود کو زوار شاہ کی نظروں سے اوجھل کر لے۔

وہ مدہوش ہوتا اس کی گردن پر جھکتا اپنی دیوانگی و وارفتگی لٹاتا اسے سہا گیا تھا۔

کیونکہ اس کے لمس میں اس قدر شدت پسندی تھی کہ اسے اپنی گردن پر بری طرح سے جلن محسوس ہونے لگی تھی ۔

نور نے بمشکل زوار شاہ کی جانب دیکھا تھا جو اسکے نرم لمس میں کھویا اسکی بیوٹی بون پر اب بوسوں کی بارش کرتا حدیں پھلانگنے لگا ۔

وہ بری طرح سے مزاحمت کرتی مرنے کو ہوئی ۔

جو اس کی شرٹ ہٹاتا پاگل جنونی ہو رہا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز ششش۔۔۔شاہ دور ہوں۔"

وہ سسکتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ اب مائل نہیں تھا۔نہ ہوش میں ۔

"ششش۔۔۔اپنے پاس چاہتی ہیں تو بگتیں بھی ۔"

وہ جنونی انداز میں بولتا باز آنے کے بجائے مزید بہکتا اسکی بیوٹی بون کی نرم جلد پر اپنے دانت گاڑھ گیا ۔

اسکے جان لیوا عمل پر وہ پوری جان سے تڑپ اٹھی تھی ۔

"پلیز شش۔۔۔شاہ ہمیں چھوڑیں ۔"

کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی تڑپ کر بولی تھی ۔

لیکن وہ بنا سنے بنار کے اپنے لمس سے سلگاتا اس نازک جان کے ہوا س بے دم کرنے لگا۔اسکے پور پور کو شدت سے اپنے لمس کی بارش میں بھگوتا اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

جسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا۔وہ وجود میں ہوتی عجیب سی بے قراری پر وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ پڑی اس کی بانہوں میں قید کوئی نازک سی چڑیا ہی لگ رہی تھی ۔

زوار شاہ کے دہکتے لب سرکتے نور کی دھڑکنوں کے مقام پر آئے۔وہ اس کی ہر دھڑکن پر اپنا جان لیوا لنس چھوڑتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا ۔

اس نازک سی پری کی آنکھیں آہستہ آہستہ بوجھل ہوتی بند ہونے لگیں تھیں وہ بے بسی سے گہرے گہرے سانس بھرتی اسی کے سہارے کھڑی تھی ۔

"میرے دل ۔"

وہ اس کے وجود کی لرزش پر مزید بہکتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دبائے دلفریب سرگوشی میں اسے پکار گیا ۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ ہمیں جج۔۔۔جانے دے ۔"

وہ نم آواز میں بولی تھی کب سے شاور کے نیچے کھڑے رہنے سے اسے سردی محسوس ہونے لگی تھی ۔

وہ اس کی حالت پر رحم کھاتا اس سے دور ہوا تھا جس کے لب نیلے پڑنے لگے تھے ۔

وہ بے نازک سی تھی وہ اچھے سے جانتا تھا تبھی اس سے دور ہوتا باہر کی جانب بڑھا تھا اس کے نکلتے ہی وہ واش روم کو اوپر سے کنڈی لگا گئی ۔

جس کی آواز سنتا وہ نفی میں سر ہلاتا اس کا آرام دہ ڈریس نکالنے لگا ۔

"نور ڈریس لے لو ۔"

وہ ڈورناک کرتا بولا تھا جس پر ڈرتے ڈرتے ڈور کھولا گیا اور بازو نکال کر ڈریس لیتے فوراً واپس بند ہوئی ۔

وہ اس کے خوف پر مسکراتا اپنے روم کی جانب بڑھا تا کہ چینج کر سکے پر وہ واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

★★★★★

وہ چینج کر کے واپس آیا تو وہ ابھی تک واش روم میں تھی ۔

وہ ڈور لاک کرتا بیڈ پر دراز ہوتا اس کا انتظار کرنے لگا۔دوسری جانب نور جان بوجھ کر دیر کرتی باہر آئی تا کہ وہ چلا جائے پر یہ شاید اس کا خواب ہی تھا کہ وہ چلا گیا ہو گا ۔

اسے بیڈ پر دراز دیکھ اس کا خلق خشک ہوا تھا۔اس پر اس کا ڈریس وہ جان بوجھ کر اسے یہ نائٹ ڈیس دے کر گیا تھا۔جو وہ اس کے لیے کچھ وقت پہلے لایا تھا ۔

چھوٹی سی ریڈ شرٹ جس کی سلیوز نہ ہونے کے برابر چھوٹی چھوٹی سی تھیں جو بس اس کے کندھے ڈھانپے ہوئے تھیں ساتھ ریڈ ہی کھلا سا ٹراؤزر پہنے نم بال آگے کو پھیلائے وہ کپکپاتی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

زوار شاہ کی آنکھوں پھر سے حرارت دینے لگیں۔وہ اس کی نظروں کی تپش سے گھبراتی وہیں ٹک گئی ۔

"یہاں آئیں میرے دل ۔"

وہ نرمی والفت سے پکارتا اس کے نازک سے دل کو لرزا گیا ۔

"آپ یہاں آرہیں ہیں یا پھر آپ کو اپنی بانہوں میں بھرتے آپ کے حواس اچھے سے ٹھکانے لگاؤں جانِ زوار ۔"

وہ اسے کچھ سختی سے بولا تھا جس پر وہ سہمتی چھوٹے چھوٹے قدم چلتی سر جھکائے اس کی جانب آئی ۔

قریب آتے زوار شاہ اسے کھینچتا خود پر گراتا گھوم کر اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکا تھا ۔

یہ سیکنڈوں کا کھیل تھا وہ نازک جان سہمی چڑیا بنی اس ڈائنوسار کی گرفت میں تھی ۔

"اتنا ڈر کس لیے رہی ہیں۔آپ ہی تو چاہتیں تھیں نہ میری موجودگی۔۔مجھے اپنے سامنے دیکھنے کی چاہت آپ ہی کی تھی میرے دل پھر میرے قریب آنے پر سہمنا کچھ جچتا نہیں ۔"

وہ اس کے چہرے سے بال ہٹاتا اس کی شہد رنگ آنکھوں میں تکتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"ہہ۔۔۔ہم ایسا نن۔۔۔ نہیں چاہتے تھے بب۔۔۔بس تھوڑا سس۔۔سا پاس۔۔چچ۔۔۔چاہیے۔"

وہ اسے خود پر مزید جھکتا دیکھ بمشکل لرزتی آواز میں بولی تھی۔ جبکہ اس کی معصومیت پر زوار شاہ فدا ہوا تھا ۔

"میرے معصوم سے دل فری میں کچھ نہیں ملتا یہ بات اپنے پلے باندھ لیں۔ آپ کے تھوڑا سا قریب آنے پر زوار شاہ آپ کی یونہی جان کو آئے گا ۔

کیونکہ میرے بہکتے جزبات کو صرف آپ ہی پر سکون کر سکتی ہیں اپنے مخملی لمس سے ۔"

وہ اس کے کپکپاتے لبوں پر مخمور نظریں ٹکائے گھمبیرتا سے بولا تھا ۔

"پپ۔۔۔پر آپ ہم۔۔۔۔ ہمیں ڈراتے ہیں ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔دل مانو پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

پر وہ اسے ناراض کرنا بھی کہاں چاہتی تھی ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کی بات پر وہ کتنی معصوم سی تھی اور اس کی محبت بھی اسی کی طرح محصوم سی تھی ۔

جواسے پاس تو چاہتی تھی پر اس کی قربت سے خوف زدہ ہوتی تھی ۔

وہ جھکتا دانتوں کی مدد سے اس کی شرٹ کا اوپری بٹن کھول گیا وہ تڑپ کر اپنی شرٹ کو مٹھی میں دبوچ گئی ۔

بڑی بڑی آنکھوں خوف سے پھیلتیں مزید بڑی ہوئیں تھیں ۔

"کچھ ہی کروں گا میرے دل بس آپ کا تھوڑا سا ڈر آپ سے کھینچنا چاہتا ہوں تاکہ پرسوں ان پناہوں میں آتے آپ کو خوف محسوس نہ ہونے جانِ دل ۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کی مومی انگلیاں اپنے اہنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھتا مدبھرے لہجے میں بولا تھا ۔

نور کو اپنے پوروں سے اس کے لمس کی دہکتی آگ اپنے اندر سرایت کرتی محسوس ہوئی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ ہم۔۔۔سے نن۔۔۔نہی۔ہو گا پلیز ۔"

وہ اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے کی سعی کرتی نفی میں سر ہلاتی بولی تھی ۔

"ٹرسٹ می میرے دل کچھ نہیں ہو گا بس آپ محسوس کریں دل سے میری محبت کو ۔

وہ الفت و وارفتگی سے بولتا اس کے ہاتھ تکیے سے پن کرتا اس کے کپکپاتے لبوں پر جھکتا ان کی کپکپاہٹ خود میں جزب کرتا مدہوش ہوا تھا ۔

بے حد نرمی و ملائمت سے بے حد الفت سے اس کے وجود میں اپنے جذبات کی دہکتی حدت گھولتا آہستہ آہستہ اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں منتقل کرنے لگا نور کا پورا وجود زلزلوں کے زیر اثر ہوا تھا ۔

وہ نازک سی پری اپنے سلگتے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی اس کے ہاتھوں سے ہاتھ نکالتی اس کی گردن میں ناخن گاڑ گئی ۔

زوار شاہ اس میٹھی سی چبن پر اب کے بے لگام ہوتا کچھ پر شدت ہوا تھا نور کو لگا جیسے اس کا پورا وجود انگاروں کی لپیٹ میں آگیا ہے ۔

بے بسی سے آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔ سانسوں کی تنگی پر جان نکلنے لگی تھی پر وہ ظالم بنا آج اس کی جان ہی تو نکال رہا تھا ۔

اس کی سانسیں رکتی محسوس کرتا وہ کچھ ہی پل میں وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا وہ گہرے گہرے سانس بھرتی پاگل سی ہوئی تھی

۔

پورے وجود کو جیسے کسی بھٹی میں سلگا دیا تھا جیسے۔ نازک سا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

"شش۔۔ شاہ۔"

مدھم سی پکار تھی پر وہ مدہوش ہوتا اس کے پور پور کو اپنے لمس سے دہکتا اس کی کہاں سن رہا تھا وہ پھولی سانسوں کے ساتھ اس کی پشت پر ناخن گھاڑ گئی ۔

جس پر وہ سر اٹھائے اس کی جانب دیکھنے لگا جس کا خوبصورت سا چہرہ گردن تک سرخ انگارا بنا ہوا تھا ۔

چاندنی سی پیشانی پر پھوٹتی نمی

لرزتی پلکیں عارضوں کو چومتیں اسے پھر سے بے ایمان کرنے لگیں ۔

چھوٹی سی ناک سرخ رنگ ہو رہی تھی

سرخ گلاب کی پنکھڑیوں سے لبوں کی تھرتھراہٹ ۔۔

واللہ جن کی سرخیاں قاتل تھیں

وہ کیسے نہ بہکتا۔یہ تو حسن کی توحین تھی ۔

"میرے دل زوار شاہ شدت سے آپ کو اپنی پناہوں میں چاہتا ہے۔اور جس دن یہ مومی وجود زوار شاہ کی پناہوں میں آیا اس دن قیامت خیز منظر ہو گا ۔"

وہ اس کی سرخ ناک کی ٹپ پر لب رکھتا بے باکی سے مخمور سرگوشی میں بولا تھا ۔

نور اپنی بے قابو دھڑکنوں کو سنبھالتی اس کی باتیں سنتی نڈھال ہو رہی تھی ۔

"شاہ آپ بب۔۔۔بہت برے ہیں ۔"

وہ اس کے شانے پر نازک سا مکا رسید کرتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

"پر آپ کی محبت ہوں شاید بھول رہی ہیں میرے دل ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

"ہم آپ کک۔۔۔کے پاس نن۔۔۔ نہیں آئیں گے ۔"

معصوم سی دھمکی تھی ۔

"میں اٹھا کر لے آؤں گا ۔"

وہ اس کی دھمکی کو بنا حاطر میں لائے بولا تھا ۔

"ہم چھپ جائیں گے۔"

وہ کچھ سوچتے پھر بولی تھی ۔

"میں آپ کو آپ کی خوشبو سے ڈھونڈ لوں گا میرے دل ۔"

وہ اس کی گردن میں گہرا سانس بھرتا اسے لاجواب کرتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔اس کی حرکت پر وہ لرزی تھی ۔

"ہمیں سونا ہے ۔"

کچھ سمجھ نہ آتے ملتجی لہجے میں بولی جا پر وہ اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"کچھ ہی دیر میں آذان ہونے والی ہے نماز پڑھ کر سو جایئے گا میرے دل ۔"

اسے بیڈ پر ڈالتا خود اٹھا تھا۔وہ اسے جاتا دیکھ منہ تکیے میں منہ شرمگیں سا مسکرائی تھی ۔

★★★★★

وہ ہلکا پھلکا سا نائٹ ڈریس پہنے بیڈ پر آئی تھی ۔

وہ جو لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مگن تھا ایک نظر مسکرا کر اس کی جانب تکتا واپس مصروف ہو گیا ۔

چاند کو اس کی مصروفیت بری طرح سے کھولی تھی وہ اس کے علاوہ بھلا کسی چیز کوئی کیسے اہمیت دے سکتا تھا ۔

"سائیں ۔۔۔"

وہ اس کے ذرہ سا قریب ہوتی مدھم آواز میں پکار گئی ۔

"ہمم ۔"

مصروف انداز میں بڑا مبہم سا انداز تھا ۔

"سائیں ۔"

وہ اس کی پہنی آرام دے شرٹ کے پہلو کو اپنی انگلیوں میں گھماتی پھر سے پکار گئی ۔ وجدان شاہ اب کہ چونکا تھا اپنے چاند کے انداز پر ۔

"جی میرے چاند ۔"

وہ نظریں ہنوز لیپ ٹاپ لی اسکرین پر ٹکائے نرمی سے بولا تھا پر اب کہ وہ بری طرح سے ہرٹ ہوئی تھی ۔

کیا اتنا ضروری کام تھا کہ وہ اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا ۔

وہ دوسری جانب رخ موڑتی لیٹ گئی۔ کچھ ہی دیر میں سسکیوں کی آواز پر وجدان شاہ بری طرح سے بوکھلایا تھا ۔

وہ لیپ ٹاپ کی سکرین بند کرتا اسے سائڈ ٹیبل پر رکھتا اس نازک پری کے لرزتے سسکتے وجود کو شانوں سے تھامتا اپنے سامنے کر گیا ۔

اسے لگا وہ شرارت پر مائل ہے تبھی وہ بس اسے ستاتا جان بوجھ کر اس کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا ۔

اس نازک پری کا آنسوں سے تر چہرہ دیکھ وہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"ہیے۔۔۔میرے چاند میں بس مزاح کر رہا تھا یار ۔"

وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا اس کی آنسو اپنے پوروں پر چننے لگا ۔

"آپ نے مجھے اگنور کیا ۔"

وہ سوں سوں کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی ۔

"ایسا نہیں ہے میرے چاند میری اتنی جرت کہاں۔"

وہ اس کے آنسو اپنے لبوں پر سمیٹتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

"میں نے آپ کو پکارا پر آپ نے نہیں دیکھا ۔"

وہ نم آواز میں بولتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

"آپ کہ سوا وجدان شاہ کو کچھ نظر کہاں آتا ہے جان سائیں ۔"

وہ اس کے دور جانے پر تڑپ کر اسے واپس اپنی بانہوں میں بھرتا عشق و دیوانگی بولا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے آپ سے بات کرنی پر آپ نے نہیں سنا ۔"

مزید گناہ گنوایا گیا تھا ۔

"آپ کی دھڑکنوں کے سوا کچھ سنائی کہاں دیتا ہے اس سماعت کو میرے چاند۔
آپ کا سائیں کہنا آپ کے سائیں کو ہر بار نئی زندگی دیتا ہے ۔"

وہ اس کے بالائی لب کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے مخمور لہجے میں بولا تھا وہ کپکپائی تھی اس کی حرکت پر ۔

"نن۔۔۔نہیں میں نہیں مانو گی ۔"

اس نے علان کیا کہ وہ اس سے ناراض ہے ۔

"میں منالوں کا اپنے چاند کو ۔"

وہ اس کے وجود کو اپنی جانب کھینچتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

وہ جی جان سے لرز اٹھی تھی اس کی قربت پر۔ لب کچھ کہنے کو کپکپائے تھے پر آواز جیسے خلق میں ہی ناپید ہو چکی تھی ۔

وہ اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں کے دلفریب خم پر دل ہارتا اس کی سانسوں سے لپٹتا اسے لرزا کر رکھ گیا ۔

وہ بے حد نرمی سے اس کی مہکتی سانسوں کی سلوٹیں سنوارتا ایک ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے دوسرے ہاتھ میں اس کی شاخ گلاب سی کمر جھکڑتا مجنوبانہ انداز میں اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی بہکانے لگا تھا ۔

وہ اس کے لمس کی دلکشی پر اس کی بانہوں میں بکھرتی پیچھے کو گرتی چلی گئی جس پر وہ سرشار سا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا ۔

وہ نازک سی جان آنکھیں موندے اپنی بکھری سانسوں کو سنوارنے کی تگ و دو میں ہلکان ہو رہی تھی سانسوں کا زیر و بم بکھرا بکھرا سا تھا ۔

وجود کا پورا لہو جیسے چہرے پر سمٹ آیا تھا ۔

وجدان شاہ اس دلفریب منظر کو تکتا بری طرح سے بہکا تھا ۔

"میرے چاند".

وہ اس کی گردن سے بال ہٹاتا اس کی گردن کے خوبصورت گڑھے میں اپنا سلگتا لمس چھوڑتا اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا ۔

"سائیں ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں اسے پکار اٹھی۔اس کی پکار پر وہ اس کی کالر بون کو اپنے لبوں میں دباتے جان لیوا ثابت ہوا تھا چاند کی جان کو

۔

چاند کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔پورے وجود میں جیسے بوچھال سا بھر پا تھا ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر ۔"

ہمیشہ کے کہیے الفاظ کہتا وہ چاند کو روح تک معطر کر گیا ۔

"مم۔۔۔میں تھک گئی ہوں ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی جس پر وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ ضبط کرتا اپنے جذبات پر بند باندھتا اسے اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"سو جائیں میرے چاند تھوڑی سا وقت بس ۔"

وہ اسے خود میں بھینچتا الفت و نرمی سے بولا تھا کیونکہ آزان میں کچھ پی وقت باقی تھا ۔

جس پر وہ جھٹ سے اس کے جزبات جگاتی خود سوتی بن گئی تھی ۔

اور وہ ہمیشہ کی طرح اپنے چاند کو نہارتا بنا اسے ڈسٹرب کیے تکنے لگا۔ کیونکہ اب نیند کسی کمبخت کو آنی تھی ۔

سب خواب سا تھا یقین کرنا مشکل تھا کچھ ماہ پہلے والی چاند اور اب والی چاند میں زمین آسمان کا فرق تھا ۔

وہ اسے نرمی سے بیڈ پر ڈالتا بنا آہٹ کیے روم سے نکلا تھا ۔

★★★★★

وہ چلتا اس کوارٹر کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا جہاں کبھی اس کا چاند رہتا تھا ۔

وہ تیزی سے اس کے اندر داخل ہوتا اس جگہ پر بیٹھا تھا جہاں کچھ دن پہلے بیٹھی چاند اسے کھودنے کی کوشش کر رہی تھی ۔

ضرور یہاں کچھ نہ کچھ تو ضرور تھا جو بہت ضروری تھا چاند کے لیے ۔

وہ باہر آیا تھا وہاں سے کھودنے والا آلہ اٹھا کر لیا تھا اور تیزی پر احتیاط سے ہاتھ چلانے لگا اسے زیادہ محنت کرنی نہیں پڑی تھی جب اسے ایک سیاہ کپڑا سا نظر آیا ۔

وہ آلہ چھوڑ کر اسے کھینچ کر نکال گیا ۔

اس کپڑے میں کچھ بندھا ہوا تھا جو چاند کے لیے شاید بہت ضروری تھا ۔

وہ کپڑے کی گرا کھولنے لگا ۔

جس میں بہت سے اوراق تھے۔ وہ ان میں سے ایک کو نکال کر سیدھا کرتا دیکھنے لگا ۔

پر اس ورق کو دیکھتے اسے کرنٹ لگا تھا کیونکہ اس پر اس کا سکیچ تھا۔ پیشانی پر بل خطرناک تیور واضح تھے۔ جس کے دل کے مقام پر میں کچھ لکھتے اسے مٹایا گیا تھا ۔

بہت غور کرنے پر پتہ چلا کہ وہاں چاند لکھا تھا ۔

پر اس ورق کو دیکھتے اسے کرنٹ لگا تھا کیونکہ اس پر اس کا سکیچ تھا۔ پیشانی پر بل خطرناک تیور واضح تھے۔ جس کے دل کے مقام پر میں کچھ لکھتے اسے مٹایا گیا تھا

۔

بہت غور کرنے پر پتہ چلا کہ وہاں چاند لکھا تھا ۔

لیکن اسے مٹایا کیوں گی تھا اس نے پیج کو پلٹا تھا جہاں کچھ لکھا تھا لیکن مٹا مٹا سا تھا

۔

"سنہری شہزادے چاند اس قابل کہاں کہ آپ کے پہلو میں اس کا نام سجایا جائے ۔"

ان چند لفظوں میں ایک حسرت سی تھی وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

وہ سب کچھ اٹھاتا اپنے روم کی جانب بڑھا۔ بنا آواز کیے وہ روم میں داخل ہوتا روم سے اٹیچ سٹڈی روم میں گھستا ڈور بند کر گیا ۔

اختیاط سے تمام صفات اکٹھے کرتا ان میں سے ایک اٹھاتا دیکھنے لگا جس پر اس کی صرف آنکھیں بنی ہوئی تھی اور نیچے کچھ تحریر تھیں ہر اس نے دھیان دیا تو سب ہی کے ساتھ تاریخ درج تھی ۔

وہ سب کو الٹ پلٹ کر سب سے پہلی تحریر ڈھونڈنے لگا ۔

اور وہ مل بھی گئی ۔

لیکن اس پر بنا سکیچ دیکھ وہ سکتے میں آیا تھا جہاں اسی کے روم کے مناظر تھے۔ زمین اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے ایک لڑکی اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا شاید نہیں یقیناً وہی تھا ۔

آج میں خوش تھی تائی جان نے کہا وہ بہت اچھے ہیں لیکن وہ اچھا نہیں ہیں۔ مجھے مارا انھوں نے ۔

جیسے تایا جان مارتے تھے۔قہ لکھتے ہوئے رو رہی تھی شاید کیونکہ بہت سے آنسو اس ورق پر گرتے سوکھ چکے تھے ۔

★★★★★

ماضی!

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے بابا میں اس لڑکی سے قطعی تعلق نہیں رکھو گا جو میری مما کی موت کی وجہ بنی ۔"

وہ سلطان شاہ کو غصے سے کہتا ان کے کمرے سے نکالا تھا پر انھیں نے اسے ماں کی قسم دیتے اس کے پاؤں میں زنجیر ڈالی تھی ۔

جس پر وہ بے بس ہوتا مان گیا۔ پر روح جیسے پور پور گھائل ہو گئی تھی ۔

وہ جو امریکہ جیسے شہر میں رہ کر شراب جیسی غلاظت سے دور رہتا تھا اس دن اس نے پہلی بار حرام شے کو اپنے منہ سے لگایا تھا ۔

پورا وجود درد و اذیت کی بھٹی میں جلتا ریزہ ریزہ ہونے کو تھا ۔

دوسری جانب سرخ کلر کے عروسی لباس میں بنا کسی مصنوعی چیز کے میک اپ سے پاک چہرہ بنا کسی زیور کے وہ دنیا کی پہلی دلہن ہو گی ۔

جو خود اکیلی اپنے دلہے کہ کمرے میں جا رہی تھی۔ کوئی اسے چھڑنے نہیں آیا تھا بس ایک ملازمہ اسے اس کے کمرے کا بتا کر چلی گئی۔

جیسے جیسے کمرہ نزدیک آ رہا تھا دل خوف سے لرز رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی اب زندگی اس کا کیا امتحان لینی والی تھی۔

پر نازک سا دل بری طرح سے سینے کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔

سب کہتے تھے وہ ایک سنہری شہزادہ ہے۔ پر کیا اس کے سینے میں دھڑکتا دل بھی ایک شہزادہ کیا ہو گا۔

کیا وہ رحم دل شہزادہ ہو گا یا پھر باقی سب کی طرح ہی بے رحم۔

جنہوں سے اسے بس زخم ہی دیے تھے۔

ڈھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ ناک کیا۔.

اپنے دل کو مظبوط کرتے لرزتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا۔وہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی کھلتا چلا گیا۔

کمرے میں نیم تاریکی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ ہال نما روم کے اندر داخل ہوئی۔

اچانک سے پورہ کمرا روشنیوں میں نہا گیا تھا۔ وہ خوف سے آنکھیں میچ گئی۔

مقابل نے آنکھیں میچے بڑا سا عروسی دوپٹا لیا لڑکی پر ایک اچٹتی نظر ڈالی تھی۔ جس کس چہرہ تکنے سے قاصر تھا ۔

بیڈ کے کراؤن سے ساتھ ٹیک لگائے ایک ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑے وہ سرخ آنکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہاں آؤ".....

بھاری رعب دار آواز میں وہ سرد لہجہ میں بولا۔

لیکن اس کی ٹانگیں جیسے اس کا ساتھ دینے سے انکاریں تھیں وہ ایک انچ بھی ہل نہیں پا رہی تھی۔

لیکن مقابل کو اس کی بات کی نفی کرنے والے قطعی برداشت نہیں تھے۔

غصے سے شراب کی بوتل اس کے پیروں میں زور سے ٹینچی تھی۔

خوف سے اس کی چیخیں نکلیں تھیں۔نازک سا دل بند ہونے کو تھا۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑا۔ یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے لرزتی قدم قدم پیچھے ہونے لگی، لیکن وہ ڈگ بھرتا اس کے سر پر آ پہنچا۔ اور ایک زوردار طماچہ رسید کیا۔

وہ دور زمین پر جا گریں۔ تھپڑ اتنی زور کا تھا کہ اسے اپنا دماغ سن ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ ہونٹ پھٹ کر خون نکلنے لگا۔

مقابل سے بنا اس کی تکلیف کی پروا کیے اسے بازو سے دبوچ کر اسے مقابل کھڑا کیا۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ سامنے کھڑے اس بے رحم شخص کی جانب دیکھتی۔ ناہی مقابل نے اس کے چہرے سے پردا ہٹانے کی ضرورت محسوس کی تھی ۔

"مجھے اپنی بات کو دہرانا پسند نہیں۔۔۔"

وہ دھیمے لہجے میں غضب و غصے سے بولا۔

گرفت اس قدر سخت تھی کہ اسے درد سے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"آج کے بعد اگر مجھے ایک بات کو دھرانا پڑا تو بہت برا پیش آؤں گا تمھارے ساتھ۔"

وہ اسے بالوں سے پکڑتے چہرہ اوپر کو کرتے ہوئے سختی سے بولا۔

چاند نے بمشکل پلکیں اٹھا کر اس ظالم شہزادے کی جانب دیکھا تھا درمیان میں گھونگھٹ کی دیوار حائل تھی واضح تو نہیں پر وہ اسے اپنے اتنے قریب تکتی اس کے تنے نقوش اس کی سرسراتی آواز سنتی خوف سے کپکپاتی حواس کھونے کو ہوئی ۔

وہ نازک سی جان اتنی سختی برداشت نہیں کر پائی اور ہوش خرد سے بیگانہ ہو گئی،

جب آنکھ کھلی تو سیاہ لباس میں خود کو ایک بوسیدہ کمرے میں زمین پر پڑا پایا۔اس کے بعد تو اس پر اذیتوں کے باب کھل گئے۔

اس کے ساتھ ملازوں سے بھی زیادہ برا سلوک کیا جاتا۔بنا غلطی کے اسے مارا جاتا کبھی اس کا ہاتھ جلا دیا جاتا۔

تو کبھی سوتے ہوئے اس پر ٹھنڈا یخ پانی ڈال دیا جاتا۔اور وہ سولہ سال کی نازک سی جان ہر روز اپنے مرنے کے انتظار میں روز مر مر کر جینے لگی۔

اس دن کے بعد وہ ظالم شہزادہ ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں آیا تھا نہ اسے بلوایا۔گھر کے سارے مردوں سے اسے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

خاص کر کے اس ظالم شہزادے کی موجودگی میں تو اس کے سامنے بھی آنے سے منع کیا تھا۔

اور نافرمانی کی صورت میں اس کا چہرہ جلا دیا جائے گا۔ یہ سن کر ہی وہ خوف سے بری طرح کانپ گئی اور کبھی اپنے چہرہ گھر کے کسی مرد کے سامنے بے پردہ نہ کیا۔

اسے کھانے کے لیے بھی اپنی مرضی سے کھانا دیا جاتا یہاں تک کے وہ پانی کی ایک ایک باند کے لیے ترستی پر کسی کو اس پر رحم نہیں آتا تھا۔

پہننے کے لیے صرف سیاہ لباس اور بڑی سی سیاہ چادر جس سے وہ ہر وقت اپنا چہرہ ڈھنپے رکھتی۔

ایک پرانی ملازمہ انابی اس کے زخموں پر مرحم لگاتیں اور ساتھ ساتھ آنسو بہتیں اس چھوٹی سی پری کے درد پر اس تکلیفوں پر اسے اپنے سینے سے لگا لیتیں۔

اور وہ بے حد تکلیف میں ہوتے ہوئے بھی اس کے ممتا بھرے آغوش میں سکون سے آنکھیں موند جاتیں۔

اس اُمید سے کے شاید اب یہ آنکھیں دوبادہ اس بے رحم دنیا میں نا کھلیں اور اسے آزادی مل جائے سارے عذابوں سے۔

لیکن ہر بار وہ آنکھیں دوبارہ کھل جاتیں نئے سرے سے اذیتیں سہنے کے لیے۔

یہ سب پڑھتے ہوئے وجدان شاہ کی آنکھوں سے ایک باغی آنسو ٹوٹ کر اس کی بیرڈ میں جزب ہوا تھا ۔

وہ الگا ورق اٹھاتا اسے پڑھنے لگا ۔

وہ شاہ بیگم کے کمرے کی صفائی کر کے نکلی تھی۔ تبھی اس کی نظر وجدان شاہ نے روم کی جانب پڑی تھی ۔

جس کا ڈور آج کھلا ہوا تھا ورنہ وہ کمرہ ہر وقت بند رہتا تھا ۔

بے ساخت ہی قدم اس روم کی جانب بڑھے تھے۔وہ روم ڈور کے قریب رکھ گئی ۔

وہ پاگل بھول گئی تھی کہ اسی روم میں اٹھ ماہ پہلے اس ظالم شہزادے نے اس پر ستم ڈھایا تھا ۔

اسے خود سے محروم کرتے اسے ایک زخم سی زندگی دی تھی جس سے ہر وقت لہو رستا رہتا تھا ۔

پر وہ اپنے شاہ سائیں کی دیوانی آج بھی ہر ستم سہنے کے بعد اپنے اس ظالم شہزادے کی راہ تکتی تھی ۔

روم میں قدم رکھتے ہی نظریں سامنے لگی دیوار پر بڑی تھی دیوار گیر تصویر پر پڑی تھی جس میں وہ ظالم بلا کا حسین لگ رہا تھا ۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھے گئی یہ جانے بنا کے اس پر کیا قیامت گزرنے والی تھی اس کی اس بے خودی کے جرم میں ۔

"آئے ہائے ہائے۔۔۔ تیری اتنی جرت چاندہ رانی ۔"

پینو جس نے شاہ بیگم کے کہنے پر روم کو کھلواتی صفائی کرنے کو آئی تھی سامنے ہی چاند کو وجدان شاہ کی تصویر کو یک ٹک دیکھنے پر اسے کھانے کو دوڑی ۔

پینو کی کرخت آواز پر وہ ننھی سی جان خوف کے مارے بری طرح سے سہمی تھی ۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ میں نہیں ۔"

وہ خوف سے کانپتی نفی میں سر ہلاتی مرنے کو ہوئی تھی جیسے ۔

"چل میرے ساتھ تیرا علاج تو شاہ بیگم کریں گی ۔

وہ اس کا سختی سے بازو جھکڑتی اسے کھینچتی شاہ بیگم کے کمرے کی جانب لے جانے لگی ۔

"نن۔۔۔ نہیں خ۔۔۔خدا کے لیے۔ چھوڑیں۔"

وہ اپنا ہاتھ نکالنے کو تڑپتی تھر تھر کانپنے لگی تھی۔پینو نے اسے شاہ بیگم کے قدموں میں پھینکا تھا ۔

"اب کیا کیا اس کمبخت نے ۔"

وہ بے زاری سے بولیں تھیں ۔

"شاہ بیگم یہ کلموہی چھوٹے شاہ سائیں کے کمرے میں گھسی ان کی تصویر کو دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔اور میرے پوچھنے پر آگے سے زبان چلاتی ہے ۔"

وہ اپنے سے چار لگا کر زہر بکتی چاند کو حواس باختہ کر گئی ۔

"نن۔۔۔۔ نہیں۔"

وہ اس کے شولے برساتے تیور دیکھ خوفزدہ سی نفی میں سر ہلاتی بولی تھی ۔

"پینو اس کم ذات کہ اتنی جرت اس کی سزا ملے گی تاکہ آج کے بعد یہ اسی کوئی حرکت کرنے سے پہلے شاہ بیگم کے غضب کو یاد کر لے ۔"

وہ شعلہ برستی نظروں سے چاند کو تکتیں بولیں تھیں ۔

اور پھر چاند کو سزا دی گئی اپنے محرم کو تکنے کی شاہ بیگم نے سفاکی سے دہکتی سلاخ سے اس معصوم پری کی گردن داغ دی ۔

"سزا ملی تھی ۔"

چاند کے الفاظ اس کی سماعت میں گونجتی اسے جھنجھوڑ گئی ۔

تو یہ سزا تھی وہ جو اس کی گردن پر نشان آج بھی موجود تھا۔ تو اس کی تصویر دیکھنے پر شاہ بیگم نے اس پر سفاکی دیکھائی تھی ۔

یہ عورت اتنی فرعون کیسے ہو سکتی تھی ۔

★★★★★

وہ ماضی کے پنوں میں گھم تھا کہ سٹڈی روم کا ڈور ناک ہوا ۔

وہ تیزی سے سب سمیٹتا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا خود کو کام کرنے لگا۔ ورنہ دل جیسے تکلیف سے جیسے پھٹنے کو تھا ۔

ڈور کھولتے جیسے ہی وہ باہر آیا تھا سامنے ہی وہ وائٹ پیچ ڈریس پہنے دھلے دھلے چہرے کے ساتھ بنا دوپٹہ لیے نم بالوں کو دونوں جانب سے اگے کو ڈالے ۔

آنکھوں میں نیند کا خمار لیے وہ منہ بسورتی اپنی بانہوں وا کرتی اس وقت شاید لاڈ اٹھانے کے موڈ میں تھی ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے نرمی سے اپنی چاند کو اپنی بانہوں میں اٹھائے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

شاید وہ نماز پڑھ چکی تھی ۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے نم بال تکیے پر ڈالتا ایک بار پھر سے اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنا ڈریس لیے واش روم میں گھس گیا ۔

کچھ ہی دیر میں فریش ہوتا باہر آیا تھا۔چاند یک ٹک اسے دیکھے گئی جو اس وقت سفید شلوار قمیض پہنے سر پر ٹوپی رکھے۔پر نور سا لگ رہا تھا ۔

وہ ساحر نماز ادا کرنے لگا اور وہ بنا پلک جھپکے یک ٹک اسے دیکھے گئی ۔

وہ نماز ادا کرتا دعا کے لیے ہاتھ بلند کر گیا۔دعا طویل ہوئی تھی وہ رنجیدہ سا لگا تھا چاند کو ۔

آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی چاند کو اپنا دل ان بھوری آنکھوں میں ڈوبتہ محسوس ہوا تھا ۔

"آپ انھیں ہمیشہ خوش رکھیں گا وہ اپنے درد کسی کو نہیں دیکھاتے۔"

رات کو نور کی کہی بات اس کی سماعت میں گونجی تھی ۔

وہ دعا مانگتا اٹھتا اس کی جانب آیا تھا اس کے حسین چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے اس پر پھونک ماری تھی جس پر وہ کھکھلاتی ہنسی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس مسکراہٹ کو اپنے دل میں اتارا تھا۔ وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا

مصلہ اٹھائے ڈریسنگ روم میں گھس گیا تھا کچھ ہی پلوں میں وہ واپس سے چینج کیے باہر آیا تھا ۔

اس کے قریب دراز ہوا وہ جھٹ سے اس کے قریب ہوتی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ وجدان شاہ نے اسے خود میں بھینچا تھا ۔

اس کی گردن کا وہ زخم یاد آتے بنا اسے محسوس کروائے نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتے اس کی گردن سے بال ہٹائے ۔

وہ نشان اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ وہ نازک جان اپنے سائیں کے لمس پر لرزتی آنکھوں موند گئی ۔

بنا جانے کہ آج وہ کسی اذیت میں تھا۔ وہ بے حد ملائمت سے اس جلے کے نشان پر جھکا تھا ۔

وہ اس کے دہکتے لبوں کے لمس پر اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی اس کا شافی لمس خود میں جزب ہوتا محسوس کرنے لگی ۔

جو ایک ہی جگہ بار بار بوسے دیتا اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

"سائیں ۔"

وہ اس کے شانے دبوچتی لرزتی آواز میں پکار گئی۔ جس کے انداز سے اسے کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہو رہا تھا اب ۔

جی جان سائیں ۔"

وہ اب بھی بنار کے اس کے زخم پر مرہم کرتا اسے لرزنے پر مجبور کیے ہوئے تھا اس لی مدھم سی آواز اس کی سماعت میں پڑتے ہی مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

"کک۔۔۔کچھ ہوا ہے کیا ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے مدھم آواز میں دریافت کر رہی تھی ۔

"جی ہوا ہے ۔"

وہ اس کی گردن کی ابھری ہڈی کو اپنے لبوں میں دباتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔وہ تڑپ اٹھی تھی اس کی جانب لیوا حرکت پر ۔

"کک۔۔۔کیا ۔"

وہ بمشکل بولی تھی ۔

"عشق،الفت و جنونیت،آتشِ دیوانگی سب کچھ ہو گیا ہے اپنے چاند سے۔ جس نے وجدان شاہ کو بے حد بے قرار و بے چین کر رکھا ہے۔نہ خود چین سے رہتا نہ اپنے چاند کو رہنے دینا چاہتا ہے ۔"

وہ دیوانگی و وارفتگی سے بولتا اس کے سرخ ہوتے عارضوں کو اپنے لمس سے مہکاتے وہ اس کے گلابی رخسار چومنے لگا تھا ۔

کچھ وہ اس کی جان لیوا باتوں تو کچھ اس کے لمس کی شدت سے بری طرح سے کپکپاتی سر تا پاؤں سرخ ہونے لگی تھی ۔

"اب کیا کیا جائے کوئی تو حل نکالیں میرے سرکار اپنے اس دیوانے کی بے چینی و بے قراری کا ۔"

وہ نرمی سے اس کے نازک سے وجود کو اپنے حصار میں لیے اس کی سماعت میں سحر گھولتی سرگوشیاں کرتا سوال گو تھا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کے لمس کی نرمیاں تو کبھی شدتیں برداشت کرنے لگی جو مدھوش سا اس کی شہ رگ پر جھکتا اپنا لمس چھوڑنے لگا تھا ۔

وہ اس کی مونچھوں کی چبھن اور لمس کی آگن سے بری طرح سلگی تھی ۔۔

"میں جواب کا منتظر ہوں میرے سرکار ۔"

وہ اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں میں دبائے دلفریب سرگوشی میں بولا تھا۔ چاند کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

"سس۔۔۔ سائیں میں۔۔۔ نہیں جانتی۔۔ آہہ سائیں۔"

وہ جو پہلے ہی بمشکل بول رہی تھی اس کے لمس کی شدت اپنے دل کے مقام پر محسوس کرتی تڑپی تھی۔

جو جنونیت ہوتا اس کی ہر دھک دھک پر لمس چھوڑتا پر شدت ہوتا اس کی جان نکالنے لگا تھا ۔

اپنے وجود کی بغاوت پر اس نازک سی پری کی آنکھوں نم ہونے لگیں تھیں

وجدان شاہ نے اپنی خمار کی سرخیاں بکھیرتیں آنکھوں سے اس چاندنی سے وجود کی مالک اپسرا کو دیکھا تھا جو نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی ۔

نازک سے لب بری طرح سے کپکپا رہے تھے وجود کا سارا خون جیسے نچوڑ کر چہرے پر آ گیا تھا ۔

"آئی لو یو جان سائیں ۔"

اس کے شانے سے شرٹ ہٹاتے وہاں اپنا لمس چھوڑتا الفت و دلفریبی سے بولتا چاند کو ایک نمبر کا چال باز انسان لگا ۔

جو اس کی کمزوری پر ہاتھ رکھتا اپنے مطلب پر اتر آیا تھا ۔

"آئی لو یو میرے چاند ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا وہ پسپائی سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی بمشکل اپنی بوجھل ہوتی سرمئی کانچ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"پھر سس۔۔۔سے کہیں نن۔۔نہ سائیں ۔"

وہ دل کے ہاتھوں مجبور بار بار یہ الفاظ سننا چاہتی تھی تبھی التجا کی گئی تھی ۔

وجدان شاہ اس کی سنتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا اس کا پور پور سلگانے لگا تھا ۔

شاید وہ اپنا رات کا بدلہ لے رہا تھا ۔

جب وہ اسے بری طرح سے بہکاتی خود سوتی بن گئی تھی ۔

"پپ۔۔۔۔پلیز سائیں ۔"

وہ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتی مدھم آواز میں بولی تھی۔وہ اڈکٹ ہو گئی تھی اس سے بار بار اپنے لیے محبت محبت سننے کی ۔

وجدان شاہ اس کا مومی ہاتھ اپنے چہرے پر محسوس کرتا مدہوش ہوتا اس کا ہاتھ وہیں تھامتا اپنے لبوں سے لگا گیا ۔

شدت آمیزی سے اس کی ہتھیلی کو بار بار چومنے لگا ۔

چاند کو اپنے وجود میں برقی لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں دل میں جیسے طغیانی سی اتر آئی تھی ۔

"آئی لو یو جانِ وجدان ۔"

وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا دلکش چہرے اوپر کو اٹھاتا اپنے قریب تر کرتا جنونیت سے بولتا اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں کی نازکی چنتا عملی اظہار بھی کرنے لگا تھا۔

بے حد نرمی و ملائمت سے اس کے لمس کی ہر سلوٹ کو سنوارتا وہ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

نرمی آہستہ آہستہ کچھ شدت کا روپ دھارنے لگی تھی اس کی سانسوں کی خوشبو پوری شدت و دیوانگی سے خود میں منتقل کرتا چاند کو قیامتوں کے زیر اثر کرنے لگا تھا ۔

وہ نازک سی پری اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

سانسوں کی تنگی پر جان نکلنے لگی تھی پر وہ ظالم بنا اس کی نازک جان کو اپنی جنونیت بھری جنبش میں لیے آج اس کی جان ہی تو نکال رہا تھا ۔

اسے بے جان سا محسوس کرتا کچھ ہی پل میں وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا

وہ جو پہلے ہی سانسوں کی کمی پر نیم جان سی ہو رہی تھی اپنے سائیں کی گہری گہری سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی سلگنے لگی تھی ۔

"سو جائیں میرے چاند۔۔۔اپنی بے چینیوں کا حساب میں آپ سے رات کو اچھے سے لینے کا ارادہ رکھتا ہوں ابھی آپ کو ایک بھرپور نیند کی ضرورت ہے ۔"

وہ اس کی نم پیشانی پر لب رکھتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا ۔

جس پر وہ آنکھیں میچتی گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پر چھپتی آنکھیں موندے گئی ۔

★★★★★

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بال ڈرئے کر رہی تھی اپنی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اس شخص کی جنون خیزیوں کے نشانات دیکھ وہ جھرجھری سی لی کل رات کی پوری واردات آنکھوں کے سامنے عود آئی تھی ۔

وہ فنگشن سے واپس گھر آ گئے تھے وہ منہ بسورتی روم میں داخل ہوئی تھی۔

تبھی وہ جو کب سے خود پر ضبط کیے بیٹھا ایکدم سے سے کھنچ دروازے سے لگاتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا آیا ۔

اس افتاد پر انا کی سبز جھیل سی آنکھیں پھٹ پڑیں ۔

ایک ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس کی نازک سی شاخ گلاب سی کمر کو جکڑے پوری شدت سے اس کی سانسیں کھینچتا ان کی مہک خود میں جزب کرنے لگا ۔

وہ تڑپتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔ جس کے جنونی انداز سے وہ بری طرح سے سہمی تھی ۔

تنگ پڑتی سانسوں پر وہ بری طرح سے مچلتی تھی ۔

جس پر وہ رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا کچھ پل کو دور ہوا تھا ابھی وہ نازک جان ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پائی تھی کہ وہ ظالم بنا پھر سے اس کی سانسوں کو اپنا قیدی بناتا ۔

یونہی اپنی بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

انا کو لگا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہے۔ پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہونے لگیں تھیں ۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اپنی دیوانگی وار فتگیاں لٹاتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

اپنے وجود کی عجیب سی کیفیت پر وہ اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی آنکھیں میچ گئی ۔

کچھ ہی پل میں وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھال گیا ۔

انانے حیا سے رخ موڑتے چہرہ تکیے میں چھپایا تھا۔ حدید خان کے لب مسکرائے تھے اس دلفریب شرم وحیا پر ۔

وہ ہاتھ بڑھاتا اس کے وجود سے اپر اتار کر دور اچھال گیا اس کی حرکت پر وہ بوکھلائی تھی ۔

جبکہ وہ مدہوش ہوتا اس کی پشت سے بالوں کو سمیٹتے ڈوریوں کو کھینچ کر نکالتا اس کی کمر کے خم و پیچ پر فدا ہوتا جھکا تھا ۔

وہ اس ظالم کے سلگتے لمس کو اپنی پشت پر جا بجا محسوس کرتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی ۔

جب بات حد سے بڑھنے لگی تو وہ مڑتی اس کے سینے میں چھپی تھی۔دل میں ہوتی اتھل پتھل پر وہ بری طرح سے خوفزدہ ہونے لگی تھی ۔

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس کی تھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا اپنے دانت گھاڑتا گیا ۔

وہ سسکتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ تو کسی دیو کی مانند اس سے چمٹ گیا تھا ۔

"خ۔۔۔خان اٹس ہرٹنگ ۔"

وہ نم لہجے میں بولی تھی جس پر وہ اس کی نم آنکھوں پر جھکتا ان پر اپنا لمس چھوڑتا انھیں بوجھل کر گیا ۔

پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا پر اب دور جانا بھی مشکل تھا تبھی اس کی پشت پر اپنی انگلیاں پیوست کرتی آنکھیں موند گئی ۔

جبکہ وہ اس کی خود سپردگی پر شیر ہوتا ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتا اس پر جھکتا چلا گیا ۔

"کہاں گم ہے میرا دلبر ۔"

وہ جو کل رات میں گم تھی حدید خان نے اسے پیچھے سے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے پیٹ پر اپنے ہاتھ کستے اس کے شانے پر لب رکھتے دلکشی سے دریافت کیا تھا ۔

وہ حواس میں آتی ایکدم سے سرخ گلاب بنتی پلکیں جھکا گئی ۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی گستاخی کرتا اس کا فون رنگ ہوا تھا وہ فون نکالتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ اپنا بکھرا تنفس سنبھالتی اپنا ڈریس نکالنے لگی جو اس نے رات کو پہننا تھا ساتھ ہی خان کا بھی ڈریس نکالتے بھیگ میں رکھا کیونکہ وہ واپس حویلی کے لیے نکلنے والے تھے ۔

★★★★★

مہندی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں وہ شاہ بیگم کا روم روم سلگ رہا تھا ۔

وہ جیسے ہی واش روم سے منہ دھو کر باہر نکلیں سامنے ہی وجدان شاہ کو اپنے کمرے میں اپنی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے دیکھ انھیں نے اپنا حلق تر کیا ۔

"وجدان تم میرے کمرے میں کیسے آنا ہوا ۔"

وہ بری طرح سے گھبرائیں تھیں وجدان شاہ کی اچانک آمد پر۔ تبھی اپنے لہجہ خطالا مکانی طور پر مظبوط اور خوشامدر کھا تھا ۔

"ہمم۔۔۔کیوں کیا آپ نے چاند کے ساتھ ایسا ۔"

وہ برائے راست اس کی آنکھوں میں تکتا ترشی سے بولا تھا ۔

"کیا مطلب ہے تمھارا ۔"

وہ سمجھیں نہیں تھیں وہ کس بارے میں بات کر رہا تھا شاید انھیں اپنی بے رحمیاں بھولنے لگیں تھیں ۔

"مجھے اپنی بات دھرانا پسند نہیں شاہ بیگم ۔"

وہ کرختگی سے بولا تھا۔وہ ایک دم بوکھلائیں ۔

"وہ میرے بیٹے تمھارے چچا کے قاتلوں کی بیٹی ہے ۔"

وہ زہر خندہ لہجے میں بولیں تھیں ۔

"ٹھیک کہا وہ آپ کا بیٹا تھا تبھی آپ ساتھا۔اگر وہ میرے دادا سائیں سا ہوتا تو یوں کبھی مارا نہ جاتا ۔

اور میرے چچا سائیں صرف ایک ہی ہیں جن کا نام زمان شاہ ہے۔اس کے علاوہ اکرام شاہ سے میرا کوئی تعلق نہیں جیسے دوسروں کی بہن بیٹیوں کی عزت کا خیال تھا نہ خاندان کی عزت کی پاسداری ۔۔"

وہ ہنوز کرختگی سے بولتا شاہ بیگم کے وجود میں انگارے بھڑکا گیا ۔

"اپنی زبان کو لگام دو وجدان شاہ ورنہ مجھ سے برا ہوئی نہ ہو گا ۔"

وہ اپنے لاڈلے بیٹے کے خلاف ایک لفظ سننے کی روادار نہ تھی ۔

"شاہ بیگم آپ تو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہیں جیسے آپ کو تو کچھ عمل ہی نہیں اپنے اس مردود بیٹے کے کرتوتوں کا ۔

آپ ہی کی شے پر تو وہ غریب لوگوں کی بہن بیٹیوں کی عزت سے کھلتا تھا نہ ۔

اور آپ کے خوف سے وہ لوگ یا تو اپنی ان بدنصیب بیٹیوں کو زہر دے دیتے یا زندہ لاش بنا کر کمروں کی چار دیواروں میں قید کر دیتے ۔"

تف ہے شاہ بیگم آپ پر تف ہے کیسی ماں تھیں آپ آپ تو اپنی ہی اولاد کی دشمن نکلیں سوتیلی کی کیا بنتیں ۔"

وہ سرد لہجے میں بولتا ان کی بولتی بند کروا گیا یا یوں کہا جائے کہ آئنیہ دیکھا رہا تھا پر شاہ بیگم ان عورتوں میں سے نہ تھیں جو عبرت حاصل کرتیں ۔

وہ تو صدا گردن اونچی کر کے چلنے والوں میں سے تھیں اور اپنی غلطی تو انھیں نے تسلیم کرنا سیکھا ہی نہ تھا ۔

"جاؤ یہاں سے مجھے تمھاری کوئی بکواس نہیں سننی وجدان شاہ ۔"

وہ پھنکاریں تھیں وجدان شاہ کے لب استہزائیہ انداز میں مسکرائے تھے ۔

کیونکہ آج وہ اس ڈائن عورت کو ہمیشہ کے لیے عبرت ناک سزا سنانے والا تھا ۔

"ایمی ۔۔"

اس نے ایمی کو پکارا جس پر شاہ بیگم کا دل بری طرح سے کپکپایا تھا ۔

وہ فوراً حاضر ہوئی تھی ۔

"شاہ بیگم کے کمرے سے ان کے تمام لباس اٹھالو اور وہ تمام لباس یہاں لاؤ جو حاص ان کے لیے تیار کروائے ہیں ۔"

وہ تحکم بھرے انداز میں بڑے سکون سے بولا تھا۔ شاہ بیگم نے خیرانی سے اس کی بات سنی تھی ۔

وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

وجدان شاہ کے حکم پر عمل کرتے ایمی نے تمام لباس اٹھا کر ایک بڑے سے اٹیچی کیس میں ڈالے تھے ۔

"وجدان شاہ یہ تم کیا کر رہے ہو یہ کس قسم کی گستاخی ہے ۔"

ان کے دل میں دھڑکا لگا تھا نہ جانے یہ لڑکا کا سوچے بیٹھا تھا ۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے شاہ بیگم مجھے اور بھی بہت سے لوگوں کے حساب چکانے ہے تو سوچا شروعات کیوں نہ گھر سے ہی کی جائے۔

اس لیے میرے دماغ کو پر سکون ہی رہنے دیجئے آپ کی تیز آواز میرے دماغ کی کلیں ہلا رہی ہے۔جو صرف اور صرف میرے قہر کو ہوا دے رہی ہے ۔"

وہ آنکھوں میں قہر لیے سرد لہجے میں بولا تھا وہ ایک پل کو خوف زدہ ہوئیں تھیں ۔

ایمی ایک بار پھر سے واپس آئی تھی اب کے اس کے ہاتھ میں تین جوڑے تھے اور تینوں ہی سیاہ تھے ۔

وہ آنکھیں پھاڑے خیرانی سے دیکھ رہیں تھیں۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"آج سے یہی لباس آپ زیب تن کیا کریں گی ویسے بھی آپ رنگوں کا کیا کریں گی آپ کے سہاگ تو بہت سال پہلے ہی اس دنیا جا چکے ہیں تو آپ کو کوئی مسلہ نہیں ہو گا انھیں پہننے میں ۔"

وہ لاپروائی سے بولتا انھیں زلزلوں کی زد میں کر گیا ۔

"میں ایسے لباس نہیں پہنتی تمھاری ہمت کیسے ہوئی ایسا کرنے کی ۔"

وہ جو ہمیشہ مخملی اور قیمتی لباس پہنے کی عادی تھی عام اور نہایت ہی سادہ اور سیاہ لباس دیکھ کر پاگل ہوا ٹھیں تھیں ۔

کیونکہ انھیں سیاہ رنگ سے سخت نفرت تھی ۔

"شش۔۔۔میں نے کہا آواز تیز نہیں ہونی چاہیے میرا چاند ڈر سکتا ہے کیونکہ وہ میرا معصوم سا چاند بلکل بھی نہیں جانتا ۔

اس کے سائیں کو بس تھوڑا سا غصہ بھی آتا ہے اور اسی غصے میں وہ اپنے دشمنوں کو بہت بے درد موت دیتا ہے ۔"

سرسراتے لہجے میں بولتا اپنی جیب سے انجیکشن نکالتا اسے بھرنے لگا۔ شاہ بیگم اس کی سنکی کی حرکتیں دیکھ خوف کے مارے تھر تھر کانپنے لگیں ۔

لیکن انجیکشن بھرتے دیکھ ان کی آنکھوں پھٹ پڑیں۔ خوف کے مارے زبان کنگ ہوئی ۔

کیا وہ زہر کا انجکشن تھا جو وہ اسے دے کر مارنے والا تھا ۔

"آہ۔۔۔ کیا آپ یہ سوچ رہی ہیں یہ زیر کا انجکشن ہے ۔"

وہ ان کی سوچ تک پہنچتا معصومیت سے بولا تھا جو وہ قطعی نہیں تھا ۔

شاہ بیگم کے حلق میں آواز جیسے ناپید ہو گئی تھی ۔

" بلکل بھی نہیں ہے یہ زہر۔۔۔ارے کیا میں اپنی زہریلی دادی بیگم کو زہر دے کر مارو گا کیا۔اب اتنا برا سمجھ لیا ہے کیا آپ نے اپنے پوتے کو ۔"

وہ ہنوز انداز میں بولتا انجکشن لیے ان کی جانب بڑھا تھا جس پر وہ نفی میں سر ہلاتیں پیچھے کو ہونے لگیں ۔

"اس سے بلکل بھی آپ کو تکلیف نہیں ہو گی بس اس انجکشن کے آپ کی رگوں میں سرائیت کرتے ہی دو منٹ میں پہلے آپ کی زبان مفلوج ہو گی پھر آپ کا وجود آہستہ آہستہ مفلوج ہو جائے گا ۔

لیکن آپ مریں گی بلکل نہیں سب دیکھ سکیں گی سن سکیں گی لیکن بول نہیں سکیں گی نہ ہی حرکت کر سکیں گی ۔"

وہ پر سکون انداز میں بولتا شاہ بیگم پر موت سا سکتہ طاری کر گیا ۔

"نن۔۔۔ نہیں تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ۔"

وہ مر مر کر جینے کے خوف سے کانپتی بولیں تھیں ۔

وجدان شاہ نے ایمی کو اشارہ کیا تھا جس پر وہ فوراً انھیں جکڑ گئی ۔

"کوئی بات نہیں میں ایسا کر کے آپ کو یقین دلا دیتا ہوں پیاری زہریلی دادی بیگم ۔"

وہ انجکشن ان کی گردن میں گھاڑتا دانت پیستے بولا تھا شاہ بیگم درد و تکلیف سے چلا بھی نہ سکیں ۔

"یہ سزا ہے آپ کی شاہ بیگم میری مما کو تکلیف دے موت دینے کے لیے ۔۔میرے چاند کو پل پل مارنے کے لیے ۔

میں آپ کو موت نہیں دوں گا نہ ہی اتنی جلدی مرنے دوں گا آپ زندہ رہیں گی اور اور کو پل پل دیمک زدہ ہوتا محسوس کر آپ زور زور مریں گی ۔"

وہ ان کی آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھیں گھاڑے وحشت زدہ لہجے میں بولا تھا ۔

"وجح۔۔۔وجد۔۔۔ان۔۔۔مم۔۔مجھے۔۔۔بب۔۔۔بچ۔"

وہ اس سے زیادہ بولی ہی نہیں پائیں تھیں زبان ہلنے سے انکاری ہوئی تھی ۔

"آپ کو بچالوں۔۔۔ سوچنے کو خیال اچھا ہے۔ چلیں اب آرام سے آنکھیں بن کر کے سو جائیں۔ کیونکہ آج آپ کے پوتوں کی مہندی ہے۔ اگر کوئی بدمزگی ہوئی تو اچھا تھوڑی نہ لگے تھا۔ سو جائیں شاباش۔۔۔"

وہ آہستہ سے ان بیڈ پر دھکیلتا ان پر کمفرٹر کرتا ان کے بالوں میں انگلیاں چلاتا عجیب سرسراتے لہجے میں بولا تھا ۔

"ایمی تم ان کا اچھے سے خیال رکھو گی یہ مرنے نہیں چاہیے وہ کیا ہے نہ میرے چاند کو تم پسند نہیں آئی اسے اپنی جین لیلی اور ٹینا آپی ہی پسند ہیں.

تو یہ خادم ان کے خلاف تو نہیں جا سکتا نہ۔اس لیے تم ان کے پاس نہیں جا سکتی

۔

وہ ایمی سے بولا تھا شاہ بیگم کی آنکھوں خوف سے بڑی ہوئیں تھیں۔وہ بولنے کی کوشش کرتیں غنودگی میں جانے لگیں ۔

ایمی نے سپاٹ انداز میں اپنے بوس کو دیکھا تھا جو دہری شخصیت کا مالک لگا تھا اسے ۔

★★★★★

ہر طرف خوشیوں کا ماحول تھا لیکن آج فنگشن ایک ساتھ ہی رکھا گیا تھا ۔

لون میں خوبصورت سی سجاوٹ کی گئی تھی۔دو خوبصورت سے جھولے رکھے گئے تھے جہاں دلہا اور دلہن بیٹھنے والے تھے ۔

دوسری جانب واجد ملک اپنے بیٹے کا بدلہ لینے کو پھن پھیلائے بیٹھا تھا اور اس سے اچھا موقع اسے کبھی نہ ملتا تبھی اس نے شاہ حویلی کے ایک گاڈ کو خرید لیا تھا ۔

بس اب انتظار میں تھا کہ کب اسے وجدان شاہ کی سب سے بڑی خوشی کی موت کی خبر آئے ۔

کیونکہ وجدان شاہ کے پاکستان میں ہونی کی خبر پر وہ سمجھ گیا تھا کہ وجدان شاہ نے ہی اس کے بیٹے پر حملہ کروایا تھا یا خود کیا تھا ۔

"وجدان شاہ میں تم سے تمھاری سب سے بڑی خوشی چھین لوں گا۔ تم نے میرے بیٹے کو تکلیف دی ہے میں تمھاری زندگی کی دھجیاں بکھیر دوں گا ۔"

وہ سرخ آنکھیں باسط ملک پر ٹکائے (جس کے زخم کافی گہرے ہونے کی وجہ سے ابھی تک نہیں بھرے تھے) دل ہی دل میں وجدان شاہ سے مخاطب تھا۔

"یاسر ۔"

واجد ملک نے اپنے حاص آدمی بشر کے بھائی کو بلایا تھا جو باسط ملک کے ساتھ رہتا تھا اب ۔

"جی ملک سائیں ۔"

وہ سر جھکائے بولا تھا ۔

"طیفے سے کہہ آج ہی کام ہو جانا چاہیے میں کل کا انتظار نہیں کر سکتا مجھے آج ہی اس شاہ حویلی میں ماتم چاہیے ۔"

وہ سرد لہجے میں بولا تھا جس پر سر کو خم دیتا اس کی بات پر عمل کرنے کو نکل گیا ۔

★★★★★

وجدان شاہ اور زوار شاہ ایک سی سفید شلوار قمیض زیب تن کیے گلے میں سرخ رنگ کے پرنے ڈالے بالوں کو رف سے انداز میں پیشانی پر بکھرے آنکھوں میں شوق کا جہاں آباد کیے اپنی دلہنوں کے انتظار میں تھے ۔

جنہوں نے ان کے سونے پہلو آباد کرنے تھے۔اور انھیں زیادہ انتظار کرنا بھی نہیں پڑا تھا جب وہ دونوں پریاں پریوں کے دیس سے اترتیں رابعہ بیگم ،انا اور لڑکیوں کے ہمراہ چلتیں آرہیں تھی ۔

وجدان شاہ نے تو سانسوں کی روانی تک کو ساکت کر لیا تھا کہیں اس کے ذرہ سے دھیان بھٹکانے پر وہ اس منظر سے ایک پل کو بھی محروم نہ ہو جائے ۔

اس کا نازک سا چاند کسی افسانوی کہانیوں کی پری ہی تو لگ رہا تھا ۔

"ماشاءاللہ ۔"

یہ اختیار اس کے لبوں سے برآمد ہوا تھا ۔

ییلو کلر کی کرتی پہنے جو اس کی برف سی دودھیا رنگت پر بے انتہا کھل رہی تھی

سبز لہنگا پہنے سر پر پیچ دوپٹہ اوڑھے۔

سیاہ گھٹاؤں سے بالوں میں کرل ڈالے دونوں طرف سے اگے کو ڈال رکھا تھا آنکھیں کسی بھی قسم کی آرائش سے پاک تھیں بس گلاب سے ہونٹوں پر لائٹ شائنی سا گلوز لگائے گیا تھا۔

رخساروں پر ہلکا پھلکا بلش آن کیا گیا تھا پھولوں کا زیورات زیب تن کیے ہاتھوں میں بھر بھر کر مہندی لگائے وہ اتنی سی تیاری میں بھی وجدان شاہ کے ہوش اڑ رہی تھی ۔

دوسری جانب زوار شاہ کی دیوانگی بھی کچھ کم نہ تھی۔وہ یک ٹک سا اس نازک سی گڑیا کا من موہنا روپ تکتا مزید پاگل ہوا تھا ۔

پنک اور اورنج اور یلو شرارہ پہنے شہد بالوں کو ہلکا ہلکا کرل کیے دونوں سائیڈوں سے ہلکا سا پن اپ کیے ۔

شہد رنگ آنکھوں کو ہلکا سا گولڈن شائنی کیے۔ باقی کسی بھی رنگ سے پاک لبوں پر پیچ گلوز لگائے گلاب اور موتیے کے پھولوں کا زیورات زیب تن کیے دونوں ہاتھوں پر بھر بھر کے مہندی لگائے اتنی پیاری لگ رہی تھی۔

کہ زوار کو اپنا دل اپنے اختیار سے اٹھتا محسوس ہو رہا تھا وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں ہر منظر سے غافل بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ہوش تو تب آیا جب وہ نازک سے وجود ان کے پہلو میں آباد ہوئے ۔

وہ دونوں ان دیوانوں کی نظروں سے بری طرح سے کپکپاتی سخت گھبراہٹ کا شکار تھیں ۔

"میرے چاندر یلیکس یار اتنا پینک کیوں کر رہی ہیں ۔"

وہ چاند کو اپنے نازک سے ہاتھ مسلسل مسلتے دیکھ نرمی سے اس کا ایک ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا نرمی والفت سے بولا تھا ۔

جس پر وہ چاند کی پلکیں لرزتیں جھکیں تھی۔وجدان شاہ کو سمجھ نہیں آتا تھا وہ اس سے اتنا شرماتی گھبراتی کیوں تھی ۔

اپنی قربت میں وہ اسے بس چند پل ہی اپنا عادی کر پاتا تھا اور پھر ہر دفع وہ پہلی بار ہی کی طرح اس سے گھبراتی شرماتی اور گریز پا ہوتی تھی ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

وہ سب کے سامنے اس کے ہاتھ تھامتے پر لرزی تھی اسے لگا جیسے سب لوگ انھیں ہی دیکھے رہے ہیں ۔

"جی سائیں کے چاند ۔"

ہمیشہ کی طرح کا وہی دلفریب لو دیتا انداز۔ وہ دھڑکتے دل کو سنبھالتی ہلکان ہوئی

۔

"سس۔۔۔سب دیکھ رہے ۔"

وہ بمشکل بولی تھی جس پر وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"دیکھنے دیں۔آپ مجھے دیکھیں نہ بس ۔"

وہ جیسے التجا کر رہا تھا چاند نے اس کی التجا پر بے ساخت اپنی بھاری ہوتی پلکیں اٹھا کر اپنی سرمائی کانچ سی آنکھوں سے اس ساحر کی جانب دیکھا تھا ۔

قادر نے اس دلفریب منظر کو کیمرے کی آنکھ میں قید کیا تھا ۔

اور وجدان شاہ کا دل تو جیسے چاند وجدان شاہ کی آنکھوں کا ہی قیدی بن کر رہ گیا تھا ۔

کیا اتنی دلفریب اور دلکش آنکھیں بھی دنیا میں کسی کی تھیں جتنی اس کے اس نازک سے یار کی تھیں ۔

گم تو وہ بھی ہوئی تھی اس یونانی دیوتا سے ساحر کی شہد رنگ آنکھوں میں اپنے لیے دیوانگی و وارفتگی کے دلکش رنگ دیکھ کر ۔

کیا کوئی وجدان شاہ سی محبت کر سکتا تھا ؟

کیا کوئی وجدان شاہ سا چاند کو چاہ سکتا تھا ؟

"آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے میرے پاس ۔"

وہ ارد گرد کی پروا کیے بنا اس کا ہاتھ اپنے لبوں لگاتا مدھم سا مسکراتا بولا تھا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچنے لگی جیسے ارد گرد کا ہوش ہی نہیں تھا ۔

"کک۔۔۔کیا ۔"

بمشکل دریافت کیا تھا کیونکہ جاننا بھی تو تھا نہ کہ کیا سرپرائز تھا کیونکہ جب بھی وجدان شاہ کی طرف سے اسے سرپرائز ملا تھا انتہائی خوبصورت ملا تھا ۔

"تھوڑا سا صبر کریں کچھ ہی دیر میں آپ کا سرپرائز آپ کے سامنے ہو گا ۔"

انتظار کے نام پر وہ منہ بسور گئی۔وہ جانتا تھا اپنے چاند کو اچھے سے۔وہ اس معاملے میں ذرہ بے صبرا سا تھا ۔

"شش۔۔۔شاہ سامنے دیکھیں نہ ۔"

وہ کب سے اس کی نظروں کی تپش سے گھبراتے ہوئے لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"میرے دل اب یہ تو ستم ہوا اپنے شاہ پر میری جان ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس حسین پری کو تکتے دلفریب انداز میں بولا تھا ۔

"سب دد۔۔۔دیکھ رہے ہیں۔"

نور نے اسے ہوش دلوانا چاہا جو کسی طور ممکن ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا ۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہیں میرے دل۔۔شاہ قربان جائے اس دلکشی پر

۔"

وہ پورا اس کی جانب مڑا مجنونانہ سرگوشی میں بولا تھا نور کی ہتھیلیاں نم ہونے لگیں تھیں اس کے لہجے کی شدت سے ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز سس۔۔۔سامنے دیکھے نہ ۔"

وہ اس کے سب کے سامنے خود کو دیکھنے پر اب روہنسا ہوئی تھی ۔

"دل چاہ رہا ہے ابھی آپ کو اٹھا کر یہاں سے غائب ہو جاؤں میرے دل سائیں ۔"

وہ ہاتھ پیچھے لے جاتا اس کی نازک لچکیلی ڈال سی کمر کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے سہلاتا اس کی جان ہوا کر گیا ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز ۔"

وہ اس کی دہکتی انگلیوں کا لمس اپنی کمر کے پیچ و خم محسوس کرتی جھل تھل ہوئی تھی ۔

تبھی رابعہ بیگم مسکراتیں ان کی جانب آئیں تھیں ۔

اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ساتھ بیٹیوں کی بھی نظر اتارتے پیسے قادر کو پکڑائے تھے تاکہ وہ تمام ملازمین کو بانٹ کر دے دے ۔

"خدا میرے بیٹوں کو دنیا کی تمام خوشیوں سے نوازے ۔"

وہ دعا دیتیں مہندی لگانے کی رسم شروع کرنے لگیں

"وجدان شاہ کے چاند کو خدا ہر نظر بد سے بچائے اور اس کے سائیں کو ہمیشہ یونہی اس کے لیے پاگل رکھے ۔"

وہ اسے مہندی لگاتیں شریر سے انداز میں دعا دیتیں اسے حیا زدہ کر گئیں تھیں۔ اسے شرم سے سرخ پڑتا دیکھ وجدان شاہ نے مسکراتے رابعہ بیگم کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

"ماں یہ بھی تو کہیں نہ خدا انھیں وجی بھائی سا پیارا سا شہزادہ دے ۔"

انا یوسف نے انٹری مارتے آنکھیں پٹپٹاتے کہا تھا اس کی بات پر جہاں سب مسکرائے تھے وہیں حدید خان کے لب معنی خیز انداز میں مسکرائے تھے ۔

جبکہ چاند کی گردن حیا سے مزید جھک گئی تھی۔ جس پر وہ مسکراتیں چاند کی پیشانی چوم گئی ۔

"میرا پیارا سا شہزادہ ۔"

وہ زوار شاہ کو مہندی لگاتے نم آنکھوں سے بولیں تھیں۔ زوار شاہ نے مسکراتے اس کے ہاتھ چومتے اپنے لبوں سے لگائے تھے ۔

"میری زندگی کا سب سے خوبصورت اور معصوم سا تحفہ تمھیں سونپ رہی ہوں میری جان ۔"

وہ نور کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتیں بمشکل اپنے لہجے کو مظبوط رکھ پائیں تھیں ۔

"اور میں ہمیشہ اس تحفے کو سر آنکھوں پر رکھو کا میری پیاری ماں ۔"

وہ محبت والفت لہجے میں سموئے اپنے دل کو دیکھتا گویا ہوا تھا ۔

نور نے اپنی لرزتی پلکیں عارضوں پر گرائیں تھیں ۔

★★★★★

شاہ بیگم کی غیر موجودگی کو سب ہی نے محسوس کیا تھا لیکن رابعہ بیگم نے یہ کہہ کر سب کو ٹال دیا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔

کیونکہ ان کے مطابق اگر وہ باہر آنا نہیں چاہتیں تھیں تو وہ سب انھیں فورس نہیں کر سکتے تھے ۔

مہندی کی رسم اختتام کو پہنچی تھی۔زوار شاہ نور کو اپنے ساتھ چپکے سے بیک سائیڈ بنے پول سائٹ پر لے آیا تھا ۔

وہ دونوں پول کے پانی میں پاؤں ڈالے پر سکون انداز میں بیٹھے ہوئے تھے ۔

نورزوار شاہ کے شانے پر سر ٹکائے پول کے پانی میں نظر آتے چاند کو تکتی مدھم سا مسکرا رہی تھی ۔

اسے شروع سے ہی چاند انتہائی پسند تھا۔ زوار شاہ اسے اتنا محو دیکھ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

جس پر وہ مسکراتی اس کے سینے پر سر رکھتی اس کی بیرڈ کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کی نرم ٹھنڈی انگلیوں کے لمس پر ۔

"شاہ ۔۔"

بڑی مدھم سی پکار تھی ۔

"جی شاہ کی جان ۔"

وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں پر لب رکھتا الفت سے بولا تھا۔ وہ پل میں سرخ ہوئی تھی ۔

"ہمیں آپ کی۔۔۔بیر ڈ پسند ہے بہت ۔"

وہ کچھ جھجکتی ہوئی اس کے گال پر ہاتھ رکھتی بولی تھی ۔

اس کی میٹھی سی تعریف پر وہ کھل کر مسکرایا تھا ۔

"اور۔۔۔اور کیا پسند ہے ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہتھلی کی اپنے لبوں سے لگا گیا۔ جس پر وہ شرمگیں سا مسکراتی سر اس کے سینے میں چھپا گئی ۔

"آں ہاں چیٹنگ نہیں۔۔۔بتائیں اور کیا کیا اچھا لگتا ہے ۔"

وہ زبردستی اسے اپنے سامنے کرتا بولا تھا ۔

"شاہ ۔"

وہ روہنسا ہوئی۔ جسے وہ بنا خاطر میں لائے آنکھیں دیکھا گیا ۔

"چلواب جلدی سے بتائیں آئی ایم ویٹنگ ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتا بے صبری سے بولا تھا ۔

"آپ کے بال پسند ہیں ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بکھرے شہد ہو تکتی اپنی پتلی پتلی مخروطی انگلیوں سے بال ہٹاتی بولی تھی ۔

زوار شاہ کو نہیں لگا تھا جو اس سے زیادہ خوبصورت کوئی اور لمحہ ہو سکتا تھا زندگی میں ۔

"اور ۔"

اس کی خواہش بڑی تھی ۔

"آپ کی یہ مغرور سی ناک جس پر ہر وقت غصہ سجائے رکھتے ہیں ۔"

وہ اس کی ناک کو ہلکا سا دباتی مسکرا کر بولی تھی زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے

اس کی نازک سی گڑیا کی معصوم سی اداؤں پر ۔

"اور ۔۔"

وہ مزید سننے کو بے صبر ہوا ۔

"آپ کی آنکھیں جب یہ ہمیں تکتی ہیں تو ۔"

وہ پر جوش سی بولتی ایکدم رکی تھی ۔

زوار شاہ کی آنکھوں لو دینے لگیں تھی اس کی ادھوری بات پر ہی ۔

"تو کیا میرے دل ۔"

وہ اسے اپنے قریب کرتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولا تھا ۔

نور کا سانس سوکھا تھا اس کی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے ۔

"تت۔۔۔تو ایسا لل۔۔۔لگتا ہے جج۔۔۔جیسے ہم اس دنیا کک۔۔۔کی سب سے خوبصورت لڑکی ہیں ۔"

وہ اس ساحر کے ہونٹوں کا دہکتا لمس اپنے کندھے پر محسوس کرتی لرزتے لہجے میں بولی تھی ۔

"وہ تو آپ ہیں میرے دل۔اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی جس نے زوار شاہ سے پاگل کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے ۔"

وہ اس کی تھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا مجنونانہ سرگوشی میں بولا تھا ۔

"مزید کہیں نہ اور کیا پیارا لگتا ہے ۔"

وہ جیسے پاگل سا ہو رہا تھا پہلی بار اپنے دل کے منہ سے اپنے لیے محبت بھرے الفاظ سنتے ۔

نور کا اب دل کپکپانے لگا تھا کیونکہ وہ اب جنونی ہونے لگا تھا ۔

"آپ کی مونچھیں بھی اچھی ہیں پپ۔۔۔پر چبتی ہیں ۔"

وہ بولتی آخر میں منہ بسور گئی زوار شاہ اس کی جان لیوا اداؤں پر دل ہارتا اس معصوم پری کا چہرہ جھکڑتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

وہ اس اچانک افتاد پر بوکھلاتی آنکھیں میچ گئی۔ وہ جنونی ہوتا اسکی ہونٹوں کی پھولوں سی نرمیوں کو اپنے اندر قید کرتا اپنی جنبشِ عشق میں لے گیا ۔

وہ اس کے پر شدت لمس پر بری طرح سے مزاحمت کرتے سختی سے آنکھیں میچ گئی۔ وہ اس کی نازک سی کمر کو سختی سے جھکڑے مجنوبانہ سا ہونے لگا تھا ۔

عجیب سی دیوانگی تھی۔ وہ سیر اب ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔ اپنی بے قراری کو پوری شدت سے اس نازک جان پر انڈھلتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا۔ وہ سانسوں کی تنگی پر بری طرح مچلی تھی ۔

دل میں جیسے بوچھال آگیا تھا۔ پورے وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

وہ کچھ پل مزید اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتے اس نازک جان پر رحم کھاتا اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔

وہ اپنا بکھرا تنفس سنبھلتی بری طرح سے کپکپا رہی تھی۔ پورے وجود میں لرزش طاری تھی۔

زوار شاہ نے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پشت کو سہلایا تھا تاکہ اسے کام کر سکے ۔

"برے ہیں آپ ۔"

سانس بحال ہونے پر وہ اسے گھورتی خفگی سے بولی تھی۔ زوار شاہ کا قہقہہ بے ساخت تھا ۔

"اوران کے بارے میں کیا حیال ہے ۔"

وہ اس کی نازک سی انگلیوں کو اپنے لبوں سے سہلاتے مخمور یت سے بولا تھا ۔

"دل چاہتا ہے کاٹ دیں ۔"

وہ دانت پیستے بولی تھی ایک بار پھر سے فضا میں زوار شاہ کا قہقہہ گھونجا تھا ۔

"او میرے معصوم سے دل۔۔۔ زوار شاہ قربان ایسی معصومیت پر ۔"

وہ الفت و وارفتگی سے بولتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

★★★★★

دوسری جانب وجدان شاہ چاند کو لیے ٹیرس پر بیٹھا تھا ۔

اس کی بانہوں کے حصار میں خاموشی سے بیٹھی چاند آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھنے میں مگن تھی اور وجدان شاہ اپنے چاند کو ۔

"اتنا بغور کیا دیکھ رہا ہے میرا چاند ۔"

وہ اس کی کنپٹی پر لب رکھتا الفت و وارفتگی سے گویا ہوا تھا ۔

"اتنا بغور کیا دیکھ رہا ہے میرا چاند ۔"

وہ اس کی کنپٹی پر لب رکھتا الفت و وارفتگی سے گویا ہوا تھا ۔

"چاند اتنا اکیلا کیوں ہے سائیں ۔"

وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی تھی۔ وجدان شاہ اس کے سوال پر لب بھینچ گیا ۔

"وہ اکیلا تو ہر گز نہیں میرے چاند اس کی چاندنی اس کے ساتھ ہے اور اس لیے بھی کہ وہ بے حد خاص ہے اسے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔

نہ کسی کی کھوکھلی چمک کی ضرورت ہے اس کے لیے اس کے سورج کی روشنی ہی کافی ہے ۔"

وہ دلفریب مدھم سرگوشی اس کی سماعت میں انڈھیلتے اسے بہت کچھ باور کرایا گیا تھا ۔

تو کیا وہ اس کا سورج تھا ۔۔

وہ اس کی جانب تکتی ایک بار پھر سے سوچوں کے بنور میں اتری تھی ۔

وجدان شاہ نے نرمی سے اس چاند کے چہرہ کو اوپر اٹھاتے اپنے مقابل کیا تھا ۔

جس کی آنکھوں کی نمی ہمشیہ اس شاہ زادے کا دل چیرتی تھیں ۔

"اپنے سائیں کی بانہوں میں آپ کو دنیاوی خیال کیونکر ڈراتے ہیں میرے خوبصورت چاند ۔"

وہ نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتا الفت و وارفتگی سے بولا تھا جس پر وہ اس کی جانب تکتی مدھم سا مسکرائی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس مدھم سی مسکراہٹ کو اپنے دل میں اتارا تھا ۔

"ایسا تو کچھ نہیں سائیں آپ بے جا فکر کرتے ہیں میں خوش ہوں بے حد ۔"

وہ اسے متمئن کرنے کو زبردستی مسکراہٹ لیے بولی تھی ورنہ دل جانے کیوں صبح سے اتنا گھبرا رہا تھا ۔

جیسے کچھ برا ہونے والا تھا ۔

"کیا ہم اندر چلیں سائیں میں تھک گئی ہوں ۔"

وہ بات بدلنے کو بولی تھی جس پر وہ چپ سا اثبات میں سر ہلا گیا ۔

وہ اندر جانے کو اٹھے تھے کے وجدان شاہ کی نظر گلاس وال پر پڑی جہاں حویلی کے سرونٹس کوارٹر کی چھت پر ایک آدمی ان کی جانب بندوں تانے کھڑا نظر آیا۔

وہ گولی چلانے کو تیار کھڑا تھا وہ مڑتا ایکدم سے چاند کو اپنی بانہوں میں بھرتا اسے اپنے سینے میں چھپا گیا ۔

آدمی کی بندوق سے نکلتا شولا وجدان شاہ کے بائیں کندھے میں جزب ہوا تھا۔ ایک جھٹکا لگا تھا پورے وجود کو پر وہ خود پر ضبط کرتا بنا چاند کو محسوس کروائے اس کی کنپٹی پر لب رکھ گیا ۔

اگر یہ گولی اس کے چاند کو لگ جاتی تو ۔۔

کتنا نازک سا تھا اس کا چاند اگر اسے کچھ ہو جاتا تو ۔

وہ گولی کی تکلیف سے زیادہ اس تکلیف سے مرنے لگا تھا ۔

چاند اس کے اچانک گلے لگانے اور خود میں بھینچنے پر حیران ہوئی تھی۔ وجدان شاہ کے وجود کو لگنے والے جھٹکے کو بھی وہ محسوس کر پائی تھی ۔

"سائیں کک۔۔۔ کیا ہوا ۔"

اسے کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا ۔

"کچھ نہیں۔۔۔ کیا میں اپنے چاند کو گلے نہیں لگا سکتا اب ۔"

اس کے پوچھنے پر وہ مصنوعی خفگی سے بولا تھا۔ جس پر وہ ایکدم سے بوکھلائی تھی

۔

"نہیں ایسا نہیں سائیں میں نے ایسا کب کہا ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

وہ جھکتا ایک دم سے اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا پورے وجود میں درد کہ شدید لہرا اٹھی تھی چاند کو اٹھانے پر ۔۔

پر وہ رسک نہیں لے سکتا تھا وہ اسے روم میں لاتا بیڈ پر ڈالتا لائٹ ڈم کر گیا ۔

شکر تھا اس نے بلیک شرٹ پہن رکھی تھی ورنہ چاند کو پتا چل جاتا تو قیامت آجاتی وہ پہلے ہی۔ حملہ آور نے بھی سلنسر لگا کر گولی چلائی تھی جس وجہ سے آواز ناپید تھی ۔

"آپ سو جائیں میرے چاند مجھے زوار سے کچھ کام کے بارے میں ڈسکس کرنا ہے۔"

وہ اپنے درد پر ضبط کرتا بمشکل بولا تھا جس پر چاند متفکر ہوئی تھی دل اداسی میں گھیرا تھا ۔

"سائیں مجھے آپ کے بنا نیند نہیں آتی۔۔"

وہ جانتا کہ وہ اس کا ہاتھ تھامتی نم لہجے میں بولی تھی۔وہ اسے کبھی ایسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتا تھا اچانک سے وہ اتنا عجیب کیوں ہو رہا تھا ۔

اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

"میں کچھ ہی دیر میں آجاؤں کا میرے چاند تب تک آپ یہ مووی دیکھیں اوکے ۔"

وہ اپنے فون پر اسے باربی مووی لگا کر دیتا اس کے کانوں میں ائیر بڈز لگا گیا ۔

پر وہ پر سکون کسی طور نظر نہ آئی۔ وہ بنا اس کی جانب دیکھتا روم سے نکل گیا تھا ۔

★★★★★

وہ زوار شاہ کے روم میں آتا اپنی شرٹ اتار کر زمین پر پھینکتا ڈریسنگ کے سامنے آتا اپنا زخم دیکھنے لگا ۔

زوار شاہ جو شاور لے رہا تھا وجدان شاہ کو اپنے روم میں دیکھ اور پھر اس کے کندھے کی پچھلی جانب سے نکلتا بل بل کرتا خون اس کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں ۔

"بھائی یہ کہاہوا ۔"

وہ اس کے قریب اتا زخم دیکھنے لگا ۔

"یی۔۔۔یہ تو گولی کا نشان ہے بھائی ۔'

وہ بری طرح سے متفکر ہوتا بوکھلایا تھا ۔

"زاوی ڈونٹ پینک جلدی سے فسٹ ایڈ باکس آؤاور گولی کو باہر نکالو ۔"

وہ اپنے درد پر ضبط کیے درشتی سے بولا تھا۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتا فسٹ ایڈ باکس لے کر آیا تھا ۔

وجدان شاہ بیڈ پر اندھے منہ گرا تھا۔ زوار شاہ کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں اپنے بھائی کی تکلیف پر ۔

وہ واش روم سے گرم پانی اور منی ٹاولز لا کر ٹیبل پر رکھ گیا ۔

پھر چاکو نکالتا اس کے زخم میں ڈال گیا وجدان شاہ نے جبڑے بھینچتے ضبط کرنے لگا ۔

زوار شاہ بمشکل اپنے ہواس پر قائم گولی ڈھونڈ میں لگا تھا کہ اچانک اسے گولی محسوس ہوئی وہ ایک جھٹکے میں گولی کو پش کرتا نکال گیا ۔

وجدان شاہ نے بمشکل خود پر قابو کیا تھا۔ تیزی سے نکلتے خون کو صاف کرتے زوار شاہ نے بینڈج کرتا چاہی ۔

"سٹیچز لگاؤ زووی ۔"

وہ بھاری آواز میں بولا تھا کیونکہ اسے زخم جلد سے جلد ٹھیک کروانا تھا

چاند کے معاملے میں وہ یہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اگر وہ اس کا زخم دیکھ لیتی تو پاگل ہوا ٹھتی ۔

"بھائی یی۔۔۔یہ مجھ سے نہیں ہو گا ۔"

وہ جو بے حد سفاک مانا جاتا تھا اپنے جان سے پیارے بھائی کے معاملے میں بے حد کمزور محسوس کر رہا تھا ۔

"زووی بکواس نہیں کم آن سٹیجز لگاؤ اور انجکشن مت دینا۔"

وہ درشتی سے تحکم بھرے انداز میں بولا تھا جس پر وہ نم آنکھوں کو رگڑتا۔ بنا اس کی بات پر کان دھرے انجکشن لگا گیا ۔

وجدان شاہ نے اس کے اپنی بات کی نفی کرنے پر ضبط سے مٹھیاں کسیں تھیں ۔

اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پاتا سٹیچز لگانے لگتا وہ خود بھی بے حد تکلیف محسوس کر رہا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ کام مکمل کرتا اسے بینڈج کر کے واش روم میں ہاتھ دھوتا واپس آیا تھا ۔

"یہ کیسے ہوا بھائی۔اور کس نے کیا ۔"

وہ طیش میں آتا بولا تھا ۔

"یقیناً یہ واجد ملک کا کام ہے ۔"

وہ دانت بھینچتے بولا تھا۔پورا وجود طیش و غضب سے جل رہا تھا ۔

کیونکہ اس شوٹر کا نشانہ وہ نہیں اس کا چاند تھا۔ یہ سوچ ہی اس کو شولہ جوالہ بنانے کو کافی تھی ۔

"میں اسے چھوڑوں گا نہیں بھائی اس غلیظ انسان کی اتنی ہمت ۔۔"

وہ غصے سے بھڑک اٹھا تھا ۔

"شش۔۔۔ میری جان حساب ہو گا اور ایسا ہو گا ماروں گا نہیں جڑ سمیت اکھاڑ دوں گا۔ اور جس بیٹے کے لیے وہ حرام کی کمائی اکٹھی کر رہا ہے اگر وہ زندہ ہی نا رہے تو۔"

وہ خطرہ ناک تاثر چہرے پر سجائے سرسراتے لہجے میں بولا تھا ۔

"بس کل کا دن ہے پرسوں میں واپس جارہا ہوں۔ مجھے چاند کو اس سب سے الگ رکھنا ہے میں مزید کوئی نقصان افوڈ نہیں کر سکتا ۔"

وہ فیصلہ کن انداز میں بولا تھا ۔

"لیکن بھائی واجد ملک پھر وار کر سکتا ہے۔ ہمیں پہلے اس کے بارے میں کچھ سوچنا ہو گا ۔"

وہ اس کے اچانک امریکہ جانے کا سن الجھا تھا ۔

"آں ہاں۔۔۔واجد ملک اب اتنی جلدی وار نہیں کرے گا۔تم اچھے سے اچھا ڈاکٹر ملک حویلی بھجواو مجھے باسط ملک کچھ ہی دنوں میں تندرست چاہیے ۔

ٹھیک ہوتے ہی وہ میرے پیچھے امریکہ آنے کی حمایت ضرور کرے گا۔جو اس کے لیے سخت نقصان دہ ثابت ہو گی ۔"

وہ اپنی دماغی بساط بچھا چکا تھا اب بس اس پر عمل کرنے کا وقت تھا ۔

زوار شاہ اس کی باتوں سے کچھ الجھا تھا پر اگر وہ کچھ سوچ رہا تھا تو یقیناً درست ہی ہو گا لیکن وہ اپنے بھائی کی جان پر کوئی رسک لینا نہیں چاہتا تھا ۔

تبھی خاموشی سے ایک فیصلہ کر گیا۔ کیونکہ وہ بھائی کے ساتھ ساتھ اپنے وطن کا ایک محافظ بھی تھا ۔

"شٹ۔۔چاند جاگ رہی ہیں ۔"

وہ تیزی سے زوار شاہ کی واڈروب سے سیاہ ہی شرٹ نکال کر پہنے لگا ۔

"زووی کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہونا چاہیے۔اور تم ریلیکس کروں میں سب دیکھ لوں گا تم شادی انجوائے کرو میری جان ۔"

وہ بولتا اس کی پیشانی چومتا اس کے روم سے نکلا تھا ۔

زوار شاہ تیزی سے کال ملاتا دوسری جانب انسٹرکشنز دیتا اس سے تمام ڈیٹیل نکالنے کا بولتا فون بیڈ پر پھنکتا اپنے بال مٹھی میں دبوچ گیا ۔

یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی اتنی سکیورٹی میں وجدان شاہ پر حملہ ہونا یہ دوبارہ بھی ہو سکتا تھا ۔

اسے احتیاطی تدابیر استعمال کرنی تھیں۔ ہونا ہو سکیورٹی میں ہی کوئی غدار تھا جس نے اس آدمی کو حویلی میں گھسنے میں مدد کی تھی ۔

★★★★★

وہ روم میں آیا تو وہ ابھی تک جاگ رہی تھی لیکن موبائل سائٹ پر پڑا ہوا تھا ۔

وہ خاموشی سے چھت کو گھور رہی تھی یقیناً اسے کافی دیر ہو گئی تھی آنے میں ۔

"ہیے۔۔۔میرے چاند ۔"

وہ اس کے قریب دراز ہوتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا جس پر وہ بنا کچھ بولے ہی آنکھوں موند گئی ۔

وجدان شاہ نے لب بھینچے تھے یقین وہ خفا ہو گئی تھی پر اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا وہ کونسا اسے اپنی تکلیف لے بارے میں بتا کر گیا تھا ۔

اسے اپنا بایاں بازو ہلانے میں تکلیف ہو رہی تھی تبھی اسے دائیں ہاتھ بازو کے حصار میں لیے وہ آنکھیں موندے گیا۔ شاید اس گولی کا اثر تھا جو زوار شاہ نے اسے دی تھی ۔

تاکہ اسے درد نہ ہو پر آہستہ آہستہ وہ اس کا دماغ بوجھل کر رہی تھی ۔

اپنے سینے پر چاند کی پڑتی گہری سانسوں سے وہ محسوس کر سکتا تھا کہ وہ سو گئی تھی

۔

وہ بمشکل آنکھیں کھولتا جھک کر اس کے لبوں پر اپنا لمس چھوڑتا بے دم سا ہوتا آنکھیں موند گیا ۔

★★★★★

شاہ حویلی میں ہر طرح گہما گہمی تھی دلہنوں کو تیار کرنے کے لیے شہر سے بڑی سے بڑی بیوٹیشنز کو بلاوایا گیا تھا ۔

جو نور اور چاند کو تیار کرنے میں محسوس تھی۔ گاؤں میں دعوت عام دی گئی تھی ۔

سلطان شاہ اور زمان شاہ کے تو زمین پر پاؤں ہی نہیں ٹک رہے تھے خوشی سے ۔

وجدان شاہ اور زوار شاہ دلہا بنے اپنی دلہنوں کے انتظار میں تھے ۔

دونوں کے لیے سلطان شاہ نے ایک سی ڈریسنگ تیار کروائی تھی ۔

دونوں کی شروانی ڈل گولڈن اور سلور کمبینیشن میں تھیں سلور کلا پہنے جس کے فرنٹ پر ایک بڑا سا ڈائمنڈ جڑا ہوا تھا۔ جس میں وہ دونوں انتہائی خوبرو لگ رہے تھے ۔

ہر کوئی یک ٹک انھیں دو شہزادوں کو دیکھنے میں مگن تھا وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ دونوں میں سے زیادہ وجیہہ کون ہے ۔

"بھائی آپ ٹھیک ہیں نہ ۔"

زوار شاہ کو فکر تھی کہیں اس کے زخم میں تکلیف نہ ہو ۔

"افکورس زوار شاہ میں بلکل ٹھیک ہوں ڈونٹ وری جگر ۔"

وہ مدھم سا مسکراتا اسے متمئن کر گیا ۔

رابعہ بیگم نے دونوں کی نظر اتارتے صدقے کے بکرے کسی غریب کو دینے کا کہا تھا ۔

"شاہ امی بیگم آج بھی نہیں آئیں۔ وہ کل سے اپنے کمرے سے بھی نہیں نکلیں ۔"

رابعہ بیگم مہمانوں کے بار بار پوچھنے پر اب سبکی محسوس کرنے لگیں تھیں ۔

"میں دیکھتا ہوں انھیں آپ فکر نہیں کریں رابی ۔"

وہ ان کی پیشانی پر لب رکھتے مدھم سا مسکرا کر بولے تھے۔ جو آج میرون گرارے میں بے حد پیاری لگ رہیں تھیں ۔

"ویسے آپ آج بہت پیاری لگ رہی ہیں میری جان ۔"

وہ مخمور نظروں سے ان کے دمکتے روپ کو تکتے بولے تھے۔ وہ شرمگیں سی سر جھکا گئیں ۔

"شاہ جائیں نہ دیکھیں جا کر ۔"

وہ اپنی خجم ساہوتیں بولیں تھیں وہ ان کی حیا پر مسکراتے شاہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھا تھے ۔

رابعہ بیگم اپنے چہرے پر بکھرے رنگ چھپائیں نور اور چاند کو لانے کو بڑھیں تھیں ۔

کچھ ہی دیر میں دونوں کو مکمل گھونگھٹ میں سٹیج پر لایا گیا تھا سب تو دلہوں کو دیکھنے کق بے تاب تھے ۔

سب کی حسرت پر اوس پڑی تھی ۔

نورڈل گولڈن اور میرون عروسی لباس زیب تن کیے جبکہ چاند فل ڈیپ ریڈ کلر کے خوبصورت سے لہنگے میں ملبوس تھی ۔

دنوں اپنی دلہنوں کے اعزاز میں کھڑے ہوئے تھے ۔

"بھابھی بھائی تو کافی بے چین نظر آرہے ہیں لگتا نہیں آج آپ کی خیر ہو گی ۔"

انا یوسف جو چاند کو تھامے ہوئے تھے وجدان شاہ کی بے قراریاں دیکھ کر چاند کی سماعت میں مدھم سرگوشی میں بولی تھی ۔

جس پر وہ لرزی تھی ۔

دوسری جانب زوار شاہ کی بے قراریوں کے تو آج عروج پر تھیں ۔

وہ نازک سی پری وش آج اتنے سالوں کی ریاضت کا ثمر بنی اس کے سامنے دلہن بنی اس کی جانب چلتی آ رہی تھی ۔

"منہ بند کرلیں زوار شاہ ہم اپنی بیٹی ایسے ہی دینے والے نہیں ہیں ۔"

رابعہ بیگم نور کو اپنے ساتھ لیے سٹیج کے عین سامنے آ کھڑی ہوئیں ۔

"چھوٹی ماں فکر نہیں کریں آج ہم اپنی دلہن کو اپنی بانہوں میں بھر کر لے جائیں گے ۔"

زوار شاہ خود سٹیج سے اترتا نور کو اپنی بانہوں میں بھرتا بڑے ٹھاٹھ سے بولا تھا کچھ شریر لڑکیوں نے ہوٹنگ کی تھی ۔

رابعہ بیگم کا تو منہ کھل گیا وجدان شاہ بے ساختہ ہنسا تھا اپنے شہزادے بھائی کی حرکت پر ۔

جبکہ نور تو شرم سے سرخ ہوتی اس کی بانہوں میں لرزی اٹھی تھی ۔

"سردار سائیں دلہن کا چہرہ تو دیکھائیں ۔"

وجدان شاہ سٹیج سے اترتا اپنے چاند کو اپنی بانہوں میں بھرتا سٹیج پر چڑھا تھا ۔

اپنے زخم پر ہوتے کھچاؤ کو اگنور کرتا اپنی جان سائیں کو اپنی بانہوں میں بھرے مسرور سا تھا۔جب ایک بزرگ خاتون نے آواز لگائی تھی ۔

"اماں اگر میرے چاند کو نظر لگ گئی تو۔ میں اس تقریب میں آئے کسی مہمان کی آنکھوں کی گارنٹی نہیں دیتا ۔"

وہ نرم لہجے میں سخت بات کرتا سب کو ڈرا گیا تھا۔ چاند بھی اپنے سائیں کی بات پر سہمتی اس کے سینے میں سر دے گئی ۔

جیسے محسوس کر وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

وہ نرمی سے اسے بٹھاتا خود اس کے پہلو میں براجمان ہوا تھا ۔

جبکہ زوار شاہ کی بے قراریوں نے تو نور کی جان مشکل میں ڈال رکھی تھی جو اس کی کمر میں بازو حائل کیے اسے خود میں گھسانے کے چکر میں تھا ۔

سب کے سامنے اس کی حرکتوں پر وہ لرزتی اس کے ہاتھوں پر ناخن گھاڑ گئی تھی پر مجال تھی جو وہ اثر لے لیتا ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز ہہ۔۔۔ہمیں معاف کریں ۔"

وہ اس کی بے باک انگلیوں کا لمس اپنی ڈوریوں میں سے چھلکتی کمر پر محسوس کرتی ۔بے جان ہونے کو تھی ۔

تبھی بے حد کم آواز میں ملتجی لہجے میں بولی تھی پر وہ نہایت ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا

۔

اس کی کمر پر انگلیوں سے ویوز بناتا مزید اسے خود سے قریب تر کر گیا ۔

"معاف کرنا زوار شاہ کو پسند نہیں میرے دل۔ تو جی کڑوا کیے سکون سے بیٹھی رہیں ۔"

وہ اس کی جانب چہرہ موڑے مدہوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

تبھی زمان شاہ گھبرائے سے انھیں اپنی جانب آتے نظر آئے تھے۔زوار شاہ متفکر ہوا تھا لیکن وجدان شاہ کے اشارے پر وہیں بیٹھا رہا ۔

وجدان شاہ اٹھتا ان کی جانب گیا تھا ۔

"وجی امی بیگم کی طبیعت بہت خراب ہے وہ کچھ بول بھی نہیں پا رہیں۔پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے ۔"

وہ متفکر سے بولے تھے ۔

"چچا جان انھیں پیرالائزاٹیک ہوا ہے کل رات کو میں انھیں ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔ڈاکٹرز نے کہا ان کا علاج ناممکن ہے لیکن وہ پھر بھی کوشش کریں گے ۔

میں نے کسی کو اس لیے نہیں بتایا کہ کہیں آپ پریشان نہ ہوں شادی کا ماحول ہے اور میں نہیں چاہتا شادی میں کسی بھی قسم کا حلل مچے ۔"

وہ چہرے پر ذرہ تفکرات کی کفایت لائے زمان شاہ سے بولا تھا ۔

جس پر وہ اداس سے سر ہلا گئے۔ کچھ ہی دیر میں سلطان شاہ اور رابعہ بیگم تک بھی یہ خبر پہنچی چکی تھی ۔

جس پر وہ سب متفکر نظر آئے تھے ۔

شاہ بیگم کی بیماری کی وجہ سے فوٹو شوٹ ہوتے ہی دلہنوں کو ان کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا ۔

★★★★★

زوار شاہ کو اچانک سے شاہ بیگم کی بیماری کھٹکی تھی۔ لیکن شاید ان کے مقافات عمل کو وقت آ پہنچا تھا یہ سوچ آتے ہی وہ سر جھٹک گیا ۔

وہ اپنے روم کی جانب ایک تھا جہاں روم کے باہر انا یوسف اسے لوٹنے کو کھڑی نظر آئی تھی ۔

"چلیں بھائی جلدی سے جیب ڈھیلی کری پھر مجھے وجی بھائی کو بھی لوٹنا ہے ۔"

وہ کچھ زیادہ ہی اجلت میں تھی جس پر زوار شاہ نے سر خم کرتے ایک کیس نکالا تھا ۔

"یہ لو پیاری بہنا اور خوش رہو ۔"

وہ ایک مخملی کیس اس کی ہتھیلی پر رکھتا اس کے سر پر ہاتھ رکھتا دعا دے گیا ۔

وہ خوشی سے کھلکھلا اٹھی تھی ۔

"تھینک یو بھائی ۔"

وہ مسکرا کر کہتی بھاگی تھی زوار شاہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا اپنے روم کا ڈور کھولتا اندر داخل ہوا تھا ۔

ناک سے ٹکراتی آیئر فریشنرز کی خوشبو کے ساتھ ملی پھولوں کی مہک اس کے حواس معطل کر گئی ۔

اس پر بیڈ پر بیٹھا وہ نازک سی وجود اس کے انگ انگ میں سرور ڈور گیا ۔

آج وہ پورے حق سے اس کی سلطنت میں موجود تھی.

پورے روم کی سجاوٹ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ہر طرف سرخ گلابوں کی سجاوٹ کی گئی تھی۔۔

ساتھ ساتھ جلتی چھوٹی چھوٹی مصنوعی لالٹینز،الیکٹرک کینڈلز جن کے ارد گرد پھول کی پھوار کی گئی تھی جو ماحول کو انتہائی فسوں خیز بنا رہیں تھیں ۔

وہ اپنی شروانی اتار کر صوفے پر اچھالتا اس کی جانب بڑھا تھا ہر قدم کی آہٹ پر نور کا دل اتھل پتھل ہونے لگتا ۔

وہ کیسے اس جنونی انسانی کا سامنا کر پائے کی یہ سوچ ہی اس کی جان نکالنے کو کافی تھی ۔

وہ اس کے قریب بیٹھتا اس نازک جان کے وجود کی لرزش اچھے سے محسوس کر پا رہا تھا ۔

پر آج وہ اس پر کسی طور رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا ۔

وہ اس مچھلی گڑیا کو اپنی بانہوں میں بھر کے آج جی بھر کر اپنی تشنہ لبی کو سیراب کرنا چاہتا تھا ۔

وہ اپنی جیب سے ایک خوبصورت سا کیس نکالتا اس کے ہاتھ میں تھما گیا ۔

"یہ میرے دل کی منہ دیکھائی پر آپ اسے صبح پہن سکتی ہیں کیونکہ ابھی کوئی فائدہ نہیں ۔"

وہ مخمور لہجے میں بولتا اس کے چہرے سے گھونگھٹ ہٹا گیا ۔

وہ سہمتی سختی سے آنکھیں میچ گئی جبکہ سامنے بیٹھا زوار شاہ توسٹل ہوا تھا ۔

شہد رنگ بالوں کا خوبصورت سا پف سٹائل بنائے جس میں ایک سائڈ پر جھومر سیٹ کیا گیا تھا۔ چھوٹی سی پیشانی پر ٹیکا لگائے ۔

میچی ہوئی آنکھوں پر گہرا گولڈن میرون میک اپ کیے جس پر لرزتی لانبی مژگان کی جھالر اس کے حواس گم کر گئی تھی ۔

زوار شاہ کو اپنے ارد گرد ہر شے ہوا میں تحلیل ہوتی محسوس ہوئی تھی ۔

پھولے ہوئے رخساروں پر بلش آن کیے انھیں مزید سرخیاں بخشیں گئیں تھیں ۔ چھوٹی سی ناک بھی کچھ سرخ سی تھی اس کا دل چاہا۔ وہ اسے اپنے لبوں سے چھو لے ۔

جس میں پہنائی موتیوں سے مزین گھول بالی جس کے موتی اس اپسرا حسن کے میرون لالی سے سجے نازک پنکھڑیوں سے بھرے بھرے لبوں کو چھوتے اس کے ناتواں دل پر تباہی مچا رہے تھے ۔

اس پر ان کی لرزش ۔۔۔

اُف۔۔۔زوار شاہ کو لگا جیسے اس کا قتل طے تھا آج ۔

"کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے

اور سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے میرے دل ۔۔

زوار شاہ تو پہلے ہی پور پور گھائل تھا یہ تو ظلم ہوا نہ اس ناتواں دل پر ۔"

وہ خمار الودہ لہجے میں بولتا نور کا نازک سا دل زلزلوں کی زد میں کر گیا تھا ۔

اس کے مہندی سے لبریز ہاتھوں کو کو اپنے ناک کے قریب لے جاتا گہرے سانس بھرتا ان کی مہندی کی خوشبو اپنی سانسوں میں سموتا مدھوش ہوا تھا ۔

جن پر بے حد گہرا رنگ آیا تھا۔ وہ مجنو بانہ ہوتا اس کی ہتھیلیوں کی جا بجا بار بار لب رکھنے لگا ۔

نور کو لگا جیسے اسے انگارے چھو رہے ہوں ۔

"شش۔۔۔شاہ ۔"

وہ تڑپ کر اسے پکار اٹھی جس پر بنا کان دھیرے اس کے ہاتھوں سے اس کی کلائی پر لب رکھتا اوپر کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ سہمتی بری طرح سے کپکپانے لگی۔زوار شاہ کے تیور اسے ڈرا رہے تھے ۔

"شاہ قربان۔۔پر آج فرار کی امید مت رکھئے گا ۔"

وہ اس کے دوپٹے کو پنوں سے آزاد کرتا ایک جھٹکے سے اس کے وجود سے آزاد کر گیا ۔

وہ اس افتاد پر سہمتی اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

زوار شاہ نے جھکتے اس کے دودھیا کندھے پر لب رکھے جو لہنگے کے بوٹ سٹائل گلے سے چھلکتے زوار شاہ کی آنکھوں میں خماری سرخیاں بھر گئے ۔

"میرے لازوال عشق کی معراج ہیں آپ میرے دل زوار شاہ کے جنون کی اکلوتی وارث ہیں آپ ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اس کا ایک ایک نقوش بے قراری سے تکتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

نور کا نازک سا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔اس دیوانے کی والہانہ محبت سے ۔

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا نیچے کو ناک رب کرتا اس کی شہ رگ پر جھکتا شدت بھرا لمس چھونے لگا۔اس کے چھونے میں بے پناہ جنونیت و وارفتگی تھی ۔

نور کا رواں رواں جل تھل ہوا تھا وہ کسی سوکھے پتے کی مانند کپکپاتی کچھ کہنے سے بھی قاصر تھی کیونکہ آواز تو جیسے اس ظالم کی جان لیوا قربت نے چھین لی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

زوار شاہ نے سر اٹھاتے خمار الودہ نظروں سے اس کی ذرہ کی قربت پر بے حال ہوتی اس پری وش کو دیکھا تھا ۔

جس کے نقوش تپ کر کندن بنے اسے بری طرح سے بہکا رہے تھے ۔

وہ بے لگام ہوتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا جو کپکپاتیں اس کی جان جلا رہیں تھیں ۔

ان کی کپکپاہٹ خود میں چنتااس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرنے لگا ۔

بے حد جنونیت سے اس کے لمس کی ہر سلوٹ کو سنوارتاوہ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

جنونیت شدت کاروپ دھارتی اس نازک پری کی جان نکالنے لگی تھی۔وہ پاگل دیوانہ بنااس کی سانسوں کی خوشبو پوری شدت ودیوانگی سے خود میں منتقل کرتا اسے کو قیامتوں کے زیر اثر کرنے لگا تھا ۔

وہ نازک سی پری گھٹتی سانسوں اور اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی لرزتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

کیونکہ رہائی ممکن نہیں تھی۔آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے۔

تبھی وہ ہوش میں آتا اس نازک جان کی سانسوں کو رہائی دیتا اس سے دور ہوا تھا

۔

وہ گہری گہری سانسیں بھرتی نڈھال سی ہو رہی تھی پر وہ ظالم پھر سے اس کی جان نکالنے لگا تھا اپنے دہکتے لمس سے ۔

"شاہ۔۔۔پلیز۔ہم۔۔۔ہمیں سانس ۔"

وہ اس کا لمس اپنے چہرے کے کناروں پر جا بجا محسوس کرتی بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

"شش۔۔۔میری سانسیں ہیں نہ۔آپ ہی کی تو ہیں ۔"

وہ ایک بار پھر سے اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکتا اسے اپنی سانسیں بانٹنے لگا۔نور کو اپنے وجود میں برقی لہریں اٹھتیں محسوس ہوئیں تھیں ۔

اس کی دہکتی سانسیں اپنے وجود میں جاتی محسوس کر پورا وجود انگاروں کی مانند دہکنے لگا تھا ۔

کچھ ہی پلوں میں وہ اس کی سانسیں بحال کرتا ہاتھ بڑھاتا اس اس کی ڈوریاں کھینچ گیا ۔

"شاہ ۔"

وہ کسی زخمی پرندے کی مانند اس کی باہوں میں پھڑ پھڑائی تھی اسے لگا جیسے وہ ظالم ڈوری کی جگہ اس کی جان کھینچ گیا ہو ۔

"ہشش۔۔۔میرے دل کیوں ڈر رہی ہیں یار۔کیا آپ کو لگاتا ہے آپ کا شاہ آپ کو تکلیف دے سکتا ہے ۔"

وہ اس کا من موہنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا اس کے وجود سے نرمی سے زیورات اتارنے لگا۔ جس پر وہ اپنے لرزتے دل کو سنبھالنے کی کوشش کرتی ہلکان ہو رہی تھی ۔

"ہم۔۔۔ڈڈ۔۔۔ڈرنا نہیں پچ۔۔چاہتے شاہ پر۔۔۔پتہ نہیں ایسا لل۔۔۔لگ رہا ہے دل۔۔۔باہر آجائے گا ۔"

وہ اسے بے بسی سے بولتی آنکھوں نم کر گئی تھی۔زوار شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا ۔

وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں پر اپنے لمس کے پھول بکھرتا اس کے دونوں گال چوم گیا ۔

"محبت کرتی ہیں نہ مجھ سے میرے دل ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے دریافت کرنے لگا ۔

"بہت زیادہ۔۔۔ خ۔۔۔ خود سے بھی زیادہ ۔"

وہ اس کے کالر مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں دیوانگی سے بولی تھی ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"تو پھر خود کو آج اپنے شاہ پر وار دیں۔ اپنے شاہ کی تشنگی کو سیراب ہونے دیں میرے دل ۔"

وہ ملتجی لہجے میں بولتا نور کی دھڑکنوں میں طغیانی بھر پا کر گیا ۔

جس پر ہارتی خود کو اپنے شاہ پر وارتی آنکھیں سختی سے میچ گئ ۔

زوار شاہ خاموشی کو اس کی ہاں مانتا اپنی کرنے پر اتر آیا ۔

وہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا اس کی کالر بون تک اتا وہاں اپنا سلگتا لمس بکھرتا اپنے دانت گھاڑ گیا وہ بری طرح سے سسکی تھی ۔

آنکھوں سے آنسو نکلتے کنپٹی میں جذب ہوئے تھے۔ جان تو تب ہوا ہوئی جب وہ اس کے دونوں شانوں سے شرٹ سرکاتا جا بجا اپنا لمس چھوڑتے مکمل مدہوش ہوا تھا ۔

وہ نیم جان سی ہوتی پیچھے بیڈ پر چت گری تھی ۔

وہ ظالم بنا اس کی گردن پر جھکتا شہ رگ کو اپنے دہکتے لمس سے مہکاتا شرٹ ہٹاتا اس کے دل کے مقام کو اپنے پاگل لمس سے سے اس کی دھڑکنوں کی گنتی کے مطابق بار بار چھونے لگا ۔

یہ عمل اس قدر جان لیوا تھا کہ وہ نازک جان نیم جان سی ہونے لگی تھی پور پور پسینے سے نم بری طرح سے دہکانے لگا تھا ۔

★★★★★

"شش۔۔۔شاہ۔۔ہمیں پپ۔۔۔پیاس۔لگی ۔"

وہ اس کی شدتوں سے ہلکان ہوتی اپنے خشک ہوتے حلق پر بمشکل بولی تھی ۔

وہ جو اس کی اس کی بیوٹی بون پر جھکا خود کو سیر اب کرنے میں مگن تھا اس نازک سی پری کی التجا سے آزادی دیتا اٹھا تھا ۔

زوار شاہ روم میں رکھے سمال فریج سے پانی لاتا اس کی جانب بڑھا گیا جسے وہ کپکپاتے ہاتھوں سے تھام کر اپنے لبوں سے لگا گئی ۔

جس پر وہ گہرے گہرے سانس بھرتی چند پل کے لیے ہی سہی خود کو پر سکون کرنے لگی۔جو اس جنونی انسانی نے اسے ایک پل کو نہ لینے دیا تھا ۔

زوار شاہ روم میں رکھے سمال فریج سے پانی لاتا اس کی جانب بڑھا گیا جسے وہ کپکپاتے ہاتھوں سے تھام کر اپنے لبوں سے لگا گئی ۔

جس پر پانی گلاس سے چھلکتا اس کی گردن پر گرنے لگا تھا وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس گٹک گئی تھی ۔

گلاس خالی ہوتے ہی زوار شاہ اس کے ہاتھ سے گلاس لیتا سائڈ ٹیبل پر رکھتا اسے دھکا دیتا بیڈ پر دھکیلتا اس کی گردن پر جھکا تھا ۔

وہ پانی کی بوندیں اپنے لبوں سے سمیٹتا اسے پھر سے پاگل کرنے لگا تھا ۔

"شش۔۔۔شاہ ۔"

بمشکل لرزتے لبوں سے برآمد ہوا تھا وہ اوپر کو ہوتا اپنی قمیض اتار کر دور اچھالتا لائٹ آف کرتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے پری شدت سے جھکتا اس کے لفظ خود میں قید کر گیا ۔

نور کو اپنے وجود سے جان سرکتی محسوس ہوئی تھی پر فرار نا ممکن پا کر وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی خود کو اپنے محرم کے سپرد کر گئی ۔

وہ انا یوسف کو گفٹ دے کر روم میں آیا تھا جہاں اس کا معصوم سا چاند کاؤچ کے کراؤن پر ٹھوڑی ٹکائے آج بھی گاس وال سے نظر آتے چاند کو دیکھ رہا تھا ۔

پورے روم کو سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ چھوڑی چھوٹی الیکٹرک کینڈلز جل تھل تھیں ۔

ڈل گولڈن عروسی لباس زیب تن کیے وہ اس ماحول میں کسی خوبصورت مصور کی مصور کاری لگ رہی تھی ۔

چہرے سے گھونگھٹ وہ ہٹا چکی تھی دوپٹہ ایک بازو پر جھلتا زمین کو سلامی دے رہا تھا ۔

گھنے گھٹاؤں سی سیاہ زلفیں کھول دی گئیں تھیں جو جھولتیں اس کا چہرہ ڈھانپنے ہوئے تھیں ۔

آہٹ پر بھی سر اٹھانے کی زحمت نہ لی گئی تھی شاید وہ مضطرب تھی ۔

وہ چلتا اس کی جانب آیا تھا ۔

"جان سائیں ۔"

وہ اس کے قریب زمین پر بیٹھتا اس کے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتا اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتا مدھم سرگوشی میں اسے پکار گیا ۔

جس پر اس بت بنا وجود میں حرکت آیا تھا ۔

پر بات نہیں کی تھی۔ شاید وہ رات کی وجہ سے اب تک ناراض تھی ۔

"کیا اپنے سائیں سے ناراض ہے میرا چاند ۔"

وہ ابھی تک اسے دیکھنے سے قاصر تھا یقیناً وہ بھی اسے ستانے پر مائل تھی ۔

اس کے کچھ نہ بولنے پر وہ اٹھتا اس کی جانب آیا اور اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا

۔

وہ ایکدم ہوئی کاروائی پر بوکھلاتی اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی اس کی جانب دیکھنے لگے ۔

وہ سہمی سہمی کی نظروں کے قاتل وار ۔

سرخیاں لیے سرمائی کانچ سی آنکھوں پر لائٹ سامیک اپ کیے گھنیری پلکوں کی جھالر جو غلافی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید بڑا کرنے پر بھنویں کو چھو رہیں تھیں ۔

کس قدر جان لیوا منظر تھا۔ اگر کوئی آنکھوں کے وار سے قتل ہوتا تو آج وجدان شاہ کا اپما قتل طے لگا تھا ۔

سیاہ گھٹاؤں سے بالوں بکھرے بکھرے سے تھے یقیناً وہ سب چیزوں سے عاجز آگئی تھی۔ تبھی بالوں کو آزادی دیتے ٹیکا اور جھومر اتار دیا گیا تھا ۔

برف سی رنگت لیے رخساروں پر بلش آن کیے انھیں سرخیاں سے مزین کیے ۔

چھوٹی سی ناک کو آزادی حاصل نہ ہوئی تھی۔ تبھی وہ سرخ گلاب بنی ہوئی تھی جس میں پہنائی موتیوں سے مزین گھول بالی جس کے موتی اس اپسرا حسن کے لائٹ ریڈ لپ اسٹک سے سجی نازک پنکھڑیوں سے بھرے بھرے لبوں کو چھوتے اس کے ناتواں دل پر تباہی مچا رہے تھے ۔

سوائے ناک میں پہنے اس زیور کے سوا وہ سب کچھ اتار چکی تھی ۔

پروجدان شاہ کو پروا نہیں تھی وہ تو اسے ہر حال میں اپنا چاند ہی لگتا تھا ۔

یہ بناؤ سنگھار تو بس اس لیے تھا کہ اس کے چاند کی کوئی خواہش ادھوری نہ رہے

۔

ڈل گولڈن لہنگے میں اس کا نازک سا سراپہ دمکتا وجدان شاہ کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا ۔

"بہت پیار الگ رہا ہے میرا چاند ۔"

الفاظ بے حد معمولی سے تھے پر نہ تو کہنے والا معمولی تھا نہ کہنے والے کے جزبات عام تھے ۔

چاند کا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا مقابل کے مبہوت تاثرات دیکھ کر ۔

"مجھے نیچے اتاریں سائیں ۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتی وجدان شاہ کو چونکنے پر مجبور کر گئی ۔

کیا وہ اتنی ناراض ہو گئی تھی۔وجدان شاہ کے دل پر گھونسا پڑا تھا ۔

پر وہ اسے بنا نیچے اتارے بیڈ پر نرمی سے رکھتا اس کے قریب ہی بیٹھا تھا ۔

"کیا اب دیکھیں گی بھی نہیں۔اب اس طرح سے تڑپائیں گیں اپنے سائیں کو ۔"

وہ اس کے منہ دوسری جانب موڑنے پر تڑپ اٹھا تھا تبھی اس کی ٹھوڑی تھامتا اس کا چہرہ اپنی جانب کرتا مضطرب سا بولا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے چینج کرنا ہے ۔"

وہ کمزور پڑتی بمشکل خود کو سنبھالتے بولی تھی جس پر وہ لب بھینچتا اس کے پاس سے اٹھتا راستہ دے گیا ۔

وہ اپنا لہنگا سنبھالتی اٹھی تھی وجدان شاہ کا دل چاہا وہ اسے روک لے ۔

اسے کہے کہ رکو ابھی تو میں نے تمھیں جی بھر دیکھا بھی نہیں ۔

پر وہ ضبط کر گیا بنا کچھ بولے جبکہ اس کے اتنی آسانی سے راستہ دینے پر چاند کے اندر بھانبھڑ جل اٹھے ۔

وہ کیسے اسے اتنی آسانی سے جانے دے سکتا تھا، کیسے اس سے کہا نہیں، کہ ابھی کچھ پل ٹھہرو کے آنکھوں نے دیدِ یار کی پیاس کہاں بجھوائی ہے اور تم چل دی ۔

ابھی تو تمھیں جی دیکھا ہی نہیں عشقِ من اور تم چل دیے۔ سرمائی کانچ سی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی ۔

وہ ڈریسنگ روم میں گھس گئی تھی۔ پر چینج کرنے کی ہمت کہاں تھی ۔

وجدان شاہ بنا مڑے اپنی شروانی اور قمیض اتارتا واڈروب سے اپنی سیاہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر نکالتا واش روم میں گھسا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہوتا باہر آیا تھا پر وہ ابھی تک باہر نہیں آئی تھی وہ لب بھینچتا باہر بالکونی کی جانب بڑھا تھا ۔

گلاس وال ریموو کرتا وہ ریلنگ پر ہاتھ ٹکاتا خلاؤں میں گھورنے لگا ۔

★★★★★

ابھی اسے کھڑے کچھ ہی دیر گزری تھی جب اسے روم سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی۔ وہ متفکر ہوتا اندر کی جانب بڑھا تھا ۔

پر سامنے کا منظر دیکھ وہ ایک پل کو آنکھوں موندے گہرا سانس بھر کر رہ گیا ۔

جہاں وہ نازک سی پری بنا چینج کیے غصے سے پاگل ہو رہی تھی ۔

وہ وجدان شاہ کو کوئی حرکت کرتا نہ دیکھ اس کی پرفیوم اٹھاتی دیوار سے مارتی اسے چور چور کر گئی ۔

پھر بھی اس کوئی ری ایکشن نہ دیکھ وہ اپنا لہنگا سنبھالتی اس کی جانب آئی تھی۔اور بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کے پیروں پر پیر رکھتی اوپر کو ہوتی اس کی گردن میں دانت گاڑ گئی ۔

وجدان شاہ نے خیرانی سے اپنی معصوم سی جان سائیں کو دیکھا تھا۔جو اس کے ساتھ رہتے رہتے خاصی خونخوار ہو گئی تھی ۔

وہ تیز تیز کاٹتی اپنا غصہ نکالنے لگی تھی وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھی ۔

کیونکہ یہ روپ وہ پہلے بھی ایک بار اپنے چاند کا دیکھ چکا تھا ۔

چل آاِک ایسی نظم کہوں

جو لفظ کہوں وہ ہو جائے

وہ اس کے نازک سے وجود کو اپنی بانہوں میں بھینچتا مدہوش کن لہجے میں بولتا چاند کی دھڑکنوں میں اتھل پتھل مچا گیا ۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے اگنور کرنے کی ۔"

وہ اپنا غصہ اتارتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی غصے سے لرزتی آواز میں بولی تھی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے ۔

بس اشک کہوں تو اک آنسو

تیرے گورے "گال" کو دھو جائے

وہ اس کے گال پر بکھرے آنسو اپنے لبوں سے چنتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

وہ اس کی گستاخیوں پر کپکپاتی اسے دھکا دیتی اس سے دور ہوئی تھی ۔

جس پر وہ مدھم سا مسکراتا اس کی نازک سی کلائی کو جھٹکا دیتا اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ پر گرا تھا وہ خفگی سے اس کے سینے پر مکا رسید کرتی اٹھی تھی ۔

میں "آ" لکھوں تو آ جائے

میں "بیٹھ" لکھوں تو آ بیٹھے

اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ اپنے چاند کہ کلائی تھامتا اسے اپنی گود میں گراتا اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کرتا ۔

اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولتا اس کے کان کی لو اپنے لبوں میں دبا گیا۔ چاند کے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں ۔

میرے "شانے" پر سر رکھے تو

میں "نیند" کہوں تو سو جائے

وہ پاگل دیوانہ ہنوز انداز میں بولتا اپنے چاند کی سرمائی آنکھوں پر لب رکھتا اسے جل تھل کر گیا ۔

میں کاغذ پر تیرے "ہونٹ" لکھوں

تیرے "ہونٹوں" پر مسکان آئے

وہ گھمبیر تا سے بولتا اس اس کے انگوری لبوں پر اپنی انگلیاں مس کرتا ان کی نرماہٹ محسوس کرتا اب کے بے لگام ہونے لگا تھا ۔

جس پر وہ نازک جان گھبراتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور دھکیلتی کپکپاتی بھاری سانسیں بھرتی خود کو کمپوز کرنے لگی۔

جس کے جان لیوا تیور اسے ٹھیک سے ناراض بھی ہونے نہیں دے رہے تھے الٹا اس کی جان ہلکا ہلکان کر رہے تھے۔

میں "دل" لکھوں تو دل تھامے

میں "گم" لکھوں دل کھو جائے

وہ گمبھیر لہجے میں بولتا اسے تکیے پر ڈالتا اس کے دل کے مقام پر اپنے لمس کی میٹھی پھوار برساتا اسے بے قراری سونپنے لگا ۔

وہ لرزتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ مائل کہاں تھا دوری پر ۔

تیرے "ہاتھ" بناوں پنسل سے

پھر "ہاتھ" پہ تیرے ہاتھ رکھوں

اس کے مزاحمت کرتے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنے آہنی ہاتھوں میں لیے اس کی نازک سی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھائے اس کے ایک ایک پور پر لب رکھنے لگا ۔

وہ نازک سی جان اس کی بے باکیوں پت تپ کر گلال ہوتی گردن موڑتی آنکھیں میچ گئی ۔

کچھ "الٹا سیدھا" فرض کروں

کچھ "سیدھا الٹا" ہو جائے

وہ لودیتی آنکھوں سے اس کی گردن کی نظر آتی نیلی سبز رگوں کو سہلاتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

اس کے سہلانے پر وہ اس کے ہاتھ تھامتی خود سے دور کرنے لگی ۔

میں "آہ" لکھوں تو ہائے کرے

بے چین لکھوں "بے چین" ہو تُو

اس نازک جان کے مزاحمت ہاتھ تھامتا اس کی گردن کی رگوں پر جھکتا بے حد آہستگی سے دانت گاڑ گیا وہ سسکتی بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

پھر میں بے چین کا "ب" کاٹوں

تجھے "چین" زرا سا ہو جائے

وہ بے نرمی اپنے لمس میں سموئے اپنے چاند کے دراز بال تکیے پر بکھرتا جھکتا اس کی بیوٹی بون کو مہکانے لگا ۔

اس کے شانے دبوچتی اپنی بوجھل ہوتی پلکیں اٹھائے اس کی جانب دیکھنے کی تگ ودو کی گئی تھی جو انتہائی مشکل تھا ۔

ابھی "ع" لکھوں تو سوچے مجھے

پھر "ش" لکھوں تیری نیند اُڑے

وہ روم کی لائٹ گل کرتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس میں شدت لیے جھکا تھا ۔

چاند کی سانسیں بری طرح سے پھول گئیں تھیں جس پر وہ اسے خود سے دور کرنے لگی۔ جس پر وہ اس کی ٹھوڑی کو اپنے لبوں میں دبا گیا ۔

وہ ایسے کیسے اس کی ناراضگی کو بنا حاطر میں لائے اپنی منمایاں کر سکتا تھا ۔

جب "ق" لکھوں تجھے کچھ کچھ ہو
میں "عشق" لکھوں تجھے ہو جائے

وہ کینڈلز کی روشنی میں اس کے نم چہرے کی جانب دیکھتا اس کی ناک سے بال نکالتا اس کے کپکپاتے لبوں پر جھکتا اس کی کپکپاہٹ خود میں جزب کر گیا ۔

وہ آنکھیں سختی سے میچتی اس سے پہلے کے اس کی پشت میں اپنے بازو حائل کرتی وہ پھرتی سے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتا تکیے سے لگا گیا ۔

اگر ایسا ہوتا تو وہ اس کے زخم کے بارے میں جان جاتی جو وہ بلکل بھی ہونے دینے والا نہیں تھا ۔

سٹیجرز کی وجہ سے شدید کھچاؤ تھا پر وہ مہاڈھیٹ تھا بنا اثر لیے اپنے چاند کی جان ہلکان کرنے میں مگن مدہوش ہو چکا تھا ۔

جو اس کی شدتوں پر اب ہار مانتی بنا کسی مزاحمت کے اس کی بانہوں میں پڑی ہوئی تھی ۔

★★★★★

وہ کب سے جاگتا اسے یک ٹک دیکھنے میں مصروف تھا ۔

جو اس کی بانہوں میں بکھری سی نیند میں اب مدہوش سی پڑی اسے بری طرح سے بہکا رہی تھی ۔

شہد رنگ بال الجھے الجھے سے کچھ زوار شاہ کے سینے تو کچھ اس دلنشین گڑیا کی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے ۔

شہد رنگ آنکھیں جو اس کی بے باکیوں پر بار بار بھیگ رہیں تھیں اس وقت پردہ پوش ہوئیں پلکوں کی جھالر تلے چھپیں بیٹھیں تھیں ۔

پھولے ہوئے گالوں کو مزید پھولائے جن کی سرخیاں اس کی شدتوں پر مزید گہری ہو چکیں تھیں ۔

چھوٹی سی گلابی ناک جیسے وہ چڑھاتی اسے انتہائی خوبصورت لگتی تھی ۔

بچوں کی طرح نچلا ہونٹ موڑے جیسے رونے کی تیاری میں ہو۔ کچھ ہی دیر پہلے وہ نماز پڑھ کر سوئی تھی ۔

زوار شاہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا ۔

جو کب سے اس کے جزبات کو شولے دیکھا کر بھڑکانے میں مصروف تھی۔وہ ایک نظر اس کی جانب تکتا جھکا تھا ۔

اپنے دانت کی مدد سے اپری بٹن کو دبائے کھولتا اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا ۔

مونچھوں کی چھبن اور دہکتے لمس پر وہ منہ کے زاوئے بناتی ہاتھ مارتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

تبھی وہ شریر ہوتا اس کچھ پل کو رکتا اس کے پھر سے نیند میں جانے کا انتظار کرنے لگا اور زیادہ دیر نہیں لگی تھی وہ پل میں پھر سے پر سکون ہوتی اسی پوزیشن میں سو گئی ۔

جب وہ مسکراتا پھر سے جھکا اور اس پر دل کے مقام پر لب رکھتا پوری شدت سے اس کی دھڑکنوں پر قابض ہوا تھا ۔

وہ اب بھی بری طرح سے کسمساتی اسے خود سے کرنے لگی پر وہ مدہوش ہوتا اس کی نازک سی کلائیوں کو اپنے ایک ہاتھ میں دبوچتا تکیے سے لگا گیا ۔

جس پر وہ ہو اس کی دنیا میں لوٹتی بری طرح سے مچلی تھی۔ خود پر جھکے زوار شاہ کو دیکھ اس کی شہد رنگ آنکھیں پھٹ پڑیں ۔

جو اس کے دل کے مقام پر والہانہ انداز میں دیوانگی و جنونیت بکھرتا اس کی ہر دھڑکن کو اپنے سلگتے لمس سے بے چینی سونپتا اسے ہلکان کرنے کا پھر سے ارادہ کہے بیٹھا تھا ۔

"شاہ ۔۔۔"

وہ تڑپتی خود کو آزاد کروانے کو مچلی جو اس کے وجود سے جان کھینچنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز ششش۔۔۔شاہ چھوڑیں ۔"

وہ بھرائی آواز میں بولی تھی رات سے یہ شخص وبالے جان بنا ہوا تھا ۔

اس کی التجا پر بنا کان دھرے وہ اس کے پہلو میں ایک ہاتھ لے جاتا جان لیوا انداز میں اس کی نازک سی شاخ گلاب کی مانند کمر کو سہلاتا اسے پور پور نم کرنے لگا ۔

سانسیں الگ سے پھولنے لگیں تھیں۔دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا پورا وجود کای سوکھے پتے کی مانند لرزتا ہلکان ہو رہا تھا ۔

کچھ ہی پل میں وہ اس نازک سی گڑیا پر رحم کھاتا اپنی خمار آلودہ نظروں اٹھائے کی جانب دیکھنے لگا ۔

کس کی آنکھوں نم ہو رہیں تھیں۔اسے شرٹ لیس، سرخ و سپید چوڑے شانوں، بائیس،بیس والے بازو، بالوں سے بھری چوڑی کلائیاں،اس پر سکس پیکس والا آہنی وجود دیکھ نور کا پورا وجود جل تھل ہوا تھا ۔

گلے میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی۔وہ اوپر کو ہوتا اس کی نم آنکھوں پر لب رکھ گیا ۔

جس پر وہ اس کے سینے کے بالوں کو مٹھی میں دبوچ گئی جو اس کے مردانہ وجاہت کا شہکار لگتے تھے ۔

"پپ۔۔۔۔پلیز شاہ دد۔۔۔دور ہوں ۔"

وہ اس کے بالوں کو ذرہ سا کھینچتی لرزتے لہجے میں بولی تھی جبکہ وہ اس کی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں میں اپنے سینے کے بال دیکھ دلکشی سے مسکرایا تھا ۔

"اب تو کبھی بھی نہیں میرے دل ۔"

وہ اس کی چھوٹی سی نم پیشانی سے بال ہٹاتا اس ہر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا ۔

"آ۔۔۔آپ بب۔۔۔برے ہیں ۔"

وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے تکتی لرزتے لبوں سے بمشکل بولی تھی پورا وجود حیا سے ٹوٹ رہا تھا اور اس شخص کو چین نہیں تھا ۔

"جیسا بھی ہوں آپ کا ہی ہوں میرے دل ۔"

وہ اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں کو خمار الودہ نظروں سے تکتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا ۔

تیرے قدموں میں

بکھر جانے کو جی چاہتا ہے

آج تو پیار میں

مر جانے کو جی چاہتا ہے

آرزو تھی کہ تیرے

پیار کی بانہوں میں رہوں

مل گئیں بانہیں تیری

اور کیا میں جی کے کروں

بس یہیں جاں سے

گزر جانے کو جی چاہتا ہے.....

تیرے احساس میں یوں

پیار میرا چھا جائے

جب بھی دل دھڑکے تیرا

لب پہ میرا نام آئے

آنکھ سے دل میں

اتر جانے کو جی چاہتا ہے.....

تیرے قدموں میں

بکھر جانے کو جی چاہتا ہے.....

وہ نظریں ہنوز اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر ٹکائے دلفریب نظر میں اپنے جذبات ڈھالے دیوانگی وار فتگی سے بولا تھا۔ وہ اس کے لفظوں کی شدت سے سہمتی

۔

اس کی نظروں کا تعاقب محسوس کرتی وہ اپنے لبوں کو اندر کی جانب فولڈ کر گئی ۔ جس پر گلال بکھرتے گالوں کے گھڑے کچھ حد تک واضح ہوئے تھے ۔

اور ایسا کرتی وہ اپنی پیاری لگی تھی زوار شاہ کو کہ بے لگام ہوا تھا ۔

"آپ کو کیونکر لگتا ہے آپ اس طرح سے مجھ سے بچ سکتی ہیں میری جان۔۔ بلکل اس طرح سے تو آپ میرے دہکتے جزبات کو مزید ہوا دے رہی ہیں اپنی ان قاتل اداؤں سے ۔"

وہ مخمور لہجے میں بولتا اس کے گال نرمی سے دبوچتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا انھیں اپنی حراست میں لے گیا ۔

وہ جو خود کو بچائے ہوئے تھی اس چلاک انسان کی چلاکی اور اپنی سانسوں پر اس کی پر حدت گرفت محسوس کرتی وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی ۔

پر وہ اس کی معصوم سی مزاحمتوں کو بنا خاطر میں لائے اس کی سانسوں کی خوشبو پوری شدت و دیوانگی سے خود میں منتقل کرتا نور کو قیامتوں کے زیر اثر کرنے لگا تھا ۔

وہ نازک سی گڑیا اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔ پورا وجود جل تھل ہوا تھا ۔

سانسوں کی تنگی پر جان نکلنے لگی تھی پر وہ ظالم بنا اس کی نازک جان کو اپنی جنونیت بھری جنبش میں لیے آج اس کی جان ہی تو نکال رہا تھا ۔

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے جا پر وہ ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پشت سہلانے لگا ۔

وہ نازک جان گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی ٹوٹتی سانسیں ہموار کرنے لگی ۔

نازک سا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ جیسے زوار شاہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا ۔

"اتنا وائبریٹ کیوں ہو رہی ہیں میری جان ۔"

وہ ہاتھ پھر سے اس کی نازک سی کمر کے پیچ و خم میں الجھاتا اس کی جان مشکل میں ڈالنے لگا ۔

وہ اس کی دہکتی انگلیوں کا لمس اپنی ریڈ س بون پر محسوس کرتی اپنی سانسیں تک کھنچ گئ ۔

وہ خمار الودہ نظروں سے اس کا سرخ گلاب چہرہ تکتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا اس کے چہرے کے کناروں پر اپنا سلگتا لمس چھوڑتا اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

جو مرنے کو ہوتی خود کو اس دیو کے چنگل سے آزاد کروانے کو تڑپی تھی ۔

"پپ۔۔۔پلیز شاہ ۔"

وہ بکھرے سانس بھرتی ملتجی لہجے میں بولی تھی جس پر وہ اس نازک جان پر رحم کھاتا نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اسے آزادی دے گیا ۔

دل تو بلکل بھی تیار نہ تھا پر وہ اگر اس نازک جان پر مزید ستم ڈھاتا وہ وہ ضرور حواس کھو دیتی ۔

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا بالکنی کی جانب بڑھا تھا کیونکہ جانتا تھا وہ اس کی موجودگی میں بلکل بھی نہ اٹھتی ۔

تبھی اس کی مشکل آسان کی تھی۔اس کے جاتے ہی وہ کاؤچ پر رکھا بلش کلر کا فراک جو شاید زوار شاہ نے ہی نکال کر رکھا تھا اٹھاتی واش روم میں گھس گئی ۔

★★★★★

رات کو دیر سے گھر آنے کہ وجہ سے وہ ابھی تک سو رہی تھی حدید خان فجر کے وقت بنا کوئی آہٹ کیے گھر سے نکلا تھا ۔

وہ سکون سے محو خواب تھی جب کوئی ماسٹر کی کا استعمال کرتا حدید خان کے فلیٹ میں داخل ہوا تھا ۔

وہ ایک نہیں دو وجود تھے۔ایک لڑکا اور دوسری لڑکی تھی ۔

وہ احتیاط سے چھوٹے سے ہال میں چلتے دونوں روم کی جانب بڑھے ۔

فلیٹ بس دو رومز پر ہی مشتمل تھا اور ایک لیونگ روم تھا ۔

ایک روم خالی تھا تو وہ دوسرے روم کی جانب بڑھے تھے دھیرے سے دروازہ کھولتے اندر جھانکا سامنے ہی انھیں وہ مل گئی تھی جیسے دیکھ دونوں کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ رقص کر گئی ۔

لڑکی نے اپنے ساتھ موجود لڑکے کو اشارہ کیا تھا۔ وہ دونوں بنا آہٹ کیے بیڈ کے عین سامنے آ کھڑے ہوئے ۔

انا یوسف کا دلکش روپ دیکھ لڑکے کی آنکھوں میں ہوس نما چمک ابھری تھی ۔

بے شک وہ بے حد ہوش ربا تھی کسی کا بھی ایمان ڈگمگانے کا ہنر رکھتی تھی ۔

وہ دونوں اس کی جانب بڑھے تھے تبھی انا کا سائڈ ٹیبل پر رکھا فون رنگ ہوا تھا ۔

وہ دونوں بوکھلائے تھے فون کی آواز سنتی انا یوسف جو مندی مندی آنکھیں کھولتی فون دیکھنے لگی تھی اپنے روم میں دو نقاب پوش دیکھ کر ایکدم سے چیخ اٹھی ۔

وہ ایک جھٹکے سے بیڈ سے اترتی دوسری جانب جا کھڑی ہوئی ۔

"کک۔۔۔کون ہو تم لوگ ۔"

وہ بری طرح سے خوفزدہ ہوئی تھی لیکن اپنے ہواس کھونے کا وقت نہیں تھا ۔

"منہ کیا دیکھ رہو ہو پکڑو اسے ۔"

وہ نقاب پوش لڑکی لڑکے پر چلائی تھی۔انا کو وہ آواز جانی پہچانی لگی تھی ۔

وہ لڑکا اس کی جانب بڑھا تھا تبھی وہ ایکدم سے اسے دھکا دیتی باہر کو بھاگی تھی لیکن رستے میں ہی اس لڑکی نے اس نازک پری کے بالوں سے اسے دبوچا تھا ۔

درد کے مارے پورے گھر میں اس کی چیخیں گھونجیں تھیں ۔

"خان۔۔۔۔خان۔"

وہ درد سے تڑپتی حدید خان کو آوازیں لگانے لگی جو نا جانے کہاں چلا گیا تھا اسے اکیلا چھوڑ کر ۔

پر وہ ہوتا تو آتا نہ ۔

وہ لڑکا اس کی جانب بڑھا تھا جب وہ پوری جان لگا کر لڑکی کے پیٹ میں گھٹنا مارتی اسے خود سے پرے دھکیلتی باہر کو بھاگی تھی ۔

"پکڑے اسے منہ کیا دیکھ رہے ہے ۔"

وہ درد سے کراہتی اپنے ساتھی کو بولتی چلائی تھی ۔

"پکڑے اسے منہ کیا دیکھ رہے ہے ۔"

وہ درد سے کراہتی اپنے ساتھی کو بولتی چلائی تھی ۔

"دور رہو مجھ سے خان ۔"

وہ اس لڑکے کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ خوف سے سفید پڑتی چلائی تھی ۔

وہ اس تک پہنچتا بالوں میں دبوچتا اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کر گیا ۔

انا کو اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا ۔

"تم کمزور نہیں ہو میرا بچہ تم وجدان شاہ کی بہن ہو۔ اگر زندگی میں کبھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو تم ہارو کی نہیں تم یوسف میراج کی بیٹی ہو ایک جان باز حب الوطن کی بیٹی ۔"

وجدان شاہ کے کہے الفاظ اس کی سماعت میں گھونجے تھے ۔

وہ خود میں ہمت جمع کرتی اس لڑکے کو دھکا دیتی بیڈ کی جانب بڑھی تھی ۔

اسے ہمت کرنی تھی ابھی نہیں تو کبھی نہیں ۔

بمشکل سائڈ ٹیبل تک پہنچتی اس میں سے ریوالور نکالتی اپنے پیچھے آتے لڑکے پر بنا سوچے سمجھے فائر کر گئی جو اس کے سینے پر لگا تھا ۔

وہ چنگاڑتا زمین بوس ہوا تھا۔وہ نقاب پوش لڑکی سکتے میں آئی تھی ۔

پر الگے ہی پل ہوش میں آتی اپنی پسٹل نکالتی اس سے پہلے کے انایوسف پر فائر کرتی حدید خان جو گولی جی آواز سنتا اپنے روم کی جانب بھاگا تھا۔

سامنے ہی اپنی معصوم سی بیوی کو ریوالور پکڑے سکتے میں دیکھ ایک نقاب پوش کو اناپر پسٹل تانے دیکھ بنادیت کیے۔اس کے ہاتھ پر فائر کیا تھا ۔

اس کے ہاتھ میں پستول دور جا گرا تھا وہ کراہتی اپنا ہاتھ تھام گئی ۔

حدید خان نے ایک ہی جست میں اسے اپنے قبضے میں لیا تھا۔ جو بھاگنے کے چکر میں تھی ۔

اپنی جیب سے انجیکشن نکالتے اس کی گردن میں گاڑا تھا اور الگے ہی پل وہ حواس کھوتی زمین بوس ہوئی تھی ۔

وہ اسے وہیں چھوڑتا بت بنی انا کی جانب بڑھا تھا ۔

"ہیے میرے دلبر، آپ ٹھیک ہیں نہ۔"

وہ اس کے ہاتھ سے ریوالور لیتا بیڈ پر اچھالتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا متفکر سا دریافت کرنے لگا ۔

"خ۔۔۔خان ممم۔۔۔میں نے مار دیا ۔"

وہ بری طرح سے کپکپاتی بمشکل بولی تھی ۔

"شش۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے یہ سیلف ڈیفنس ہے۔اگر آپ نہ مارتیں تو وہ آپ کو نقصان پہنچا دیتا ۔"

وہ انا کو اس فیز سے نکلنے کو اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھر تا نرمی و ملائمت سے بولا تھا ۔

"آپ کک۔۔۔ کہاں تھے خان وو۔۔۔ وہ میرے ساتھ کک۔۔۔ کچھ غلط ۔"

وہ مزید بولتی کہ حدید خان نے اسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں لیا تھا ایک نظر زمین پر پڑے اس آدمی کی جانب گئی تھی جو خون سے لت پت تھا ۔

آنکھیں کھلیں ہوئی تھیں جن میں زندگی کی رمق باقی نہ تھی ۔

"یہی ہوں آپ کے پاس ڈونٹ کرائے خانم ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا روم سے باہر نکلا تھا کیونکہ جب تک وہ یہاں رہتی وہ یوں اس فیز میں قید سہمی رہتی ۔

اسے ساتھ والے روم میں لاتا بیڈ پر ڈال گیا ۔

"خان پپ۔۔۔پلیز مت جائیں ۔"

وہ اس کے دور ہونے پر تڑپ اٹھی تھی۔حدید خان اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"بس دو منٹ میرے پیارے سے دلبر سائیں ۔"

وہ نرمی والفت سے بولتا اس سے دور ہوا تھا ۔

اسے روم سے نکلتا دیکھ وہ اپنی ٹانگوں کے گرد بازو باندھتی گھٹنوں پر سر ٹکا گئی ۔

حدید خان اس نقاب پوش لڑکی کے پاس بیٹھتا اس کے چہرے سے ماسک ہٹا گیا

۔

اسے شدید جھٹکا لگا تھا جس لڑکی کو وہ پچھلے ایک ماہ سے ڈھونڈ رہے تھے وہ اس کے گھر اس کی بیوی پر حملہ کرتے پکڑی گئی تھی ۔

آخر اسے انایوسف سے کیا چاہیے تھا یا اسے کیوں مارنا چاہتی تھی وہ تو اسے ٹھیک سے جانتی بھی نہیں تھی ۔

یا شاید اس لیے کہ وہ نور کی دوست تھی ۔

پر یہ کوئی خاص وجہ نہ تھی ۔

اور نا ہی وہ اس کے توسط انایوسف کو نقصان پہنچا سکتے تھے کیونکہ حدید خان سیکریٹ ایجنٹ ہے یہ بات سوائے انایوسف زوار شاہ اور وجدان شاہ کے کوئی نہیں جانتا تھا ۔

پھر اس حملے کی وجہ کیا تھی وہ بھی دن دھاڑے اس کی بیوی کو مارنے کی کوشش کی گئی تھی ۔

یہ بات یا تو یہ لڑکی بتا سکتی تھی یا پھر خود انا یوسف ۔

پر انا اس وقت کچھ بھی بتانے کی کنڈیشن میں نہیں تھی ۔

★★★★★

انا اور حدید خان نے ریسیپشن کے لیے معذرت کر لی تھی ۔

چاندنی پنک لانگ میکسی پہنے جبکہ نور سلور میکسی زیب تن کیے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

چہرے آج بھی ڈھکے ہوئے تھے کیونکہ دونوں ہی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بھی اس کی متاعِ جاں کا یہ جان لیوا روپ دیکھے ۔

زوار شاہ اور وجدان شاہ نے آج بھی ایک سی ڈریسنگ کی ہوئی تھی بس کلر میں اتضاد تھا ۔

وجدان شاہ نے بلیک نیکسڈ وجبکہ زوار شاہ نیوی بلو کلر کا نیکسڈ و پہنے الگ ہی جھنپ دیکھا رہا تھا ۔

اس کے پہلو میں بیٹھی وہ نازک سی اپسرا جو مسلسل اس کی نظروں کی تپش سے گھبراتے پگل تھی ۔

"اتنا ڈر کیوں رہی ہیں میرے دل۔ میرے خیال میں رات کو آپ کے سارے ڈر خود میں جزب کر چکا ہوں۔ پر لگتا ہے کچھ کمی رہ گئی ہے ۔

کوئی بات نہیں وہ کمی آپ پوری ہو جائے گی ڈونٹ وری جان۔"

زوار شاہ اس کا نازک سا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ اپنے مظبوط ہاتھوں میں لیے اس کی پشت کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے تپشِ عشق سے بولتا اسے پور پور نم کر گیا ۔

وہ بری طرح سے کپکپائی تھی اس کی باتوں اور اپنے ہاتھ پر اس کا دہکتا لمس محسوس کر ۔

"شش۔۔۔۔شاہ۔۔ برے ہیں ۔"

وہ بمشکل بولی تھی اپنا ہاتھ نکالنے کی بھی تگ ودو کی گئ تھی پر اس ظالم کی گرفت مزید سخت ہوئی تھی اس کی مزاحمت پر ۔

"آپ سویر آپ کی خوشبو مدہوش کر رہی ہے آپ کے شاہ کو۔ تو قربت کا عالم جان لیوا ہو گا آج ۔"

وہ باز کہاں آیا تھا بلکہ مزید خمار الودہ لہجے میں بولتا اس کی جان نکالنے لگا ۔

"ہم۔۔۔بب۔۔بات نہیں کک۔۔۔کریں گے۔پلیز شاہ ۔"

وہ روہنسا ہوئی تھی۔جس ہر وہ رحم کھاتا خاموشی سے سیدھا ہوا تھا ۔

"اوکے میرے دل اب کچھ نہیں کہتا ۔"

وہ جیسے ہار مان رہا تھا۔نور کچھ پر سکون ہوئی تھی ۔

"سائیں ہم تھک رہے ہیں ۔"

وہ اپسراؤں کی ملکہ جو کب سے خود پر ضبط کیے بیٹھی تھی اب بس ہوئی تو نم آواز میں گویا ہوئی تھی ۔

"میرے چاند آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا نہ ہم چلتے ہیں روم میں ۔"

وہ بنا کسی کی پرواکیے اگلے ہی پل اسے اپنی بانہوں میں بھرتا سٹیج سے اترا تھا ۔

چاند کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھی اچانک سے ہوئی افتاد پر اسے جیسے یقین نہ آیا ۔

سب مہمانوں نے پر شوق نظروں سے اپنے سردار کو تکا تھا ۔

کچھ حاسد لوگ باتوں سے باز نہ آئے پر وجدان شاہ کو فرق نہیں پڑتا تھا ۔

اسے بس اس بات کی پروا تھی کہ اس کا چاند تھکا ہوا تھا۔ رابعہ بیگم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے وجدان شاہ کو آنکھیں دیکھائیں تھیں ۔

جس پر وہ مسکراہٹ ان کی جانب اچھالتا اندر کی جانب بڑھا تھا زوار شاہ کے لب بے تحاشہ مسکرائے تھے ۔

"تو کیا خیال ہے ہم بھی چلیں ۔"

وہ نور کو تنگ کرنے کی غرض سے اس کی سماعت میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا جس پر وہ روہنسا ہوئی ۔

"اوہوں میری ڈرپوک جانم کچھ نہیں کر رہا ۔"

وہ مسکاتے لہجے میں بولا تھا جس پر نور نے سکون کا سانس لیا تھا ۔

کیونکہ کچھ بعید نہیں تھا اس پاگل سے وہ بھی بنا لحاظ کیے اسے لے جاتا ۔

★★★★★

وہ اسے روم میں لا تا نرمی سے بیڈ پر ڈال گیا.

وہ سکون سے بیڈ کے کراؤن سے سر ٹکائے آنکھیں موند گئی ۔

وجدان شاہ نے نرمی سے اس کے چہرے سے دوپٹہ ہٹایا تھا ۔

بے شک اس کا نازک سا چاند بے حد حسین لگ رہا تھا اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ آج زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی یا کل ۔

آنکھوں پر لائٹ سا پنک گولڈن میک اپ کیے گلاب گالوں پر پنک بلش آن کیے لائٹ سا پنک گلوز لگائے جو اس کی دودھیا رنگت پر قیامت ڈھا رہا تھا ۔

پر وہ نازک جان تھکی تھکی سی لگی تھی اسے ۔

"میرے چاند چینج کر لیں جان سائیں ۔"

اسے لگا شاید وہ اس ہیوی ڈریس سے پریشان ہے تبھی نرمی و الفت سے گویا ہوا تھا ۔

جس پر وہ منہ کے زاویے بناتی اس پھر سے آنکھیں موند گئی۔ وجدان شاہ نے مسکراتے اپنے چاند کی اداؤں کو اپنے دل میں اتارا تھا ۔

یقیناً وہ ہلنے والی نہیں تھی تبھی اسے ایک ایک کرتے اس کے وجود سے تمام جیولری نکالی تھی ۔

پھر نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے شانے پر دوپٹہ نکالنے دور اچھالا تھا ۔

ایک پل کو نازک سا دل بے آہنگ ہوا تھا پر آنکھیں میچتی اس کے شانے پر سر ٹکا گئی ۔

وجدان شاہ شریر سا مسکراتا ہاتھ اس کی زپ کی جانب بڑھا گیا۔اور عین مطابق اگلے ہی پل وہ بدک اس سے دور ہوئی تھی ۔

پر اس ساحر نہ ایسا ہونے نہیں دیا تھا ۔

"سائیں ۔"

تڑپ کر پکارا گیا تھا۔

"جان قربان میرے سرکار ۔"

وہ اس کی پشت پر بکھرے دراز بال ہٹاتا اس کی گردن کی پشت پر جا بجا اپنا سلگتا لمس چھوڑتا اسے سسکنے پر مجبور کر گیا ۔

"پلیز نن۔۔۔ نہیں کریں ہم تھک گئے بہت ۔"

وہ اس کا جان لیوا لمس سہتی اسے خود سے دور کرتی ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

"میں بھی تو مدد کر رہا ہوں نہ جانتا ہوں میرا چاند تھک گیا ہے بہت".

وہ پشت سے زپ کو نیچے کی جانب کھسکاتے مخمور یت سے سرگوشی نما آواز میں بولا تھا ۔

وہ کی جان سے لرزی تھی اس کی دہکتی انگلیوں کا لمس اپنی ریڈ ہس بون پر محسوس کرتی ۔

وہ بے حد نرمی سے اس کی نازک سی کمر کے پیچ و خم میں الجھتا مدہوش ہونے لگا تھا ۔

چاند کی سانسیں بھاری ہونے لگیں تھیں۔وہ اس کے شانوں سے میکسی کھسکاتا اس کے دودھیا شانوں کو اپنی جنونیت و دیوانگی کے رنگ میں رنگتا اس کی جان زلزلوں کی زد میں کیے ہوئے تھا ۔

وہ بمشکل ضبط کرتی اس کی شدتوں کو برداشت کرتی اس کے کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اس کا سہارا لیے ہوئے تھی ۔

جب وہ ظالمانہ انداز اپنایا اس کی کالر بون کو اپنے دانت میں دباتا اسے بے جان کر گیا ۔

وہ نیم جان ہوتی وجدان شاہ کی بانہوں سے کسی ریشم کی مانند پھسلتی پیچھے کو بیڈ پر گری تھی ۔

وجدان شاہ کی آنکھوں میں خماری سرخیاں نمودار ہوئیں تھیں اس کی چاند سی دہکتی رعنائیوں کو دیکھ ۔

وہ اپنے کوٹ کے بٹن کھولتا اسے اتار کر دور اچھالتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا ۔

وہ سہمتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی گئی۔جب اس پاگل دیوانے کا لمس اپنی بیوٹی بون پر سرکتا محسوس ہوا ۔

"سس۔۔۔سائیں مجھے بھوک لگی ہے ۔"

کچھ نہ سوجتے اسے حدیں پار کرتا دیکھ وہ پھولی ہوئی سانسوں سے بولی تھی ۔

وجدان شاہ جو مسرور سا اس کے مخملی وجود کی دلکش رعنائیوں میں گم تھا اس کی بات پر خود پر ضبط کرتا اٹھا تھا ۔

اور انٹر کام سے ملازمہ کو کھانا لانے کا کہا تھا ۔

تبھی وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھتی ڈریسنگ روم میں گم ہوئی تھی وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے اپنے چاند کی پھرتیاں دیکھ ۔

★★★★★

"شاہ چھوڑیں ہمیں آج ہمارا ولیمہ ہے اور ہمیں اپنے مائکے رہنا ہے ۔"

وہ جو آج اپنے روم میں سکون سے رہنے کی پلاننگ کیے بیٹھی تھی زوار شاہ نے ایک لفظ ہے ساری ملیامیٹ کر دی ۔

"شٹ اپ نور۔ آپ کہیں نہیں جا رہیں ۔"

وہ جو اس کا چاندنی سا روپ دیکھ کر مشکل خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا اس کی ایک ہی رٹ کر دھیمے لہجے میں غرایا تھا ۔

وہ ایک پل کو سہمی تھی ۔

"شاہ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں سب شادی کے بعد ولیمہ کے لیے جاتے ہیں ہمیں بھی جانا ہے ۔"

وہ ضدی انداز میں بولی تھی زوار شاہ کے اعصاب تنے تھے ۔

ایک پل دوری گوارہ نہ تھی اس نازک سی گڑیا سے، ابھی تو وہ پورے حق کے ساتھ اس سے ملی تھی اور وہ پھر سے دور جانے پر باضد تھی ۔

"میرے دل میری بات سنیں آپ کہیں نہیں جائیں گی۔ابھی ہی تو مجھے میسر آئی ہیں۔اور اب جانے کی بات کیوں کر رہی ہیں جاناں ۔"

وہ اسے بیڈ پر اتارتا اس کا منموہنا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیے الفت و دیوانگی سے بولا تھا پر وہ اس کی کوئی بات سمجھنے پر آمادہ نہیں تھی ۔

جو کامدار بھاری سلور میکسی پہنے ڈائمنڈ سیٹ جیولری پہننے جو اس پر بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی ۔

شہد رنگ آنکھوں پر سلور میک اپ کیے، گلاب گالوں پر پیچ بلش آن کیے اور نچ پیچ گلوز لگائے جو اس کی دودھیا رنگت پر قیامت ڈھا رہا تھا ۔

"شاہ پلیز ہماری ی بات مان جائیں ہمارے پیارے شاہ کل ہم واپس آ جائیں گے سچی۔"

وہ اسے کسی بھی طرح منانا چاہتی تھی بنا اس کی چاہت والفت جانے ۔

اس کے جزبات کا بری طرح سے قتل کرنے کو تیار زوار شاہ کا دل بری بے دردی سے نوچ گئی ۔

"ٹھیک ہے جائیں. اور اپنی خواہش پوری کریں زوار شاہ جائے بھاڑ میں ۔"

وہ غصے سے دھاڑتا بالکنی کا ڈور کھولتا بالکنی میں چلا گیا ۔

نور اس کے دھاڑنے پر سہمی ساکت ہوئی تھی کچھ پل کو ہوش میں آتے ہی اپنی میکسی سنبھالتے اٹھی تھی ۔

"شاہ ۔"

بڑی مدھم سی پکار تھی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا ۔

وہ کیسے اپنے بچپنے میں اپنے شاہ کے جزبات روندھ سکتی تھی۔ کیا وہ جانتی نہیں تھی وہ کتنا جنونی تھا اس کے لیے ۔

وہ بالکنی کی جانب بڑھی تھی پر اس سے پہلے کے وہ ڈور کھولتی زوار شاہ نے اس کی جانب تکتے سفاکیت سے ڈور لاک کیا تھا ۔

نور کے چہرے پر کرب و بے یقینی کے تاثرات بیک وقت ابھرے تھے ۔

"شاہ۔۔۔ایسامت کریں شاہ ۔"

وہ گلاس وال پر ہاتھ مارتی روندے لہجے میں بولی تھی پر بنااس کی پکار پر کان دھرے۔

اس کے دلکش سراپے کو تکتااس کے ہاتھ پر گلاس وال کے پار سے اپناہاتھ رکھتا اس کی نم آنکھوں میں دیکھنے لگا ۔

"آپ بے رحم ہیں دل ائنور شاہ ۔"

وہ انگلی اس کے نظر آتے سراپے پر گھماتا کرب ووار فتگی سے بولا تھا ۔

وہ اس الزام پر تڑپتی نفی میں سر ہلا گئی ۔

"ایسا نن۔۔۔۔ نہیں"

وہ نفی میں سر ہلاتی بمشکل بولی تھی۔ شہد رنگ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے ۔

زوار شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔ پر وہ رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا ۔

"ایسا ہی ہے۔ آپ نے تو محبت کی ہی نہیں زوار شاہ سے۔ سب جھوٹ، سب فریب۔"

وہ اس کی محبت کی نفی کرتا نور کے دل کا سارا لہو نچوڑ گیا تھا جیسے ۔

"ہاں ہم۔۔۔۔ہم مم۔۔محبت نہیں کرتے۔کک۔۔کیونکہ عشق کرتے ہیں آپ سے ۔"

وہ تڑپ کر دیوانگی والفت سے بولتی ایک پل کو زوار شاہ کا دل موم کر گئی پر اگلے ہی پل وہ سختی پر اترا تھا ۔

"ایسا عشق نہیں چاہیے۔جس میں آپ کا محبوب آپ کے لیے تڑپے اور آپ کنارہ کیے چلتے بنے۔بنا اس کے دل کا حال جانیے، بنا اس کے جزبات کی حدت کو سمجھے ۔"

وہ سرد لہجے میں بولے موڑتا ریکنگ پر ہاتھ ٹکا گیا۔نور کو اپنا پورا وجود منجمد ہوتا محسوس ہوا تھا اس کے سرد لہجے سے ۔

آسمان جو گہرے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا ہلکی پھلکی پھوار برسانے لگا ۔

"شاہ پپ۔۔پلیز ہماری بات سنیں ۔"

روندھی آواز میں پکارا گیا تھا شاید وہ خفگی بھول جائے ۔

پر وہ اس کی پکار پر نہیں مڑا تھا بلکل اپنا کوٹ اتار کر چیئر پر اچھالتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا چہرہ اوپر کو اٹھا گیا ۔

ہلکی پھلکی بارش کی کن من زوار شاہ کے چہرے کو چھوتیں اس کے اندر دہکتے لاوے کو کم کرنے میں ناکام ٹھہر رہیں تھیں ۔

نور نے بے بسی سے اس ضدی انسان کی جانب دیکھا تھا۔جو اس کی کوئی بات سننے پر آمادہ نظر نہیں آرہا تھا ۔

★★★★★

کھانا کھانے کے بعد وجدان شاہ نے اسے میڈیسن کھلائی تھی اسے اپنے سینے پر ڈالتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

"سو جائیں ورنہ میرا ارادہ بدل بھی سکتا ہے میرے چاند ۔"

خود کو تکتا پا کر وجدان شاہ نے شریر انداز میں کہا تھا ۔

جس پر وہ جھٹ سے آنکھیں موند گئی تھی۔وہ بس اس کے گہری نیند میں جانے کے انتظار میں تھا ۔

اپنا ضروری سامان وہ پہلے ہی ایمی سے کہہ کر پیک کروا چکا تھا۔وہ اپنے چاند کو سرپرائز کرنے والا تھا ۔

جانتا تھا میڈیسن کی وجہ سے وہ دس بارہ گھنٹے پہلے اٹھنے والی نہیں تھی ۔

کچھ نیند کی کمی بھی اعصاب پر حاوی تھی۔ سلطان شاہ زمان شاہ اور رابعہ بیگم کو وہ پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا ۔

سلطان شاہ بہت خفا ہوئے تھے لیکن وجدان شاہ نے انھیں منا لیا تھا ۔

کیونکہ اسے پاکستان راس نہیں تھا نہ وہ اپنے چاند کو مزید اذیتوں کی بھٹی میں جھونک سکتا تھا ۔

اور ابھی تک شادی کا تحفہ بھی تو رہتا تھا جس کے بارے میں سوچ وہ مسکرایا تھا ۔

وہ نرمی سے اس چاندنی سے پیکر کو اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے روم سے نکالا تھا ۔

شکر تھا جو ہلکی پھلکی بارش تھی وہ بھی رک چکی تھی۔ ورنہ آج جانا مشکل ہو جاتا

۔

گاڑی میں سوار ہوتے وہ لوگ کچھ ہی دیر میں لوگ اپنے پرائیویٹ جیٹ کے پاس تھے ۔

قادر کو ہمراہ لیے وہ فائی کر گئے ۔

نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتے پردے گرائے وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا آنکھیں موند گیا ۔

جب اس کا چاند آنکھیں کھولے گا تو کتنا خوش ہو گا۔اپنی دنیا میں واپس آکر ۔

اس چھوٹی سی پری پیکر کی نرم گرم سانسوں کی پھوار اپنے سینے پر محسوس کرتا وہ مدہوش ہو رہا تھا ۔

آنکھیں کھولتے ایک نظر اپنے سینے پر پڑے اس چھوٹے سے مجسمے وجود کو دیکھا تھا ۔

جو لائٹ پرپل نائٹ ڈریس پہنے سر پر ربن لگائے شفاف چہرا لیے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

گلاب کی پنکھڑیوں سے لب ہلکے سے وا تھے جو اسے بری طرح سے بہکا رہے تھے ۔

وہ نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اس پر جھکتا بے حد آہستگی سے اس کے عنابی لبوں پر اپنے لمس سے دہکاتا۔

اس کی پیشانی سے سیاہ بالوں کی لٹیں ہٹاتا نرمی و ملائمت سے اس کی مانگ پر لب رکھتا دور ہوا تھا ۔

نظریں اس کے چہرے سے ہوتی پیٹ پر رکھے ہاتھ پر گئیں تھیں ۔

کچھ ہی ماہ وہ باپ بننے والا تھا یہ احساس کس قدر خوبصورت اور خوش کن تھا ۔

وہ اس کے پہلو سے شرٹ سرکاتا جھکتا ہنوز انداز میں ملائمت والفت لیے اپنا لمس چھوڑتا اس ننھی سی جان کو محسوس کرنے لگا جو آنے سے پہلے ہی اسے بے حد پیاری تھی ۔

کیونکہ وہ اس کے چاند اور اس کے وجود کا حصہ تھی۔ وہ اس کی محبوب بیوی کے وجود کا حصہ تھی ۔

"ڈیڈ لوز یو ڈیڈ کی جان ۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بولا تھا جیسے وہ ننھی سی جان سامنے ہو ۔

"اگر آپ پرنسس ہو تو ڈیڈ آپ کو بہت پیار کرتے ہیں میری جان ۔"

وہ مدھم سا مسکراتا محبت و ملائمت سے بولا تھا ۔

"لیکن اگر پرنس ہو تو خبردار جو اپنی مام کو زیادہ تنگ کیا۔ بٹ ڈیڈ آپ سے بھی بہت پیار کرتے ہیں ۔"

وہ ایک بار پھر سے نرمی سے اپنے سلگتے لمس کی حدت اپنے بچہ تک پہنچے کی کوشش کرتا مسرور سا تھا ۔

کچھ پل وہ اس پر اپنی محبت کے پھول نچھاور کرتا واپس اپنے سینے پر ڈالتا اسے نہارنے لگا ۔

میں نے جانا ہے کہہ

محبت موسم نہیں

اپنی مدت پوری کرے

اور رخصت ہو جائے

محبت ساون نہیں،

ٹوٹ کر برسے

محبت آگ نہیں،

سلگے بھڑکے

اور بجھ جائے

محبت آفتاب نہیں،

ابھرے چمکے اور ڈھل جائے

محبت تو چاند کی مانند ہے

جو بڑھتا ہے،

گھٹتا ہے

نکلتا ہے،

چھپتا ہے

مگر فنا نہیں ہوتا

اور آپ تو ہیں ہی وجدان شاہ کا چاند ۔"

جس کے لیے اس کی محبت کا معنی ہی اس کا چاند ہے جان سائیں ۔"

وہ محبت بھری دلفریب مدھم سرگوشیاں اس کی سماعت میں انڈھیلتا اپنے حال دل سے آگاہ کرتا مسرور سا تھا ۔

★★★★★

"پلیز شاہ ہم اب کبھی جانے کی بات نہیں کریں گے ۔"

وہ گلاس وال پر ہاتھ مارتی بھرائی آواز میں بولی تھی۔ زوار شاہ اپنی شرٹ اتار کر بھی وہیں پھینک چکا تھا ۔

"آپ جائیں نور شاہ اپنے روم میں جائیں ۔"

وہ رخ موڑے درشتی سے بولا تھا۔ نور کو لگا جیسے وہ اس کی سانس رکھ گیا تھا ۔

"شاہ ہم سوری کرتے ہیں شاہ ہم سے خفا مت ہوں۔"

وہ ہاتھ جوڑتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی زوار شاہ تڑپ اٹھا تھا ۔

وہ ایک پل کی بھی دیر کیے بنا گلاس وال کھولتا اندر آیا تھا نور قدم بڑھاتی اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

زوار شاہ نے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اوپر کو اٹھایا تھا ۔

"دور جانے کی بات مت کیا کریں میرے دل۔ بہت انتظار کیا ہے ان پلوں کا۔
آپ کا دور جانا آگ لگاتا ہے میرے دل میں ۔"

وہ اسے بے تحاشہ خود میں بھینچتا دیوانگی و جنونیت سے بولا تھا۔ نور کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئیں پر ذرہ مزاحمت نہ کی گئی ۔

کہ کہیں وہ پھر سے نہ روٹھ جائے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے سسکی تھی ۔

وہ اسے بے تحاشہ خود میں بھینچتا دیوانگی و جنونیت سے بولا تھا۔ نور کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئیں پر ذرہ مزاحمت نہ کی گئی ۔

کہ کہیں وہ پھر سے نہ روٹھ جائے اس کی گردن میں چہرہ چھپائے سسکی تھی ۔

ہم دور نہیں جانا چاہتے آپ سے شاہ پپ۔۔۔پر آپ کی شدتوں سے ڈڈ۔۔۔ڈرتے ہیں ۔"

وہ لرزتی آواز میں بولتی شرم سے سرخ ہوتی اس گردن میں منہ دیے گہرے سانس بھرتی زوار شاہ کو بہکانے کا سامان کرنے لگی ۔

جواس نازک سی گڑیا کی نرم گرم سانسوں دہکن اپنی گردن کی رگ پر محسوس کرتا آنکھیں میچتا اپنی رگ رگ میں اس سکون کو بسانے لگا ۔

"اب آپ خود مجھے بہکا رہی ہیں میرے دل سائیں ۔"

وہ اس کے وجود کو دوپٹہ سے آزادی دیتا اسے خود میں بھینچتا اس کی گردن سے بال ہٹائے جا بجا اس کی گردن اور کندھے پر لب رکھتا ۔

نور کو لرزنے پر مجبور کر گیا۔ دل جیسے کسی سوکھے پتے کی لرز رہا تھا ۔

پراس بار مزاحمت کی غلطی نہیں کی تھی۔وہ سختی سے اس کے شانے دبوچے آنکھیں موند گئی ۔

اس جنونی کا دہکتا بھیگا لمس جیسے نور کی جان نکالنے کے در پر تھا ۔

"آئی لو یو۔۔۔آئی لو یو میرے دل ۔"

وہ اس کی ویسٹ میں بازوں حائل کیے اسے اٹھاتا اپنے مقابل کرتا شدت پسندی سے بولتا اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا اس موم سی گڑیا کا روم روم سلگانے لگا ۔

"شش۔۔۔شاہ".

بمشکل سانس لیتے لرزتے لبوں سے پکارا گیا تھا۔ زوار شاہ اس نازک سی گڑیا کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اسے اپنے سامنے کر گیا ۔

چھوٹی سی نم پیشانی پر پر بکھری شہد رنگ بالوں کی لٹیں ۔

زوار شاہ کو بیر ہوا تھا ان سے ۔

اس کی قربت میں سرخ ہوتی سہمی سہمی شہد رنگ آنکھیں ۔

لرزتی پلکوں کی جھالر ۔۔

گلال ہوتے گلاب گال ۔۔

عنابی لبوں کی تھر تھراہٹ

اُف کس قدر قاتل دلربا تھی وہ زوار شاہ پور پور گھائل ہوا تھا ۔

اس پر شہ رگ سے پھوٹتی نمی ۔

زوار شاہ کی آنکھوں لو دینے لگیں وہ مدہوش کن سا جھکتا اس کی شہ رگ سے نمی چننے لگا ۔

نور کے پور پور میں برقی لہریں اٹھیں تھیں۔ پورے وجود سے ٹھنڈی نمی پھوٹنے لگی تھی ۔

"میرے سکونِ دل زوار شاہ کو بیر ہوتا ان لٹوں سے بھی جو آپ کے چہرے کو چھوتی ہیں ۔"

وہ اس کے چہرے پر بکھرتے بالوں کو ہٹاتا اس کے گال سے نیچے اپنا سلگتا لمس چھوڑتا مخمور لہجے میں بولتا۔

اس کے کپکپاتی نازک سی عنابی پنکھڑیوں پر جھکتا انھیں اپنے سلگتے لمس میں قید کر گیا ۔

وہ نازک جان تڑپتی آنکھیں میچ گئی کیونکہ اس جنونی انسانی کی جنونیت سہنے کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ کہاں تھا ۔

اس نازک سی پری کی سانسیں قطرہ قطرہ اس خود میں انڈھیلتا اس کی سانسیں کی مہک پوری شدت سے کھنچتا اسے بے جان کرنے کے در پر ہوا ۔

بے حد جنونیت سے اس کے لمس کی ٹھنڈی میٹھی پھوار ہو خود میں جزب کرتا وہ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

جنونیت اب پاگل پن کا روپ دھارتی اس نازک پری کی جان نکالنے لگی تھی ۔نور کو قیامتوں کے زیر اثر کیے وہ مسرور سا تھا ۔

وہ نازک سی پری سینے میں الجھی بکھرتی سانسوں اور اپنے پہلو میں سلگتے دل پر گھبراتی لرزتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

کیونکہ رہائی ممکن نہیں تھی۔آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے۔

تبھی وہ ہوش میں آتا اس نازک جان کی سانسوں کو رہائی دیتا اس سے دور ہوا تھا

۔

نور نے گہری سانس بھری تھی کہ وہ ایک بار پھر سے اس کی سانسوں ہر قابظ ہوتا

یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

نور کو لگا وہ حواس کھودے کی اس سنکی انسان کے پاگل پن کی وجہ سے ہی دماغ پہلے

ہی ماؤف ہونے لگا تھا ۔

اسے بیڈ پر ڈالتا اس کی سانسوں کو آزادی دیے اس کے دل کے مقام سے شرٹ ہٹاتے وہاں اپنا پر تپش لمس چھوڑنے لگا ۔

وہ جو پہلے ہی سنبھالی نہ تھی زلزلوں کی زد میں ہوئی تھی۔وہ بے حد شدت پسند سے مائل باکرم اسے اپنے لبوں کی جنبش میں ہر دھڑکن کو سموتا اسے مارے پر تل آیا تھا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ۔پلیز مم۔۔۔مت کریں ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی ۔

زوار شاہ نے بمشکل خود پر ضبط کرتے سر اٹھا کر اس کا منی گڑیا کو دیکھا تھا جو گلال ہوتی بمشکل سانس لے رہی تھی ۔

زوار شاہ نے جھکتے اپنی متاعِ جاں کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

نور نے سہمتے اس کے سینے کے بال مٹھیوں میں دبوچے تھے۔جو اس دیوانے کو مزید مدہوش کرنے کو کافی تھے ۔

"میرا پیارا سا دل اتنا سہمے گا تو ڈر لگنے لگے تھا مجھے کہ کہیں آپ کو کوئی درد نہ دے جاؤں ۔"

وہ اس کی سہمی سہمی آنکھوں پر لب رکھتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

وہ جانتا تھا اس کے معاملے میں بے حد شدت پسند تھا۔ وہ کوشش کرتا تھا نرمیاں اپنانے کی۔

پر وہ نازک سی گڑیا جب اس کی ٔ بانہوں میں بکھرتی اپنی ادائیں دیکھاتی تھی ۔

تو وہ پھر سے کب جنونی ہو جاتا ہوش ہی نہ رہتا ۔

"آپ۔۔۔ برے ہیں ۔"

وہ منہ بسورتی اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچے کھینچتی بولی تھی ۔

زوار شاہ اس کے ہاتھ کی نازک سی انگلیاں اپنی آہنی انگلیاں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا ۔

نور کا پورا وجود جھل تھل ہوا تھا ۔

"جیسا بھی ہوں آپ کا عشق ہوں میرے دل ۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھ چومتا اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے تکیے سے پن کرتا اس کی شہ رگ پر جھکتا لمس عاشقی بکھرتا چلا گیا ۔

وہ پھولی سانسوں کے درمیان اس کی شدتیں برداشت کرتی آنکھیں میچ گئی جو لائٹ گل کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا ایک بار پھر سے اس کی جان زلزلوں کی زد میں کر گیا ۔

★★★★★

چاند نے مندی مندی آنکھیں کھولتے ارد گرد کا جائزہ لیا تو خیرت کا جھٹکا لگا تھا ۔

اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے ۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔اس نے پورے روم نظریں دوڑائیں پھر آنکھیں میچ کر کھولیں پر منظر غائب نہیں ہوا تھا ۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔اور بنا جوتے کے باہر بھاگی ۔

جیسے یقین کرنا چاہتی ہو۔کیا سچ میں اپنی جنت میں لوٹ آئی تھی ۔

پر اس کے سائیں کہاں تھے۔وہ قریباً بھاگتی باہر سیڑھیوں کی جانب آئی تھی پر سامنے کا منظر دیکھ آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں ۔

جہاں ایسا لگ رہا تھا پورے ہال میں پھولوں کی بہار ٹوٹ پڑی تھی ۔

پورے ہال میں وائٹ لیلز اور بلومار ننگ گلوریز (جو محبت اور پیار کی علامت ہیں۔) سے سجایا گیا تھا ۔

ہر طرف خوشبوؤں سے سیلاب سا اُمڈ آیا تھا۔ چاند نے آنکھیں موندتے گہری سانس بھرتے ان کی خوشبو کو اپنے اندر اتارہ تھا ۔

"ہیپی برتھڈے ڈے میرے چاند ۔"

وہ ابھی اس ٹرانس میں تھی کے کسی کی بانہوں کا حصار اپنے پیٹ پر محسوس کرتی وہ بنا دیکھے بھی جان گئی تھی کہ کون ہو گا ۔

اس پر مدھم سرگوشی میں محبت سے لبریز وہ وش کرتے الفاظ اسے یقین ہی نہ آیا

۔

یہ دن تو آج تک اسے یاد نہ رہا تھا ۔

لیکن وہ زیادہ دیر خیران بھی نہ رہ سکی کیونکہ وہ وجدان شاہ تھا ۔

جو اپنے چاند کی سانسوں سے بھی قریب تر تھا کیسے نہ جان پاتا ۔

"میرے چاند ۔"

مدھم سرگوشی میں پکارا گیا تھا۔اس پکار میں اس قدر شدت تھی کہ چاند کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا ۔

تو وہ اس سرپرائز کی بات کر رہا تھا۔ شاید یہ اس کی زندگی کا سب سے خوبصورت تحفہ تھا ۔

"سائیں مم۔۔۔مجھے تو یاد ہی نہیں آج میرا برتھ ڈے ہے ۔"

بولتے اس کی آواز کپکپائی تھی۔ وجدان شاہ نے سے اس کے کندھے پر لب رکھے تھے ۔

"روم میں جائیں۔ آپ کی دوستیں آپ کے انتظار میں ہے میرے چاند ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا محبت والفت سے گویا ہوا ۔

وہ مسکراتی اپنے روم کی جانب بڑھی تھی ۔

"دھیان سے جان سائیں ۔"

اسے فکر ہوئی تھی کہیں وہ خوشی میں خود کو چوٹ نہ لگوالے ۔

"ہیپی برتھڈے ڈے ٹویو ۔۔

ہیپی برتھڈے ڈے ڈیئر مائے بیوٹی فل مون ۔"

وہ جیسے ہی اپنے روم میں داخل ہوئی۔ لیلی جین اور ٹینا نے کھلکھلا کر اسے وش کیا تھا جس پر وہ خوشی سے کھکھلاتی ان تینوں کے ایک ساتھ گلے لگی تھی ۔

"میں نے بہت سارا مس کیا آپ کو جین آپی اور آپ کے مزے مزے کے کھانوں کو۔۔لیلی آپی اور ٹینا آپی آپ کو تو بہت زیادہ مس کیا ۔"

وہ کھکھلاتی پری کیا آئی شاہ پیلش پر جیسے بہار لوٹ آئی تھی ۔

جین لیلی اور ٹینا نے چٹاچٹ اس کے گال چوم ڈالے تھے ۔

وہ پل میں سرخ ہوتی ٹینا کے کندھے پر چہرہ چھپا گئی۔ جس پر ان تینوں کا قہقہہ بے ساخت تھا ۔

"اچھا تم لوگ جلدی سے ہماری پری کو تیار کرو تب تک میں مزے کا کچھ بنا کر لاتی ہوں ۔"

وہ کہتی روم سے نکلی تھی ۔

لیلی اور ٹینا اس کا ڈریس نکال کر لے آئی جو وائٹ اور بلو کلر کا انتہائی دلکش گاؤن تھا ۔

جس کے پور پور پر وائٹ اور بلو ڈائمنڈ ٹانکے گئے تھے۔ لیکن اس بازو تو سرے سے ہی غائب تھے ۔

جیسے دیکھ چاند کو دانتوں تک پسینا آ گیا تھا ۔

"یہ کیا ہے لیلی آپی ۔"

وہ ہونک سی بولی تھی جیسے گہرا صدمہ لگا ہو ۔

"میم فکر نہیں کریں اس کے ساتھ یہ اپر جیکٹ سب کور کر دے گا اب جلدی سے پہن کر آئیں۔ ہمارے پاس وقت کم ہے ۔"

وہ اجلت سے بولی تھی چاند نے سکون کا سانس لیا تھا اس کی بات سن ۔

تبھی اثبات میں سر ہلاتی ڈریسنگ روم میں گم ہوئی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ گاؤن پہنے ساتھ اس کا وائٹ اور بلو گاؤن پہنے باہر آئی تھی جو زمین کو چھوتا اسے جھنجھلا کر رکھ گیا ۔

"واؤ۔۔آپ تو قیامت لگ رہی ہیں چاند میم۔اب سمجھ آیا سر نے یہ آپ کے لیے یہ کیوں خریدا ۔

میم یہ ڈریس سر نے آپ کے لیے خاص تیار کروایا ہے اور آپ جانتی ہیں اس کی قیمت دو ملین ڈالر میں ہے ۔"

ٹینا ستائش بھرے انداز میں اسے تکتی اسے ڈریس کی قیمت بتاتے جیسے دوسرا جھٹکا دیا تھا ۔

"کیا دو مم۔۔۔ ملین۔۔۔ اتنا مہنگا کیا اس میں ہیرے جڑے ہیں جو اتنا مہنگا ۔۔۔۔ نہیں بلکے مہنگا ترین دیا ۔"

وہ تو جیسے گہرے صدمے میں تھی اس کے شوہر نے صرف ایک ڈریس کے لیے اتنے سارے پیسے خرچ کر دیے ۔

"جی میم ڈائمنڈز ہی تو ہیں یہ سب ۔"

لیلی نے مسکراتے اسے آگاہ کیا۔ چاند کو دنیا گھومتی محسوس ہوئی تھی لوگ اپنی بیویوں کو ڈائمنڈ ہار دیتے ہیں ۔

اور اس کے پاگل سائیں نے اسے سر تا پاؤں ہیروں سے لاد دیا تھا ۔

"آپ مزاح کر رہی ہیں نہ ۔"

بمشکل گلے سے آواز بر آمد ہوئی تھی۔ جس پر دونوں نے پھرتی سے نفی میں سر ہلایا۔

"چلیں اب بیٹھ جائیں ۔"

چاند کا صدمہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔ تبھی ان دونوں نے اسے پکڑ کر ڈریسنگ کے سامنے بٹھایا تھا ۔

اور تیزی سے ہاتھ چلاتیں اسے تیار کرنے لگیں ۔

ہمشیہ کی طرح سوفٹ سا میک اپ کیے لمبے گھنے بالوں کو کرل کرتے ایک سائڈ سے پن اپ کرتے باقی کھلے ہی چھوڑ دیے ۔

اتنی سی تیاری میں ہی وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

★★★★★

وہ فلیٹ سے اسے خان ولا اپنے گھر میں لے آیا تھا۔پر وہ ابھی بھی شدت اپ سیٹ تھی ۔

نہ کچھ کھا رہی تھی نہ بات کر رہی تھی بس روئے جا رہی تھی ۔

"انا میری جان بھول جائیں اس بات کو ۔"

وہ اسے کب سے سمجھا رہا تھا لیکن وہ تو جیسے اسی لمحوں میں قید ہو کر رہ گئی تھی ۔

"خ۔۔۔خان اگر وہ مجھے لے جاتے تو۔آپ کیوں نہیں تھے وہاں۔میں نے آپ جو کتنا پکارا کیوں نہیں آئے ۔"

وہ اس کے سامنے آتی روندھی آواز میں شکوہ کناں ہوئی تھی ۔

حدید خان نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا تھا جس نے رو رو کر اپنی سبز جھیل سی آنکھوں کا خشر بگاڑ لیا تھا ۔

"ایم سوری میرے دلبر۔اس بار معاف کر دیں یار اب کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا ۔"

وہ اسے خود میں بھینچتا نرمی و الفت بولا تھا ۔

"آپ تو میری بہادر سی جاناں ہیں پھر کیسے اس حادثے کو خود پر حاوی کر لیا میرے دلبر سائیں ۔"

وہ اس کے بال سنوارتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا بولا تھا ۔

"مجھے بہت ڈر لگا تھا خان۔ کوئی راہ فرار نہ تھی وہ مجھے برے طریقے سے چھوتا تو میں خود کو مار ڈالتی ۔"

وہ بولتے ایکدم سے ہزیانتی ہوئی تھی حدید خان نے لب بھینچتے اس کے رخسار کو پوروں سے چھوا تھا ۔

جہاں انگلیوں کے نشانات سرخ نیلے ہو رہے تھے۔ وہ جھکتا اس کے گال پر لب رکھتا جیسے مرہم بننے کی سعی کرنے لگا ۔

انایوسف کا نازک سا دل لرزا تھا۔وہ سسکتی آنکھیں میچ گئی ۔

"ایک بار معاف کر دو اپنے خان کو آج کے بعد میری خانم کو گرم ہوا بھی چھو نہیں پائے گی حدید خان کے ہوتے دلبر سائیں ۔"

وہ اس کے چہرے پر جا بجا لب رکھتا شدت جزبات سے گویا ہوا ۔

"اب کھانا کھاتے ہیں پھر آپ کو اس کمینی لڑکی کو سزا بھی دینی ہے خان سٹائل میں ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا کچن کی جانب بڑھا تھا اور ساتھ ہی آگاہ بھی کیا ۔

وہ بنا کچھ بولے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

اسے ڈائنگ ٹیبل کی چیئر پر اتارتے۔

خود بھی اس کے ساتھ جگہ سنبھالتے پلیٹ میں انا کی پسندیدہ بریانی نکالتے چمچ بھرتے اس کی جانب بڑھائی تھی جیسے وہ بنا کسی مزاحمت کے سکون سے نگل گئی

۔

تھوڑا سا کھانے کے بعد وہ بس کر گئی ۔

"چیونٹی جتنا کھاتی ہیں ایسے تو کام نہیں چلے گا یار ۔

انا جانم آپ کو جان بنانے کی ضرورت ہے دلبر سائیں۔ کیونکہ میری ذرہ سی شدتوں پر آپ سانس روکے مرنے کو ہو جاتی ہیں ۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو اپنی ازلی بے باکی پر اترتا انا یوسف کو سرخ کر گیا ۔

خ۔۔۔خان آپ بے شرم ہیں ۔"

وہ بولنا تو بہت کچھ چاہتی تھی پر بمشکل چار حروف خلق سے برآمد ہوئے تھے ۔

"احتیاط برتیئے خانم۔اگر میں بے شرمی پر اترانہ تو آپ کا روم روم جھل تھل کر

دوں گا میرے دلبر جاناں ۔"

وہ خمار الودہ لہجے میں بولتا ایکدم سے اس پر جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو

مزید سرخ کرتا گستاخی سر انجام دیتا انا یوسف کی جان زلزلوں لی زد میں دے گیا

۔

وہ ایکدم سے ہونے والی افتاد و وار فتگی پر سانس روک کر رہ گئی ۔

"آپ انتہا کے ۔۔"

وہ گہری سانس بھرتی ابھی بولی ہی تھی کہ وہ ایک بار پھر سے جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر حملہ آور ہوا تھا ۔

انا کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں اس سنکی انسان کی حرکت پر ۔

جو یونہی اسے اٹھائے ڈائنگ ٹیبل کی خالی سائڈ پر بیٹھا تا اس پر حاوی اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرتا بے حد نرمی دیکھا رہا تھا ۔

بے حد نرمی والفت سے اس نازک سی جان اپنے دہکتے مہکتے لمس کی نرمیوں بھری جنبشِ عشق میں لیے مدھوش ہونے لگا تھا ۔

یہ نرمیاں بھری شدتیں انا یوسف کا دماغ ماؤف کرنے لگیں تھی۔دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

وہ بے جان سی ہوتی پیچھے کو گرنے لگی تھی تبھی وہ مسکاتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اسے خود کی جانب کھینچتا اس کی بکھری سانسوں کو آزادی دے گیا ۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اپنا تنفس بہال کرتی نیم جان سی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی ۔

"تو دلبر سائیں میری شیری تیار ہے نہ اپنی اور بہت سی ان معصوم لڑکیوں کا بدلہ لینے کے لیے جو اس غلیظ عورت کی وجہ سے مر مر کر جی رہی ہیں اور جو اپنی زندگی سے عاجز جان دے چکی ہیں ۔

کیا آپ اپنی بہت سی بہنوں کا بدلہ لینے کو تیار ہیں میری شیرنی ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھے دریافت کرنے لگا۔ جس پر وہ خود کو مظبوط کرتی اثبات میں سر ہلا گئی ۔

"ہیے۔۔۔ماشااللہ یہ بات ہوئی نہ میری شیرنی والی" .

وہ مسکراتا اس کی پیشانی سے سر ٹکا گیا ۔

★★★★★

وہ دونوں اسے تھامے باہر لے کر آئی تھی سیڑھیوں کے قریب ہی وہ ساحر بلو پرنس کوٹ پہنے سیج میں کسی ریاست کا شہزادہ ہی تو لگ رہا تھا ۔

جو اپنی شہزادی کو اپنی جانب آتا دیکھ مبہوت سا ہوا تھا ۔

وہ چاند سا پیکر چاندنی میں نہایا ایسے دن بادن اس کی محبت میں نکھر نکھر جا رہا تھا۔

جیسے کوئی نوخیز سفید گلاب کا پھول ۔۔

جیسے اوس کی پہلی پاکیزہ بوند ۔

جیسے بارش کا پہلا شفاف قطرہ ۔

چاند کے لب شرمگیں سے مسکرائے تھے۔وہ اس کی جانب آتا اس چاند پری کو اپنی بانہوں میں بھر گیا۔چاند کا دل دک سا ہوا تھا ۔

پری ہمیشہ کی طرح حیا سے سرخ ہوتی اپنے سنہری شہزادے کے سینے میں چہرہ چھپا گئی ۔

شہزادہ کے لب بے ساخت مسکرائے تھے ۔

لیلی اور ٹینا کے لب بے تحاشہ مسکرائے تھے ایسا دلفریب منظر دیکھ ۔

وہ سیڑھیاں اترتا ہال میں آیا تھا جہاں سب سرونٹ کھڑے اس کے لیے
برتھڈے سونگ گنگنا رہے تھے

وہ کھلکھلائی تھی۔اس قدر خوشیاں پا کر۔ تبھی وجدان شاہ نے جین کو اشارہ کیا تھا
اگلے ہی پل وہ ایک خوبصورت سا باکس لیے ان کی جانب آئی تھی ۔

وجدان شاہ نے اسے کھولتے اس میں سے ایک بے حد خوبصورت سا تاج نکالا
تھا ۔

جس پر سفید ڈائمنڈز جڑا بہت سے چھوٹے چھوٹے چاند بنے ہوئے تھے۔ وہ اس قدر خوبصورت تھا کہ سب کی آنکھیں پھٹ پڑیں ۔

خیرانی وخوشی سے چاند کی سرمائی کانچ سی بڑی بڑی آنکھوں مزید بڑی ہوئیں تھیں ۔

وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا تھا ۔

چاند خیرانی سے ساکت ہوئی تھی۔ ساکت تو سب کے سب ہوئے تھے ۔

امریکہ کا ٹاپ بزنس مین جو ایک زمانے کو اپنے سامنے جھکانے کا ہنر رکھتا تھا ایک چھوٹی سی لڑکی کے لیے اس کے سامنے جھکا بیٹھا تھا ۔

"کیا میرا چاند اپنے اس غلام کے اس حقیر سے تحفے کو قبول کرے گا ۔"

وہ تاج اس کے سامنے کیے دیوانگی و وارفتگی سے اس کی جانب تکتا گویا ہوا ۔

چاند کو لگا اس کا دل باہر آ جائے گا۔ایک ہی تو نازک سا دل تھا اس کے پاس اور یہ شخص اسے کتنی بار لوٹنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔وہ بمشکل خود کو رونے سے باز رکھے منہ پر ہاتھ رکھتی اثبات میں سر ہلا گئی ۔

جس پر وہ شہزادہ خوشی سے مسکراتا اٹھ کر اس تاج کو اپنی پری کے سر پر سجا گیا۔ بے حد نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھتا وہ اسے سب کے سامنے حیا آمیز کر گیا ۔

جبکہ یہ سب تو یہاں عام سے بھی عام بات تھی پر اس کا چاند بے حد شرمیلا تھا ۔

وہ تاج پہنے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ہر ایک کی آنکھیں میں ابھری ستائش یہ بات وجدان شاہ کو اچھے سے بتا رہی تھی ۔

اسے ڈر ہونے لگا کہ کہیں اسے نظر ہی نہ لگ جائے تبھی وہ اس پری کا صدقہ دینا کا ارادہ کر بیٹھا ۔

کچھ ہی پلوں میں دو سرونٹس کیک کی ٹرالی لے کر آئیں تھیں ۔

جو چاند کی شیپ میں بہت بڑا کیک تھا۔چاند کی آنکھیں ستائش سے پھلیں تھیں۔ جیسے بے حد خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ۔

بڑے بڑے لفظوں میں سائیں کا چاند لکھا ہوا تھا۔چاند کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھی اتنی خوشی ملنے پر ۔

یہ شخص کیا تھا جو ہر دن اس کے لیے عید سا بنا دیتا تھا ۔

اسے تو خوشی کے معنی ہی بھول گئے تھے اس شخص نے خوشی کا لفظ ہی اس پر تمام کر دیا تھا ۔

وہ اس کے ہاتھ میں چھری پکڑا کر کیک کے سامنے لایا تھا ۔

سب نے بر تھڈے سونگ گنگناتے اور تالیوں کے بھینچ وجدان شاہ چاند کو اپنے حصار میں لیے کیک کٹ کرتا اس کا پیس ہاتھوں میں لیے اپنے چاند کو اپنے ہاتھوں سے کھلاتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

چاند بھی کیک کا پیس لیتی اس کی جانب بڑا گئی۔ جیسے وہ منہ میں لیتا کیک کے ساتھ اس کی انگلیاں بھی لبوں سے لگا گیا ۔

دل کی دھڑکنیں بے آہنگ ہوئیں تھیں۔ سب ملازمین نے بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی مالکن کو تحائف دیے تھے ۔

جیسے اس نے مسکرا کر لیے تھے۔ تحائف جیسے بھی تھے اس کے لیے بے حد انمول تھے ۔

★★★★★

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرے روم میں لایا تھا۔نرمی سے اسے روم میں اتارتے ہاتھ اس کی اپر کی جانب ہاتھ بڑھاتا اس کا سکاف اتارتے دور اچھالا تھا ۔

پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھیں تھیں۔وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی کچھ دور جا کھڑی ہوئی ۔

وجدان شاہ کی آنکھوں میں خماری اتری تھی۔اگلا نشانہ اس کا چاند کا اپر تھا جو اس کے چاندنی سے سراپے کو چھپائے اس کا دل بے چین کر رہا تھا ۔

وہ گلاس وال کے پردے کو مٹھیوں میں دبوچتے گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کر رہی تھی جو خاصہ مشکل ہو رہا تھا ۔

وہ مدہوش کن انداز میں اس کی جانب بڑھتا اس کے عین پیچھے آ کھڑا ہوا ۔

وہ سانسیں روک گئی۔جب وہ ہاتھ بڑھاتا اس کے شانوں سے اپر کھسکاتا اس کے بالوں ہٹاتا اس کی دودھیا برف سی رنگت پر اپنی ناک ٹریس کرتا ۔

مدہوش ہونے لگا تھا۔جبکہ چاند کو اپنا دل ڈھونکی کی مانند چلتا محسوس ہوا تھا۔اس کی سانسوں کی دہکن سے جلتی وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

"بے شک آپ بے حد ہوش ربا ہیں میرے چاند۔ وجدان شاہ اسیر ہے آپ کے اس دل کا۔ جس کی ہر دھڑکن اپنے سائیں کے نام پر دھڑکتی ہے ۔"

مخمور لہجے میں سرگوشی کرتا وہ شہزادہ چاند کے گرد اپنی محبت کا حصار باندھتا اس چاند پری کو اپنے بس میں کرنے لگا ۔

جو پہلے ہی اس کے عشق میں اس کے گرد طواف کرتی جوگن بنی بیٹھی تھی ۔

گردن اور کندھے کے درمیان سنہری شہزادہ کا دہکتا بھیگا لمس محسوس کرتی وہ دل کو سنبھالتی اپنی بوجھل ہوتی سانسوں کو اپنے سائیں پر وارنے لگی ۔

جو دیوانگی و وارفتگی سے اس کے پور پور کو اپنے لمس سے مہکاتا اپنی بانہوں میں بھرے اس کا رخ اپنی جانب موڑتا اس کی جالائن پر جھکا تھا ۔

"میں نہیں جانتا عشق و محبت کی کونسی رمز ہے جو آپ کے لیے میرے جزبات کو بیان کر سکے ۔

وجدان شاہ کو آپ کے عشق میں جوگی بن بیٹھا ہے آپ کے سوا تو کچھ نظر ہی نہیں آتا اب اس دل کو۔۔

یہ دل آپ کی مد بھری مہک سے مہکتا ہے تو مسرور رہتا تھا کچھ پل جو آپ اوجھل ہوں تو جان نکلنے لگتی ہے ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی پیشانی پر سر ٹکائے دیوانگی و پسپائی سے بولتا چاند کو ساکت کر گیا تھا ۔

اس کا بھی تو یہی حال تھا ۔

وہ بھی تو ایک پل بھی دوری پر آمادہ نہیں تھی اپنے شہزادے سے ۔

محبت و عشق کا جام پیے وہ دونوں ایک دوسرے کے عشق میں رقصم تھے ۔

"وجدان شاہ نے تو اپنے دل و جان، جزبات و دیوانگی سے زیادہ چاہ لیا ہے آپ کو میرے چاند ۔"

وہ اس کی سرمائی کانچ سی آنکھوں پر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے بوجھل لہجے میں بولا تھا ۔

"دل کے ہر ذرے پر بس آپ ہی کے تو نقوش ہیں میرے چاند ۔"

وہ اس کے گلابی گالوں پر اپنا لمس چھوڑتا ہنوز انداز میں بولا تھا جو حیراں سی اس شخص کی دیوانگی و جنونیت دیکھ رہی تھی ۔

الفاظ ناپید تھے جو اس شخص کی محبت کا جواب دے پاتے تبھی وہ اس کے پیروں پر پیر رکھتی اوپر کی ہوتی اس کے ہیر ڈبھرے گال پر لب رکھ گئی ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے اس روئی سے نازک لمس پر وہ اس کے گرد اپنا حصار مزید کستا اوپر کو اٹھتا اپنے مقابل کر گیا ۔

کیونکہ وہ بمشکل اس کے سینے تک آتی تھی تبھی وہ اپنے چاند کی مشکل آسان کر گیا ۔

جواب دوسرے گال پر اپنا ٹھنڈا میٹھا لمس چھوڑتی اس کی پیشانی سے اپنی مخروطی انگلیوں سے بال ہٹاتی وہاں بھی اپنا لمس چھوڑنے لگی اور بار بار چھوڑنے لگی ۔

یہ عمل اس قدر مدہوش کن تھا کہ وہ بے قابو ہوتا اس چاند پری کا چہرہ اپنے سامنے کرتا دیوانہ وار ان نازک سی پنکھڑیوں کو خراج دینے کو جھکتا انھیں اپنی شدت بھری گرفت میں لے گیا ۔

وہ سکون سے آنکھیں میچتی اس کی گردن میں بانہیں حائل کر گئی ۔

وہ اسے یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا نرمی سے اسے تکیے پر ڈالتا اپنی شدتوں میں نرمیاں لائے اسے اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

چاند کا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا۔ دل بے آہنگی پر اترا باہر آنے کو ہوا ۔

تبھی وہ اسے آزادی دیتا کچھ دور ہوا تھا اپنا کوٹ اور شرٹ اتار کر دور اچھالتا لائٹ گل کرتا ۔

اس نازک سی پری کو اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی بیوٹی بون پر جھکتا جا بجا اپنا سلگتا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کے سینے کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچے آنکھیں میچے اس کی بہکاتی شدتیں برداشت کرنے لگی ۔

وہ اسے لیے اپنی سل میں آیا تھا جہاں اس نے اس لڑکی کو رکھا ہوا تھا ۔

ایک پل کو انا کا دل ڈرا تھا۔ حدید خان نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنے ساتھ ہونے کا احساسِ دلایا تھا ۔

جیسے ہی قدم اندر رکھا انا اسے دیکھ شاکڈ ہوئی تھی وہ تو صدف تھی جس نے کالج میں ان کا جینا حرام کر رکھا تھا۔

وہ اس وقت بلیک جینز پر بلیک لوز ہڈی پہنے بلکل حدید خان سی ڈریسنگ میں تھی ۔

صدف تو سہی معنی میں صدمے میں آئی تھی پہلے تو وہ افراتفری میں حدید خان کو پہچان نہ پائی تھی پر وہ تو پروفیسر خان تھا ۔

"کون ہو تم ۔"

وہ چیئر پر بندھی جھٹپٹائی تھی ۔

"تو میرے دلبر جاناں کیا کہتی ہیں آپ کیا کرنا چاہیے اس کے ساتھ ۔"

وہ انا کے کچھ سہمے تاثرات دیکھ غیر سنجیدگی سے گویا ہوا ۔

"میں نے پوچھا کون ہو تم ۔"

وہ اب کے چلائی تھی حدید خان انا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا پوری قوت سے گھما کر اس کے چہرے پر تھپڑ مروا چکا تھا ۔

"آواز آہستہ میرے دلبر دل کا خاصہ کمزور ہے ۔"

وہ انا کی نازک سی کمر میں اپنی بازو حائل کرتا اسے آنکھیں دکھاتا بولا تھا ۔

صدف کا دماغ سنسنا اٹھا تھا تھپڑ اتنی زور کا لگا تھا جبکہ انا کو اپنے ہاتھ سے چونٹیاں چلتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

"کیا ہوا کیا آپ کو ہرٹ ہوا میری جاناں ۔"

وہ اس کے چہرے پر تکلیف کے اثار دیکھ نرمی سے دریافت کرنے لگا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی ۔

حدید خان نے اس کی ہتھلی پر کئی بار لب رکھے تھے۔وہ سر تا پیر سرخ گلال ہوئی تھی ۔

"خ۔۔۔خان چھوڑیں ۔"

وہ ہاتھ کھینچ گئی۔جس پر وہ شرافت کا مظاہرہ کرتا اسے اپنی گرفت میں آزاد کر گیا ۔

"تو صدف صاحبہ ایک منٹ سے پہلے پہلے میرے گھر میں حملہ کرنے کا مقصد بیان کرو ۔"

حدید خان ٹیبل کی جانب آتا اس سے کٹر اٹھاتا بڑے سکون دریافت کیا۔وہ حیران نہیں ہوئی تھی یقیناً اس لڑکی کا تعلق اس پروفیسر خان سے تھا ۔

جو یقیناً پروفیسر خان تھا نہیں بلکہ کالج میں پروفیسر بننے کا کوئی مقصد تھا۔اور اسی نے اس کے ساتھی پروفیسر کو غائب کیا تھا جس کی نہ تو کوئی خبر ملی تھی نہ لاش ۔

"تم کچھ بھی کر لو خان میں کچھ نہیں بتاؤں گی ۔"

حدید خان کے اندازے کے مطابق وہ خاصی ڈھیٹ تھی ۔

وہ ایک ہی پل وہ انا کی جانب آیا تھا ۔

"میرے دلبر اس نے آپ کے خان کو خان بلایا۔ کیا آپ یہ برداشت کر سکتی ہیں ۔"

وہ سیاہ آنکھیں انا یوسف کی سبز جھیل سی آنکھوں گھاڑے بڑی معصومیت سے بولا تھا جس کا حدید خان نے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا ۔

پر انا یوسف کے اعصاب تنے تھے وہ اس کے خان کو خان نہیں کہہ سکتی تھی ۔ تبھی اس تک آتے پوری قوت سے الٹے ہاتھ کا گھما کر اسے تھپڑ رسید کیا تھا ۔

"وہ بس میرے خان ہیں غلیظ عورت ۔"

وہ اس کا منہ دبوچتی غرائی تھی۔ حدید خان نے داد کے انداز میں آبرو اچکائے تھے ۔

"ارے ارے میرے دلبر جاناں غصہ نہیں۔ بیچاری کو پانی ہی پلا دو کب سے بھوکی پیاسی بندھی ہوئی ہے ۔"

وہ پانی کا گلاس لیے اس کی جانب آیا تھا اور اسے انا کے ہاتھ میں دیا ۔

پر وہ اس وقت شدید غصے میں آئی تھی وہ اس کی اتنی پروا کیوں کر رہا تھا ۔

اس کا دل چاہا وہ حدید خان کو بھی ایک گھما کر لگائے۔ پر اپنے خیالات پر ضبط کرتی قتل کر دینے والے انداز میں اس کی جانب دیکھتی اسے دھکا دیتی دور جا کھڑی ہوئی ۔

حدید خان اس کی قاتل آنکھوں کے وار پر گھائل ہوتا صدف کی جانب مڑا تھا ۔ جو حلق خشک ہونے پر پانی کو ترسی نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔

"ٹھیک ہے تمھیں یہ پانی ملے گا لیکن اس کے لیے تمھیں بتانا ہو گا کہ تم کس مقصد سے میرے گھر میں گھسی ۔"

وہ پانی ٹیبل پر اس کے سامنے رکھتا کرختگی سے بولا تھا۔ صدف کو یہ سودا مہنگا نہیں لگا تھا پر وہ اس سے زیادہ اسے کچھ بتانے والی نہیں تھی ۔

یہ جانے بنا کہ حدید خان کہاں کسی پر اتنا رحم کھاتا تھا ۔

"ٹھیک ہے میں بتاتی ہوں۔ ہم عروہ کو اٹھانے آئے تھے ہم نہیں جانتے تھے وہ تمھارا گھر تھا پروفیسر مجھے بس یہ لڑکی چاہیے تھی ۔"

وہ اپنے خشک ہوتے حلق سے بس اتنا ہی بولی تھی۔ حدید خان نے بنا کوئی دوسری بات پوچھے اس کا ایک ہاتھ آزاد کرتے اس کی جانب پانی کا گلاس بڑھایا ۔

جیسے وہ تیزی سے پکڑتی اپنے لبوں سے لگا گئی حدید خان نے چہرے پر ایک کمینی سی مسکراہٹ آئی تھی ۔

انایوسف غصے سے لال پیلی ہوتی وہاں سے نکلتی اپنے پرانے روم میں آئی تھی ۔

"اپس میں تو تمھیں بتانا ہی بھول گیا جو تم نے پانی پیا اس میں میں نے ایک ایسا کیمیکل ملایا تھا جو تمھارا برا حال کرنے والا ہے ریشمی بائی ۔"

وہ شروع میں معصومیت سے جبکہ آخر میں اس کا اصلی نام پردانت پیستے بولا تھا ۔

صدف کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں تھیں ۔

"کک۔۔۔ کیا کیا ہے تم نے میرے ساتھ پروفیسر ۔"

ایک ہی پل میں اس کی جان پر بنی تھی ۔

"زیادہ کچھ نہیں بس اگلے بیس منت تک تمھاری حالت ایسی ہو جائے گی کہ تمھیں اپنے پورے وجود میں سوئیاں چبھتی محسوس ہوں گی ۔

اور پھر اس کے بعد تمھارے دل کی نالیوں سکڑنے لگیں گی۔ تمھارے ناک منہ اور کانوں سے خون آنے لگا۔ پھر ایسا لگے گا جیسے کوئی تمھارے وجود کے ہر حصے پر آری چلا رہا ہے ۔

پر فکر نہیں کروں تم مرو گی نہیں آں۔۔۔چار گھنٹے تک تو بلکل بھی نہیں تب تک میں اپنے دلبر کو منالوں ۔

تو میں چلتا ہوں ہیپی ہیل جرنی ڈیئر صدف عرف ریشمی بائی ۔"

وہ بڑے مزے سے اسے بتاتا خوف وہراس میں مبتلا کرتا وہاں سے جا چکا تھا ۔

پیچھے صدف کی چیخوں نے روم کو ہلا دیا لیکن اس کی آواز باہر آنے سے ناپید تھی کیونکہ یہ بیسمنٹ تھا جو زوار شاہ اور حدید خان نے خاص مجرموں کے لیے تیار کروایا تھا ۔

جس سے آواز باہر نا ممکن تھی ۔

★★★★★

وہ جانتا تھا وہ کہاں ہو گی تبھی سیدھا اس روم میں آیا تھا ۔

سامنے ہی وہ ونڈو کے سامنے کھڑی باہر دیکھنے میں مصروف تھی ۔

حدید خان نے اسے پیچھے سے اس کے پیٹ پر ہاتھ باندھتے اپنے حصار میں لیا تھا

۔

وہ چونکی تھی پر مزاحمت نہیں کی تھی۔ لیکن اس کی خاموشی حدید خان کو چبھی تھی ۔

"دلبر سائیں اتنا غصہ کس لیے میری جان ۔"

وہ اس کے کندھے پر لب رکھتا محبت والفت سے بولا تھا ۔

پر وہ پھر بھی کچھ نہ بولی تھی۔ حدید خان کو غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا ۔

وہ نرمی سے اسے اپنی جانب گھما گی۔اس کی ٹھوڑی تھامتے چہرہ اپنی جانب اٹھایا تھا ۔

اس کی سبز جھیل سی آنکھیں میں نمی دیکھ وہ تڑپ اٹھا ۔

"ہیے۔۔۔انا کیا ہوا میرے دلبر ۔"

وہ تڑپ کر اس مومی گڑیا کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتا دریافت کرنے لگا ۔

"آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے نہ خان۔۔۔ مم۔۔۔ میں بس مجبوری ہوں نہ ۔"

وہ آنسو بہاتی کرب سے بولی تھی۔ حدید خان کا دل جیسے مٹھی میں دبوچا تھا کسی نے ۔

وہ بس اتنی سی بات پر اس کی محبت ہو مجبوری کا نام دے رہی تھی۔ پر وہ یہ نہیں سمجھ رہا تھا ۔

کہ انا یوسف اپنے سارے رشتے کھونے کے بعد اس کے لیے بے حد پوزیسو ہو گئی تھی۔ اسے کھونے کا ڈر ہی انا کی جان نکالنے کو کافی تھا ۔

"یہ سچ نہیں ہے انا یوسف۔۔۔آپ کو میری محبت دکھاوا یا مجبوری لگتی ہے ۔

کیا آپ جو نظر نہیں آئی اپنے لیے ان آنکھوں میں دیوانگی.

کیا آپ جو میری شدتوں میں کبھی یہ محسوس ہوا ہے کہ آپ میری مجبوری ہیں

کیا ایسا لگا کہ میں آپ سے بے زار ہوں ۔"

وہ جارہانہ انداز میں اس کے شانے دبوچتا درشتی سے بولا تھا۔اس لڑکی نے ہمیشہ حدید خان کی جان مشکل میں ڈالنے کی ٹھانی ہوئی تھی جیسے ۔

وہ سہمی تھی اس کے غصے سے ۔

"بولیں انا۔ کیا کبھی محسوس ہوا کہ آپ پر محبتیں لٹانا اپنی پاکیزہ شدتیں لٹانا میری مجبوری ہے ۔"

وہ اسے اپنے قریب کرتا ہنوز انداز میں دریافت کر رہا تھا ۔

انا کے پورے وجود میں جیسے خوف و ہراس نے پنجے گھاڑے تھے ۔

خ۔۔۔خان۔"

وہ سہمی سی اسے بمشکل پکار گئی۔اسے پہلے جیسا ہی خوف آیا تھا حدید خان کی سیاہ وحشت بھری آنکھوں سے ۔

وہ بہت اتنی کمزور نہیں تھی پر حدید خان کے غصے کے سامنے اس کی جو ذرہ سی بہادی تھی وہ بھی گل ہو جاتی تھی ۔

"انا جواب چاہیے مجھے کیا آپ کو میری محبت میرا عشق مزاخ لگتا ہے جو جب دل چاہا مجبوری کا نام دیتے خود کو ری ہوتی چل دیں گی ۔"

وہ کا دل چاہا وہ سامنے کھڑی لڑکی کا کچھ کر دے۔لہجے میں ذرہ نرمی نہیں آئی تھی وہ سسکنے لگی تھی آنکھوں میں خوف سمائے ۔

حدید خان نے بے بسی سے اس کا منی سی پری کو دیکھا تھا جس کے آنکھوں اس کا دل جلاتے تھے ۔

تبھی وہ اپنے دل کے ہاتھوں بے بس ہوتا اسے خود میں بھینچ گیا ۔

اس ستمگر کا سہارا پاتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"ہشش۔۔۔بس میرے دلبر سائیں ۔"

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتے نرمی و الفت سے بولا تھا۔ جو اس کے سینے پر سر رکھتی اس کی ہڈی کو مٹھی میں دبوچے اپنی آنکھوں سے بہاتی کھارا پانی اس کے دل پر گرا رہی تھی ۔

"کیا آپ یونہی آزماتی رہیں گی اپنے خان کو میرے دلبر ۔"

وہ اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کرتا اس کی نم آنکھوں ہر لب رکھتا پسپائی سے بولا تھا ۔

"آپ اا۔۔۔اچھے نہیں ہیں خان ۔"

بمشکل ہچکیوں میں کہا گیا تھا ۔

"جانتا ہوں بہت برا ہوں۔"

وہ ہار تسلیم کرتا خود کو برا بنا گیا۔ پر اس کے دلبر کو یہ بھی کہاں گوارا تھا ۔

"آپ نہیں کہہ سکتے ایسا میرے خان برے نہیں ہیں ۔"

وہ اس کے شانے پر مکار سید کرتی خفگی سے بولی تھی۔ حدید خان گہری سانس بھر کے رہ گیا ۔

"میری اتنی مجال کہاں جو آپ کے خان جو کچھ کہوں ۔"

وہ اس کے سرخ پڑتی چھوٹی سی ناک کی ٹپ پر لب رکھتا مدھم آواز میں بولا تھا ۔

"آپ میرے خان ہیں بس ۔"

وہ اس کی ہڈی کو کالر سے دبوچے درشتی سے بولی تھی۔وہ سمجھ رہا تھا وہ پوزیسو ہو رہی تھی اس کے معاملے میں ۔

"آپ کے سوا کسی کا بھی نہیں بائے گاڈ ۔"

خمار الودہ لہجے میں بولتا اس کی سبز جھیل سی آنکھوں کے قاتلانہ وار سے گھائل ہوتا ان پر اپنے لب رکھ گیا ۔

وہ سرخ ہوئی تھی اس کے مہکتے لمس پر۔اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبرائی تھی ۔

"کسی کی جانب نہیں دیکھیں گے ۔"

پھر سے یاد آنے آنکھیں نم ہوئیں تھیں وہ نم آنکھوں سے نرم سی سختی سے بولی تھی ۔

"یہ آنکھیں بس آپ کو ہی دیکھتی ہیں میرے دلبر۔یہ دنیا کس کام کی حدید خان کے لیے۔اس کے لیے آپ سے زیادہ کوئی دلکش نظارہ نہیں اس دنیا میں ۔"

وہ اس کی کنپٹی پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا پر وہ پھر بھی بے چین نظر آئی تھی ۔

"میرے پاس بس آپ ہی ہیں خان ۔"

وہ نم آنکھوں سے کرب و دیوانگی سے بولی تھی۔ حدید خان کے دل میں انی سی چبی تھی اس نازک کی پری کے درد پر ۔

"میرا تو سب کچھ آپ ہی ہیں نہ میرے دلبر سائیں۔ تو کیا آپ کے لیے حدید خان کافی نہیں ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے گویا ہوا تھا ۔

"آپ سب کچھ ہیں خان۔ سب کچھ ہیں۔ آپ کو کھو یا تو انا کا وجود خلا ہو جائے گا کبھی نہ ملنے کے لیے ۔"

وہ اس کے بیر ڈ بھرے گال پر اپنا مخروطی ہاتھ رکھتی پر اذیتی سے بولتی تھی ۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا میں ہمیشہ آپ ہی کا ہوں آپ ہی کا رہو گا میری دلبرا ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اس کے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کا مے چرانے لگا ۔۔

وہ آنکھیں میچتی اس کی گردن میں بانہیں حائل کرتی اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی شدتوں کو سہنے لگی۔

شدتوں وخماری سے اس کی سانسوں کی مہک پوری شدت سے چرا کر اپنے وجود میں اتارتا دھیرے دھیرے بیڈ کی جانب چلنے لگا ۔

جیسے محسوس کرتے انا کا نازک سا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔وہ سختی سے اس کی گردن میں ناخن گاڑتی اسے باز رکھنے لگی ۔

پر وہ اس پر مزید مدہوش ہونے لگا تھا اس میٹھی سی چبن پر وہ متبسم ہوتا مزید اس کی جان ہلکان کرنے کا سامان کیے ۔

کچھ پل کو اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اسے پیچھے بیڈ پر دھکیلتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا ۔

وہ جو اپنی بکھری سانسوں پر سکون کی ایک سانس تک نہ لے پائی تھی اس کے دوبارہ سے اپنے سانسوں کو قیدی بنانے پر تڑپ اٹھی ۔

اس دفع وہ ظالم ساحر اس کے دل و جاں سے کھیلتا بے حد نرم و ملائمت کا مظاہرہ کرتا۔اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی ہر ملائم و مہک کو اپنی دلفریب جنبش میں لیے کبھی اسے اپنی سانسیں وارتا تو کبھی اس کی سانسوں کے پیچ و خم لوٹنے پر تل آتا ۔

اس کی اس قدر دلفریبی و جان لیوا لمس پر انا کا دل ڈوب کر ابھرا تھا پورے وجود سے نمی پھوٹنے لگی تھی۔وہ شدت بے قرار ہوتی بہکنے لگی تھی ۔

حدید خان فاتحانہ انداز میں مسکاتا اس نازک جان کی سانسوں کو آزادی دیتا دور ہوا تھا ۔

انا کو لگا جیسے وہ دور نہیں ہوا بلکے اس کے وجود سے جان نکال گیا ہے وہ تڑپ کر اس کی ہڈی کو مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

"خ۔۔۔خان۔"

وہ اس کی ہڈی کا کالر مٹھیوں میں دبوچتی لرزتے لبوں سے اسے پکار اٹھی ۔

"جی میری جان ۔"

وہ اپنی ہڈی کو اس کے مخروطی ہاتھوں سے نکالتا اس کی نازک سی انگلیوں کو اپنے اہنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا ۔

انا کو اپنے پورے وجود میں برقی لہریں اٹھتی محسوس ہوئی تھیں۔ آنکھیں سرخ گلال بکھرنے لگیں تھیں ۔

حدید خان نے اس مومی گڑیا کی جانب دیکھا تھا جو سرخ گلاب کو مات دیتی دہک رہی تھی ۔

وہ نرمی سے اس کے گلے میں لپٹا سکاف نکالتا دوراچھالتا بیڈ پر گرتا اس کے نازک سے وجود کو اپنے سینے پر ڈالتا ۔

اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے چہرہ اوپر کو کرتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا مدہوش ہوا تھا ۔

میری بانہوں میں بہکنے کی سزا کڑی ہو گی میرے دلبر۔آپ کا یہ مہکتا سراپا حدید خان کو اپیل کر رہا ہے ۔"

وہ اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولتا انا کو انگاروں کی لپیٹ میں لے گیا تھا ۔

وہ اس کی جانب دیکھنا چاہتی تھی پر عجیب سی مدہوشی نے پورے وجود کو اپنے بس میں کر لیا تھا جیسے ۔

وہ آنکھیں نہیں کھول پا رہی تھی دماغ جیسے ماؤف ہو گیا تھا دھڑکنیں بوجھل ہو رہیں تھیں ۔

"خ۔۔خان۔۔ مم۔۔۔مجھے کک۔۔کچھ ہو رہا ہے ۔"

وہ خوف سے کپکپاتی بولی تھی۔حدید خان کے لب مسکرائے تھے ۔

"میرے عشق کا نشہ ہو رہا ہے میرے دلبر سائیں۔کیا اب آپ کو یقین آیا کہ آپ کا خان آپ سے کس قدر الفت و عشق کرتا ہے ۔"

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے دل کے مقام سے ہڈی ہٹاتا اپنا سلگتے لمس ثبت کرتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی۔جان جیسے خلق میں آئی تھی۔پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

دل جیسے کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان نن۔۔۔نہیں کریں ۔"

وہ ملتجی لہجے میں بولی تھی پر وہ ظالم بنا اپنی ہڈی اتار کر دور اچھالتا اس مومی گڑیا پر قابض ہوا تھا جو کسی سوکھے پتے کی مانند لرز خوف سے کانپتی اسے مزید مدہوش کر رہی تھی ۔

"خ۔۔۔خان۔۔۔پلیز ۔"

وہ کھڑکی سے آتے اجالے کو تکتی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔

پر وہ بنا باز آئے اس کے دراز بال تکیے پر بکھر گیا۔اس کے برہنہ سینے کو دیکھ آنکھیں میچ گئی ۔

تبھی اسے محسوس ہوا وہ اس کے قریب سے اٹھا تھا پٹ سے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ ڈورلاک کرتا سیاہ پردے گرا گیا ۔

پورا روم اندھیرے میں ڈوب گیا تھا بس بے حد مدھم روشنی تھی ۔

وہ اس تک آتا ایک بار پھر سے اس کی جانب مشکل میں ڈالتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں کو اپنی حراست میں لیتا اور خود میں بھینچ گیا ۔

وہ اس کی پشت پر ناخن گھاڑتی آنکھیں میچ گئی کیونکہ راہ فرار اب ناممکن تھی ۔

★★★★★

صبح آنکھیں کھلی تو دن کا ایک بج رہا تھا۔ نورا سے روم میں کہیں نظر نہیں آئی تھی ۔

اپنا موبائل اٹھایا تو اس پر حدید خان کی پانچ مس کال اور ایک وائس نوٹ دیکھ کر وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا ۔

فون سائلنٹ سے ہٹاتے وائس نوٹ سنا تھا جیسے سن کر اس کے جبڑے تنے تھے

۔

بے شک یہ ایک بڑی کامیابی تھی لیکن اس لڑکا کا حدید خان کے گھر گھسنا اور انا یوسف کو پکڑنے کی کوشش کرنا اسے سخت ناگوار گزرا تھا ۔

وہ اٹھا تھا اور اپنا ڈارک براؤن ڈریس کاؤچ سے اٹھاتا جو یقیناً اس کے معصوم سی بیوی اس کے دل سے رکھا واش روم میں گھس گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہوتا انٹر کام کی جانب بڑھا تھا ۔

"نور کو روم میں بھیجو۔"

وہ ملازمہ سے کہتا ریسیو واپس رکھتا ڈریسنگ کی جانب آیا تھا ۔

وہ جانتا تھا اب تک نور جو وجدان شاہ اور چاند کی غیر موجودگی کا علم ہو گیا ہو گا اور عین مطابق وہ رونے کا کوٹا بھی پورا کر چکی ہو گی ۔

ایک نور اور ایک اس کا پیارا بھائی یقیناً اسے سکون کا سانس لینے دینے والے نہیں تھے ۔

اسے اپنے اتنی دیر سونے پت غصہ آیا تھا اب۔ وہ تیار ہو چکا تھا پر وہ نہیں آئی تھی ۔

اس کے اعصاب تھے۔ وہ خود اس کی کلاس لینے کا ارادہ کیے روم سے نکلا تھا ۔

"چچی ماں نور کہاں ہے ۔"

وہ سامنے بیٹھیں رابعہ بیگم کو دیکھ ان سے دریافت کرنے لگا جو شادی کا سامان ملازموں کے ساتھ سنبھالنے میں لگی ہوئی تھیں ۔

"ہونا کہاں ہے اس نے صبح سے رو رو کر برا حال کر لیا ہے اس لڑکی نے ذرہ جو معاملے کی نزاکت کو سمجھ لے ۔

کھانا بھی نہیں کھایا۔ بیک سائڈ گئی ہے۔ میں تو پریشاں ہو گئی ہوں شادی بھی ہو گئی پر ذرہ برابر عقل نہ آپائی ۔"

وہ خاصی جھنجھلائی ہوئیں لگ رہیں تھیں۔ زوار شاہ کا دل مٹھی میں آیا تھا وہ صبح سے رو رہی تھی ۔

وہ تیزی سے بیک لان کی جانب بڑھا تھا ۔

★★★★★

سامنے ہی وہ دشمن جان رائل بلو کلر کا فرل فراک پہنے جو گھٹنوں تک آ رہا تھا زیب تن کیے ۔

شہد رنگ بالوں کا اونچا مسی جوڑا بنائے جس سے نکلتی بہت سی لٹیں اس کے چہرے اور سراخی دار گردن کو چھوتیں زوار شاہ کے جزبات میں شولے بھڑکانے کا کام سرانجام دے رہیں تھیں ۔

شہد رنگ آنکھیں میں کاجل لگائے جو کچھ کچھ پھیلا ہوا تھا شاید رونے کی وجہ سے ۔پپوپٹے بھی سوجے ہوئے سے تھے ۔

زوار شاہ کے دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔وہ بے حد نازک سی تھی زدہ سی بات پر پہروں رو دینے والی۔اج تو پھر اس کا بھائیو ہمیشہ کی طرح اسے بنا بتائے چلے گئے تھے ۔

پنک گلوز لگائے جو بے حد مدھم ہو گیا تھا۔ ہونٹوں کا خم بھی سوجہ ہوا تھا وہ گم سم جھولے پر بیٹھی اب بھی آنسو بہا رہی تھی ۔

وہ تیزی سے چلتا اس کی جانب آیا تھا اور ہاتھ بڑھا اسے اپنی جانب کھینچتا بانہوں میں بھینچ گیا ۔

وہ اس افتاد پر ایک پل کو گھبرائی تھی لیکن اپنے شاہ کی مسحور کن خوشبو اپنی سانسوں میں گھلتے ہی وہ اس کے گردن اپنی مخروطی کلائیاں باندھتی سسک سسک کر رہ دی ۔

"شش۔۔۔۔میرا پیارا سا دل روئیں نہیں آپ کے شاہ کو تکلیف ہوتی ہے ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کی رو رو کر دکھتی آنکھوں پر لب رکھ گیا ۔

"وہ ہر بار ہمارے سس۔۔۔ ساتھ ایسا ہی کک۔۔۔ کرتے ہیں شاہ ۔"

وہ ہچکیاں میں شکائتی انداز میں بولی تھی۔ زوار شاہ نے بے بسی سے اس گڑیا کی جانب دیکھا تھا جس نے رو رو کر اپنا خشر کر لیا تھا ۔

"بس میری جان مزید نہیں رونا انھیں وہاں ضروری کام پڑ گیا تھا نہ اس لیے انھیں جانا پڑا ۔

اور آپ جانتی چاند بھابھی کی کنڈیشن وہ یہاں ارجسٹ نہیں ہو پا رہیں یہ ان کے اور ان کے بے بی کے لیے ہام فل ہو سکتا ہے میرے دل ۔

آپ تو بہت پیاری ہیں میری جان سمجھنے کی کوشش کریں۔اور رونا نہیں ہے دوبارہ میں پرامس کرتا ہوں آپ جو جلد ان کے پاس لے کر چلوں گا ۔"

وہ اس کا منموہنا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیے نرمی والفت سے گویا ہوتا آخر میں اسے جیسے مسکرانے کی وجہ دے گیا ۔

"سچ شاہ آپ ہمیں لے کر چلیں گے ۔"

وہ کھل اٹھی تھی۔زوار شاہ نے سکون کا سانس لیا ۔

"بلکل میرے دل۔ ہم جائیں گے اور وہاں خوب مزہ کریں گے۔"

وہ اس کی نازک سی شاخ گلاب سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اس کے گلابی گال پر لب رکھتا مسکرایا تھا ۔

"جیسا میرا دل چاہے گا ہم ویسا ہی کریں گے ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا محبت والفت سے بولا تھا ۔

"چلیں اب جلدی سے اپنے شاہ کو گڈ لک کس کریں یہاں پر تاکہ آپ کا شاہ اپنے کام میں کامیاب ہو کر لوٹے ۔"

وہ سر جھکاتا پیشانی اس کے سامنے کرتا مسکاتے لہجے میں بولا تھا ۔

نور کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا۔ براون کلر کی شلوار قمیض پہنے وہ بے حد وجیہہ لگ رہا تھا ۔

دل جیسے بغاوت پر اترا تھا وہ اس کی جانب جھکتی اپنے کپکپاتے لب اس کی پیشانی پر رکھ گئی ۔

زوار شاہ نے اس میٹھے سے نرمیوں بھرے لمس کو اپنے دل میں اتارہ ۔

پر وہ نازک جان مائل بے کرم نظر آئی تھی تبھی۔اس کی پیشانی پر لب رکھتی اس کی بیر ڈ بھری گال پر لب رکھتی ایک پل میں ہی اس سے دور ہوئی تھی ۔

"واؤ یہ تو کمال ہو گیا میرے دل۔پے کے ساتھ بونس بھی ناٹ بیڈ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا ستائشی انداز میں بولا تھا ۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ گلال ہوتی پلکوں کی لرزتی جھالر گرا گئی ۔

وہ اپنی بے خودی پر اندر ہی اندر سہمی تھی کیونکہ اب اس شخص کی پاگل شدتوں سے است کون بچاتا ۔

جس کی دہکتی سانسوں کی چبن وہ اپنے چہرے پر محسوس کرتی جلنے کو تھی ۔

"انعام تو بنتا ہے اتنی بہادی پر ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے لبوں کی تھرتھراہٹ کو تکتا سرگوشی میں بولا تھا۔

نور نے نفی میں سر ہلایا تھا ۔

کہ اسے کوئی انعام نہیں چاہیے۔پر وہ اس کی کہاں سنتا تھا پہلے بھی جواب سنتا ۔

وہ جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی کپکپاہٹ کو خود میں جزب کرتا ان کی نرماہٹ سے مدہوش ہوتا مسرور سا اسے مزید خود میں بھینچ گیا ۔

وہ تڑپ کر اس کے کالر کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی گئ ۔

وہ لون میں تھے اس سنکی انسان کو ذرا احساس نہ تھا ۔

وہ نازک سی سی جان کچھ اس جنونی شخص کی جنونی قربت پر تو کچھ کسی کے آجانے کے خوف پر بری طرح سے لرزنے لگی ۔

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے شدید جنونیت اس پر انڈھیلتا اس کی آنکھیں نم کر گیا ۔

وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اس کی کمر سہلانے لگا وہ تڑپ اٹھی تھی اس ظالم کے انداز پر ۔

اس پر لبوں پر ہوتی جلن پر وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنے سینے سے لگاتا اس کی پشت سہلاتا اسے پر سکون کرنے لگا ۔

"اب آپ اندر جائیں گی اور شرافت سے کھانا کھائیں گی میرے دل۔ پھر رات کو ہم ساتھ میں ڈنر کریں گے ۔"

وہ اسے کام کرنے کی کوشش کرتا محبت آمیز لہجے میں بولتا تھا ۔

جس پر وہ کانپتی گہرے گہرے سانس بھرتی اثبات میں سر ہلا گئی۔ زوار شاہ اس ہی پیشانی چومتا اسے آزادی دیتا دور ہوا ۔

دل بری طرح سے ضدی بنا تھا پر اسے جانا تھا۔ اس کے آزاد کرتے ہی وہ کپکپاتی ٹانگوں سے اندر کو بھاگی تھی ۔

وہ میٹنگ اٹینڈ کر کے اپنے آفس میں آتا آفس سے منسلک روم میں داخل ہوا تھا تاکہ فریش ہو سکے ۔

وہ بیڈ پر ڈھتے اپنی پیشانی مسلی تھی پاکستان جانے کی وجہ سے کافی کام پینڈگ تھا جو صرف اسے ہی انجام دینا تھا ۔

ساتھ رکھے ڈراؤ سے پیپرز نکالے تھے جنہیں وہ پاکستان سے ساتھ ہی لے آیا تھا پر گھر میں رکھنے کا رسک نہیں لیا تھا کہیں چاندا نھیں دیکھ نہ لے ۔

یقیناً اس کے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا وہ بہت مشکل سے سنبھلی تھی ۔

ماضی !

"مجھے نور نے بتایا اس کے بھائیو آنے والے ہیں یعنی میرے ظالم شہزادے ۔"

میں بہت خوش ہوں میں اس بار مل کر رہوں گی ان سے۔چاہیے وہ اس کے لیے مجھے پھر سے مار لیں۔چاہیے شاہ بیگم بھی بہت سارا مار لیں پر مجھے ان سے ملنا ہے

۔

انھیں کہنا ہے کہ یہ داسی آپ کے انتظار میں مر جائے گی خدا اکس چیز کی سزا دے رہے ہیں۔ میں آپ کے نکاح میں ہوں بس اس بات کو مان کر مجھے میرے ضمیر کے سامنے سر خرو کر دے ۔

شاید وہ لکھتے روئی تھی تبھی صفے پر آنسوں کے نشانات تھے ۔

شاہ بیگم کہتی ہیں میں آپ کی ____ بنے کے بھی لائک نہیں ہوں۔ یہ بات دن رات میرے پورے وجود کو ڈھستی ہے ۔

بس ایک بار کہہ دیں انھیں کے چاند میری بیوی ہے۔بس ایک بار اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہوں گی ۔

پر میں اس کے سامنے کیسے جاؤں گی ممم۔۔۔۔میں تو بہت گندی ہوں غلیظ ہوں وہ اتنے پیارے ہیں اور میرے پاس تو جوتے تک نہیں میری حالت تو اس گھر کے ملازموں سے بھی بری ہے ۔

انھیں تو مجھ سے گھن آئے گی کیسے وہ مجھے اپنی بیوی مانیں گے ۔"

وہ لکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اپنی بے بسی پر اپنی ذلت پر ۔

اپنی بے توقیری پر۔ کیا وہ صدا یونہی رہے تھی کوئی فرشتہ اس کے لیے نہیں آئے گا ۔

کہانیوں میں تو پریاں آتی تھیں جن کی ماں نہیں ہوتی تھی ان کے لیے ۔

تو کیا وہ ساری کہانیاں بس کہانیاں تھیں جو تائی ماں اسے بچپن میں سناتی تھیں ۔

کیونکہ اس کے پاس تو نہ ماں تھی نہ باپ تو پھر اس کی مدد کو کوئی پری کیوں نہیں آتی تھی اس کے لیے کوئی شہزادہ کیوں نہیں آتا تھا ۔

"آہہ۔۔۔۔اللہ ۔"

وہ دھاڑے مار مار کر روتی اپنی بے بسی پر ماتم کناں تھی ۔

تبھی اسے باہر گاڑیوں کی آواز آئی تھی وہ اپنے آنسو صاف کرتی دیوانی بنی بکھرے بالوں ننگے پاؤں خستہ حال حالت میں اٹھی تھی اور باہر کو بھاگی تھی ۔

پر اس سے پہلے کہ وہ اپنے کمرے سے نکلتی پینو نے اسے بالوں سے دبوچا تھا ۔

"کہاں چندارانی ۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولتی اسے گھسیٹتی واپس زمین پر ٹپیج گئی۔اس کے کہنیاں بری طرح سے چھل گئیں تھیں پر اسے اپنے درد کی پروا نہیں تھی ۔

"بب۔۔۔ باجی مجھے ایک بار بب۔۔۔ بس ایک بار ششش۔۔۔ شاہ سائیں سے ملنے دیں ۔"

وہ گھڑ گھڑائی تھی جس پر پینو مزید غضب ناک ہوتی ایک ہاتھ سے اس کے بال دبوچتی دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ دبوچتی اوپر کو اٹھا گئی ۔

"شاہ سائیں سے ملنا ہے تجھے۔۔۔ تیری اتنی اوقات ہے۔ تو تو اس کے جوتے صاف کرنے کے قابل نہیں اور ان سے ملنے کے خواب سجا رہی ہے۔ اب تو تجھے شاہ بیگم ہی تیری اوقات یاد دلائیں گی ۔"

وہ اسے زمین پر ٹینچتی پھنکاری تھی۔

سر زمین سے ٹکرانے پر چاند کو اپنی دنیا گھومتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ وہیں زمین پر سر ٹکائے زار و قطار روتی اپنی بے بسی پر آنسو بہانے لگی ۔

اور پھر شاہ بیگم آئیں تھیں اسے جی بھر کر مارا کوسہ اور اسے بند کر دیا گیا تین دن کے لیے بھوکا پیاسا کیونکہ وجدان شاہ صرف دو دن کے لیے وہاں آیا تھا ۔

اس بیچ وہ مرنے کو چھوڑ دی گئی کمرے کی بجلی بھی کٹوا دی گئی۔ کسی کو یاد بھی نہ رہا کہ ایک وجود اس کال کوٹھری میں سسک سسک کر مر رہا ہے ۔

دل چاہتا ہے کچھ ایسا لکھوں۔۔۔۔۔

لفظوں کی آہیں نکلیں۔۔۔۔۔۔۔

قلم سے لہوں ٹپکے۔۔۔۔۔

کاغذ پر درد بکھرے۔۔۔۔۔۔۔

میری خاموشی ٹوٹے۔۔۔۔۔

پھر اذیت سے جان چھوٹے۔۔۔۔

"پورا وجود زخموں سے چور تھا"

پورے دو دن سے وہ اپنے نیم مردہ وجود کے ساتھ ٹھنڈے فرش کر پڑی ہوئی تھی بنا کھانے کے ایک نوالے اور پانی کے ایک قطرے کے۔ پر کسی کو اس معصوم پر رحم نہیں آیا تھا۔

"اسے اندھیرے سے ڈر لگتا تھا پر اب تو زندگی میں ہی اندھیرہ ہو گیا تھا"

اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اس جگہ سے اٹھ سکتی جہاں اسے مار کر بے دردی سے پھینکا گیا تھا۔ اسے لگ رہا تھا وہ آج اس کی روح وجود سے آزاد ہو جائے گی اور اسے سکون مل جائے گا۔ ہر درد سے، ہر ازیت سے آزادی مل جائے گئی۔

”زخمی ہونٹوں سے خون بہہ بہہ کر اب سوکھ چکا تھا“

تکلیف سے آنکھوں سرخ انگارہ ہو رہیں تھیں جیسے ابھی خون بہہ نکلے گا۔

وہ زمین پر بے سود پڑی ہوئی تھی جب اس کی سماعت سے وہ جان افروز آواز ٹکرائی۔ لیکن بے حد مدھم ۔

" قادر تم کل تک سنبھال لو میں دو گھنٹے بعد کی فلائٹ سے نکال رہا ہوں وہاں کے لیے ۔"

یہ آواز تو نہ تھی چاند کی زندگی کا کل اثاثہ تھی وہ ہمت کرتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی ۔

لیکن ایک ہی جگہ پڑے رہنے اور بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے وجود میں جان ناپید تھی ۔

پر وہ اپنی تکلیف کو نظر انداز کرتی اپنا وجود گھسیٹتی دیوار کے پاس آئی تھی جس میں اینٹ کھسکنے کو وجہ سے چھوٹا سا خول بنا ہوا تھا ۔

وہ اٹھتی اس خول کے سامنے آتی اسے تکنے کی سعی کرنے لگی ۔

کچھ فاصلے پر وہ لون میں سیاہ لباس پہنے شانوں پر بادامی اجرک اوڑھ پیشانی پر بل ڈالے انتہائی خوبرو لگ رہا تھا ۔

چھ فٹ دو انچ سے نکلتا قد چوڑے شانے اس کی شخصیت کو سب میں نمایا کر رہے تھے۔

بورے بالوں کو ترتیب سے سیٹ کیے ایک کان میں بلوٹوتھ لگائے، سرخ سپید رنگت چہرے پر اگی بیرڈ اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی گنی مونچھوں تلے عنابی لب ایک دوسرے میں پیوست،

جیسے وہ مسکرانہ جانتا ہی نہ ہو... مغرور ستون ناک پر ہر وقت غصہ کا بسرا رہتا، پرُ اسرا سی سرد بھوری آنکھوں والا وہ کوئی شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔۔۔

بے شک وہ حسن کا ایک بہترین شہکار تھا... جیسے دیکھ کر ہر صنف نازک کا دل دھڑکنا بھول جاتا

وہ بہتی آنکھوں سے یک ٹک اسے دیکھے گئی۔ شاید ہی یہ موقع دوبارہ اسے نصیب ہوتا۔ دل چاہا تھا اس وقت جسم سے روح نکل کر اس ظالم شہزادے کو قریب سے تکتی ۔

اور وہ چلا گیا اور وہ اس سے ملنے کی آس ٹوٹنے پر سسکتی رہ گئی ۔

★★★★★

"حال!

وجدان شاہ کو پوری خلا میں جیسے موت دیتی برچھیاں چلتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

سانسیں بھری طرح سے گھٹنے لگیں تھیں۔وہ کوٹ اتار کر دور اچھالتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے کی بجائے توڑ سانس لینے کی تگ ودو کرنے لگا ۔

دل چاہ رہا تھا ہر چیز تہس نہس کر دے۔ کاش وہ ایک بار بھی اس کے بارے میں پوچھ لیتا ۔

کاش وہ اس کی زندگی جہنم بنے کو چھوڑ کر نہ آتا اس حویلی میں ۔

تو آج وہ یوں زخم زخم نہ ہوتی۔ وہ اپنے ہی سائے سے خوف نہ کھاتی۔ وہ اپنے بال مٹھیوں میں دبوچتا اپنے درد کو چیخوں کی صورت باہر نکالتا واش روم کی جانب بڑھا تھا ۔

دوسری جانب چاند وائٹ کلر کا اونی سویٹر پہنے میرون کلر کا سکرٹ پہنے سیاہ دراز بالوں کی فرنچ چٹیا کیے ۔

چہرے پر لائٹ نیچرل سا میک اپ کیے ہونٹوں پر لائٹ میرون گلوز لگائے وہ اپسراؤں کی ملکہ اپنے سائیں کو سرپرائز دینے کو تیار تھی ۔

"جین آپی آپ یہ اٹھالیں میں یہ اٹھاتی ہوں ۔"

وہ براؤنی شیک کی باٹل اٹھاتی جین کو کھانے کا ٹفن اٹھانے کا بول گئی ۔

کس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی اُٹھائے باہر کی جانب بڑھی تھی۔ڈرائیور نے اوپن کرتے ان کے اندر بیٹھنے پر گاڑی سٹارٹ کی تھی ۔

گارڈز کی دو گاڑیاں ان کے تعاقب میں نکلیں تھیں جو وجدان شاہ نے مقرر کی تھیں جو کے ویل ٹرینڈ تھے ۔

کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا اس کا چاند گھٹ گھٹ کر جیئے۔ وہ اسے آزادی سے جینے دینا چاہتا تھا ۔

"جین آپی انھیں اچھا لگے گا نہ ۔"

وہ بے حد خوش تھی۔ ہر بار وہ اس کے لیے سرپرائز پلین کرتا تھا اور وہ ابھی تک اس کے لیے کچھ نہیں کر پائی تھی ۔

آج اس سے برتھڈے پارٹی کے شکریہ کے طور پر خود کیک بیک کیا تھا ۔

ساتھ ملائی کباب ہری چٹنی اسے یہ بہت پسند تھی اثر تائی ماں بناتیں تھیں تو وہ بے حد شوق سے کھاتی تھی ۔

بیف پلاؤ، سلاد بنا کر وہ اتنی خوش ہوئی تھی جیسے کوئی میدان سر کر لیا ہو ۔

جین نے اپنی پیاری سی چھوٹی سی مالکن کے چہرے پر خوشی دیکھ دل ہی دل میں نظر اتاری تھی ۔

گاڑیاں آفس کے سامنے رکھیں تھیں وہ اور جین اندر کی جانب بڑھیں تھیں ۔

آفس میں موجود سب لوگ ایک پل کے لیے سٹل ہوئے تھے اس پیاری سی پری کو دیکھ ۔

جین نے ریسیپشن پر کھڑی لڑکی سے وجدان شاہ کا روم دریافت کیا تھا ۔

"آپ کون ہیں میم ہمیں سر کو بتانا ہو گا۔ کیا آپ نے اپوائنٹمنٹ لی سر سے ملنے کے لیے ۔"

لڑکی نے شستہ انگلش میں دریافت کیا تھا جس پر چاند نے جین کی جانب دیکھا تھا ۔

جیسے لودے لیا میں نے اب سرپرائز ۔"

جین نے اسے آنکھوں کے اشارے سے کام رہنے کا کہا اور خود ہی اس لڑکی سے
محاطب ہوئی ۔

" This is Sir's wife and she plans to surprise him dear. Now please tell us the address of his office."

)یہ سر کی وائف ہیں اور وہ انھیں سرپرائز کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں پیاری۔ تو اب
مہربانی کر کے ہمیں ان کے آفس کا پتہ بتائیں ۔("

وہ رسمی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولی تھی جس پر وہ کچھ حاص متمئن ہوتی نظر نہیں آئی تھی ۔

" How can I believe that you are telling the truth, anyway, she still looks like a child, so she cannot be the wife of the head."

)میں کیسے مان لوں تم سچ کہہ رہی ہو ویسے بھی یہ ابھی بچی لگتی ہے۔تو یہ سر کی بیوی نہیں ہو سکتی ۔(

جین کو شدید طیش آیا تھا اس کی بات پر جبکہ چاند نچلا ہونٹ موڑتی رونے کو ہوئی ۔

جین نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے وال پیپر پر لگی تصویر سامنے کی ۔

جو دو دن پہلے ہی چاند کی برتھ ڈے پر لی گئی تھی۔ وہ لڑکی بوکھلائی تھی تصویر دیکھ ۔

سیکنڈ فلور پر سامنے ہی سر کا آفس ہے۔ سوری میم ۔"

وہ تیزی سے بتاتی معزرت خواں ہوئیں۔ جس پر وہ مسکراتی جین کے ساتھ سیکنڈ فلور کی جانب چل دی ۔

"آپ جائیں میم اور سر کو سرپرائز دیں میں گھر جا رہی ہوں ۔"

وہ مسکرا کر کہتی اسے سامان تھماتی بھاگی تھی چاند کا منہ کھل گیا اس کی پھرتیاں دیکھ ۔

پھر اپنے سائیں کا سوچ لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ بکھری ۔

وہ ڈورد ھکیلتی آفس میں داخل ہوئی لیکن اسے وہاں کوئی نظر نہیں آیا تبھی اس کی نظر آفس سے منسلک ایک ڈور نظر آیا تھا ۔

وہ چیزیں بمشکل پکڑے ڈور دھکیلتی اندر داخل ہوئی تھی لیکن یہ کیا ۔

یہ روم بھی خالی تھی پر بیڈ کے ایک کونے پر پڑا کوٹ دیکھ شکر کا سانس لیا اور واش روم سے پانی کی آتی آواز سے وہ سمجھ گئی تھی وہ ساحر وہیں تھا ۔

وہ ٹیبل پر تمام سامان رکھتی سیٹ کرنے لگی بیس منٹ اور پھر بیس سے تیس منٹ گزر گئے پر وہ باہر نہیں نکالا تھا ۔

اب وہ پریشان ہوئی تھی۔ وہ واش روم کے ڈور کے جانب بڑھی تھی ۔

"سائیں ۔۔"

مدھم سی پکار تھی۔اندر وخشتوں میں گھیرے وجدان شاہ کا روم روم سماعت بن گیا ۔

وہ ایک جھٹکے میں واش روم کا ڈور کھولتا اسے دیکھتے ہی اپنی بانہوں میں بھر گیا وہ بوکھلائی تھی بری طرح سے ۔

اس کا تخ بستہ وجود چاند کو متفکر کر گیا۔وہ اس وقت صرف پینٹ میں ملبوس شرٹ لیس تھا ۔

"سائیں ۔۔"

وہ اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ پاگل ہوئی تھی ۔

"شش۔۔۔میرے چاند۔۔۔میری زندگی۔۔۔میرے سکون۔کچھ مت کہیے بس ان فضاؤں کو محسوس ہونے دیں کہ وجدان شاہ صرف چاند کا ہے ۔

ان ہواؤں کو خبر لگنے دیں کہ وجدان شاہ کو صرف چاند احمد ملک کے لیے ہی بنایا گیا ہے ۔"

وہ اس کے سر سے سکاف کھینچتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں بولتا اس کی مہک اپنی سانسوں میں اتارنے لگا ۔

"سس۔۔۔سائیں کیا ہوا ۔"

وہ سر اٹھاتی اس شہزادے کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتی نم لہجے میں دریافت کرنے لگی ۔

"جس پر وہ بنا اس کی بات کا جواب دیے اس کے دونوں ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیے چومنے لگا ۔

چاند کا دل لرزا تھا اس کی دیوانگی بھری حرکتوں سے ۔

"آئی لو یو میرے چاند۔۔آئی لو یو ۔"

وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتا جنونی انداز میں بولتا چاند کو اپنے عمل سے بوکھلا کر رکھ گیا ۔

"وجدان شاہ بس آپ کا ہے بس آپ کا جان سائیں ۔"

جان وہ اس کا لہجہ بھرایا سا لگا تھا ۔

"سس۔۔۔۔سائیں کیا ہوا ہے آپ ایسے کیوں ہو رہے ہیں ۔"

وہ رو دینے کو ہوئی۔وجدان شاہ کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ۔

"کچھ بھی نہیں جان سائیں بس آپ کی شدید یاد آ رہی تھی۔اور دیکھیں آپ آ گئیں ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا مدھم سا مسکاتا بولا تھا ۔

"نہیں سائیں کچھ ہوا ہے آپ بتائیں۔کیا آپ کو درد ہے ۔"

ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وجدان شاہ تکلیف میں ہوتا اور چاند احمد ملک انجان رہتی ۔

"ہاں درد تھا آپ کی دوری کا آپ قریب ہیں تو آپ کے سائیں کی ہر تکلیف ناپید ہو گئی ہے میرے چاند ۔"

وہ اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔ جھکتے بے حد نرمی سے اس کے گلابی رخسار پر لب رکھے تھے ۔

اس نے دھیان دیا وہ آج خاص تیار ہوئی تھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی ۔

"سائیں میں نے آپ کے لیے کچھ بنایا ہے ۔"

وہ ایکدم سے ہوش میں آتی بلش کرتی لرزتی پلکوں کے ساتھ بولی تھی ۔

وہ شرٹ لیس ہے احساس ہوا تو روم روم جل تھل ہوا تھا ۔

"آپ اب بھی شرما رہی ہیں میرے چاند ۔"

وہ اسے بلش کرتا دیکھ شریر ہوا تھا ۔

"سائیں۔۔۔ تنگ نہیں کریں ۔"

وہ خجم زدہ سی ہوئی تھی وجدان شاہ کا قہقہہ گھونجا تھا ۔

قہقہہ لگانے سے وجدان شاہ نے کو اپنے زخم میں کھنچاؤ محسوس ہوا تھا ۔

وہ بری طرح سے بوکھلایا تھا وہ کیا کر رہا تھا اگر چاند نے اس کا زخم دیکھ لیا تو ۔

"آپ ایسا کریں وہاں بیٹھیں میں چینج کر کے آتا ہوں ۔"

وہ اس کے ہاتھ پر لب رکھتا نرمی و ملائمت سے بولا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی صوفے کی جانب بڑھی ۔

وجدان شاہ الٹے قدم ڈریسنگ میں گھس گیا ۔

★★★★★

"کچھ ہی دیر میں مر جاؤں گی تم اگر بتا دیا کہ کس کے کہنے پر تم نے انا کڈنیپ کرنے کی کوشش کی تو ہو سکتا ہے میں تمھیں بخش دوں لڑکی ۔"

زوار شاہ تڑپتی سسکتی صدف کو درشتی سے بولا تھا۔وہ مرنے کو تھی تکلیف سے پر نہ جان نکل رہی تھی نہ سانس لیا جارہا تھا ۔

اس سے بہتر تھا وہ ایک ہی جھٹکے میں اسے ختم کر دیتے ۔

"امریکہ کک۔۔۔کا ایک بڑا بب۔۔۔بزنس مین ہے۔۔۔جو اصل میں لل۔۔۔لڑکیاں سپلائی کک۔۔۔کرتا ہے۔میں اس کک۔۔۔کا نام نہیں جانتی ۔اس۔۔۔اسے عروہ اور۔۔دل آئنورپپ۔۔۔پسند آ۔۔۔آئی تھی ۔"

وہ تکلیف کے مارے تڑپتی بمشکل بولی تھی۔نور کے بارے میں سنتے زوار شاہ نے مٹھیاں کسیں تھیں ۔

"تونور کو کڈنیپ کروانے میں بھی تمھارا ہاتھ تھا غلیظ عورت ۔"

وہ اس کی گردن دبوچتا غرایا تھا ۔

"مم۔۔۔میرا کام بس اسے للل۔۔۔لڑکیاں ڈھونڈ کر دد۔۔۔دینا ہوتا ہے اس۔۔۔کک۔۔۔آدمیوں کو اس سے زیادہ میں کک۔۔۔کچھ نہیں جانتی ۔"

وہ اپنی گردن چھڑوانے کو جھٹپٹائی تھی حدید خان نے اپنی گردن ٹیڑی کرتے اپنی گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا ۔

بس کچھ وقت۔۔۔اس کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ رقص کر گئی ۔

"کس کے پاس لڑکیاں پہنچاتی ہو تم ۔"

وہ اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتا دریافت کیا تھا ۔

"نیازی سس۔۔۔سب اسے نن۔۔۔نیازی کہتے ہیں اا۔۔۔اس کا پپ۔۔۔پورا نام کک۔۔۔کوئی نہیں جانتا۔اس کک۔۔۔کا کوئی ایک ٹھیکانا نن۔۔۔نہیں ہے۔"

وہ بمشکل بولتی خود کو چھڑوانے کی کوشش اب بند کر گئی شاید کو تھک گئی تھی ۔

وہ ایک جھٹکے میں اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا دور ہوا تھا ۔

"حدید ہمیں جلد ہی اس شخص کا پتہ لگوانا ہو گا نہ جانے وہ کتنی لڑکیوں کو جہنم کی زندگی دے چکا ہو گا اور اب دینے والا ہوں گا۔ تم اس سے نپٹ کر اس شخص کی کھوج کرو اپنے طریقے سے ۔

میں اپنے طریقے سے تلاش کروں گا پل پل کی اپڈیٹس دو گے مجھے انڈ سٹینڈ ۔"

وہ سختی سے بولا تھا۔ جس پر وہ سر کو خم دے گیا۔ وہ بسٹ ہیکرز میں سے ایک تھا

۔

بڑے سے بڑا سسٹمز کو ہیک کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔وہ دماغ کا انتہائی تیز تھا ۔

جبکہ زوار شاہ طاقت میں ایک پوری آرمی تھا۔وہ مائر شارپ شوٹر،ایک ماہر تیراک،انکاؤنٹر سپیشلسٹ اور اپنی آرمی کا بسٹ فائٹر تھا ۔

چار سال تین پرموشنز اور آٹھ خطرناک مشنز کمپلیٹ کر چکا تھا ۔

اسے بہت سے میڈلز سے نوازا گیا تھا۔اور اب کہ اسے حدید خان کا ساتھ ملا یا تھا پچھلے ایک سال سے جس کے ساتھ وہ ایک مشن بڑی کامیابی سے پورا کر چکا تھا

۔

تبھی اس مشن کے لیے زوار شاہ نے خود کرنل کو حدید خان کے لیے کہتے اپنا ساتھی چنا تھا ۔

"اوکے سر ۔"

وہ موادّب انداز میں بولا تھا ۔

صدف سر گرائے پری تھی شاید وہ مر چکی تھی۔ حدید خان کو اب اس کی لاش کو ٹھیکانے لگانا تھا ۔

★★★★★

وہ کافی دیر اس کا انتظار کرتی رہی تھی لیکن وہ نہیں آیا تھا ۔

دل جیسے ہر چیز سے اکتا سا گیا تھا ۔

کیا وہ بھول گیا تھا اس کی ایک معصوم سی بیوی بھی ہے جو اس کے کچھ پل نظروں سے اوجھل ہو جانے پر بے چین ہو اٹھتی ہے ۔

کیا وہ جانتا نہیں تھا دل آئنور شاہ کی تڑپ ۔

کہ جب جب وہ سانس بھرتی تھی ہر سانس اس بے مہر انسان کے نام کی تسبیح کرتی تھی ۔

وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی باہر لون کو گھورتی جیسے اپنی نظروں سے گھاس کو جھلانے کاارادہ رکھتی تھی ۔

تبھی اسے اپنی پشت پر کسی کا حصار محسوس ہوا تھا مقابل کی بانہوں سانپ کی مانند لپٹتیں اس کی سانسیں روک گئیں ۔

اس ظالم کی کلون کی خوشبو عصاب پر قابض ہوتی اس کے نازک سے وجود ہوا اس کا معمور کرنے لگی ۔

"وہاں کیا دیکھ رہیں ہیں اپسرا دلکش آپ کا محبوب تو یہاں ہے شاہ کے معصوم سے دل ۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اپنی وحشتوں کا شمار کرتا ان کی مہک خود میں اتارتا مدھوش سرگوشی میں بولا تھا جس پر وہ آنکھیں موندے گہرا سانس بھر کے رہ گئی ۔

یہ ساحر شخص کیوں اس کے لیے اتنا ضروری تھا اسے اب سمجھ آیا تھا جب وہ قریب تھا ۔

"آئی مس یو سو مچ میرے دل سائیں ۔"

وہ اس کے گرد اپنا حصار مزید کستا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

"جھوٹ سب جھوٹ۔۔۔آپ نے ہمیں یاد نہیں کیا ورنہ آپ اتنی دیر نہیں کرتے ۔"

وہ ایک جھٹکے سے اس کے حصار سے نکلتی نم لہجے میں بولی تھی ۔

زوار شاہ نے لب بھینچے تھے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ ۔

"نور میرے دل ایسا نہیں ہے بہت ضروری کام تھا اور دیکھیں میں آپ کے لیے کیا لے کر آیا ہوں ۔"

وہ اسے بہلاتا اس کی جانب آتا اپنی جیب سے چاکلیٹ بار نکالتا مسکرا کر بولا تھا ۔

پر وہ چاکلیٹ کو دیکھ کر بھی خوش نہیں ہوئی تھی۔آنکھوں میں نمی کے ساتھ خفگی ہنوز قائم تھی ۔

"ہم بچے نہیں ہیں شاہ ہمیں نہیں چاہیے یہ۔۔ ہمیں آپ چاہیے سارا دن آپ کام کر رہے تھے پر آپ نے آتے آتے بھی ایک بجا دیا ۔"

وہ بیویوں کے روپ میں آتی اب سچ میں اسے بچی نہیں لگی تھی زوار شاہ کو ۔

"سچ میں دل آئنور شاہ اب بچی تو بلکل نہیں ہے ۔"

وہ اسے سر تا پاؤں بے باکی سے تکتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔جو اس وقت ڈیپ ریڈ کلر کے نائٹ ڈریس شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس تھی ۔

شہد رنگ بالوں کو ہیئر بینڈ لگا پر آزاد چھوڑے بنا کسی میک اپ کے شفاف دھوپ سا چمکتا چہرہ لیے زوار شاہ کو مبہوت کر گئی ۔

وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتی سر تا پاؤں سرخ گلال ہوئی ۔

"ہہ۔۔۔ہم نن۔۔۔ناراض ہیں تت۔۔۔تو آپ حد میں رہیں ۔"

وہ اپنا لہجہ مظبوط کرتی بھاگ کر بیڈ پر چڑھتی خود پر کمفرٹر کھینچتی سر تا پاؤں گم ہوئی اس میں ۔

زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اپنے دل کی معصومیت بھری ناراضگی پر ۔

وہ اپنا آرام دہ ڈریس لیتا واش روم میں گم ہوا تھا۔ واش روم کا ڈور بند ہوتے اس نے چہرہ باہر نکالتے دیکھ تھا ۔

اسے واش روم میں جاتا دیکھ وہ دل مسوس کر رہ گئی۔ یعنی اس کی ناراضی کی کوئی پروا نہیں ۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہوتا شرٹ لیس باہر نکالا تھا ڈور کھلنے کی آواز پر وہ تیزی سے واپس منہ اندر دے گئی ۔

جیسے زوار شاہ نے اچھے سے دیکھ لیا تھا۔ٹاول سٹینڈ پر ڈالتا ایسی کی سپیڈ بڑھاتا اس کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ بیڈ پر اس کے پہلو میں دراز ہوتا خود بھی کمفرٹر میں گھستا اس کمر نازک کی کمر کو جھکڑ گیا۔وہ چیخ تھی کمفرٹر سے نکلی تھی ۔

"کہاں میرے دل آپ کہیں نہیں جا سکتیں آپ کا بسیرا یہیں زوار شاہ کا دل ہے ۔"

اس جکڑتے اسے واپس کھینچتے اپنے سینے پر ڈالا تھا ۔

"ہم نن۔۔۔بات نہیں کریں گے۔قریب بھی نہیں آنے دیں گے ۔"

وہ اٹھنے کی سعی کرتی نروٹھے پن سے بولی تھی زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس حسین ناراضگی پر ۔

"زوار شاہ کا دل قربان اس دلربا کی دلربائی ناراضگی پر۔۔پر دور جانے کی بات نہ کریں دل سائیں ۔"

وہ کروٹ بدلتا اسے تکیے پر ڈالتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔نور کو اپنے پہلو میں شور اٹھتا محسوس ہوا ۔

"آپ کک۔۔۔کو بھوک لل۔۔۔لگی ہو گی ہم کھانا لاتے ہیں ۔"

وہ لرزتے دل کے ساتھ بولی تھی ۔

"اس وقت کھانے کی بلکل بھوک نہیں ہے اس وقت اس دل کو بس آپ درکار ہیں میرے دل ۔"

وہ دیوانگی و وارفتگی سے بولتا شدت سے اس کی گردن اور کندھے کے درمیان نرم جگہ پر اپنے دانت گاڑ گیا ۔

وہ بری طرح سے سسکتی سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ ۔"

وہ بری طرح سے کپکپاتی اس کی گرفت سے آزادی پانے کو مچلی تھی ۔

جبکہ کا اس کی پکار پر مزید مدہوش ہوتا اس کی شہ رگ پر جھکتا جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔ جس پر وہ لرزتی اس کے چوڑے شانے دبوچ گئی ۔

"میرا پیارا سا دل۔۔۔آئی لو یو ۔"

وہ اس کے کپکپاتے لبوں کی نازکی دیکھ دیوانہ ہوا تھا ۔

وہ دیوانہ بنا اس پر شدت و دیوانگی لٹاتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا۔

مد بھری بہکی نظروں سے اس کے سرخ انگوری لبوں کو دیکھنے لگا۔

جن کی لرزش اسے بری طرح سے بہکاتی ہوش و خرد سے بیگانہ کر رہی تھی۔ شہد رنگ آنکھیں میں اترتا خمار نور کو سہمنے پر مجبور کر رہا تھا ۔

وہ دیوانہ وار جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ و کپکپاہٹ اپنے اندر جذب کر گیا۔ وہ جو پہلے ہی بے جان ہو رہی تھی ۔

بری طرح سے لرزی تھی اس کی پر تپش گرفت میں وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اسے خود گھولتا سرشار سا ہوا تھا ۔

ایک ہاتھ اس کے بالوں میں ڈالے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نازک جان کی کمر جھکڑے وہ اسے ہلکان کرنے کا پورا سامان کیے ہوئے تھا ۔

بڑھتی شدتوں پر وہ نڈھال ہوتی اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔

پر وہ ایسا کرتی اسے مزید جنونی کر گئی تھی۔ جس پر وہ اسے مزید شدت سے اپنے دہکتے لمس سے نڈھال کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی سلوٹوں کو سنوارتا ایک ایک جان افروز لمس چنتا مدہوش ہو رہا تھا ۔

وہ جی بھر کے خور کو سیر اب کرتا اسے نڈھال محسوس کرتے اس کی سانسیں کو آزادی دے گیا ۔۔

جس پر وہ نیم جان ہوتی تکیے پر سر رکھتی اپنی سانسوں سنوارنے کی سعی کرنے لگی ۔

اس نازک جان کی سانسوں کے زیر و بم پر وہ بری طرح سے بہکتا ۔

مجنو بانہ انداز میں اس کے چہرے کے کناروں پر اپنے لمس کی نرمیاں بکھرتا اس نازک جان کو زلزلوں کی زد میں کر گیا تھا ۔

وہ سہم کر اس کے سینے کے بال مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی گئی کیونکہ جانتی فرار ممکن کہاں تھی ۔

لائٹ اف کرتا اسے خود میں جزب کرنے لگا۔وہ نازک جان نیم جان ہوتی اس جنونی انسانی کی شدتیں برداشت کرنے لگی ۔

★★★★★

" ہیے ماشاءاللہ میرے چاند۔۔۔یہ بہت لذیذ تھا جان سائیں ۔"

وہ فوک کی مدد سے کباب کھاتا چاند کے ہاتھ تھام کر اس پر لب رکھتا مسکرایا تھا۔

وہ خامخواہ ہی سرخ گلاب بنی تھی۔ وجدان شاہ ایک پیس اسے کھلاتا ایک خود کھاتا

۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں کھانا کھاتے ملازمہ کو برتن لے جانے کا بول گیا ۔

"سائیں ۔۔"

وہ اس کی بانہوں میں بیٹھی اس کے ہاتھ سے کیک کھانے میں مگن تھی ۔

"جی میری جان سائیں ۔"

وہ جھکتا اس کے نچلے لب کے قریب اس قاتل تل پر شدت بھرا لمس چھوڑتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

آپ بھی کھائیں نہ ۔"

وہ اسے کب سے خود کو کھلاتا دیکھ لرزتے لہجے میں بولی تھی۔اس کی بات پر وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"میں کھاؤ گا میرے چاند پر پہلے آپ جی بھر کر کھالیں تاکہ آپ کی نازک سی جان میری بے قراریوں کو سہہ سکے ۔"

وہ خمار آلودہ لہجے بولا تھا۔چاند کی جان پر بنی تھی ۔

"سس۔۔۔سائیں مجھے گھر جانا ہے۔دد۔۔۔دیر ہو رہی ہے ۔"

وہ اس کی لودیتی نظروں سے اور دہکتے لفظوں سے بمشکل بولی تھی ۔

وجدان شاہ کے لب دیوانگی و وارفتگی سے مسکرائے تھے ۔

"کیا میں آپ کو اتنا شریف لگتا ہوں میرے چاند جو خود چل کر آئے شکار کو اپنے ہاتھ سے جانے دوں ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے چہرہ اوپر کو کرتا اس اس کی گردن پر ناک ٹریس کرتا مجنوبانہ سرگوشی میں بولتا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا ۔

"سس۔۔۔سائیں دد۔۔دیکھیں۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے باز رکھنے کی سعی کرتی ابھی بول ہی رہی تھی۔

کہ اس ظالم بنے ساحر کے دہکتے لبوں کا لمس اپنی ٹھوڑی کی نچلی نرم جگہ پر

محسوس کرتے اس کی زبان کو بریک لگا تھا ۔

"دیکھ کر ہی تو بے قابو ہو رہا ہوں میری جان سائیں ۔"

وہ اسے شدت جنونیت سے بولتا اس کے کپکپاتے بالائی لب کو انگوٹھے سے دباتے

مدھوش کن ہوا تھا ۔

جان سہمی تھی اس کی شدت پسندی سے جو عجیب دیوانگی اپنی آنکھوں میں سموئے اسے تکتا ڈرا رہا تھا ۔

"کہیں کہیں مجھ سے محبت ہے ۔"

اس کی شہ رگ کو نرمی سے دانتوں میں دباتا آج وہ فرمائش پر اترا تھا ۔

چاند کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

"سے یو لو می میرے چاند۔۔۔وجدان شاہ سننے کو بے تاب ہے ۔"

وہ اس کے نازک سے وجود کو اپنی بانہوں میں منتقل کرتا اسے اپنی تھائے پر بٹھاتا ایک بازو سے اس کی نازک سی کمر جھکڑے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے بے صبری سے بولا تھا ۔

"یہ الفاظ میری محبت کا پیمانہ نہیں ماپ سکتے سائیں۔ہر پیمانہ فیل ہو جائے گا ۔دنیا کے سارے قلم ٹوٹ کر بکھر جائے گے ۔

یہ سمندر سوکھ جائیں گے یہ ندیاں تمام ہو جایئے گی آپ کے چاند کی زندگی تمام ہو جائے گی میری الفت کو ماپنا آساں نہیں ہو گا ۔

یہ لازوال ہے ازل سے ابد تک میں نے تو محبت والفت، عشقِ جنونیت، دیوانگی و وارفتگی ہر لفظ کو ہی وجدان شاہ کا نام دے دیا سائیں ۔

میں نہیں جانتی محبت کیا ہے پر میرے لیے میری محبت کا روپ وجدان شاہ ہے ۔"

وہ ہر لفظ میں اپنی محبت کے قیمتی موتی پروتی اسے اپنا حالَ دل بیان کر گئیں ۔

اور کہتی ہے پگلی وہ نہیں جانتی محبت کیا ہے کیا چاند وجدان شاہ سی محبت بھی کوئی کر سکتا تھا ۔

جس نے اپنے یار کے ایک دیدار پر سو سو زخم کھائے تھے ۔

کیا کوئی ایسی جوگن بھی ہو سکتی تھی جو ننگے پاؤں خار دار راہوں میں اپنے محبوب کے گرد طواف کرتی اس کے عشق میں رقصم تھی ۔

"اتنی محبت کیسے کر لی میرے چاند ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا کرب سے بولا تھا اس کے عشق نے اسے رول کر رکھ دیا تھا ۔

"میں نے کہاں کی سائیں۔ ہو گئی بس ۔"

وہ نم آنکھوں سے بولتی کھلکھلائی تھی۔وہ ساحر جھکتا اس کی مسکراہٹ و کھلکھلاہٹ خود میں جزب کرتا ۔

وہ ایکدم سے بوکھلاتی آنکھیں پھیلا گئی۔اسے اس وقت امید نہیں تھی وہ کچھ ایسا کرے گا ۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا صوفے سے لیے اٹھا تھا۔وہ بوکھلاتی جھٹ پٹائی تھی ۔

جو اس کی سانسوں کو اپنا قیدی بنائے اس کے لمس کی خوشبو کو قطرہ قطرہ خود میں جزب کرتا دیوانہ وار جنونی ہوتا اسے مشکل میں ڈالے ہوئے تھا ۔

چاند کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

وہ اس کے لمس کی ہر نرمی چراتا مزید مدہوش ہونے لگا تھا اپنی وحشتوں کا شمار کرتا کسی اور ہی جہاں کو نکل چکا تھا ۔

وہ نازک سی پری بند ہوتی سانسوں پر بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا ۔

اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا وہ نازک کی جان بے دم سی ہوتی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنے بکھرے تنفس کو سنبھالتی نیم جان ہوئی تھی ۔

"سائیں ۔۔"

نروٹھے پن سے اس کے شانے پر ایک دو اور پھر تین مکے برسائے گئے تھے جس پر وہ قہقہہ لگاتا اسے گھمانے لگا ۔

وہ خوف زدہ ہوتی اس کے سینے میں چھپی تھی۔دل ڈوب کر ابھرا تھا ۔

"ڈانس کریں گی میرے ساتھ میرے چاند ۔"

وہ نرمی سے اسے نیچے رکھتا مدھم آواز میں دریافت گو ہوا ۔

"مجھے تو آتا ہی نہیں سائیں ۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی سر جھکائے بولی تھی جیسے کوئی بہت بڑا گناہ ہو گیا ہو۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"آپ کو بس اپنے سائیں کا ساتھ دینا ہے۔ جیسے پہلے دیا تھا۔"

میوزک آن کرتا اس کی جانب آیا تھا ۔

وہ اس نازک سی کانچ کی گڑیا کو زمین پر اتارتا اس کی شاخیں گلاب سی کمر کو اپنی بانہوں کے مظبوط حصار میں لیتا قریب کر گیا ۔

اس کا ہاتھ تھام کر اپنے شانے پر رکھتا دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ سے لیتا موو کرنے لگا ۔جس پر وہ اس کا ساتھ دیتی مسکرائی تھی ۔

وجدان شاہ کو اپنے پورے وجود سے وحشت و کثافت مسروریت میں تبدیل ہوتی محسوس ہوئی ۔

چاہیے میں رہوں جہاں میں

جاے تو نہ رہے

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے

وہ مدھم اس کانچ سی پری کی آنکھوں میں تکتا اسے گھماتا اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتا اس کے پیٹ پر ہاتھ باندھتا کان کی لو کو اپنے لبوں میں دبا گیا ۔

چاند جو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئی تھیں ۔

چاہے یہ زمین، یہ آسمان

راہے نا رہے۔

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے

او... مم...

بے حد نرمی سے اس کے شانے سے بال ہٹاتا اس کی گردن کی پشت پر بے حد نرمی و الفت سے اپنا لمس بکھرتا اپنے ہاتھوں میں اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھتا اوپر کو اٹھا گیا ۔

وہ مدہوش سی اوپر کو سر اٹھاتی آنکھیں میچتی گئی۔ نرمی سے نیچے اتارتے اپنی جانب گھمایا تھا

ڈار ہے تجھے میں کھو نہ دوں

ملے جو خدا تو بول دوں

میں دو جہاں کا کیا کروں

تو بتا...او..

بے حد نرمی سے اس کے گلابی ہوئے گال پر لب ٹریس کرتا خود سے قریب تر کر گیا۔

وہ اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبرائے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ انگاروں کی لپیٹ میں آگئی تھی۔ سانسیں بوجھل ہو رہیں تھیں ۔

تم جو میرے پاس ہے
مجھ کو نہ کوئی پیاس ہے۔
میری مکمل ہو گئی ہر دعا..

نرمی سے اس کے کندھے پر اپنی سلگتی انگلیوں سے ویوز بناتے اسے لرزنے پر مجبور کر گیا۔ چانداس کے دہکتے پوروں کے لمس پر اسے کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے پرے دھکیلتی کچھ دور جا کھڑی ہوئی ۔

چاہ میرے جسم میں

یہ جان رہے نہ رہے۔

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے

وہ مدھم سا مسکراتا اسے اپنی جانب کھینچتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتا اس کی شہ رگ پر اپنا دہکتا بھیگا لمس چھوڑنے لگا ۔

تھے ٹکڑوں میں جی رہے

تم جو میل تو جھڑ گئے

پنکھ لگا کے اُڑ چلا من میرا۔

اسے پٹڑی سے اترتا دیکھ وہ سہمی تھی جو جنونیت آمیز ہوا وہ مخمور نظروں سے اس کے دہکتے چہرے کو تکتا مزید پاگل ہوا تھا ۔

تجھ میں ہوں، مجھ سے تم

اور ہے سانسیں روبرو

کچھ بھی نہیں اب دونوں کے درمیان

وہ بھول گیا تھا کہ وہ ڈانس کر رہے تھے اس کی جالائن کو پور پور دہکتا اپنی الفت و وارفتگی لٹاتا اسے بوکھلا کر رکھ گیا ۔

چاہا اس چاند میں

چمک رہے نہ رہے۔

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے

"آئی لو یو میرے چاند۔۔۔میرے عشق بے حد ۔"

وہ مدھم سرگوشی اس کی سماعت کو سونپتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ نفی میں سر ہلاتی جھٹ پٹائی تھی پر وہ مائل کہاں تھا اسے آزادی دینے پر ۔

چاہ میں رہوں جہاں میں

چاہے تو نہ رہے

تیرے میرے پیار کی عمر سلامت رہے

او... مم...

★★★★★

"سس۔۔۔۔سائیں آ۔۔۔آفس ۔"

وہ بمشکل بے ربط بولتی اسے باز رکھنے لگی پر وہ سن کب رہا تھا ۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا میرے چاند۔ آپ میری ہیں بس اس بات کو یاد رکھیں نہ جان سائیں ۔"

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔ وہ سہمتی بیٹ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

"اتنا ڈرتا کیوں ہے میرا چاند اپنے سائیں سے جان سائس ۔"

وہ اس کی شہ رگ سہلاتا مخمور آنکھیں سے اس کا دہکتا سراپا تکتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"مم۔۔۔میں نہیں ڈرتی ۔"

وہ خود کو مظبوط کرتی بولی تھی ۔

"اواچھاتو میرا چاند نہیں ڈرتا یہ روا چھی بات ہے جان سائیں ۔

بے حد نرمی سے اس کے پہلو پر ویوز بناتا اسے زلزلوں کی زد میں کر گیا ۔

چاند کو اپنا دماغ سنسناتا محسوس ہوا تھا۔پر وہ خود کو مظبوط کرتی نفی میں سر ہلا گئی ۔

وجدان شاہ نے داد میں آبرو اچکائے تھے۔چاند کے خلق میں گھلٹی ابھر کر مدھم ہوئی تھی ۔

وہ جھکتا اس کی دودھیا نازک سی گردن پر جھکا تھا جہاں جا بجا اپنا لمس چھوڑتا وہ اس کے پور پور کو مہکانے لگا ۔۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں بھر گئی۔۔ جس پر وہ مزید مدہوش ہوتا اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھتا دانت گاڑ گیا۔

"سس۔۔۔سائیں ۔"

وہ نازک سی جان کسی پر کٹے پرندے کی مانند جھٹپتائی تھی۔۔دماغ جیسے ماؤف ہو گیا تھا ۔

"پر میرا چاند تو بہادر ہے۔کیا اتنے میں ہی بس ہو گئی ۔"

وہ اس کے قاتل تل پر شدت آمیز لمس چھوڑتا گویا ہوا۔وہ بمشکل اپنی بوجھل ہوتی پلکیں اٹھائے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"آپ برے ہیں سائیں ۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بولتی آنکھیں میچ گئی ۔

"لائٹ اف ۔"

وہ وائس کمانڈ میں بولتا چاند کا نازک سا دل اپنی مٹھی میں لے گیا ۔

"تو میرا بہادر چاند اپنے سائیں کی سا الفت و وارفتگی کے لیے تیار ہیں ۔"

اپنی شرٹ اتار کر اچھالتا وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا شدت و دیوانگی لٹاتا اس کے نازک سے ہاتھ کی مخروطی انگلیوں اپنے آہنی ہاتھوں کے شکنجے میں لیتا تکیے سے لگا گیا ۔

وہ معصوم جان اس دیو کے شکنجے میں پھنسی آنکھیں موندنے کے سوا کر کیا سکتی تھی ۔

جواس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا خود کو سیراب کرنے لگا ۔

•••••••••

"انامیرے دلبر کیوں بند یا بنی ہوئی ہیں نیچے اترتیں گر جائیں گی ۔"

وہ گھر آیا تو سب سے پہلے اس دشمن جان کو تلاشہ پر وہ اندر ہوتی تو ملاتی نہ ۔

ملازمہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ لون میں تھی پر اسے آم کے درخت پر چڑھا دیکھ وہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر رہ گیا ۔

نیچے ملازمہ ایک ٹوکری پکڑے کھڑی تھی وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے کا بول اسے بولا تھا ۔

"خان دیکھیں کتنے مزے مزے کی کیریاں لگی ہوئی ہیں اور جب تک بہت ساری اتر نہیں لیتی مجھے نہیں اترنا ۔"

وہ ٹہنی سے کیری کھینچتی مزے سے بولی تھی ۔

"انا آپ اتر رہی ہیں یا وہاں آکر آپ کو نیچے ٹینچوں"

وہ تیکھے تیور لیے بول تھا پر وہ بنا اثر لیے لگی رہی۔ وہ اس لڑکی کی ہٹ دھرمی پر دانت پیس کر رہ گیا ۔

"انا اگر آپ دو منٹ میں اتر کر میرے سامنے نہ آئیں تو پھر دیکھیئے گا اپنا خشر ۔"

وہ سختی سے بولا تھا جس پر وہ منہ بسورتی آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگی پاؤں درخت کے ساتھ لگائی سیڑھی پر رکھتی وہ نیچے اترنے لگی ۔

حدید خان اپنی بیوی کی عقل پر سلام بھیجتا اسے گھورنے لگا ۔

جواب کسی نالائق سٹوڈنٹ کی طرح سر جھکائے اس کے سامنے کھڑی ہو گئی ۔

"یہ کیا حرکت تھی انا حدید خان آپ بچی ہیں جو ہر وقت آپ کو سنبھالنے کے لیے مجھے آپ کے ساتھ بندھا رہنا پڑے گا ۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا انا کو بے تحاشہ برا لگا ۔

"میں انا یوسف ہوں آپ برے ہیں۔مجھے بات نہیں کرنی آپ سے ۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے خفگی سے بولتی اندر کی جانب بھاگی وہ گہرا سانس بھرتا نفی میں سر ہلاتا اندر کی جانب بڑھا ۔

"اُف یہ لڑکی ۔"

وہ جھنجھلاتا اس کے پیچھے بڑھا تھا کیونکہ یقیناً اب رونے کا شغول ادا کیا جا رہا ہو گا ۔

وہ اپنے روم میں آیا تھا پر وہ پاگل لڑکی اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی ۔

ڈریسنگ روم واش روم سب چیک کیا پر وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی ۔

وہ آج اس کے لیے کچھ لے کر آیا تھا۔ سوچا تھا اسے سرپرائز دے گا لیکن اب وہ روٹھ بیٹھی تھی مشکل تھا وہ اس کے ساتھ جانے کے لیے راضی بھی ہوتی ۔

پر اسے کوشش کرنی تھی کیونکہ وہ اپنا سر پر ائزیو بر باد ہونے نہیں دے سکتا تھا ۔

"انا میری جان کہاں ہیں آپ ۔"

وہ خان ولا کے کونے کونے میں اسے ڈھونڈ چکا تھا پر وہ ظالم لڑکی جانے کہاں گم ہو گئی تھی ۔

وہ کچن میں پانی پینے کو بڑھا جب اسے سر سراہٹ سی محسوس ہوئی جیسے کوئی کچھ کھا رہا ہوں ۔

وہ بے حد آہستگی سے چلتا کچن کے دروازے کی جانب آیا ۔

سامنے کا منظر تک وہ ایک بار پھر سے اپنا سر تھام گیا تھا کیونکہ ہر لڑکی کی طرح اس کا دلبر بھی کیری پر چارٹ مصالحہ لگائے چٹخارے لے لے کر کھانے کے ساتھ رونے میں بھی مصروف تھی ۔

"انا میرے دلبر ۔"

وہ اس کے قریب بیٹھتا اسے روتا دیکھ محبت والفت سے پکار گیا ۔

"مجھے بات نہیں کرنی آپ سے ۔"

وہ نروٹھے پن سے بولتی چہرہ موڑ گئی ۔

"سوری میرے دلبر میں مانتا ہوں مجھے آپ کو ڈانٹنا نہیں چاہئے تھا ۔"

وہ معذرت خواہ ہوا ۔

"لیکن پھر بھی آپ نے مجھے ڈانٹا ۔"

وہ خفگی سے بولی ۔

"میں سوری ہوں اس کے لیے ۔"

وہ نرمی والفت سے بولا تھا۔پر وہ اتنی جلدی موم ہونے والی نہیں تھی ۔

"جائیں مجھے بات نہیں کرنی ۔"

قطعی انداز میں بولی وہ دل مسوس کر رہ گیا ۔

"ٹھیک ہے پھر میں اپنا سرپرائز کینسل کر دیتا ہوں جو آپ کے لیے تیار کیا تھا میں نے ۔"

وہ مرے مرے انداز میں بولتا اٹھا تھا۔ سرپرائز کا سنتے انا کا روم روم سماعت بنا تھا ۔

"سس۔۔۔۔سنیے اگر آپ معافی مانگ رہے ہیں تو میں بھی آپ کو معاف کرتی ہوں ۔"

وہ فوراً سے اٹھتی اس کے سامنے آئی تھی۔ حدید خان نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر ۔

"اوکے تو راضی ہونے پر تھوڑی سی سیلبریشن ہو جائے ۔"

وہ ایکدم سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا شوخ لہجے میں بولا تھا۔ وہ پل میں بوکھلائی ۔

"ی۔۔۔یہ چیٹنگ ہے ۔"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی گھورتے بولی تھی ۔

"بیوی کے ساتھ ایسی چیٹنگ کرنے سے ثواب ملتا ہے میرے دلبر ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا مدھوش کن لہجے میں بولا آنکھ ونک کرتا ۔

اس کی کپکپاتی پنکھڑیوں پر جھکا انھیں اپنی حراست میں لیتا دوسرے بازو سے اس کی نازک سی کمر جھکڑتا اوپر کو اٹھاتا ۔

مجنونانہ انداز میں اس پر اپنی شدتوں کی آنچ نچھاور کرتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

جو کپکپاتے دل کے ساتھ اس کے شانے دبوچتی آنکھیں میچتی گئ ۔

وہ اسے مزید خود میں جزب کرتا دیوانہ بنا اس کے عنابی لمس کی ہت سلوٹ کو سنوارنے لگا ۔

انا کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

وہ ساحر اسے مزید شدت سے خود میں بھینچے جنونی ہوا تھا ۔

سینے میں گھٹتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر وہ مچلتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرنے لگی تھی ۔

جس پر وہ رحم کھاتا وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اسے بنا سکون کا سانس لیے اس کی شہ رگ پر جھکتا اپنے دانت گاڑ گیا ۔

وہ جو پہلے ہی نڈھال سی ہو رہی تھی۔اس کی شدت آمیزی پر سسک اٹھی ۔

"خان بب۔۔۔ برے ہیں ۔"

وہ اس کے شانے پر مکا رسید کرتی سسکتے ہوئے بولی تھی ۔

"جائیں روم میں ایک ڈریس رکھا ہے ریڈی ہو کر آئیں۔ورنہ میرا دل بے ایمان ہونے کو ہر گز دیر نہیں لگے گی ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے آزادی دیتا بولا تھا۔ وہ بنا دیری کیے روم کی جانب جاتی ٹھک سے دروازہ بند کرتی اس میں غائب ہوئی تھی ۔

★★★★★

وہ آج اسے ڈاکٹر کے پاس منتھلی چیک اپ کے لیے لے کر آیا تھا ۔

"سائیں مجھے آئس کریم کھانی ہے ۔"

وہ اس کے بازو کے ساتھ سر ٹکائے فرمائشی انداز میں بولی تھی ۔

"اوکے میرے چاند آپ کے گھر پہنچنے سے پہلے آپ آئس کریم گھر ہو گی ۔"

وہ گاڑی ڈرائیو کرتا نرمی والفت سے بولا تھا کیونکہ وہ یہاں گاڑی روکنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا ۔

"نو سائیں مجھے آئس کریم پارلر جانا ہے ۔"

وہ ضدی انداز میں بولی تھی ۔

"اوکے جان سائیں ہم چلتے ہیں ۔"

وہ جلدی ہی اس کی بات مان گیا بنا بحث کیے کیونکہ وہ اسے کسی بھی قسم کا سٹریس نہیں دینا چاہتا تھا ۔

پر وہ یہ بھی جانتا تھا باہر باسط ملک کے لوگ تاک لگائے بیٹھے ہوں گے۔اسے خوف نہیں تھا وہ اپنے چاند کی حفاظت کر سکتا تھا ۔

لیکن اگر وہ ولف کا روپ دیکھ لیتی تو خوف زدہ ہو جاتی اور اپنے چاند کی آنکھوں میں اپنے لیے خوف دیکھ وہ مر جاتا ۔

گاڑی پارک کرتا وہ گھوم کر اس کی جانب آیا تھا اس کی سائڈ کا ڈور کھولتا اس نازک پری کا ہاتھ تھامتا باہر نکال گیا ۔

"آپ زیادہ آئس کریم نہیں کھائیں گی میرے چاند ۔"

وہ اسے پہلے ہی سمجھانے لگا۔جس پر وہ مسکراتی اثبات میں سر ہلا گئی ۔

ایسا کرتی وہ بہت پیاری لگی تھی وجدان شاہ کا دل چاہا اس کانچ کے پیکر کو سینے چیر کر دل میں چھپا لے۔

جو اس وقت براؤن لانگ وول کوٹ پہنے ریڈ کلر کی فلفی ٹوپی پہنے گلے میں ریڈ ہی مفلر اچھے سے لپیٹے سیاہ موٹی ٹائٹس پہلے ہونٹوں پر پنک لب بام لگائے ۔

وہ اپسرا خوبصورتی کی تفسیر لگی تھی اسے ۔

ابھی وہ دونوں اندر کی جانب بڑھے ہی تھے کہ چار پانچ لڑکوں انھیں گھیرا تھا ۔

وہ خوف زدہ ہوتی وجدان شاہ کے پیچھے چھپی تھی۔ وجدان شاہ نے ایک نظر چاروں طرف گھمائیں تھیں ۔

آئس کریم پارلر کا کیمرہ ٹوٹا ہوا تھا۔ شاید وہ لوگ پہلے ہی کام کر چکے تھے۔ پر یہ اس کے لیے بہتر کر چکے تھی ۔

یہ جگہ بھی شہر سے کافی دور تھی تو رش بہت کم تھا لوگ تھے تو وہ اندر آئس کریم پارلر میں تھے ۔

سامنے ایمازون جنگل تھا ۔

"اس لڑکی کو ہمارے حوالے کروں وجدان شاہ ۔"

ان میں سے ایک بولا تھا۔چاند کا نازک سا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا ۔

وہ اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتا خود میں چھپا گیا۔دماغ تیزی سے دوڑاتا وہ ایک نظر اس آدمیوں کو دیکھتا ایک نظر جنگل کی جانب دیکھنے لگا ۔

اگر وہ ابھی مزاحمت کرتا تو رسک تھا وہ چاند کو نقصان پہنچا سکتے تھے ۔

"میرے چاند جب میں آپ کو بھاگنے کا بولوں تو آپ وہاں جنگل میں بھاگیں گی ۔بنا پیچھے کی جانب مڑے ۔"

وہ جھکتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا۔ جس پر وہ خوف سے کپکپاتی نفی میں سر ہلانے لگی ۔

"شش۔۔۔ میرے چاند اپنے سائیں پر بھروسہ نہیں ہے کیا آپ کو ۔"

مدھم آواز میں دریافت کیا گیا۔ وہ بے بس ہوئی تھی ۔

"خود سے زیادہ ۔"

اس کے سینے پر منہ دیے کہا گیا تھا۔

"گڈ جیسے ہی میں اشارہ کروں گا آپ جنگل کی جانب بھاگیں گی ۔"

وہ اسے اپنی گرفت سے آزادی دیتا بے حد آہستگی سے بولا تھا ۔

"وہ تم لوگوں کو نہیں مل سکتی جو کرنا ہے کر لو ۔"

وہ انھیں للکارتا ان سب کا دھیان اپنی جانب مبذول کروا گیا جس پر وہ سب ایک ساتھ اس پر حملہ آور ہونے کو بڑھے تھے ۔

وجدان شاہ کے اشارے پر وہ روتی ہوئی جنگل کی جانب مڑی تھی ۔

اس کے مڑتے ہی وجدان شاہ اپنے گردن کو بائیں جانب ٹوسٹ کرتا اپنی ٹانگ سے اپنا مخصوص آلہ نکالتا اس قدر پھرتی سے ان پر حملا آور ہوا کہ انھیں سمجھ ہی نہ آئی کے ان کے ساتھ ہوا گیا تھا ۔

کسی کی گردن میں آلہ گھساتے کسی کے سینے پر تو کسی کے کندھے کو لہولہان کرتا وہ مڑا تھا اور تیزی سے جنگل کی جانب بھاگا جہاں اس کا چاند گم ہوا تھا ۔

وہ بھاگتا جنگل میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا جب کچھ ہی فاصلے پر وہ نازک سی جان ایک درخت کے ساتھ لگی بیٹھی روتی ہوئی نظر آئی تھی اسے ۔

وہ تیزی سے اس کی جانب آتا اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتا بھینچ گیا ۔

ایک پل کو وہ سہمی تھی لیکن اگلے ہی پل اپنے اس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن کلون کی خوشبو اس کی سانسوں میں گھلی تھی ۔

وہ اس کے گرد اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کا حصار باندھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"ہیپے میرے چاند ڈونٹ کرائے ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا دوسرے راستے سے باہر نکلنے کا ارادہ رکھتا تھا ۔

جب اس کی سماعت سے بہت سے لوگوں کے چلنے کی سرسراہٹ ٹکرائی تھی ۔

"ڈھونڈوں انھیں وہ یہیں ہوں گے ۔"

ان کی سماعت سے کسی کی بھاری آواز ٹکرائی تھی ۔

یقیناً وہ لوگ ان کے تعاقب میں تھے۔ چاند خوف سے سفید پڑی تھی ۔

"سس۔۔۔سائیں ۔"

خوف سے لرزتے بمشکل پکارا تھا۔ وجدان شاہ اس کے لبوں پر انگلی رکھتا خاموش رہنے کا کہتا ۔

اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"کچھ نہیں ہو گا وہ ہم تک نہیں پہنچ پائیں گے ۔"

اس کی سماعت میں مدھم سرگوشی کرتا اس کا ہاتھ تھامتا آگے کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ لوگ ان کے پیچھے ہی تھے۔ وجدان شاہ چاند کا ہاتھ تھامے چلتا جا رہا تھا اسے کسی بھی طرح اپنی منزل تک پہنچنا تھا۔

کیونکہ اس وقت وہ کسی وقت وہ کسی صورت یہاں سے نکل نہیں سکتے سے ۔

★★★★★

وہ چلتے جا رہے تھے چاند بری طرح سے تھک چکی تھی پر بولی نہیں تھی کیونکہ وہ اسی کی وجہ سے ہی تو مصیبت میں پھنسے تھے ۔

وجدان شاہ کو احساس ہوا تھا کہ وہ چلتے کافی دور آ چکے تھے اس کا نازک سا چاند شدت تھک چکا ہو گا تبھی وہ جھکتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

چاند نے خیرانی سے اس شخص کو دیکھا تو وہ کیسے جان گیا اس کی تکلیف ۔

"مم۔۔۔میں چل سکتی ہوں سائیں ۔"

وہ کسی مجرم کی طرح سر جھکائے بولی تھی۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"جانتا ہوں میرا چاند چل سکتا ہے لیکن اس وقت آپ کے سائیں کو اپنے چاند پر بہت سارا لاڈ آ رہا ہے ۔"

وہ محبت والفت سے بولتا اس کے گال پر لب رکھ گیا۔پر وہ ہنوز اداس سی تھی ۔

"سب میری وجہ سے ہوا نہ سائیں ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔وجدان شاہ نے لب بھینچے تھے اس کی بات پر ۔

"ایسا نہیں ہے میرے چاند۔آپ کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا۔اب اپنے سائیں کو مسکرا کر دیکھائیں تاکہ آپ کے سائیں میں انرجی فل ہو ۔"

نرمی سے بولتا آخر میں شریر انداز میں بولا تھا۔پر وہ مسکرا کہاں سکی تھی خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی منزل کو پہنچے تھے وہ ہاتھ بڑھا کر ایک ارد گرد نظریں دوڑاتا لٹکی بیلوں میں سے ایک کو پکڑتا کھینچ گیا ۔

سب بیلیں سائڈ پر ہوتیں ایک راستہ بنا گئیں۔ وہ اندر داخل ہوتا زمین پر لگے ہینڈل نما چیز پر پاؤں رکھتا آگے بڑھا راستہ واپس سے بند ہوا تھا ۔

سامنے ہی ایک لکڑی کا ہڈ تھا۔ چاند خیرانی سے یہ سب دیکھ رہی تھی ۔

وہ ہڈ کے سامنے آتا کھڑا ہوا تھا آئی سکینگ کے ساتھ ہی ڈور کھلا تھا ۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا ڈور ٹک ٹک کرتا خود ہی بند ہوا تھا ۔

یہ ایک صاف ستھرا چھوٹا سا کاٹج تھا جس میں سامنے ایک روم اوپن کچن اٹیچ باتھ موجود تھا ۔

وہ روم کی جانب بڑھتا اسے بیڈ پر ڈال کر جانے لگا تا کہ اس کے لیے پانی یا جوس لا سکے۔پر وہ اس کے کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

"سس۔۔۔۔سائیں وہ مم۔۔۔مجھے کیوں لل۔۔۔لے جانا چاہتے ہیں ۔"

وہ منظر یاد آتے وہ سہمی سی بولی تھی۔وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا تھا اس نازک سی پری کی آنکھوں میں پھر سے خوف کی پرچھائیاں دیکھ

۔

کیا وہ کبھی اسے مکمل نارمل زندگی نہیں دے پائے گا کیا وہ یونہی پوری زندگی خوف میں گھری سہمی سہمی رہے گی ۔

دو پل اگر وہ مسکراتی تھی تو تیسرے پل کچھ ایسا ہو جاتا کہ وہ چاہ کر بھی کچھ کر نہیں پاتا تھا ۔

"کچھ نہیں ہوا انھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میرے چاند جو میں جلد ہی دور کر دوں گا۔آپ کو وجدان شاہ سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔بس یہ یاد رکھیں باقی سب بھول جائیں ۔"

وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے اس ساحر کا لمس محسوس کرتی سب کچھ بھولانے لگی تھی ۔

وہ اسے کھو یا دیکھ۔ بے حد آہستگی سے اس سے دور ہوتا کچن کی ٔ جانب بڑھا تھا ۔

جلدی سے فریج سے جوس پیک کھولتا گلاس میں ڈالتا روم کی جانب بڑھا تھا ۔

جہاں وہ اب چھت کو گھور رہی تھی ۔

"یہ لیں میرے چاند ۔"

وہ اسے اوپر جو اٹھاتا جوس کا گلاس اس کے لبوں سے لگا گیا ۔

وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس پی گئی تھی۔ وجدان شاہ نے گلاس ٹیبل پر رکھا تھا وہ کرب آمیز سی اس کے شانے پر سر ٹکا گئی ۔

"ہیے۔۔۔ میرے چاند کیوں اتنا کرب جمع کر رکھا ہے اس نازک سے دل میں ۔۔اپنے سارے درد اپنے سائیں کو سونپ کر بری کیوں نہیں ہوتیں آپ ان زخموں سے ۔"

وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا اسے کام کرنے کی کوشش کرتا الفت و محبت سے بولا تھا ۔

"چاند آپ کو زخم نہیں دے سکتی سائیں۔ آپ تو چاند کی زندگی ہیں کیسے آپ جو زخم زخم کر دوں ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتی آنکھیں میچتی بمشکل بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے وہی ہاتھ تھامتے ان پر لب رکے تھے ۔

"یہ سینا آپ کے لیے کسی فولادی چٹان سا ہے میرے چاند آپ کا ہر زخم میرے لیے کسی تمغے کی مانند ہو گا۔

جس کے اشکار ہونے پر وجدان شاہ کو کوئی زخم نہ لگے گا۔ بلکہ وہ آپ کی ڈھال بن جائے گا۔ تاکہ اب کوئی درد آپ کی ہوا کو بھی نہ چھو سکے ۔"

وہ اس کے مخروطی ہاتھوں کے ایک ایک پورے پر لب رکھتا شدت جزبات سے بولا تھا ۔

چاند کی دھڑکنیں جھل تھل ہوئی تھیں۔ یہ شخص خود مرہم سا تھا۔ وہ تو بنا بولے ہی اس کی ساری باتیں سن لیتا تھا وہ اسے مزید کیا بتاتی ۔

"آپ سکون کا سانس لیں گی تو وجدان شاہ زندہ رہے گا۔ میرے چاند ۔"

وہ اس کی پیشانی سے سر ٹکائے مدھم آواز میں بولا تھا چاند نے سر مئی کانچ سی آنکھیں وا کرتے اس ساحر کی جانب دیکھا تھا ۔

"آپ کی سانسیں ہی تو چاند کے جینے کا ذریعہ ہیں سائیں۔ جب تک چاند کی بانہوں کے گھیرے میں ہے حیات ہے۔ فکر مند نہیں ہوں ۔"

وہ اوپر کو ہوتی اس کی بیرڈ بھری ٹھوڑی پر لب رکھتی مدھم آواز میں بولی تھی ۔

وجدان شاہ کے لب دلکش انداز میں مسکرائے تھے وہ اسے اپنی جانب کھینچتا اپنی گود میں بیٹھاتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتے اپنے مقابل کر گیا ۔

"تو پھر قریب رہا کریں نہ میرے چاند بے حد قریب تا کہ آپ کو سانس آئے اور مجھے جیسے کے لیے آپ کی کمی نہ ہو ۔"

وہ اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑتا ناک ٹریس کرتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا ۔وہ ایک سے بوکھلائی تھی ۔

وہ اس وقت دنیا کے خطرناک ترین جنگل میں موجود تھے ان کے پیچھے گنڈے لگے تھے لیکن اس کے سائیکو سائیں کو رومانس سوجھ رہا تھا ۔

"سائیں پپ۔۔۔پلیز ہم مشکل میں ہیں ۔"

وہ اسے باز رکھنے کی کوشش کرتی سمجھنا چاہ رہی تھی ۔

"مشکل میں تو اس وقت آپ کے سائیں ہیں جو آپ اسے اس کا انرجی ڈوز لینے سے روک رہی ہیں ۔"

وہ اس کے بالائی لب کے خم کو انگوٹھے کی مدد سے دباتا مخمور نظروں اس پر ٹکائے بولا تھا ۔

وہ جی جان سے لرزی تھی۔دل ڈوب کر ابھرا تھا۔لب بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

وجدان شاہ کی یہیں بس ہوئی تھی وہ اس کے بالائی لب کے خم پر دل ہارتا اس کی کپکپاتی نازک سی پنکھڑیوں جھکتا اس کی سانسیں روک گیا ۔

وہ معصوم سی جان اس کی جنونی قربت پر سہمتی اس کی گردن میں ناخن گاڑ گئی ۔

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے شدید جنونیت اس پر انڈھیلتا اس کی آنکھیں نم کر گیا ۔

وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اس کی کمر سہلانے لگا وہ تڑپ اٹھی تھی اس ظالم کے انداز پر ۔

اس پر لبوں پر ہوتی جلن پر وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی تھی ۔

اپنی شدت پسندی کا احساس ہوتے ہی وہ نرمیوں پر اترا تھا۔ چاند کا پورا وجود جھل تھل ہوا تھا ۔

وہ اپنے پھڑ پھڑتے دل کو سنبھالتی نیم جان سی ہوتی اپنے وجود کو اس کے سہارے چھوڑ گئی ۔

جس پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اپنے سینے سے لگاتا اس کی پشت سہلاتا اسے پر سکون کرنے لگا ۔

وہ اس بے رحم کے سینے پر سر رکھتی اپنی پھولی سانسوں کو اعتدال میں لانے کی تگ ودو کرنے لگی پر اونچی سانس لینے سے بھی وہ خوف زدہ تھی ۔

کہیں ان کی محبت کو کسی کی نظر نہ لگ جائے ۔

"کچھ نہیں ہونے دوں گا آپ کو آئی پرامس میرے چاند ۔"

وہ اس کی نم ہوتی پیشانی پر لب رکھتا اسے بیڈ پر ڈالتا اٹھا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں کہاں جا رہے ہیں ۔"

وہ اس کے پھر سے اٹھنے پر خوف زدہ ہوئی تھی ۔

"آپ کو کچھ بتانا ہے میرے چاند۔ میں نہیں چاہتا یہ بات آپ کو کسی دوسرے طریقے سے پتا چلے۔ آپ کے سائیں یہ نہیں ہیں جو آپ کو نظر آتا ہے ۔"

وہ اس اٹھتا دور ہوا تھا۔ چاند نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"بس کچھ پل دیں مجھے میرے چاند میں واپس آؤں گا لوٹ کر۔ یہاں آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا ۔"

وہ اس سے دور ہوتا مدھم آواز میں بولا تھا چاند کو اس ظالم کی باتیں ڈرانے لگیں تھیں ۔

"سائیں ۔"

سسکی میں پکارا کیا تھا ۔

"سائیں قربان اپنے چاند پر ۔۔"

وہی الفت وہی جنونیت۔وہ اٹھتی اس تک آئی تھی ۔

"نہیں جائیں سائیں۔۔۔ نہیں جائیں ۔"

وہ سسکتی ملتجی لہجے میں بولی تھی۔وہ بے بس ہوا تھا ۔

"میں لوٹوں گا جان سائیں رونا نہیں۔پر اگر صبح تک نہیں لوٹا تو یہ فون رکھیں آپ قادر سے رابطہ کریں گی ۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے آخر میں اپنے نہ آنے کا کہہ چاند کا دل نوچ گیا ۔

"سائیں۔۔۔ایسا کیوں کہا۔۔۔ایسا کیوں کہا سائیں ۔"

وہ غصے اواذیت سے اس کے سینے پر مکے برساتی روتے ہوئے چلائی تھی ۔

وجدان شاہ بنا حرکت کیے کھڑا اس کے نازک ہاتھوں کے مکے کھاتا رہا ۔

وہ خود ہی تھک کر اس کے سینے پر سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"ایم سوری میرے چاند پر مجھے جانا ہو گا واپس لوٹا تو سب کچھ بتاؤں گا اپنی پوری زندگی آپ کے سارے کھول دوں گا ۔"

وہ اسے خود سے دور کرتا سپیشل فون ٹیبل پر رکھتا بنا مڑے اسے روتا چھوڑ وہاں سے نکلتا چلا گیا ۔

وہ زمین پر گرتی دھاڑے مار مار کر رونے لگی۔اس کی خوشیوں کی زندگی اتنی کم کیوں ہوتی ہے ۔

ہاں وہ بدنصیب تھی اور اس کی بدنصیبی اس کے سائیں کو بھی نگلنے کو تھی ۔

وہ چاند سے پیارا شخص ،

وہ سورج کی روشن پیشانی سا ساحر ،

نوخیز پھولوں کی مہک سا مسحور کن دیوتا ،

آسمان کی بلندیوں سے وسط عشق و دیوانگی میں ڈوبا دیوانہ ،

سمندر کی گہرائیوں سے زیادہ محبت و الفت میں طغیانی رکھنے والا ،

وہ اپنے چاند کے عشق میں جوگی بنا اس کے گرد طواف کرتا ہر وقت رقصم رہنے والا اس پری پیکر پر جدا ہونے کو تھا ۔

وہ کیسے ماتم کناں نہ ہوتی۔۔۔

بہار رُت میں اجاڑ رستے ،

تکا کرو گے تو رو پڑو گے...

کسی سے ملنے کو جب بھی ،

سجا کرو گے تو رو پڑو گے. ...

تمھارے وعدوں نے یار مجھ کو ،

تباہ کیا ہے کچھ اس طرح سے...

کے زندگی میں جو پھر کسی سے ،

دغا کرو گے تو رو پڑو گے...

میں جانتا ہوں میری محبت ،

اجاڑ دے گی تمہیں بھی ایسی...

کے چاند راتوں میں اب کسی سے ،

ملا کرو گے تو رو پڑو گے...

برستی بارش میں یاد رکھنا ،

تمہیں ستائیں گی میری آنکھیں...

کسی ولی کے مزار پر جب

دعا کرو گے تو روپڑو گے

★★★★★

وہ چہرے پر ماسک لگائے بلیک ویسٹ پہنے پیشانی پر بکھرے شہد رنگ بال شہد رنگ آنکھوں میں اذیت کے ساتھ ساتھ وحشت لیے وہ دشمنوں سے جنگ کرنے کو نکل چکا تھا ۔

"ارے یہ کون ہے ۔"

وہ جو وجدان شاہ اور چاند کو ڈھونڈ رہے تھے۔اس نقاب پوش کو دیکھ رکے تھے

۔

"یہ۔۔۔یہ تو ولف ہے ۔"

ان میں سے ایک آدمی بولا تھا ۔

"تو دیکھ کیا رہے ہو مارو اسے اسی کی وجہ سے تو ہمارے مالک کا نقصان ہوا تھا اس کی لاش بوس کو دیں گے تو وہ خوش ہو جائیں گے ۔"

ان سب کے لیڈر نے اپنے چمچوں سے کہا تھا جس پر اب متفق نظر آتے وجدان شاہ پر حملہ آور ہوا تھے ۔

وجدان شاہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں اپنا اوزار تھامے جو اس کی جان آتا اس کی شہ رگ میں بے دردی سے گھاڑتا دھاڑتا سب کو خوف زدہ کرنے لگا تھا ۔

تبھی ایک آدمی نے پیچھے سے وار کرتے اس کی کمر پر چاکو سے وار کیا تھا ۔

وہ آنکھوں میں لہو لیے پیچھے ہو مڑا تھا اس آدمی کے ہاتھ خوف سے کانپے تھے ۔

وہ اسے اپنی گرفت میں لیتا ایک جھٹکے میں اس کی گردن چٹختا ان کی جانب بڑھا تھا ۔

"دد۔۔۔دیکھووو۔۔۔ولف ہمیں جانے دو ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے ہمیں بس وجدان شاہ سے وہ لڑکی چاہیے ۔"

ان کا لیڈر اپنے کہیں آدمیوں کو مردہ حالت میں دیکھتا لرزتے لہجے کو مظبوط کرنے کی کوشش کرتا بولا تھا ۔

تبھی وجدان شاہ نے استہزاء نظروں سے اس کی جانب تکتے اپنے چہرے سے ماسک نکال کر دور اچھالا تھا ۔

"تت۔۔۔تم تو وجدان شاہ ہو۔تو تم ہی ولف ہو ۔"

سب کو جیسے جھٹکا لگا تھا ۔

وجدان شاہ نے بائیں جانب گردن کو جھٹکا دیتے خطرناک مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

انھوں نے سنا تھا ولف کو دیکھنے والا آج تک کوئی نہیں بچا تھا تبھی سب کو اپنی اپنی پڑی تھی ۔

وہ تعداد میں بھی بس بارہ ہی بچے تھے۔پر بچنے کے لیے انھیں ولف کو مارنا تھا ورنہ وہ انھیں مار دیتا ۔

وہ سب کو بنا کسی ہتھیار استعمال کیے پچھاڑتا ان کے لیڈر کی جانب بڑھا تھا جس نے اس کے چاند کا نام لینے کی جرت کی تھی ۔

وہ اس کے قریب پہنچتا بنا دیر کیے اسے دھنک کر رکھ گیا ۔

"وو۔۔۔ولف مجھے چھوڑ دو ۔"

وہ زمین پر گرا گڑ بڑایا جب وجدان شاہ نے بنا رحم کھائے اس کے منہ میں ہاتھ ڈالتے اس کی زبان کھینچتے اپنی ٹانگ سے چاکو نکالتے ایک جھٹکے میں اس کی زبان کو کاٹ ڈالا ۔

وہ کٹے بکرے کی مانند چنگاڑا تھا۔ وہ اس کے منہ میں ہاتھ ڈالتا اس کے جبڑے چیر گیا ۔

خون کے چھیٹے وجدان شاہ کے چہرے اور وجود کو بھر گئے تھے وہ آدمی تڑپ تڑپ کر دم توڑ چکا تھا ۔

یہ ایسا خوف ناک اور دل دھکا دینے والا منظر تھا کہ سب کے کلیجے منہ کو آئے تھے ۔

"آہہہ ۔۔۔"

اس کی وحشت آمیز دھاڑ سے انسان کو کیا چرند پرند بھی خوف زدہ ہوئے تھے

جب ان میں سے ایک نے اپنی گن نکالتے وجدان شاہ پر فائز کیا تھا ۔

جس پر وہ کمال مہارت سے مڑتا تیزی سے اس کی جانب بڑھتا اس کی پستول گھماتا

اسی کے ہاتھوں سے اس لی پیشانی میں سوراخ کر گیا ۔

باقی سب بھاگے تھے اپنی اپنی جان بچانے کو۔پر وہ بھول گئے تھے ولف کو دیکھنے

والا آج تک زندہ نہیں ایک ایک کرتے سب ولف کا شکار ہونے لگے ۔

اور اس بیچ کچھ کے وار نے وجدان شاہ کو بے ساز خمی بھی کر دیا تھا پر وہ زندہ تھا

اپنے چاند کے لیے ۔

پر وہ ایسے اپنے چاند کے پاس نہیں جا سکتا تھا تبھی واپس نہ جانے کی ٹھانتے وہ جنگ سے باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

ایک آدمی کمرے کے وسط میں کرسی سے باندھا ہوش و خرد سے بیگانہ پڑھا تھا جب اس کے منہ پر پانی پھینک کر اسے ہوش دلایا گیا تھا ۔

وہ ہڑبڑاتا ہوش میں آیا تھا ۔

"کک۔۔۔کون ہو تم۔"

وہ اپنے سامنے رخ موڑ کر ٹیبل پر کچھ کرتے لمبے چوڑے شخص کو دیکھ خوفزدہ لہجے میں بولا تھا ۔

"تو اشرف نیازی کیا پسند کرو گے اپنی حدمت میں یہ یا یہ ۔"

وہ مڑتا ایک ہاتھ میں کٹر لیے دوسرے ہاتھ میں ہتھوڑی لیے بڑے سکون سے دریافت کرنے لگا ۔

جیسے اپنے مہمان کو پوچھا جیسے کہ تم چائے لو گے یا کافی ۔

وہ بری طرح سے چونکا تھا مقابل کی بات سنتے وہ اس کا نام کیسے جانتا تھا ۔

اس کے بہت حاص آدمی تک کو اس کے نام کا علم نہیں تھا ۔

"تت۔۔۔تم میرا نام کیسے جانتے ہو ۔"

وہ بمشکل اپنے حواس بحال کرتا دریافت کرنے لگا ۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے اشرف نیازی۔میری بات کو کوئی اگنور کرے یہ مجھے پسند نہیں ہے ۔"

وہ الٹے ہاتھ کا مکہ اس کے چہرے پر جڑتا غضب ناک لہجے میں بولا تھا ۔

نیازی کو اپنا دماغ سنسناتا محسوس ہوا تھا ۔

"تم نے نہیں چنا یہ تمھاری غلطی ہے مجھے یہ دونوں پسند ہیں اس لیے دونوں کا استعمال کرنا زبردست ہے ۔"

وہ چیئر کھینچتا اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ خطرناک تیور لیے ہتھوڑی اس کے کرسی سے بندھے ہاتھ پر برسائی ۔

نیازی کی چیخیں نکلیں تھی۔ وہ بنا رحم کھائے دوسرے ہاتھ کو بھی کچلتا اس کا چہرہ دبوچ گیا ۔

"اپنے مالک کا نام اگل کتے ۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔ وہ درد کے مارے بے ہوش ہونے کو ہوا۔ بولنے کی سکت ہوتی تو وہ کچھ بولتا نہ ۔

پر اس کا نہ بولتا اس سنکی کو مزید تپا گیا۔ وہ بنا رحم کھائے کٹر اٹھاتا اس کے کان کی اوپری نرم ہڈی کاٹ گیا ۔

وہ زبا ہوئے بکرے کی مانند پھر سے چنکاڑا تھا ۔

"دوبارہ نہیں دہراؤں گا اپنے مالک کا نام بتا ۔"

وہ اس کے بال دبوچتا اس کا چہرہ اوپر کیے پھر سے دریافت کر رہا تھا ۔

نیازی نے خشک ہوتے حلق کو تھوک نگلتے تر کیا تھا۔پر حلق میں جیسے کانٹے اگ آئے تھے ۔

مم۔۔۔میں اس کا نن۔۔۔نام نہیں جانتا سس۔۔۔اب اسے بوس کہتے ہیں ۔"

وہ درد سے نڈھال بمشکل بولا تھا ۔

"اس کا ٹھکانہ ۔"

تین لفظی بے تاثر سا سوال تھا ۔

"وو۔۔۔وہ پاکستان میں ہی ہے۔پپ۔۔۔پر یہ بات کک۔۔۔کوئی نہیں جانتا وہ کک۔۔۔کہاں۔۔اور کس علاقے میں ہے ۔

اس کا ایک۔۔۔حح۔۔۔حاص آدمی جج۔۔جمیل اس کے بارے بتا سکتا ہے۔اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا ۔"

وہ اسے بتا تا رو دیا تھا زوار شاہ نے اریٹیٹ ہوتے باہر کی راہ لی تھی اگلا کام حدید خان کا تھا ۔

★★★★★

زوار شاہ حویلی داخل ہوا تھا ہال سے آتے شور پر وہ آنکھیں میچ گیا ۔

کیونکہ یہ اس کی فسادی پھوپھو کی آواز تھی ۔

"میں کچھ دن دور کیا ہوئی میری ماں کا حال بھگاڑ دیا ہے تم لوگوں نے ۔"

وہ غصے سے چلائیں تھیں رابعہ بیگم پر۔ وہ خوف زدہ ہوئیں تھیں ۔

"عالیہ باجی ایسا نہیں ہے ہم ان کا ٹھیک سے خیار کھ رہے ہیں۔ ان کا اچھے سے علاج چل رہا ہے۔"

انھوں نے نفی میں سر ہلاتے صفائی پیش کی تھی پر عالیہ بیگم تو اپنی ماں کا عکس لیے پیدا ہوئیں تھیں کیسے کسی کو سکون کا سانس لینے دیتیں ۔

"میری ماں کو لاوارثوں کی طرف ایک کونے میں لگا کر تم جو اس حویلی کی مالک بننے کے خواب دیکھ رہی ہو نہ بی بی وہ خواب ہی رہیں گے ۔"

وہ نخوت سے ان کی جانب دیکھتے پھاڑ کھانے کو ہوئی ۔

وہ ہال میں داخل ہوتا ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔ رانیہ اور وہ دونوں صوفے پر براجمان تھیں جبکہ رابعہ بیگم ان کے سامنے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑیں تھیں ۔

زوار شاہ کا خون کھول اٹھا۔ آخر یہ عورتیں چاہتیں کیا تھیں۔ زوار شاہ کو دیکھ دونوں چپ ہوئیں تھیں ۔

رانیہ کی تو آنکھیں چمک اٹھیں ۔

"ارے بیٹا وہاں کیوں کھڑے ہو یہاں آؤ پھوپھو صدقے جائے ۔"

وہ ایکدم سے میٹھی ہوتیں زوار شاہ سے محاطب ہوئیں ۔

"میں تو رابعہ سے کہہ رہی تھی کہ امی بیگم کے بیمار ہونے کی وجہ سے وہ بہت اکیلی ہو گئی ہے بہت بھوج پڑ گیا ہے اس پر ۔

تواب میں آگئی ہوں نہ سب زمہ داریاں سنبھال لوں گی۔ بلکل فکر نہ کرے ۔"

انھیں نے فوراً ہی رنگ بدلا تھا رابعہ بیگم بس افسوس ہی کر سکیں تھیں ان کی حصلت پر ۔

رانیہ تو بس ٹک ٹکی باندھے زوار شاہ کو دیکھنے میں مصروف تھی جو مزید خوبرو ہو گیا تھا یا اتنے وقت دیکھنے کے بعد اسے لگ رہا تھا ۔

جو اس وقت ڈارک چاکلیٹ جینز پر وائٹ شرٹ پہنے اوپری دو بٹن کھولے جس سے اس کا چوڑا سینا واضح ہو رہا تھا۔ کف فولڈ کیے ۔

پیشانی بکھرے شہد رنگ بالوں بیرڈ پہلے سے زیادہ بھری بھری لگ رہی تھی ۔

وہی شہد رنگ آنکھوں سے چھلکتا سرد پن، ستون مغرور ناک جس پر اس وقت بھی غصہ واضح تھا ۔

سرخ عنابی لب آپس میں پیوست کیے وہ اس کا دل شدت سے دھڑ کا رہا تھا۔پر وہ کسی اور کا ہو چکا تھا ۔

اس کی شادی کی رات وہ کس قدر تڑپی تھی۔اپنے حواس گم کرنے کو ڈرگھس تک لیں پر یہ شخص اسے بھولا نہیں تھا ۔

اسے یہ شخص چاہے تھا ہر حال میں ۔

جو بھی کر کے اسے زوار شاہ نور سے چھینا تھا۔اور اس بار اس کی ماں بھی اس کے ساتھ تھی میرال کے لاکھ سمجھانے پر بھی وہ نہ مانی اور ملیشیا سے اپنی ماں کے ساتھ پاکستان واپس آگئی ۔

"ہائے زوار کیسے ہو ۔"

وہ مسکراتی اس کی جانب آئی تھی پر وہ بنا جواب دیے رابعہ بیگم کی جانب بڑھتا انھیں اپنے حصار میں لیے ان کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"ماں میرے دل کہاں ہے ۔"

وہ مسکراتا دریافت کرنے لگا۔رانیہ سبکی سے کھسیانی سی ہوتی نور کے نام پر اندر تک جل گئی ۔

"روم میں اسائنمنٹ بنا رہی ہے۔کچھ کھائے گا میرا بچہ ۔"

وہ اس کے چہرے پر ہاتھ سے ہاتھ پھرتیں دریافت کرنے لگی ۔

"بس آپ کے ہاتھ کی گرما گرم چائے مل جائے تو کیا بات ہے ۔"

وہ ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیتا دلداد انداز میں بولا تھا جس پر وہ مسکراتیں اثبات میں سر ہلائے کچن کی جانب بڑھیں ۔

ان کے جاتے ہی اس کا چہرہ سپاٹ ہوا تھا ۔

"پھوپھو جان یہ گھر میری چچی ماں کا ہے آئندہ گھر کی مالکن کے سامنے اونچی آواز سے بات کرنے سے گرز کیجیے گا۔وہ عمر میں چاہے آپ سے چھوٹی ہیں پر رتبے میں بڑی ہیں ۔

عزت اور سکون سے رہیں ورنہ زوار شاہ کو اپنی ماں کی بے ادبی کرنے والوں کو ان کی اوقات یاد دلانی آتی ہے ۔"

وہ کرختگی سے بولتا اوپر کہ جانب بڑھا تھا الفاظ نہیں تھے عالیہ بیگم کو وہ زہر میں بجھے تیر لگے تھے جوان کی انا اور غرور میں پیوست ہوتے لہولہان کر گئے تھے ۔

جبکہ رانیہ کو تو ذرہ فرق نہیں پڑا تھا۔اس نے تو جیسے کچھ سنا ہی نہ تھا وہ تو اپنی نظروں کی پیاس بجھاتی پاگل ہو رہی تھی اس ظالم کے جاتے ہی ہوش میں لوٹی ۔

وہ نور کے پاس گیا تھا یہ بات اس کے روم روم کو ڈھسنے لگی تھی ۔

★★★★★

وہ روم میں داخل ہوا تھا سامنے ہی وہ بیڈ پر بیٹھی منہ بسورے رونے کی تیاری کر رہی تھی جیسے ۔

"ہیے میرے دل کیا ہوا یار ۔"

وہ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ تڑپ کر اس کی جانب آیا تھا ۔

"ہم کب سے اس سوال کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں پر حل ہی نہیں ہو رہا ۔"

وہ نم لہجے میں اسے اپنا مسلہ بیان کرنے لگی۔ زوار شاہ اس کے اتنی سی بات پر آنکھیں نم کرنے پر اسے اپنے حصار میں لیتا اس کی شہد رنگ آنکھوں پر لب رکھ گیا ۔

"میرا پیارا سا دل اتنی سی بات پر کوئی روتا ہے کیا آپ مجھے کال کر لیتیں نہ جاناں ۔"

وہ اس کی پیشانی سے بال کی لٹیں ہٹاتا محبت و الفت سے بولا تھا۔ وہ اس کی قربت پر سرخ ہوتی پلکیں عارضوں پر گرا گئی ۔

"آ۔۔آپ ہمیں سمجھا دیں گے شاہ ۔"

وہ بنا اس کی جانب دیکھے مدھم آواز میں بولی تھی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے پوچھے کے اتنے خوبصورت انداز پر ۔

"ایسا ہی ہے میرے دل۔۔۔پر مجھے فیس چاہیے فری میں زوار شاہ کچھ نہیں دیتا ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کا گلابی چہرہ دیکھے بولا تھا جو آج انتہا حسین لگ رہی تھی ۔

آتشی رنگ کی ہلکے پھلکے کام والی لانگ فراک پہنے۔جو یقیناً اس کی چچی ماں کے کام تھے ۔

شہد رنگ بالوں کی مانگ نکالے آگے سے موٹی موٹی فرنچ بریڈ بنائے کمر سے نیچے تک بالوں کو آزاد چھوڑے ہلکا سا میک اپ کیے وہ انتہائی پیاری لگ رہی تھی ۔

زوار شاہ نے آنکھوں کے رستے اس محملی گڑیا کے سہانے روپ کو اپنے دل میں اتارا تھا ۔

"آپ ہم سے فیس لیں گے شاہ ۔"

وہ انتہائی معصومیت سے خیراں نظروں سے اس کی جانب دیکھتی بولی تھی۔ زوار شاہ کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اس شہد رنگ نین کٹوروں میں ۔

"ہمم۔۔۔وہ تولوں گا ۔"

وہ اس خمار الودہ نظروں سے اس دلربا کو تکتا مدھم آواز میں بولا تھا ۔

"ٹھیک ہے آپ کو کتنی فیس چاہیے ۔"

وہ اس کی بات مان گئی اسے کسی بھی طرح اپنی اسائنمنٹ کمپلینٹ کرنی تھی ۔

"وہ میں اپنی مرضی سے لوں گا میرے دل۔پہلے آپ کام بتائیں ۔"

وہ بیڈ پر رکھی اس کی کتاب اور نوٹس کو اٹھاتا پوچھنے لگا ۔

"یہ والا اور یہ والا ۔"

وہ انگلی سوالوں پر رکھتی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ زوار شاہ نے پینسل پکڑتے اسے سوال سمجھانے شروع کیے تھے ۔

جو سچ میں دوسروں سے مختلف اور مشکل تھے۔ ورنہ نور ایک برائٹ سٹوڈنٹ تھی بہت جلدی ہی چیزوں کو پک کر لیتی تھی ۔

"اوکے اب آپ ایسا کریں اسے یہاں نیٹ کر لیں۔ لیکن بنا میرے کیے ہوئے سوال حل دیکھے۔ تب تک میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے اسے دونوں سوال سمجھاتا بولا تھا۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی کام میں لگ گئی ۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر آیا تو وہ مسکراتی ہوئی اس کا انتظار کر رہی تھی ۔

"شاہ میں نے کر لیے ۔"

وہ خوشی سے چہکتی ہوئی بولی تھی۔اسے پھر سے مسکراتا دیکھ زوار شاہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

وہ ٹاول سٹینڈ پر ڈالتا اس کی جانب آتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔وہ ایکدم سن ہوئی تھی ۔

"اب میری فیس کی باری ۔"

وہ مجنو بانہ انداز میں اس کا چہرہ تکتے مخمور لہجے میں بولا تھا جس پر نور کا نازک سا دل کپکپایا تھا ۔

"کک۔۔۔کیا چاہیے ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔زوار شاہ کی شہد رنگ آنکھوں میں خمار اترا تھا اس کے عنابی لبوں کی کپکپاہٹ پر ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔سانسوں میں طوفان سا بھر پا ہوا تھا ۔

"یہ ادائیں قاتل ہیں میرے دل زوار شاہ کا دل ناتواں ہے کچھ تو رحم کیجیے ۔"

وہ اس کے عنابی لبوں کو سہلاتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

"شش۔۔۔شاہ۔"

اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے خوفزدہ ہوتے پکارا گیا تھا ۔

وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا پوری شدت سے اس کی لرزتی پنکھڑیوں کی نازکی چنتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کر گیا ۔۔

وہ آنکھیں میچتی اس کا کالر تھام گئی ٹانگیں بری طرح سے لرزیں تھیں ۔

مجنونانہ انداز میں اس پر اپنی شدتوں کی آنچ نچھاور کرتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا ۔

نور کو اپنا پور پور جھل تھل ہوتا محسوس ہوا تھا ۔

وہ اس کے لمس کے گلدازپن میں گم تھا جب کوئی بنا اجازت ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا ۔

وہ تیزی سے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا دور ہوا تھا۔جب کہ نور بری طرح سے خوف زدہ ہوتی اس سے دور ہونے کو مچلی تھی پر وہ بنا اسے اپنے حصار سے آزادی دیے ۔

ناگواری سے مقابل کر دیکھنے لگا جس کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا یقیناً وہ سمجھ گئی تھی کہ کیا ہو رہا تھا ۔

اور نور کو اس کے حصار میں دیکھ رہی سہی کسر بھی پوری ہو چکی تھی ۔

"او۔۔۔ سو سوری مجھے لگتا ہے میں غلط وقت پر آ گئی۔ ویسے میں نور سے ملنے ۔۔"

وہ کمال ڈھٹائی سے بولتی اندر آنے کو تھی کہ زوار شاہ اس کی بات کاٹ گیا ۔

"آؤٹ یو جاہل عورت ۔۔"

وہ غصے سے اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔دماغ کی نسیں جیسے پھٹنے کو ہوئیں تھی ۔

نور خوف سے اسی میں سمٹی تھی جبکہ رانیہ کی ٹانگیں کپکپا اٹھیں تھیں۔پر الگے ہی پل وہ پلٹتی اس کے روم سے نکلتی ٹھک سے دروازہ بند کرنا نہ بھولی تھی ۔

نور کا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

وہ بے آواز آنسو بہاتی سسکی تھی۔زوار شاہ کو اپنے سینے سے لگے وجود کی لرزش کا احساس ہوا تھا۔وہ متفکر ہوا تھا ۔

"ہیے میرے دل ۔"

وہ اسے اپنی سامنے کرتا اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گیا ۔

جس پر کچھ ہی دیر میں اس کی محبت کی سرخیاں تھیں اور اب آنسو سے تر چہرہ دیکھ کر وہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"آپ ایسے کک۔۔۔ کیوں ہیں شاہ ۔"

وہ روتی ہوئی شکوہ کناں ہوئی تھی ۔

"پر اپنے دل کے لیے تو ایسا نہیں ہوں ۔"

اس کے آنسو اپنے پوروں پر سمیٹتے وہ الفت و دیوانگی سے گویا ہوا ۔

"ہمیں ڈر لل۔۔۔لگتا ہے بب۔۔۔بہت ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے نم لہجے میں بولی تھی ۔

"اگر آپ نے ان آنسوں کو اب باہر نکلنے کا رستہ دیا تو اس بے ہودہ لڑکی کو جان سے مار ڈالوں گا ۔"

وہ اس کے نار کتے آنسو دیکھ درشتی سے بولا تھا۔جو اس کے دل پر گرتے سوراخ کرنے کو تھے۔وہ سہمتی اس کے سینے میں چھپی تھی ۔

"ہم نن۔۔۔ نہیں رورہے غغ۔۔۔ غصہ نہیں کک۔۔۔ کریں۔"

وہ ڈرتی بمشکل بولی تھی۔ زوار شاہ نے لب بھینچے تھے۔ وہ اسے خود میں بھینچتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے گہری سانسیں بھرتا خود کو کام کرنے لگا ۔

"میں نہیں غصہ کروں گا اپنے دل پر ایم سوری میرے سکونِ قلب ۔"

وہ اسے کا چہرہ اپنے سامنے کرتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

"ہم۔۔۔ ہمیں واش روم جانا ہے ۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی واش روم کی جانب بڑھی تھی۔ وہ بس اسے جاتا دیکھ کر رہ گیا۔ پورے وجود میں جیسے شولے دہکنے لگے تھے ۔

وہ واش روم کے دروازے سے لگتی اپنے منہ پر سختی سے ہاتھ جماتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

ان کی محبت اتنی وحشت زدہ کیوں تھی۔ وہ کیوں اتنا غصیلہ تھا۔ اور وہ کیوں اتنی ڈرپوک تھی ۔

زوار شاہ آگ تھا تو دل آئنور شاہ پانی تھی۔ جن کا ملن اس نازک جان کو جلے رکھتا تھا ۔

چلو وہ عشق نہیں چاہنے کی عادت ہے

پہ کیا کریں ہمیں ڈوبنے کی عادت ہے

تو اپنی شیشہ گری کا ہنر نہ کر ضائع

میں آئینہ ہوں مجھے ٹوٹنے کی عادت ہے

میں کیا کہوں کہ مجھے صبر کیوں نہیں آتا

میں کیا کروں کہ تجھے دیکھنے کی عادت ہے

تیرے نصیب میں اے دل! سدا کی محرومی

نہ وہ سخی، نہ تجھے مانگنے کی عادت ہے

وصال میں بھی وہی ہے فراق کا عالم

کہ اسکو نیند مجھے رت جگے کی عادت ہے

یہ مشکلیں تو پھر کیسے راستے طے ہوں

میں ناصبور اسے سوچنے کی عادت ہے

یہ خود اذیتی کب تک فراز تو بھی اسے

نہ یاد کر کہ جسے بھولنے کی عادت ہے

★★★★★

رات سے صبح ہو گئی تھی اور اب نو بج رہے تھے۔ پر وہ نہیں آیا تھا۔ اس نے وجدان شاہ کے رکھے فون کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا ۔

اسے اپنے سائیں کے ساتھ ہی یہاں سے جانا تھا ۔

رو رو کر آنسو جیسے سوکھ چکے تھے وہ پوری رات فرش پر پڑی رہی تھی ۔

پورا وجود شل ہو گیا تھا۔ آنکھیں دروازے پر ٹکی پتھرا گئیں تھیں جیسے ۔

جب دروازے کھلا تھا اور کوئی اندر آیا تھا۔ ایک پل کو وہ خوف زدہ ہوئی تھی ہراساں نظروں سے سامنے دیکھا تھا ۔

آنکھوں کو یقین کرنا مشکل ہوا تھا۔وہ سختی سے آنکھیں میچتی پھر سے ڈرتے ڈرتے کھولنے لگی کے کہیں وہ اس کا وہم ہوا تھا ۔

پر وہ ابھی بھی تھا دھیرے سے دروازہ بند کرتا وہ قدم قدم اس کی جانب بڑھا تھا ۔

سیاہ ہڈی پہنے سیاہ ہی جینز پہننے لانگ شوز ڈالے شہڈ رنگ بال جو سلیقے سے سیٹ رہتے تھے کچھ بکھرے پر پیشانی پر آرہا ۔

آنکھوں میں وہی الفت و دیوانگی کے رنگ لیے وہ شخص چاند کی زندگی کا کل اثاثہ تھا ۔

وہ لرزتے وجود کے ساتھ اٹھی تھی پر وہ میں جان جیسے ناپید تھی ۔

"میرے چاند ۔"

وہ تڑپ اٹھا تھا اس کی در گور حالت دیکھ وہ ایسا تو ہر گز نہیں چاہتا تھا وہ تو بس اس کی حفاظت چاہتا تھا ۔

پر وہ کیسے بھول گیا تھا یہ لڑکی اس کے عشق کی منزل عبور کرتی جنونیت و دیوانگی تک جا پہنچی تھی ۔

وہ جانے کے لیے بڑھا تھا پر اپنی سماعت میں اپنے چاند کی گھونجتی سسکیاں اس کا وجود چھنی کرنے لگیں تھیں ۔

تبھی وہ جنگل میں موجود اپنے دوسرے وڈن ہاؤس کی جانب بڑھا ۔

خود کو ٹریٹمنٹ دیتے اس نے قادر کو کال کرتے اپنی گاڑی کسی کے ہاتھ پہنچانے کا کہا تھا ۔

اپنے زخم کور کرتے اسے کافی وقت لگا تھا کچھ وقت وہ وہیں رکا تھا تاکہ خون رک جائے ۔

فریش ہوتا ہڈی پہنے خود کو اچھے سے کور کیا تھا تاکہ اس کا کوئی زخم نظر نہ آئے۔

دو ملازم اس کی گاڑی اس تک پہنچا گئے تھے ۔

تبھی وہ واپس لوٹا تھا اپنے چاند کے پاس ۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھتی کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس تک پہنچی تھی ۔

اپنے لرزتے ہاتھ اس کی جانب بڑھتے اس کے سینے کو چھوتے یقین کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ سچ میں تھا ۔

وجدان شاہ اس کی حالت تکتا پور پور زخمی ہوا تھا سرمئی کانچ سی آنکھوں رو رو کر سوجی ہوئیں تھیں ۔

بکھر بال سرخ نقوش۔وجدان شاہ کا پورا وجود زیزہ زیزہ ہوا تھا ۔

"جان سائیں میرے چاند ۔"

وجدان شاہ نے اسے خود میں سمیٹنا چاہا تھا پر وہ ایکدم سے ہوش میں آتی اسے خود سے دور دھکیل گئ ۔

"مر گئ آپ کی چاند سائیں۔۔۔مر گئ۔"

وہ کپکپاتی پر اذیتی سے چلائی تھی۔ وجدان شاہ نے کرب سے آنکھیں میچیں تھیں ۔

"ایسا مت کہیے میرے چاند ۔"

وہ تڑپ کر اس کی جانب بڑھا تھا پر وہ مزید دور ہوتی ہاتھ اگے کرتی اسے اپنے پاس آنے سے رک گئی ۔

"مجھے گھر جانا ہے ۔"

سپاٹ لہجے میں بولتی وہ اندر کی جانب بڑھی تھی وہاں سے اپنا کوٹ اور مفلر لیتی گھر سے باہر نکلی تھی سر بری طرح سے چکرا رہا تھا ۔

پر وہ خود پر ضبط کیے چلنے لگی۔ سامنے ہی اسے وجدان شاہ کی گاڑی نظر آئی تھی یقیناً وہ لے کر آیا تھا ۔

موسم بھی ابر آلودہ سا تھا یقین بارش کے کچھ امکان نظر آرہے تھے۔ سردی رگوں میں سرائیت کرتی اسے کپکپانے پر مجبور کر گئی ۔

وہ تیزی سے گاڑی کا ڈور کھولتی خاموشی سے بیٹھ گئی۔ دوسری جانب سے وہ بھی آتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا ۔

بائیں کندھے میں حاصی تکلیف تھی کیونکہ گولی کا زخم پھر سے ہرا ہو گیا تھا۔ تبھی وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا اپنے درد پر ضبط کیے لب بھینچ گیا ۔

اس نے خود کو پین کلرا نجکشن بھی دیا تھا پر وہ بھی کہاں کہاں اثر دیکھاتا ۔

گاڑی جنگل سے نکلتی سیاہ کول تار سڑکوں پر بھاگنے لگی تھی۔وہ خاموشی سے سر سیٹ کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موند گئی ۔

وجدان شاہ نے اس کی جانب دیکھا تھا جس کے چہرے سے چھلکتی اضطرابیت اس کے اندر اٹھتے کرب کے فشار کا پتہ دے رہی تھی ۔

پیلس پہنچنے تک وہ نیند کی وادیوں میں گم ہو چکی تھی اٹھانا مشکل تھا پر وہ اپنے چاند اس کے زخم اس کے چاند کی نیند سے پیارے کہاں تھے ۔

تبھی بے حد نرمی سے اس پھولوں سے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا اندر کی جانب بڑھا تھا ۔

جین لیلی اور ٹینا نے اپنے مالک اور مالکن کو دیکھ شکر کا سانس لیا تھا ۔

قادر نے پتا چلا تھا کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس چکے تھے ۔

پر انھیں سہی سلامت دیکھ وہ خوش ہوئیں تھیں ۔

روم میں آتا اسے بے حد نرمی سے بیڈ پر ڈالتا وہ واش روم میں گھس گیا۔اس کے جاتے ہی چاند نے اپنی آنکھوں وا کیں تھیں ۔

اس کی آنکھ تبھی کھل گئی تھی جب وہ اسے اٹھا کر اندر لا رہا تھا پر وہ دم سادھے سوتی بنی رہی ۔

★★★★★

وہ کچھ ہی دیر میں فرش ہوتا باہر آیا تھا وہ پھر سے سوتی بنی آنکھیں میچ گئی ۔

پر وجدان شاہ نے دیکھ لیا تھا اس کا چاند جاگ رہا تھا پر سونے کا ناٹک انجام دے رہا تھا ۔

وہ روم کی تمام لائٹس اف کرتا اس کی جانب آیا تھا۔ روم میں گھپ اندھیرا پھیلا تھا چاند خوف زدہ ہوئی تھی ۔

پر اپنے پہلو میں ہوتی سرسراہٹ پر وہ دم سادھے گئی ۔

پر وہ جان لیوا سی خوشبو سانسوں میں گھلتے ہی احساس ہوا تھا کہ وہ ظالم دشمن جان تھا ۔

وہ ایک جھٹکے میں اس سے دور ہوئی تھی ۔

"دور۔۔۔دور رہے مجھے سے۔۔ہاتھ مت لگائیں ۔"

وہ سائڈ ٹیبل لیمپ آن کرتی نم لہجے میں بولی تھی ۔

"میرے چاند ایسا ظلم کیوں اپنے سائیں پر ۔"

وہ کرب آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

وہ بنا کچھ کہے اٹھی تھی اور روم سے باہر کی جانب تیزی سے بڑھی تھی ۔

وہ اس کے یوں اٹھ کر باہر کی جانب بڑھنے پر اٹھا تھا ۔

وہ تیزی سے اس کے پیچھے بڑھا تھا جو ہال کے گلاس وال کی جانب بڑھتی باہر نکلتی تیزی سے لاک کر گئی کہ کہیں وہ اس کے پیچھے ہی نہ آ جائے ۔

وجدان شاہ نے گلاس ریمووکرنے کی کوشش کی تھی پر وہ لاک کیے بیٹھی تھی۔
اس کی جان پر بنی تھی۔ باہر شدت سردی ہو رہی تھی ۔

وہ بنا اس کی جانب دیکھے وہیں گلاس وال کے ساتھ لگتی بیٹھتی چلی گئ ۔

"جان سائیں ۔"

وہ تڑپ کر پکار گیا تھا پر وہ جیسے کان بند کیے بیٹھی تھی ۔

"ریمووودی گلاس وال ۔"

وہ وائس کمانڈ میں بولا تھا پر اوپن نہیں ہوا تھا نظریں بے ساخت نیچھے کی جانب گئی جہاں گلاس وال کو بند کرنے کے لیے نیچھے کی جانب ایک لاک لگا تھا جو وائس کمانڈ سے نہیں کھلتا تھا ۔

یہ اس نے گھر کی سیفٹی کے لیے لگوائے تھے لیکن آج اسے شدید غصہ آیا تھا خود پر آخر یہ کیوں لگوائے تھے ۔

وہ اسے سزا دے رہی تھی وہ اچھے سے جانتا تھا ۔

"چاند میرے عشق یہ ستم مت کریں اپنے سائیں پر خدا را رحم کریں مجھ پر ۔"

وہ اس کے قریب فرش پر گرتا گڑگڑایا تھا۔ پر وہ بے جان مورت بنی بیٹھی رہی تھی ۔

"آپ۔۔۔ آپ جو چاہے مجھے سزا دے لیں پر ایسا مت کریں میرے چاند ۔"

وہ بے بسی کی انتہا پر تھا جب بارش کی کن من شروع ہوئی تھی چاند کا پورا وجود تیز ہواؤں اور اب ٹھنڈی پھوار پر شل ہونے لگا تھا ۔

وجدان شاہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھا تھا ۔

"اپنااور میرا نہیں تو ہماری اس ننھی سی جان کا ہی خیال کر لیے جان سائیں۔اس میں اس کا کیا قصور آپ اسے کیوں سزا دے رہی ہیں".

اس نے آخری خربا آزمایا تھا پر وہ پھر بھی بت بنی آنسو بہاتی رہی۔اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی اس ننھی سی جان کو محسوس کرتے آنسوں مزید روانی آئی تھی ۔

کیا اسے یاد نہیں تھا جب وہ تن تنہا اسے چھوڑ کر خود رات کے اندھیرے میں موت کے منہ میں گیا تھا ۔

کیا وہ اپنی اولاد بھول گیا تھا ۔

شاید وہ وجدان شاہ کی جان لے لینا چاہتی تھی ۔

"ٹھیک ہے مت آئیں آپ کو مجھے تکلیف دینی ہے نہ تو کھل کر دیتے ہیں نہ ۔"

وہ وحشت زدہ لہجے میں بولتا اٹھا تھا اور اپنے وجود سے ہڈی نکالتا دور اچھال گیا ۔

چاند نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے وجود پر بہت سی بینڈج کی ہوئیں تھیں۔چاند کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا ۔

جنہیں میں سے وہ اپنے سینے پر لگے بینڈج جو کھینچتا اپنا زخم ادھیڑ کر رکھ گیا۔چاند نے پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا ۔

اسے لگا وہ اپنا زخم نہیں اس کے دل کو نوچ گیا تھا ۔

"سائیں ۔"

وہ تڑپ کر اسے پکار اٹھی تھی ۔

"آپ نے وجدان شاہ کی سفاکی نہیں دیکھی میرے سرکار۔ آج سے آپ خود کو تکلیف دینے کا سوچ کر بھی کانپ اٹھیں گی ۔"

وہ اپنے پہلو پر لگی بینڈج کھینچتا زخم نوچ گیا روانی سے بہتا لہو ٹپ ٹپ کرتا فرش بھگونے لگا تھا ۔

"نن۔۔۔ نہیں مم۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔ مم۔۔۔ میں آتی ہوں۔ مت ککک۔۔۔ کریں خدارا مم۔۔۔ مت کریں۔"

وہ لرزتی کپکپاتے لبوں سے دیوانہ سی بولتی لاک کھولنے لگی جواب کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا ہاتھ بے جان سے ہو رہے تھے تو کیسے کھلتا ۔

"آپ دیر کر رہی ہیں جان سائیں ۔"

وہ پہلو کے پشت سے ایک اور زخم ادھیڑ گیا چاند کی چیخ نکلی تھی وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ۔

اسی پل لاک کھولا تھااور وہ دیوانہ وار اس کی جانب بھاگتی اس کے زخموں پر اپنا مفلر نکال کر رکھتی پاگل سی ہونے لگی تھی ۔

"پی۔۔۔یہ کک۔۔۔کیا ہو گیا ممم۔۔۔۔میں ٹھیک کک۔۔کرتی ہوں۔

سس۔۔۔سب۔۔۔میری وو۔۔۔وجہ سے ہوا۔"

وہ جیسے حواس کھو رہی تھی اسے اس قدر زخم زخم دیکھ۔اعصاب کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔دماغ ماؤف ہوا تھا لگے ہی پل وہ حواس کھوتی اس کی باہنیں میں لہرا گئی ۔

وجدان شاہ نے اسے خود میں سمیٹتے کرب سے آنکھیں میچ گیا ۔

خان میری آنکھوں سے یہ پٹی تو ہٹائیں نہ کچھ نظر پتہ نہیں چل رہا ۔"

وہ حدید خان کے سہارے چلتی نروٹھے پن سے بولی۔ حدید خان نے گھر میں ہی اس کے لیے بیوٹیشنز کا ارینج کیا تھا ۔

وہ سبز آنکھوں والی گڑیا ابھی تک اتنی تیاری کا مطلب نہیں سمجھی تھی ۔

"میرے دلبر بس ابھی پہنچ گئے ذرہ سا سکون کر جائیں یار ۔"

وہ اب کے جھنجھلاتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا وہ ایک دم سے بوکھلائی تھی ۔

چند ہی پلوں میں وہ اسے لیے مطلوبہ جگہ پر آیا تھا وہ بے صبری ہوئی تھی پٹی اتارنے کے لئے جب وہ اس کی آنکھوں سے پٹی اتار گیا ۔

سامنے کا منظر تکتی وہ منہ پر ہاتھ رکھتی خوشی و حیرانی سے جیسے ساکن ہوئی ۔

یہ ایک خوبصورت سا ہوٹل تھا جسے کے بے حد خوبصورتی سے وائٹ اور ریڈ کلر کی تھیم میں سجایا گیا تھا ۔

پورے ہال میں وائٹ لیلز اور سرخ گلابوں کی سجاوٹ تھی فیری لائٹس اور شیشوں کی بنی خوبصورت لڑیاں جن میں جھلملاتا اس نازک سی پری کا عکس اس کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا ۔

وائٹ اور ریڈ کمبینیشن کا بال گاؤن زیب تن کیے وہ بھی اس فسوں خیز ماحول کا حصہ لگ رہی تھی ۔

جس کا اپری سرخ حصہ سفید ستونز اور پرلز سے بھرا ہوا تھا۔۔ گاؤن کا سفید گھیرے نیچے کی جانب سے اوپر کو بیلوں کی صورت میں آتے پرلز سے سجایا تھا ۔

ہاتھو سے ڈالے سرخ جھالی ڈار گلوز پہننے کانوں میں پرل ٹاپس پہلے بوٹ نک پر بے تحاشا کال کی وجہ سے اس نے گلا خالی ہی رہنے دیا تھا ۔

میرون بالوں میں کرل ڈالے سر پر خوبصورت سا پھولوں والا ربن لگائے آنکھیں پر وائٹ شائنی سا شیڈو لگائے سبز آنکھوں میں وائٹ لائنر لگائے جو اس کی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید واضح کرتے انھیں قاتل بنا رہا تھا ۔

گالوں پر پیچ بلش آن کیے پیچ ہی گلوز لگائے وہ اپسراؤں سا حسن رکھنے والی حدید خان کو بن مانگی دعاؤں کا صلہ تھی ۔

نازک چاندنی سا سراپہ لیے وہ خوشی سے کھکھلاتی حدید خان کو بے بس کر رہی تھی۔ جو پورے راستے اس حور سے نظریں چراتا آیا تھا ۔

"خان یہ بب۔۔۔بہت پیارا ہے ۔"

وہ اسے بتانے کو مڑی تھی پر وہ کہیں نظر نہیں آیا تھا ۔

ایک پل کو وہ سہمی تھی ۔

"خان ۔"

وہ چاروں طرف گھماتی اسے بے قراری سے ڈھونڈنے لگی ۔

جب لائٹس اف ہوئیں تھیں۔وہ اپنی سبز آنکھوں میں خوف لیے ادھر اُدھر
دیکھنے لگی جب مدھم سی روشنی منعکس ہوئی تھی ۔

ماحول میں ایک دھند سی چھائی تھی۔وہ خیرانی سے سارا منظر تکتی اپنی بھی اپنے
خان کی تلاش میں تھی جب سامنے نظروں پڑھتے آنکھیں نم ہوئیں تھیں ۔

" Three years ago today, a fairy came into
my life.

)آج سے تین سال پہلے آج ہی کے دن میری زندگی میں ایک پری آئی تھی(.

الفاظ پڑھتے بمشکل منہ پر ہاتھ رکھتے خود جو رونے سے باز رکھا تھا ۔

"وہ اس قدر نازک سی مخملی گڑیا تھی کہ چھونے سے بھی خوف آتا کے کہیں اسے کوئی چوٹ نہ لگ جائے۔اور جیسے دیکھتے ہی حدید خان اس کا دیوانہ بن گیا ۔"

وہ پیچھے سے اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتا اس نازک سی گڑیا کی پشت اپنے سینے سے لگاتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشیاں کرتا اپنا جرمِ عشق بیاں کرتا اسے خیران کر گیا تھا ۔

"وہ اپنی پیاری تھی کہ دیکھنے سے بھی حدید خان نے گرز برتا کہ کہیں میری ہی نظر نہ لگ جائے جس کی سبز جھیل سی آنکھوں میں نمی مجھے ڈبونے لگی تھی ۔"

وہ اسے اپنی جانب گھماتا اس کی نم ہوتی آنکھوں پر لب رکھتا دیوانگی و وارفتگی سے گویا ہوا تھا ۔

وہ نفی میں سر ہلاتی اسے دھکا دیتی اس سے دور ہوئی تھی ۔

"سر پلیز مجھے اس سے نے شادی نہیں کرنی"

آج سے تین سال پہلے کہے اس ظالم کے الفاظ اپنی سماعت میں گونجتے محسوس ہوئے تھے ۔

"آپ جھوٹے ہیں خان ۔"

وہ بھرائی آواز میں بولتی مڑی تھی۔وہ لب بھینچتا اس کی جانب آیا تھا ۔

"سچ ہے میرے دلبر۔۔اس دل سے پوچھیں جس نے آپ کو دیکھتے ہی بغاوت کرلی تھی۔پر میں اپنے ساتھ کسی کو جوڑنا نہیں چاہتا تھا۔اپنی کوئی کمزوری بنانا نہیں چاہتا تھا۔ تبھی آپ کو ٹھکرانے کی گستاخی کی ۔"

وہ اس کے شانے پر اپنا لمس چھوڑتا اس کا مخروطی ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھتا گھمبیرتا سے بولا تھا ۔

"آپ نے نکاح کر کے مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیا دو سال دو سال تک اکیلے پن کا عذاب کاٹا ہے میں نے خان ۔"

شکووں کی لسٹ طویل تھا حدید خان کو مداوا کرنا مشکل لگا ۔

"آپ کے بنا میں بھی تو پل پل مرا ہوں نہ میرے جگر۔ حق ہوتے ہوئے بھی
دور رہنا کس قدر عذاب تھا آپ سوچ بھی نہیں سکتیں ۔"

وہ اس کی ماتھے سے ماتھا ٹکائے بوجھل لہجے میں بولتا بے بسی سے گویا ہوا ۔

"پھر کیوں لے کر آئے تھے مجھے اپنے پاس جب بے رخی کی مار ہی مارنی تھی
آپ کی سفاکی تو تب بھی کم نہیں ہوئی تھی خان ۔"

وہ اپنے حسارے یاد کرتی رودی۔ حدید خان نے اسے خود میں بھینچ لیا ۔

"میرے بہت سے دشمن ہیں انا اور سوائے آپ کے کچھ بھی نہیں آپ کے خان کے پاس۔ خوف زدہ تھا ۔

کہیں کوئی آپ کو میری وجہ سے نقصان نہ پہنچادے۔ پر آپ تو بے بس کرنے لگیں تھیں پاس آکر دن بادن خود کو روکنا انتہائی مشکل ہو گیا تھا ۔"

وہ اس اس کی قربت میں بہکتا اپنی بوجھل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتا خمار الودہ نظروں سے اس پری وش کو تکتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے سامنے کر گیا ۔

★★★★★

"آپ بہت برے ہیں خان اتنا ستایا مجھے ۔"

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے روندھے لہجے میں بولی تھی ۔

"اسی برے انسان سے بے حد محبت ہے آپ جو میرے دلبر ۔"

وہ اس کی شہ رگ پر جھکتا اپنی ناک ٹریس کرتا اس کی جان لیوا مہک خود میں اتارتا مدھوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

وہ جی جان سے لرزی تھی اس کی جان لیوا حرکت پر ۔

"خ۔۔۔خان یہ سچ نہیں ہے ۔"

وہ اس کی محبت سے انکاری ہوئی ۔

"آں ہاں۔۔۔ایسا ہے کیا ۔"

وہ آبرو اچکائے مصنوعی خیرانی سے بولا تھا ۔

"جی بلکل محبت نہیں ہے مجھے آپ سے آپ کو کوئی غلطی فہمی ہوئی ہے مسٹر کھڑوس کیپٹن خان ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی اترا کر بولی تھی۔ حدید خان نے اس کی نازک سی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے واپس اپنے قبضے میں کیا تھا ۔

"ایسی کی تیسی آپکی جو غلط فہمی کی دلبر جاناں۔ حدید خان آپ پوری تفصیل سے اس دل میں جھانکتے محبت کے تمام اظہار کھوج نکالے گا ۔"

وہ اسے سختی سے اپنے قریب کرتا وہ بوٹ نک سے چھلکتے دودھیا کندھے پر اپنے دانت گھاڑتا جارہانہ انداز میں بولا تھا وہ تڑپتی بری طرح سے سسکی تھی ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو ہوا تھا اس کی ظالم اور بے باک سرگوشیوں سے ۔

جو مدہوش ہوتا پوری جنونیت سے اس کی نازک سی گردن اور کندھے کے درمیان نرم جگہ پر اپنے لمس کی سختیاں دیکھاتا اسے لرزنے پر مجبور کرنے لگا ۔

انا کی جان زلزلوں کی زد میں آئی تھی اس کے اس قدر جارحانہ انداز سے ۔

"خ۔۔۔خان پلیز کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں ۔"

وہ تڑپتی اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی لرزتی آواز میں بولی تھی جس پر وہ بمشکل اپنا سر اٹھاتا بوجھل نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا ۔

وہ سرخ گلاب بنی اس کی بانہوں میں دہک رہی تھی ۔

"اپنی محبت تلاش کرنے کی تگ ودو ۔"

وہ چند الفاظ خمار الودہ لہجے میں بولتا وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی بوکھلائی تھی ۔

وہ اسے لیے اس سپیشل روم کی جانب بڑھا تھا جیسے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ۔

روم میں داخل ہوتے اسے پھولوں سے بنی روش پر اتارتا وہ ایک پل میں ڈور لاک کرتا دوسرے ہی پل وہ پھر سے اس کی بانہیں میں تھی ۔

کمرے کا منظر بھی ہال سا تھا وائٹ اور ریڈ پھولوں سے کی گئی سجاوٹ جو کینڈلز کی مدھم روشنی میں بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی ۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا ان کی لرزش و ملائمت خود میں جزب کر گیا ۔

وہ جو پہلے ہی اس کی بے باک باتوں اور حرکتوں سے بے جان ہو رہی تھی ۔

بری طرح سے لرزتی آنکھیں میچ گئی۔اس کی پر تپش گرفت میں وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اسے خود گھولتا سرشار سا ہوا تھا ۔

ایک ہاتھ اس کے بالوں میں ڈالے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نازک جان کی کمر جھکڑے وہ اسے ہلکان کرنے کا پورا سامان کیے ہوئے تھا ۔

بڑھتی شدتوں پر وہ نڈھال ہوتی اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔

پر وہ ایسی حالت میں ایسا جان لیوا کام سر انجام دیتی اسے مزید جنونی کر گئی تھی ۔ جس پر وہ اسے مزید شدت سے اپنے دہکتے لمس سے نڈھال کرتا۔

اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی سلوٹوں کو سنوارتا ایک ایک جان افروز لمس چنتا مدہوش ہو رہا تھا ۔

اس نازک سی پری کا وجود بے جان ہوتا محسوس کر وہ اس سے دور ہوتا اپنا کوٹ اور سرٹ اتار کر دور اچھالتا اسے سانس لینے کی مہلت دیے وہ اس کی شہ رگ پر جھکتا جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا ۔

وہ اس کا شدت بھرا دہکتا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتی سسکی تھی جو بے حد جنونی بنا اس کی جان نکالنے لگا تھا ۔

اور اس کی جنونی شدتیں اس نازک جان کی جان سکھا رہیں تھیں ۔

"پپ۔۔۔پلیز خان ۔"

وہ کسی سوکھے پتے کی مانند اس کی بانہوں میں لرزتی کپکپاتے ہوئے بمشکل بولی تھی پر وہ بازانے والا کہاں تھا ۔

"اظہارِ الفت کریں تو ان شدتوں میں نرمی کے کچھ اثار ہوں دلبرا ۔۔"

وہ پر شدت انداز میں اس کی شہ رگ پوری شدت سے اپنی شدتوں کی کہانیاں رقم کرتا جنونیت و دیوانگی سے بولا تھا ۔

وہ اس کے مطالبے پر آنکھیں میچتی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے لگی ۔

پر وہ پاگل شخص اسے سکون کا سانس لینے دیتا تب نہ جو ہاتھ اس کی پشت کی جانب لے جاتا ایک جھٹکے میں اس کی زپ کھولتا اس کی جان پر بن آیا تھا ۔

"نن۔۔۔ نہیں کک۔۔۔ کریں پپ۔۔۔ پلیز میں بولتی ہوں ۔"

وہ پور پور نم ہوتی بمشکل بولی۔ وہ اس کی گردن میں ابھرتے گھڑے میں شدت بھرا سلگتا لمس چھوڑتا اس کی جان نکال گیا ۔

میں بے صبری سے منتظر ہوں اپسرائے عاشقی ۔"

اس کی سماعت بے تاب تھی ان لفظوں کی تکمیل پانے کو جن سے وہ انکاری ہوئی تھی ۔

"مم۔۔۔میں آپ سے مم۔۔۔محبت کرتی ہوں خان ۔"

وہ آنکھیں میچتی بمشکل بولی تھی ۔

حدید خان کی سماعت میں یہ رس گھولتی سرگوشی اس کے بے سکت وجود میں جیسے جان بھر گئی تھی ۔

"پھر سے کہیں میری دلبرا ۔"

وہ بے صبری سے اس کے ایک ایک نقوش کو آنکھیں کے ذریعے دل میں اتارتا مدھوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

اس نازک سی پری کا روم روم جھل تھل ہوا تھا اس بے تابِ دل پر ۔

"آئی لو یو خان ۔"

وہ اس کے دل کے مقام پر جھکتی لب رکھتی اس کا دل نکال کر اپنی مٹھی میں کر گئی تھی جیسے ۔

وہ پور پور دیوانگی و وارفتگی میں لپٹا اس کے پہلو سے لپٹتا اس کی دھڑکنوں کے مقام پر جھکا تھا ۔

بے حد نرمی و ملائمت دیکھاتا اس کی ہر دھڑک پر اپنے لمس کا جادو بکھرتا اسے بے جان کرنے کے در پر ہوا تھا ۔

"خان۔۔۔میں بات نہیں کروں گی۔۔"

وہ اس کے بال دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

جس پر وہ اوپر کو ہوتا اس کے گلابی نقوش کو تکنے لگا تھا ۔

وہ حیا سے پلکیں جھکا گئی۔اس کا کسرتی وجود دیکھ ہمیشہ کی طرح دل کی کیفیت عجیب سی ہوئی تھی ۔

"آئی لو یو جانِ حدید۔۔۔دوری کی بجائے جان مانگ لیں باخدا آپ کا خان اف بھی نہیں کرے گا ۔"

بے بسی و دیوانگی سے بولتا اس کے مخملی وجود میں گم ہوتا اس کے چہرے کے کناروں کو اپنے لمس سے مہکاتا اس کی نازک مخروطی انگلیوں کو اپنی آہنی انگلیاں میں الجھائے اسے بے بس کر گیا تھا ۔

وہ اس کے دہکتے لمس کو اپنی گردن پر سرکتا محسوس کرتی گہرے گہرے سانس بھرتی اس کی شدتوں کو برداشت کرنے لگی جو اس کی جان نکال رہیں تھیں ۔

★★★★★

دو گھنٹے بھر پہلے ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر کے گئیں تھیں۔ابھی وہ سکون کے انجکشن کے زیر اثر تھی ۔

قادر کو بلوا کر اپنے تمام زخموں بینڈج کروائی تھی درد شدید تھا پر وہ ڈھیٹ بنا اپنے چاند کے قریب بیٹھا اسے یک ٹک دیکھے گیا ۔

"میرے چاند پتہ نہیں آپ مجھے عشق کی کونسی رمزوں تک لے جانا چاہتی ہیں ۔"

بے بسی سے بولتا وہ اس کا نازک سا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا گیا جہاں ڈرپ لگنے کی وجہ سے نیل پڑ گیا تھا ۔

اس کا دل ہزار ٹکڑوں میں بٹا تھا۔ وہ بار بار بے حد نرمی سے وہاں لب رکھتا جیسے مرہم کر رہا تھا ۔

اس کے پر شدت لمس کی حدت بار بار پڑھنے پر اس نازک جان کا ہاتھ سلگنے لگا تھا تبھی وہ کسمساتی آنکھیں کھولنے کی سعی کرنے لگی جو خاصی بھاری ہو رہیں تھیں

۔

بمشکل آنکھیں وا کرتی وہ خالی خالی نظروں سے ارد گرد دیکھنے لگی کتنی ہی دیر وہ خالی دماغ کے ساتھ سب کچھ سمجھنے کی کوشش کرتا رہا ۔

"آپ نے وجدان شاہ کی سفاکی نہیں دیکھی میرے سرکار۔ آج سے آپ خود کو تکلیف دینے کا سوچ کر بھی کانپ اٹھیں گی ۔"

وہ اس کے سائیں کا اپنے زخم نوچنا، روانی سے بہتا لہو ٹپ ٹپ کرتا فرش بھگونے سب آنکھیں کے پردے کے سامنے عود آیا تھا ۔

"سائیں ۔"

وہ چیختی اٹھ بیٹھی تھی وجدان شاہ جو سر جھکائے کسی مجرم کی مانند اس کے قریب چیئر رکھے بیٹھا تھا اس کے حوش میں آنے اور چلانے پر ایکدم سے ہوش میں آتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"سائیں مم۔۔۔میں نے بب۔۔۔بہت برا خواب دیکھا۔۔۔آپ کو زخم، وو۔۔۔وہ خون۔"

وہ اس کے سامنے آتی پاگلوں کی طرح تصدیق کرنے کو اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی ۔

وجدان شاہ نے اذیت سے جلتی آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں ۔

شرٹ کے تمام بٹن کھلتے ہی خواب ٹوٹ کر بکھرا تھا وہ زخم وہ بہتا لہو سب خواب کہاں تھا وہ تو سچ میں زخم زخم ہو گیا تھا ۔

"پی۔۔۔یہ کیا ہو۔۔۔گگ۔۔۔گیا سب۔۔غلط ہو۔۔۔گیا۔میں اب آپ ۔۔۔سے دور نہیں جاؤں گی وعدہ کرتی ہوں سائیں وو۔۔۔۔وعدہ کرتی ہوں ۔بس خود کو کچھ مت کیجئے گا۔ کبھی دور نہیں جاؤں گی ۔"

وہ اس کے زخموں کے مقام پر جھکتی اپنے کپکپاتے لب ان پر رکھتی پاگل و دیوانے پن سے بولتی اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھی ۔

وہ تڑپ کر اس نازک سی پری کو اپنے سینے میں بھینچ گیا ۔

"سس۔۔۔سائیں۔۔آپ کے زخم ۔"

وہ بنا اس سے دور ہونے کی تگ ودو کرتی ہنوز انداز میں بولی تھی۔وجدان شاہ کی آنکھوں سے آنسو لہو بن کر نکلتے چاند کے بالوں میں جزب ہوئے تھے ۔

"دکھ جائے گے زخم ۔"

وہ پھر سے کم آواز میں بولی تھی وجدان شاہ نے اسے خود میں بھینچتے چہرہ اوپر کو اٹھاتا آنکھیں میچیں تھیں ۔

"میں معافی کے قابل نہیں ہوں میرے چاند۔معافی کے قابل نہیں ہوں ۔"

وہ خود کلامی کرتا اس نازک پری کو خود میں بھینچے بیڈ کے کراؤن سے سر ٹکا گیا ۔

"آپ کو درد۔۔۔درد ہو رہا ہو گا مم۔۔۔میں آپ کے لیے دوا لل۔۔۔لاتی ہوں۔ آپ یہیں رر۔۔۔رکیں۔"

وہ نرمی سے اس کے حصار سے نکلتی حواس باختہ سی بولی تھی ۔

"نہیں میرے چاند آپ پاس ہیں تو آپ کے سائیں کو کسی دوا کی ضرورت نہیں ۔آپ یہیں رہیں آپ کو بھوک لگی ہو گی نہ میں کھانا منگواتا ہوں آپ کے لیے ۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانا چاہتا تھا تاکہ وہ اس فیز سے نکلے۔ وہ اسے مزید اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا ۔

"نن۔۔۔ نہیں مجھے بھوک لگی نہیں۔۔۔ میں آپ کے پاس رہتی ہوں۔۔ آپ کو درد ہو رہا ہو گا ۔"

وہ کھانے سے انکار کرتی پھر سے اس کے زخموں کی جانب متوجہ ہو گئی۔ وجدان شاہ کو یہ مشکل لگا ۔

"نہیں مجھے درد بلکل بھی نہیں ہے۔اچھا بتائی آپ نے اب کے نئ پینٹنگ کونسی بنائی ہے۔مجھے نہیں دیکھائی آپ نے ۔"

وہ بمشکل اپنی بانہوں میں پڑی اس نازک سی پری کے درد پر ضبط کرتا اس کا دھیان پھر سے دوسری جانب لگانے کی تگ ودو کرنے لگا ۔

"وہ ادھوری رہ گئ ۔"

وہ غیر مرائی انداز میں کھوئی کھوئی سی گویا ہوئی ۔

"کیوں ادھوی چھوڑی اسے پورا کرنا چاہیے آپ کو ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا واش روم کی جانب بڑھا تھا۔تاکہ وہ فریش ہو سکے

۔

"سس۔۔۔سائیں آپ کے زز۔۔۔زخم دکھ جائیں گے ۔"

وہ خوفزدہ ہوتی فکر مند ہوئی تھی ۔

"نہیں اس نازک سے پھول کو اٹھانے سے بھلا آپ کے سائیں کو کیا ہو گیا۔

آپ میری بات کا جواب دیں کیوں ادھوی چھوڑی پینٹنگ ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا محبت والفت سے بولا تھا ۔

"دل نہیں چاہ رہا مجھے بس آپ کے پاس رہنا ہے۔دور نہیں جانا میں نے پرامس کیا ہے آپ سے ۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی پھر سے اسی بات پر آئی تھی ۔

وہ اسے واش روم میں اتارتا اس کا منہ دھلواتا ہاتھ دھلوائے اٹھائے واپس آیا لیکن روم میں رکھے کاؤچ پر بٹھایا ۔

"آپ نے میری پینٹنگ نہیں بنائی میرے چاند ۔"

وہ اس کے قریب دراز ہوتا اپنی بانہوں میں بھر گیا۔وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھے باہر دیکھنے لگی جہاں آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا ۔

"میں بناؤں گی کل ۔"

وہ اس کا دل توڑنا نہیں چاہتی تھی۔ وجدان شاہ نے اس کے بالوں پر لب رکھتے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا ۔

"ابھی کیونکہ نہیں ۔"

وہ بس نہیں چاہتا تھا کہ وہ خاموش ہو اور کچھ منفی سوچیں اس کے چاند کے دل و دماغ پر قابض ہوں۔ تبھی بات بڑھا رہا تھا ۔

"کیونکہ ابھی مجھے آپ کے پاس رہنا ہے میں نے ابھی پرامس کیا نہ آپ آفس جائیں گے تب بناؤں گی ۔"

وہ اس کے سینے کے بالوں میں انگلیاں گھماتی پھر سے وہی بات دھرانے لگی ۔ وجدان شاہ نے گہرا سانس بھرتے جھک کر اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے تھے ۔

وہ سانسیں روک گئی پر ذرہ سی بھی حرکت نہیں کی تھی۔ وجدان شاہ نے اچھے سے محسوس کیا تھا ۔

"آہ۔۔۔مجھے یاد آیا میں نے آپ کے لیے کچھ لیا تھا۔ کیا آپ دیکھیں گی ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا دریافت کرنے لگا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی واپس اس کے سینے پر سر رکھ گئی ۔

وہ اسے اٹھائے واپس بیڈ کی جانب آیا تھا اسے بیڈ پر بٹھاتا وہ ڈریسنگ ٹیبل کے ڈراؤ سے ایک مخملی کیس نکال کر لے آیا ۔

وہ بے صبری سے اسے دیکھتی اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگی جو چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے اس کی جانب آیا تھا ۔

اس نے سوچا تھا وہ ہسپتال سے واپس آکر اسے دے گا۔اس نے خاص اس کے لیے تیار کروایا تھا۔ لیکن ہوسپٹل سے واپسی پر سب تباہ ہو گیا تھا اس کے چاند کی کیا حالت ہو گئی تھی ۔

واپس سے وہی سب یاد آتے وہ اذیت و کرب میں مبتلا ہوا تھا پر بمشکل خود کو کمپوز کیے کیس اس کی جانب بڑھایا تھا ۔

چاند نے کیس لیتے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"کھول کر دیکھیں نہ جان سائیں ۔"

وہ محبت والفت سے بولا تھا جس پر وہ کیس کھول گئی جس میں ایک خوبصورت سا پینڈٹ تھا۔

جس کی پوری زنجیر سے چھوٹے چھوٹے سفید ڈائمنڈز لگے ہوئے تھے جس میں ایک چھوٹا سا چاند اس کے مڈ میں جڑا ہوا تھا ۔

جس میں سرخ اور سفید ڈائمنڈز جڑے ہوئے تھے وہ بے حد خوبصورت تھا۔
چاند کی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی ۔

"یہ بہت پیارا ہے سائیں ۔"

وہ مدھم سرگوشی میں بولی تھی۔ وجدان شاہ کا دل مسرور ہوا تھا اپنے چاند کے
چہرے پر چمک دیکھ کر ۔

★★★★★

وہ اس کے ہاتھ سے پینڈٹ لیتا اس کے سیاہ گھٹاؤں سے بالوں کو آگے کی جانب کرتا اس کی گردن میں ڈالنے لگا ۔

وہ اس کی دہکتی انگلیوں کے لمس پر لرزی تھی جو پینڈٹ پہناتا مدھوش کن سا اس کی گردن کی پشت پر جھکتا بے حد نرمی و ملائمت سے اپنا لمس چھوڑنے لگا ۔

چاند کا نازک سا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا سانسیں بوجھل ہوئیں تھیں ۔

"میرے چاند یہ بے حد خوبصورت ہو گیا ہے آپ کے اسے پہن کر عزاز بخشنے پر ۔"

وہ اسے اپنے سامنے کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا چاند کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

وہ بے ساخت اس کے شانے تھام گئی وجدان شاہ اس سے دور ہوتا اس پری وش کو دیکھنے لگا ۔

"نن۔۔۔۔ نہیں مم۔۔۔ میں روک نہیں رہی ۔"

وہ اس کے دیکھنے پر فوراً سے ہاتھ ہٹاتی نفی میں سر ہلاتی جیسے صفائی دینے لگی ۔

وجدان شاہ نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا تھا اس کا انداز کچھ عجیب تھا ۔

پر وہ اگنور کرتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے گال پر لب رکھ گیا اب کی بار چاندنے اسے تھامنے کی غلطی بھی نہیں کی تھی۔

وہ کسی بے جان مورت کی مانند بنا حالت کیے اس کے لمس کو محسوس کرتی اپنے ڈوب کرا بھرتے دل کو سنبھالنے کی تگ ودو کرنے لگی ۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا دیوانہ وار اس کی مومی گردن پر جھکا تھا وہ ساکن آنکھیں سے چھت کی جانب دیکھتی خود کو اپنے سائیں کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی

۔

وہ جابجا اپنے عشق کی داستانیں رقم کرتا چاند کے ساکت وجود پر بھی دھیان ٹکائے ہوئے تھا ۔

جو غیر متوقع تھا وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا اپنے دانت گھاڑ گیا کہ شاید وہ اب کے کوئی حرکت کرتی پر وہ یونہی رہی ۔

اپنے سائیں کے دانتوں کی چبن محسوس کرتے کے چاند کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر تکے میں جزب ہوئے تھے اس کے نازک سے وجود میں ہمت ناپید تھی ۔

پر وہ خاموشی سے سہہ گئی اسے مزاحمت نہیں کرنی تھی۔ ورنہ اس کے سائیں روٹھ جاتے۔ اور خود کو پھر سے تکلیف دیتے ۔

وجدان شاہ ایکدم سے اس سے دور ہوتا بے یقینی نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا ۔

کچھ غلط ہو گیا تھا۔۔ بہت غلط ہو گیا تھا ۔

جبکہ وہ اس کے دور جانے پر تڑپتی اس کے سینے سے لگی تھی ۔

"سائیں کک۔۔۔ کیا ہوا۔ میں نے کچھ نہیں کک۔۔۔ کہا۔"

وہ اس کے گال پر اپنا مومی ہاتھ رکھتی حواس باختگی سے بولتی وجدان شاہ کو دہری اذیت میں مبتلا کر گئی ۔

یہ اس کا چاند تو نہیں تھا جو اس کی قربت میں کبھی مہکتا کبھی بہکتا تو کبھی سہمتا مزاحمتوں پر اتر آتا تھا ۔

وہ تو کوئی بے جان مورت تھی جو بس اس کی تکلیف کے ڈر سے اس کی قربت کو برداشت کر رہی تھی ۔

اسے وہ حواس میں نہیں لگی تھی ۔

"چاند آپ یہیں رہیں میں ابھی آتا ہوں مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے اوکے جان سائیں ۔"

وہ مدھم سا بمشکل مسکراتا اس کی پیشانی پر لب رکھے روم سے نکالا تھا۔اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا ۔

وہ تیزی سے ڈاکٹر عالیہ کو کال ملانے لگا۔دوسری جانب سے کال ریسیو کر لی گئی تھی ۔

علیکم سلیکم کرتے وہ مدھے پر آیا تھا جس کے لیے اس نے کال کی تھی ۔

جنگل میں ہوئی کچھ باتوں کو گھول کر تاوہ چاند کے بارے میں سب باتیں بتا گیا ۔

"مسٹر شاہ وہ بہت حساس ہیں۔ آپ کو زخمی دیکھ کر وہ ان کا دماغ اسی وقت میں قید ہو گیا ہے ۔

اس کا حل یہی ہے کہ آپ ان کا بہت زیادہ خیال رکھیں۔ انھیں اکیلا نا چھوئیں ۔وہ فارغ نہ رہیں کسی نہ کسی ایکٹیویٹی میں ملوث رہیں ۔

تاکہ کوئی منفی خیالات ان کے عصاب پر قابض نہ ہو۔ یہ آپ کے بچے کے لیے بھی نقصان دے ثابت ہو سکتا ہے۔

اور کل آپ انھیں یہاں لے کر آئیں میں تفصیل سے ان کا چیک اپ کرنا چاہتا ہوں۔اگر آپ مناسب سمجھیں ۔"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں اسے تمام صورت حال سے آگاہ کرتیں آخر میں گویا ہوئیں ۔

"اوکے ڈاکٹر عالیہ میں کل آجاؤ گا نو بجے تک۔مجھے میری بیوی ویسی ہی چاہیے ۔اس کے لیے چاہیے کوئی بھی قیمت ہو مجھے وہ ٹھیک چاہیں ۔"

وہ اس وقت خود کو انتہائی بے بس محسوس کر رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا خود کو شوٹ کر لے ۔

وہ روم میں آیا جہاں وہ بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کرتی نظر آئی تھی ۔

وہ زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس کی جانب آیا تھا ۔

"سائیں میں آپ کے لیے کھانا لاؤں ۔"

وہ اس کے آتے ہی بولی تھی لیکن وجدان شاہ نے نفی میں سر ہلاتے اسے اٹھنے سے باز رکھا ۔

انٹر کام سے جین کو ویجیٹیبل سوپ اور بیف فرائیڈ کباب بھجوانے کا کہا ۔

رسیور رکھتا وہ اس کی جانب آتا اس کے ہاتھ تھامتا ان پر لب رکھ گیا ۔

وہ لرزتی پلکیں جھکا گئی ۔

"میرے چاند ۔"

وہ مدھم سرگوشی میں اسے پکار گیا ۔

"جی سائیں ۔"

وہ جھٹ سے بولی تھی ۔

"آپ میری چاند نہیں ہیں۔مجھے یہ چاند نہیں چاہیے جان سائیں ۔"

وہ اس کے گال انگوٹھے کی مدد سے سہلاتا مدھم آواز میں بولا تھا۔ جس پر وہ ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"سائیں ہم باہر چلیں میرا دم گھٹ رہا ہے ۔"

وہ اس کی کلائی پر انگلی سے گھڑی بناتی بے تاثر سا بولی تھی ۔

"ہمم۔۔۔ چلیں گے پر اس سے پہلے آپ سوپ پی لیں۔ چلنے کے لیے تھوڑی توانائی کی ضرورت ہوتی ہے جان سائیں ۔"

وہ اس کی پیشانی سے بال ہٹاتا مدھم سا مسکراتا بولا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی بنا کوئی ضد کیے ۔

وہ پہلے جیسی بن رہی تھی کچھ کچھ۔۔نہ ضد کرتی بے تاثر سی بس فرق اتنا تھا کہ اس بار وہ اس سے دور نہیں بھاگتی تھی بلکہ بنا مزاحمت کے اس کی بانہوں میں تھی ۔

جین نے ملازمہ کے ہاتھ کھانا بجوایا تو دونوں نے ہی پر سکون انداز میں کھانا کھایا تھا ۔

اس کے بعد وہ اسے لون میں لے آیا تھا ۔

نور کچن میں کھڑی چائے بنانے میں مصروف تھی جب رانیہ نے اسے حسد بھری نظروں سے کھڑا دیکھا تیزی سے اپنا شیطانی دماغ چلایا تھا ۔

"ہائے نور کیسی ہو ۔"

وہ اندر آتی شہد آمیز لہجے میں بولی تھی۔نور کا یک دم سے رنگ اڑا تھا ۔

وہ پچھلی بار بھولی نہیں تھی جب رانیہ کی وجہ سے وہ اپنا پاؤں جلا بیٹھی تھی ۔

"کک۔۔۔کچھ نہیں ہم چائے بنا رہے تھے ۔"

وہ بمشکل خود کو کمپوز کرتی بولی تھی اسے بے تحاشہ خوف آیا تھا رانیہ سے ۔

"ارے سویٹی اتنا ڈر کیوں رہی ہوں میں تو تمہاری کزن ہوں ۔"

وہ اسے خوف زدہ محسوس کرتی اندر ہی اندر خوش ہوتی مصنوعی خیرانی سے بولی تھی ۔

"نن۔۔۔ نہیں ہم کیوں ڈریں گے ۔"

نور نے خود کو مظبوط کرتے کہا تھا جس پر وہ استہزاء انداز میں ہنسی تھی ۔

"ویسے کافی خوش ہو نہ تم ۔"

وہ اس کے گلابی چہرے کو تکتی بمشکل اس کے خوبصورت چہرے کو مسمار کرنے سے روکتی عجیب سے انداز میں بولی تھی ۔

"جج۔۔۔جی۔"

وہ الجھی تھی وہ کس بارے میں بات کر رہی تھی ۔

"زوار شاہ کو پا کر کافی خوش ہو تم ۔"

وہ زہر خندہ لہجے میں بولتی اس کی جانب بڑھی تھی ۔

وہ سہمتی بے دھیانی میں پیچھے شلف سے لگی تھی جو اس کی نازک سی کمر میں بری طرح سے پیوست ہوئی تھی۔وہ خوف کے مارے اپنی سسکی تک روک گئی ۔

"زوار شاہ میرا تھا تم نے اسے مجھ سے چھین کر اچھا نہیں کیا نور شاہ ۔"

وہ نم آنکھوں میں غضب ناک چنگاریاں لیے بولی تھی۔نور کچھ درد سے تو کچھ اس کے خوف سے کپکپاتی شہد رنگ آنکھوں میں نمی لیے کھڑی تھی ۔

"بس کچھ وقت خوشی منالو۔اسے تم سے چھین لوں گی ۔"

وہ شلف پر اس کے قریب ہاتھ مارتی دھیمی آواز میں غرائی تھی نور نے ڈر کے مارے بمشکل اپنی چیخ کو روکتے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا ۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی گھر آیا تھا۔ نظریں ہر طرف اس دشمن جان کو ڈھونڈنے میں مصروف تھیں پر وہ تھی کہ کہیں مل ہی نہیں رہی تھی ۔

جب اسے کسی کی گھٹی گھٹی سسکیوں کی آواز پر وہ روم میں واپس مڑا تھا۔ غور کیا تو یہ آواز بیڈ کی دوسری سائیڈ سے آرہی تھی ۔

اور یہ آواز بھی اس کے دل کی تھی۔ زوار شاہ کا دل مٹھی میں آیا تھا ۔

وہ تیزی سے بیڈ کی دوسری جانب آئی تھی جہاں وہ نازک سی پری وش شہد رنگ بالوں کو اپنی پشت پر بکھرے، گھٹنوں کے گرد اپنی بانہوں کا حصار باندھے، ان پر سر رکھے سسکنے میں مصروف تھا ۔

پورا وجود بے تحاشہ لرز رہا تھا۔ وہ تڑپا اس کی جانب آیا تھا ۔

"ہیے میرے دل۔۔کیاہواجاناں".

وہ اسے پکارتا اسے تھام گیا۔وہ زوار شاہ کی آواز سنتی اٹھتی ایکدم سے اس کے سینے سے لگتی اس کے گرد اپنا حصار کھینچتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

"میرے دل کیاہواجاناں کیوں اپنے دیوانے کی جان نکالنے پر تلی ہوئی ہیں ۔"

وہ تڑپتا اسے خود میں بھینچتا بے صبری سے دریافت کرنے لگا ۔

"آپ کیوں اتنے پیارے ہیں۔۔۔آپ کیوں ہم سے محبت کرتے ہیں۔۔ کیوں ہماری زندگی میں آئے۔کیوں ہمیں اپنی زندگی میں شامل کیا ۔

کیوں اس قدر اپنا عادی کیا۔۔۔کیوں خود سے محبت کرنے پر مجبور کیا ہمیں ۔

اس لیے کہ دل آئنور شاہ آپ کو کھونے کے خوف سے ہی مر جائے۔۔۔بتائیں اس لیے ہمارے ساتھ یہ ظلم کیا آپ نے ۔"

وہ اس کا کالر دبوچتی روتی ہوئی جنونی انداز میں سوال گو تھی ۔

یہ دل آئنور شاہ ہی تھی جس کا ہاتھ اس کے گریبان تک پہنچ سکتا تھا ورنہ وہ یہ سوچ رکھنے والے کو ہی بھسم کرنے کا ہنر رکھتا تھا ۔

"کیا ہوا ہے میرے دل بتائی اپنے شاہ کو میری جان ۔"

وہ اسے لے کر بہت زیادہ خوف زدہ ہو رہی تھی وہ اسے کھونے کے خوف میں مبتلا تھی یہ وہ اس کی باتوں سے ہی سمجھ گیا تھا ۔

لیکن کیوں آخر کس نے اس کے معصوم سے دل کے دماغ میں یہ باتیں ڈالیں تھیں ۔

"ہم آپ کو نہیں کھو سکتے شاہ۔۔۔ہم۔۔۔ہم مر جائیں گے شاہ سچ میں مر جائیں گے ۔"

وہ سہمی سی بولتی اس کے سینے میں جیسے چھپنے کی تگ و دو میں تھی ۔

"آپ کیسے مجھ سے دور جا سکتی ہیں میرے دل جبکہ دل اور اس کا شاہ ایک ہی تو ہیں ۔

آپ تو کسی روح افروز نشے کی مانند زوار شاہ کی رگ رگ میں گھلی ہوئی ہیں تو کیسے کوئی ہمیں ایک دوسرے سے دور کرے گا ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے جزبات سے چور لہجے میں بولا تھا ۔

"آپ ہمارے ہیں نہ شاہ۔۔۔بس ہمارے ہیں نہ کوئی آپ کو ہم سے چھین تو نہیں لے گا نہ۔ہم مر جائیں گے آپ کے بنا ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتی نم لہجے میں سہمی سہمی سی بولی تھی ۔

"شش۔۔۔بس ایسا کچھ بھی نہیں یوگا کیوں اتنی ان سکیور ہو رہی ہیں میری دل ۔کیا کسی نے کچھ کہا ہے بتائیں کون ہے وہ ۔

جس کی وجہ سے میرا دل اتنا بے سکون ہو گیا ہے ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے اپنے سامنے کرتا دریافت کرنے لگا ۔

رونے کی وجہ سے بے تحاشہ سوجی ہوئی بڑی بڑی شہد رنگ آنکھیں جن کی پلکیں نم ہوتی ایک دوسرے سے الجھی ہوئی تھیں ۔

چھوٹی سی ناک بے حد سرخ ہو رہی تھی عنابی لبوں کا گلدازپن کچھ سوجا سا تھا ۔زوار شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچا تھا ۔

"میرا دل اتنا ظالم کیوں ہو گیا ہے اپنے معاملے میں ۔"

وہ اس کے سوجے ہوئے خم پر انگوٹھے کا دباؤ ڈالتا گھمبیر تا سے بولا تھا۔وہ کپکپائی تھی اس ساحر کے جزبات کی آنچ سے جو اپنی لو دیتیں خمار الودہ نظروں سے اسے پگھلا دینے کا متمنی نظر آیا تھا ۔

"آپ میرے ہیں نہ شاہ ۔"

وہ اس کا کالر دبوچتی اسے خود پر جھکاتی زوار شاہ کی آنکھوں میں جھانکنے کی سعی کرتی نم لہجے میں دریافت استفسار کرنے لگی ۔

زوار شاہ کی آنکھوں میں سرور سا طاری ہوا تھا کیا وہ نازک سی جان کو از بر نہ تھا وہ کس سے پنگے لے رہی تھی ۔

خود ہی اس کے جزبات کو ہوا دیتی انھیں آگ بنانے کی سعی میں تھی اور پھر اس کی قربت کی ذرہ سی آنچ پر موم بن کر پگلتی تڑپنے لگتی تھی ۔

" بلکل آپ ہی کا ہوں کوئی شک ہے کیا ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا ۔

وہ پل میں سہمی کی اس دیوانے کی آنکھوں کی بہکی بہکی سرخیاں دیکھ جو اسے اپنے اندر تک جھنکتی ہوئی محسوس ہو رہیں تھیں ۔

★★★★★

"سائیں ۔۔"

مدھم سی پکار تھی۔وجدان شاہ کارواں رواں سماعت بنا ۔

"جی میرے سرکار حکم کریں غلام ہمہ تن گوش ہے۔"

وہ نرمی سے اس کے مخروطی ہاتھ پر لب رکھتا الفت و دیوانگی سے بولا تھا۔ وہ دونوں اس وقت لون میں ٹہل رہے تھے ۔

وہ تھک سی گئی تھی پر پھر بھی خاموش رہی ۔

"کیا ہم اندر چلیں ۔"

پہلی کی طرح وہ حکم کہیں نظر نہیں آیا تھا وہ اسے بتا نہیں پوچھ رہی تھی ۔

وجدان شاہ نے بمشکل خود پر ضبط کیا تھا ۔

"جو حکم میرے چاند ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتا اندر کا رخ کیے نرم سا مسکراتا بولا تھا پر وہ مسکرا بھی نہ سکی تھی

۔

وہ جیسے کہیں دور خلا میں اپنے احساسات اپنے جزبات اپنی روح چھوڑ چکی ۔

روم میں آتے وہ واش روم میں گھس گئی تھی کچھ ہی دیر میں پنک کلر کا لوز سا نائٹ ڈریس پہنے باہر آئی تھی ۔

وجدان شاہ کو بیڈ پر ہاتھ میں فون پکڑے نیم دراز پایا تھا وہ خاموشی سے دوسری جانب آتی اس کے پہلو میں دراز ہوئی تھی ۔

وجدان شاہ نے جھکتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

وہ کرب واذیت میں تھی وجدان شاہ اس کی پھر سے آہستہ آہستہ بنجر ہوتی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا ۔

"میرے چاند ایسا کیوں کر رہی ہیں اپنے ساتھ۔۔ کیا یہ اپنے سائیں پر ظلم نہیں ۔اگر اکیلے ہی جلنا ہے تو میرا دل مجھے لوٹا دیں ۔"

وہ اس کی درد سے اٹی آنکھوں پر لب رکھتا کرب آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

"درد بہت برے ہوتے ہیں سائیں بھلا چاند آپ کو کیسے دے دے۔اور چاند تو جانتی ہی نہیں آپ سچ بھی ہیں یا بس میرا خوبصورت سا گماں ہیں ۔"

وہ خود پر جھکے وجدان شاہ کی آنکھوں میں جانکتی بے تاثر سا مسکراتی بولی تھی ۔

وجدان شاہ کو لگا اس کا دل پھٹ جائے گا ۔

"اگر کہوں کہ سچ میں آپ کے پاس ہوں تو ۔"

وہ بمشکل اذیت دباتا نرمی سے اس کا گال سہلاتا بولا تھا ۔

"تو چاند کو محسوس کیوں نہیں ہو رہے سائیں ۔"

وہ مدھم سی آواز میں غیب دماغ سے سوال گو ہوتی اسے اندر تک ہلا گئی تھی ۔

تو کیا وہ اسے محسوس نہیں کر پا رہی تھی ۔

کیا وہ یہ سب گماں سمجھ رہی تھی اپنا ۔

وجدان شاہ کا دماغ ماؤف ہوا تھا ۔

"میرے چاند ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر تا خود میں بھینچ گیا ۔

"سب میری غلطی ہے۔ سب میری غلطی ہے۔ میں اچھا نہیں ہوں ہمشیہ آپ کی تکلیف کی وجہ بن جاتا ہوں۔ محبت اتنی ظالم نہیں ہوتی میرے چاند پر وجدان شاہ کی محبت نے آپ کو کہیں کا نہیں چھوڑا میرے چاند ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرے کرب آمیز لہجے میں بول رہا تھا جب اسے اپنے سینے پر گہرے سانسوں کی گرماہٹ محسوس ہوئی وجدان شاہ نے سر جھکا کر دیکھا تو وہ گہری نیند میں سو چکی تھی ۔

لیکن اتنی جلدی۔ خیران کن تھا ۔

شاید وہ تھک گئی تھی ۔

اور پھر وہ بھی اسے اپنی بانہوں میں بھرتا آنکھیں موند گیا کیونکہ اسے صبح جلدی اٹھنا تھا۔پر پوری رات نیند کہاں آئی تھی ۔

اسے بس صبح کا انتظار تھا۔تاکہ وہ چاند کا چک اپ کروا سکے ۔

صبح کا سورج چمکتے ہی وہ چاند کے پہلو سے اٹھتا۔فریش ہوتے جین کو اس کا ناشتہ بنوانے کا بولتا وہ واپس اس کی جانب آیا تھا ۔

ایک ہی آواز پر وہ اٹھ گئی تھی پر دماغ پر عجیب سی غنودگی طاری ہو گئی تھی وہ ٹھیک سے آنکھیں کھول نہیں پا رہی تھی ۔

"ارے آپ آگئے۔۔۔آپ تو میرے سائیں ہیں نہ۔میں نے آپ کو پہچان لیا ۔"

وہ آنکھیں مسلتی عجیب معصومیت بھرے انداز میں اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی ۔

وہ چونکا پر پھر مسکرا دیا ۔

"جی میرے چاند میں ہی ہوں آپ کا سائیں۔اب آجائیں جلدی سے فریش ہو جائیں پھر آپ کا فیورٹ پیزا کھانے چلیں گے ۔"

وہ اس سے کمفرٹر کھینچتا محبت والفت سے بولا تھا ۔

"آپ میرے سائیں ہیں تو اٹھائیں نہ مجھے میں تھکی ہوئی ہوں ۔"

وہ ہونٹ موڑتی معصومیت سے بولی تھی۔وجدان شاہ سر جھٹکتا اسے اٹھا گیا ۔شاید وہ اب اس کے زخم بھول گئی تھی ۔

اسے واش روم کے ڈور کے سامنے اتارتے وہ خود اس کا ڈریس نکالنے لگا ۔

وہ نیند میں جولتی کچھ ہی دیر میں باہر آئی تھی ۔

"اب جلدی سے چینج کر کے آئیں میرے چاند ۔"

وہ اسے ڈریس تھماتا ڈریس کی جانب بھیج گیا تب تک لیلی ناشتہ دے گئی ۔

"سائیں میں تھک گئی ہوں ۔"

وہ مرے مرے قدموں کے ساتھ گرے سویٹر کے ساتھ اف وائٹ سکرٹ پہنے چلتی باہر آئی تھی سیاہ بال بکھرے الجھے ہوئے تھے ۔

نم چہرہ، کرسٹل گرے آنکھوں میں سرخیاں لیے معصومیت سے بھرے تاثرات وہ بے تحاشہ پیاری لگ رہی تھی ۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا وہ اتنا تھک کیوں گئی تھی۔ابھی تو سو کر اٹھی تھی ۔

اوراب کے اوررات کے اس کے رویے میں بہت اتضاد تھا ۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا صوفے پر ٹیبل کی جانب لے آیا ۔

"میں تھک گئی ہو سائیں آپ کھلائیں نہ۔اور میں کتنی موٹی ہو گئی ہوں پھر بھی بھوک لگ رہی ہے۔"

وہ معصومیت سے بولتی کھانے کو دیکھنے لگی۔اب کی بار وہ بنا حیرت میں مبتلا ہوتا اسے ناشتہ کروانے لگ ۔

★★★★★

"شش۔۔۔۔شاہ۔"

وہ اس کے نظروں کے تعاقب سے سہمتی بمشکل پکار بیٹھی وہ جو پہلے ہی اپنے دل کے جذباتِ طلاطم سے بے بس سا تھا ۔

ان نازک سی پنکھڑیوں پر بکھرے اپنے نام پر بے بس ہوتا ان کے خم و پیچ پر فدا ہوتا دیوانگی و وارفتگی سے جھکتا اپنی شدتوں کی لپیٹ میں لے گیا ۔

وہ تڑپتی آنکھیں میچ گئی۔دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

وہ شدت و دیوانگی کے بھرپور مظاہرہ کرتا اسے خود میں جیسے جزب کر لینا چاہتا تھا ۔وہ اس پاگل دیوانے کے سلگتے بے صبر لمس پر مرنے کو ہوئی تھی ۔

وہ جانتی تھی یہ شخص شروع سے ہی شدت پسند تھا۔پر شادی کے بعد تو جیسے اس کی جان کو بن آیا تھا ۔

وہ اس کی قربت سے خوفزدہ سانسیں روک جاتی تھی وہ جنونیت و وارفتگی اس پر لٹاتا اسے یونہی اٹھائے بیڈ پر ڈالتا۔

اس اس کی سانسیں کی مہک خود میں جزب کرتا اسے مارنے پر تلا بھول چکا تھا وہ پری اس کی جان لیوا شدتیں سہتی نیم جان سی ہونے لگی تھی ۔

سینے میں گھٹتی سانسوں اور ہونٹوں پر ہوتی جھلن پر شہد رنگ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار بھگونے لگے تھے۔اس پر شلف لگنے کی وجہ سے کمر میں درد تھا ۔

تبھی وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اسے آزادی دیتا اپنے سینے پر ڈالتا اس کی پشت سہلاتا اسے کام کرنے لگا ۔

جو کسی سوکھے پتے کی مانند لرزتی بمشکل سانسیں بہال کرنے کی تگ ودو میں تھی ۔

"کھانا کھایا میرے دل نے ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے چہرہ اپنے سامنے کر اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا سرگوشی میں دریافت کرنے لگا ۔

جس پر وہ اس کے دہکتے لمس کی شدت سہتی بمشکل اثبات میں سر ہلا گئی ۔

"گڈ ۔"

وہ ٹھوڑی کی نچلی نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑنے لگا نور کو لگا جیسے اسے انگارے چھو رہے ہوں ۔

وہ پور پور لرزتی آنکھیں میچتی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو کمپوز کرنے لگی جو اس سنکی انسان کی موجودگی میں تو ہرگز ممکن نہ تھا ۔

"آپ جج۔۔۔ جلدی آ گئے ۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو سعی کرنے لگی۔ جو مدہوش سا اس کے نقوش کو اپنی انگلیوں سے چھوتا بے قراری سے اس کے ایک ایک نقوش کو نہارتا کوئی نشی لگا تھا جو اپنی نظروں کو سیراب کرتا اپنا نشہ پورا کر رہا تھا ۔

"دیر سے آنے پر روتی ہیں۔ جلدی آنے پر گریز پائیوں پر اتر آتی ہیں۔ آخر آپ چاہتی کیا ہیں اس دیوانے سے دل آئنور شاہ ۔"

وہ اس بالوں میں چہرہ چھپائے گہری سانسیں کھینچتا اس کی خوشبو خود میں اتارتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا ۔

نور کو اپنے وجود میں برقی لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں دھڑکنیں میں تو ویسے ہی طغیانی ابھر آتی تھی اس دیوانے کی قربت پر ۔

"ہہ۔۔۔ہم باہر لل۔۔۔لون میں چلتے ہیں ۔"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی اس کی قربت سے خوف زدہ ہوتی بے ربط بولی تھی زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے یقیناً وہ خود نہیں جانتی تھی وہ کیا بول رہی تھی ۔

"کیا آپ کو سردی لگ رہی ہے میرے دل جو آپ سن باتھ لینے کا سوچ رہی ہیں ۔"

وہ اس کی پہلو کو نرم سے سہلاتا آبرو اچکاے مصنوعی خیرانی سے بولا تھا پرزوار شاہ کا ہاتھ اپنے پہلو پر لگتے وہ تڑپ اٹھی تھی ۔

کیونکہ اس کا ہاتھ عین اسی جگہ لگا تھا جہاں وہ شلف سے ٹکرائی تھی وہ چیختی بری طرح سے سکنے لگی ۔

وہ ایکدم سے گھبراتا اٹھا تھا ۔

"نور میرے دل کیا ہوا جاناں ۔"

اس نے تو بے حد نرمی و ملائمت سے اسے چھوا تھا پھر وہ اتنا تڑپ کیوں اٹھی تھی

۔

"شش۔۔۔شاہ ہمیں بب۔۔۔بہت درد ہو رہا ہے ۔"

وہ اپنی کمر پر ایک سائڈ پر ہاتھ رکھتی روتی ہوئی بولی تھی۔اس کی بس ہوئی تھی کب سے برداشت کرتے کرتے ۔

"کیا ہوا ہے جاناں دیکھائیں مجھے ۔"

وہ اس کے رونے پر اذیت میں مبتلا ہوتا دیکھنے کی سعی کرنے لگا جس پر وہ پیچھے کو کھسکتی نفی میں سر ہلاتی رونے لگی ۔

"نور غصہ نہیں دلائیں جاناں ۔"

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس کی فراک سکا گیا۔ جہاں اس کی گلدازسی سپید رنگت پر پانچ انچ سرخ نیلا نیل سا پڑا ہوا تھا ۔

وہ لب بھینچ گیا۔ یہ کیسے ہوا تھا۔ وہ ایک خروچ برداشت نہیں کر سکتا تھا اپنے دل پر اتنا بڑا زخم کیسے اور کیونکر ہو گیا تھا ۔

وہ اندھے منہ پڑی تکیے میں منہ دیے رونے میں مصروف تھی۔ زوار شاہ کے پورے وجود میں جیسے سویاں گھڑنے لگیں تھیں جیسے ۔

وہ جھکتا بے حد نرمی سے اپنے دہکتے لمس کا مرہم کرتا کرب میں مبتلا ہوا تھا ۔

وہ نازک جان بری طرح سے کپکپاتی سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی اس کی لمس کی حدت سیج میں مرہم سی لگی تھی اس نازک پری کو پر وجود جیسے انگاروں کی لپیٹ میں گھیر آیا تھا ۔

وہ بے حد نرمی سے اپنے لمس کو جنبشِ دیتا خود کو غضب ناک ہونے سے روک رہا تھا جیسے ۔

ورنہ پورے وجود میں آگ سی جھل اٹھی تھی وہ اس ہر وجہ کو مٹا دینا چاہتا تھا جو اس کے دل کے تکلیف کی وجہ بنے ۔

بیڈ کی ڈراؤ سے ائمنٹ نکالتا وہ اس کے زخم پر بے حد نرمی سے لگاتا اس کے سسکتے وجود کو اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"کیسے ہوا ۔"

وہ نرمی سے اس کے نم رخسار اپنے پوروں سے صاف کرتا نرمی دریافت کرنے لگا ۔

"وہ ہمیں بھوک لگی تھی تو جلدی جلدی میں شلف سے ٹکرا گئے ۔"

وہ نظریں جھکائے رونے سے بھاری ہوتی نم آواز میں بولی تھی۔رانیہ کی بات وہ چھپا گئی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی اب خویلی میں کوئی نئ لڑائی ہو ۔

اور پھر پھوپھو اس کی ماں کو باتیں سناتیں ۔

"آپ کو بھوک لگی تھی تو رجو کس لیے ہے۔ کیا وہ مر گئی ہے ۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا وہ اس کے حصار میں بری طرح سے کپکپاتی پھر سے آنکھوں نم کر گئی ۔

"وہ ہمارے کک۔۔ کپڑے پپ۔۔۔ پریس کر رہی تھی شاہ۔ پلیز غغ۔۔۔ غصہ نہیں ہوں ہم دوبارہ خیال کریں گے ۔"

وہ بری طرح سے اس کے غصے سے سہمتی کپکپتی آواز میں بولی تھی۔ زوار شاہ نے اپنی زندگی کی نم آنکھیں دیکھ خود کو کمپوز کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

"آئندہ خیال رکھیے گا میرے دل۔ زوار شاہ سب برداشت کر سکتا ہے پر اپنے دل پر ایک آنچ بھی نہیں ۔"

وہ رجو کی اچھے سے کلاس لینے کا ارادہ کرتا اس کی نم آنکھیں چومتا اٹھا تھا ۔

"فریش ہو جائیں آج ہم آپ کی فیورٹ آئس کریم کھانے چلتے ہیں ۔"

وہ اپنا ڈریس نکالتا واش روم میں گھس گیا۔ نورا اپنے گلال ہوتے گال تھپتھاتی اپنی دھڑکنوں کو معمول پر لانے کی سعی آئس کریم کے نام پر کھل اٹھی تھی ۔

★★★★★

ڈاکٹر نے (MIR) کا کہا تھا۔ وہ جانتا تھا یہ ایک نارمل سا ٹیسٹ ہے لیکن یہ قریبا دو گھنٹے اور تیس منٹ تک محیط تھا ۔

اور وہ اس کے لیے فکر مند تھا۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ کہیں چاند کی کوئی ویز متاثر تو نہیں ہو گئی اس حادثے سے ۔

اس نے چاند کو بہت مشکل سے راضی کیا تھا اس کے لیے اس کے علاوہ ڈاکٹر عالیہ اور ان کے ساتھ نیورولوجیٹس نے اسے سکون کا انجکشن دینا ضروری سمجھا کیونکہ مشین میں اس کا حرکت کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔

وہ باہر بے چینی سے انتظار کرتا اذیتوں کی انتہا پر تھا ۔

وہ پھر دو گھنٹوں میں وہ نڈھال سی ڈاکٹر عالیہ کے ساتھ باہر آئی تھی ۔

وجدان شاہ نے تڑپ کر اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔ وہ خود کو کافی کمزور محسوس کر رہی تھی ۔

"آپ آ گئے ۔"

وہ بمشکل آنکھیں کھولتی مدھم سا مسکراتی ہوئی بولی تھی ۔

"میں کہیں جا سکتا ہوں کیا میرے چاند ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا محبت و الفت سے بولا تھا ۔

رپیورٹ کل شام تک ملیں تھیں وہ اسے گھر لے آیا تھا ۔

راستے میں وہ اس کے سینے سے لگی غنودگی میں آئی تھی ۔

"آپ کون ہیں کیا ہم پہلے بھی ملتے ہیں۔"

بولتے وہ آنکھیں نم کر گئی تھی ۔

"جی میرے چاند آپ میرے آسمان کا اکلوتا چاند ہیں اور وجدان شاہ آپ کے حصے کا پورا آسمان۔ کیا آپ بھول گئی ہیں مجھے ۔"

اسے تکلیف ہو رہی تھی پر وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتا اس کی باتوں کا جواب دینے لگا ۔

"وجدان شاہ۔۔۔یہ نام پیارا ہے میں نے خواب میں سنا تھا شاید۔ سائیں آپ میرا نام جانتے ہیں ۔"

وہ الجھی سی شاید اپنا نام بھول گئی تھی یا کوئی اور بات تھی ۔

ڈاکٹر عالیہ اور ڈاکٹر جیمز نے کہا تھا جب تک اس کی رپیوٹس نہیں آتیں وہ علاج شروع نہیں کر سکتے پر ایک میڈیسن رکمینڈ کی تھی ۔

"جان سائیں آپ چاند ہیں بتایا نہ میرے سکون ۔"

وہ گاڑی پیلس کے پروچ میں روکتا اسے اٹھائے اس کے بالوں پر لب رکھتا اندر کی جانب بڑھا تھا ۔

"اوواؤ چاند سائیں یہ نام بھی پیارا ہے پر چاند تو اکیلا ہی رہتا ہے۔ میں بھی اکیلی ہوں کوئی نہیں آتا جب مجھے اندھیروں سے ڈر لگتا ہے۔ میں پکارتی ہوں پر کوئی نہیں آتا ۔"

شاید وہ پچھلے زمانوں میں جا پہنچی تھی۔ وہ تکلیف دہ پہلو مل کر اس معصوم سی پری پر حملہ آور ہوئے تھے کہ اسے خرد حواس سے بیگانہ کر گئے تھے ۔

"اب میں ہوں نہ ہمیشہ ساتھ نبھانے کو ۔"

وہ سیڑھیاں عبور کرتا اسے روم میں لے آیا تھا ۔

"آپ تھک گیے ہوں گے ۔"

وہ بات بدل گئی یا شاید اس کی بات سنی ہی نہ تھی ۔

"نہیں میرے نازک سے پھول آپ کے سائیں آپ کو پوری زندگی اپنی بانہوں میں اٹھے گزار سکتے ہیں ۔"

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس کا ہاتھ چومتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

"کیا میں سو جاؤں مجھے اب نیند آ رہی ہے ۔"

وہ کروٹ بدلتی آنکھیں موندے بے حد کم آواز میں بولی تھی ۔

وجدان شاہ اس پر کمفرٹر درست کرتا جھکتا بے حد نرمی سے اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتا ریزہ ریزہ ہوا تھا ۔

"مجھے میرے چاند واپس لوٹا دیں جان سائیں ۔"

وہ سرگوشی میں التجا کرتا اس کے قریب بیٹھ گیا تھا ۔

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد

پھر بنیں گے آشنا کتنی مداراتوں کے بعد

کب نظر میں آئے گی بے داغ سبزے کی بہار

خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد

تھے بہت بے درد لمحے ختم درد عشق کے

تھیں بہت بے مہر صبحیں مہرباں راتوں کے بعد

دل تو چاہا پر شکست دل نے مہلت ہی نہ دی

کچھ گلے شکوے بھی کر لیتے مناجاتوں کے بعد

ان سے جو کہنے گئے تھے صاحب جاں صدقہ کیے

ان کہی ہی رہ گئی وہ بات سب باتوں کے بعد

صبح دس بجے کے قریب وہ ہوٹل سے گھر آئے تھے حدید خان کسی کام سے نکل گیا تھا ۔

وہ کچن میں کھڑی کیک بیک کرتی لبوں پر شرمگیں سی مسکراہٹ سجائے باٹل کلر کی سٹائلش سی شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنے۔

وائٹ ہی دوپٹہ شانوں سے پھیلائے میرون بالوں کو آزاد پشت پر بکھرے، بنا کسی میک اپ کے انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی ۔

اے میرے دل مبارک ہو یہی تو پیار ہے

اے میرے دل مبارک ہو یہی تو پیار ہے

وہ مدھم آواز میں گنگناتی بے حد انہماک سے اپنے کام میں مگن تھی جب ملازمہ اندر آئی تھی ۔

"بیگم صاحبہ آپ کا فون بج رہا ہے ۔"

ملازمہ نے اطلاع دی تھی وہ سر پر ہاتھ مارتی تیزی سے اپنے روم کی جانب بڑھی تھی ۔

جہاں سامنے ہی رنگ ہو رہا تھا سکرین پر حدید کا نمبر دیکھتی وہ پیک کرتی کان سے لگا گئی ۔

"اسلام و علیکم "

نہ جانے کیوں اتنا سا بولتے اس کے رخسار تپ کر کندن بن گئے تھے نازک سا دل شور مچا اٹھا تھا۔ شاید اپنے مکن کی آواز کا جادو تھا یہ ۔

"واعلیکم السلام۔ میرے دلبر سائیں اتنی تاخیر کیوں ۔"

مقابل خاصہ بے صبر تھا۔پر اس کے لہجے سے چھلکتا محبت بھرا خمار انایوسف کا دل جھکڑنے لگا تھا ۔

"میں کیک بیک کر رہی تھی خان ۔"

وہ مدھم آواز میں اپنی صفائی میں بولی۔دوسری جانب حدید خان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

"تو آپ کیک پارٹی کرنے کا ارادہ ہے میرے دلبر تھا ۔"

وہ سکون سے چیئر کو پیچھے کی جانب ٹویسٹ کرتا کچھ شوخی سے بولا تھا ۔

"یہ آپ کے لیے بھی ہے خان ۔"

کیاوہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ اکیلے کھائے گی۔ تبھی جلدی سے آگاہ گیا ۔

"پر میں تو کیک سے زیادہ میٹھے میں کسی اور چیز میں انٹرسٹڈ ہوں۔اگر وہ کھلائیں گی تو کچھ بات بنے ۔"

وہ معنی خیز گھمبیر لہجے میں بولا تھا پہلے تو وہ الجھی پر اگلے ہی پل اس کی تمام بات کا مطلب سمجھتی سر تا پاؤں سرخ گلال ہوئی تھی ۔

"آپ نن۔۔۔نے فون کیوں کیا ہے۔کام کی بات کریں ورنہ میں فون رکھ رہی ہوں ۔"

وہ خود کو کمپوز کرتی قطعی انداز میں بولی تھی ۔

"تمھارے کام کی ایسی کی تیسی اناحدید۔ خبر دار جو کال کاٹی ۔"

وہ دانت پیستے تیور چڑھائے بولا تھا۔پر انا کو اس کی دھمکی کا کچھ حاص اثر نہیں ہوا تھا ۔

"مسٹر کھڑوس کیپٹن خان مدعے پر آئیں ورنہ انا یوسف فارغ نہیں ہے ۔"

وہ اسے تنگ کرنے کو اترا کر بولی تھی۔دوسری جانب حدید خان اس کے نہریلے تیور دیکھ اپنی چیئر سے اٹھا تھا ۔

"تمھاری تو...اب تم بچ جانا مجھ سے دلبر سائیں۔ نخرے کیسے کرتے ہیں ساری کلاسسز دوں گا آپ کو ۔"

وہ باہر کی جانب بڑھا تھا کام تقریباً مکمل ہو گیا تھا باقی کا وہ گھر جا کر ہی انجام دینے کا ارادہ کرتا گاڑی میں بیٹھتا گاڑی گھر کی جانب موڑ گیا ۔

انا نے تیز سے کال کٹ کی تھی اس سے پہلے وہ مزید کوئی گوہر فشانی کرتا ۔

حدید خان کے عصاب تنے تھے اس چوہیاں کی حرکت پر۔پر پھر اگلے ہی پل چہرے پر ایک بے حد دلفریب مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی ۔

★★★★★

"مسٹر شاہ ان کی ایک وین ڈیمج ہو گئی ہے اور دوسری ڈیمج ہونے کے دیہانے پر ہے ۔"

وہ ڈاکٹر جیمز پیشہ ورانہ انداز میں شستہ انگلش میں بولے تھے ۔

وجدان شاہ کا دل اندھیروں میں گھیرا تھا ۔

"تت۔۔۔ تو وہ کیسے ٹھیک ہوں گی۔ کک۔۔۔۔ کیا آپریشن ۔"

اس سے زیادہ اس سے کچھ بولا ہی نہ گیا تھا وہ اتنے مظبوط عصاب کا مالک آج خود کو ریزہ ریزہ ہوتا محسوس کر رہا تھا ۔

"ریلیکس مسٹر شاہ جیسا کے وہ پریگنینٹ ہیں آپریشن سے ان کے بے بی کو ہام ہو سکتا ہے۔اس لیے ہم ان کا علاج دواؤں سے ہی کرنے کی کوشش کریں گے ۔

یہ بڑا مصلہ نہیں ہے۔اور وہ دواؤں سے ہی ٹھیک ہو سکتی ہیں۔یہ کافی لمبا پروسیجر ہو گا آپ کو ہمت نہیں ہارنی ۔

وہ باتیں بھول جائیں گی کل کی بات انھیں یاد نہیں رہے گی۔وہ آپ جو بھی پہنچاننے سے انکاری ہو سکتی ہیں اس لیے آپ کو زیادہ سے زیادہ ان کے ساتھ ہی رہنا ہے ۔

انھیں جو اچھا لگتا ہے انھیں دیں۔ان کی کسی بھی بات کی نفی نہیں ہونی چاہیے ورنہ ان کی دوسری وین بھی مکمل ڈیمج ہو سکتی ہے ۔"

وہ اسے تمام صورت حال سے آگاہ کرتے سکتے میں مبتلا کر گئے تھے۔وہ امریکہ کا سب سے بڑا نیورو سرجن تھا ۔

"وو۔۔۔وہ کب تک ٹھیک ہو جائیں گیں ۔"

وہ چھ فٹ تین انچ لمبا چھوڑا انسان وہی جانتا تھا یہ الفاظ بولنے کے لیے اسے کتنی ہمت درکار ہوئی تھی ۔

"یہ تو ان کی ریکوری پر ڈپینڈ کرتا ہے تین ماہ بھی لگ سکتے ہیں۔آپ جتنا ان کا خیال رکھیں گے اتنی جلدی ہی وہ ٹھیک ہو سکتی ہیں مسٹر شاہ ۔"

تین ماہ شاید نہیں یقیناً بہت تھے وہ تو اپنے چاند کو تین پل کے لیے حواس سے بیگانہ نہیں دیکھ پا رہا تھا تین ماہ تک کا سفر کیسے کرتا ۔

"اوکے تھینک یو ڈاکٹر ۔"

وہ خود جو نئے سرے سے مظبوط کرتا اٹھا تھا ۔

وہ ڈاکٹر عالیہ کے روم کی جانب بڑھا تھا جہاں اس کی متاع جان موجود تھی ۔

"او آپ آ گئے آپ کہاں گئے تھے سپر مین ۔"

وہ وجدان شاہ کو تکتی بمشکل آنکھیں کھولتی بولی تھی ۔

وجدان شاہ کا دل شدت سے جلا تھا آخر کیا قصور تھا اس نازک سی پری کا جو وہ اس قدر اذیت میں مبتلا ہو جاتی تھی ہر بار ۔

"میں یہیں تھا۔ آ جائیں گھر چلتے ہیں ۔"

وہ نرمی و الفت سے بولتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

"بائے بائے پیاری ڈاکٹر ۔"

وہ پیچھے کو سرکرتی ڈاکٹر عالیہ کو ہاتھ اٹھا کر ویوز کرتی اونچی آواز میں بولی تھی جس پر وہ ویوز کرتیں مسکرائیں تھیں ۔

"خدا حافظ ۔"

وجدان شاہ بولتا کمرے سے باہر نکلا تھا ۔

"میں بہت تھک گئی ہوں اور مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے ۔"

وہ اس کے شانے پر سر ٹکائے ہونٹ موڑتی معصومیت سے بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس کے گرد اپنا حصار کھینچتے اسے خود سے قریب کرتے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی ۔

اس کا ارادہ فام ہاؤس جانے کا تھا۔ جو یہاں سے قریب ہی تھا وہ اسے پر سکون ماحول دینا چاہتا تھا۔ اور وہ جگہ بہت خوبصورت تھی چاند کے ذہن پر اچھا اثر پڑتا ۔

"ہم بس گھر پہنچنے والے ہیں میں اپنے چاند کو اپنے ہاتھوں سے مزے دار سا کھانا بنا کر دوں گا ۔"

وہ محبت آمیز لہجے میں بولتا اس کے بالوں پر لب رکھتے بولا تھا ۔

"کیا آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں سپر مین پیاری ڈاکٹر نے بتایا تھا ۔"

وہ اس کی بھری بھری بیرڈ کی جانب دیکھتی دریافت کر رہی تھی ۔

"بہت زیادہ محبت کرتا ہوں میں اپنے چاند سے ۔"

وہ گاڑی فام ہاوس کے آخری روڑ پر ڈالتا اسے خود سے مزید قریب کرتا اس کے گال پر جھکتا لب رکھ گیا ۔

جس پر وہ نچلا ہونٹ اندر کو موڑتی ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی اور وہ ایسا کرتی انتہائی حسین لگ رہی تھی سرمئی کانچ سی آنکھیں جن کا وہ دیوانہ تھا ۔

وہ جھکتا ان پر لب رکھ گیا ۔

جس پر وہ اوپر کو ہوتی اس کے بیر ڈ بھرے گال پر لب رکھ گئی۔ وجدان شاہ نے بمشکل گاڑی کو سنبھالا تھا اسے اس کی امید ہر گز نہیں تھی ۔

"کیا میں بھی آپ سے محبت کر لوں ۔"

وہ معصومیت سے مسکراتی جواب طلب تھی وجدان شاہ کے حواس معطلہ ہوئے تھے ۔

"تو کیا آپ پہلے نہیں کرتیں مجھ سے محبت ۔"

وہ خیران نہیں ہوا تھا پر تکلیف ہوئی تھی کیونکہ ڈاکٹر نے کہا تھا وہ باتیں بول جائے گی ۔

"نہیں مجھے محبت سے ڈر لگتا ہے بہت یہ بہت جان لیوا ہے رحم نہیں کھاتی کسی پر بھی ۔"

وہ کرب آمیز لہجے میں بولی تھی پر لہجے میں معصومیت ہنوز تھی۔ شاید یہی تو وہ وجہ تھی اس کے عصاب بکھرنے کی تبھی وہ محبت کی بات کرتے ہوئے عجیب سے درد میں مبتلا ہوئی تھی ۔

"یہ اتنی بری بھی نہیں ہے میرے چاند ۔"

وہ گاڑی روکتا خود نکالتا دوسری جانب سے اس کی جانب آتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا برجستگی سے گویا ہوا تھا ۔

"یہ کتنا پیارا ہے ۔"

وہ سامنے دیکھتی اپنی کانچ سی آنکھوں پر ہیروں سی چمک لیے خوشی سے پاگل ہوتی چلائی تھی ۔

جہاں وسیع رقبے تک پھیلا لون جس میں طرح طرح کے پھول اور خوبصورت درخت لگائے تھے ۔

لون کے وسط میں لگا ایک وائٹ کلر کا بڑے سے پھول کی صورت میں بنا واٹر فال جو بے حد خوبصورت تھی ۔

سیاہ ماربل کی بنی لمبی روش جس اس قدر چمک دار تھی جیسے کوئی انسان کبھی اس پر چلا ہی نہ ہو ۔

کچھ دور دیوار کے ساتھ لگے رنگ برنگے پتھروں سے گزرتا مصنوعی چشمہ وہ خیرہ کن نظروں سے چاروں اور دیکھتی خوشی سے کھلکھلانے لگی تھی ۔

وہ خوش تھی وجدان شاہ کے لیے یہیں کافی تھا وہ اسے لیے اندرونی دروازے کی جانب بڑھا تھا جو سیاہ رنگ کا ایک انتہائی خوبصورت دروازہ تھا جس کے اندر قدم رکھتے ہی اسے لگا وہ کسی اور ہی جہاں میں پہنچ چکی ہے ۔

ہر طرف سفید اور ڈارک براؤن کلر بیش قیمتی ماربل سے سجا یہ گھر جس میں گولڈن کلر کی نقشوں نگاری کی گئی تھی ۔

گولڈن بڑے بڑے فانوس گولڈن کلر کی سیڑھیوں کی گرل جو بہت پیاری ڈیزائن کی گئی تھی ۔

سفید سیڑھیوں پر ڈارک براؤن قالین بچھایا گیا تھا۔وہ اسے لیے نیچھے ہی موجود اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

"یہ خوبصورت ہے پر میرے چاند سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے ۔"

وہ اسے سفید قالین پر اتارتا اس کی ناک پر لب رکھتا الفت آمیز لہجے میں بولا تھا جو سردی کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی ۔

پورے گھر کی طرح یہ روم بھی انتہائی خوبصورت اور کشادہ تھا۔جو پورا وائٹ کلر کا تھا اور اس میں رکھی تمام چیزیں گولڈن تھیں گولڈن کلر کا جہازی سائز زمین سے لگا بیڈ جس پر وائٹ بیڈ شیٹ اور وائٹ ہی کمفرٹر رکھا ہوا تھا ۔

"آپ ایسا کریں فریش ہو جائیں تب تک آپ کے لیے مزے دار سا کھانا بنا کر لے کر آتا ہوں ۔"

وہ جھکتا اس کے گال پر لب رکھتا روم سے نکلا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہوتی باہر نکلی تھی ۔

سر بھاری ہو رہا وہ کوٹ اتار کر بیڈ پر پھنکتی صوفے پر ڈھے گئی آنکھیں بند ہونے لگیں تھی تبھی وہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے اندر آیا تھا ۔

چاند کو صوفے پر نیم دراز دیکھ وہ ٹیبل پر اس کے سامنے کھانے کی ٹرے رکھتا اس کی ڈھلکی گردن میں بازو حائل کرتا خود سے لگا گیا ۔

گلے میں آنسوں کی گھلٹی سی ابھر آئی تھی پت وہ خود کو ضبط کرتا اس کے گال نرمی سے سہلاتا اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا ۔

"دیکھیں میں نے آپ کی پسند کے چکن نوڈلز بنائے ہیں، فروٹ رائفل بھی آپ کی پسند کے فروٹس سے بنایا ہے۔اور سیلٹ بھی آپ کی پسندیدہ الو بخارا جیم ڈال کر بنایا ہے ۔"

وہ اسے ہوش دلانے کی کوشش کرتا اس کی پشت اپنے سینے سے لگائے نوڈلز فوک پت لپیٹتا اس کی جانب بڑھا گیا ۔

جیسے وہ منہ کھولتی کھا گئی تھی چکن نوڈلز کا ذائقہ منہ میں گھلتے ہی اس کے چہرے پر تھکی تھکی سی مسکراہٹ ابھری تھی ۔

"یہ بہت مزے کا ہے مجھے زیادہ کھانا ہے ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی وجدان شاہ اسے تھوڑے سے نوڈلز کھلاتا فروٹ رائفل کھلانے لگا ۔

اوراس کے کھانے کے انداز سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ اسے سب پسند آ رہا تھا ۔ تبھی وہ اب اس کے ہاتھ سے چمچ لیتی خود ہی کھانے لگی تھی ۔

"کیا آپ کو یہ چاہیے ۔"

وہ فروٹ رائفل اس کی جانب بڑھتی معصومیت سے پوچھنے لگی تھی اسے احساس ہوا کہ اسے بھی تو بھوک لگی ہو گی ۔

"آپ اپنے ہاتھوں سے کھلائیں تو کھالوں گا ۔"

وہ بے حد قریب سے اس کے دلکش چہرے جو دیکھتا مدھم سا مسکراتا بولا تھا ۔

"اچھا ٹھیک ہے آپ نے مجھے کھلایا میں آپ کو کھلاتی ہوں ۔"

وہ چمچ بھرتی اس کے منہ کی طرف لے آئی وجدان شاہ نے بنا نظریں اس کے دلکش چہرے سے ہٹائے کھایا تھا ۔

"یہ مزے پر مجھے بھی کھانا ہے ۔"

وہ شاید اسے مزید کھلانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی تبھی بولی تھی ۔

"آپ یہ کھالیں سارے ۔"

وہ نوڈلز کے باؤل کی جانب اشارہ کرتی بڑی دریادلی سے بولی تھی ۔

وجدان شاہ خود جو قابو کھوتا کھینچ کر اپنی گود میں کرتا اس کے ہونٹ کے نیچے اس قاتل تل پر شدت بھرا لمس چھوڑتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا ۔

"آہ۔۔۔آپ کی گندی بیرڈ چبتی ہے سپرمین ۔"

وہ اس کے شانے پر ہاتھ مارتی خفگی سے بولی تھی ۔

وجدان شاہ اس کے بھرے بھرے گال پر اپنی دھاڑی رپ کی تھی۔پر بے حد نرمی سے کہ اسے گدگدی ہونے لگی تھی ۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔گندے سائیں ۔"

وہ کھلکھلاتی اسے سائیں پکار اٹھی۔وجدان شاہ کی دھڑکنیں ساکت ہوئیں تھیں

۔

کتنی دیر سے وہ یہ الفاظ سننے کو ترس گیا تھا تقریباً چھ گھنٹوں سے وہ اسے بھول گئی تھی ۔

پر ابھی اس نے سائیں بولا تھا کیا وہ اسے یاد آ گیا تھا ۔

★★★★★

"آپ نے کیا کہا میرے چاند پھر سے کہیں نہ ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا بے صبری و دیوانگی سے بولا تھا ۔

"ہمیں باہر جانا ہے وہ وہاں ۔"

وہ اس کی بات ان سنی کرتی گلاس وال سے نظر آتے واٹر فال کی جانب اشارہ کرتی بولی تھی ۔

"میرے چاند میری زندگی ایک بار پھر سے پکاریں نہ ویسے ہی جیسے آپ ہمیشہ سے مجھے پکارتیں تھیں ۔"

وہ بے بسی سے ملتجی لہجے میں بولا تھا۔پر وہ اس کی بات سن کہاں رہی تھی وہ تو اشتیاق سے باہر دیکھ رہی تھی اس کا بس چلتا تو وہ آڑ کر وہاں پہنچ جاتی ۔

"چاند بس ایک بار میرے عشق اپنے سائیں کو پکار لیں ایسا لگ رہا ہے میری سماعت زائل ہو گئی ہیں، اگر مزید آپ اپنے سائیں سے انجان رہیں تو میں اپنے تمام حواس کھو دوں گا ۔"

وہ پسپائی کی حدوں کو چھوتا بے حد اذیت میں تھا ۔

"کیا آپ کو بھی محبت ہوئی ہے ۔"

اس پیارے سے شہزادے کو دکھی دیکھ وہ افسردہ ہوئی تھی۔اس کی بات پر وجدان شاہ نے اسے خود میں بھینچتے اس کی پیشانی بے تحاشہ بوسے دیے تھے ۔

"ہاں مجھے بہت محبت ہے اس درد سے اٹی شہزادی سے۔ محبت تو بہت پیچھے رہ گیا وہ تو میرا عشق ہے پر میرے بے رحم عشق نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا ۔"

وہ اس کی کانچ سی آنکھوں پر لب رکھتا کرب سے بولتا اسے خیران کر رہا تھا ۔

"کیا وہ آپ کی طرح پیاری تھی ۔"

وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھتی ہنوز معصومیت سے بولی تھی ۔

"نہیں وہ مجھ سے کہیں گنا پیاری ہے وجدان شاہ تو اس کے پیروں کی خاک بھی نہیں ۔"

وہ کرب آمیز مسکراتا اس کے مخروطی انگلیوں کا لمس اپنے نقوش کر محسوس کرتا آنکھوں میں اترتے خمار پر اس کا ہاتھ تھامتا اس کی ہتھلی پر لب رکھ گیا ۔

چاند کا دل عجیب ہوا تھا وہ جب جب اسے چھو رہا تھا دل عجیب انداز میں ڈھک اٹھتا تھا ۔

آنکھوں کی پردے پر بہت سے لمحات گڈ مڈ ہونے لگے تھے ۔

پر کچھ بھی صاف نہیں تھا ۔

"تو اب وہ کہاں ہے ۔"

وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچتی اشتیاق آمیز لہجے میں بولی تھی ۔

"وہ مجھ سے روٹھ گئی ہے ۔"

وہ نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا باہر کی جانب بڑھا تھا تاکہ وہ کھانا کھانے کے بعد تھوڑی واک کر سکے ۔

"تو کیا آپ نے اسے منایا نہیں ۔"

وہ ہنور انداز میں اس کے سینے سے سر اٹھاتی اس کی جانب تکتی ہوئی بولی تھی ۔

"میں نے اسے منانے کی کوشش کی پر وہ مجھ سے شدید روٹھ گئی ہے کہ میں چاہ کر بھی اسے منا نہیں پا رہا ۔"

وہ کرب میں تھا ۔

"کیا آپ محبت کے آداب نہیں جانتے اس طرح سے محبوب کو ناراض کرنے سے محبت بھی روٹھ جاتی ہے ۔"

وہ اسے ڈپٹنے کے انداز میں بولی تھی۔ وجدان شاہ نے اسے مصنوعی چھرنے کے پاس اتارہ تھا ۔

"میں بہت بے ادب سا بندہ ہوں محبت تو مجھے میرے چاند نے سکھائی تھی میرے عشق ۔"

وہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اسے اپنے قریب کیے مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

"پر چاند تو میں ہوں کیا وہ میں ہوں جس سے آپ محبت کرتے ہیں خوبصورت لڑکے ۔"

وہ مبہوت ہوئی تھی اس شہزادے کو اپنے اتنے قریب دیکھ۔جو اس وقت نیوی بلو شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے اس پر بلیک بنا کسی گرم کپڑے کے،

شہد رنگ بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے شہد رنگ آنکھوں میں خمار لیے، ستون ناک، بھری بھری بیر ڈ عنابی لبوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ بے تحاشہ وجاہت کا شہکار تھا۔

وہ مدھم آواز میں بولی تھی ۔

اس کے طرزِ تحاطب پر وجدان شاہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

"اگر کہوں کے آپ ہی وہ لڑکی ہیں جس سے مجھے محبت ہے تو کیا میری محبت کو قبول کر لیں گی خوبصورت آنکھوں والی لڑکی ۔"

وہ اس کی لرزتی پلکوں کی جھالر کو چھوتا مدھم آواز میں خمار الودہ لہجے میں بولا تھا

۔

وہ سرخ ہوئی تھی۔دل بھی دھڑکا تھا کیا اس کی آنکھیں خوبصورت تھیں۔وہ اپنی آنکھیں دیکھنے کو بے تاب ہوئی ۔

"تو ہم ساتھ رہیں گے ہمیشہ اور آپ مجھے کبھی مسمار مت کرنا۔۔کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے آپ سے آپ بہت تکلیف دیتے ہیں میری محبت کو توڑتے ہیں میرے وجود کو زیرہ زیرہ کر دیتے ہیں ۔"

اسے جیسے کچھ پچھلے اذیت بھرے عکس نظر آئے تھے ۔

"اب نہیں کروں گا کبھی بھی میں آپ کی محبت سے بھی محبت کرنا سیکھ لوں گا خوبصورت آنکھوں والی پری ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اس پر جھکا تھا ۔

وہ اس کی شرٹ کو کالر سے مٹھیوں میں دبوچتی خود بھی اس کے قریب ہونے کو مچلی تھی ۔

اس کی نازک سی کپکپاتی پنکھڑیوں پر نظریں جمائے وہ اس کنویں کے قریب تر آ کر تشنہ لبی لیے بمشکل اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے گہرے گہرے سانس بھرنے لگا ۔

چاند کو اپنے وجود میں سنسنی سی پھیلتی محسوس ہوئی تھی۔ پہلو میں اُٹھتے شور پر وہ خوف زدہ ہوئی تھی ۔

شاید یہ وہ محبت تھی جو حواس کھونے کے بعد بھی اندر کہیں زندہ اور تازگی بھرے گلاب سی تھی ۔

جس کی خوشبو چاند کے عقل و خرد سے بیگانہ وجود کو اپنی لپیٹ میں لیے اسے اپنے عشق سائیں کو بھولنے نہیں دے رہی تھی ۔

"آپ پاس کیوں نہیں ہیں ۔"

وہ جھنجھلائی تھی شدید۔وہ جو ضبط کی انتہا پر تھا اس کی بات پر الجھا تھا ۔

"پاس ہی تو ہوں میرے چاند ۔"

وہ اچھنبے سے بولا تھا ۔

"پر مجھے نظر کیوں نہیں آتے۔میری بصارت دھندلا رہی ہے میں آپ کو دیکھ نہیں پا رہی ۔"

وہ چلاتی اس سے دور ہوئی تھی۔ شاید وہ اس کے قریب آنے پر اپنے جزبات کی شدت سے شدید پینک ہونے لگی تھی۔

پر ڈاکٹر عالیہ نے کہا تھا اس کی محبت اور قرب اسے جلدی ٹھیک ہونے میں مدد دے گا۔ وجدان شاہ کی جان پر بنی تھی ۔

"شش۔۔۔بس میرے چاند آپ کو کہیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔ آپ کو اپنے دل میں جھانک کر اپنے سائیں کو تلاشنہ ہے ۔"

وہ اس تک پہنچتا ایک جھٹکتے اسے خود میں سموتا مدھم آواز میں گھمبیر لہجے میں بولا تھا ۔

"میں تھک گئی ہوں ۔"

وہ نڈھال سی اس کے سینے پر سر ٹکائے بے حد کم آواز میں بولی تھی وجدان شاہ نے بنا دیر کیے اسے اپنی بانہوں میں بھر اتھا ۔

وہ اسے روم میں واپس لے آیا تھا میڈیسن دیتے اسے پر کمفرٹر درست کیا تھا ۔

وہ چاہتا تھا وہ کچھ دیر سو جائے اور وہ بنارس کو دیکھ لے جیسے وہ پچھلے دو ماہ سے فام ہاوس بھجوا گیا تھا چاند کی وجہ سے ۔

پر وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی ۔

"سو جائیں جان سائیں ۔"

وہ اس کی آنکھوں پر لب رکھنے کو جھکا تھا جس پر وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال گئی ۔

"میں جیسے ہی آنکھیں بند کروں گی۔آپ چلے جائیں گے میں جانتی ہوں ۔"

وہ بولتی آنکھیں نم کر گئی تھی وجدان شاہ نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا تھا

۔

"میں کہیں نہیں جارہا جان سائیں یہیں آپ کے پاس ہوں ۔"

وہ اس پر سایہ فگن ہوتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا لمس چھوڑتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

وہ آنکھیں بند کرتی اس کی شرٹ کے کالر مٹھیوں میں دبوچ گئی۔ وہ بے بس سا اسے دیکھتا اس کے قریب دراز ہوتا اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

"سو جائیں یہی ہوں ۔"

اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اس کی پیشانی پر لب رکھتے مدھم سا مسکراتے کہا تھا جس پر وہ پر سکون نظر آئی تھی اب ۔

وہ ہاتھ اس کی بیرڈ کی جانب لے جاتی اس کے بالوں سے کھیلنے لگی شاید اس کا ابھی سونے کا موڈ نہیں تھا ۔

اس کی نرم و نازک انگلیوں کا لمس محسوس کرتے وجدان شاہ کو اپنے وجود میں خون کی جگہ لاوا دوڑتا محسوس ہوا تھا ۔

وہ اپنی شرٹ کے بالائی بٹن کھولتا سکون کا سانس لینے کی کوشش کرنے لگا ۔

"آپ کی آنکھیں پیاری ہیں۔۔ناک بھی بہت اچھی ہے پر زیادہ اونچی ہے۔کیا میری نازک بھی اونچی ہے شہزادے ۔"

وہ اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکائے اس کے نقوش کا تفصیلی جائزہ لیتی اپنی رائے کے ساتھ ساتھ اپنی ناک کی بھی فکر لگی ۔

وجدان شاہ نے اس کی جانب دیکھا تھا جس کی چھوٹی سی ستون ناک بہت پیاری تھی۔وہ اسے اپنے لبوں سے چھونے کی خواہش کو دل میں دبا گیا ۔

کیونکہ وہ بے لگام ہونا نہیں چاہتا تھا اب جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جاتی بلکل ۔

"نہیں یہ پیاری ہے بہت ۔"

وہ بمشکل اپنے جزبات پر پہرے لگائے گھمبیر تا سے بولا تھا۔ جس پر وہ خوش ہوئی کہ اس کی ناک زیادہ اونچی نہیں ہے ۔

"امم۔۔۔آپ کے ہونٹ بھی پیارے ہیں ۔"

وہ اس کے ایک دوسرے میں پیوست سرخ عنابی لبوں کو اپنی انگلیوں سے چھوتی بغور انھیں تکتی ہوئی بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے گہرا سانس لیتے خود پر ضبط لیا تھا پر یہ پاگل لڑکی بری طرح سے اس کے ضبط آزمانے پر تلی تھی ۔

"سو جائیں جان دل سو جائیں یار ۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑتا اسے قابو کیے سونے کا کہنے لگا ۔

جس پر وہ آنکھیں میں آنسو لیے ہونٹ موڑتی رونے کو ہوئی ۔

"آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں ۔"

وہ اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالنے کی تگ ودو کرتی بھیگی آواز میں بولی تھی حالانکہ کہ یہ الزام تھا ۔

تنگ تو وہ اسے کر رہی تھی۔ وہ اس کے رونے پر اس کے ہاتھ آزاد کر گیا ۔

وہ کیک سے خوشبو پر منہ میں پانی آیا تھا۔ وہ فریج کھولتی اس میں رکھتی جیسے ہی موڑی ہی جن کی طرح نازک ہوتے حدید خان کو دیکھ ایکدم چیخی تھی ۔

جیسے وہ پھرتی سے خود میں جزب کرتا ایک ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے دوسرے سے اس کی نازک کی کمر دبوچے اسے کھینچ کر سلیپ سے لگاتا ۔

پوری شدت سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر ستم ڈھاتا اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا نازک سی جان کو چمٹا اسے بوکھلا کر رکھ گیا ۔

انا کا دماغ بری طرح سے ہلا تھا اس طوفانی افتاد پر ۔

وہ پوری شدت و دیوانگی سے اپنی تشنگی کو سیراب کرتا اسے آزادی دیتا دور ہوا تھا

۔

انا کو لگا جیسے اس کی سانسوں میں بوچھال آگیا ہے دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

حدید خان کی آنکھوں میں خمار اترا تھا اس نازک جان کو دیکھ جو اس وقت باٹل کلر کی وائٹ پھول دار سٹائلش سی شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنے۔

وائٹ ہی دوپٹہ شانوں سے پھیلائے میرون بالوں کو آزاد پشت پر بکھرے، بنا کسی میک اپ کے شفاف چہرے کے ساتھ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی ۔

"بے حد خوبصورت ہیں دلبرا۔۔حدید خان پور پور گھائل ہے آپ کے اس ناز واداپر ۔"

وہ اس کا گلال بکھرتا چہرہ اپنے مقابل کرتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔انا کا دل شدت سے دھڑکا تھا اس دلفریب تعریف پر ۔

"میرے دلبر سائیں حدید خان قربان آپ کی ہر رعنائی پر آپ۔۔آپ کی دلکشیوں پر، آپ کے اس چاندنی سے روپ پر ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا آنکھوں سے لبوں پر سطر کھنچتا دلکشی سے مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

انا کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی اس شخص کی جان لیوا حرکات پر

"یہ مہکتا پھولوں سا گلدا ز وجود میرا ہے۔اس کی ہر رعنائی اس کی ساری دلکشیوں کے پیچ و خم اس مدبھرے پیکر پر بس میرا حق ہے ۔

میرا بس چلے تو ان ہواؤں کو بھی اپنی مٹھی میں دبوچ لیوں جو آپ کے وجود کو چھونے کی خواہش مند ہوں ۔"

وہ اس کی نازک سی کمر کے پیچ و خم ماپتا اس کی جان نکال کا سامان کرتا اسے مزید اپنے قریب تر کرتا وارفتگی سے بولتا اسے طوفانوں کے زیر اثر کیے ہوئے تھا ۔

جو کچھ اس کے لفظوں کی شدت تو کچھ اس کے بے باک ہاتھ کے لمس سے سہمتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

"خ۔۔۔خان پلیز چھوڑیں ۔"

وہ لرزتی بمشکل ملتجی لہجے میں بولی تھی۔پر وہ مائل کہاں تھا اسے خود سے دور کرنے پر ۔

"دل امادہ نہیں میرے دلبر سائیں۔۔۔دل چاہ رہا ہے آپ کو اپنے سینے سے کہیں چھپالوں۔۔اپنی رگوں میں اتار لوں یا آپ میں اتر جاؤں ۔"

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر لمس چھوڑتا اسے پاگل کرنے لگا ۔

وہ لرزتے دل کو سنبھالتی آنکھیں میچتی گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے لمس کی شدت سہتی اس کے شانے دبوچ گئی ۔

جواب شہہ رگ پر اپنے لمس کی جنونی جنبش سے اس کی جان نکالنے کے در پر تھا ۔اس کی جان لیوا حرکتیں اسے بے جان کرنے لگیں تھیں ۔

پر سوائے برداشت کرنے کے کوئی چارا کہاں تھا ۔

"آپ کی مہک کسی مدبھرے جام سے کئی زیادہ جان افروز ہیں دلبر سائیں ۔"

وہ اس کی کالر بون پر ناک ٹریس کرتا گہری سانس بھرتا مدھوش کن لہجے میں بولا تھا جیسے وہ سچ میں نشے میں ہو ۔

اس کی نازک سی کمر کو اپنے شکنجے میں کیے وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا ظالم بنتا شدت سے دانت گاڑ گیا ۔

وہ بری طرح سے سسکتی مچلی تھی ۔

"خان چھوڑیں ۔"

وہ اس کے شانے پر مکار سید کرتی تڑپ کر بولی تھی۔ جس پر وہ بنا اس کی مزاحمت کو خاطر میں لائے اب بے حد نرمی سے وہاں اپنا لمس چھوڑتا جیسے مرہم کرنے لگا تھا ۔

انا کو لگا جیسے انگار وے اسے چھو رہے ہوں وہ اپنے لرزتے دل کو سنبھالتی نیم جان سی ہونے لگی تھی ۔

"کک۔۔۔کوئی آجائے گا پلیز خان ۔"

اسے اپنے شانے سے شرٹ سرکاتا محسوس کر وہ کمزور سی مزاحمت کرتی اسے ہوش دلانے کو بولی تھی ۔

"مجھے یاد نہیں رکھنا دلبر جاناں ۔"

وہ مدھوش کن انداز میں بولتا ڈھٹائی سے اس کی گردن اور کندھے کے درمیان نرم جگہ پر شدت سے اپنے لمس کی بوچھاڑ کرنے لگا ۔

انا یوسف تو بس جیسے اس پاگل انسان کی حرکتوں سے حواس کھونے کو تھی ۔

"خ۔۔۔خان پلیز مم۔۔۔میرا دل بب۔۔۔بہت ڈر رہا ہے۔کچھ ہو جج۔۔۔جائے گا مجھے ۔"

وہ نم آواز میں بولی تھی جس پر وہ اس نازک جان پر رحم کھاتا اس کی جھیل سی نم آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتا اسے آزادی دے گیا ۔

وہ اپنی بکھری سانسوں کو سنوارنے کو سلیپ تھام گئی۔حدید خان نے بمشکل اس کے چاندنی سے لرزتے وجود کو دیکھ خود پر ضبط کیا تھا ۔

اسے تھام کر چیئر پر بیٹھاتے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا تھا جیسے وہ لرزتے ہاتھوں سے تھام کر ایک ہی سانس میں پی گئی تھی ۔

"آپ کا یوں لرزنا، کپکپانا مجھے بری طرح سے اپیل کرتا دعوت دے رہا تھا پھر آپ ہی کو شکوہ ہو گا دلبر جان ۔"

وہ اس کے لبوں سے نمی اپنے انگوٹھے پر سمیٹتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

"آپ۔۔۔آپ برے ہیں ۔"

وہ خفگی سے بولی تھی۔حدید خان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

"ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں آپ ایسے الزام نہیں لگا سکتیں اپسرا۔۔۔مانا حسین ہیں پر یہ خان بھی تو دیوانہ ہے آپ کا۔تڑپانا، ستانا اچھا لگتا ہے کیا۔۔"

مچلتے دل پر قابو مشکل ہوا تو شکوہ کر ڈالا۔انا کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اس دیوانے کی بے تابیِ دل پر ۔

یہ دیوانگیاں یہ وارفتگیاں سب اسی کے لیے ہی تو تھیں۔۔یہ تڑپ یہ جنونیت اسی کے لیے ہی تو تھی ۔

یہ سوچ ہی اسے مغرور کرنے لگی تھی ۔

"عشق صدا کا بے رحم ہی ہوتا ہے کیپٹن خان۔آپ کو صبر کرنا سیکھنا چاہیے ۔"

وہ سنبھلتی اٹھی تھی اور فریج سے اس کے لیے جوس نکالتی اس کے ہاتھ میں تھما گئی ۔

"یہ پانی کہاں عشق والوں کی پیاس کو سیراب کر پاتا ہے۔عاشقی کو کچھ تو دریا دلی دیکھنی چاہیے ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے اس کی پشت پر لب رکھتا التجا پر اترا تھا۔وہ پل میں سرخ ہوئی تھی دل یکبارگی سے دھڑا تھا ۔

"جی نہیں ابھی کہ لیے اپنی تشنگی سنبھال رکھیں مجھے بہت سے کام ہیں ۔"

وہ اپنا ہاتھ کھینچتی کچن سے نکلی تھی۔وہ اس کی قاتل اداؤں پر مسکرا کر اپنے دل تھامتا اس کے پیچھے ہو لیا ۔

"اپنے دیوانے کو ستانا اچھا نہیں۔ تھوڑا سا وقت نکالیں مشاورت کے لیے دلبر جان۔"

وہ پیچھے سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے مدھم سرگوشی میں التجا کر بیٹھا ۔

پر وہ ہاتھ نا آنے کا ٹھانتی اس کی گرفت سے کسی ریشم کی مانند پھسلتی اس سے دور جا کھڑی ہوئی ۔

"کیسی مشاورت ۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کیے بولی تھی۔ حدید خان نے انکھوں میں خمار لیے اس سبز پری کو دیکھا جو اسے تڑپائے جا رہی تھی ۔

"محبت بھری مشاورت۔۔۔ جس میں آپ میری غزل اور میں آپ کا شاعر۔۔ جو آپ کی ہر دلکشی ور عنائی کو سراہتے آپ پر پورا دیوان لکھنے کو بے تاب ہے حسنِ مجسم ۔"

وہ اس کی مدھوشی سے اس کی جانب قدم بڑھاتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"آپ بہت بگڑ گئے ہیں خان ۔"

وہ روہنسا ہوئی تھی اب۔ جس پر وہ قہقہہ لگا اٹھا ۔

"ہاہاہاہا۔۔۔او میرے پیارے سے دلبر ۔"

وہ قہقہہ لگاتا بولا تھا جس پر وہ پاؤں پٹکتی صوفے پر بیٹھ گئی ۔

"اوکے ابھی کہ لیے بخشتے ہیں آپ کی چھوٹی سی جان کیونکہ شب ہماری ہی ہے میرے دلبر سائیں ۔"

وہ اسے آنکھ ونک کرتا بے باکی سے بولو تھا۔ وہ اس کی بات پر سرخ ہوتی اسے گھور کر رہ گئی ۔

★★★★★

وہ دونوں اس وقت آئس کریم پارلر تھے۔ وہ اپنی پسند کی آئس کریم سے جلدی جلدی انصاف کرتی زوار شاہ کی آئس کریم پر بھی دل بے ایمان کیے بیٹھی تھی ۔

جبکہ زوار شاہ یک ٹک اسے نازک جان کو دیکھنے میں مصروف تھی جو اس کے ساتھ میچنگ کیے سیاہ لونگ فراک پہنے سیاہ دوپٹہ سلیقے سے سر پر جمائے شانوں پر سیاہ ہی شال لیے ۔۔

میک اپ کے نام پر شہد رنگ آنکھوں میں کاجل کی لکیریں کھینچے ہونٹوں پر لائٹ اورنج لپ اسٹک لگائے جو اس کی دودھیا رنگت پر بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی ۔

شہد رنگ بالوں کی کچھ لٹیں چہرے پر آوارگیاں کرنے میں مصروف زوار شاہ کا دل جلا رہی تھیں ۔

وہ بے شک وہ نازک سی گڑیا بے حد حسین تھی ۔

وہ خود بھی سیاہ جینز اور شرٹ میں ملبوس بے حد خوبرو لگ رہا تھا۔ شہد رنگ بالوں کو معمول سے ہٹ کر آپ سلیقے سے پیچھے کی جانب سیٹ کیے وہ وجدان شاہ کا عکس ہی تو لگ رہا تھا ۔

"شاہ آپ۔۔۔ ہمیں ایسے دد۔۔۔ دیکھیں گے تو ہم کیسے کھائیں گے ۔"

وہ کب سے اس کی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتی جھنجھلائج تھی ۔

"آپ مجھے روکنے کا حق ہر گز نہیں رکھتیں میرے دل۔آپ کو آئس کریم کھانے کا وقت دے رہا ہوں کیا یہ کافی نہیں آپ کے لیے ۔"

وہ اس پر نظریں ہنوز جمائے گھمبیرتا سے بولتا نور کو جھرجھری لینے پر مجبور کر گیا ۔

شادی کے بعد وہ بے حد خطرناک ہو گیا تھا۔نور کی ہر پل جان سکھانا اس کا محبوب مشغلہ تھا ۔

وہ اس کی بات پر اپنا منہ بند کرتی آئس کریم کھانے لگی زوار شاہ نے اپنی آئس کریم اس کی جانب بڑھائی ۔

نور نے دل ہی دل میں خوش ہوتے اس کی آئس کریم پر حملہ کیا لیکن اس کی اگلی بات سنتے ساری خوشی ہوا ہوئی ۔

"کھانے سے پہلے سن لیں۔اگر آپ کی طبیعت خراب ہوئی تو اس کا خرجانہ بھی آپ کی ننھی سی جان کو ہی بھگتنا پڑے گا میرے سکون ۔"

وہ ہنوز انداز میں بولا تھا وہ روہنسا ہوئی کیا وہ اسے یہاں دھمکانے کے لیے لے کر آیا تھا ۔

"آپ برے ہیں ۔"

وہ چمچ ٹینچتی منہ بسورے بولی تھی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"اور آپ بے حد حسین میرے دل ۔"

وہ مخمور نظروں سے اسے تکتا اس قدر شدت سے بولا تھا کہ نور کو اس کی نظروں کی تپش اور لپک سے اپنی ہتھیلیاں نم ہوتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

"ہم۔۔آج کے بعد کبھی آپ کے ساتھ آئس کریم کھانے نہیں آئیں گے ۔"

وہ نازک سی بولی تھی ۔

"آپ کو آئس کریم کھانی ہے۔ٹھیک ہے کھالیں پر میری ایک شرط ہے ۔"

وہ اسے گہری نظروں سے تکتا بھاری لہجے میں سنجیدگی سے بولا تھا۔وہ جو آئس کریم کھانے پر کھل اٹھی تھی شرط پر ساری خوشی جھاگ کی مانند بیٹھ گئی ۔

"کک۔۔۔کیا شرط ۔"

دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہمت کر کے پوچھا تھا ۔

"یہاں میرے پاس آئیں جان دل۔"

وہ جزبات سے بھاری لہجے میں بولتا نور کی دھڑکنیں ساکت کر گیا ۔

پورا وجود لرز اٹھا تھا۔وہ کس قدر پاگل تھا یہاں بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہا تھا ۔

"نن۔۔۔۔ نہیں ہم۔۔۔ ہمیں نہیں کھانی ۔"

وہ کپکپاتی بمشکل بولی تھی۔اس کے انکار پر زوار شاہ کے عصاب تنے تھے ۔

"میرے دل آپ یہاں آئیں گی یا میں وہاں آؤ۔۔ میرے وہاں آنے پر ذرہ رعایت نہیں دوں گا آئی سیو ۔"

وہ درشتی سے بولتا اسے سہمنے پر مجبور کر گیا تھا اس نے روہنسا نظروں سے اس سنکی جو تکا تھا ۔

وہ لرزتے دل کے ساتھ اٹھی تھی کیونکہ اس کی بات نہ مان کر وہ اپنی شامت نہیں لانا چاہتی تھی ۔

وہ سر جھکائے کس مجرم کی طرح چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئیں وہ مسرور ہوتا ایک جھٹکے میں اسے خود کر گراتا اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

نور کا دل اچھل کر خلق میں آیا تھا ۔

"ڈرنا کب چھوڑے گا میرا نازک سا دل ۔"

وہ اسے خود سے قریب تر کرتا اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اس کا چہرہ اوپر کو کرتا اس کے کنپٹی پر لب رکھتا بولا تھا ۔

یہ ایک پرائیویٹ روم تھا جہاں ان کی اجازت کے بنا کوئی بھی نہیں آسکتا تھا پر وہ پھر بھی خوف زدہ تھی ۔

"ششش۔۔۔شاہ ۔"

وہ لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"جی میرے دل حکم ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے دلکش چہرے کو قریب سے تکتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"ہم۔۔۔ ہمیں نے کھ۔۔۔ کھانی ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔ زوار شاہ نے مدھوش کن نظروں سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں ای لرزش دیکھی تھی ۔

جو اسے بری طرح سے اپیل کرتی پاگل کرنے کے در پر تھی ۔

"پر مجھے تو کھلانی ہے آپ کو ۔"

وہ انگلی آئس کریم میں ڈبوتا اس کے نچلے لب پر مس کرتا اس کی جان نکال گیا وہ اس کے ارادے سمجھتی خوف سے شہد رنگ آنکھیں پھیلائے نفی میں سر ہلانے لگی ۔

زوار شاہ جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اپنے دہکتے لمس کی جنبش میں بے حد نرمی سے دو پل کے لمس کی نرمیاں سمیٹتا اس سے دور ہوا تھا ۔

اور یہ دو پل ہی نور کی نازک سی جان نکالنے کو کافی تھا نازک سا دل کای سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا ۔

سانسیں پھول گئیں تھیں جیسے میلوں کی مسافت سے آئی ہو ۔

"یقین مانیں اس آئس کریم سے زیادہ شیریں ہے میرا دل۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا نور نے آنکھیں میچتے خود کو کمپوز کرنا چاہا جو اس ظالم کی قربت میں ممکن کہاں تھا ۔

"گگ۔۔۔گھر جانا ہے۔۔۔پلیز ۔"

وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر میرے دلبر ۔"

وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا اسے اپنی گرفت سے آزادی دے گیا ۔

وہ ایک جھٹکے میں اٹھتی گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو کمپوز کرنے لگی ۔

آجائیں میرے دل جاناں ۔"

وہ اس کا نازک سا ہاتھ تھامتا باہر کی جانب بڑھا تھا جب سامنے سے آتا ایک لڑکا جان بوجھ کر نور کے ہاتھ کو چھو کر گزرا تھا نور کرنٹ کھا کر زوار شاہ کے ساتھ لگی تھی ۔

یہ منظر تکتا زوار شاہ جس کی آنکھوں میں پل میں خون اترا تھا وہ مڑا تھا اور اگلے ہی پل اس لڑکے جو دبوچتے اس کے منہ پر زوردار مکا جھڑا تھا ۔

"ہاؤڈیئریو کیسے چھوا تو نے اسے ۔"

وہ اسے اسے ٹھوکر رسید کرتا پاگل ہوتا دھاڑا تھا نور منہ پر ہاتھ رکھتی لرزنے لگی تھی ۔

سب لوگ ان کی جانب دیکھتے سرگوشیاں کرنے لگے ۔

"میں نے جج۔۔۔ جان بوجھ کر نہیں کیا ۔"

وہ اس لمبے چوڑے انسان کے ہاتھ کے دو مکے کھاتے ہی خوف زدہ ہوا تھا ۔

"جھوٹ۔۔۔ جھوٹ بولتا ہے کمینے".

وہ وہ اسے جنونی ہوتا لگاتا اسے مارتا غرایا تھا ۔"

"اسی ہاتھ سے میری بیوی کو چھوا تھا نہ تو نے ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتا آنکھوں میں لہو لیے پاگل ہوتا بولا تھا وہ خوف سے کپکپاتا خود کو اس سنکی انسان سے چھڑوانے کی کوشش کرتا نفی میں سر ہلانے لگا ۔

نور روتی خوف سے کانپتی گرنے کو تھی۔ڈر کے مارے کوئی قریب نہیں آرہا تھا ۔

چیخ کی آواز ہوئی تھی اور اس لڑکے کا ہاتھ توڑ گیا۔نور نے سانس روکے اس منظر کو تکا تھا۔وجود سے جیسے سارا لہو نچوڑ کر اسے بے جان سا کر دیا ہو ۔

"سر پلیز اسے معاف کر دیں اس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں ۔"

مینیجر نے ہمت کرتے ہاتھ زوار شاہ کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے ۔

"یو آر فائر۔۔آج کے بعد شکل مت دیکھانا مجھے ۔"

وہ دھاڑتا نور کا ہاتھ تھامتا باہر نکلا تھا۔یہ ایک ریسٹورنٹ تھا جس میں ایک آئس کریم پارلر بھی تھا ۔

پہلی بار جب وہ نور کو یہاں لے کر آیا تھا تب نور نے کہا تھا کہ کاش وہ اس کی مالک ہوتی تو زوار شاہ نے راتوں رات اس ریسٹورنٹ کو خرید لیا تھا ۔

تاکہ اس کے دل کی کوئی خواہش ادھوری نہ رہے۔اور مینجر کو وارن کیا تھا کہ یہاں کوئی آوارہ اور برا انسان نظر نہیں آنا چاہیے فیملیز کو اچھا اور پر سکون ماحول دیا جائے ۔

پہلے کا سارا نظام بدل دیا گیا تھا لیکن آج اس کے دل کے ساتھ ہی یہ بیہودہ خرکت ہوئی تھی وہ کیسے برداشت کرتا ۔

★★★★★

"آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں ۔"

وہ اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالنے کی تگ ودو کرتی بھیگی آواز میں بولی تھی

حالانکہ کہ یہ الزام تھا ۔

تنگ تو وہ اسے کر رہی تھی۔ وہ اس کے رونے پر اس کے ہاتھ آزاد کر گیا ۔

جس پر وہ خوش ہوتی اب اس کی بیرڈ سے کھلنے لگی ۔

وہ خاموشی سے آنکھیں بند کیے خاموشی سے پڑا تھا۔

"پیارے لڑکے کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو ۔"

وہ یہ بات نہ جانے اتنی دیر میں کتنی بار پوچھ بیٹھی تھی ۔

"جی جان سائیں بے حد محبت کرتا ہوں بلکے محبت نہیں عشق ہیں آپ میرا ۔"

وہ آنکھیں میں الفت و وارفتگی لیے اس پری کو تکتا بولا تھا ۔

"عشق یہ لفظ سنا سنا سا ہے۔ تھوڑی تھوڑی شناسائی نکل رہی ہے۔پر شہزادے یہ تو بہت خار دار ہوتا ہے ۔

اس کی راہیں بھی کٹھن ہیں یہ آپ کے لیے نہیں بنا آپ بس محبت کر لیں۔ عشق چاند کر لے گی آپ سے اپنے حصے کا بھی اور آپ کے حصے کا بھی ۔"

وہ اس کے ہاتھ کی مظبوط انگلیوں کو اپنے مخروطی انگلیوں سے الجھنے کی کوشش کرتی لاپروائی سے گہری باتیں بولتا وجدان شاہ کا دل اپنے ہاتھوں میں لے گئی ۔

ہاں اسے تو عشق کرنا آیا ہی نہیں تھا۔ عشق تو اس دیوانی نے کیا تھا بنا رکے بنا خار دار راہوں کی پرواکیے چلتی رہی تھی اور آج بھی سفر کر رہی تھی ۔

"آپ تو عشق کی دیوی ہیں میرے چاند۔ عشق بھلا آپ سے کیسے جیت سکتا ہے۔ بلکل وہ تو اس نازک سی پری کے گرد طواف کرتا ہے اب ۔"

وہ خود اس کی مشکل آسان کرتا اس کی نازک سی انگلیاں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھا گیا ۔

دل میں شدت سے خواہش جگی تھی کہ وہ ان نازک سے ہر پورے پر لب رکھے

۔

"میں آپ سے عشق کرتی ہوں کیا ۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھتی غنودگی میں بڑبڑائی تھی۔ بمشکل وجدان شاہ کی سماعت تک اس کی آواز پہنچی تھی ۔

پتہ نہیں وہ پوچھ رہی تھی یا بتا رہی تھی وہ سمجھا نہیں تھا ۔

اسے اپنے زخموں میں تکلیف ہو رہی تھی پر وہ بنا ہلے آنکھیں موند گیا ۔

رات کے قریباً ایک بجے وہ کسمساتی آنکھیں کھول گئی ۔

آہستہ سے اس کے پاس سے اٹھتی وہ اپنے بالوں سے عاجز انھیں پیچھے کرتی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی گلاس وال کے سامنے آئی تھی۔

سامنے دیکھ وہ مبہوت ہوئی تھی چہرہ کھل اٹھا تھا۔ گلاس وال کھول کر منظر واضح دیکھنا چاہا۔ پر وہ دور ہوتا تب بھی ۔

تبھی وہ پیروں میں سوفٹی ڈالتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔ وہ تیزی سے چلتی باہر اس جگہ کی جانب بڑھی تھی جو روم سے نظر آرہا تھا ۔

وہ کچھ دور تھا پر اسے وہاں جانے تھا ایک قطار میں لگے درختوں کے نیچے بہت سے ٹمٹماتے جگنو اسے اپنی جانب کھینچ رہے تھے ۔۔

وہ خوشی سے مسکراتی ان کی جانب بڑھ رہی تھی کہ کچھ فاصلے سے آتی اس کی جانب بھاگ کر آتی اس سفید سی مخلوق کو دیکھ آس کے پاؤں شل ہوئے۔

وہ خوف سے آنکھیں اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ چیخی تھی۔وہ اس کے قریب آتا اس کے سفید پیروں کے قریب جھکا تھا ۔

وجدان شاہ جو آج دو دن کے بعد سکون سے سویا تھا گلاس وال کھلا ہونے کی وجہ سے سماعت میں چاند کی چیخ کی آواز سنتا وہ جھٹ سے اٹھا تھا ۔

پہلو میں چاند کو نا پا کر وہ تیزی سے باہر بھاگا تھا۔ سامنے ہی بارس کو چاند کے پیروں میں لپٹتا دیکھ وہ سب سمجھ گیا تھا ۔

"بارس ۔۔"

وجدان شاہ نے اسے پکارا تھا۔ وہ چاند کے پیروں سے اٹھتا اتنے وقت بعد اپنے مالک کی آواز سنتا اس کی جانب بھاگا تھا ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ دو ٹانگوں پر کھڑا ہوتا اس کے ساتھ لپٹا تھا

۔

وجدان شاہ نے اسے خود میں بھینچتے اس کے بالوں کو سہلاتے پیار کیا تھا ۔

"کیسا ہے میرا جگر۔ آتے ہی پرنسس کو ڈرا دیا ۔"

وہ اسے خود سے دور کرتا چاند کی جانب بڑھتا بولا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ چاند کے وجود سے آتی وجدان شاہ کی خوشبو کی وجہ سے وہ اس کے قریب آیا تھا ۔

جو کانچ سی سرمئی آنکھوں میں آنسو لیے ہونٹ موڑے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ وجدان شاہ نے آہستہ سے اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا ۔

"بارس یہاں آؤ ۔"

اسے اشارہ کرتا پکارا تھا وہ تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔اس کے قریب آنے پر وہ خوفزدہ ہوتی اس سے لپٹتی اس میں گھسنے کی کوشش کرنے لگی ۔

"میرے چاند یہ کچھ بھی نہیں کہے گا یہ بہت پیارا ہے اسے چھو کر دیکھیں ۔"

وہ اسے سامنے کرتا بارس کو تکتے بول تھا جو کافی بڑا اور خونخوار تھا نہ جانے اسے کہاں سے پیار الگ رہا تھا ۔

"یہ اچھا نہیں ہے اسے دور کریں ۔"

وہ اس کی گردن میں واپس چہرہ چھپاتی لرزتی آواز میں بولی تھی بارس چہرہ اٹھائے ان کی جانب دیکھ رہا تھا کہ اس کی مالک کی پرنسس کب اسے دیکھے اور پیار کرے گی ۔

"میرے چاند ایک بار بس میرا کہنا مان لیں پھر جیسا آپ چاہیں گی ہم ویسا ہی کریں گے ۔"

وہ اسے منانا چاہتا تھا تاکہ اس کا ڈر نکل جائے اور وہ بارس کو پیلس بھی اپنے گھر لے جا سکے کیونکہ وہ یہاں اکیلا بہت اداس رہتا تھا ۔

کریم (بارس کا خیال رکھنے والا ملازم) نے اسے کال پر بتایا تھا کہ وہ شکار کے لئے بھی کم ہی جاتا تھا بس سارا دن ایک کونے میں پڑا رہتا تھا ۔"

وہ بمشکل خود وجدان شاہ کے کہنے پر لرزتی اپنا چہرہ نکال کر اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

جو ایک بے حد سفید رنگ کا بھیڑیا تھا۔ جو آنکھوں میں چمک لیے اس کی جانب دیکھ رہا تھا ۔

"ہاتھ لگا کر دیکھیں یہ بہت اچھا ہے ۔"

وہ نرم و ملائمت سے بولا تھا۔ جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی ۔

"بس ایک بار پلیز ۔"

وہ محبت والفت سے بولا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ وجدان شاہ نے مسکراتے اس کا نازک سا ہاتھ تھامتے اس کے سر کی جانب لے جانے لگا ۔

وہ آنکھیں میچتی گئی۔ تبھی اسے اپنے ہاتھ پر بے حد نرمی و ملائم چیز کا احساس ہوا ۔ وہ خیران ہوتی آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی جو روئی کی مانند نرم و ملائم تھا ۔ بارس بے حد خوش نظر آرہا تھا ۔

"یہ بہت نرم ہے۔ پیارے لڑکے ۔"

وہ اب شہزادے سے پھر پیارا لڑکا بن چکا تھا۔ وہ مدھم آواز میں بولی تھی ۔

"واؤ جگر تم پر نسس کو پسند آئے ۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا جس پر وہ اچھلتا خوشی کا اظہار کرنے لگا ۔

وہ اس کے اچھلنے پر ایک بار پھر سے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی ۔

"ارے میرے چاند دیکھیں تو وہ خوش ہے بہت آپ سے مل کر ۔"

وہ مسکراتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔ وہ سامنے تکنے لگی۔ جہاں وہ خوشی سے اچھلتا خوشی کا اظہار کر رہا تھا ۔

چاند کے لب مسکرائے تھے ۔

★★★★★

وہ جگنو پکڑنے کی کب سے ناکام کوشش کر رہی تھی لیکن وہ ناکام ہو رہی تھی پر وہ پھر بھی بے حد خوش تھی ۔

رات کے ادھے پہلے وہ دیوانہ بنا اس معصوم کی پری کو جُگنو پکڑنا کی کوشش کرتا دیکھ تکتا اسے خوش دیکھ کر پر سکون تھا ۔

اس کا بس چلتا تو وہ اس شہزادیوں سی لڑکی کے لیے اس دنیا کو اپنی مٹھی میں قید کر لیتا دنیا کا ہر خوبصورت منظر اس کے سر پر تاج کی مانند سجا دیتا ۔

اس کی آنکھوں میں چمکتا ہر خواب اس کی ہتھیلی پر لا رکھتا۔ وہ زمانوں کا رخ موڑ دیتا وہ اس پری کے لیے اس دنیا کو تیاگ دینے کو بھی تیار تھا ۔

اسے کسی زمانوں سے سروکار نہیں تھا اسے بس وہ چاہیے تھی ۔

"سائیں یہ دیکھیں میں نے پکڑ لیا ۔"

وہ خوشی سے چلائی تھی وجدان شاہ کا رواں رواں سماعت بنا تھا ۔

اس کے چاند نے اسے پھر سے سائیں کہا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی جانب آیا تھا وہ آہستہ سے مٹھی کو تھوڑا سا کھولے اسے دیکھنے لگی تھی پر وہ ٹمٹمات اس کی مٹھی سے نکلتا اڑ گیا ۔

"وہ چلا گیا ۔"

وہ ہونٹ موڑتی رونے کو ہوتی معصوم سی اداسی سے بولی تھی ۔

"ہشش میرے چاند رونا نہیں یہاں آئیں ۔"

وہ اسے گھماتا اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتا اس کے ہاتھ کو اپنی ہتھیلی پر سجائے اوپر کو اٹھا گیا ۔

وہ اشتیاق سے اس کے عمل کو دیکھنے لگی کچھ ہی پلوں میں کہیں جگنو ٹمٹماتے اس نازک پری کے ہاتھ پر ڈھیر اکرنے لگے وہ خوشی سے سانس لینا تک بھول گئی تھی ۔

یہ بہت پیارے ہیں ۔۔"

وہ مدھم آواز میں خوشی سے بولی تھی ۔

"آپ نے کم میرے چاند ۔"

وہ جھکتا اس کے کندھے پر لب رکھتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا جس کا نازک سا وجود اسے بری طرح سے بہکا رہا تھا ۔

اس کے لمس پر وہ دم سادھے آنکھیں میچ گئی۔دل عجیب انداز میں دھڑکا تھا ۔

"آئی لو یو میرے چاند ۔"

وہ اس گردن پر اپنا لمس چھوڑتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا جس میں وہ ہاتھ کھینچتی تڑپ کر اس کے بازو کو کھونے کی کوشش کرنے لگی ۔

وہ ایکدم ہوش میں آیا تھا۔وہ اسے دھکا دیتی اس سے دور ہوئی تھی پر اس سے پہلے کہ گرتی وہ اسے سنبھالتا اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

وہ اسے شہر اپنے گھر لے آیا تھا ۔

وہ منظر آنکھوں کے سامنے گھومتا اسے مزید غضب ناک کر رہا تھا ۔

وہ ہال میں موجود شو پس اٹھا کر زمین بوس کرتا چلا یا تھا۔ وہ خوف سے کپکپاتی کانوں پر ہاتھ رکھ گئی ۔

"میرے ہوتے ہوئے کیسے چھو گیا وہ آپ کو کیسے چھو گیا وہ میرے دل کو۔ آہہ ۔۔۔آہہ ۔"

وہ ہر چیز زمین بوس کرتا پاگل ہو رہا تھا نور کو لگ رہا تھا جیسے خوف سے اس کا دل بند ہو جائے گا۔ خلق سے آواز بھی جیسے ناپید ہو گئی تھی ۔

وہ اس کی جانب آتا اس کے شانے دبوچتا اسے خود سے قریب تر کر گیا ۔

نور کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا وہ سانس نہیں لے پائے گی ۔

"میرا بس چلے تو آپ کو اپنا دل چیر کر خود میں چھپا لوں پھر وہ کیسے غلیظ انسان آپ کو چھو سکتا ہے ۔"

وہ جنونیت و دیوانگی سے بولتا نور کو شدید خوفزدہ کر رہا تھا۔ پورا وجود کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

وہ خوف زدہ نظروں سے اس کی جانب تکتی بمشکل کھڑی تھی۔۔

"شش۔۔۔شاہ۔۔ہماری غغ۔۔۔۔غلطی نہیں ۔"

وہ خوف زدہ تھی کہ کہیں وہ اسے مارے نہ۔پر وہ پاگل یہ کیسے بھول گئی تھی کہ وہ تو اس کی جان تھی اس کی زندگی تھی ۔

"میں جانتا ہوں میرے دل کا کوئی قصور نہیں غلطی میری ہے میرے ہوتے ہوئے کیسے کوئی آپ کو چھو سکتا ہے ۔"

وہ اسے اپنے سینے میں بھنچتا پاگل دیوانہ ہی لگا تھا نور کو ۔

"نن۔۔۔ نہیں آپ کی غلطی نہیں ہے شش۔۔۔ شاہ پلیز ۔"

وہ خوف سے کپکپاتی بمشکل بولی تھی کہ کہیں وہ خود کو ہی نقصان نہ پہنچالے ۔

"تو کچھ کریں۔۔۔ میرے دل کچھ ایسا کریں کہ یہ دل پر سکون ہو جائے ۔۔ورنہ سب کچھ تباہ کر دوں گا۔۔۔ سب مسمار کر دوں ۔"

وہ جنونی ہوتا بے حد بے بس لگا تھا اسے جیسے اس کا خود پر کوئی اختیار نہ ہو ۔

وہ خوف زدہ تھی پر وہ اس کا عشق تھا اس کی تکلیف میں کیسے اس کا مرہم نہ بنتی تبھی ہمت کرتی اپنا جوتا نکالتی اس کے پیروں پر پیر رکھتی اس کا چہرہ تھامتی اس کی پیشانی پر لب رکھ گئی ۔

وہ آنکھیں موندے اس کی نازک سی کمر تھامتا خود سے قریب کرتا اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا ۔

"آپ میری ہیں نوردل ۔"

وہ عشق و دیوانگی سے بتایا گیا تھا۔ نور اس کی آئی بر و پر جھکی تھی۔ اس کی بات پر مقابل آئی تھی ۔

"آپ ہی کے ہیں ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔ زوار شاہ کے اندر اٹھتا فشار شانت ہونے لگا تھا ۔

"بس میری ہیں ۔"

وہ شدت جزبات سے بولتا شدت پسندی سے جھکتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا ۔

"مسکرا کر دیکھائیں میرے دل ۔"

اس کے وجود سے شال کو دور اچھالتا وہ اسے زمین پر اتارتا اپنی بانہوں میں بھر گیا ۔

وہ اس کے ارادے جانتی سہمتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"شش۔۔شاہ ہم گگ۔۔۔گھر چلتے ہیں ۔"

وہ بمشکل بولی تھی دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

"ہم گھر ہی ہیں میرے دل ۔"

وہ اسے لیے سیڑھیاں عبور کرتا اوپر کی جانب بڑھا تھا ۔

"گگ۔۔۔گھر سب پپ۔۔۔پریشان ہوں گے ۔"

وہ لرزتے دل کے ساتھ بمشکل بولی تھی۔زوار شاہ اچھے سے سمجھ رہا تھا وہ خوفزدہ ہو رہی ہے ۔

جانے وہ کب اس سے سہنا چھوڑتی اس کی قربت پر وہ اس طرح سے مرنے کو ہو جاتی کبھی کبھی تو وہ خود خوفزدہ ہو جاتا کہ شاید اس کی شدت پسندی اس نازک جان کے لیے سہل نہ تھی ۔

پر نر میاں بھی اسے کہاں راس آتیں تھیں۔۔اور وہ اس سے زیادہ اسے رعایت دینے کو مائل نہیں تھا وہ اس کا عشق جنون دیوانگی تھی دور کیسے رہتا ۔

وہ تو اپنی ایک نظر سے ہی اسے مدہوش کرنے کا ہنر رکھتی تھی ۔

وہ روم میں آتا اسے دبیز قالین پر اتارتا بنا اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی شہ رگ پر دانت گاڑ گیا ۔

وہ بری طرح سے سسکتی مچلی تھی پر اس ظالم کی گرفت مضبوط تھی ۔

"یہ میری بات کو اگنور کرنے کی سزا ہے ۔"

وہ جنونی انداز میں اس کی شہ رگ پر اپنا لمس چھوڑتا گھمبیر انداز میں بولا تھا ۔

"ہم ننن۔۔۔نے نہیں کیا ۔"

وہ آنکھیں نم کرتی نفی میں سر ہلاتی بولی تھی ۔

"مجھے آپ کے ڈمپل دیکھنے ہیں پر آپ نے میری بات کو اگنور کیا۔ابھی ایک سیکنڈ سے پہلے مسکرائیں فاسٹ ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی تھامتا ہنوز انداز میں بولتا اس کی جان ہوا کر رہا تھا ۔

وہ کیسے مسکراتی وہ تو رونے کو ہو رہی تھی پر اگر وہ نہیں مسکراتی تب تک وہ خبطی اس کی جان نکالے رکھتا ۔

تبھی بمشکل اپنے ہونٹ کھینچتے مسکرائی تھی اور زوار شاہ کی آنکھوں میں سرور گہرا ہوا تھا وہ کس قدر حسین لگتی تھی مسکراتے ہوئے کوئی زوار شاہ سے پوچھتا ۔

"خوبصورت ۔۔"

خمار الودہ لہجے میں بولتے وہ جھکتا اس کے گھڑوں پر لب رکھتا ان کی نرماہٹ محسوس کرتا مدہوش ہوا تھا ۔

وہ آنکھیں میچتی اس کے شرٹ کو شانوں سے دبوچ گئی۔ وہ دوسرے گال پر بھی اپنے دہکتے لبوں کا لمس چھوڑتا ۔

اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں میچے لرزتے عنابی لبوں کی تھرتھراہٹ سے پریشان ہوتی نچلے لب کو دانتوں میں دبانے کی کوشش کرتی زوار شاہ کو پاگل کر گئی ۔

وہ انگوٹھے کی مدد سے اس کے لب آزاد کرواتا پوری شدت سے اس محملی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

دیوانہ وار اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ و کپکپاہٹ اپنے اندر جذب کر گیا۔ وہ جو پہلے ہی مرنے کو ہو رہی تھی اس کی بے صبریوں اور شدتوں پر نیم جان ہونے لگی۔۔

اپنی پرتپش گرفت میں لیے۔ وہ پوری شدت سے اس کی سانسوں کی خوشبو خود میں جزب کرتا اسے خود گھولتا سرشار سا ہوا تھا ۔

دل ان نازک کی پنکھڑیوں کی ملائمت پر مزید بے صبر ہوا تھا ۔

تبھی وہ ایک ہاتھ اس کے بالوں میں ڈالے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نازک جان کی کمر جھکڑے وہ اسے ہلکان کرنے کا سامان کرتا یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس ہر سایہ فگن کیے وہ بنا اسے آزادی دیے ستم ڈھاتا رہا ۔

بڑھتی شدتوں پر وہ نڈھال ہوتی اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی اسے خود سے دور کرنے لگی۔ پورا وہ اس ظالم کی قید میں کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ۔

وہ یہ کام سرانجام دیتی اسے مزید شدت پسندی کی دعوت دے بیٹھی تھی ۔

جس پر وہ اسے مزید شدت سے اپنے دہکتے لمس سے نڈھال کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی سلوٹوں کو سنوارتا ایک ایک جان افروز لمس چنتا مدہوش ہو رہا تھا ۔

وہ جی بھر کے خور کو سیراب کرتا اسے نڈھال محسوس کرتے اس کی سانسیں کو آزادی دے گیا ۔۔

جس پر وہ نیم جان ہوتی اس کے سینے پر سر رکھتی اپنی سانسوں سنوارنے کی سعی کرنے لگی ۔

اس کی سانسوں کے زیر و بم پر وہ بری طرح سے بہکتا اس کے بالوں کو تکیے پر بکھرتا اپنی شرت اتار کر دور اچھالتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا ۔

وہ اس کے برہنہ شانے تکتی حیا سے لرزتی سرخ ہوتی کروٹ بدلتی بیڈ میں منہ چھپا گئی۔ سانسیں پھر سے بے آہنگی پر اتر آئیں تھیں ۔

زوار شاہ اس اپسرا کی نازک کی کمر کے خم و پیچ پر فدا ہوتا ان پر ویوز بناتا اس کی فراک کی زپ کی جانب ہاتھ بڑھاتا ایک جھٹکے میں اسے توڑ گیا تھا ۔

وہ دھل کر اپنا دل تھام گئی۔ وہ پاگل سا جھکتا اس اس کی دودھیا کمر کے بلوں پر اپنے سلگتے لمس کی پھوار برساتا اسے پور پور نم کر گیا تھا ۔

"بے حد دلکش ہیں آپ میرے دل ۔"

وہ مدھوش سا اس کی پہلو بے حد نرمی سے اپنے پوروں سے چھوتا عشق وار فتگی سے بولا تھا ۔

نور کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔ وہ لائٹ آف کرتا ایک بار پھر سے اس نازک جان کے حواس ٹھکانے لگانے لگا ۔

وہ ہر بار پہلے سے زیادہ جان لیوا انداز میں اس سے ملتا اور اس کی جانب ہلکان کرتا اس میں اس نازک سی جان کا کیا قصور جو اس سے خوف زدہ ہوتی ۔

"آپ کی ہر رعنائیوں جان لیوا ہے، آپ کی ہر ادا باعثِ عنایت ہے۔ پھر کیسے زوار شاہ آپ کے اس رعنائیوں سے لبریز وجود کو ناسرا ہے یہ تو حسن کی توحین ہے میرے دل ۔"

وہ اس کے شانوں سے شرٹ سرکاتا جا بجا اپنا لمس چھوڑتا شدت و دیوانگی سے بولا تھا نور رکتی سانسوں پر کھنچ کھنچ کر سانس لیتی لرزت ءہاتھوں میں اس ظالم کو باز رکھنے کی سعی کرنے لگی ۔

وجود میں میں ہوتی بے چینی و بے قراری اس نازک سی پری کا وجود بے جان کر رہی تھی ۔

پلکیں بوجھل ہوتیں کھلنے سے انکاری تھیں۔ تبھی وہ ظالم بنا اس نازک سی گڑیا پر رحم کھائے۔

اس کی شہ رگ پر جھکتا وہاں جا بجا اپنے شدت و دیوانگی سے سلگتا لمس چھوڑنے لگا ۔

"آئی لو یو جانِ دل ۔"

وہ مدھوش کن سرگوشی اس کی سماعت میں انڈھیلتا اس کے نازک سے وجود کو اپنے بانہوں میں بھرے کسی خواب نگری میں جا بسا تھا جیسے ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز۔۔آپ اتنے بے صبر کیوں ہیں۔ہم آپ ہی کے تو ہیں ۔

وہ اس کی شدتوں سے نڈھال نم لہجے میں بمشکل بولی تھی۔ زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"عشق بے صبر ہی تو ہوتا ہے طلاطم بھر پا کر دینے والا شولے بھڑکا دینے والا میرے دل پھر شکائت کیسی ۔"

وہ اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر شدتیں بکھرتا جزبات سے بھاری لہجے میں گھمبیرتا سے بولا تھا ۔

"ہمیں ڈڈ۔۔۔ڈر لگا ہے آپ کے جنون سے ۔"

وہ جیسے رو دینے کو تھی۔ زوار شاہ نے اس کی نازک سی انگلیوں کے پوروں پر لب رکھتے

پر وہ بنا اس کی باتوں کو خاطر میں لائے اسے مزید ہلکان کرنے میں مگن اس کے پور پور کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا ۔۔

اس کی بانہوں میں بکھری اس نازک سی پری کی آنکھوں سے موتی نکلتے تکیے میں جزب ہوئے تھے ۔

"یہ ڈر دل سے نکال دیں میرے دل زوار شاہ ایسا ہی ہے اور آپ اس کی تمام محبتوں اور شدتوں کی اکلوتی وارث ہیں تو جی کڑوا کریں جان دل ۔"

وہ اس کی سماعت میں ظالم سرگوشی کرتا اسے نیم جان کر گیا ۔

★★★★★

سر یہی وہ جگہ ہے جہاں سے جمیل آج شیپ کے ذریعے اپنا مال سمگل کرنے والا ہے دوسرے ملک ۔"

حدید خان نے اسے اپنے سورسز لگاتے بہت سی معلومات فراہم کی تھی اور یہ ہی اس جمیل کو دبوچنے کے لیے کافی تھی ۔

خان جب تک میں سگنل نہ دوں تم سامنے نہیں آؤ گے۔ گاڑی میرا انتظار کرو
میں اس کمینے جمیل کو لے کر آتا ہوں۔"

وہ کچھ فاصلے پر گاڑی روکے کھڑے ان کی ہر حرکت و عمل کو جانچتے گویا ہوا ۔

"نہیں سر میں آپ کو اکیلے جانے نہیں دوں گا ہم ساتھ جائیں گے ۔"

وہ انکاری ہوا کیونکہ سامنے بہت سے آدمی تھے۔ پر انھیں صرف جمیل چاہیے تھا
باقیوں سے انھیں کوئی سروکار نہیں تھا ۔

"کیپٹن خان مجھے ارگیو پسند نہیں ہے سو نو مور آرگیومنٹس۔"

وہ درشتی سے قطعی انداز میں بولا تھا۔ جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا ۔

"جلدی کام ختم کرو ہمیں ہی سارا مال پہچانا ہے ۔"

جمیل نامی شخص نے سختی سے اپنے آدمیوں کو کہا تھا۔ زوار شاہ اور خان نے گیس کے ٹن کھولتے ان کی جانب اچھلے تھے ۔

کچھ ہی پلوں میں ماحول میں دھواں دھار گیس پھیلتی ہر چیز خود میں چھپا گئی ۔

زوار شاہ چہرے پر ماسک اور آنکھوں پر گلاسز لگائے اپنی ہاتھ میں تیز دھار چاقو لیے اپنے رستے میں آتے ہر آدمی کو موت دیتا جمیل تک پہنچنے کی کوشش میں تھا ۔

"کوئی ہے یہاں یہاں ہمارا آدمی مرا پڑا ہے بوس ۔"

ایک آدمی ٹھوکر کھاتا لاش دیکھ دیکھ کر چلایا تھا۔ جس پر سب ہی الرٹ ہوتے اپنے اپنے ہتھیار نکالتے قاتل کو ڈھونڈنے لگے ۔

جمیل کو اپنی پڑی تھی تبھی سب کو ڈھونڈنے کا کہہ وہ شیپ کے اندر کی جانب بھاگا ۔

پر اس سے پہلے کے وہ شپ میں گھستا زوار شاہ کے اسے پیچھے سے دبوچتے اس کی گردن پر انجکشن گاڑ دیا ۔

وہ بے سود ہوتا گرنے کو ہوا زوار شاہ اسے کندھے پر لادتا وہاں سے نکلتا گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔ پیچھے وہ سب اسے ڈھونڈتے رہ گئے ۔

وہ اسے گاڑی میں ڈالتا حدید خان کے ساتھ سیٹ سنبھال گیا حدید خان نے رش انداز میں گاڑی گھماتے وہاں سے نکالی تھی ۔

وہ نور کو سوتا چھوڑ کر آیا تھا اسے نے حدید خان کو شاہ ہاؤس اتانے کا کہہ جمیل کو اپنے سیل میں لے جانے کو کہا ۔

★★★★★

آپ جانتی ہیں کچھ ماہ بعد ہمارے پاس ہماری محبت کی خوبصورت سی نشانی ہو گی
۔میرے چانداس لیے آپ کواسے سنبھالنا ہے۔"

وہ کل رات اس کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے بہت خوف زدہ ہو گیا تھاا گر وہ
عصاب شکنی اور بے حواسی میں اپنااور اس کا کوئی نقصان کر لیتی تواس کے حواس
میں لوٹنے لے بعد کواسے کیسے سنبھالتا ۔

تبھی آج اس سے بات کرنے کی ٹھانی تھی جو فاؤنٹین کے کنارے پر بیٹھی اس
کے پانی میں ہاتھ ڈالتی پانی سے کھیل رہی تھی ۔

وجدان شاہ کی بات پر معصومیت سے بڑی بڑی سرمئی کانچ سی آنکھوں جو مزید بڑا کیے وہ اس کی جانب دیکھنے لگی ۔

"وہ کیا پیارے لڑکے ۔"

وہ آکسائیڈ نظر آئی تھی۔وجدان شاہ نے اس کے قریب کرتے اسے گھماتے نرمی سے ہاتھ اس کے پیٹ پر باندھے تھے ۔

"کیا آپ کو بچے پسند ہیں میرے چاند ۔"

وہ اس کے پہلو سہلاتا بے حد نرمی و الفت سے دریافت کرنے لگا ۔

اس کے لمس پر چاند کا نازک سا دل لرزا تھا ۔

"پپ۔۔۔پسند ہیں بہت سارے ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔وجدان شاہ نے اس کے شانے پر سر ٹکایا تھا ۔

وہ سانس روکے اس کی حرکات و سکنات محسوس کر رہی تھی ۔

"آپ جانتی ہیں میں کون ہوں میرے عشق ۔"

وہ مدھم آواز میں گویا ہوا۔اس کی بات پر وہ اچھنبت ہوئی تھی ۔

زہن کے خالی پردو پر اس کے سوال کا جواب ناپید تھا۔جو اس نازک پری کو جھنجھلاہٹ کا شکار بنا رہا تھا ۔

"میں نہیں جانتی مجھے چھوڑیں گندے لڑکے ۔"

وہ اس کے قریب آنے پر اپنے جزبات سے گھبراتی خود کو چھڑوانے کو جھٹپٹاتی چلائی تھی ۔

"ہشش۔۔۔جان سائیں۔۔۔میں آپ کا ہز بینڈ ہوں آپ جانتی ہیں نہ ہز بینڈ مطلب شوہر کیا ہوتا ہے ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے کام کرتا بے حد نرمی سے بولا تھا جس پر وہ ایک لمحہ کو ساکت ہوئی تھی ۔

"مم۔۔۔میں جانتی ہوں ہز بینڈ کا مطلب ۔"

وہ ٹرانس کی کیفیت میں بولی تھی۔وجدان شاہ کے لب مدھم سے پر درد سا مسکرائے تھے ۔

"آپ میری بیوی ہیں چاند۔آپ وجدان شاہ کی بیوی اس کی کل کائنات اس کا کل جہان اس کی متاعِ جاں ہیں ۔"

وہ کرب آمیز لہجے میں بولتا اس کے بالوں پر لب رکھ گیا۔وہ خیران ہوئی تھی ۔

"پر مم۔۔۔مجھے یاد نہیں۔ایسا کیوں۔"

وہ الجھی سی تھی وہ جانتا تھا شاید وہ یہ بات پھر سے بھول جاتی پر وہ کچھ پل مسکرا کر گزارنا چاہتا تھا اپنے چاند کے ساتھ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اسے کتنا چاہتا تھا ۔

"یہ بات ہم بعد کے لیے اٹھا رکھتے ہیں آئیں آپ کو کچھ دیکھاتا ہوں ۔"

وہ اس کا نازک سا ہاتھ تھامتا اسے لیے اندر کی جانب بڑھا تھا اس کا رخ سیڑھیاں کی جانب تھا ۔

وہ چاند کی کنڈیشن کے سبب اسے اپنی بانہوں میں بھر تا زینہ چڑھنے لگا ۔

وہ خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھتی منظر کا انتظار کرنے لگی سر میں درد سا ہو رہا تھا پر وہ اسے بتا نہیں پا رہی تھی ۔

شاید وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہ رہی تھی۔ وجدان شاہ نے وائس کمانڈ سے روم کا ڈور اوپن کیا تھا ۔

وہ اسے لیے اندر آیا تھا جو اس کا روم تھا وہ چاند کی کنڈیشن کی وجہ سے نیچے ہی روم میں رہ رہے تھے ۔

اسے دبیز قالین پر آہستگی سے اتارا تھا۔ وہ حیرانی سے کمرے کی جانب دیکھنے لگی جو خوبخو نیچے والے روم سا تھا ۔

پر اس میں ایک سائڈ پر لگی بک شلف بنائی گئی تھی جو کسی درخت کی ماند بنی ہوئی تھی جس کی ہر شاخ پر بکس پڑی ہوئیں تھی ۔

ایک سائڈ شلف پر بہت سی ٹرافیز اور میڈلز پڑے ہوئے تھے ۔

وہ بیڈ کے کراؤن پر لگے پردے ہٹائے تھے۔ پردے ہٹاتے ہی چاند کی آنکھیں وہیں جم گئیں۔ جہاں ایک دیوار گیر بڑی سا فوٹو فریم لگا ہوا تھا ۔

جس میں درمیان میں ایک بڑی تصویر لگی ہوئی تھی جس میں وہ دلہا دلہن بنے ہوئے تھے۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

اور وہ شہزادہ آنکھوں میں دنیا جہاں کی محبت والفت لیے اسے تکتا اسے خود سے بھی زیادہ پیار الگا تھا ۔

اس تصویر کے ارد گرد بہت ساری ان کی تصویریں لگی ہوئیں تھی۔ جس میں کہیں وہ اپٹن کی دلہن بنی ہوئی تھی جس میں وہ شہزادہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا ۔

تو کہیں وہ سر پر تاج پہنا تا نظر آرہا تھا کہیں وہ دونوں ایک دوسرے میں گم بے حد پیارے لگ رہے تھے۔

تو کہیں وہ اسے بانہوں میں اٹھائے ہوئے تھا اور وہ اس کے سینے پر سر رکھے سکون سے آنکھیں بند کیے مسکرا رہی تھی ۔

ہر منظر خوبصورت تھا ہر منظر دیوانگی بھرا تھا آنکھوں کے سامنے دھندے سے عکس نمایا ہوئے تھے ۔

پر کچھ بھی صاف نہیں تھا وہ تھکنے لگی ۔

یہ رستہ کٹھن لگا اور وہ نڈھال تھی ۔

"آپ میری بیوی ہیں میرے چاند اور یہ ہمارا بے بی ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے پہلو ہاتھ رکھتا ملائمت و الفت سے مسکراتے ہوئے بولا تھا ۔

چاند کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں۔ تو کیا اس کا بے بی بھی تھا ۔

"بے بی ۔"

بے یقینی سے الفاظ لبوں سے بر آمد ہوئے تھے ۔

"جی جان سائیں ہمارا بے بی جو کچھ ہی وقت میں ہمارے پاس ہو گا۔"

وہ اسے بانہوں میں بھرتا بیڈ پر ڈالتا اس کے ہاتھ تھامتا اس ہر لب رکھتے دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

وہ بے حد ائستگی اپنی بیلی پر ہاتھ رکھتی محسوس کرنے لگی آنکھوں اس خوش کن احساس سے نم ہونے لگیں تھیں شاید اس کے اندر کی ماں اب بھی حواس میں تھی ۔

"ہمارا بے بی۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکراتی خوش ہوئی تھی۔وجدان شاہ خوشی و حیرانی میں مبتلا ہوا تھا اسے لگا تھا شاید وہ واویلا مچائے گی ۔

اس کی بات پر احتجاج اُٹھائے گی پر وہ تو خوش نظر آرہی تھی بلکے بے حد خوش ۔

"جی میرے چاند ہمارا بے بی آپ کا پرنس ۔"

وہ اس کی ہتھیلی اپنے لبوں سے لگاتا پر سکون نظر آیا تھا اب ۔

"یہ کب آئے گا ہز بینڈ ۔"

وہ اسے اب نیا نام دیتی بے صبری سے بولی تھی۔ وجدان شاہ اسی میں راضی تھا کہ وہ خوش تھی اور پر سکون تھی ۔

"جب آپ اپنا بہت سا خیال رکھیں گی ٹائم پر کھانا کھائیں گی ٹائم پر میڈیسن لیں گی بنا ضد کیے اور ہائپر بھی نہیں ہوں گی ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر تا نرمی و ملائمت سے اسے گویا ہوا تھا۔ جسے وہ بہت غور سے سن رہی تھی ۔

"میں سب کروں گی ہز بینڈ۔ آپ جیسا کہیے گے سب کروں گی ۔"

وہ اچھے بچوں کی طرح زور و شور سے اثبات میں سر ہلاتی معصومیت سے بولتی وجدان شاہ کا چین قرار سب لوٹ گئی۔

اس کا دل بری طرح سے بے ایمان ہوا تھا ۔

"آرام سے چلیں گی۔ بھاگنا بلکل نہیں ہے۔"

وہ ہنوز انداز میں بولا تھا ۔

"اوکے میں آرام سے چلوں ۔"

وہ فوراً اس کی بات مان گئی تھی۔ وجدان شاہ اس کی نازک سی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے خود سے قریب کر گیا ۔

★★★★★

"بے بی کے بابا سے بہت سارا پیار بھی کریں گی ۔"

وہ ہر بار مان رہی تھی تو وجدان شاہ نے موقع کا فائدہ اٹھاتے اپنے مطلب پر کی بات پر آیا ۔

"اوکے ہز بینڈ ۔"

وہ اب بھی بڑی شرافت سے اس کی بات مان گئی وجدان شاہ کی آنکھیں چمک اٹھیں ۔

"تو پھر ابھی سے شروعات کرتے ہیں ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا چاند کو اپنے دل میں ہل چل محسوس ہوئی تھی ۔

"کک۔۔۔کیا کروں ۔"

وہ اچھنبے سے بولی تھی ۔

"بے حد قریب آئیں اور اپنی شاخ گلاب سی بانہیں اپنے ہز بینڈ کے گلے میں ڈالیں ۔"

وہ خمار الودہ نظروں سے اس معصوم سی پری کو تکتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا ۔

جو اس وقت پنک کلر کی وولن کی لوز سی شاٹ فراک کے ساتھ وائٹ ٹائٹس پہنے سر پر خوبصورت سی وائٹ ٹوپی پہنے بنا کس میک اپ کیے کھلے بالوں کے ساتھ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی ۔

وجدان شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ وہ اس کی بات پر عمل کرتی اپنی بانہیں اس کی گردن میں ڈال گئی ۔

وجدان شاہ کے روم روم سکون اترا تھا ۔

"اب ۔"

بے حد مدھم آواز میں دریافت کیا گیا تھا ۔

"قریب آئیں مزید۔ فاصلے اچھے نہیں ہوتے میرے چاند۔"

وہ اس کے کپکپاتے لبوں کو خمار الودہ لہجے میں تکتا بولا تھا۔ چاند کو اس کی سانسیں کی تپش سے اپنا چہرہ جلتا ہوا تھا ۔

وہ بمشکل ہمت کرتی اس کے قریب ہوئی تھی اتنی کے اگر وہ ذرہ سا بھی حرکت کرتی تو کوئی حسین حادثہ ہو جاتا ۔

جس کی طلب و تشنگی نے وجدان شاہ کو خاکسار بناڈالا تھا ۔

"آئی لو یو میرے چاند ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا مدھوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

"پھر سے کہیں نہ ۔"

وہ بے ساخت بولی تھی اسے یہ الفاظ بے حد اچھے لگے تھے جبکہ وجدان شاہ کو تو جیسے زندگی کی قیمتی کنجی مل گئی تھی ۔

اس کے چاند نے اچھا سائن دیا تھا۔اس کی یہ عادت شاید اس کی پسندیدہ تھی تبھی وہ سب بھول کر بھی یہ نہیں بولی تھی ۔

"آپ بے حد پیارا عشق ہیں وجدان شاہ کا ۔"

وہ اس کے رخسار پر جھکتا اپنے لبوں کا لمس بے حد نرمی سے بکھرتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

چاند کے لب مسکرائے تھے اسے یہ الفاظ اچھے لگ رہے تھے پر اس کی قربت سے دل عجیب انداز میں سینے کی دیواروں سے سر ٹینچ رہا تھا ۔

"پھر سے کہیں ۔"

وہ اس کی شرٹ کا کالر دبوچتی بے صبری سے بولی تھی۔ وجدان شاہ نے اسے بیڈ پر ڈالتا اسے پر جھکتے اس کی سانسوں کو اپنا قیدی بنائے ۔

اس کی گلداز پنکھڑیوں کی نازکی کو اپنی جنونیت بھری گرفت میں لیا تھا ۔

وہ تڑپتی اس کی گردن میں ناخن گھاڑ گئی۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

وہ اتنے دنوں کی تشنگی پر جنونیت بھری جنبش سے اس نازک سی جان کو ہلکان کیے پاگل سا ہو رہا تھا ۔

چاند کو اپنے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

گھٹتی سانسوں پر وہ بری طرح سے جھٹپٹائی تھی۔ تبھی وہ ہوش میں آتا اسے آزادی دے گیا ۔

وہ تکیے سر گرائے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی سانسیں سنوارنے لگی ۔

"آئی لو یو جان سائیں ۔۔"

وہ اس کی گردن کے گڑھے میں لمس چھوڑتا بوجھل لہجے میں بولا تھا۔

"کک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے کچھ ہو رہا ہے۔۔ پپ۔۔۔ پلیز دور ہوں ۔"

وہ اسے کے سینے پر ہاتھ رکھتی کمزور سی مزاحمت کرتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے خود پر ضبط کرتے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"کیسے کہوں میرے چاند یہ کس قدر مشکل ہے ۔"

وہ اس کی سرمائی کانچ سی آنکھوں پر لب رکھتا اسے اپنے سینے پر ڈال گیا ۔

"آپ کو ایک کہانی سناتا ہوں میرے چاند ۔"

وہ اسے اپنے سینے پر ڈالے اسے خود میں قید کرتا نرمی سے بولا تھا پر دل جیسے ریزہ ریزہ تھا ۔

★★★★★

ماضی !

امی بیگم آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں ۔"

فاطمہ شاہ شاہ بیگم سامنے آتی بے یقینی سے بولی تھی ۔

شاہ بیگم نے اکتائے انداز میں بڑی بہو کو دیکھا جو ایک واحد تھی جو اس کے کاموں پر سوال اٹھاتی تھی ۔

"بہو اپنی حد میں رہو تم ہوتی کون ہو ہمارے فیصلوں پر سوال اٹھانے والی۔"

وہ نخوت سے گویا ہوئیں۔فاطمہ کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہوئیں تھیں ۔

"میں اپنے بیٹے کو اس گناہ میں شامل ہونے نہیں دوں گی سنا آپ نے ۔"

وہ غصے سے بولتیں شاہ بیگم کو دھلا کر رکھ گئیں یقیناً یہ لڑکی مستقبل میں ان کے لیے بے حد بڑا خطرہ تھی ۔

"تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے شاہ بیگم کو جواب دینے کی ۔"

وہ غصے سے پاگل ہو تیں پھنکاریں تھیں۔فاطمہ شاہ پر ان کی کسی بات کا اثر کہاں ہوا تھا اسے صدا افسوس تھا کہ اس کی شادی ایک بزدل انسان سے ہوئی تھی ۔

جو نہ تو اس کے لیے کچھ کر پایا رھا تھا نہ اپنی اولاد کے لیے کچھ کر سکتا تھا ۔

تبھی انھوں نے فیصلہ کیا تھا وہ چلی جایئے گی اپنے بیٹوں کو لے کر اس منحوس حویلی سے ۔

"میرے ہوتے آپ میرے بیٹے اور اس معصوم سی پری کے ساتھ ظلم نہیں کر سکتیں میں ایسا ہونے نہیں دوں گی شاہ بیگم ۔"

وہ قطعی انداز میں بولتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔ تبھی شاہ بیگم بھی اس کے پیچھے ہی نکلیں تھیں کہیں وہ ان کے کیے کرائے پر پانی نہ پھیر دے ۔

وجدان شاہ جو کب سے اپنی ماں اور دادی کی باتیں سن رہا تھا انھیں باہر آتا دیکھ سیڑھیوں سے نیچے کی جانب بھاگا تھا ۔

اور سیٹیوں کی اوٹ میں ہوتا اپنی ماں کو دیکھنے لگا جس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا ۔

وہ نیچھے ہی آنے والی تھی جب شاہ بیگم نے ادھر اُدھر دیکھتے پیچھے سے فاطمہ شاہ کو دھکا دیا تھا وہ چیختی سیٹیوں سے نیچے گرتی چلی گئی ۔

وجدان شاہ جو یہ سب دیکھ رہا تھا اپنی ماں کو خون سے لت پت ہوتا دیکھ سانسیں روکتا چلا اٹھا ۔

"مما۔۔۔۔ مما۔"

وہ بھاگتا اس کی جانب آیا تھا۔ شاہ بیگم تیزی سے اپنے کمرے کی جانب چل دیں ۔

"فاطمہ کے خون سے لت پت آخری سانس لے رہی تھی اور وجدان شاہ اپنی ماں کے دوپٹے سے ان کا خون روکنے کی کوشش کرتا چلاتا مدد کو بلانے لگا ۔

مرد جرگے میں گئے ہوئے تھے تبھی رابعہ جو نماز پڑھ رہی تھی وجدان شاہ کے چلانے کی آواز سنتی باہر کو بھاگی تھی ۔

جب سامنے کا منظر تکتی وہ بھی چلاتی اس کی جانب بڑھی تھی ۔

"بھابھی۔۔۔بھابھی یہ کیا ہو گیا۔جنت بی۔۔۔امنہ گاڑی نکالو۔۔"

وہ فاطمہ کا سر اپنی گود میں رکھتیں ملازموں کو آواز دینے لگی ۔

"رابی۔۔۔۔نن۔۔۔نہیں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتیں بمشکل بولیں تھیں ۔

"وو۔۔۔وقت تمام۔۔۔ہوا۔"

وہ تکلیف میں بھی بولتی مسکرائی تھی۔وجدان شاہ کی آنکھوں سے جیسے آنسو نہیں لہو بہہ رہا تھا ۔

"ایسامت کک۔۔۔کہیں بھابھی ۔"

وہ ان کا خون روکنے کی کوشش کرتی روتے ہوئے بولی تھی ۔

"میرے شش۔۔۔ شہزادوں کو۔۔۔ مم۔۔۔ماں کی کمی محسوس نن۔۔۔نہ ہونے دینا۔۔۔ گڑیا۔"

وہ خون بمشکل بولی تھی رابعہ بیگم اثبات میں سر ہلاتیں پھوٹ پھوٹ کر رو دی ۔

وجدان شاہ جیسے پتھر کا ہو گیا تھا اس کی ماں اس کا پہلا عشق۔۔وہ ریت کی مانند اس کے ہاتھوں سے پھسلتی جا رہیں تھیں ۔

"وو۔۔وجی میرے شش۔۔۔ شہزادے زووی کا حیال رکھنا ۔"

وہ خون سے سنا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھتیں بمشکل بولیں تھیں ۔

"مما۔۔۔مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔میں سب کچھ تباہ کر دوں گا مجھے میری مما چاہیں۔۔۔مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔میں آپ کا پیارا بیٹا ہوں نہ تو۔۔۔کیوں چھوڑ کر جا رہی ہیں ۔"

وہ پاگلوں کی طرح ان کا لہو سے سنا چہرہ چومتا روتا ہچکیوں میں بولتا فاطمہ شاہ کا دل لہولہان کر گیا ۔

"کک۔۔۔۔کبھی کسی بے گناہ کو سس۔۔۔سزا مت دینا میری جان ۔"

وہ بمشکل بولتی آنکھیں موند گئیں سانسیں تھم چکیں تھیں۔

انھیں ساکت محسوس کرتے وجدان شاہ کا دل بھی ساکت ہو گیا ۔

"مما۔۔۔۔"

وہ درد کے عالم میں اس قدر شدت سے چلایا تھا کہ شاہ حویلی کے در و دیوار ہل گئے تھے ۔

★★★★★

حال!

بہت سے آنسو اس شہزادے کی آنکھوں سے نکلتے چاند زخم زخم کر گئے تھے ۔

"وہ بری تھیں انھیں نے آپ کی مما کو مارا۔ اللہ انھیں بہت ساری پنش کرے گا ۔"

وہ خود بھی رو رہی تھی شاید یہ تکلیف اس پری کے لیے بھاری تھی ۔

"آپ روئیں نہیں ہز بینڈ مجھے یہاں بہت درد ہو رہا ہے ۔"

وہ ہونٹ موڑتی معصومیت سے اپنے دل کے مقام پر انگلی رکھتی بولی تھی۔

وجدان شاہ کو تکلیف میں اس منمو ہنی پری کی آواز نے کسی مرہم کا کام کیا تھا ۔

"آپ آب شفا ہیں وجدان شاہ کے لیے میرے چاند۔ میرے ہر درد کا مرھم آپ ہی کے وجود میں چھپا ہے ۔"

وہ اس کے شانے پر سر ٹکائے مدھم آواز میں بولا تھا لہجے میں انتہا کا درد تھا ۔

"آپ درد میں ہیں ہز بینڈ۔۔ آپ پلیز دکھی نہیں ہوں میں آپ کے لیے دعا کروں گی ۔"

وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتی نم آنکھوں سے اس کے چہرے کو تکتی بولی تھی ۔وجدان شاہ کے اس کا نرم روئی سے لمس کو محسوس کرتے اعصاب پر سکون ہونے لگے تھے ۔

آپ پاس ہیں تو درد بہت دور ہوتا ہے پر یہ تکلیف وجدان شاہ کو قبر میں بھی رلائے گی میرے چاند۔ کیونکہ یہ حسار اوجدان شاہ کی روح کو تار تار کرتا ہے ہر پل".

وہ نرمی سے اس کے وجود کو خود سے جدا کرتا اٹھا تھا ۔

اس کے دور جانے پر وہ ایسا تڑپی تھی جیسے کیسی نے وجود سے جان نوچ لی ہوں ۔

"سائیں ۔"

وہ تڑپ کر اسے پکار اٹھی۔ وجدان شاہ نے اس کی پکار پر آنکھیں میچتے خود پر ضبط کیا تھا ۔

کیونکہ یہ عنایت بھی کچھ ہی پل کی تھی وہ اسے سائیں پکار کر اگلے ہی پل بھول کر انجان بن جاتی تھی ۔

"آپ کی تڑپ مجھے خوش گمان ہونے پر اکساتی ہے پر اگلے ہی پل اس قدر تکلیف دیتی ہے کہ میں تکلیف سے نڈھال مرنے کو ہو جاتا ہوں میرے چاند ۔"

وہ اس کے مخملی وجود سے نظریں چراتا خود کلامی کرتا تذ باہر نکل گیا تھا ۔

اسے جاتا دیکھ چاند کے دماغ میں جھماکا سا ہوا تھا ۔

"سائیں مم۔۔۔مت جائیں سائیں ۔"

وہ غیب دماغی سے کپکپاتے لبوں سے بولتی سر خانے پر سر رکھ گئی ۔

اعصاب پر غنودگی طاری ہونے لگی تھی۔ تبھی آنکھیں موندے گہری نیند میں جانے لگی تھی ۔

★★★★★

وہ بیسن پر جھکی واشنگ کرتی نڈھال ہو رہی تھی ۔

جب حدید خان روم میں آیا تھا۔اسے روم میں نا پاتے واش روم سے آتی آواز پر تیزی سے اس کی جانب آیا ۔

وہ آہٹ پاتی مڑتی اس کے سینے پر سر رکھتی رو دی۔پورے وجود میں لرزش طاری تھی ۔

"ہیے میرے دلبر۔۔۔کیا ہوا یار ۔"

وہ اسے خود میں بھینچتا تفکر سے بولا تھا۔وہ سسکتی الگے ہی پل ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی اس کے سینے پر لہرا گئی ۔

حدید خان کی جان پر بنی تھی وہ تیزی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا باہر کی جانب بھاگا تھا ۔

اسے گاڑی میں ڈالتا وہ اسے گاڑی ہسپتال کی جانب موڑ گیا۔ گاڑی ڈرائیو کرتا بار بار وہ انا کی جانب تکتا شدید خوف و متفکر تھا ۔

صبح تک تو وہ ٹھیک تھی۔ اچانک سے کیا ہوا تھا اسے۔ دل شدید خوف زدہ ہوا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسے لیے ہوسپٹل میں تھا ۔

"ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری بیوی کو ۔"

ڈاکٹر کے باہر آنے پر وہ اس کے قریب آتا بے صبری سے بولا تھا ۔

"شی از فائن ایسی کنڈیشن میں ایسا ہو جاتا ہے ۔"

وہ مسکرا کر بولیں تھیں۔ حدید خان نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا ۔

"مبارک ہو مسٹر خان شی از پریگنینٹ۔ آپ بابا بننے والے ہیں ۔"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں مسکرا کر بولیں تھیں حدید خان نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہو ۔

"سس۔۔۔سچ میں ڈاکٹر ۔"

شدت جزبات سے اس کی آواز کپکپائی تھی۔ڈاکٹر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتے تصدیق کی تھی ۔

"آپ انھیں لے جا سکتے ہیں اندر ڈاکٹر سے فائزہ سے ڈسکرپشن لے لیجئے گا ۔"

وہ بولتیں آگے بڑھ گئیں تھیں ۔

وہ روم میں آیا تھا۔ وہ سامنے ہی شرمگیں سی سر جھکائے ڈاکٹر کے سامنے بیٹھی تھی جو اس سے پیشہ ورانہ انداز میں مسکراتی کچھ بتا رہیں تھیں ۔

"آپ بیٹھیں مسٹر خان ۔"

ڈاکٹر نے سامنے کرسی کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا۔ وہ محبت و الفت سے ایک نظر اپنے دلبر سائیں پر ڈالتا بیٹھ گیا تھا ۔

"مسٹر شاہ یہ کچھ ملٹی وٹامنز ہیں جو میں انھیں لکھ کر دے رہی ہوں۔ ان کی ڈائٹ کا خاص خیال رکھیں۔ اور ہر منتھ چیک اپ ضرور کروائیں ۔"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں اسے آگاہ کرنے لگیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہوسپٹل سے نکلے تھے۔ وہ سر جھکائے بیٹھی شرم سے سرخ گلال ہو رہی تھی ۔

حدید خان تو جیسے ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ شرم سے ٹوٹ رہی تھی تبھی گھر جا کر بات کرنے کا ارادہ کرتا وہ اندر تک سرشار سا تھا ۔

گاڑی گھر کے پورچ میں روکتے وہ گاڑی سے نکلا تھا اتنا تیزی سے گاڑی سے نکلتی اندر کو بھاگی تھی ۔

حدید خان کے لب مسکرائے تھے۔ وہ اس کا گریز

جانتا اندر کی جانب بڑھا تھا ۔

روم میں آیا۔پر وہ کہیں نظر نہیں آئی تھی۔ڈریسنگ کا دروازہ بند دیکھ لب مسکرائے تھے ۔

"ہیے میرے دلبر جان یار باہر آئیں ۔۔"

وہ ڈریسنگ کے دروازے سے لگتا نرمی والفت سے اسے پکارتا انا کا دل طے و بلا کر گیا ۔

"اب ایسے تو نہ تڑپائیں میری جان ۔

وہ ملتجی لہجے میں بولا تھا۔جس پر وہ اپنا دل تھامتی آنکھیں میچ گئی اس شخص کا سامنا بے حد مشکل تھا پر وہ چھپتی بھی کب تک ۔

" باہر آ رہی ہیں میرے دلبر یا میں اندر آؤں۔ پر یاد رکھیے گا میرا اندر آنا آپ بلکل افورڈ نہیں کر سکیں گی ۔"

وہ اب کی بات دھمکی پر اترا۔ انا یوسف کا رواں رواں کپکپا اٹھا۔ دل پہلے ہی پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"آپ بب۔۔۔ برے ہیں خان ۔"

وہ کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔ حدید خان کے لب مسکرائے تھے اس کی بات سنتے ۔

"باہر تو آئیں میرے دلبر پھر سکون سے آپ کی شکایتیں سنتے ہیں ۔"

وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا انا نے اپنا لرزتا ہاتھ لاک پر رکھا تھا۔ حدید خان اسے نا نکلتا دیکھ ڈراؤسے کی نکالتا کلک کی آواز سے ڈریسنگ کا ڈور کھول گیا ۔

"خان ۔"

ڈور کھلتا دیکھ کر وہ چلائی تھی حدید خان نے ہنستے اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا ۔

"گندے خان چھوڑیں مجھے ۔"

وہ اس کی بانہوں میں نکلنے کو جھٹپٹاتی چلائی تھی۔ حدید خان ہنوز ہنستا اسے لیے بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر سایہ فگن ہوتا اس پر جھکا تھا ۔

انا کی جان پر بنی تھی۔اس دیو کو خود پر ضبط دیکھ کر ۔

"تو میرے دلبر جاناں اب بتائیں میں کتنا گندہ ہوں ۔"

وہ اس کے گال پر اپنی بیرڈ بھری گال رب کرتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔دھاڑی کی چبن اور اس کی دہکتی سانسوں کے لمس پر وہ بری طرح سے کپکپاتی اسے خود سے دور کرنے لگی ۔

"خ۔۔۔خان پلیز ۔"

بمشکل التجا کی گئی تھی۔پر وہ رحم کھانے کے موڈ میں تو ہر گز نہیں تھا ۔

"اس حسین تحفہ کے لیے بے حد شکریہ

میرے دلبر سائیں ۔"

وہ اس کے پیٹ پر اپنی انگلیاں نرمی سے مس کرتا شدت جزبات سے بولا تھا۔وہ پور پور لرز اٹھی تھی اس کی حرکت پر ۔

جواب بہکتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا خمار الودہ نظروں سے اس تک رہا تھا ۔

"آپ نے آج اپنے خان کو مکمل کر دیا دلبرا ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا نیچے کو جھکا تھا ۔

"خان ۔"

اس کا دہکتا لمس وہ اپنے پہلو پر سرکتا محسوس کر بے ہوش ہونے کو ہوئی پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

"خان کی جان میرے زندگی ۔"

وہ اس کے پہلو سے شرٹ سرکاتا جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے پاگل کرنے لگا تھا انا کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی ۔

"پپ۔۔۔پلیز نن۔۔۔ نہیں کریں ۔"

وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچتی نم ہوتی سبز جھیل سی آنکھوں سے تکتی بھرائی آواز میں بولی تھی ۔

حدید خان نے بمشکل سر اٹھاتے خود اس کے برابر گرتے انا جو اپنے سینے پر ڈالا تھا ۔

جو اس کے سینے میں چھپی حیا سے ٹوٹ رہی تھی حدید خان کی ہر دھڑکن اپنے رب کی شکر گزار تھا ۔

★★★★★

چار ماہ بعد!

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرتا گیا۔ ان چار ماہ میں بہت کچھ بدل چکا تھا باسط خان اور اس کے آدمیوں نے امریکہ کا ہر کونہ ڈھونڈ لیا تھا پر انھیں نہ تو وجدان شاہ مل سکا نہ چاند ۔

دوسری جانب زوار شاہ بوس کے بہت حد قریب پہنچ چکا تھا۔ شاہ بیگم کی حالت میں سدھار آنے کی بجائے دن بادن ان کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی ۔

زوار شاہ کا عشق اب بھی ویسا ہی جان لیوا تھا نور کے لیے اور وہ اب بھی اس کی بانہوں میں آتی سہمی رہتی تھی ۔

شاہ حویلی کی ہر زمہ داری رابعہ بیگم کے حصے میں آگئی تھی۔عالیہ شاہ بھی تھک ہار کر واپس ملیشیا جا چکیں تھیں لیکن رانیہ ابھی بھی شاہ حویلی موجود تھی ۔

اور اس بیچ اس نے دو دفعہ نور کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی پر ناکام ٹھہری پر وہ ہار ماننے والی نہیں تھی ۔

میرال کے لیے اس بے باپ نے وہیں ایک لڑکا پسند کر لیا تھا ایک ماہ پہلے ہی اس کی شادی ہو گئی تھی ۔

اور وہ وجدان شاہ کو بھولتی اپنے شوہر کے ساتھ بے حد خوش و خرم تھی ۔

دوسری جانب دور امریکہ میں وجدان شاہ اپنے فام ہاوس کے طے خانے میں کھڑا سامنے پڑے وجود کے سامنے بیٹھا تھا جس کے وجود میں اتنی جان نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر کونے میں رکھا پانی بھی پی سکے ۔

" سس۔۔۔۔ سردار سائیں ۔"

بمشکل اس کے لبوں سے برآمد ہوا تھا ۔

" باخدا میرے چاند کی تکلیف تم سے بہت زیادہ ہے پینو ۔۔"

وہ اس کے نڈھال وجود کو تکتا سرسراتے لہجے میں بولا تھا ۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا اس نے کتنے ظلم کیے تھے اس معصوم سی پری پر ۔

شاید خدا بھی اسے معاف نہ کرتا وہ کیسے اتنی فرعونیت پر اتر سکتی تھی ۔

"مم۔۔۔ معاف کک۔۔۔ کر دیں سس۔۔۔ سردار۔"

وہ روتی بمشکل بولی تھی اس کا وجود ناکارہ ہو چکا تھا۔ گندگی سے خود سے کراہت آتی تھی ۔

" کبھی نہیں کبھی معاف نہیں کروں گا میرے چاند کی کسی تکلیف کو معاف نہیں کروں گا یہی تمھاری سزا نہ تم یونہی سسک سسک کر مرو گی ۔"

وہ سفاکی سے بولتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ روح اپنے روم کی جانب تھا جہاں وہ معصوم سی پری گہری نیند میں محو خواب تھی ۔

کیونکہ رات کے دو بج رہے تھے۔ وہ چلتا اس کے قریب آیا تھا بس کچھ ہی وقت تھا اور اس کے ہاتھوں میں اس کی اولاد ہوتی ۔

وہ ایک نظر اس پری وش پر ڈالتا جو پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو چکی تھی ۔

میرون کلر کا وول نائٹ ڈریس پہنے سیاہ دراز بالوں کو تکیے پر بکھرے بنا کسی مصنوعی شے کے بھی وہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی ۔

وہ اس کی جانب جھکتا اس کی سرخ و ملائم پنکھڑیوں پر جھکتا بے حد نرمی سے اپنا لمس چھوڑتا اس سے دور ہوا تھا ۔

"آئی لو یو میرے چاند ۔"

وہ بے حد آہستگی سے بولتا مڑا تھا تبھی وہ نازک سی پری تڑپتی بری طرح سے سسک اٹھی تھی ۔

وجدان شاہ اس کی سسکی پر ایکدم سے مڑتا اسے دیکھنے لگا۔ جو انتہائی تکلیف میں مبتلا تھی ۔

"ہیے میرے چاند کیا ہوا ۔"

وجدان شاہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا اس پری کو تکلیف میں دیکھ ۔

"مم۔۔۔مجھے بب۔۔۔بہت درد۔۔۔آہہہ ۔"

وہ بمشکل بولی درد سے چلائی تھی۔ وجدان شاہ اگلے ہی پل بنا دیر کیے بھاگا تھا ۔

"ہمت کریں میرے چاند سب ٹھیک ہو جائے گا ۔"

وہ ڈرائیو کو گاڑی نکالنے کا بول اسے لیے بیک سیٹ پر بیٹھ گیا ۔

"شیث جلدی چلو ۔"

وہ چاند کی تکلیف پر مرتا ڈرائیور پر چلایا تھا ۔

آدھے گھنٹے کا سفر بیس منٹ میں طے کرتے وہ لوگ ہسپتال میں تھے ۔

اس وقت وہ اندر تکلیف سے جھوج رہی تھی اور باہر وجدان شاہ بے بسی سے ٹہلتا جیسے خود کو بھی مسمار کر دینا چاہتا تھا ۔

وہ ضبط کی انتہا پر تھا جب ڈاکٹر بلو کلر کے کپڑے میں ایک ننھا سا وجود لیے باہر آئیں تھیں۔وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھا تھا ۔

"کون گریجویشن مسٹر شاہ آپ کا بیٹا ہوا ہے ۔"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں مسکرا کر بولتی وہ ننھی سی جان اس کی جانب بڑھا گئی۔

جیسے وہ دم سادھے تھام گیا۔ شدت جزبات سے وجدان شاہ کی آنکھوں نم ہوئیں تھیں ۔

وہ تو خوبخواس کا عکس تھا۔ وہ جھکتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

"میری وائف ڈاکٹر ۔"

وجدان شاہ نے بے صبری سے پوچھا ۔

"شی از فائن ناؤ مسٹر شاہ۔ آپ ان سے مل سکتے ہیں۔"

وہ ہنوز انداز میں بولتی اگے بڑھ گئی تھی۔ وجدان شاہ بنا دیر کیے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

جہاں وہ معصوم سی پری ہوسپٹل کی گلابی گاؤن پہنے سوجے ہوئے نقوش کے ساتھ نیم جان سی پڑی ہوئی تھی ۔

ایک ہاتھ پر ڈریپ لگی ہوئی تھی۔ نقوش کے تناؤ سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کس قدر تکلیف میں مبتلا ہے ۔

آہٹ پر اس نڈھال سی پری نے بمشکل آنکھیں کھولتے اپنے سامنے اس سنہری شہزادہ کو دیکھا تھا ۔

لب تکلیف میں بھی مسکرائے تھے اپنی محبوب کو دیکھ۔پر اس کی گود میں اس چھوٹے سے وجود کو دیکھ آنکھیں نم ہوئیں تھیں ۔

"میرے چاند یہ دیکھیں ہمارا بیٹا ۔"

وہ اس کے قریب آتا اس کی گود میں اس ننھی سی جان کو دیتا اس کے قریب ہی بیٹھا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں یہ ہمارا بب۔۔۔بیٹا۔"

وہ بمشکل بولی تھی آواز لرزی تھی وجدان شاہ نے جھکتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

"جی میرے چاند یہ ہمارا بیٹا ہے ہمارا غازیان ۔"

وہ اس کے اسے اپنے حصار میں لیے مسکراتے ہوئے بولا تھا ۔

"ہمارا غاز سائیں ۔"

وہ اس ننھی سی جان کو بے تحاشہ چومتی رونے کو ہوئی تھی خوشی سے۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ نفی میں سر ہلاتا اس کی نم آنکھوں پر لب رکھ گیا ۔

تبھی وہ کسمسایا اور آنکھیں وا کیں تھیں۔ اور اس کی آنکھیں کھولتے ہی وہ دونوں یک ٹک اسے دیکھے گئے ۔

"اس کی آنکھیں سائیں میرے جیسی ہیں ۔"

وہ خوشی سے لرزتی آواز میں سرگوشی میں بولی تھی ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ڈھلے تھے اپنے چاند کو اتنا خوش دیکھ ۔

کچھ دن پہلے ہی وہ ٹھیک ہوئی تھی لیکن اب بھی وہ مکمل صحت یاب نہیں تھی وہ اب بھی کچھ کچھ باتیں بھول جاتی تھی ۔

پر وہ اب اسے نہیں بھولتی تھی۔ نور زوار شاہ، رابعہ بیگم اور سلطان شاہ سے بھی بات کرتی رہتی تھی ۔

سلطان شاہ سے تو وہ بہت مل جل گئی تھی کال آنے پر وہ اکثر وجدان شاہ کی شکایتوں کی پوٹلی کھول کر بیٹھ جاتی تھی ۔

"آپ خوش ہیں جان سائیں ۔"

وہ اسے خود سے قریب کرتا محبت آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

"میں خوش ہوں سائیں بہت سارا ۔"

وہ درد میں بھی مسکاتے لہجے میں بولی تھی شاید خوشی تکلیف پر حاوی ہوتا ہے ۔

★★★★★

"میں کچھ نہیں جانتا مجھے اس شخص کی پل پل کی رپیوٹ چاہیے۔۔وہ کہاں جاتا ہے کیا کھاتا ہے کہا پیتا ہے ایوی تھنک ۔"

وہ فون پر غصے سے چلایا تھا۔نور جس کا آج لاسٹ پیپر تھا روم میں داخل ہوتے ہی زوار شاہ کی دھاڑ پر خوف سے کپکپائی تھی ۔

وہ گہرا سانس بھرتی روم میں داخل ہوئی تھی۔سامنے ہی وہ کھڑا کسی سے فون پر بھڑک رہا تھا پتا نہیں یہ انسان اتنا غصہ کرتا کیسے تھا ۔

مسلہ یہ تھا کہ وہ غصے میں اسے بے حد ہلکان کرتے اپنا غصہ ٹھنڈا کرتا تھا اور یہ شاید اس کا بیڈ لک تھا کہ وہ غلط وقت پر یہاں آئی تھی ۔

وہ بے حد آہستگی سے قدم اٹھاتی ڈریسنگ کی جانب بڑھی تھی پر ایسا کیسے ممکن تھا کہ زوار شاہ دل آئنور کی آمد سے انجان رہتا ۔

اس نازک سی پری کی خوشبو تو اس کی رگ وپے میں سمائی ہوئی تھی پھر وہ کیسے انجان رہتا اس سے ۔

وہ بے حد دھیرے دھیرے چلتی اس کے پیچھے سے گزرنے کو تھی جب زوار شاہ نے مڑتے اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتے اسے اپنی جانب کھینچا تھا ۔

اس سے پہلے کے وہ چلاتی وہ کال کٹ کر کے فون بیڈ پر اچھالتا اسے اپنی جانب گھماتا اس کے بالوں میں انگلیاں اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکا تھا ۔

اس اچانک ہوئی افتاد پر نور کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھیں اس کہ وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ کوئی ایسا حادثہ در پیش آئے گا ۔

وہ پوری شدت سے اس کے لمس کی نرمیاں خود میں جزب کرتا مدہوش سا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا ۔

نور کو لگا جیسے اسے سلگاتے انگارے چھو رہے ہوں پورے وجود میں برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں ۔

اس پر وہ ظالم شخص اپنی ظالمانہ شدتوں سے اس نازک سے پیکر کی سانسوں کا تال میل بگاڑتا اسے الگ سے ہلکان کیے ہوئے تھا ۔

پورا وجود لرزتا اس شخص کے تابع تھا بکھرتی سانسوں پر وہ بیم جان سی ہوئی تھی تبھی وہ اسے آزادی دیتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا گیا ۔

وہ نازک سی پری اس کی بانہوں میں بکھر سی گھیرے گھیرے سانس بھرتی اپنی ٹوٹتی سانسوں کو عتدل پر لانے کی تگ ودو کرتی اس کا جان لیوا لمس اپنی ٹھوڑی سے سرکتا محسوس کر ایک بار پھر سے سہمی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ۔"

بمشکل پکارا گیا تھا ۔

"جی شاہ کی جان شاہ قربان اپنے دل پر ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے نرم جگہ پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

"آپ جج۔۔۔ جلدی آ گئے ۔"

اس نے تو کہا تھا وہ دیر سے آئے گا آج اسے کالج سے بھی سلطان شاہ لے کر آئے تھے ۔

"آپ کی یاد آ رہی تھی ۔"

وہ اس کی گردن پر جھکا جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے اپنے لمس کی پھوار میں بھیگتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

نور کے دل میں طلاطم بھر پا ہوا تھا۔ سانسیں الگ سے بکھر بکھر جا رہیں تھیں ۔

"پپ۔۔۔ پر ہم صص۔۔۔۔ صبح ہی تو ملے ۔"

وہ اس کے شانے دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی زوار شاہ جنونی اس کی کالر بون پر جھکتا اپنے دانت گھاڑ گیا تھا۔وہ بری طرح سے سسکی تھی ۔

"مجھے آپ چاہیے ہیں نوردل ہر پل، ہر لمحہ، ہر گھڑی، ہر سمت، ہر جگہ بس آپ اور آپ، فقط آپ، میرا بس چلے تو سب کچھ تیگ کر آپ کے پہلو میں ہمشیہ کے لیے آباد ہو جاؤں ۔

پر کیا کریں میرے دل، یہ دنیاداری یہ رسم زندگی کہاں ایک دیوانے کی دیوانگی پر رحم کھاتی ہے۔اسے بھی وقت چاہیے۔اسے بھی توجہ کی ضرورت ہے ۔"

وہ اس خود میں سموتا اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا بے صبر سا ہو رہا تھا

۔

جبکہ نور تو اس کے الفاظوں کے ساتھ ساتھ ساتھ اس کے جزبات کی شدتیں

بھی سہتی اس پاگل شہزادے کو تکتی بمشکل اپنے حواس قائم رکھے ہوئے تھی ۔

وہ ایک بار پھر سے اس کے لبوں کی تھرتھراہٹ پر دل ہارتا جھکنے کو تھا جب اس کا

فون رنگ ہوا تھا ۔

وہ جھنجھلایا تھا پر سامنے سکرین پر نظر آتے نمبر کو دیکھ اس کے لب مسکرا اٹھے ۔

"بھائی کی کال ہے ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے زمین پر اتارتا فون اٹھا گیا نور کا چہرہ بھی کھل اٹھا تھا ۔

کال ریسیو کرتے ہی دوسری جانب سے ملنے والی خبر پر وہ خوشی سے پاگل ہوا اٹھا ۔پر خبر دیتے ہی دوسری جانب سے کال کاٹ دی گئی تھی ۔

جس پر وہ بنا برا منائے نور کی جانب بڑھتا اسے بانہوں میں اٹھاتا گھما کر رکھ گیا ۔

"آہہہ۔۔۔شاہ کیا کر رہے ہیں ۔"

وہ اس کے اس طرح سے گھمانے پر چلائی تھی۔ زوار شاہ کا قہقہہ بے ساخت تھا

۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔ میری جان ہم آپ کے بھائیو کے پاس جانے والے ہیں کیونکہ میں چچا بن گیا ہوں اور آپ چھوٹی سی چچی۔ ہمارا چھوٹا سا شہزادہ فائنلی اس دنیا میں آچکا ہے ۔"

وہ خوشی سے اسے لیے جھومتا خوشی سے بولا تھا جس پر وہ کھلکھلا اٹھی ۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں شاہ ۔"

وہ اس کے شانے تھامتی خوشی و حیرانی سے بولی تھی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا ۔

"میں سب کو یہ خوشخبری سنا کر آتا ہوں۔ جلدی سے جانے کی تیاری پکڑیں ہم ابھی جا رہے ہیں امریکہ۔اور بس چینج کروں کچھ بھی لینے کی ضرورت نہیں۔"

وہ اسے زمین پر اتارتا مسکرا کر بولتا باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

نور کے تو خوشی سے پاؤں ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔وہ اپنی تیاری کرنے لگی ۔

زوار شاہ سب کو اطلاع دیتا واپس آیا تھا جہاں وہ نازک سی پری اس کے پسندیدہ سیاہ رنگ کی فراک پہنے گولڈن شائنی سے سٹولر سے خجاب کیے ہونٹوں پر لائٹ میرون لپ اسٹک لگائے بے حد پیاری لگ رہی تھی ۔

زوار شاہ خود پر ضبط کرتا نور کا منتخب کیا ڈریس اٹھائے واش روم میں گھس گیا ۔

منٹوں میں شاور لیتے وہ کچھ ہی پلوں میں نک سک تیار ہوتا نور کا ہاتھ تھامتا باہر نکلا تھا جہاں سب پہلے سے ہی تیار موجود تھے ۔

وہ سب اپنے ذاتی جیٹ سے جانے والے تھے۔ جو وجدان شاہ نے ان سب کے لیے بھجوایا تھا ۔

انااور حدید خان کو بھی اطلاع دیتے مطلوبہ جگہ آنے کو کہاتا کہ وہی سے سب نکل سکیں ۔

★★★★★

چاند کی ضد پر وہ اسے شاہ پیلس لے آیا تھااور اس بار بار س بھی ان کے ساتھ آیا تھااور بے حد خوش تھا ۔

کیونکہ اس کی پرنسس اس کے ساتھ مل جھل گئی تھی اور اس سے اب ڈرتی بھی نہیں تھی ۔

پیلس چونکہ جنگل کے قریب ہی تھا تو قادر یاوجدان شاہ اسے خود ہی شام میں جنگل لے جاتے تھے تاکہ وہ شکار کر سکے ۔

وہ اس وقت اپنے روم میں موجود تھی قریباً پانچ ماہ بعد وہ پیلس واپس آئی تھی جس پر تمام ملازمین بے حد خوش تھے جین لیلی اور ٹینا تو خوشی کے مارے پاگل ہو رہیں تھیں ۔

وجدان شاہ کچھ فاصلے پر گلاس وال کے سامنے کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا ۔چاند اپنے بیٹے کو خود سے لگائے اسے یک ٹک دیکھنے میں مصروف تھی۔

تبھی اسے محسوس ہوا جیسے کوئی دروازے میں موجود ہو اس نے سر اٹھائے سامنے دیکھا تھا جہاں بارس کھڑا ان ہی کی جانب دیکھ رہا تھا ۔

وہ مدھم سا مسکراتی اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ دے گئی جس پر وہ خوشی سے گھومتا ان کی جانب آیا تھا ۔

"یہ دیکھو ہمارا پرنس غاز۔۔۔پیارا ہے نہ ۔"

وہ غاریان شاہ کے چہرے پر کپڑا سرکاتی مدھم آواز میں بولی تھی کیونکہ وہ اب بھی تکلیف میں تھی ۔

بارس نے چہرہ جھکائے اس چھوٹے سے شہزادے کی جانب دیکھا تھا جو اپنی کانچ سی سرمئی آنکھوں سے اس کی جانب ٹکر ٹکر دیکھنے میں مصروف تھا ۔

بارس نے خوشی سے ہلکی سی آواز منہ سے نکالی تھی جس پر وہ ننھی شہزادہ مسکرایا تھا ۔

وجدان شاہ نے آواز پر گردن ماڑتے اس کی جانب دیکھا تھا جہاں وہ تینوں موجود تھے ۔

چاند نے خیرانی سے اپنے شہزادے کی حرکت و سکنات ملاحظہ فرمائی تھی ۔

وہ اپنی مٹھی کھولتا بارس کی جانب ہاتھ بڑھا رہا تھا جس پر وہ سمجھتا اس کے ہاتھ کے قریب اپنا سر کرتا سہلانے لگا ۔

غازیان شاہ کے لبوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی یعنی اپنے باپ کی طرح وہ بھی بارس کو چاہنے والوں میں سے تھا ۔

یا شاید مستقبل میں وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ اس کے بارس سے محبت کرتا ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے اپنے شہزادے کی حرکتوں پر۔پر اس کا چاند خوش تھا اس کے لیے یہ زیادہ اہم تھا ۔

وہ کال ڈراپ کرتا ان کی جانب آیا تھا۔ چاند کے قریب بیٹھتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔ جیسے وہ آنکھیں موندے محسوس کرتا مسکرائی تھی ۔

"درد تو نہیں میرے چاند ۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتا محبت و الفت سے دریافت کرنے لگا ۔

"سارے درد تمام ہو گئے سائیں۔۔اب کوئی زخم کہاں نظر آتا ہے ۔"

وہ غازیان شاہ کو تکتی آنکھوں میں شدید محبت لیے بھولی تھی۔ یقیناً وجدان شاہ کے بعد اس کا عشق اس کا بیٹا بننے والا تھا ۔

"آپ خوش ہیں نہ ۔"

وہ اب بھی بے چین تھا۔ کیونکہ وہ اس نازک سی پری کی تکلیفوں کم کہاں کر پایا تھا ۔

"خوش الفاظ کم لگتا ہے اب سائیں۔۔۔ میں روح تک خوشی سے معطر ہو چکی ہوں ۔"

وہ تکلیف میں تھی پر اس کے چہرے کی الوہی چمک بتا رہی تھی کہ وہ کتنی خوش تھی ۔

"کاش کہ میں آپ کے تمام کرب خود میں جزب کر پاتا۔اوراس خوشی کی وجہ وجدان شاہ ہوتا ۔"

وہ پر درد سا مسکرائے بولا تھا۔چاند کا دل مٹھی میں لیا تھا جیسے کسی نے ۔

"آپ کے سوا چاند کو کوئی دوسرا خوشی کہاں دے پاتا سائیں۔۔آپ نہ ہوتے تو چاند انھیں اندھیروں میں بھٹکتی کہیں دم توڑ جاتی۔۔۔یہ خوشی بھی تو آپ ہی کی دین ہے ۔"

وہ محبت والفت سے اس شہزادے کی جانب تکتی تڑپ کر بولتی وجدان شاہ کے ہاتھ تھامتی ان پر اپنے لب رکھتی سر ٹکا گئی تھی ۔

وجدان شاہ روح تک سرشار ہوتا مسکرایا تھا ۔

"آئی لو یو میرے چاند ۔"

وہ اس کے سندر چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتا اس کے چہرے پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں ۔"

وہ اس کی دیوانگی و وارفتگی سے گھبراتی بمشکل بولی تھی جس پر وجدان شاہ نے سر اٹھائے اس کی جانب دیکھا تھا جو حیا سے سرخ گلاب بنی ہوئی تھی ۔

"حکم میرے سرکار ۔"

وہ جی جان سے ہمہ تن گوش تھا ۔

"وو۔۔۔وہ دیکھ رہا ہے ۔"

وہ بمشکل سر جھکائے بولی تھی۔لہجے سے چھلکتی حیا پر وہ شہزادہ قربان ہوا تھا ۔

"کون ۔۔"

ایک نظر اپنے بیٹے کی جانب دیکھا جو دوسری جانب اب آنکھیں موندے پڑا تھا ۔نا سمجھی سے دریافت کیا گیا ۔

"بب۔۔۔بارس ۔"

خاصی مشکل سے بتایا گیا تھا۔ وجدان شاہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اس کی بات سنتے ۔

"جناب بارس محترم اب آپ اپنی شکل گم کریں گے یا پورا لائیو شو دیکھ کر ہی جانا چاہتے ہیں ۔"

وہ دانت پیستے بولا تھا جو یک ٹک انھیں کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے اپنے مالک اور پرنسس کے لائیو رومانس کو بہت توجہ سے ملاحضہ کر رہا ہو ۔

وجدان شاہ کی ٹھنڈی بے عزتی پر وہ ایک نظر چاند کی جانب مظلومیت سے تکتا باہر کی جانب بڑھا ۔

چاند کا دل پسیج گیا۔ تبھی وجدان شاہ کو گھوری سے نوازہ تھا جس پر وہ سٹپٹاتا بارس کی پشت کو گھورنے لگا ۔

جو کس قدر میسنا ہو گیا تھا ۔

"سائیں آپ کتنے گندے ہو گے ہیں کوئی ایسا کرتا ہے پیارے بچے کے ساتھ ۔"

وہ اسے گھورتی خفگی سے بولی تھی۔ وجدان شاہ نے صدمے سے اپنے چاند کی جانب دیکھا تھا ۔

"میں گندہ اور وہ سفید بندر پیارا ہو گیا اب آپ کو ۔"

اس کا صدمہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا ۔

"وہ بندر نہیں ہے سائیں وہ ولف ہے ۔"

وہ بندر لفظ پر منہ بسورتی بولی تھی کیونکہ اسے بندے سخت ناپسند تھے ۔

"وہ تو میں بھی ہوں ۔"

لہجہ اور آنکھیوں کے تاثرات ایکدم سے بدلتا خطرناک ترین ہوا تھا ایک پل کو وہ سہمی تھی ۔

"کک۔۔۔کیا۔"

بمشکل بولی تھی ۔

"آپ کا دیوانہ ۔"

وہ واپس سے اپنے چاند کا سائیں بنتا شدت جنونیت سے بولا تھا۔چاند نے گہرا سانس بھرتے اپنے خوف سے لرزتے دل کو سنبھالا تھا ۔

"میرے چاند۔۔۔آپ پر بے حد پیار آرہا ہے ۔"

وہ مجنو بانیت سے اس کے گلابی چہرے کو تکتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔چاند کا نازک سا وجود کپکپایا تھا اس کے لہجے سے چھلکتی دیوانگی و وارفتگی سے ۔

"مم۔۔۔مجھے نیند آرہی ہے ۔"

وہ اس کی نظروں میں چھلکتے خمار سے گھبراتی گریزاں ہوتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"ابھی آپ نے چار گھنٹے کی بھرپور نیند لی ہے اس لیے بہانا بے کار ہے ۔"

وہ ایک نظر اپنے شہزادے کو تکتا جو گہری نیند میں تھا۔اس کے وجود سے سکاف نکالتا اس کے پیچھے سے تکیہ نکالتا اس کا سر سرخانے پر ڈالتا اس سہمی سہمی پری کی جانب دیکھا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز سائیں ۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی خوف زدہ سی بولی تھی۔اسے وجدان شاہ کی قربت خوف زدہ کر رہی تھی ۔

"اپنی حدود جانتا ہوں میرے چاند۔۔پر ذرہ سا تو اپنے اس بیمارِ دل پر رحم کھائیں جو آپ کی تشنگی سہتا اب رکنے کو ہے ۔

آپ کی ذرہ سی تفشی اسے کچھ پل تو سکون دے گی ۔"

وہ بے بسی سے بولتا اس پر جھکتا اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ملتجی سر گوشی میں بولا تھا ۔

اتنے وقت بعد اس جان لیوا قربت پر اس نازک سی پری کا دل جھل تھل ہوا تھا۔ اس کی سانسوں کی تپش اس کی گردن کی جلد کو جلانے لگی تھی ۔

"سائیں۔۔ایسا کک۔۔۔کیوں کہہ رر۔۔۔رہے ہیں۔میں آپ ہی کی تو ہوں ۔"

اس شخص کی بے بسی و کرب کہاں برداشت تھا اس ننھی سی جان کو۔پر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جس میں عجیب سا خوف کنڈلی مارے بیٹھا تھا ۔

"میری ہیں۔پر بے حد دور۔اور یہ دوری اب جان کو آ گئی ہے جان سائیں کب مجھے میرا چاند لوٹائیں گی ۔"

وہ کرب آمیز لہجے میں بولتا اس کی گردن میں ابھرتے گھڑے میں شدت پسندی سے لمس چھوڑ گیا تھا۔اس دہکتے پر شدت لمس نے جیسے چاند کی سانسیں کھینچ لیں تھیں ۔

"میرا چاند جھوٹا نہیں تھا۔وہ کبھی میری قربت سے گریزاں نہیں ہوتا تھا۔وہ میری قربت میں بکھرتی مجھ ہی میں پناہ ڈھونڈتی تھی ۔

یہ میرا چاند نہیں ہے جان سائیں۔۔مجھے میرا چاند لوٹادیں خدارا۔۔۔مجھے میرا چاند لوٹادیں ۔"

وہ دیوانہ وار اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا پسپائی سے بولا تھا۔ جب سے وہ ٹھیک ہونا شروع ہوئی تھی وہ اس سے دور دور رہنے لگی تھی ۔

پہلے پہل تو وجدان شاہ نے اس کی طبیعت کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے محسوس نہیں کیا تھا ۔

لیکن اب محسوس ہونے لگا تھا کہ شاید وہ اب بھی انھیں پانچ ماہ پہلے والے لمحوں میں قید تھی ۔

★★★★★

"ایسا نہیں ہے سائیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ۔"

وہ نظریں چراتی اس ساحر کی قربت میں بمشکل بولی تھی ۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہنہ۔۔۔جان سائیں کیا آپ بھول گئی ہیں تکلیف میں آپ کو وجدان شاہ کی طلب اپنے پاس زیادہ ہوتی تھی ۔

آپ کی دوا وجدان شاہ کی سانسیں اور آرام گاہ اس کا سینا ہوتا تھا کیا ان پانچ ماہ نے آپ کو سب بھلا دیا ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اپنے سامنے کرتا آج تمام حساب کتاب کھول بیٹھا۔ چاند کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں آپ لب ابھی بھی سلے ہوئے تھے جیسے ایک لفظ بھی نکلنے سے انکاری ہو ۔

"غاز جھاگ جائے گا سائیں ۔"

وہ پلکیں جھکائے بولی تھی۔ وجدان شاہ نے لب بھینچے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"آپ سچ میں میری چاند نہیں ہیں جان سائیں۔ وہ اتنا بے رحم نہیں تھا ۔"

وہ اس کی انجان بنتی سرمائی کانچ سی آنکھوں پر لب رکھتا پسپا لہجے میں بولا تھا جن سے اسے عشق ہوا تھا ۔

"چاند آپ کے سوا کسی کی کب ہوئی ہے سائیں۔ ایسا مت سوچیں پلیز ۔"

وہ اس شہزادے کو یوں تڑپتا کب دیکھ سکتی تھی جو اس کے رگ وپے میں سرایت کرتا اب ہر سو وہی تو تھا ۔

"میں آپ سے منت کرتا ہوں جان سائیں مجھے میرا چاند لوٹا دیں۔ ورنہ وجدان شاہ مر جائے گا ۔"

وہ اس کے سامنے ہاتھ جھوڑتا ملتجی لہجے میں بولتا بے بسی کی انتہاؤں پر تھا۔ چاند لگا جیسے اس کے دل پر کسی نے برچھیوں سے وار کیا ہے ۔

"سس۔۔۔۔سائیں ایسامت کریں سائیں۔۔ایسامت کچھ بھی کہیں۔چاند قربان اپنے سائیں پر۔آپ کی ہر نظر پر سو بار وار دے یہ دیوانی آپ کے چاند کو ۔"

وہ بمشکل اوپر ہوتی اس کے ہر نقش پر اپنے لب رکھتی دیوانگی وشدت سے نم آواز میں بولی تھی ۔

وجدان شاہ نے اس کے لمس کی پھوار اور لفظوں کی آب شفا دیدیانی پر آنکھیں میچتے اپنے بے چین دل کو سکون وقرار دیا تھا ۔

"آئی لو یو سائیں ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتی بھیگی آواز میں بولی تھی ۔

"چاند نے زندگی سے زیادہ ہر خوشی سے زیادہ آپ کو چاہا ہے۔ کیونکہ چاند کے لیے اس کی زندگی اس کی ہر خوشی آپ ہی تو ہیں۔ میرے بے پناہ عشق کی منزل آپ ہیں سائیں ۔۔

خدا دا کبھی اس طرح سے دوبارہ مت کیجیئے گا آپ کی تکلیف آپ کے چاند کا دل نوچتے اسے بے جان کر دیتی ہے ۔"

وہ دیوانہ وار اس پر جھکی اس کی گردن کبھی شانوں پر تو کبھی اس کے سینے پر لب رکھتی شدت دیوانگی سے بولی تھی ۔

وہ جانتی تھی اس کے زخم بھر گئے تھے پر ان کی تکلیف اب بھی زندہ تھی ۔

چاند احمد کے دل میں ۔۔

وجدان شاہ نرمی سے اسے خود سے سمایا تھا جو پاگل سی ہو رہی تھی۔ وجدان شاہ جو اس تکلیف کا مداوا مشکل لگا جو اس کی ذات سے چاند جو ملی تھی ۔

"معاف کر دیں اپنے سائیں کو میرے چاند۔۔ معاف کر دیں۔ سارے زخم یاد ہیں جو میری ذات سے آپ کو لگے۔"

وہ اس کے دلکش چہرے سے بال ہٹاتے ہنوز انداز میں بولا تھا ۔

"ایسا مت کہیے سائیں چاند کا مرہم بھی تو آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ آپ کے بنا جینا بھی کہاں ممکن ہے ۔"

وہ اس کی ہتھیلی پر لب رکھتی پر نم لہجے میں بولتی سرمائی کانچ سی آنکھوں اس پر ٹکائے جیسے اپنی تشنگی مٹانے کی سعی میں تھی ۔

وہ بھی تو تڑپی تھی اس سے دور رہ کر ۔

"یہ دل بڑا ظالم ہے میرے سرکار آپ کی دوری پر پل پل مرتے مجھے بھی پور پور زخمی کر گیا ہے۔اس کا مرھم آپ ہی کو کرنا ہے ۔"

اپنے چاند اپنی دیوانی کو واپس پاتے وہ اب بے ایمانی پر اترا تھا۔چاند اس کی تکلیف پت تڑپتی اس کے دل کے مقام پر لب رکھ گئی ۔

اس کے دلنشین لمس پر وہ سرشار سا ہوتا اسے احتیاط سے بیڈ پر ڈالا تھا ۔

"آپ نے بیرڈ نہیں بنائی سائیں ۔"

وہ اس کی بڑھی ہوئی بے ترتیب ڈھاڑی کو تکتی اس ہر ہاتھ پھرتی بولی تھی ۔

"کس کے لیے خود کو سنوارتا میرا چاند تو مجھ سے روٹھا مجھے دیکھنے سے بھی انکاری ہو گیا تھا ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتا اس کی مخروطی انگلیوں کے پوروں پر اپنے بھیگے لب رکھتا دیوانگی و وارفتگی سے بولا تھا ۔

چاند کو اس کا دہکتا لمس اپنے پورے وجود میں سرائیت کرتا محسوس ہوا تھا پر اس شہزادے کی باتیں دل مٹھی میں دبوچ رہیں تھیں ۔

"ایم سوری سائیں ۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی ۔

"میرا مطلب آپ کو سبکی محسوس کروانا نہیں تھا جان سائیں۔ میں ڈیزو کرتا تھا آپ کی ناراضگی ۔"

اس کے لہجے میں پشیمانی محسوس کرتا وہ تڑپ کر بولا تھا۔ کہاں منظور تھا اپنے چاند کا جھکا سر ۔

تجھ کو دیکھا ہے جب سے

عشق سیکھا ہے تب سے ۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں کے زیر قاتل تل پر شدت پسندی سے اپنا لمس چھوڑتا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

وہ لرزتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی پر دور کرنے کی کوشش نہ کی تھی ۔

وہ بمشکل لرزتی اپنی پلکوں کی باڑ اٹھاتی خود پر جھکے اس ساحر کو تکتی اپنی سرمائی کانچ سی آنکھوں میں خماری سرخیاں لیے اس دیوانے کے دل پر گہرے وار کر گئی ۔

کہ وہ دل تھام کر رہ گیا ۔

اس کی آنکھوں کے نشے میں ایسے ڈوبے

اس کا دیکھنا یاد رہا، اپنا ڈوبنا بھول گیا

وہ مسکراتا خمار الودہ لہجے میں بولتا اس کی دلکش آنکھوں پر جھکتا ان مے بھرے جاموں کو لبوں سے لگاتا مزید مدھوش ہوا تھا ۔

وہ اپنے کپکپاتے دل کو سنبھالتی بھاری سانسیں بھرنے لگی تھی ۔

وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی کپکپاہٹ پر مدھوش ہوتا اس کے دلفریب خم پر دل ہارتا جھکتا بے حد نرمی سے انھیں خود میں سمیٹتا سکونت سے آنکھیں موند گیا

۔

وہ نازک سی جان اس ساحر کو اپنی سانسوں پر قابض ہوتا محسوس کر اس کی گردن میں ناخن گھاڑتی آنکھیں میچ گئ ۔

وہ پاگل دیوانہ شخص بے حد نرمی و ملائمت سے اس نازک سی جان کو اپنی دیوانگی و وارفتگی بھری جنبشِ میں لیے پوری توجو سے خود کو سیراب کرنے لگا ۔

وہ نازک جان بنا مزاحمت کیے اس کی تشنگی مٹانے کی چھوٹ دیتی خود زلزلوں کی زد میں تھی کیونکہ یہ نرمیاں اس کی جان پر بن آئیں تھیں اب ۔

تبھی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی سعی کی تھی اور وہ بنا ضد پر اترے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کے لبوں کے کناروں پر اپنا پر شدت لمس چھوڑنے لگا ۔

کیونکہ تشنگی ابھی مٹی کہاں تھی۔ بلکہ یہ لہو منہ لگتا اسے مزید پاگل جنونی کرنے لگا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں پلیز ۔"

وہ بری طرح سے بے بس ہو رہی تھی اس ظالم کی قربت و منمایوں پر ۔

اپنی سانسوں کے دامن میں چھپالو مجھ کو

تیری روح میں اتر جانے کو جی چاہتا ہے ۔۔

وہ اس کی ناک سے ناک جوڑتا اس کی بے ترتیب سانسیں انہیل کرتا مجنونانہ سرگوشی میں بولتا تھا آج وہ پاگل شخص شاید اس کی جان نکالنے پر تل آیا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں اتنے پپ۔۔۔پاگل کیوں ہو رہے ہے ۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتی بمشکل بولی تھی۔وجدان شاہ نے مخمور نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

جیسے کہہ رہا ہو کیا آپ جانتی نہیں اس پاگل پن کی وجہ ۔

سکونِ قلب تم سے ہے۔۔۔۔۔ سکون جان بھی تم ہو

تعجب تھا سینے میں۔۔۔ جہاں دل تھا وہاں تم ہو

وہ اس کے دل کے مقام سے شرٹ سرکاتا دیوانگی و وارفتگی سے بولتا ہنوز نرمی و الفت سے جھکتا اپنے لمس کے پھول کھلاتا اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

وہ تڑپتی اس کے بالوں کو مٹھیوں میں بھر گئی۔ پورا وجود نم ہونے لگا تھا وہ اسے کہن چاہتی تھی کہ خدارا اتنا ظلم نہیں کریں کیونکہ جان ناتواں تھی اتنے ستم سہنے کو ۔

پر خلق میں گھلٹی سی ابھر آئی تھی سانسیں بھی بمشکل رواں تھی ۔

وہ جھکا ہنوز اس کی ہر دھڑکن پر اپنا لمس چھوڑتا جیسے اپنے دل کو قرار دے رہا تھا یہ جانے بنا کہ وہ اس نازک جان کی حالت غیر کر رہا تھا ۔

"سائیں پپ۔۔۔پلیز۔بس کریں ۔"

وہ اب برداشت نہ کر پاتی کپکپاتے لہجے میں بمشکل بولی تھی۔جس پر وہ بمشکل سر اٹھائے اس کی جانب دیکھنے لگا جس کی پیشانی نم ہو رہی تھی ۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہم تم سے پیار مانگیں

اور تم گلے لگا کر کہو۔۔۔

وہ ملتجی لہجے میں سرگوشی کرتا اسے بے بسی سے التجا کرتا اس کی جان نکالنے لگا تھا

۔

"آ۔۔۔آپ خراب ہو گگ۔۔۔گئے ہیں سائیں ۔"

وہ اپنے روم روم سلگنے پر پھر سے اس کی نیت بے ایمان دیکھ کر خفگی سے بولی تھی

۔وجدان شاہ کی آنکھوں میں مزید خمار اترا تھا اس پری کی نیم رضامندی پر ۔

کہاں سے لاؤں۔۔۔۔۔۔۔اب اتنا صبر

تھوڑا سا مل کیوں نہیں جاتے آپ

وہ اس کے رخسار پر لب رکھتا مخمور سرگوشی میں بولا تھا چاند کی پیشانی پر بل پڑے سے اس کی بات پر۔ کب سے یہ شخص اسے ہلکان کیے ہوئے تھا اور اب بھی تھوڑا سا بول رہا تھا ۔

"کتنے برے ہو گگ۔۔۔گئے ہیں سائیں۔۔اب کیا کھا جانا چاہتے ہیں ۔"

وہ اسے خود سے پرے دھکیلتی بمشکل خفگی سے بولی تھی۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے میں ڈھلے تھے اس کی بات اور پیاری سی ناراضگی پر ۔

تجھ سے وہ آخری عشق ہے

جو پہلی بار ہوا ہے مجھے

وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکتا مخمور سرگوشی میں بولتا اپنے لمس کی شدت سے اس کی جان پھر سے ہوا کرنے لگا ۔

وہ خفگی بھولتی اس کے دہکتے لمس کی شدت سے سلگتی اس کے شانے دبوچتی آنکھیں سختی سے میچ گئی ۔

پورے وجود میں جیسے برقی لہریں اٹھنے لگیں تھیں۔ وہ اسے بے حد نرمی و الفت سے چھو رہا تھا پر آج ثابت ہوا تھا کہ یہ نرمیاں جنونیت و شدت سے کہیں زیادہ بے رحم تھیں ۔

جو اسکی جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہیں تھیں ۔

★★★★★

"پپ۔۔۔پلیز سائیں۔۔آپ مم۔۔میری جان لینا چاہتے ہیں ۔"

وہ اسے ہوش دلانے کو اس کے سینے پر ناخن گھاڑتی لرزتی آواز میں بولی تھی جس پر وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے بال سنوارتے اس کے قریب سے اٹھا تھا ۔

وہ جو لکھی ہے میرے خیالوں میں

خوبصورت وہ کہانی ہو تم ۔۔۔۔

وہ اٹھتا اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتا گھمبیرتا سے بولتا پھر سے اس پر اپنے لفظوں کا جادُو چل گیا ۔

چاند نے گہرے سانس بھرتے خود کو پر سکون کرنے کی سعی کی تھی پر وہ دور ہوا تو معلوم ہوا سکوں بھی اسی شخص کی ملکیت تھا ۔

اس کی دوری پر دل مزید بے چین ہوا اٹھا تھا ۔

جس کی کوئی حد نہ ہو

میں اس حد تک تیری ہوں

ایک نظر اس ساحر کو تکتے دل نے سرگوشی کی تھی۔ جو انٹر کام سے کھانے کا کہتا اب کاؤچ پر آنکھیں موندے دراز تھا ۔

کچھ ہی دیر میں ڈورناک کرتے جین کھانے کی ٹرالی گھسیٹتی اندر داخل ہوئی تھی ۔

اپنی پیاری سی مالکن کو دیکھ لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی جو بے حد بھلی لگی تھی چاند کو کیونکہ وہ بے حد پیاری تھی ۔

وہ بائیس سالا ایک خوبصورت سی لڑکی تھی۔ماں تو پیدا ہوتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھی انیس سال کا ہوتے ہی باپ بھی اس ہوس ذرہ دنیا میں چھوڑ گیا ۔

وہ اپنا پیٹ پانے کو جگہ جگہ دھکے کھاتی نوکری کی تلاش میں تھی جہاں کہیں تو اس کی تعلیم نامکمل ہونے پر اسے دھتکار دیا جاتا تو کہیں اسے ہوس کے مارے مرد اسے جینے نہ دیتے ۔

وہ معیوس آخری دفع شاہ ملٹی نیشنل کمپنی میں آئی تھی کہ اگر اسے یہاں سوپیر کی بھی نوکری ملی تو وہ کر لے گی ۔

لیکن اس کمپنی کا مالک وجدان شاہ اس چھوٹی سی لڑکی کی بے بسی و تکلیف دیکھ

اسے اپنے گھر میں تمام ملازمین کا ہیڈ بنا گیا ۔

اور وہ تین سال سے پورے دل و جان کے ساتھ اس ذمہ داری کو نبھا رہی تھی ۔

وجدان شاہ نے اسے ہمیشہ بہن مانا تھا تبھی ہر ماہ اسے ایک معقول رقم کے ساتھ

ساتھ ہر ضرورت کا بھی خیال رکھتا ۔

جس کا ایک بڑا حصہ وہ رحم دل لڑکی اروفنج کو دان کر دیتی ۔

وہ اپنی زندگی سے بے حد خوش اور مطمئن تھی پر دل کا حصہ بے حد بے چین کیونکہ وہ ایک بے مہر کو خود میں بسا بیٹھا تھا ۔

"کیسی ہیں آپ مائے فیری ۔"

وہ اس کے قریب ٹرالی روکتی نرمی و محبت سے گویا ہوئی تھی ۔

"میں ٹھیک ہوں جین آپی ۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ جین سوپ کا باؤل لیتی اس کے سامنے ٹکی تھی ۔

"اور ہمارا شہزادہ کیسا ہے ۔"

انگریزی ایسنٹ میں اُردو بولتی وہ بے پیاری لگتی تھی چاند کو ۔

"فل مزے میں ۔"

وہ محبت بھری نظر اپنے بیٹے پر ڈالتی مسکرا کر بولی تھی۔ جین مسکراتی سوپ کا چمچ اس کی جانب بڑھا گئی جیسے اس نے بنا تردد کے سکون سے فنش کیا تھا ۔

وجدان شاہ اب بالکنی میں چلا گیا تھا ۔

وہ سب لوگ اس وقت وجدان شاہ کے ہال نما کمرے میں موجود تھے ۔

سب ہی بے حد خوش نظر آرہے تھے خاص طور پر نور اور انا تو پھولے نہیں سما رہیں تھیں۔انا کی جانب سے بھی خوش خبری سناتے سب نے اسے بے حد پیار سے نوازا ۔

حدید خان تو اپنی سبز پری کو دیکھ کر بے حد خوش تھا جو رائل بلو اور میرون کلر کی ویلوٹ فراک پہنے جو اس کی دودھیا رنگت پر بے حد کھل رہی تھی ۔

وہ پری خوشی سے چہکتی اس کا دل دھڑکا رہی تھی ۔

"اس کی آنکھیں کتنی پیاری ہیں شاہ ۔"

نور غازیان شاہ کو اٹھائے زوار شاہ کی جانب آتی بولی تھی ۔

"پیاری ہیں بہت پر آپ سے کم ۔"

وہ جھکتا غازیان شاہ کے رخسار پر لب رکھتا آخری بات اس کے گال پر بھی لب رکھے مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

وہ بری طرح سے بوکھلائی تھی سب موجود تھے یہاں اور اس شخص کو جو ذرہ لحاظ ہو ۔

"شش۔۔۔شاہ کیا کر رہے۔سب ہیں یہاں۔"

وہ لرزتی آواز میں بمشکل بولی تھی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے جبکہ غازیان شاہ خاموشی سے اپنے چچا اور چچی کو دیکھ رہا تھا ۔

خیرانی کی بات تھی وہ جب سے آئے تھے وہ رویا نہیں تھا بس خاموشی سے سب کو گھور رہا تھا ۔

"آہ۔۔۔میرے دل آپ کب بہادر ہوں گی ۔"

وہ ہاتھ بڑھاتا اس کے کپکپاتے لبوں پر انگلیاں مس کرتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا ۔

وہ بدک کر اس سے دور ہوئی تھی اس شخص کو بس اس کی جان نکالنی آتی تھی تبھی وہ اس کے سامنے سے پھرتی سے ہٹتی چاند کے پاس جا بیٹھی ۔

زوار شاہ خود پر ضبط کرتا رہ گیا ۔

"آہ۔۔۔میرے دل آپ کب سمجھیں گی زوار شاہ کے سلگتے جزبات جو آپ کے لیے دن بادن آتش فشاں بنتے جارہے ہیں ۔

آپ کو پانے کے بعد تشنگی کم ہونے کی بجائے مزید منہ زور ہو گئی ہے ۔"

وہ آنکھیں میں ضبط کی سرخیاں لیے خود کلامی کرتا اسے یک ٹک دیکھے گیا ۔

"یہاں مجھے دیں میرا پوتا ۔"

سلطان شاہ غازیان شاہ کو اٹھاتے اس کی پیشانی پر بار بار لب رکھنے لگے۔جو اس کو جان سے بھی زیادہ عزیز تھا ۔

"میری جان میرا شہزادہ ۔"

وہ اسے سینے سے لگاتے آنکھیں نم کر گئے تھے۔وہ انیتس سال پیچھے چلے گئے تھے جب ایسے ہی وجدان شاہ ان کی گود میں آیا تھا ۔

اور آج وجدان شاہ ان کے بیٹے کا بیٹا ان کی گود میں تھا۔یہ وقت بے حسین تھا ۔

"شکریہ میری بیٹی مجھے یہ دن دیکھنے کے لیے مجھے میرے وجی کا عکس دینے کے لیے ۔"

وہ چاند کے سر پر محبت و شفقت سے ہاتھ رکھتے نم آنکھوں سے بولے تھے۔چاند کو سمجھ نہیں آئی تھی وہ کیا کہے۔حیا سے چہرہ جھک گیا ۔

وجدان شاہ نے مسکراتے اپنے چاند کی جانب دیکھا تھا جو حیا سے سرخ ہوتا اسے بے حد حسین لگ رہا تھا ۔

رابعہ بیگم چاند کو بیف سوپ پلانے لگیں کیونکہ وہ نازک سی جان بے حد کمزور ہو رہی تھی ۔

"خوش رہوں میری بچی ۔"

زمان شاہ نے اس کے سر سے کہیں نوٹ وارتے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے ۔

چاند کو اپنے خلق میں گھلتی ابھرتی محسوس ہوئی تھی بھلا اتنی محبت اتنا مان کب ملا تھا اس نازک سی پری کو ۔

"رونا نہیں گڑیا تم بھی میری نور سی ہو ہمارے لیے ہے نہ رابی ۔"

وہ اس کی آنکھیں نم ہوتے دیکھ ہنوز انداز میں بولے تھے رابعہ بیگم نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

وجدان شاہ نے اپنے چاند کی آنکھیں نم دیکھ چہرہ موڑتے خود پر ضبط کیا تھا وہ کیسے دیکھتا اپنے چاند کی آنکھوں میں نمی ۔

"ہٹو تم لوگ میرے بیٹی کو رلا دیا ۔"

سلطان شاہ نے غازیان کو انا اور حدید کو تھماتے مصنوعی ڈپٹ کہا تھا ۔

جس پر وہ مسکرائے۔ سلطان شاہ نے اس کے قریب بیٹھتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا ۔

"بس میری بیٹی رونا نہیں ہم سب ہی آپ کے اپنے ہیں۔ پہلے کی غلطیوں اور لاپرواہیوں کی ہم معافی مانگتے ہیں ۔"

وہ پشیمانی سے بولے چاند نے نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلاتے ان کے ہاتھ تھامتے اپنی پیشانی سے لگائے تھے ۔

"ایسامت کہیے باباسائیں۔۔آپ میرے لیے بے حدافضل ہیں۔آپ پشیمان نہ ہوں پلیز ۔"

وہ نازک سی پری کہاں ایساچاہ سکتی تھی سلطان شاہ نے مسکراتے اسے اپنی حصار میں لیتے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا ۔

اب بس بھی کریں یار ہمیں بھی سنٹی کریں گے اب ۔"

زوار شاہ نے اکتائے انداز میں کہاتو سب مسکرادیے ۔

★★★★★

"خان یہ کتنا پیارا اور سوفٹ ہے ۔"

وہ غازیان شاہ کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتی مسکاتے ہوئے بولی تھی ۔

"بلکل میرے دلبر۔۔اور انشاللہ جلد ہی ہمارا پیارا سا بے بی بھی چار ماہ میں ہمارے پاس ہو گا ۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتا اس کے پہلو میں اپنی انگلیوں کو رقص دیتا گھمبیر تا سے بولتا اس کی جان نکال گیا ۔

"خ۔۔۔خان اپنی بے شش۔۔۔شرمی پر قابو رکھیں ۔"

وہ بمشکل اپنی سانسوں کو عتدل پر قائم رکھتی دانت پیستے بولی تھی ۔

جو کچھ زیادہ ہی فری ہو چکا تھا۔پل پل اس کی جان ہلکان کیے رکھتا کبھی کبھی تو اس کا دل چاہتا وہ اس کے کھانے میں نیند کی گولیاں ملا دیا کرے ۔

تاکہ کچھ تو اس شخص کی ہڈی میں چین ہو۔ورنہ نہ تو وہ خود سکون کرتا نہ اسے لینے دیتا تھا ۔

"میرے دلبر اس میں بے شرمی کہاں ہے ۔"

وہ اس کے پیٹ پر اپنی گرفت کرتا اس کہ پشت خود سے لگا گیا ۔

وہ دھل اٹھی۔اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔پر اس بندے کو کون سمجھاتا ۔

"سر ڈنر ریڈی ہے ۔"

جین نے روم میں داخل ہوتے اطلاع دی تھی۔ کھانے کا انتظام اوپر ہی ڈائنگ ہال میں کیا گیا تھا ۔

"جین قادر کو بلا کر لائیں مجھے اس سے کچھ ضروری بات کرنی ہے ۔"

وجدان شاہ نے نرمی سے کہا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی باہر کی جانب بڑھی تھی ۔

سب ڈائنگ ہال کی جانب بڑھے تھے جبکہ چاند کو دوا دیتا وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اس کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا ۔

ایک نظر اپنے شہزادہ کی جانب ڈالی جو اپنی کانچ سی سرمئی آنکھوں سے ٹکر ٹکر اسی کی جانب دیکھ رہا تھا ۔

اس نے آنکھوں کے ساتھ ساتھ بالوں کا سیاہ رنگ بھی اپنی ماں سے چرایا تھا ۔

وجدان شاہ کو اس پر بے تحاشا پیار آیا تھا تبھی جھکتے اس کی آنکھوں پر لب رکھے تھے چاند کے لب مسکرائے تھے اپنے سائیں کے پیار کرنے کے انداز پر ۔

"بابا کی جان میرا شہزادہ ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھتا۔ محبت آمیز لہجے میں بولا تھا ۔

غازیان شاہ کے لبوں پر تبسم سا بکھرا تھا شاید اسے اپنا باپ بے حد پسند آیا تھا تبھی اس کے لمس پر وہ مسکراتا تھا ۔

چاند نے خوش گوار خیرانی سے منظر تکا تھا کیونکہ وہ بے حد شانت سا بچہ تھا رات بھی ذرہ نہیں رویا تھا۔ سکون سے سوتا رہا ۔

"سائیں یہ اتنا شانت کیوں ہے ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی ۔

"کیونکہ میرا غازی اچھا بچہ ہے جانتا ہے اپنی مام کو تنگ نہیں کرنا۔ کیونکہ اس کے لیے اس کے بابا سائیں ہر وقت اویلیبل ہے جان سائیں ۔"

وہ شریر انداز میں اس کی جانب تکتا جھکتا ایکدم سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتا دور ہوا تھا ۔

وہ اس اچانک افتاد پر بوکھلاتی گلال ہوئی تھی۔ ہڑبڑا کر اپنے بیٹے کو دیکھا تھا جو انھیں کو دیکھ رہا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں غاز دیکھ رہا ہے آپ کتنے بے شرم ہیں میرے بیٹے کو بھی ایسا بنانا چاہتے ہیں ۔"

وہ سر تا پاؤں سرخ رنگ میں نہاتی خفگی سے بولی تھی وجدان شاہ کا قہقہہ بے ساخت تھا ۔

"بلکل جان سائیں۔۔۔بیٹا باپ پر ہی جاتا ہے اور میرا غازی عاشقی میں مجھ سے بھی چار ہاتھ اوپر ہو گا ۔"

وہ فخریہ انداز میں بولتا اس کی کالر بون جھکتا وہاں ہلا سا بائٹ کرتا اسے پور پور ہلا کر رکھ گیا ۔

"سائیں ۔"

وہ چلائی تھی۔ وہ ایک بار پھر سے مسکراتا غازیان شاہ کو سائڈ پر ڈالتا اس ہر جھکا تھا ۔

جو اس کے قریب آنے پر لرزتی پلکوں کو جھکائے کپکپاتے لبوں کے ساتھ پھر سے اس کا دل بے ایمان کر رہی تھی ۔

"کیسے مدہوشی غالب نہ آئے میرے چاند۔۔آپ سے زیادہ نشہ تو کبھی مے خانے کے جام میں بھی محسوس نہ ہوا وجدان شاہ کو ۔"

وہ اس کی تھرتھراتی پنکھڑیوں کو تکتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا آنکھیں عشقیہ خمار سے سرخ ہونے لگیں تھیں ۔

چاند کو اپنا دل سینے کی دیواروں سے سر ٹینچتا محسوس ہوا تھا۔یہ ساحر اپنی باتوں اپنے لمس سے اسے کہیں کا نہیں چھوڑتا تھا ۔

وہ تو پہلے ہی اس کی دیوانی تھی مزید کیا چاہتا تھا وہ ۔

وہ بے صبر سا ہوتا اس کے لبوں کے کناروں پر اپنے لمس کی پھوار کرتا جیسے ضبط سے مر جانے کو تھا ۔

اور یہ بات اس کی بانہوں میں موجود اس کا چاند اچھے سے جانتا تھا۔ تبھی اس کی گردن میں بانہیں حائل کرتی وہ گستاخی کر گئی جس کی وجدان شاہ کو قطعی آمید نہیں تھی ۔

وہ نازک و گلداز لمس کی خوشبو اپنی سانسوں میں گھلتی محسوس کر وہ پل کو تھم سا گیا ۔

اسے اپنے ارد گرد سے ہر چیز تحلیل ہوتی محسوس ہوئی تھی چاند اپنے لبوں پر مونچھوں کی چھبن محسوس کرتی کپکپاتی آنکھیں میچ گئی ۔

وہ یہ جان لیوا جرت کر تو گئی تھی پر اب جان جیسے وجود میں ناپید ہوئی تھی۔ پورا وجود نم ہونے لگا تھا ۔

اس سے پہلے کے وہ رخ پھیرتی اسے اس آبِ شیریں سے لمس سے محروم کرتی وہ اس کا چہرہ تھامتا جاذب انداز سے اس کی محملی سانسوں کو اپنی تحویل میں لیتا ذرہ سی نرمی و شدت سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو اپنی پر حدت جنبش میں لیتا اسے بے بس کر گیا ۔

چاند بنا مزاحمت کیے آنکھیں موندے اپنے محبوب شوہر کی گردن میں اپنی بانہوں حائل کیے اسے خود کو جی بھر کے سیراب کرنے کی اجازت دے گئی ۔

جس پر وہ پاگل شہزادہ بے صبر سا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کرتا اسے خود سے قریب تر کرتا جنونی ہونے لگا تھا ۔

پر انداز میں نرمی ہنوز قائم تھا جو چاند کی جان نکال رہی تھی پر وہ خود کو زلزلوں کی زد میں دیے بنا مزاحمت کے آنکھیں موندے پڑی رہی ۔

سانسیں بھری طرح سے ٹوٹنے لگیں تھی وجود بے جان سا ہونے لگا تھا جب وہ اس کا وجود ڈھیلا محسوس کرتا ایکدم سے ہوش میں آیا تھا ۔

وہ اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس سے دور ہوا تھا۔ دونوں کی سانسیں بھری طرح سے بکھریں تھیں ۔

وہ اس کی گرفت سے نکلتی گہرے گہرے سانس بھرتی غازیان شاہ کو خود میں بھینچتی اس کی جانب سے رخ موڑ گئی ۔

وجدان شاہ نے مخمور نظروں سے اس نازک سی پری کو دیکھا تھا جو اس کی وجہ سے اپنی جان ہلکان کر بیٹھی تھی ۔

"آپ کا سائیں اس عنایت پر قربان میرے چاند ۔"

وہ جھکتا اس کی سماعت میں سرگوشی کرتا وہاں سے نکالتا چلا گیا ۔

چاند کے پورے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھنے لگیں تھیں اس کی جان لیوا سرگوشی پر۔ وہ آنکھیں میچتی اپنے دل کو سنبھالنے کی تگ و دو میں جت گئی ۔

"آپ کے بابا بہت خراب ہو گئے ہیں غاز ۔"

وہ لرزتی آواز میں بولی تھی۔ جس پر وہ ننھی سی جان مسکرایا تھا ۔

چاند نے خیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ کیا وہ اس کی بات سمجھا تھا ۔

★★★★★

"قادر اگر بڑے بھائی کے رشتے سے میں تمھارے لیے کوئی فیصلہ کروں تو کیا تمھیں قبول ہو گا ۔"

وہ سب کھانے سے فارغ ہوئے ہال میں موجود تھے جب وجدان شاہ قادر سے محاطب ہوا تھا ۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں سر حکم کریں ۔۔"

وہ عاجزی سے بولا تھا۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے جبکہ باقی سب اشتاق میں تھے آخر بات کیا ہے ۔

"دراصل میں چاہتاہوں کہ تمھاری شادی کردی جائے اب اٹھائیس کے ہو گئے ہو زووی شاہ بھی گھوڑی چڑ گیا اب تمھاری بھی ہو جانی چاہیے ۔"

وہ پر سکون انداز میں بولا تھا جین کا دل بری طرح سے کپکپایا تھا ۔

"جیسا آپ کا حکم ۔"

وہ سر کو خم دیے بنا کسی مزاحمت کے بولا تھا۔ سب مسکرائے تھے ۔

"کیا تم کسی کو پسند کرتے ہو قادر ۔"

سوال دلچسپ تھا سب کے لیے سوائے قادر اور جین کے ۔

کیونکہ ایک کا دل ساکت تھا تو دوسرے کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"نہیں سر ۔"

روبوٹک انداز میں بولا تھا۔ نور اور انا کے چہرے پر مایوس کن تاثرات ابھرے تھے ۔

"پھر ۔"

وجدان شاہ نے آبرو اچکائے اس کے جواب پر۔ قادر کی آنکھوں کے سامنے ایک معصوم سی گڑیا لہرائی تھی اس کی جزبوں سے لبریز سیاہ آنکھیں لہرائیں تھیں ۔

"جہاں آپ چاہیں گے کرلوں گا ۔"

وہ اپنے خیالات جھٹکتا ہنوز انداز میں بولا تھا۔ جین کو لگا اس کی سانسیں رک جائیں گی۔

کیا وہ شخص اس کی آنکھیں میں اپنے لیے ابھرتے جزبات بھی دیکھ نہیں پایا تھا۔ اسے ہوا میں آکسیجن کی کمی ہوتی محسوس ہوئی ۔

"ٹھیک ہے زوار شاہ کل شام کو دلہا میاں کو ریڈی کر کے لے آنا ۔

ہم بھی اسے ایک پیاری سی لڑکی سونپ کر اس ہر احسان کر دیں گے جیسے یہ شادی کر کے احساس کرنے والے ہیں جناب ۔"

وجدان شاہ نے زوار شاہ کو حکم دیتے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔ جین خاموشی سے الٹے قدم لیتی کچن کی جانب بڑھی تھی ۔

"ایسا نہیں ہے سر ۔"

وہ وجدان شاہ کی ناراضگی پر تڑپ اٹھا تھا ۔

"شکل گم کرو قادر ۔"

وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔ جس پر وہ سر جھکائے وہاں سے نکلا تھا پر جاتے جاتے غیر ارادی طور پر نظریں کچن کی جانب اٹھیں تھیں ۔

جہاں وہ سیاہ آنکھیں والی لڑکی منہ پر ہاتھ رکھے ایک ہاتھ سے سلیپ تھامے بنا آواز کے رو رہی تھی ۔

پہلی بار قادر کا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا پر اپنے دل کے درد پر سخت بنتا وہاں سے نکلتا چلا گیا ۔

"گڈ نائٹ ایوی ون۔ آپ سب اب آرام کریں صبح کافی مصروف دن گزرنے والا ہے ۔"

وجدان شاہ سب سے گویا ہوا تھا۔ وہ سب بھی کافی تھکے ہوئے تھے تبھی اپنے اپنے منتخب کردا کمروں کی جانب چل دیے ۔

"آرام سے دلبر سائیں ۔"

اناروم میں داخل ہوتی قالین میں پاؤں پھنسا بیٹھی پر اس سے پہلے کہ وہ گرتی حدید خان نے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے اسے خود میں بھینچ لیا ۔

اناکا نازک سا دل بری طرح سے لرز اٹھا۔اگر وہ ابھی گر جاتی تو ۔

خوف کے مارے ہاتھ بے ساخت پیٹ کی جانب گیا تھا جہاں وہ ننھی سی جان سانس لی رہی تھی ۔

آنکھیں تیزی سے نم ہونے لگیں تھیں ۔

"خ۔۔۔خان ۔"

وہ سسکتی اسے پکار گئی۔حدید خان اسے بانہوں میں بھرتا بیڈ پر لے آیا تھا ۔

"ہشش۔۔۔میرے دلبر کچھ نہیں ہوا ۔"

اس کے نازک سے وجود کی لرزش محسوس کرتا وہ اسے خود میں بھینچ گیا ۔

"مم۔۔۔میں گرنے وو۔۔۔والی تھی ۔"

وہ بمشکل بولی تھی۔دل جیسے اس خوف سے ہی بند ہونے کو تھا ۔

"آپ کو تھامنے کے لیے آپ کا خان ہے نہ میری خانم ۔"

وہ اسے خود سے بھینچتا اسے کام کرنے لگا جو نہایت خوف زدہ ہو چکی تھی ۔

"مم۔۔۔میں مر جاتی خان اگر ہمارے بچے کو کچھ ۔"

وہ خوف سے کانپتی آواز میں بول رہی تھی کہ حدید خان نے اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتا اس کی گستاخ زبان کو لگام ڈالی تھی ۔

خوف سے کپکپاتی نازک سی پنکھڑیوں کو خود میں چنتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں جزب کرنے لگا ۔

بے حد جنونیت سے اس کے لمس کی ہر سلوٹ کو سنوارتا وہ اسے زلزلوں کی زد میں دے گیا ۔

جنونیت شدت کا روپ دھارتی اس نازک پری کی جان نکالنے لگی تھی۔ وہ پاگل دیوانہ بنا اس کی سانسوں کی خوشبو پوری شدت و دیوانگی سے خود میں منتقل کرتا اسے پور پور سہمنے پر مجبور کر گیا ۔

وہ نازک جان گھٹتی سانسوں اور اپنے پہلو میں اٹھتے شور سے گھبراتی لرزتی سختی سے آنکھیں میچ گئی ۔

کیونکہ رہائی ممکن نہیں تھی۔آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرے تھے۔

تبھی وہ ہوش میں آتا اس نازک جان کی سانسوں کو رہائی دیتا اس سے دور ہوا تھا

۔

وہ گہری گہری سانسیں بھرتی نڈھال سی ہو رہی تھی ۔

"آپ کی زبان بے حد گستاخ ہو گئی ہے دلبرا ۔"

وہ اس کے نچلے لب کو انگوٹھے سے دباتے مدھوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

انا کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

یہ شخص کس قدر شدت پسند ہو جاتا تھا اس کے معاملے میں۔ کیا وہ بھول جاتا تھا اس کی جان لیوا شدتیں کس قدر بے رحم ثابت ہوتی تھیں اس کے لیے ۔

"ایسا کک۔۔۔ کون کرتا ہے ۔"

وہ اپنی سانسیں کچھ بحال ہونے پر شکوہ کناں نظروں سے اس ظالم کی جانب تکتی بولی تھی ۔

"حدید خان ۔"

وہ کمال ڈھٹائی سے بھولتا اسے تکیے پر ڈالتا اس ہر سایہ فگن ہوا۔ انا کی جان ہوا ہوئی تھی ۔

"خ۔۔۔خان ۔"

اسے اپنی کالر بون پر جھکتا محسوس کر وہ بری طرح سے کپکپائی تھی دل یکبارگی سے دھڑا تھا ۔

جی میری جان ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے گلاب چہرے کو تکتا بولا تھا جو ماں بننے کے مراحل سے گزرتی انتہائی خوبصورت ہو گئی تھی ۔

"میں تھک گئی ہوں ۔"

وہ منہ بناتی لاڈ سے بولی تھی۔ حدید خان کو اپنا دل ہاتھوں میں نکلتا محسوس ہوا ۔

"ایک ہی دل ہے اس بندہ ناچیز کے پاس اپنے ان ناز و ادا سے اسے کتنی بار لوٹیں گی دلبرا ۔"

وہ اس کی جاء لائن پر ناک ٹریس کرتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا۔انا کو اپنی سانسیں بھاری ہوتی محسوس ہوئیں ۔

"آپ جج۔۔۔جان نکال دد۔۔۔دیتے ہیں ۔"

بمشکل لڑکھڑاتے لہجے میں بولا تھا۔حدید خان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

"یہ جان کس کی ہے ۔"

مخمور لہجے میں دریافت کرتے وہ اس کی ٹھوڑی پر لب دانتوں کا دباؤ دے گیا۔ وہ سسکی تھی ۔

"آ۔۔۔آپ کی ۔"

بمشکل جواب دیا تھا اپنا من پسند جواب پاتے وہ مسرور ہوا ۔

"تو پھر گریز کیسا، جان بھی میری، دلبر بھی میرا اور اس کا دل بھی میرا ۔"

ہر الفاظ پر شدت بھرا لمس چھوڑتا وہ انا کو ہلکان کرنے کا سامان کر رہا تھا ۔

جس قدر اس کے لمس میں شدت تھی اتنی ہی شدت لفظوں میں بھی تھی۔ انا یوسف کے لب سل گئے تھے ۔

وہ شرٹ ہٹاتا اس کے دل کے مقام پر پر شدت لمس چھوڑتا اس کی جان نکالنے لگا تھا جو بے چین ہوتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچتی گئی ۔

حدید خان بے لگام ہوتا ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا اس نازک سے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے ساتھ اسے بھی کسی کو جہاں میں لیے گم ہو گیا تھا ۔

★★★★★

"خوش ہے میرا دل ۔"

وہ چینج کر کے باہر آیا تو نور کو گلاس وال کے سامنے کھڑا دیکھ پیچھے سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا مدھم سرگوشی میں بولا تھا ۔

نور کے پورے وجود میں سرد لہر دوڑ گئی کیونکہ وہ شاور لیے نم نم سا اس سے آلپٹا تھا ۔

"آپ نے ٹھنڈے پانی سے شاور لیا شاہ ۔"

اسے فکر ہوئی کیونکہ یہاں موسم سرد تھا۔وہ بیمار ہو سکتا تھا ۔

"فکر نہیں کریں یہ ٹھنڈا پانی آپ کے شاہ کے جزبات کو سرد کرنے والا ہر گز نہیں میرے دل ۔"

وہ ایکدم سے اسے اپنی جانب گھماتے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائے چہرہ اوپر کو کرتے جاء لائن پر پر شدت لمس چھوڑا تھا ۔

وہ نازک جان بری طرح سے کپکپائی تھی دل تو پہلے ہی باغی رہتا تھا اس کی ذرہ سی قربت پر اب بھی سرکش ہوتا سرپٹ دوڑنے لگا ۔

وہ اپنی شدت بھری آگن سے اس نازک جان کو سلگاتا بیوٹی بون تک آیا تھا ۔

نور کو اپنے ٹانگوں پر کھڑا رہنا مشکل لگا ۔

"شش۔۔۔شاہ۔"

بمشکل پکارا تھا ۔

"جواب نہیں دیا ۔"

وہ اس کی پکار کو نظر انداز کرتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا دانتوں کا دباؤ دیتا اپنے سوال پر جواب طلب ہوا ۔

"آپ۔۔ تھوڑا سس۔۔۔سانس تو لینے دیں ۔"

وہ اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی بولی تھی زوار شاہ کی آنکھوں میں خمار مزید گہرا ہوا تھا ۔

"اتنا نازک سا ہے میرا دل، اور دل کہاں لگا لیا ۔"

وہ اس کے لہو چھلکاتے عارضوں کو پر شدت انداز میں چومتا گھمبیر تا سے بولا ۔

نور کو اپنے وجود میں سنسنی خیز لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں وہ سچ میں بے حد نازک تھی۔اور وہ بلا کا بے رحم ۔

"آپ اا۔۔۔اتنے ظالم کیوں ہیں ۔"

وہ اس اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے اس کی بات پر ۔

"عشق اتنا معصوم کہاں ہوتا ہے میرے دل ۔"

وہ اس کے چہرے کے کناروں پر لب رکھتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

نور کو لگا جیسے اسے انگارے چھو رہے ہوں۔ پورا وجود سلگنے لگا تھا ۔

"ہم بھی تت۔۔۔ تو عشق کرتے ہیں آ۔۔۔ آپ سے۔ ہم تو ظالم نن۔۔۔ نہیں ننتے ۔"

بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان بمشکل بولی تھی زوار شاہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار مزید کستے اسے خود سے قریب تر کیا تھا ۔

وہ نازک سی پری سانسیں روک گئی ۔

"تو کریں نہ ظلم میرے دل میں تو منتظر ہوں ۔"

وہ اس کے بالائی لب کو انگوٹھے کی مدد سے دباتے مدھوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

"ہہ۔۔۔ ہم آپ جج۔۔۔ جیسے بے شرم نہیں ہیں ۔"

وہ لرزتی پلکیں عارضوں پر گرائے حیا آمیز لہجے میں بولی تھی ۔

زوار شاہ اپنا دل تھام گیا ان جان لیوا اداؤں پر ۔

"تو بن جائیں بے شرم میرے دل ۔

وہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتے اسے اوپر کو اٹھاتا اپنے مقابل کر گیا

۔

وہ سہمی تھی جانتی تھی اب وہ اس جان مشکل میں ڈالنے والا تھا ۔

"شاہ ہمیں بھی بے بی چاہیے ۔"

وہ اس کا دھیان بھٹکانے کو اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی فرمائشی انداز میں بولی تھی ۔

اس کی بات پر زوار شاہ کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ بکھری تھی ۔

"اوکے لیکن پہلے میں اپنے بے بی کو تو بڑا کر لوں ۔"

وہ جھکتا اس کے رخسار پر ابھرتے گھڑوں پر اپنے لب شدت پسندی سے رکھتے خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"پپ۔۔۔پر ہم بڑے ہو گئے ہیں شاہ ۔"

وہ بمشکل اس کے دہکتے لمس پر اپنی باغی ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالے بولی تھی ۔

"وہ تو مجھے بھی لگتا ہے جب جب آپ اپنے شاہ کی پناہوں میں بکھرتی ہیں ۔"

مدہوشی سے بولتا وہ جھکتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ پر بے قابو ہونے لگا تھا ۔

جواس کی بے باک سرگوشی پر وہ پہلے ہی بے جان ہونے لگی تھی ۔

"شاہ ۔"

اس کے سینے پر پر دباؤ دیتے وہ اسے خود سے دور کرنے کی سعی کرتی سہمتی پکار گئی ۔

جبکہ وہ پاگل دیوانہ اس کے انگوری لبوں کی جنبش پر بے صبری سے جھکتا انھیں اپنی شدت بھری جنبش میں لیتا اسے خود سے قریب تر کر گیا ۔

وہ بری طرح سے کپکپاتی مچل اٹھی تھی اتنی شدت پسندی پر ۔

وہ ہمشیہ کی طرح اس قدر پاگل ہو چکا تھا کہ بنا اس کی نازک جان کا خیال کیے وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر تا بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

نور نے سختی سے آنکھیں میچتے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا تھا جو اس کی نازک سی کمر پر اپنے کھردرے ہاتھوں کو گردش میں لائے اس کی فراک کی زپ ایک جھٹکے سے کھول گیا ۔

وہ بن آب کی مچھلی کی مانند تڑپ اٹھی۔وجود زلزلوں کی زد میں در آیا ۔

اپنی دہکتی انگلیوں کا رقص اس کی شاخ گلاب سی کمر کے خم و بل کرتا اس کی جان نکالنے لگا تھا ۔

نور کو لگا جیسے اس کی رگوں میں خون کی جگہ لاوا دوڑنے لگا ہے۔اپنی کیفیت سے گھبراتے اور کچھ سانسوں کی تنگی پر آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں ۔

وہ نرمی سے اس کی سانسوں کی آزادی دیتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا اس کے شانوں سے شرٹ سرکا گیا ۔

وہ جو پہلے ہی سانسوں کی بے ترتیب پر نڈھال تھی اس شخص کی جان لیوا حرکتوں پر تڑپ اٹھی ۔

"شش۔۔۔شاہ پلیز۔۔ہمیں سس۔۔۔سانس۔"

وہ بے بسی سے لرزتی آواز میں بولتی اس کے سینے کے بالوں کو مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

اس کے گلدازہاتھوں کا لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے زوار شاہ کے وجود میں لہو کی مدہوشی و جنونیت سرایت کرنے لگی تھی ۔

"میرے بے بی کو بے بی نہیں چاہیے کیا ۔"

وہ اس کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا اس کے ایک ایک پورے پر لب رکھتا دلکش انداز میں تھا ۔

"چچ۔۔۔چاہیے پر ۔"

وہ بمشکل بولی تھی پر اس سے پہلے کے وہ اپنے الفاظ مکمل کرتی وہ اس کے نازک سے لبوں پر انگوٹھا رکھتا اسے خاموش کروا گیا ۔

"بس اس سے آگے میں ہوں نہ میرے جان دل ۔"

وہ اس کی ہتھیلی پر لب رکھتا وائس کمانڈ سے لائٹس گل کرتا اس کی شہ رگ پر جھکتا جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا ۔

وہ آنکھیں میچتی بھاری ہوتی سانسوں کو سنبھالتی آنکھیں میچتی گئی۔ وہ پوری شدت سے شہ رگ سے بیوٹی بون پر کا سفر کرتا بے حد شدت پسندی کا مظاہرہ کرنے لگا تھا ۔

تبھی وہ نازک جان سہمتی اس کی پشت پر ناخن گھاڑتی اس کی جان لیوا حدوں کو برداشت کرنے کی خود میں ہمت جمع کرنے لگی ۔

★★★★★

صبح کی پر نور روشنی کے ساتھ ساتھ شاہ پیلس پر ایک بار پھر سے خوشیوں کا سماں اترا تھا ۔

ہر کوئی خوشی سے چہک رہا تھا سوائے جین اور قادر کے۔ جین تو پورا رات سے رو رو پر پاگل ہو رہی تھی۔

اب بھی سوجی آنکھوں کے ساتھ کچن کا کام دیکھنے میں مصروف تھی لیلی اور ٹینا بھی اس کے ساتھ ساتھ تھیں ۔

بہت بار پوچھنے پر بھی اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ بس یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس کے سر میں درد ہے اب تو وجود میں حرکت سی محسوس ہو رہی تھی ۔

جبکہ قادر تو جیسے پتھر سا ہو گیا تھا وہ شکوہ کناں نم آنکھیں اس کا دل نوچ رہیں تھیں ۔

وہ سنجیدہ سی پیاری سی لڑکی جو پہلے ہی تکلیفوں کی ماری ہوئی تھی وہ اس کے ساتھ ایسا ظلم کیسے کر سکتا تھا ۔

پر اب وقت نکل چکا تھا اس کی ہمت نہ تھی وجدان شاہ کے سامنے بولنے کی ۔

زوار شاہ اسے سلون لے کر آیا تھا۔ آدھے گھنٹے میں اس کا نکاح تھا اور وہ جانتا تک نہ تھا وہ کون تھی جو اس کی ہمسفر بننے جا رہی تھی ۔

جب وہ پری نہیں تو کوئی بھی ہوتی کیا فرق پڑتا تھا ۔

ارے واہ قادر بھائی آپ تو آج بڑے چمک رہے ہیں لگتا ہے بھابھی تو آپ کو دیکھتے ہی فل فلیٹ ہو جائیں گی ۔"

لاوچ میں داخل ہوتے ہی بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس قادر کو تکتے حدید خان نے اس کے گرد گھومتے ششکے سے بولا تھا ۔

جس پر وہ بنا کچھ بولے سر جھکا گیا ۔

دوسری جانب نور اور انا کے ساتھ ساتھ ایک بیوٹیشن قادر کی دلہن سوہا کو میک اوور کرنے میں مصروف تھیں ۔

"باہر آپ کے دولہا میاں آچکے ہیں دلہن صاحب اور بلا کے ہینڈسم لگ رہے ہیں ۔"

ٹینا نے روم میں آتے چہکتے ہوئے کہا تھا سوہا کے چہرے پر گلال بکھرا تھا ۔

وہ اس وقت روائتی دلہنوں کی طرح فل میرون لہنگا زیب تن کیے زیورات سے سجی خوبصورت میک اوور میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

اس کی دودھیا رنگت بے حد کھل رہی تھی دلہن کے لباس میں۔بے شک اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا ۔

"تو ہماری دلہن کسی سے کم ہیں کیا ٹینا آپی ۔"

نورا اتراتے بولی تھی ۔

"آہاں۔۔۔بے شک ہماری دلہن کو دیکھ آج قادر بھائی اپنا دل تھام لیں گے ۔"

اناسوہا کو تکتی مغرور انداز میں بولی تھی ۔

"آ گیے۔۔۔مولوی صاحب آ گیے ۔"

لیلی نے تیزی سے آتے اطلاع دی تھی۔ سوہا کا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھی تھیں ۔

سوہا کا چہرہ ڈھانپتے وہ چاروں کچھ فاصلے پر ہو گئیں۔ تبھی وجدان شاہ اندر آیا تھا ۔

اور پھر مولوی صاحب جو اندر آنے کا کہا جن کے ساتھ حدید خان زوار شاہ اور سلطان شاہ بھی تھے گواہ کے طور پر ۔

"سوہا جوزف والد جوزف سمتھ آپ کا نکاح قادر حفیظ والد حفیظ عالی سے طے پایا ہے کیا آپ جو قبول ہے ۔"

قاضی صاحب دریافت کیا تھا۔ سوہا کا دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا ۔

سلطان شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ تبھی وہ اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتی قبول کر گئی ۔

"قق۔۔۔ قبول ہے ۔"

بمشکل بولا گیا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں نکاح کی رسومات ادا کرتے وہ باہر نکلے تھے قادر نے بھی دل پر پتھر رکھتے قبول کیا تھا ۔

دل کہی ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا۔ کاش کے وہ اپنے دل کی پہلے سن لیتا ۔

چاند ڈل گولڈن شائنی گاؤن پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں اپنے شہزادے کو اپنی گود میں لیے رابعہ بیگم کے ساتھ صوفے پر براجمان تھی ۔

جو اس وقت بلو کلر کے بلینکٹ میں لپٹا سونے میں مصروف تھا ۔

چاند کا خوشی سے چمکتا چہرہ دیکھ سب ہی اس کی بار بار بلائیں لے رہے تھے ۔

★★★★★

"آج بڑا پیار الگ رہا ہے میرا چاند۔ کیا قتل کرنے کا ارادہ ہے اپنے سائیں کا ۔"

وہ اس کے پاس براجمان ہوتا اس کی پیشانی پر لب رکھتا گویا ہوا تھا ۔

چاند ہڑ بڑاتے ارد گرد تکتی اس کے سینے پر ٹھہر رسید کر گئی۔ وجدان شاہ اپنا دلبرانہ انداز میں اپنا دل تھام گیا ۔

"ہائے میرے سرکار اب آپ تشدد کریں گی اپنے سائیں پر ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتا اس کی پشت پر لب رکھتا لوفرانہ انداز میں بولا تھا چاند نے خیرانی سے اپنے سائیں کی ٹون کو دیکھا ۔

"سائیں آپ ایسے کیسے ہو رہے ہیں ۔"

وہ آنکھوں میں خیرانی لیے اپنا ہاتھ کھینچتی بولی تھی۔وہ ایسا تو نہیں تھا ۔

عشق نے ہمیں نکما کر دیا میرے چاند

ورنہ آدمی ہم بھی کام کے تھے

وہ اس کے دلکش چہرے کو تکتا مدہوش کن لہجے میں بولا تھا ۔

"آہم۔۔۔ برخوردار کیا امریکہ میں قیام پذیر ہوتے ہی ساری شرم ولحاظ بھول گئے ۔"

سلطان شاہ نے وجدان شاہ کی جانب تکتے میٹھا سا طنز کیا تھا ۔

وجدان شاہ خجم سا ہوتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔زمان شاہ بھی ان کی جانب آتے مسکرائے تھے ۔

"بابا سائیں اب اگر شرم ہی کرتا رہتا تو آج آپ ایک عدد پوتے کے دادا کیسے بنتے ۔ ۔ ۔"

وہ ایکدم سے رنگ بدلتا سنجیدگی سے بولتا سلطان شاہ کو خجم ہونے پر مجبور کر گیا۔۔چاند کو چھپنے کی جگہ نہ ملی ۔

جس پر وہ نفی میں سر ہلاتے چاند کی گود سے اپنے شہزادے کو اٹھا گئے ۔

"آجاؤ دادا کی جان ۔"

اس کی پیشانی چومتے اسے لیے باہر کو بڑھے تھے۔ کیونکہ آج خوش قسمتی سے بہت دن بعد دھوپ نکلی تھی ۔

وہ سر جھکائے زمین کو گھورنے لگی ۔

"جان سائیں میں یہاں ہوں آپ کسے نہار رہی ہیں ۔"

وہ اس کی نازک سی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے انگلی رکھتا اس کا چہرہ اوپر کو اٹھاتا مجنو بانہ انداز میں بولا تھا ۔

"آپ بے شرم ہو گئے سائیں ۔"

وہ اسے خفگی سے گھورتی بولی تھی۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

وہ اس دلکشی کے پیکر کی حسین آنکھیں کے وار سے بہکا تھا ۔

"محبوب اتنا قاتل ہو تو عاشق بے شرم ہو ہی جاتا ہے ۔"

وہ اس کے ہاتھ کی پشت پر رگوں ہوا اپنے انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے مخمور یت سے بولا تھا ۔

وہ اس کے لمس اور عمل پر سمٹی تھی ۔

"بھیو جانی ۔۔"

نور نے ان کی جانب آتے اسے پکارا تھا وہ دھیرے سے اپنے چاند کا ہاتھ چھوڑتا اپنی گڑیا کی مانند متوجو ہوا ۔

"جی بھیو کی شہزادی ۔"

وجدان شاہ کے لہجے میں دنیا جہاں کی شیرینی در آئی تھی۔وہ اس کے قریب آتی ٹک گئی ۔

"ہمیں یہاں بہت سارا گھومنا ہے ۔"

وہ فرمائشی انداز میں بولی تھی۔وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"جی میری گڑیا جیسا چاہیے گی ویسا ہی ہو گا میرے زوار شاہ سے کہتا ہوں وہ آپ کو پورا امریکہ گھمائے گا ۔"

وہ محبت و شفقت سے بولا تھا۔ جس پر وہ منہ بسور گئی۔ چاند دلچسپی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی ۔

"ہمیں نہیں جانا ان کے ساتھ۔ آپ ایسا کریں انھیں واپس بھیج دیں۔ حویلی میں بھی تو کسی کا ہونا ضروری ہے نہ بھیو جانی ۔"

وہ شروع سے منہ کے زاویے بناتی آخر میں چمک کر بولی تھی۔ کیونکہ اس شخص نے شادی کے شروع دن سے اس کا جینا مشکل کر رکھا تھا ۔

مجال تھی جو ایک پل اسے سکون کا سانس لینے دیتا ۔

زوار شاہ جو شروع سے ہی اپنے دل کی باتیں ملاحظہ فرما رہا تھا اس کی بات پر آبرو اچکا گیا ۔

"ارے ایسا کیوں میرا بچہ۔ کیا زووی نے آپ سے کچھ کہا۔ کیا ڈانٹا آپ کو یا کوئی بات نہیں مانی۔"

وہ خیرانی سے بولتا آخر میں سخت انداز میں دریافت کرنے لگا۔ چاند نے بھی متجسس انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"بھائیو جانی آپ سمجھیں نہ۔ ہمیں ان کے ساتھ نہیں جانا۔ ہمیں آپ کے ساتھ جانا ہے ۔"

وہ روہنسا ہوئی تھی۔ زوار شاہ نے مٹھیاں کسیں تھیں ۔

"نور ذرہ بات سنیں گی میری، میرے دل ۔"

شیریں لہجے میں اسے پکارا تھا۔ نور کی زبان کو بریک لگی تھی ساتھ ہی پورے وجود کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔

اگر اس سمندری کریکن نے اس کی باتیں سن لی ہوئیں تو ۔

"جج۔۔۔جی شاہ ۔"

وہ بمشکل اپنے خوف پر قابو پاتی بولی تھی چاند نے اپنی ہنسی ضبط کرنے کو ہونٹ اندر کو موڑے تھے کیونکہ وہ زوار شاہ کو پہلے ہی دیکھ چکی تھی ۔

"میرا وولٹ نہیں مل رہا کیا آپ مجھے ڈھونڈ دیں گی میری جان ۔"

وہ زبردستی مسکراتا ہنوز انداز میں بولا تھا۔ وجدان شاہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے اپنے بھائی کے انداز کو دیکھا تھا ۔

یقیناً وہ اپنی چھوٹی سی بیگم کی گوہر فشانی سن چکا تھا اور اب اندر بھانبھڑ جل رہے تھے کیونکہ چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا ۔

وہ اس کے طرزِ تخاطب پر شرم سے پانی پانی ہوئی تھی ۔

"وو۔۔۔وہ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا تھا شاہ ۔"

وہ ہمت کرتی بولی تھی ۔

"میرے دل اب وہاں نہیں ہے میں نے ڈھونڈا پر وہ نہیں ملا ۔"

وہ اس کی جانب آتا اس کا بازو تھامتا اسے لیے اپنے روم کو بڑھا تھا ۔

وجدان شاہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔وہ اپنے بھائی کی نور کے لیے دیوانگی سے اچھے سے واقف تھا ۔

چلیں میرے چانداب آپ کو بھی آرام کرنا چاہیے ۔"

وہ جھکتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔وہ سکون سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی

۔سوہا کو اس کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا ۔

★★★★★

اسے ہر طرف گھٹن ہو رہی تھی۔دل اندر جانے پر قطعی آمادہ نہیں تھا نظریں بار

بار انیکسی کی جانب اٹھ رہیں تھی ۔

جہاں آج بے حد خاموشی تھی لائٹ بھی آف تھی۔ وہ خود کو کسی کے نام کر رو گی تھا پر اب دل جیسے پھٹنے کو تھا ۔

اس پیاری سی لڑکی کی آنکھیں سے جھلکتی وارفتگیاں اب وہ کبھی دیکھ نہیں پائے گا ۔

کیونکہ وہاں اب شکوے بسیرا کرنے والے تھے ۔

رات کا ایک بج گیا تھا وہ کب تک باہر رہتا کبھی پیلس کے پہلو میں بنے خوبصورت سے گھر کی جانب بڑھ جو اس کا تھا ۔

ایسالگ رہا تھا جیسے زمین پر کانٹے اگ آئے ہوں۔اور وہ اس کی روح میں پیوست ہو رہے ہوں ۔

وہ بھاری دل اور بھاری قدموں کے ساتھ اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں وہ نازک سا وجود ابھی بھی بیڈ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا ۔

وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔اس کے جزبات کہیں اور وابستہ تھے تو اس کی بیوی کا کیا قصور تھا جو ابھی ہی تو اس کی زندگی میں شامل ہوئی تھی ۔

وہ بہت اصول پسند انسان تھا کسی کے ساتھ زیادتی کرنا اس کا شکوہ نہیں تھا ۔

وہ کوٹ اتار کر سٹینڈ پر ڈالتا اس کی جانب آیا تھا جو اس کے اپنی جانب بڑھتے ایک ایک قدم پر لرزتی خود کو سنبھال رہی تھی ۔

ورنہ دل تو جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔

وہ اس عروسی لباس زیب تن کیے وجود کے قریب براجمان ہوا تھا ۔

"اسلام و علیکم ۔"

بھاری آواز میں سلام کیا گیا تھا ۔

"وا علیکم اسلام ۔"

کپکپاتی آواز میں جواب دیا گیا۔ایک پل کو وہ مقابل وجود کی آواز پر چونکا ۔

اگلے ہی پل وہ ایک ہی جھٹکے میں اس نازک سے وجود کو اپنی جانب کھینچتا اس کے چہرے سے گھونگھٹ ہٹا گیا ۔

مقابل اس افتاد بوکھلاتی اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جھکڑ گئی ۔

جبکہ قادر جناب کو تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ ہوا۔ کیا وہ اس قدر اس کے ذہن پر سوار ہو گئی تھی کہ اپنی دلہن کے روپ میں بھی وہ اسے نظر آ رہی تھی ۔

تبھی آنکھیں میچتے پھر سے کھولتے یقین دھانی چاہی پر وہ غائب نہیں ہوئی تھی ۔

وہ وہی تھی۔ہاں وہ جین تھی پت وہ یہاں کیا کر رہی تھی اس کا نکاح تو سوہا نامی لڑکی سے ہوا تھا ۔

پھر ۔

اووہ اتنا غافل اور پاگل کیسے ہو سکتا تھا اس کے باپ کا نام جوزف سمتھ لیا تھا مولوی صاحب نے ۔

لیکن وہ سوہا کیسے۔۔اسے پے در پے جھٹکے لگے تھے ۔

"تم سوہا ۔"

وہ اس کے حسن کے قاتل واروں سے بمشکل خود کا بچاتا الجھا سا بولا تھا ۔

"ایک سال پہلے میں نے اسلام قبول کر لیا تھا تو وجدان بھائی نے میرا نام سوہا رکھا تھا ۔"

وہ اس کی پر تپش نظروں سے سلگتی بمشکل بولی تھی۔ قادر کو اپنے وجود میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا ۔

تبھی بنا کچھ کہے اسے پورا کھینچ کر اپنی گود میں کرتے اس کے نازک سے وجود کو خود میں بھینچ گیا ۔

سوہا کی دھڑکنیں ڈوب کر ابھریں تھیں۔پر ایسے کیسے وہ اس کے قریب آ گیا۔نہ اقرار نہ کوئی اظہار ۔

وہ خفا ہوتی اسے خود سے دور دھکیلنے لگی پر وہ فلحال مائل ہر گز نہ تھا۔ قادر اس گڑیا کی مہک خود میں جزب کرتا پور پور سرشار تھا ۔

وہ اس کی گرفت سے آزادی پانے کو بری طرح سے جھٹپٹائی تھی ۔

"پلیز میری جان کچھ پل تو اس احساس کو محسوس کرنے دیں کہ قادر کے حصے حسارہ نہیں آیا ۔"

وہ گھمبیرتا سے بولتا اسے خود سے قریب تر کرتا سوہا کو ایک پل کو ساکت کر گیا ۔

وہ تو اس کی جانب کبھی دیکھتا تک نہیں تھا۔ پھر یہ طرزِ تخاطب۔ وہ اس قدر شدت سے اسے خود میں بھینچ گیا تھا کہ سوہا کو اپنا سانس رکھتا محسوس ہوا تھا ۔

"پپ۔۔۔پلیز مجھے سانس نہیں آ رہی ۔"

وہ اسے دور کرنے کی سعی کرتی گھٹی گھٹی آواز میں بولی تھی۔ قادر کا ایکدم سے غلطی کا احساس ہوا تھا ۔

تبھی اپنا حصار ڈھیلا کرتے اسے پیاری لڑکی کو اپنے سامنے کیا تھا جو انتہا
خوبصورت لگ رہی تھی ۔

مغربی حسن لیے مشرقی لباس زیب تن کیے عروسی میک اپ کے ساتھ ساتھ
زیوارات پہنے وہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی ۔

بلیک گرے بالوں کا خوبصورت سا سٹائل بنائے وہ انتہائی سپیدر نگت لیے
اپسراؤں سی لگ رہی تھی ۔

"بے حد حوبصورت ۔"

وہ مبہوت سا اس کے نکھرے نقوش کو تکتا بے حود سا گویا ہوا ۔

وہ شرم سے سرخ ہوئی تھی۔ چہرہ قوس وقزح کے رنگ بکھرتا اسے مدہوش کرنے لگا تھا ۔

"آپ ایسا کک۔۔۔ کیوں دیکھ رہے ۔"

وہ جز بز سی بمشکل بولی تھی۔ کہاں امید تھی اس شخص کی وارفتہ نظروں کی وہ تو صدا کا بے مہر تھا ۔

پھر اب ایسا کیوں ۔"

"آپ روک سکتی ہیں کیا ۔"

وہ آبرو اچکائے استحقاق سے گویا ہوا تھا۔ سوہا کو جواب دینا مشکل لگا تھا ۔

"نن۔۔۔ نہیں۔"

بمشکل عارضوں پر پلکیں گرائے جواب دیا گیا۔ قادر کے لب مسکرائے تھے پورے دل سے شاید زندگی میں پہلی دفع مسکرایا تھا ۔

"تو قریب رہیں نہ ۔۔"

مخمور لہجے میں فرمائشیں کی گئی تھی۔ سوہا کے وجود میں لرزش طاری ہوئی تھی اس سلگتے حصار میں ۔

"مم۔۔۔ مجھے چینج کرنا ہے ۔"

وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی لرزتے لہجے میں بولی تھی ۔

"میں ہوں نہ میرے وائٹ للی ۔"

وہ جھکتا اس کی پیشانی پر محبت والفت کی مہر ثبت کرتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

ہاتھ بڑھاتے دوپٹہ کی پن کھنچ گیا وہ سٹپٹا اٹھی ۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہیں ۔"

وہ بوکھلاتی لرزتی آواز میں بولی تھی ۔

"چھوٹی بے بی تو نہیں ہیں آپ ۔"

وہ دوپٹہ اس کے وجود سے آزاد کرتا اس کا سانچے میں ڈھال وجود تکتا بے باکی سے بولا تھا ۔

"پپ۔۔۔پر۔"

وہ ابھی کچھ بولتی کے وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں کی تھرتھراہٹ پر دل ہارتا ۔

اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے پوری شدت سے جھکتا اس کے عنابی لبوں کو اپنے شدت بھرے لمس کی جنبش میں لیتا سوہا کی جان نکال گیا ۔

آنکھیں خیرانی و خیرت سے پھٹ پڑیں تھی اسے اس حرکت کی قطع امید نہ تھی اس خشک انسان سے ۔

وہ نازک سی جان اس پاگل کو اپنی سانسوں پر قابض ہوتا محسوس کر اس کی گردن میں ناخن گھاڑ گئی ۔

جس پر وہ پاگل دیوانہ شخص بے حد شدت و جنونیت سے اس نازک سی جان کو اپنی دیوانگی و وارفتگی بھری جنبشِ میں لیے پوری توجو سے خود کو سیراب کرنے لگا ۔

وہ زلزلوں کی زد میں آتی پیچھے تکیے پر گری تھی وہ بنا اسے آزادی دیے اس پر قابض تھا ۔

سوہا کو اپنی سانسوں رکھتی محسوس ہوئیں تھیں ۔

تبھی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی سعی کی تھی اور وہ بنا اثر کیے ضد پر اترے اس کی سانسوں کو آزادی دیتا اس کے لبوں کے کناروں پر اپنا پر شدت لمس چھوڑنے لگا ۔

کیونکہ تشنگی ابھی مٹی کہاں تھی۔وہ جو پہلے ہی رکتی سانسوں پر نڈھال تھی۔مزید اس کے دہکتے لمس پر وہ مرنے کو ہوئی تھی ۔

"پلیز۔دور ہوں۔"

وہ بری طرح سے بے بس ہو رہی تھی اس ظالم کی قربت و منمایوں پر ۔

"ممکن نہیں اتنے قریب آکر دور جانا ۔"

وہ اس کی ناک سے ناک جوڑتا اس کی بے ترتیب سانسیں انہیل کرتا مجنونانہ سرگوشی میں بولتا تھا آج وہ پاگل شخص شاید اس کی جان نکالنے پر تل آیا تھا ۔

"آپ۔۔۔تت۔۔تو مجھ سے محبت نہیں کک۔۔کرتے پھر اتنی وارفتگی کیوں۔"

وہ اس کا چہرہ موڑتی بمشکل بولی تھی۔ قادر نے مخمور نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا ۔

"کتنا چاہتا ہوں آج آپ کو پتا چل جائے گا ۔"

وہ اوپر کو ہوتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا لائٹ آف کرتا اس پر جھکا تھا ۔

جو سہمی سہمی نظروں اسے تکتی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"جانتا ہوں بے حد چاہتی ہیں آپ پر یقین جانیں عاشقی اس دیوانے کی بھی کم نہ تھی یہ الگ بات ہے کہ سمجھنا آسان نہیں تھا۔پر باخدا نظروں نے آپ کے سوا کسی کو تلاشہ نہیں ہے ۔"

وہ ہاتھ اس کی پشت پر لے جاتا ڈوریوں میں الجھا تھا وہ سانسیں روکتی اس کی دلفریب باتوں کے دام میں پھنسی مزاحمت بھی نہیں کر پا رہی تھی ۔

ڈوریاں کھلنے پر شرٹ کے ڈھلے ہوتے۔ وہ اس کے دل کے مقام سے شرٹ سرکاتا دیوانگی و وارفتگی سے بولتا ہنوز نرمی و الفت سے جھکتا اپنے لمس کے پھول کھلاتا اسے پاگل کرنے لگا تھا ۔

سو ہابری طرح سے کپکپاتی اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی خود کو اس بے مہر کے سپرد کر گئی جو اس کی روح میں بسا ہوا تھا ۔

دور بادلوں سے جھانکتا چاند شرما کر چھپ گیا تھا اس پاکیزہ ملن پر ۔

••••••••••

ماحول کافی خوش گوار تھا شاہ پیلس کا زوار شاہ کو اپنے مکبر سے خبر ملی تھی کہ بوس کا ٹھکانہ مل گیا ہے ۔

تبھی وہ ارجنٹلی سب کو پاکستان لے جا چکا تھا۔ نور کا اچھا خاصہ منہ بن گیا تھا۔ پر زوار شاہ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے واپس لے کر ضرور آئے گا ۔

وہ اس وقت اپنی ٹیم کے ساتھ آزاد کشمیر جھنگ کے ایک پسماندہ علاقے میں ایک گھر کے باہر الرٹ کھڑے تھے ۔

"بی الرٹ ۔"

وہ کہتا دروازے کو ایک زوردار ٹھوکر مارتا اندر گھسا تھا سامنے بہت سے آدمیوں کو بنا موقع دیے ان پر فائرنگ کرتے انھیں وہیں جان بحاک کر دیا گیا تھا ۔

"بوس کو ڈھونڈوں مجھے وہ زندہ چاہیے ۔"

زوار شاہ نے اپنی ٹیم سے کہا تھا جو اس کے اور خان سمیت پانچ افراد پر مشتمل تھی ایک سے بڑھ کر ماہر تھے ۔

انھیں نے پورا گھر چھان مارا تھا پر انھیں وہ کہیں نہیں ملا تھا۔ تبھی زوار شاہ کی نظر زمین پر کچھ عجیب سی شے پر پڑی تھی ۔

وہ قدم بڑھاتا جھکتا اسے اٹھا گیا۔ جو ایک چمڑے کا چھوٹا سا ولف بنا ہوا تھا ۔

زوار شاہ دانت پیستا اسے اپنی مٹھی میں قید کرتا بنا کسی کو خبر دیے اپنی جیب میں ڈالتا باہر بڑھا تھا ۔

کیونکہ ولف اپنا کام کر چکا تھا ۔

دوسری جانب ولف بوس کو اپنے پرائیویٹ جیٹ میں ڈالے واپس امریکہ فلائے کر چکا تھا ۔

"تمھیں کیا لگتا ہے بوس عرف واجد ملک تم مجھے سے بچ سکتے ہو ۔"

وہ اس وقت اپنے ٹارچر سیل میں واجد ملک کو کرسی پر باندھے تفنقر بھرے انداز میں بولا تھا ۔

"تت۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو مم۔۔۔ مجھ سے ۔"

وہ اس کی وحشت زدہ آواز اور اس سیاہ کمرے سے خوف زدہ ہوتا بمشکل بولا تھا ۔

"تمھاری جان ۔۔"

خون سے سنے اپنے اوزار صاف کرتا وہ سکون سے گویا ہوا تھا ۔

واجد ملک کی ٹانگیں کپکپانے لگیں تھیں ۔

"دد۔۔۔دیکھو مجھے مار کر تمھیں کیا ملے گا۔۔اگر تت۔۔۔تم چاہو تو مم۔۔۔میں تمھیں مالامال کر دوں گا۔تت۔۔۔۔تمھیں اتنا پیسہ دوں گا کہ تم زندگی بھر بھی عیش کروں تو ختم نہیں ہوں گے ۔"

وہ اپنی جان بچانے کو وہ ولف کو لالچ دینے لگا ۔

"واجد ملک جو ک اچھا تھا پر مجھے ہنسانے میں ناکام رہے تم ۔۔"

وہ تمسخر ابھرے انداز میں بولا تھا۔بے شک واجد ملک نے حرام کا پیسہ بہت کمایا تھا پر وجدان شاہ کے مقابلے میں وہ ایک چونٹی برابر تھا ۔

"تت۔۔۔۔تم کون ہو ۔"

وہ خیران ہوا تھا آخر وہ کون تھا جیسے دولت کی لالچ نہ تھی۔

"کیا تم جاننا چاہتے ہو واجد ملک ۔"

وہ پراسرار سا ماسک کے پیچھے مسکرایا تھا۔پر آنکھوں سے ہنوز وحشت چھلک رہی تھی ۔

"ہہ۔۔۔ہاں۔"

بمشکل منہ سے الفاظ برآمد ہوئے تھا۔وجدان شاہ اپنے چہرے سے ماسک نکالتا پیچھے کو اچھال گیا۔واجد ملک کی آنکھوں پھٹ پڑیں تھیں مقابل جو تکتے ۔

"وو۔۔وجدان شاہ ۔"

سرگوشی کی صورت میں الفاظ برآمد ہوئے تھے شاکڈ سے وہ بیہوش ہونے کو ہوا ۔وہ وہ وجدان شاہ تھا جس نے اس کے کالے کاروبار جو شدید نقصان پہنچایا تھا ۔

"ایسا نن۔۔۔نہیں ہو سکتا ۔"

وہ جیسے ماننے کو انکاری تھا۔اس انسان نے اسے برباد کر کے رکھ دیا تھا۔یقیناً اس کے بیٹے جو بھی اسی نے اس حال تک پہنچایا تھا ۔

"بلکل ٹھیک سوچا تم نے تمھارے بیٹے کو بھی میں نے ہم اس حالت میں پہنچایا تھا۔پر وہ تکلیف بہت کم تھی جو اس نے میرے چاند کو دی تھی ۔"

وہ غصے سے دھاڑتا اس کے منہ پر مکا رسید کرتا واجد ملک کو دن میں تارے دیکھا گیا ۔

"اس کمینے نے میرے چاند کو ہراساں کیا۔اور تم نے اسے اسی کی حویلی میں نوکروں سا سلوک کرتے پل پل مارا ۔"

وہ پے در پے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کرتا غضب ناک ہوتا غرایا تھا۔واجد ملک کو اپنا دماغ سائیں سائیں کرتا محسوس ہو رہا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے معاف ۔۔"

وہ بمشکل بولا تھا کہ وجدان شاہ نے اپنا اوزار اس کے کندھے میں گھاڑا تھا ۔

وہ درد سے چلا اٹھا ۔

"تو نے بخشا تھا ان معصوم لڑکیوں کو۔ وہ بھی ایسے ہی گڑ گڑائیں ہوں گی جب تو انھیں اگوہ کروا کر بیچتا تھا ۔"

وہ بنا رحم کھائے دوسرے کندھے میں بھی تیز دھار کیل گھاڑ گیا۔ پورا روم اس کی چیخوں سے گونج اٹھا تھا ۔

"چل مجھے تیری بوڑھی ہڈیوں پر رحم آگیا واجد ملک۔ تمھیں ایک موقع دیتا ہوں یہاں سے بھاگنے کا پر اگر تم رکے تو دوسرا موقع ہر گز نہیں ملے گا ۔"

وہ سخاوت دیکھاتااس کے کرسی کے ساتھ باندھے ہاتھ کھول گیا ۔

واجد ملک کو تو جیسے زندگی مل گئی تھی وہ اپنے زخموں کی درد پرواکیے اس گھر سے باہر کو بھاگا۔۔۔اسے جیسے زندگی مل گئی تھی ۔

وجدان شاہ سکون سے چلتاایک کمرے میں آیا تھا جہاں بارس سکون سے بیٹھا سستانے میں مصروف تھا ۔

وجدان شاہ کو تکتے ہی وہ اس کی جانب آیا تھا ۔

"میری جان تمھارے لیے بہت مزے دار سا گفٹ ہے کیا تم اسے ٹیسٹ کرنا چاہو گے ۔"

وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا مسکاتے لہجے میں بولا تھا جس پر وہ اچھلتا خوشی کا اظہار کرنے لگا ۔

"تو پھر انتظار کس بات کا کر رہے ہو جاؤ مزے کرو ۔"

وجدان شاہ اس کی پیشانی پر ایک چھوٹا سا کیمرہ چپکاتے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے بولا تھا۔ جس پر وہ باہر کی جانب بھاگا تھا۔ وجدان شاہ چہرے پر خطرناک سی مسکراہٹ سجائے ایک مخصوص کمرے کی جانب بڑھا ۔

جہاں وہ بیٹھ کر سکون سے لائیو شو دیکھنے والا تھا ۔

سامنے سکرین پر نظر دوڑاتے جہاں جنگل کا منظر صاف نظر آرہا تھا یعنی ابھی بارس اپنے شکار کو ڈھونڈنے میں مصروف تھا ۔

وہ خون کی بو سونگھتا پوری قوت سے بھاگ رہا تھا تبھی وجدان شاہ کو سکرین پر واجد ملک نظر آیا جو ہانپتا ہوا موت کے ڈر سے بھاگ رہا تھا ۔

تبھی بارس دھاڑا تھا جس ہر وہ بری طرح سے خوف زدہ ہوا تھا۔ وجدان شاہ نے دلچسپی سے یہ منظر تکا تھا اور پھر بارس ایک ہی جست میں اس پر حملہ آور ہوا تھا

۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا منظر لہو میں رنگ گیا تھا واجد ملک کی چیخیں بارس کو مزید پُرجوش کر رہیں تھیں اور وہ پل میں اسے چیر پھاڑ تا اب اسے نگلنے میں مصروف تھا ۔

وجدان شاہ نے گہرا سانس لیتے روالونگ چیئر کی پشت پر سر ٹکایا تھا ۔

آج بوس کا قصہ تمام ہوا تھا۔ باسط ملک کو وہ مارنے والا نہیں تھا کیونکہ وہ جانتا تھا

۔

وہ اپنے باپ کے بنا کچھ بھی نہیں تھا وہ ملک حویلی اس سے چھننے والا تھا کیونکہ وہ اس کے چاند کا حق تھا ۔

وہ اسے زندہ چھوڑ کر سزا دینے والا تھا۔ کیونکہ کچھ دن پہلے ہی واجد ملک کی بیوی اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھی۔

وہ اس عورت کا احسان مند تھا تبھی وہ حویلی ابھی تک ان کے قبضے میں تھی پر اب وہ نہیں رہی تھی ۔

تو وہ باسط ملک کو سڑک پر لانے والا تھا اس سے سب چھین کر ۔

★★★★★

"او میرا شہزادہ بیٹا۔۔۔ مما کی جان ۔"

چاند اس کے ہاتھ تھامتی جھک کر اس کی ناک سے ناک رگڑتی مسکراتے ہوئے بولتی تو وہ شہزادہ مسکرا اٹھتا ۔

"مما کی جان ۔"

وہ اس کے سرخ سپید گال بے حد نرمی سے چومتی بے حد خوش تھی غازیان شاہ کو پا کر وہ جیسے مکمل ہو گئی تھی ۔

آپ وہ چھوٹی سی جان دس دن کا ہو گیا تھا پر وہ کافی ایکٹو بچہ تھا۔ تبھی ابھی سے ہی کھلکھلانے لگا تھا ۔

"غاز کے بابا نہیں آئے ابھی تک ۔"

وہ بولتی کچھ اداس ہو گئی تھی کیونکہ صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔ دو دن کا گیا وہ ابھی تک نہیں آیا تھا ۔

"کیا کوئی ہمیں یاد کر رہا ہے جان سائیں ۔"

وہ جو کب سے اپنے چاند اور بیٹے کی لاڈیاں کرتے دیکھ رہا تھا ۔

"آپ آ گئے سائیں ۔"

وہ وجدان شاہ کو دیکھ کھل اٹھی تھی تبھی اس کی جانب آتی دیکھ اس کے سینے سے لگی تھی کیونکہ وہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی صبح چلا گیا تھا ۔

"جی میرے چاند ۔"

وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے اپنی بانہوں میں لیے اپنے ساتھ غازیان کی جانب بڑھا تھا ۔

"ناشتہ کیا آپ نے ۔"

چاند کی جانب توجہ سے تکتے دریافت کیا تھا۔ جس پر وہ معصومیت سے نفی میں سر ہلا گئی ۔

"تو آجائیں آج آپ کے سائیں اپنے چاند کو اپنے ہاتھ سے ناشتہ بنا کر کھلائیں گے ۔"

وہ غاریان شاہ کو اپنی بانہوں میں بھرتا چاند کو اپنے حصار میں لیے باہر کی جانب بڑھا تھا چاند کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا تھا ۔

وہ روم سے باہر نکلے ہی تھے کے سویا (جین) اسے نظر آئی تھی۔ جو سرخ اور سفید کلر کی خوبصورت سی ویلوٹ کی فراک پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی ۔

"اسلام و علیکم سر، میم ۔"

وہ مسکرا کر سلام کرتی غازیان شاہ کو وجدان شاہ کی بانہوں سے اٹھا گئی ۔

وہ نوکری چھوڑ چکی تھی پر قادر کے جانے کے بعد وہ زیادہ تر وقت چاند کے ساتھ ہی گزارتی تھی ۔

"سوہا گڑیا آپ مجھے بھائی بول سکتی ہیں اور میرے چاند کو میم کے علاوہ جو آپ کو بہتر لگے ۔"

وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا شفقت سے بولا تھا جس پر وہ مسکرا کر سر کو خم دے گئی ۔

"سوہا آپی آپ مجھے چاند ہی کہیں مجھے اچھا لگے گا ۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی۔ وجدان شاہ نے اپنے چاند کی مسکراہٹ آنکھوں کے ذریعے دل میں اتاری تھی ۔

"جیسا آپ چاہیں ۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی۔وہ غازیان شاہ کو لیے ہال میں آگئی تھی جبکہ وجدان شاہ اپنے چاند کو کچن میں لیے آیا تھا ۔

تو میرے دل کیا کھائیں گی آپ ۔"

وہ کچن میں داخل ہوتا اس سے دریافت کرنے لگا ۔

"امم۔۔۔مجھے چکن نوڈلز ود گرین سوس۔۔اور ساتھ میرا سپیشل جوس ۔۔"

وہ معصومیت سے اپنی فرمائش بتاتی وجدان شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔اس کا چاند چکن نوڈلز کا دیوانہ تھا۔وہ جانتا تھا وہ یہی فرمائش کرنے والی ہے ۔

تبھی وہ اس کے قریب آیا کھینچ کر اپنے قریب کرتا اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا ان کی نازکی چنتا اسے لرزنے پر مجبور کر گیا ۔

چاند کو اس افتاد کی قطعی آمید نہیں تھی وہ کچھ ہی پلوں میں خود کو سیراب کرتا اسے ویسٹ سے تھامتا سلیپ پر بٹھا گیا ۔

ساتھ ہی فریج سے ڈرائے فروٹس کا ٹن پکڑا دیا ۔

وہ جو سکتہ میں تھی وجدان شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی ۔

"چکن نوڈلز کے ساتھ بیف سوپ ملے گا چٹپٹی چیزیں نہیں کھا سکتیں ابھی آپ میرے چاند ۔"

وہ جھکتا اس کے رخسار پر ایک گہرہ بوسہ دیتا نرمی و ملائمت سے بولا تھا۔ جس پر وہ ہوش میں آئی سرخ گلال ہوتی منہ بسور گئی ۔

"آپ میرے اچھے والے سائیں نہیں رہے ۔"

وہ بولتی آنکھیں نم کر گئی۔ وجدان شاہ تڑپ اٹھا تھا ۔

"جان سائیں میرے چاند ایسا نہیں ہے یہ چیزیں آپ کو ہرٹ کریں گی ابھی ۔"

وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا نرمی و الفت سے بولا تھا جس پر وہ نچلا ہونٹ نکالتی رونے کو ہوئی تھی ۔

"ایک بار ٹھیک ہو جائیں آئی پرامس آپ جو چاہیں گی سب دوں گا ۔"

ہنوز انداز میں بولتا وہ اس کے بل بل آنسو گرتے اپنی لبوں پر سمیٹنے لگا ۔

وہ رونا بھول اپنا دھڑکتا دل سنبھالتی آنکھیں میچ گئی جو سینے کی دیواروں سے سر ٹینچتا باہر آنے کو مچل رہا تھا ۔

"سائیں ۔"

وہ اس کی مونچھوں کی چھبن اور ہونٹوں کا دہکتا لمس اپنے عارضوں پر محسوس کرتی کپکپاتے لہجے میں بولی تھی ۔

"جی میرے چاند حکم ۔"

وہ اس کا نازک سا ہاتھ تھامتا اس کی مومی انگلیاں اپنے لبوں سے لگاتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے بھوک لگی ۔"

وہ بمشکل بولی تھی نازک سا دل بے آہنگی پر اترتا اسے ہلکان کرنے پر تلا ہوا تھا۔

اس کی بات پر وہ ساحر بمشکل خود پر ضبط کرتا اس سے دور ہوا تھا ۔

وہ نوڈلز کے پیکٹس نکالتا انھیں ابالنے کے لیے رکھ گیا ۔

★★★★★

زوار شاہ کو ایک ویڈیو ریسیو ہوئی تھی جس میں واجد ملک ایک جانور کی خوراک

بنتا نظر آرہا تھا پر خیرت انگیز وہ جانور نظر نہیں آیا تھا کہیں بھی ویڈیو میں ۔

پر وہ مطمئن تھا کیونکہ گناہگار کو اس کی سزا مل گئی تھی اور اس کا مشن کمپلیٹ ہو گیا تھا ۔

تبھی اسے اور حدید خان کو دو دو ماہ کی چھوٹی ملی تھی ۔

وہ آج پر سکون سا حویلی واپس آیا تھا۔ کیونکہ کافی دن سے وہ اپنے دل کو ٹھیک سے ٹائم نہیں دے پایا تھا ۔

پر حویلی آکر پتہ چلا کہ وہ کالج تھی آہ۔۔۔وہ کیسے بھول گیا وہ تو اس وقت کالج ہوتی تھی ۔

وہ واپس حویلی سے نکلا تھا۔ گاڑی کالج کی جانب بھگا گیا ۔

★★★★★

وہ لیکچر لے کر نکلی تھی دل شدید اداس تھا ۔

زوار شاہ پچھلے کچھ دنوں سے اس سے کنارہ کیے ہوئے تھا ۔

کیا اس کے شاہ کا دل اکتا گیا تھا اس سے۔ نادان دل محبت کی عدم دستیابی پر بد گمانی پر اترا تھا ۔

وہ مرے مرے قدموں کے ساتھ لائبریری کی جانب بڑھی اسے اسائنمنٹ کمپلینٹ کرنی تھی جس کے کچھ پوائنٹ مسنگ تھے جو اسے تیار کرنے تھے ۔

وہ جو سر جھکائے چل رہی تھی تبھی اسے شور کی آواز آئی تھی۔وہ بے دھیانی میں سر اٹھاتی اس سمت تکنے لگی۔

جہاں کچھ لڑکیاں ٹولی بنائے ایک دوسرے کی سماعت میں سرگوشیاں کرتیں کسی کو دیکھنے میں مصروف تھیں ۔

نور نے اچھنبے سے ان سب کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔اور دیکھنے کی دیر تھی کہ دل جیسے ان سب لڑکیوں کے پیروں تلے مسل دیا گیا تھا جیسے ۔

"شاہ ۔"

سرگوشی میں لبوں سے الفاظ برآمد ہوئے تھے ۔

زوار شاہ اپنے دل کو کچھ ہی فاصلے پر کھڑا دیکھ اس کی جانب آیا جہاں وہ بت بنی کھڑی تھی ۔

"چلیں میرے دل ۔"

اس کے قریب آتا بنا کسی کا لحاظ کیے اس کی پیشانی پر لب رکھتا بولا تھا ۔

اس کی حرکت پر سب جز بز ہو تیں وہاں سے رفو چکر ہوئیں تھیں۔ جبکہ وہ نازک سی پری حیا سے سرخ ہوتی پلکیں گرا گئی ۔

زوار شاہ نے زیر لب مسکراتے اس خوبصورت منظر کو تکا تھا۔ نرمی سے اس کی نازک کی انگلیوں میں اپنی آہنی انگلیاں الجھائے باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس ساحر کے ساتھ کھنچی چلی گئی ۔

زوار شاہ گاڑی کا ڈور کھولتا اسے اندر بٹھاتا اس جھک کر اس کی لانگ فراک اندر کرتا ڈور بند کر گیا بہت سی لڑکیوں نے یہ منظر تکتے نور پر رشک کیا تھا ۔

"تو میرا دل آئس کریم کھائے گا ۔"

وہ اس کے دلکش چہرے کو تکتا دریافت کرنے لگا جس پر نور کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔

وہ پچھلی بار بھولی کہاں تھی۔ تبھی نفی میں سر ہلایا تھا۔ زوار شاہ کو خیرانی ہوئی تھی کیونکہ دل آئنور شاہ آئس کریم کو منا کر رہی تھی ۔

خیر وہ آج اپنے دل کے لیے سرپرائز پلین کرنے والا تھا۔ جو یقین اس کے دلکش سے دل کو بے حد خوش کرتا ۔

"اتنا خاموش کیوں ہے میرا دل ۔"

وہ جو سر جھکائے خاموشی سے بیٹھی تھی زوار شاہ متفکر ہوا تھا ۔

"ہم ٹھیک ہیں شاہ ۔"

وہ مدھم آواز میں بولی تھی زوار شاہ نے ہاتھ بڑھا کر اس نازک سی پری کو اپنی جانب کھینچا تھا جو سکائے بلو لانگ فراک پہنے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

دودھیا رنگت اس رنگ میں کھلی کھلی سی لگ رہی تھی۔ وہ اسے لیے اپنے شہر والے گھر کی جانب آیا تھا جیسے دیکھ نور کی جان پر بنی تھی ۔

"شش۔۔۔شاہ ہم گگ۔۔۔گھر نہیں جج۔۔۔جائیں گے ۔"

وہ سہمی سہمی نظروں سے بولی تھی۔ زوار شاہ نے ہاتھ بڑھاتے اس نازک سے وجود کو اپنی جانب کھینچتے اپنے سینے میں سمویا تھا ۔

وہ اس افتاد پر بوکھلاتی اس کی شرٹ مٹھیوں میں بھینچ گئی ۔

"آئی ہیو آسر پرائز فور یو مائے ہارٹ ۔"

مدھم سرگوشی اس کی سماعت میں کرتا وہ پاگل شہزادہ اس اس نازک سی شہزادی کا دل بری طرح سے دھڑکا گیا ۔

★★★★★

وہ اسے لیے گھر پہنچا تھا۔ پر وہاں تو ایسا کچھ نہیں تھا جو اسے سرپرائز کرتا پر وہ خاموش ہی رہی تھی ۔

اور پھر وہ اسے گھر چھوڑ کر وہاں سے نکل گیا۔ نور نے نوڈلز بنا کر کھائے تھے زوار شاہ نے کہا کہ وہ کچھ ہی دیر میں آجائے گا وہ اپنے روم کی جانب بڑھی تھی پر یہ کیا یہ تو لاک تھا ۔

وہ منہ بسورتی دوسرے روم میں گھستی بیڈ پر لیٹ گئی کیونکہ وہ خود کو تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی ۔

تبھی لیٹتے ہی سو گئی۔ کافی دیر بعد پیاس کی شدت سے آنکھ کھلی تو نظریں سیدھا وال کلاک کی جانب اٹھیں جہاں شام کے ساڑھے سات بج رہے تھے ۔

آہ۔۔۔ کیا وہ اتنی دیر سو گئی۔ سر اب بھی بھاری سا تھا وہ کسمندی سے اٹھی تبھی اس کی نظر سائڈ ٹیبل پر رکھے ورق پر پڑی تھی ۔

"میرے دل ٹیبل پر رکھے ڈریس کو پہن کر جلدی سے تیار ہو جائیں ۔"

سادہ سے الفاظ تھے پر نور کا دل پھر بھی ڈھوب کرا بھرا تھا۔ نظریں بے ساخت صوفے کے سامنے رکھے ٹیبل کی جانب گئیں تھیں ۔

جہاں ایک شاپنگ بیگ رکھا ہوا تھا۔ وہ اٹھتی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کی جانب بڑھی ۔

ہاتھ بڑھا کر شاپنگ بیگ کھولا جس میں ایک ڈیپ ریڈ کلر کی خوبصورت سی کامدار ساڑھی تھی ۔

لیکن اس کا بلاؤز دیکھ کر وہ پور پور نم ہوئی تھی۔ گولڈن کلر کا مختصر سا بلاؤز جس کی پوری بیک ڈوریوں پر مشتمل تھی ۔

وہ بھلا یہ کیسے پہنتی۔ لیکن آ گر وہ نہ پہنتی تو۔ نہیں پہلی بار اس کے شاہ نے اسے کوئی فرمائش کی تھی کیا وہ اس کی خواہش کو رد کر دیتی ۔

"نن۔۔۔ نہیں ہم پہن لیں گے ۔"

وہ خود کو ہمت دیتی ساڑھی اٹھائے ڈریسنگ روم میں گھسی تھی ۔

وہ کافی دیکھ کی جدوجہد کے بعد پہنتی باہر نکلی تھی۔ پہن تو لی تھی پر اسے آئینے میں خود کو تکتے بھی حیا آرہی تھی ۔

وہ بمشکل ڈوریاں باندھتی ڈریسنگ سے میک اپ کی چیزوں اٹھا کر دیکھنے لگی۔ جو شاید آج ہی رکھی گئیں تھیں ۔

اپنا مخصوص میک اپ فاؤنڈیشن فیس پاؤڈر سیٹ کرتے ہلکا سا بلش آن کیا گھنیری پلکوں کی جھالر کو مسکارے سے بوجھل کیے۔

ہونٹوں ہر ڈیپ ریڈ لپ اسٹک لگاتے ایک پل کو تو اس کے ہاتھ لرزے تھے کیونکہ سوائے اس لپ اسٹک کے وہاں کوئی دوسری لپ اسٹک موجود نہیں تھی

یقیناً وہ جان بوجھ کر رہی گئی تھی۔ سنہری بالوں کو اگے سے کرل کیے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔

ساتھ گولڈن ہیل ڈالے وہ بلکل تیار تھی۔پر اپنا آتشی روپ تکتے وہ بری طرح سے کپکپائی تھی ۔

وہ تو عام حلیے میں اس کا دیوانہ تھا۔آج تو وہ قیامت ڈھا رہی تھی ۔

ایک دل کیا سب کچھ مٹا دے پر اپنے شاہ کے خلاف جانے کی بھی ہمت کہاں تھی ۔

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کے کیا کرے اس کا فون میسج رنگ ہوا تھا ۔

دھڑکتے دل کے ساتھ میسج دیکھا ۔

"Come quickly to the terrace my heart."

سادہ سے الفاظ تھے پر نور کو رواں رواں میک اٹھا تھا دل سرپٹ دوڑا اٹھا تھا ۔

وہ اپنا دل سنبھالتی قدم ٹیرس کی جانب بڑھا گئی۔ جیسے بہت خوبصورت سے سجایا گیا تھا۔

وہ مسمیرائز ہوئی تھی ریڈ اور وائٹ تھیم پر لگایا یہ سیٹ اپ سحر انگیز لگ رہا تھا اس دلفریب ماحول میں..

ایک طرف لمبے سرخ و سفید گلابوں سے ڈھکی روش تھی جس کا درمیانی راستہ اس بنائے رومنٹک ڈنر ہاوس تک جاتا تھا جہاں چار ستون لگے تھے ۔

چاروں کونوں پر جن پر پھولوں کی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں اور انکے اوپر سے گزرتی وائٹ فلاورز، فیری لائٹس اور مرر سے سجی وہ لڑیاں..

خوبصورت ریڈ ار گینزا کے کرٹنز جو بے حد فسوں خیز سا منظر پیش کر رہے تھے ۔

جس کے وسط میں دو ٹیبل اور اس کے گرد دو چیئرز رکھی گئیں تھیں ۔

جن پر ایک کیک رکھا ہوا تھا ساتھ ہی رکھی ٹرالی پر شاید کھانا رکھا گیا تھا ۔

وہ ابھی مسمرائز سی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ اسے اپنے پہلو میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تھی ۔

وہ ایکدم سے سہمتی سانسوں روک گئی۔ زوار شاہ اس کی کمر سے بال سمیٹتا نازک سی ڈوریوں سے چھلکتی کمر پر اپنی انگلیوں سے ویوز بناتا مدھوش ہوا تھا ۔

جس کی دودھیا کمر سرخ ڈوریوں سے چھلکتی بے حد ہوش ربا لگ رہی تھی۔ خود پر ضبط کرتا بے حد آہستگی سے اس کی نازک سی کمر میں بازو حائل کرتا۔

اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتا بالوں میں چہرہ چھپائے گہرا سانس خارج کرتا جیسے خود پر پہرے بٹھا رہا تھا ۔

آپ کی خوشبو کسی نشے سے کم نہیں ہے میرے دل ۔"

وہ مدھوش کن لہجے میں بولتا نور کا دل لرز اگیا۔یہ شخص لفظوں کے کھیل سے ہی اسے بے بس کر دیتا تھا ۔

"جانتی ہیں آج کا دن میرے لیے بہت سپیشل ہے ۔"

وہ بے حد مدھم آواز میں بولا تھا۔نور خیران ہوئی تھی کیونکہ اسے ایسا کوئی سپیشل دن یاد نہیں تھا ۔

"کونسا دن۔"

اچھنبے سے دریافت کیا گیا تھا وہ نرم سا مسکرایا تھا ۔

"آج کے دن مجھے احساس ہوا تھا کہ آپ میرا عشق ہیں ۔"

وہ اس کی سماعت میں جھکتا کان کی لو کو اپنے لبوں سے دباتا افسوں خیز لہجے میں بولتا نور کو خیرانی میں مبتلا کر گیا ۔

"چلیں آجائیں پہلے کیک کاٹ کرتے ہیں ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بنا اس کی جانب دیکھے ٹیبل کے پاس آرکا ۔

وہ نرمی سے اس پری کو اپنے حصار میں لیتا کیک کٹ کیا تھا۔ وہ اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھا جانتا تھا ۔

کہ اگر دیکھ لیا تو بری طرح سے بہک جائے گا اور سب کچھ یہیں رہ جائے گا ۔

کیک کا ایک پیس لیتے وہ اس کی جانب بڑھا گیا اور یہیں زوار شاہ کی نظریں اس اپسرا حسن پر پڑیں تھیں اور وہ پاگل دیوانہ مبہوت ہوتا پلکیں جھپکنا بھی بھول بیٹھا ۔

مکمل حسن کے ساتھ ساتھ نزاکتیں اور حیا سے اٹھتی گرتی پلکوں کی ادائیں بے حد جان لیوا اور قاتل ثابت ہوئی تھیں ۔

"میرے دل اتنا پیار اکیوں ہے ۔"

وہ مخمور نظروں سے اسے تکتا خمار آلودہ لہجے میں بولتا اس کے لبوں پر لگی کریم پر جھکتا اسے خود میں سمیٹ گیا ۔

وہ پل میں سرخ ہوتی نوخیز گلاب بنی تھی ۔

"ہم نن۔۔۔ نہیں جانتے ۔"

وہی ہمیشہ کا جواب۔ زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

"آجائیں کچھ کھالیں میرے دل ورنہ اگر میں نے آپ کو کھانا شروع کیا تو آپ نے بے ہوش ہو کر یہیں گر جانا ہے ۔"

وہ اس کے رعنائیوں سے بھرپور ہوش ربا وجود کو تکتا خمار الودہ لہجے میں بولا تھا

۔

★★★★★

شاہ۔آپ ہم سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں ۔"

وہ سامنے دیکھتی پیچھے سے سر اس کے سینے سے ٹکائے کھڑی سوال گو ہوئی ۔

زوار شاہ اس کی نازک سی کمر کو پیچھے سے مزید جھکڑتے ہاتھ سختی سے اس کے پیٹ پر باندھ گیا۔ وہ سسکی تھی ۔

"سانس کیوں لیتے ہیں ۔"

جھکتے بے حد نرمی سے اس کے شانوں پر بوسے دیتا خمار الودہ لہجے میں دریافت کیا تھا ۔

"جینے کے لیے ۔"

وہ بمشکل بولی تھی ۔

"آپ کے لیے زوار شاہ کی محبت بلکل ایسی ہی ہے میرے دل سانسوں جیسی۔ اگر جو زوار شاہ کے دل سے آپ کی محبت نکال دی جائے تو آپ کا شاہ بے جان ہو جائے گا ۔"

وہ اس نازک سی پری کو اپنے سامنے کرتا دلکش انداز میں بولتا اسے مبہوت کر گیا ۔

"آئی لو یو شاہ ۔"

بے حد شدت سے اظہار کیا گیا تھا۔ایک محبت کا اظہار کرنا ہی تو دل آئنور شاہ پورے جوش و حق سے کرتی تھی ۔

"آئی لو یو ٹو میرے جان دل ۔"

وہ اسے اٹھا کر گھماتا اونچی آواز میں بولا تھا جس پر وہ اوپر منہ کرتی کھلکھلائی تھی ۔

"آئی لو یو شاہ ۔۔"

وہ بھی کھلکھلاتی چلائی تھی۔زوار شاہ کے چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی ۔

آئی لو یو میرے عشق ۔"

وہ اس نازک سی گڑیا کو ویسٹ سے تھام کر گھماتا شدت و دیوانگی سے بولتا نیچے کرتا اس کی شہ رگ پر لب رکھتا جا بجا کئیں لمس چھوڑ گیا ۔

نور کا نازک سا دل ڈھوب کرا بھرا تھا۔اس ساحر کے دہکتے لمس پر ۔

"آپ پیارے ہیں شاہ ۔"

وہ جھکتی اس کی پیشانی پر لب رکھتی مسکاتے لہجے میں بولی تھی۔جو اس وقت وائٹ شرٹ پہنے نیچھے گرے پینٹ پہنے، بالوں کو پیچھے کی جانب سیٹ کیے وہ بے حد وجیہہ لگ رہا تھا ۔

سلیقے سے بنی بیرڈ جو اس کے سرخ و سپید رنگت پر بے حد پیاری لگتی تھی ستون ناک، عنابی لب وہ یونانی دیوتا بس اسی کا تو تھا ۔

وہ اس ظالم ادا پر پور پور گھائل ہوتا اس اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

وہ شرمگیں سا مسکراتی زوار شاہ کی گردن میں چہرہ چھپا گئی ۔

روم میں داخل ہوتے ہی وہ ایک بار پھر سے مسمرائز ہوئی تھی جہاں جگہ جگہ وائٹ لیلز اور ریڈ روزز سے ہارٹ بنائے گئے تھے ۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتا اس پر جھکتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا ۔

"ڈمپل دیکھائیں میرے دل ۔"

مخمور نظروں سے اس نازک جان کو تکتے فرمائش کی گئی تھی۔ جس پر وہ اپنے شاہ کی فرمائش پر شرمگیں سا مسکراتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی ۔

زوار شاہ اپنے معصوم سے دل کی اس دلکش مسکراہٹ پر قربان جاتا اسے اپنے سامنے کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا پوری شدت سے جھکا تھا ۔

وہ تڑپتی سختی سے آنکھیں میچتی اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچ گئی ۔

وہ جنونی ہوتا اس کے نازک سی پنکھڑیوں کی نازکی چنتا پاگل ہوا تھا جو انتہائی دل افروز تھی ۔

یہ شیرین پل زوار شاہ کو شدید عزیز تھے پر اس نازک جان کی پروا کرتے وہ اس کی سانسوں کو آزادی دے گیا ۔

جو لرزتے دل کے ساتھ خود بھی اس کی بانہوں میں بری طرح سے کپکپا رہی تھی ۔

وہ مخمور نظروں سے اس کے لرزتے مومی وجود کو تکتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالتا اس کی ساڑھی کا پلو ہٹا گیا ۔

نور کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ لب کچھ کہنے کو بری طرح سے کپکپائے تھے ۔

"کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے اپسرا عشق زوار شاہ آپ کی خاموشیاں بھی سنتا ہے میرے دل ۔"

اس نازک مخملی وجود کی تمام دلکشیاں، رعنایاں، دلفریبیاں سب اسی کے لیے تو تھیں ۔

وہ اس کی گردن پر جھکا جا بجا اپنا لمس چھوڑتا نور کی جان نکالنے لگا تھا۔ وہ پور پور اس ظالم کے دہکتے لمس سے سلگتی بمشکل خود پر ضبط کیے پڑی تھی ۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اس کی بانہوں میں گلے کا ہار ڈالتی خود سپردگی دے گئی۔

•••••••••

"خان آپ کو بیٹا چاہیے یا بیٹی ۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھے سرشار سی لیٹی ہوئی تھی ۔

"امم۔۔۔۔مجھے دونوں ہی عزیز ہیں میرے دلبر کیونکہ جس سے رب نواز دے اسی پر الحمدللہ ۔"

وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتا عاجزانہ انداز میں بولا تھا۔ انا کو رشک ہوا تھا اپنی قسمت پر ۔۔

جو خوبصورت کے ساتھ ساتھ خوبصورت سیرت شخص اس بے حصے آیا تھا ۔

اس نے اگر اپنے عزیز رشتے کھوئے تھے تو حدید خان کی صورت رب نے اسے بہت نوازا بھی تھا ۔

"خان اگر ہمارا بیٹا ہوا تو ہم اس کا نام زاویان خان رکھیں گے ۔"

وہ نرم سا بولتی حدید خان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی ۔

"جیسا میرا دل بر چاہے ۔"

وہ اس کی پیشانی پر پھر سے لب جماتا محبت و الفت سے بولا تھا وہ پر سکون ہوتی آنکھیں موند گئی ۔

"خان آپ اچھے ہیں ۔"

وہ ذرہ سا اوپر کو ہوتی اس کی بیرڈ بھری ٹھوڑی پر لب رکھتی جذب لہجے میں بولی تھی جس پر حدید خان کے لب دلکشی سے مسکرائے تھے ۔

"ہاں اچھا ہوں پر اتنا بھی نہیں دلبر سائیں ۔"

وہ شروع میں اترا کر آخر میں ذری شریر ہوتا اس کے ریشم گیسوں میں انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا اس کی سانسیں سکھا گیا ۔

وہ نازک جان اس افتاد پر بوکھلاہٹ آنکھیں پھیلائے اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچتی اسے خود سے پرے دھکیلنے لگی ۔

جو کسی بلا کی مانند اس سے لپٹا اس کی سانسیں تنگ کیے ہوئے تھا ۔

رگ وپے میں جیسے طوفاں سا برپا ہو گیا تھا۔دل دھڑک دھڑک کرتا سینے میں ہلکان ہو رہا تھا ۔

کچھ ہی پلوں میں وہ دشمن جان خود کو سیراب کرتا اس کی سانسوں کو آزادی دینے کو دور ہوتا اس پری کے چہرے پر چھائے قوش وقزاح کے رنگ دیکھتا مزید مدہوش ہونے لگا تھا ۔

جو اس کی محبتوں اور چاہتوں کے سمندر میں ڈوبی دن بادن مزید خوبصورت ہوتی جارہی تھی ۔

"آ۔۔۔آپ بب۔۔۔ برے ہیں ۔"

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی سرخ چہرہ لیے بکھری سانسوں کے ساتھ بمشکل بولی تھی ۔

"پر ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا آپ اچھے ہیں ۔"

وہ اس کے بھیگے لبوں کی لرزش پر پھر سے مدہوش ہوتا بوجھل لہجے میں بولا تھا ۔

"جھوٹ تھا ۔'

وہ خفگی سے اس کی جانب تکتی بولی تھی حدید خان کے لب مسکرائے تھے ۔

"اب اگر برا کہہ ہی دیا ہے تو کیوں نہ پوری طرح سے برا بن کر دیکھایا جائے ۔"

وہ اس کی نازک کی بل کھاتی کمر کے گرد اپنا حصار کھنچتا اسے پوری طرح سے اپنے شکنجے میں لیتا اس کی بیوٹی بون پر جھکتا جا بجا اپنا لمس چھوڑتا اسے پاگل کرتا سسکنے پر مجبور کر گیا ۔

جو اس کے پر شدت دہکتے لمس پر بکھرتی آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔ کیوں اس ساحر کی آغوش سے وہ رہائی خود بھی کہاں چاہتی تھی ۔

جو اس کے پور پور کو اپنے لمس سے بھگوتا اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی کسی اوجہاں میں لیے چل دیا تھا ۔

★★★★★

کچھ سال بعد!

"چاند۔۔۔۔چاند کہاں ہیں آپ میرے سرکار ۔"

وہ بھوری آنکھوں والا شہزادہ اپنی پشت پر کچھ چھپائے اپنے چاند کو پکار رہا تھا ۔

جو نا جانے کہاں چھپی بیٹھیں تھیں ۔

"ہیے سوہا گڑیا کیا آپ نے ہمارے چاند کو دیکھا ۔"

ٹی وی لائنج میں اپنی ایک سالہ ننھی سی پری ارمش کو میش فروسٹ کھلاتی ہلکان نظر آئی تو دریافت کیا گیا ۔

جو معصوم سی تھی بے شک وجدان شاہ کو وہ بے حد عزیز تھی۔ تبھی جھکتے اس ننھی سی شہزادی کو اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا جو وجدان شاہ کو تکتے ہی اس کی جانب ہمکنے لگی تھی۔

سوہا مسکرائی تھی ۔

"وہ اپنے روم میں ہیں ایانے کو سلا رہی ہیں ۔"

اطلاع ملتے ہی وہ لیزے کا گلابی گال چومتا اسے سوہا کو تھماتا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا ۔

جہاں سامنے ہی وہ چاند پری اس کی پرنسس کو سلانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی ۔

جو شاید ابھی سونے کے موڈ میں نہیں تھی ۔

"ہیے میرے چاند ۔"

وجدان شاہ اسے جھنجھلا یا دیکھ مسکرایا۔ اپنے سائیں کی پکار پر وہ شکائتی نظروں سے ان کی جانب تکنے لگی ۔

جبکہ وجدان شاہ کی ننھی شہزادی اپنے باپ کی آواز پر ہاتھ پاؤں مارنے لگی تھی ۔

"سائیں یہ صحیح نہیں ہے۔یہ ابھی سے چالاک ہے ۔"

وہ روہنسا ہوئی تھی ۔

"ایسا نہیں ہے میرے چاند وہ بس میرے بغیر سو نہیں پاتی۔آپ میری معصوم بیٹی پر الزام نہیں لگا سکتیں ۔"

وہ اپنی ننھی شہزادی کو اپنی بانہوں میں بھرتا اپنے چاند کی پیشانی پر لب رکھے محبت والفت سے گویا ہوا ۔

"سائیں آپ دھوکے باز ہو گئے ہیں۔"

وہ آنکھیں نم کر گئی۔وجدان شاہ جان پر بنی تھی ۔

"ہیے میرے چاند کیا ہوا میرے دلبر سائیں ۔"

وہ ایک بازو میں اپنی ننھی سی پری کو سمیٹے اپنا دوسرا بازو چاند کی نازک سی کمر میں حائل کر گیا ۔

جس پر وہ خفا سی اس کے فرائض سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئ۔ وجود میں کپکپی سی طاری تھی۔ وجدان شاہ کی جان لبوں پر آئی تھی ۔

"میرا سرکار اتنا بے رحم کیوں ہو گیا ہے بتائیں کیا ہوا ہے ۔"

وہ سمجھ گیا تھا بات کچھ اور تھی وہ اسے خوف زدہ سی لگی تھی۔اور بس یہی تک ضبط تھا وجدان شاہ اسے خود سے دور کرتا ایا نے کو بیڈ پر ڈالتا واپس اس کی جانب مڑا تھا ۔

جواب چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے میں مصروف تھی ۔

وہ پھرتی سے اس کے قریب آیا اسے اپنی بانہوں میں سمٹ گیا ۔

"شش۔۔۔میرے چاند جان مت نکالیں اپنے سائیں کی بتائیں کیا ہوا ہے ۔"

اس کے بالوں پر لب رکھتے بے حد الفت و دیوانگی سے پوچھا گیا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

وہ بمشکل گھٹی گھٹی آواز میں اس کا نام پکار پائی تھی بس۔ وجدان شاہ دل گھائل ہوا تھا اپنے چاند کی تکلیف ذرہ پکار پر ۔

"جی میرے چاند۔۔سائیں کے سرکار بتائیں۔یوں رو کر اذیت نہ دے اپنے سائیں کو ۔"

"وو۔۔۔وہ۔۔غغ۔۔۔۔غاز۔۔سائیں۔۔اس۔۔کک۔۔۔کے ہاتھوں۔۔پر خخ۔۔۔خون تھا ۔"

وہ بمشکل سسکیوں میں کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ چاند کی بات سنتے وجدان شاہ کے جبڑے تنے تھے ۔

آخر اس کا بیٹا اتنا ڈھیٹ کیوں تھا۔ اس کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ باز نہیں آیا تھا ۔

"شش۔۔۔۔ بس کچھ بھی نہیں ہوا وہ تو ایک زخمی پرندے کا خون تھا میرے چاند۔ وہ بس اس کو مرہم لگا رہا تھا تو اس کے ہاتھوں پر خون لگ گیا۔ آپ اتنی سی بات پر اپنے سائیں کا دل کیوں جلاتی ہیں رو رو کر ۔"

وہ اس کی کرسٹل گرے آنکھوں پر لب رکھتا اس کے آنسو اپنے لبوں میں جذب کرتا بے حد محبت و عقیدت سے گویا ہوا ۔

جو اس کے لمس اور حرکت پر سرخ ہوتی اس کی جانب دیکھنے لگی جیسے پوچھ رہی ہو سچ میں ایسا ہی ہے ۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں میرے چاند ۔"

وہ اس کے سرخ عارضوں کو سہلاتا اسے یقین دلا رہا تھا۔ تبھی دھڑم سے دروازہ کھولا تھا اور اس کا بیٹا اس کی زندگی کا عذاب (غازیان شاہ) سامنے تھا. چاند بدک پر وجدان شاہ سے دور ہوئی تھی ۔

جواس وقت سیاہ ٹراؤزر شرٹ پہنے روم میں داخلے ہوا تھا۔ سیاہ بال پیشانی پر بکھرے سے تھے کانچ سی سرمئی آنکھوں میں اپنے باپ کو سامنے دیکھتے ہی مسروریت سی بکھری تھی ۔

بے شک غازیان شاہ کو عشق تھا اپنے باپ سے ۔

چاند کے دور ہونے پر وجدان شاہ نے اپنے بیٹے کو گھوری سے نوازا تھا ۔

جس کا پسندیدہ مشغلہ ہی اس کے نازک سے چاند کی جان سکھانا ہی تھا۔ وہ بنا کچھ بولے وجدان شاہ کی جانب بڑھتا اس کے ساتھ لپٹا تھا ۔

" بابا۔۔۔ آپ کہاں تھے۔ میں نے آپ کو صبح سے نہیں دیکھا آئی مس یو ۔"

وہ وجود شاہ کے پہلو میں چہرہ چھپائے وہ بے حد ضبط سے بولا تھا۔ وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

بے شک وہ اس کی جان تھا لیکن اپنی حرکتوں سے وہ اسے شدید تپا دیتا تھا۔ چاند اپنے آٹھ سالا بیٹے کو اپنے باپ سے لپٹا دیکھ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی ۔

"مجھے ضروری کام تھا میری جان تبھی جلدی جانا پڑا ۔"

وہ اس کا ماتھا چومتا پیار سے گویا ہوا ۔

"بٹ غازیان شاہ سے کچھ ضروری نہیں ۔"

وہ ضدی لہجے میں بولا ۔

"Of course my soul You are more important to your dad."

)"یقیناً میری جان آپ اپنے بابا کے لیے زیادہ اہم ہیں۔"(

وہ بے حد محبت سے بولتا اسے یقین دلایا گیا۔ جس پت وہ کچھ نا بولتے وجدان شاہ کا ہاتھ تھامتا اسے چوم گیا ۔

وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے اس نرم پھوار سے لمس پر ۔

چاندان دونوں باپ بیٹے کو چھوڑ اپنی ننھی پری کی جانب متوجہ تھی جو رونے کی تیاری پکڑتی ہونٹ موڑ رہی تھی ۔

★★★★★

"ابان شاہ اگر آپ نے اپنی حرکتیں درست نہیں کی تو آپ کو بورڈنگ اسکول میں بیجھ دوں گا۔ آئے دن آپ کی سکول سے کمپلینز آتی ہیں۔ کل آپ نے ایک بچے دانت توڑ دیا ۔"

وہ بے حد تپش میں اب اپنے سات سالا بیٹے کو مارنے کو تھا لیکن اپنے دل کی جانب دیکھتا ضبط کر گیا ۔

جیسے اپنا بیٹا نہایت معصوم لگتا تھا۔ جو اس کی ڈانٹ پر اب خود رو دینے کو تھی ۔

" بابا سائیں اس نے میرا پین توڑا جو مجھے غاز نے گفٹ کیا تھا ۔

ابان شاہ نے نہایت مشکل سے صفائی پیش کی تھی کیونکہ اسے صفائی دینا زہر لگتا تھا۔ پر یہاں اس کے بابا سائیں تھے ۔

جواس وقت شدید تپے ہوئے تھے اگر اس کی ماں یہاں نہ ہوتی کواب تک کواس کا چہرہ لال کر چکے ہوتے اس نے محبت بھری نظروں سے اپنی ماں کی جانب دیکھا ۔

جوزوار شاہ نے بھسم کرتی نظروں سے اسے دیکھا تھا ۔

"ابان شاہ اپنی نظریں نیچی کریں۔اور دفاع ہو جائیں یہاں سے ۔"

وہ طیش میں آتا چلایا تھا۔نور نے دھل کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا ۔

جبکہ وہ ڈھٹائی سے اپنے باپ کو آنکھ ونک کرتا اپنی ماں کا گال چومتا سو کی سپیڈ سے بھاگا تھا ۔

اور پھر زوار شاہ کا اڑا تھا پر تب تک وہ کمرے سے نکل چکا تھا۔ نور نے مسکراہٹ روکنے کو لب دبائے تھے ۔

جبکہ زوار شاہ تیزی سے نور کی جانب بڑھتا ایک جھٹکے میں اسے اپنی بانہوں میں جھکڑتا اس کے گال کو اپنی ہتھیلی سے رگڑا اس پر شدت سے لب رکھ گیا ۔

نور اس افتاد پر بوکھلاتی اس کی قمیض مٹھیوں میں جھکڑتی کپکپا اٹھی تھی ۔

آٹھ سال ہو گئے تھے ان کی شادی کو پر زوار شاہ کی جنونیت و دیوانگی ابھی تک ویسی کی ویسی ہی تھی ۔

وہ اپنی بیٹے تک کا اسے پیار کرنا برداشت نہ کرتا تھا ۔

"شاہ ۔۔"

دل کے مقام پر ہتھیلی جمائے نرمی سے پکارتے اسے شانت کرنے کی چھوٹی سی کوشش کی گئی تھی ۔

"برداشت نہیں کر سکتا کسی کو بھی آپ کے قریب میرے دل۔ میری دیوانگی کب سمجھیں گی آپ ۔"

وہ اس کے بالوں میں انگلیاں الجھائے اپنے بے حد قریب کرتا دیوانگی و جنونیت سے گویا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح سہمی تھی ۔

"شش۔۔۔ شاہ وو۔۔۔ وہ ہمارا بیٹا تھا ۔"

نرمی سے باور کرایا گیا ۔"

اور آپ میری بیوی، میری زندگی، میرا عشق، میری آتش دیوانگی، میرا جنون ،میرا پاگل پن ہیں میرے دل ۔"

وہ ہنوز جنونیت سے بولا تھا۔ نورلا جواب تھا کیونکہ وہ اس انسان سے کبھی جیت نہیں سکتی تھی۔ چاہیے وہ محبت ہو یا کوئی دلیل۔ وہ کبھی بدل نہیں سکتا تھا اس کی محبت کے معاملے میں تبھی وہ ہارمانتی کی کی گردن کے گرد بازوں حائل کر گئی ۔

"آپ سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہمارے لیے شاہ ۔"

وہ الفت و عقیدت سے گویا ہوتی ایڑھیاں اٹھاتی اس کی بیرڈ بھری ٹھوڑی چوم گئی ۔

جس پر وہ کچھ پُر سکون ہوتا اپنے دل کا پھولوں سا شیریں لمسِ معطر محسوس کرتا آنکھیں موند گیا ۔

"آپ بس میری ہیں ۔"

وہ اس کے گرد اپنا حصار مزید کستے جنونی سا گویا ہوا ۔

"صرف آپ کی۔۔بس آپ کی دل کے شاہ ۔"

وہ نازک جان شیریں لبوں سے پر الفت سا گویا ہوئی ۔

زوار شاہ اظہارِ الفت پر رشمی گیسوں میں اپنی آہنی انگلیاں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا مجنوبانہ شدتوں میں الجھاتا نور کی جان نکال گیا ۔

وہ پتے کی مانند اس ساحر کے حصار میں لرزتی آنکھیں موند گئی ۔

جو بے صبر سا خود کو سیر اب کرتا ہٹنا بھول ہی چکا تھا۔ نور کو اپنی سانسیں کم پڑھتی محسوس ہوئیں پر اس دشمن جان کو خود سے دور کرنے کی غلطی ہر گز نہ کی گئ ۔

جب سے آبان شاہ پیدا ہوا تھا۔ وہ مزید نور کے لیے پاگل ہو چکا تھا۔ کیونکہ آبان شاہ کو دنیا میں لانے کے لیے دل آئنور شاہ موت کے منہ سے لوٹ کر آئی تھی

۔

ڈاکٹر پُر امید نہیں تھے۔ نور کو بچا پانے کے لیے۔ پر پھر معجزہ ہوا اور زوار شاہ کا دل موت کو ہرا کر واپس سے اس جنونی شہزادے کی پناہوں میں آگیا ۔

سانسوں کی تنگی پر آنسو پلکوں کی دہلیز پھلانگتے عارضوں سے زوار شاہ کا چہرہ تر کرنے لگے جس پر وہ ہوش میں آتا اسے اپنی جنونی گرفت سے آزادی دیتا زور سے خود میں بینچ گیا ۔

"زوار شاہ کچھ بھی نہیں آپ کے بنا میرے دل ۔"

وہ اسے اپنی بانہوں میں اوپر کو اٹھتا اسے لیے کاوچ پر براجمان ہوا تھا وہ گلال بکھرتے عارضوں کے ساتھ زوار شاہ کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی ۔

پر وہ آمادہ نہیں تھا تبھی ایک ہاتھ اس کی نازک سی کمر کے گرد حائل کیے دوسرے بالوں میں الجھائے ذرہ سا خم کرتا اس کی ٹھوڑی کے نیچے جا بجا پر شدت لمس بکھرنے لگا تھا ۔

اس کی جان طوفان کی زد میں دے گیا۔ وہ اس جنونی کو کندھوں سے دبوچے بے حد بمشکل میں تھی۔ یہاں تک کے اسے اپنی سکن جھلتی محسوس ہونے لگی ۔

جان تو تب نکلی جب کو اس کے گلے سے دوپٹہ کھنچتا قلین پر اچھال گیا ۔

"شش۔۔۔ شاہ پلیز۔"

وہ دہلتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ گئی۔ زوار شاہ نے سرخ خمار آلودہ نظروں سے اس فصل جان کی جانب دیکھا تھا ۔

جو اس کے حصار میں کسی نازک سی گڑیا کی مانند کپکپا رہی تھی ۔

وہ نازک سی جان لرزتی پلکیں، نم پیشانی، سرخ عارضوں اور کپکپاتے انگوری لبوں سے گلاب بنی ہوئی تھی ۔

"کیوں اتنی پیاری ہیں میرے دل ۔"

جذبات سے بوجھل لہجے میں دریافت کرتا نور کا نازک سا ہاتھ اپنے آہنی ہاتھ میں لیتا اس کی نازک انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھائے ایک ایک پورے پر لب رکھنے لگا ۔

"ہہ۔۔۔۔ ہمیں نہیں پپ۔۔۔ پتہ شاہ ۔"

وہ اس کے لمس پر پگھلتی بمشکل ہمیشہ کے الفاظ بولی تھی ۔

جس پر زوار شاہ کو مزید اپنے دل پر پیار آیا۔ تبھی لب سرکتے دودھیا کلائیوں کی حدیں عبور کرنے لگے ۔

"شش۔۔۔شاہ ہمیں بھوک لل۔۔۔لگی ابھی ۔"

اسے شدید بھوک لگی تھی لیکن اگر اس کا شاہ ایک بے ایمان ہو جاتا تو کھانے کی بجائے اس کے ہوش اڑا دیتا ۔

"مجھے بھی میرے دل ۔"

وہ مخمور نظروں سے اس کے دلآویز سراپے کو تکتا معنی خیز لہجے میں گویا ہوا ۔

"پپ۔۔۔پلیز ۔"

لہجہ التجایا تھا۔زوار شاہ نے بمشکل ضبط کرتے اس کی پیشانی پر لب رکھے ۔

"اوکے میرے دل پہلے آپ کی بھوک کا علاج کرتے ہیں پھر ہم میری بھوک کے بارے میں سوچیں گے ۔"

وہ شدید ضبط و دیوانگی سے بولتا اپنی گرفت ڈھیلی کر گیا۔نور ایک جھٹکے میں اس کی آغوش سے نکلتی ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی ۔

زوار شاہ مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔وہ کبھی بدل نہیں سکتی تھی ۔

★★★★★

باسط ملک حویلی چھن جانے کے بعد اور سارا کاروبار تباہ ہونے کے بعد سڑک پر آ چکا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا وہ کہاں تھا ۔

دو ماہ تک مارا مارا غائب ہونے کے بعد وہ ایک دن اس کے مرنے کی خبر آئی تھی ۔

سننے میں آیا تھا کہ وہ جس گاڑی میں سوار تھا وہ ایک ایکسیڈینٹ حادثے میں کھائی میں گر گئی تھی ۔

برائی کا انجام ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے ۔

اس وقت وہ سب فام ہاؤس آئے تھے۔شاہ حویلی کے دونوں شہزادے اس وقت بارس کے ساتھ کھلنے میں مصروف تھے ۔

"غاز تم نے بڑی مما کو کیوں ڈرا دیا یار ۔"

آبان شاہ نے سنجیدگی سے دریافت کیا تھا ۔

"میں نے نہیں ڈرایا آب۔وہ ایکدم سے میرے روم میں آ گئیں ۔"

غازیان شاہ سنجیدگی سے گویا ہوا ۔

"تمھیں احتیاط کرنی چاہیے۔وہ خوفزدہ تھیں ۔"

وہ مزید گویا ہوا ۔

"وہ جان ہیں میری آب ۔"

جیسے باور کروایا گیا تھا ۔

"غاز بھائی، آب بھائی آپ کو سب بلا رہے ہیں کھانے کے لیے ۔"

قادر کے سات سالا بیٹا المیر کی نرم سی پکار پر وہ دونوں مڑے تھے ۔

دونوں اسے دیکھ کر مسکرائے تھے۔

وہ سب اس وقت لون میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے ۔

"بڑے دادو آپ نے کہا تھا اگر ہم نے اے گریٹ مارکس لیے تو آپ فن لینڈ ہمارے سا چلیں گے ۔"

یہ آبان شاہ تھا جو نہ تو خود سکون سے رہتا تھا نہ کسی کو سکون لینے نہیں دے سکتا تھا ۔

سلطان شاہ نے اپنے پوتے کی جانب دیکھا تھا جو کوئی بات نہیں بھولتا تھا۔انھوں ہفتہ پہلے یہ بات اپنے پوتوں سے کہی تھی ۔

لیکن غازیان شاہ نے دھیان نہیں دیا تھا پر آبان شاہ ہر گز بخشنے والا نہ تھا ۔

"تو میری جان میں لے جاؤں گا آپ کو وہاں۔ میں کب انکار کر رہا ہوں ۔"

وہ آبان شاہ جو اپنے حصار میں لیتے اس کی پیشانی پر بکھرے بال ہٹاتے بولتے بوسہ دے گئے ۔

"آپ انکار کر بھی نہیں سکتے ۔"

وہ ورن کرتی نظروں سے بولا۔ زوار شاہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس پدے کا ایٹٹوڈ ملاحضہ کیا۔ جبکہ باقی سب کے لبوں پر مسکراہٹ تھی ۔

"اوے چوزے میرے بابا سائیں کے سامنے نظریں نیچی کر کے بات کر ۔"

زوار شاہ اسے گھوری سے نوازتے بولا تھا۔ جس پر آبان شاہ نے اپنے باپ کو نظر انداز کرتے مزید اپنے دادا سے فرمائشوں کا پٹارا کھولا ۔

"چھوٹے دادو سائیں دادو سائیں ہمیں آپ کے ساتھ فٹ بال کھیلنا ہے ۔"

آبان شاہ کی مزید گوہر فشانی سنتے وجدان شاہ اور زوار شاہ کا منہ کھلا تھا جبکہ رابعہ بیگم اور چاند، نور لب دبائے مسکرائیں تھیں ۔

"آب شٹ اپ ۔۔"

زوار شاہ کا بس نہیں چلا تھا وہ اپنے بگڑیل بیٹے کو دو چماٹ لگا دے۔ جوان کی عمر کا لحاظ کیے بنا فرمائش پر فرمائش کر رہا تھا۔ جبکہ غازیان شاہ اپنے باپ کے ساتھ جا چپکا تھا ۔

"زاوی خبر دار جو تم نے ہمارے پوتے کو کچھ کہا ہم کھیلیں ضرور کھیلیں گے کیوں بھائی جان ۔"

زمان شاہ نے زاور شاہ کو ڈپٹتے سلطان شاہ سے کہا تھا جس پر وہ مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئے ۔

آبان شاہ کے ساتھ ساتھ المیر اور غازیان شاہ کے لب بھی مسکرائے تھے ۔

تبھی حدید اور آنا بھی اپنے سات سالہ بیٹے زاویان خان اور دو بیٹی محرم کے ساتھ وہاں آئے تھے سب سے ملتے اب ان کے بیچ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے ۔

جبکہ المیر تو محرم کو لیتا اب اس کے ساتھ کھلنے میں مصروف ہو گیا تھا ۔

جبکہ آبان شاہ چاند کی گود بیٹھی ایانے کو گھور رہا تھا جو اس کے قریب جاتے ہی منہ بسورنے لگتی تھی ۔

اس کے پیار کرتے ہی وہ ایسا رونا ڈالتی تھی جیسے وہ کوئی بے حد ظلم کر گیا ہو اس پر۔۔پر وہ پھر بھی بعض نہیں آتا تھا ۔

موقع ملتے ہی اسے چٹاچٹ چومتے وہ بھاگ جاتا۔اور رو رو کر ہلکان ہو جاتی ۔

جبکہ زاویان خان تو قادر کی معصوم سی پانچ سالہ حیات کو ساتھ لیے اسے پیار کر رہا تھا جس نے اپنی ماں سے سبز آنکھیں چرائیں تھیں وہ اپنی ماں کی کاپی تھی ۔

اور زاویان خان کو بے حد پیاری لگتی تھی۔ تبھی وہ بار بار اس کے سرخ سفید پھولے گالوں پر پیار کرتا چاکلیٹ کھلا رہا تھا ۔

قادر کی دو بیٹیاں تھی حیات اور لیزے ۔

جبکہ غازیان شاہ اب اپنے باپ کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا شاید اسے نیند آ رہی تھی ۔

وجدان شاہ نے جھکتے اپنے بیٹے کی پیشانی پر لب رکھے۔ جس پر وجدان شاہ کے لب مسکرائے تھے ۔

★★★★★

"سو گئی میری شہزادیاں ۔"

قادر نے واش روم سے نکلتے روم میں خاموشی محسوس کرتے دریافت کیا ۔

"جی سو گئی آپ کی لاڈلیاں۔ تو باخدا کی پناہ اتنا تنگ کرتی ہیں ۔"

سوہا اپنے ہاتھوں پر لوشن لگاتی مسکرا کر بولی۔ قادر کی آنکھیں چمکیں تھیں ۔

پرپل کلر کی نائیٹی گاؤن پہنے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ گزرے سالوں میں اس میں ذرہ سا بدلاؤ نہیں آیا تھا وہ آج بھی ویسی ہی تھی ۔

بے حد خوبصورت۔ وہ اس خوبصورت اپسرا کے دلنشیں روپ کو تکتا اس کے پہلو کے گرد اپنا بازوں لپیٹتا اس کی پشت اپنے سینے میں بھیج گیا ۔

سوہا کے لب مسکرائے جبکہ دل کی دھڑکنوں تیز ہوئیں تھیں ۔

"مائے فیری ۔"

بے حد نرمی سے اس کے شانے سے گاؤن ہٹاتا وہاں اپنے پر شدت لب رکھتا سوہا کو لرزنے پر مجبور کر گیا ۔

قادر کی آنکھیں خمار آلودہ ہوتیں سرخ ہوئیں تھیں۔وہ طلب بن کر جیسے روح میں دوڑنے لگی تھی ۔

"عشقِ جان۔۔۔بے حد ضروری ہیں آپ۔اگر نہ ملتیں تو قادر شاید جیتے جی مر جاتا ۔"

وہ اسے اپنی جانب گھماتا اسے اپنی بانہوں میں بھیج گیا ۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ۔"

وہ ایکدم سے گھبرائی تھی ۔

"محبت ۔"

وہ ایک لفظی جواب دیتا اس کے سنہری بالوں میں انگلیاں الجھائے اس نازک جان کی سرخ پنکھڑیوں پر جھکتا اس کی سانسیں روک گیا ۔

وہ تڑپتی اس دشمن جان کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑتی آنکھیں میچ گئی ۔

وہ بے حد شدت سے اس پر اپنی محبت و دیوانگی لٹاتا اس کی سانسوں کی مہک خود میں اتانے میں مگن یہ بھی بھول گیا تھا کہ دور بھی ہونا ہے ۔

رکتی سانسوں پر وہ نازک جان اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوشش میں نڈھال ہوئی تھی جس پر وہ ہوش میں آتا سوہا کی سانسوں کو آزادی دیتا۔اگلے ہی پل اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا ۔

سوہا شرم و حیا سے سرخ ہوئی آنکھیں میچ گئی۔جو بے حد محبت سے اس کا سر تکیے پر رکھتا اس پر جھکا تھا ۔

"بے حد چاہتا ہوں آپ کو میری متاعِ جاں۔ آپ اس بنجارے کی وہ منزل ہیں جیسے ڈھونڈنے کی فراح میں پور پور زخم ہوا ہوں میں ۔"

وہ اس کی نرم و نازک انگلیاں اپنے آہنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھائے اس کے ایک ایک پورے کو اپنے پر شدت لمس چھوڑتا الفت و عقیدت سے گویا ہوا تھا ۔

سوہا کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں وہ بھی کہاں رہ پاتی اس دشمن جان کے بنا اگر وہ اس سے کھو جاتا یا کسی اور کا ہو جاتا تو وہ اپنے ہوا اس ہی کھو دیتی یقیناً ۔

"آپ نا ملتے تو سوہا کھو جاتی آپ کو کبھی دوبارہ نظر بھی نہ آتی میرے روح من۔"

وہ ایک ہاتھ اس کے بیر ڈ بھری گال پر جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس کی شرٹ کو دبوچے سبز آنکھوں میں نمی لیے بھرائی آواز میں بولی تھی ۔

قادر کی جان لبوں پر آئی تھی اس سبز آنکھوں والی گڑیا کی آنکھوں میں اذیت و نمی دیکھ کر ۔

"صرف آپ کا ہوں میرے عشق۔۔۔آپ کا رہوں گا تا قیامت۔یوں خود کو اذیت دے کر اپنے روح من کی جان تو نہ نکالیں ۔"

وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا لجاجت سے گویا ہوا ۔

جس پر سوہا اوپر ہوتی اس کی پیشانی پر لب رکھ گئی جہاں اس کی قسمت کا ستارہ جگمگاتا تھا ۔

"آئی لو یو"

وہ مدھم آواز میں بولتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔ جس پر قادر کے لبوں پر جان لیوا مسکراہٹ بکھری تھی ۔

"آئی لو یو میری جان ۔"

وہ اسے خود میں بینچتا الفت و محبت سے بولتا اپنے سامنے کرتا اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھنے لگا ۔

جبکہ سوہا گہرے سانس بھری بڑے حق سے اپنے محرم کی محبت موصول کرنے لگی جو اس کے لیے دیوانہ تھا ۔

پر جان تو تب نکلی جس اس دشمن جان کے پر تپش لب سرکتے ٹھوڑی کے نیچے نرم و ملائم جگہ پر پہنچتے وہاں اپنی شدت ڈھانے لگے تھے ۔

وہ مجنو بانہ ہوتا بے حد نرمی سے خود کو سیر اب کرتا اسے پاگل کرنے کے در پر ہوا ۔ جنونیت کی سر حد عبور ہوتی گردن پر اپنا لمس بکھرتی سوہا کی سانیس روک گئ ۔

"اپنی بانہوں میں بسالیں جاناں اپنے دیوانے کو۔ یہ سکون کہاں میسر ہے کہیں اور ۔"

مجنو بانہ لہجے میں بولتا اپنی شرٹ لیس ہوتا لائٹ گل کرتا اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا چلا گیا ۔

★★★★★

وہ زاویان خان کو سلا کر روم میں آئی تو دونوں باپ بیٹی کو کھلتے اور کھلکھاتے دیکھا ۔

اس ہر وہ مسکراتی اپنا نائٹ ڈریس لیے واش روم میں گھسی تھی ۔

" بابا کا پارا بچہ ۔۔۔ بابا کی جان ۔"

حدید خان محرم کو گدگدی کرتا اس بار بار اس کے گول مول گالوں پر پیار کر رہا تھا جس ہر محرم کی ننھی کلکاریاں کمرے میں گھنج رہیں تھی ۔

"ہاہاہا۔۔۔ بابا۔۔۔ نہی۔۔۔ بابابس۔۔ہاہاہاہا۔"

وہ اس کے گدگدی کرتے ہاتھوں کو اپنے ننھے ہاتھوں سے روکتی کھلکھاتی منا کر رہی تھی ۔

جس پر وہ مسکراتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا ۔

اور پھر کچھ ہی منٹوں میں وہ حدید خان کے سینے پر آنکھیں موند گئی شاید اسے نیند آرہی تھی تبھی حدید خان اس کی پشت دھیرے دھیرے تھپتپاتے اسے سلانے لگا ۔

آنا مسکراتی ان کے پاس بیڈ پر آ بیٹھی تھی۔ حدید خان نے گہری نگاہوں سے اپنے دلبر کو دیکھا تھا۔ جو لب دباتی بلینکٹ اوڑھتی دوسری جانب رخ موڑ گئی تھی ۔

حدید خان نے آنکھیں چھوٹی کرتے اپنے چلاک دلبر کی جانب دیکھا تھا جو اسے چکما دیتی سونے کے چکر میں تھی ۔

پر وہ بھی حدید خان تھا۔ اپنے سینے پر سوئی محرم کو بے حد نرمی سے اٹھاتا بے بی کاٹ میں ڈال گیا ۔

واش روم کی جانب بڑھ گیا۔ انا نے واش روم کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر ایک آنکھ کھول کر دیکھا ۔

اور پھر چہرے پر شرارتی سی چمک آئی تھی۔وہ آج اپنے کھڑوس خان کو تنگ کرنے کا پورا ارادہ بنائے بیٹھی تھی ۔

تبھی واش روم کا دروازہ کھلنے پر وہ تیزی سے چہرے پر بلینکٹ اوڑھتی آنکھیں موند گئی ۔

حدید خان ایک نظر بلینکٹ میں چھپے وجود کو دیکھا پھت چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ سجائے اس کی جانب بڑھتا دوسری جانب سے آتا بلینکٹ میں اس کے ساتھ گھستا تھا ۔

پھر نرمی سے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔اناجو دم سادھے بمشکل لیٹی ہوئی تھی اس کی حرکت پر گلے میں گھٹی سی ابھری تھی ۔

کیونکہ اس کا خان ہر گز بھی شریف نہیں تھا ہر وہ آج اسے کے ارادے کامیاب ہونے نہیں دینا چاہتی تھی ۔

"او۔۔۔میرا دلبر سائیں تو سو رہا ہے ۔"

وہ اپنی ڈرامے باز بیوی کو آنکھیں موندے دیکھ مدھم آواز میں بولا تھا جو سانس روکے پڑی تھی ۔

"ویسے کیا سچ میں سو گئیں ۔"

وہ اس کے کان میں جھکتا گھمبیر لہجے میں بولتا اس کے کان کی لو اپنے لبوں میں دبا گیا۔اس کی حرکت پر انا کی سانس سینے میں اٹکی تھی جبکہ دل کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی ۔

"ہاں یہ تو سچ میں سو رہی ہیں۔اس کا مطلب میں کچھ بھی کر سکتا ہوں ۔"

وہ پھر سے ہنوز لہجے میں بولتا کان کے پیچھے اپنے پر شدت لب رکھتا اس کی جان ہوا کر گیا۔انا نے بلینکٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے خود پر قابو کیا تھا ۔

ورنہ وہ دشمن جان تو جابجا اس کی گردن پر اپنا نرم مگر پر تپش لمس چھوڑتا اسے کہیں کا نہیں چھوڑ رہا تھا ۔

"آہ۔۔۔ نیند تو بہت گہری ہے حدید خان تم اگر فائدہ بھی اٹھالو تو میرا دل برا اٹھنے والا کہاں ہے ۔"

وہ اب اس کے سرخ عارضوں لرزتی پلکوں اور کپکپاتے انگوری لبوں کو تکتا شریر لہجے میں مدھم آواز میں گویا ہوا تھا ۔

انا کی نازک سی پنکھڑیوں کی لرزش پر حدید خان کے صبر کی حد ختم ہوئی تھی۔

وہ ایکدم سے اٹھتا ایک جھٹکے میں کھینچ کر اپنی بانہوں کی قید میں کرتے ایک ہاتھ اس کی نازک سی کمر میں حائل کرتا دوسرا اس کے ملائم بالوں میں الجھائے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر اپنا پر تپش لمس رکھ گیا ۔

اس افتاد پر بوکھلاتے انا یوسف کی آنکھیں پھٹ پڑیں تھی۔ وہ تو اسے ستانے کی کوشش میں تھی پر وہ کیسے بھول گئی کے وہ حدید خان تھا۔ جس سے بچنا انا یوسف کے لیے آسان کہاں تھا ۔

وہ جنونی ہوتا اسے اپنی بے صبر جنبش میں لیے اس کی نازک پنکھڑیوں پر ظلم کرتا سارے حساب بے باک کر رہا تھا ۔

سانسوں کی تنگی پر انا یوسف نے اس گردن میں ناخن گھاڑے تھے پر وہ آزادی دینے ہر مائل نظر نہیں آیا تھا بلکل اسے کی مزاحمت اسے مزید جنونی بنا رہی تھی ۔

تبھی بند ہوتی سانسوں پر آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں تب جا کر وہ بے رحم اسے آزادی دیتا دور ہوا ۔

پر بس کچھ پل کے لیے ابھی کہ وہ سکون کا سانس لیتی وہ اسے پیچھے تکیے پر گراتا ایک بار پھر سے حاوی ہوتا اس کی سانسیں ایک بار پھر سے قید کر گیا ۔

انا یوسف مرنے کو ہوئی تھی وہ بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی آنکھیں میچ گئی۔
پورا وجود کسی پتے کی مانند لرزنے لگا تھا ۔

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا ہت وہ ظالم بنا رحم کھائے اپنی تشنہ لبی مٹاتا اس کی سانسے سکھا رہا تھا ۔

کچھ ہی دیر بعد خود کو سیر اب کرتا وہ اپنے دلبر سائیں پر رحم کرتا اسے آزادی دے گیا پر ہنوز اس پر جھکا رہا ۔

سانسوں کی آزادی پر وہ گہرے گہرے سانس بھرتی بے دم سی ہوئی تھی۔ نم آنکھیں حدید خان کو تکتیں شکوہ کناں سی ہوئیں تھیں ۔

"میرا ڈرامے باز دلبر سائیں ۔"

اس کی آنکھوں میں شکوہ تکتے وہ اس کی نم آنکھوں پر لب رکھ گیا ۔

"آپ برے ہیں بہت۔۔آئی ہیٹ یو ۔"

وہ نم لہجے میں بولتی چہرہ موڑتی حدید خان کا دل جھلا گئی ۔

"ہشش۔۔۔میرے دلبر سائیں ایسے گندے الفاظ نہیں بولتے ۔"

وہ اس کا چہرہ پکڑ کر واپس سامنے کرتا نرمی سے اس کے لبوں پر لمس چھوڑتا جنونیت سے بولا تھا۔انا یوسف کپکپائی تھی۔

"سے یولومی ۔"

حدید خان کو جیسے یہ الفاظ برے لگے تھے۔ تبھی پاگل پن سا گویا ہوا۔ تبھی انا کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا تھا ۔

وہ اس کے معاملے میں پاگل تھا ۔

"انا۔۔۔میرے دلبر سے یولومی ۔"

وہ اب کے نرم لہجے میں بولا تھا۔ لہجے میں تڑپ تھی۔ اور انا اپنے خان کو تڑپے کیسے دیکھ سکتی تھی ۔

"آئی لو یو میرے خان۔۔۔ آئی لو یو ۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈالتی اسے کے دل کے مقام پر لب رکھ گئی ۔

"آپ سانس ہیں میرے دلنشیں دلبر۔ سکون بھی آپ میرے دل کا قرار بھی آپ سے۔ آئی لو یو ٹو دلبر سائیں ۔"

وہ دیوانگی والفت سے بولتا اس کی شہ رگ پر جھکتا جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا تھا۔ وہ آنکھیں میچتی خود کو اس دشمن جان کے حوالے کر گئی جو اس کی رعنائیوں میں اپنا سکون تلاشتا اسے بھی کسی اور جہاں میں لے گیا تھا ۔

★★★★★

"شاہ۔۔۔آپ ہم سے کتنا پیار کرتے ہیں ۔"

وہ دونوں اس وقت اپنے روم کے ٹیرس ہر کاؤچ پر براجمان تھے ۔

تبھی زوار شاہ کے سینے سے لگی نور کو سوال سوجا تھا۔اپنے دل کے سوال پر زوار شاہ کے لب مخمور سے مسکرائے تھے ۔

وہ غلط وقت پر غلط سوال پوچھ بیٹھی تھی۔وہ بھی زوار شاہ سے۔جو اس کے پور پور کا دیوانہ تھا ۔

تبھی بنا جواب دیے کروٹ بدلتے نور کو اپنے سینے سے کاؤچ پر ڈالتے اس پر جھکتا پل میں نور کی ہوائیاں اڑا گیا۔

کیونکہ وہ جن نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا نور کے گلے میں گھٹی ابھ کر مدھم ہوئی تھی ۔

"زوار شاہ لفظوں کے معاملے میں تھوڑا کچا ہے میرے دل تو کیوں نہ عملاً بھی اپنے پیار کے مظاہرے دیکھائے جائیں۔"

وہ بغور اس حسنِ اپسرا کو تکتے مجنو بانہ لہجے میں گویا ہوا جس پر دل آئنور شاہ نے زور شور سے نفی میں سر ہلایا تھا ۔

جس پر زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے۔ کیونکہ اس معاملے میں اس کے دل کی کہاں چلتی تھی ۔

"جذبات میں آگ لگا کر بھاگنا کوئی آپ سے سیکھے میری ہرنی ۔"

مزید اس ہر جھکتا اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا شدید جذبات سے گویا ہوا ۔

پنک کلر کے ڈریس پہنے بالوں کا مسی سا جوڑا بنائے جا کی کچھ آوارہ لٹیں اس کے دل کش چہرے پر بکھری ہوئیں تھیں ۔

اس کی قربت پر سرخ عارضوں۔ سردی سے سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک۔ وہ جھکتا اس پر لب رکھ گیا جو بے حد ٹھنڈی ہو رہی تھی ۔

شہد رنگ آنکھیں زوار شاہ پر ٹکائے جن کی دراز پلکیں کبھی کبھی لرزتی شہد رنگ آنکھیں پر سایا افگن ہو جاتیں۔ گلاب لب لرزتے تو جو کے قابل تھے ۔

"ہہ۔۔۔ ہمیں۔۔۔ نن۔۔۔ جاننا ۔"

وہ بمشکل لرزتی ہوئی بولی تھی ۔

"پر میں بتائے بنا اب سکون کہاں لوں گا میرے دل ۔"

وہ اس کے بالوں سے پن کو نکالتا اس کی شہد رنگ زلفیں بندھن سے آزاد کرتا اس کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں بھرتا اس کی خوشبو اپنی سانسوں میں بھرتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا ۔

"مم۔۔۔مجھے نیند آ۔۔۔آئی ہے ۔"

وہ بہانا بنا رہی تھی ۔

"پر میں آپ کے سوال کا جواب دیے بنا سکون آپ کو بھی لینے نہیں دوں گا ۔"

وہ اٹھتا اسے اپنی بانہوں میں بھرتا کمرے کی جانب بڑھا تھا کیونکہ سردی بھی بڑھنے لگی تھی۔اس کے دل کو سردی لگ سکتی تھی ۔

بے حد نرمی سے بیڈ پر ڈالتا وہ ٹیرس کا دروازہ بند کرتا واپس مڑا تھا ۔

اپنی شرٹ کا ایک ایک بٹن کھولتا وہ اس کی جانب بڑھتا نور کی جان سکھا رہا تھا جو کھسکتی بیڈ کی دوسری جانب سے نیچے اترتی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی تھی ۔

اسے کون سمجھاتا اس نازک جان کا گرزہی تو زوار شاہ کو مزید پاگل کرتا تھا ۔

وہ خود تو اس سے بے حد پیار کرتی تھی پر اس کے جنونی پیار سے آج بھی ڈرتی تھی ۔

زوار شاہ جیسے جیسے قدم اس کی جانب بڑھا رہا تھا دل آئنور شاہ کا دل بری طرح سے لرز رہا تھا ۔

وہ چند قدموں کے ہی فاصلے پر رکا تھا۔ شرٹ اتار کر قالین پر پھینکتا وہ نور کی سانسیں سکھا گیا ۔

اس کا مظبوط کسرتی سینا تکتے وہ آنکھیں میچ گئی ۔

"میرے دل۔۔۔کم کلوز ٹو می ۔"

کمرے میں زوار شاہ کی گھمبیر آواز گونجی تھی۔نور کسی سوکھے پتے کی مانند لرزی تھی اس کے مطالبے پر ۔

"شش۔۔۔شاہ"

بے حد مدھم آواز میں پکارا گیا تھا ۔"

"حکم کریں میرے دل پر قریب سے ۔"

وہ ہنوز خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔وہ خود ہی اس کی جانب بڑھتا ایک جھٹکے میں کھینچتا اسے بیڈ پر گراتا اس پر سایا افگن ہوا تھا ۔

اس افتادِ پر نور کی چیخ نکلی جو زوار شاہ اس کی انگوری پنکھڑیوں پر جھکتا خلق میں ہی دبا گیا ۔

وہ پاگل دیوانہ شخص بے حد جنونیت سے اس نازک سی جان کو اپنی دیوانگی و وارفتگی بھری جنبشِ میں لیے پوری توجو سے خود کو سیراب کرنے لگا ۔

وہ نازک جان اس کی شدتوں پر بکھرتی سانسوں کے ساتھ آنکھیں میچ گئی۔پر کچھ ہی پلوں میں وہ اپنی دیوانگی و شدت سے اسے نڈھال کرتا سانسوں کے لیے محتاج کر گیا ۔

تبھی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی سعی کی تھی آنکھیں نم ہوتیں زوار شاہ کا چہرہ بھی تر کرتی ۔

تبھی اپنے دل کی سانسوں کو اجازت دیتا اس کے لبوں کے کناروں پر اپنا پر شدت لمس چھوڑنے لگا ۔

کیونکہ تشنگی مٹنے کی بجائے مزید بڑھ گئی تھی۔نور بمشکل سانسیں بھرتی اس دشمن جان کی شدید برداشت کرتی اس کے سینے کے بالوں کو مٹھیوں میں بھر گئی ۔

وہ اب اس کی گردن پر جا بجا لمس چھوڑتا خود کو سیراب کرنے میں مگن تھا ۔

"آپ کا گرز زوار شاہ کو مزید جنونی کرتا ہے آپ کے لیے میرے دل ۔"

اس کے بھیگے لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتے مجنونانہ لہجے میں گھبیرتا سے گویا ہوا تھا ۔

"ہہ۔۔۔ہم بہت محبت کرتے ہیں آپ سے۔پپ۔۔۔پر۔"

وہ لرزتی بمشکل بولتی بولتی رکی تھی ۔

"پر کیا میرے دل ۔"

وہ اس کی شہ رگ پر اپنا لمس مہکاتے سرگوشی میں بولا تھا ۔

"پپ۔۔۔پر آپ کک۔۔۔کی جج۔۔۔جنونیت سے دڈ۔۔۔ڈر لگاتا ہے ۔"

وہ اس کے پر تپش لبوں کی شدتیں سہتی ہنوز لہجے میں بولی تھی۔اس کے جواب پر زوار شاہ کے لب مسکرائے تھے وہ اس کے کندھے سے شرٹ ہٹاتا وہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑ گیا ۔

وہ سسکی زوار شاہ کی گردن میں چہرہ چھپا گئی ۔

آدھی ہے راہگزر، آدھا ہے آسمان

آدھی ہیں منزلیں، آدھا جہاں

تیرا ہوں جان لے، روح مجھ بندھ لے

بانوں میں تھم لے، کر دے زندہ

ہر شے میں تو، چپے چپے میں تو

خواہشیں میں تم، قصے قصے میں تو

ہر ضد میں تو، فکروں ذکر میں تو

وہ اس کے کان میں گنگناتا اپنی محبت کے سحر میں جکڑتا شدتوں سے روشناکرتا محبت کی وادیوں میں لے گیا ۔

★★★★★

سائیں۔۔۔مجھے اب بھی سب خواب لگتا ہے ۔"

وہ اس وقت وجدان شاہ کے سینے پر سر رکھے خواب کی سی کیفیت میں تھی ۔

وجدان شاہ جو اسے بغور دیکھتا اسے نہارنے میں مصروف تھا اپنے چاند کی بات سنتا اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

"میرے چاند یقین کر لیں کہ آپ وجدان شاہ کی وحشتوں کا قرار بن کر آئی ہیں میری زندگی میں ۔"

وہ محبت والفت سے گویا ہوا تھا۔ چاند نے اوپر کو ہوتے اپنے شہزادے کی پیشانی پر لب رکھے تھے ۔

"اور آپ اس بے نام چاند کی گرہیں لگی زندگی کا وہ سویرا ہیں جس کے لیے میں نے خود کو قربان کرتے اپنے رب سے مانگا تھا۔ یقین نہ تھا مل جائیں گے ۔"

وہ لہجے میں الفت و عقیدت لیے کانچ سی سرمئی آنکھوں میں نمی لیے لبوں پر مسکراہٹ لیے اپنے الفاظوں سے وجدان شاہ کو مبہوت کر گئی ۔

"وجدان شاہ قربان اپنے چاند پر ۔"

وہ اس کے ایک ایک نقوش پر اپنے پر شدت لب رکھتا الفت و دیوانگی سے گویا ہوتا چاند کی دھڑکنیں بڑھا گیا ۔

"سائیں کہیں نا آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں ۔"

ہمیشہ کی طرح اظہار کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور وجدان شاہ پر جیسے فرض تھا اپنے چاند کا ہر حکم بجالانا ۔

"مجھے عشق ہے اپنے چاند کی ان سیاہ زلفوں سے جن میں صدا الجھا رہنا چاہتا ہوں ۔

وہ اس کے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتا ان پر لب رکھتے دیوانگی و خماری سے گویا ہوا تھا ۔

"مجھے عشق ہے اس چھوٹی سی چاند پیشانی پر جہاں وجدان شاہ قسمت کا ستارہ بن کر چمکتا ہے ۔"

وجدان شاہ اس کی پیشانی پر کہی بار لب رکھتا ہنوز لہجے میں بولتا چاند کی سماعت میں رس گھول دہا تھا وہ اس کے لمس کو روح تک محسوس کرتی سرشار سی تھی ۔

مجھے عشق ہے اس کانچ سی سرمئی آنکھوں سے جن پر نظر پڑھتے ہی وجدان شاہ کو کوئی اور منظر بھایا ہی نہ تھا ۔"

وہ اس کی کانچ آنکھوں پر لب رکھتے کچھ پر شدت ہوا تھا کیونکہ اسے ان آنکھوں سے جنون کی حد تک عشق تھا ۔

مجھے عشق ہے اس سرخ عارضوں سے جو میری قربت میں سرخیاں بکھرتے مجھے مزید دیوانہ کرتے ہیں ۔

وہ اس کے سرخ گلال عارضوں کو اپنے لمس کی پھوار سے مہکاتے انھیں مزید سرخ کر گیا۔ جیسے جیسے وہ بھول رہا تھا چاند کے دل کی دھڑکنوں ہم آہنگی اختیار کرنے لگی تھی ۔

مجھے عشق ہے اس چھوٹی سی ناک سے جو غصے میں وجدان شاہ کے دل پر قہر ڈھاتی ہے ۔"

اب کے وہ مخمور سا مسکراہٹ کے ساتھ بولتا اس کی ناک کی ٹپ پر لب رکھ گیا

۔

جیسے جیسے وہ نیچے کی جانب بڑھ رہا تھا چاند کا وجود طوفان کے زیر اثر ہونے لگا تھا

۔

"مجھے عشق ہے ان گلاب پنکھڑیوں سے جن کا جام وجدان شاہ کے لیے کسی آب حیات سے کبھی نہیں ہے میرے چاند ۔۔"

وہ اس کا اپری لب انگوٹھے کی مدد سے سہلاتا اب کے بہک گیا تھا۔ تبھی کروٹ بدلتے چاند کا سر تکیے پر گراتا شدید جذبات سے اس کی نازک سی پنکھڑیوں پر جھکتا انھیں اپنی مجنوبانہ جنبشِ عشق میں لیے گیا ۔

وہ سنہری شہزادہ اس پنکھڑیوں کی نرمی و ملائمت پر بری طرح سے دل و جان ہارتا کچھ شدت اور کچھ دیوانگی سے خود کو سیراب کرتا چاند کی جان قیامتوں کے زیر اثر کیے ہوئے تھا ۔

چاند کو اپنے پورے وجود میں برقی لہریں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچل اٹھا تھا ۔

وہ وجدان شاہ کی گردن پر ناخن گھاڑتی جیسے حواس کھونے کو تھی پر اپنے شہزادے کو خود سے دور ہر گز نہ کیا تھا ۔

گھٹی سانسوں پر آنکھیں نم ہوتیں جب وجدان شاہ کو تر کرنے لگیں تو وہ ایکدم سے ہوش میں آتا اسے آزادی دے گیا ۔

جس پر وہ بے دم سی گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی رکی سانسیں بحال کرنے لگی ۔

جبکہ وجدان شاہ اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا نیچے کو بڑھنے لگا تھا ۔

"سس۔۔۔سائیں۔"

چاند کی بس ہوئی تھی ۔

"مجھے عشق ہے ان دھڑکنوں سے جن میں وجدان شاہ بسیرا کیے پورے حق سے براجمان ہے ۔"

وہ اس کا گاؤن ہٹاتا دل کے مقام پر لب رکھتے بے حد جنونیت سے گویا ہوا تھا چاند جو لگا جیسے وہ مزید سانس نہیں لے پائے گی ۔

کیونکہ وہ ظالم شہزادہ بار بار اپنے عمل کو دھراتا اس کی جان کو آ گیا تھا ۔

"سائیں پپ۔۔۔۔پلیز۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی بمشکل لرزتی آواز میں ملتجی لہجے میں بولی تھی ۔

"ہشش میرے چانداب عشق کی منزلیں اور بھی باقی ہیں اور آپ ابھی سے میدان چھوڑنے پر آمادہ نظر آرہی ہیں۔یہ کوئی اچھی بات کہاں ہے میرے سرکار سائیں ۔"

وہ ہاتھ پیچھے لے جاتا ایک جھٹکے سے اس کی زپ کھول گیا ۔

"سائیں ۔"

وہ تڑپی تھی اس افتاد پر ۔

"سائیں قربان حکم میرے سرکار ۔"

وہ جی جان سے متوجو ہوا تھا اس کا چاند بری طرح سے لرزتا اسے مزید بہکا رہا تھا۔ چاند کے لب کچھ کہنے کو بری طرح سے لرزے تھے ۔

تبھی وہ اس کی نازک سی پنکھڑیوں کے پیچ و خم پر پھر سے بہکتا ان پر اپنا تسلط جماتے پھر سے طوفانوں کی زد میں دے گیا ۔

وہ تڑپتی اس بار احتجاج زدہ ہوئی تھی۔ پر وہ اتنی آسانی سے بخشنے والا کہاں تھا۔
پوری شدت سے خود کو سیراب کرتے ۔

وہ اسے آزادی دیتا اس کا رخ موڑا اس اپسراؤں کی دیوی کے کمر کے پیچ و خم پر
اپنے لمس کی پھوار کرتا اپنے وجود سے شرٹ اتر تا دور اچھال گیا ۔

اب راہ فرار نہ پاتے چاند نے خود کو اپنے سائیں کے سپرد کیا تھا ۔

زندگی بے حد بے رحم تھی ایک زخمی شہزادی کے لیے پر اس کے شہزادے نے
اسے اپنے حصار میں قید کرتے دنیا کی ہر بے رحمی سے بچا لیا تھا ۔

کانچ پر سفر کرنے والی چاند احمد خان کو اس کا شہزادہ مل گیا تھا جو اسے چھونے والی ہواؤں سے بھی اس کے لیے لڑ جانے والا تھا ۔

.....

ختم شد